صوفیائے کرام کے فضائل و کمالات اور کرامات پر مشتمل شیخ محمد حبیب البدری کی کتاب الکرامات کا اردو ترجمہ

الکرامات

کراماتِ صوفیاء

مصنف

الشیخ محمد حبیب مہاجر البدری

مترجم

علامہ مفتی محمد وسیم اکرم القادری ایم اے، ایم فل

(شعبہ اسلامیات، سپیریئر گروپ آف کالجز سمبڑیال

صوفیاءِ کرام کے فضائل و کمالات اور کرامات پر مشتمل شیخ محمد حبیب البدری کی کتاب "الکرامات" کا اردو ترجمہ

الکرامات

کراماتِ صوفیاء

مصنف

الشیخ محمد حبیب مہاجر البدری

مترجم

علامہ مفتی محمد وسیم اکرم القادری (ایم اے۔ایم فل)
(H.O.D) (شعبہ اسلامیات) سپیریئر گروپ آف کالجز سمبڑیال)

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

Marfat.com

ہماری کتابیں، معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد
اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب — کراماتِ صوفیاء
نام مصنف — الشیخ محمد حبیب مہاجر البدری
نام مترجم — علامہ مفتی محمد وسیم اکرم القادری
مطبع — آر۔آر پرنٹرز لاہور
ڈیزائن — عاطف بٹ
کمپوزنگ — گُل گرافکس
قیمت — روپے

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

انتساب

اپنے دادجان!
پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ باعمل
علامہ مولانا مولوی محمد حسین نقشبندی
علیہ الرحمۃ (خلیفہ مجاز علی پور سیداں، پیر جماعت علی شاہ صاحب)
اپنے ناناجان!
صوفی باصفاء
حضرت صوفی محمد اسماعیل نقشبندی
علیہ الرحمۃ (مزار شریف آستانہ عالیہ آلومہار شریف، صحبت خاص پیر طریقت صاحبزادہ پیر فیض الحسن شاہ صاحب)
اپنے تایاجی!
صوفی باصفاء، عالمِ باعمل،
حضرت علامہ مولانا مولوی محمد یوسف نقشبندی
علیہ الرحمۃ
اپنے والد
علامہ مولانا مولوی محمد بشیر احمد نقشبندی
اور والدہ محترمہ
خدیجہ اسماعیل
(اللہ میرے والدین کو لمبی زندگی عطا فرمائے۔ ان کے رزق اور علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے، ان کی اولاد کو دین و دنیا کی برکتیں عطا فرمائے۔ آمین)
کے نام

از

محمد وسیم اکرم القادری

Marfat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ الطیبین الطاہرین اجمعین الی یوم الدین

اما بعد!

صوفیاء اوران کی کرامات کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے۔ صوفیاء کرام کی سیرت اور کرامات کے ذکر سے مقصود لوگوں کو آگاہ کرنا ہے کہ یہ تمام اہل علم واہل تصوف "تعظیمِ شریعت" پر متفق تھے، ریاضت کی صفت سے موصوف ہیں، سنت کی اتباع پر قائم تھے اور آداب دین داری میں سے کسی ادب میں خلل نہیں ڈالتے تھے۔ جمیع صوفیاء اس بات پر متفق تھے کہ جو آدمی معاملات اور مجاہدات نہ کرے اور اپنے طریقے کی بنیاد پرہیزگاری اور تقویٰ پر نہ رکھے وہ اپنے دعویٰ تصوف میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ وہ خود فتنہ میں مبتلا ہے۔ وہ خود ہلاک ہے اور وہ لوگ بھی ہلاک ہیں جو تصوف کے دھوکے سے اس کی باطل باتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

ہم نے صوفیاء اوران کی کرامات کا مختصر ذکر کیا ہے کیونکہ اگر ہم ان صوفیاء کرام کے اقوال، حکایات، کرامات اوران کی سیرتوں کا وصف جوان کے احوال پر دلالت کرتا ہے، بیان کرتے تو کتاب بہت طویل ہو جاتی اور اس سے اکتاہٹ پیدا ہو جاتی۔ ہم نے اس قدر بیان کیا جو مقصد کے حصول کے لئے کافی ہے۔ اور توفیق دینے والا اللہ ہی ہے۔

حررہ:

حبیب البدری

☆☆☆

Marfat.com

فہرست

☆ **حصہ اول** 15

☆ معجزہ اور کرامت میں فرق ---------- 15

☆ ظہورِ کرامات......قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں ---------- 18

☆ **حصہ دوم** 29

☆ کرامات ---------- 29

☆ جاگتے ہوئے رسول اللہ کی زیارت ---------- 29

☆ کسی کے مرجانے کی خبر ---------- 29

☆ دنیا اللہ والوں کی خادم ہوتی ہے ---------- 30

☆ رزق کے متعلق فرشتہ سے روزی حاصل کرنا ---------- 30

☆ بابرکت لوگوں کا ساتھ ---------- 31

☆ ایک صاحب کشف ---------- 32

☆ سورۃ یٰسین کی برکت ---------- 33

☆ ولی کی خوراک ---------- 34

☆ روح کا روح کو پہچاننا ---------- 34

☆ سچ کی برکت ---------- 35

☆ تاجر کا موتی ---------- 35

☆ ماں کا حق ---------- 36

☆ سانپ کا خدمت میں حاضر ہونا ---------- 36

☆ انتظار رسول ---------- 36

☆ بوقت وفات ---------- 36

☆ پرندوں کا سایہ کرنا ---------- 36

Marfat.com

☆ دعائے ذوالنون ---------- 36
☆ درندوں کی مہمان نوازی ---------- 37
☆ شیخ ابوالخیر کی کرامت ---------- 375
☆ شیر کا ڈرنا ---------- 375
☆ گمشدہ نگینہ ---------- 38
☆ شیخ احمد طابرانی سرخسی کی کرامت ---------- 38
☆ زمین کا سونا بننا ---------- 39
☆ غیبی ندا ---------- 39
☆ گدھے کا کلام کرنا ---------- 39
☆ شیخ نوری اور کرامات ---------- 40
☆ اللہ کے لیے بال مونڈنا ---------- 40
☆ شیخ اسحاق بن احمد کی کرامت ---------- 40
☆ دریا کے کناروں کا ملنا ---------- 41
☆ کیلوں کا خوشہ ---------- 41
☆ شیخ ابوعلی سندی ---------- 41
☆ عجیب کام ولی ہونے کی علامت نہیں ---------- 42
☆ سب سے بڑی کرامت ---------- 42
☆ وضو کا پانی ---------- 42
☆ لذیذ کھانا ---------- 42
☆ لکڑی کا لمبا ہونا ---------- 42
☆ درخت کے نیچے سے آواز آنا ---------- 43
☆ سفر کی پریشانی ختم ---------- 44
☆ تیس برس ---------- 45
☆ ولی کے لیے زمین کا سمٹنا اور اشیاء کی حقیقت کا بدلنا ---------- 46
☆ دل کی بات سے آگاہی ---------- 47
☆ شیخ ابراہیم خواص اور ایک نابینا ---------- 47

Marfat.com

☆ جلاد کا ہاتھ رکنا ---------- 49
☆ رقعہ کا ہوا میں اڑنا ---------- 50
☆ کنکریوں کا سونا بننا ---------- 51
☆ فوت شدہ کا اپنا دایاں ہاتھ پکڑانا ---------- 52
☆ اولیاء کی گستاخی کی سزا ---------- 54
☆ حضرت خضر کا مدد کرنا ---------- 55
☆ اظہار عاجزی ---------- 56
☆ گم شدہ مشکیزے کا حاضر ہونا ---------- 57
☆ بیماری کا ختم ہونا ---------- 58
☆ شیخ ذوالنون مصری کی توبہ کے متعلق روایت ---------- 59
☆ کپڑے کا بڑھ جانا ---------- 60
☆ ستر ہزار ملائکہ ---------- 61
☆ ایک اعرابی کی دعا ---------- 62
☆ کفن چور کی توبہ ---------- 63
☆ ایک صاحب ایمان کی دعا ---------- 64
☆ کھانے کی طلب ---------- 65
☆ دعا کا مقبول ہونا ---------- 66
☆ دعا کا قبول ہونا اور پانی پر چلنا ---------- 67
☆ درخت کا کلام کرنا ---------- 68
☆ ہوا میں اڑنا ---------- 69
☆ بصرہ اور عرفات ---------- 71
☆ پہاڑ کا حرکت کرنا ---------- 72
☆ جنگل میں رزق کا مہیا ہونا ---------- 73
☆ شیر سے خدمت ---------- 75
☆ پرندے کا اطاعت کرنا ---------- 76
☆ لکڑی کے برادے کا آٹا بننا ---------- 77

Marfat.com

☆ دینار اور دیانت ---------- 78
☆ شیخ حبیب عجمی کی تھیلی ---------- 79
☆ حوروں اور آسمان کے دروازوں کو ملاحظہ کرنا ---------- 80
☆ صوفیاء اور ان کی کرامات کا بیان 82
☆ امام علی بن حسین ---------- 82
☆ حضرت محمد بن علی بن حسین ---------- 89
☆ حضرت جعفر صادق ---------- 100
☆ امام ابو حنیفہ ---------- 109
☆ شیخ عدی بن مسافر ---------- 111
☆ شیخ العربی الفشتانی المغربی ---------- 119
☆ شیخ عزاز بن مستودع البطائحی ---------- 123
☆ شیخ علاؤالدین ---------- 124
☆ شیخ ابراہیم بن ادہم ---------- 125
☆ شیخ ذوالنون مصری ---------- 127
☆ حضرت فضیل بن عیاض ---------- 128
☆ شیخ معروف کرخی ---------- 129
☆ شیخ سری سقطی ---------- 132
☆ حضرت موسیٰ کاظم ---------- 134
☆ امام محمد بن علی رضا ---------- 141
☆ شیخ ابو عفان عثمان بن علی بن سعید بن شاروح ---------- 157
☆ شیخ عثمان السروجی ---------- 158
☆ شیخ بشر حافی ---------- 160
☆ شیخ سہل تستری ---------- 163
☆ شیخ عبدالرحمٰن دارانی ---------- 165
☆ شیخ حاتم اصم ---------- 167
☆ شیخ محمد بن المنکدر ---------- 168

Marfat.com

☆ شیخ یحییٰ بن معاذ رازی ---------- 168

☆ شیخ احمد بن خضرویہ بلخی ---------- 169

☆ شیخ احمد بن ابی الحواری ---------- 170

☆ شیخ ابوتراب نخشبی ---------- 171

☆ شیخ ابوالحسن الثالث ---------- 172

☆ شیخ احمد بن محمد نوری ---------- 175

☆ شیخ احمد بن یحییٰ جلاء ---------- 176

☆ شیخ رویم بن احمد ---------- 177

☆ شیخ محمد بن فضل بلخی ---------- 178

☆ شیخ علی بن سہل اصبہانی ---------- 179

☆ شیخ ابن محمد جریری ---------- 180

☆ شیخ احمد بن محمد آدمی ---------- 180

☆ شیخ ابراہیم بن احمد الخواص ---------- 181

☆ شیخ محمد عبداللہ بن محمد خراز ---------- 181

☆ شیخ بنان بن محمد حمال ---------- 182

☆ شیخ ابوحمزہ بغدادی بزاز ---------- 182

☆ شیخ محمد بن موسیٰ واسطی خراسانی ---------- 183

☆ شیخ ابوالحسن بن صائغ ---------- 184

☆ شیخ عبداللہ بن منازل ---------- 185

☆ شیخ محمد بن عبدالوہاب ثقفی ---------- 185

☆ شیخ ابوالخیر اقطع مغربی ---------- 186

☆ شیخ ابوبکر الکتانی البغدادی ---------- 186

☆ شیخ اسحاق بن محمد نہر جوری ---------- 186

☆ شیخ ابراہیم بن داؤد الرقی ---------- 187

☆ شیخ ابن جنیب الصفدی ---------- 187

☆ ابورباح الدجانی الیافعی ---------- 189

Marfat.com

☆ شیخ الامیر الجزائری ---------- 190
☆ شیخ ابونجیب عبدالقاہر ---------- 192
☆ شیخ عبداللہ المروزی ---------- 194
☆ شیخ ابن الاستاذ المروزی ---------- 195
☆ شیخ ابن میمون الحموی ---------- 200
☆ شیخ عبداللہ الیونینی ---------- 201
☆ حضرت عبداللہ الحامی المصری ---------- 205
☆ حضرت عبداللہ العجمی ---------- 206
☆ شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن باعباد الحضری ---------- 208
☆ شیخ ممشاد دینوری ---------- 210
☆ شیخ خیر نساج ---------- 210
☆ شیخ ابوحمزہ خراسانی ---------- 211
☆ شیخ ابوبکر بن جحدر شبلی ---------- 212
☆ شیخ عبداللہ مرتعش نیشاپوری ---------- 213
☆ شیخ احمد بن محمد روذباری ---------- 213
☆ شیخ ابوالحسن علی بن محمد مزین ---------- 214
☆ شیخ ابوعلی بن کاتب ---------- 214
☆ شیخ مظفر قرمسینی ---------- 215
☆ شیخ ابن طاہر ابہری مکی ---------- 215
☆ شیخ ابوالحسین بن بنان ---------- 216
☆ شیخ ابراہیم بن شیبان قرمسینی ---------- 216
☆ شیخ بن یزدانیار ---------- 216
☆ شیخ ابوسعید بن اعرابی ---------- 217
☆ شیخ محمد بن ابراہیم زجاجی ---------- 217
☆ شیخ ابوعبداللہ محمد بن الحسین ---------- 218
☆ شیخ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن محمد الزکوی ---------- 219

Marfat.com

☆ شیخ ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر بغدادی ---------- 220
☆ شیخ عبداللہ بن رازی ---------- 221
☆ شیخ علی بن احمد سہل بوشنجی ---------- 222
☆ شیخ بندار بن حسین شیرازی ---------- 223
☆ شیخ ابو العباس دینوری ---------- 224
☆ شیخ ابو عبداللہ محمد بن عیسیٰ الزیلعی ---------- 225
☆ شیخ محمد بن عمر بن محمد بن عبد الرحمٰن عباد حضری ---------- 226
☆ شیخ ابو عبداللہ محمد بن مبارک برکانی ---------- 227
☆ شیخ ابو عبداللہ محمد بن عمر النہاری الیمنی ---------- 228
☆ شیخ حسین زکی ---------- 230
☆ شیخ عبداللہ بن خبیق ---------- 233
☆ شیخ احمد ابن عاصم انطاکی ---------- 234
☆ شیخ ابو بکر احمد زقاق کبیر ---------- 235
☆ شیخ ابو عبید بسری ---------- 237
☆ شیخ شاہ بن شجاع کرمانی ---------- 238
☆ شیخ محمد بن علی ترمذی ---------- 239
☆ شیخ احمد بن محمد بن مسروق طوسی ---------- 241
☆ شیخ سعید بن اسماعیل حیری ---------- 245
☆ شیخ محمد الخضری مجذوب ---------- 247
☆ شیخ محمد مغربی ---------- 249
☆ شیخ محمد بن زرعہ مصری ---------- 250
☆ شیخ ابو عثمان سعید بن سلام مغربی ---------- 251
☆ شیخ ابو الحسن حصری بقری ---------- 252
☆ شیخ سید عبدالقادر جیلانی ---------- 258
☆ شیخ عبداللہ بن علوی ابن الاستاد الاعظم ---------- 265
☆ حضرت عبداللہ المنوفی ---------- 271

Marfat.com

☆ شیخ عبداللہ بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن العیدروس ---------- 273
☆ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن صاحب المشہد ---------- 277
☆ شیخ عبداللہ بن علوی الحداد ---------- 279
☆ شیخ عبداللہ الدہلوی المعروف بشاہ غلام ---------- 281
☆ شیخ عبداللہ ابن الشیخ خضر الرعمی ---------- 285
☆ شیخ عبدالمعطی التونسی ---------- 287
☆ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ---------- 290
☆ شیخ عبیداللہ احرار ---------- 295
☆ شیخ حارث بن اسد محاسبی ---------- 300
☆ شیخ ابایزید بسطامی ---------- 305
☆ شیخ ابوعمرو عثمان بن مروزۃ البطائحی ---------- 308
☆ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی ---------- 316
☆ شیخ محمد بن ابراہیم الکروی ---------- 320
☆ شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ یحییٰ ہمدانی ---------- 321
☆ شیخ محمد بن عبداللہ دِھنی ---------- 322
☆ شیخ محمد بن علی بن محمد دویمہ ---------- 324
☆ شیخ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن ---------- 326
☆ شیخ محمد شمس الدین حنفی ---------- 328
☆ شیخ یونس بن یوسف بن مساعد الشیبانی ---------- 338
☆ شیخ یوسف التمیمی ---------- 345
☆ شیخ یوسف بن نبہان الایلوحی ---------- 349
☆ شیخ نجم الدین کبریٰ ---------- 350
☆ شیخ نصر الخراط ---------- 352
☆ شیخ نور الہدیٰ ابن الولی الکبیر آق شمس الدین ---------- 359
☆ شیخ یاقوت العرشی ---------- 361
☆ شیخ یحییٰ بن علی الضافیری ---------- 362

Marfat.com

☆ شیخ ابوالفتح القواص واسمہ یوسف بن عمر ---------- 371
☆ شیخ علی الہیتی ---------- 372
☆ شیخ علی بن وہب الربیعی ---------- 675
☆ شیخ مطر الباذرائی ---------- 388
☆ شیخ مکارم بن ادریس النہر خالصی ---------- 391
☆ شیخ موسیٰ ابوعمران السیدرانی ---------- 392
☆ سیدہ میمونہ السوداء ---------- 399
☆ شیخ ناصر الدین الجعبری ---------- 401
☆ شیخ علی الحریری ---------- 406
☆ شیخ محمد ابو فاطمہ عجلونی ---------- 408
☆ شیخ محمد شمس الدین ویروطی ---------- 409
☆ شیخ محمد بہاؤالدین مجذوب ---------- 413
☆ شیخ علی بن ابی بکر المقبول ---------- 414
☆ شیخ محمد فرفور ---------- 415
☆ شیخ محمد الشربینی ---------- 422
☆ شیخ محمد بن عبدالرحیم المنیر البعلی ---------- 424
☆ شیخ علی العمری ---------- 428
☆ شیخ السلطان محمود نورالدین الشہید ---------- 454
☆ شیخ محی الدین اسکلیبی ---------- 456
☆ شیخ محیی الدین الفاخوری البیروتی الخلوتی ---------- 460
☆ شیخ مدین بن احمد الاشمونی ---------- 461
☆ شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی ---------- 468
☆ شیخ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند ---------- 470
☆ شیخ شہاب الدین السہروردی ---------- 493
☆ شیخ عمر الحصار ---------- 496
☆ شیخ عمر بن علی بن غنیم ---------- 499

Marfat.com

☆ شیخ ابو محمد عیسیٰ بن حجاج العامری ---------- 500
☆ شیخ عیسیٰ الصالحی الحنبلی ---------- 502
☆ شیخ غنائم السعودی ---------- 503
☆ سیدہ فاطمہ بنت المثنی ---------- 504
☆ شیخ فتح بن شحرف ابو نصر الکشی ---------- 508
☆ شیخ ابو محمد القاسم بن عبداللہ البصری ---------- 510
☆ شیخ ماجد الکردی ---------- 516
☆ شیخ مانع ---------- 518
☆ شیخ محمد بن حسن الیمنی ---------- 520
☆ شیخ محمد بن صدقہ ---------- 522
☆ شیخ محمد بن احمد فرغل ---------- 523
☆ شیخ مصطفیٰ ابن عمرو الخلوتی ---------- 525
☆ شیخ سید ابو الحسن علی الشاذلی ---------- 530
☆ شیخ ابو الحسن علی بن الحسن الاصابی ---------- 535
☆ شیخ علی بن ابراہیم البجلی ---------- 537
☆ شیخ ابو الحسن علی بن موسیٰ الہاملی الفقیہ الحنفی ---------- 540
☆ شیخ ابو الحسن علی بن عبداللہ الطواشی ---------- 541
☆ شیخ ابو الحسن علی بن ابی بکر بن محمد بن شداد الیمنی ---------- 543
☆ شیخ علی بن ابی بکر السقاف ---------- 544
☆ شیخ سید الشریف علی بن میمون ---------- 545
☆ شیخ علی بن عطیۃ بن الحسن الحداد (علوان حموی) ---------- 547
☆ شیخ علی الخواص ---------- 550
☆ شیخ علی الشونی المصری ---------- 554

☆☆☆

Marfat.com

حصہ اول

معجزہ اور کرامت میں فرق

وجوہ امتیاز:

معجزہ اور کرامت میں کئی وجوہ سے فرق ہے۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1: مومن متقی سے اگر کوئی ایسی نادر الوجود، تعجب خیز چیز صادر ہو جائے جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی تو اس کو "کرامت" کہتے ہیں۔

اس قسم کی چیزیں اگر انبیاءِ کرام سے اعلانِ نبوت سے پہلے ظاہر ہوں تو "ارہاص" اور اگر اعلانِ نبوت کے بعد تو "معجزہ" کہلاتی ہیں۔

ایسی چیزیں اگر عام مومنین سے ظاہر ہوں تو ان کو "معونت" کہتے ہیں، اگر ایسی چیزیں کسی کافر سے اس کی خواہش کے مطابق ظاہر ہوں تو اس کو "استدراج" کہا جاتا ہے۔

2: معجزہ اور کرامت کی حقیقت ایک ہی ہے۔ پس دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ خلاف عادت و تعجب خیز چیزیں اگر کسی نبی کی طرف سے ظہور پذیر ہوں تو یہ "معجزہ" کہلاتی ہیں اور اگر ان کا ظہور کسی ولی کی جانب سے ہو تو یہ "کرامت" کہلاتی ہیں۔

3: حضرت امام یافعی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "نشر المحاسن الغالیہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ "امام الحرمین ابو بکر باقلانی، ابو بکر فورک، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی شافعی، امام المنطق امام فخر الدین رازی، علامہ ناصر الدین بیضاوی، علامہ محمد بن عبد الملک سلمی، علامہ ناصر الدین طوسی، حافظ الدین نسفی اور امام ابو القاسم قشیری، اکابر علماءِ اہل سنت و محققین ملت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے متفقہ طور پر تحریر فرمایا ہے کہ "معجزہ اور کرامت میں یہ فرق ہے کہ خارقِ عادت فعل کا صدور اگر کسی نبی سے ہو تو اسے "معجزہ" کہا جائے گا اور اگر اس کا صدور کسی ولی سے ہو تو اسے "کرامت" کے نام سے یاد کیا جائے گا۔"

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دس اماموں کے نام اور ان کی کتابوں کی عبارتیں نقل فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ "ان اماموں کے علاوہ دوسرے بزرگانِ دین وملت کا بھی یہی ارشاد ہے لیکن ان علم وفضل و تحقیق و تدقیق کے پہاڑوں کے ذکر کر دینے کے بعد مزید محققین کے ناموں کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔"

4: وہ عجیب و غریب کام جو عادتاً ناممکن ہو، جسے نبی اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کرے اور اس سے منکرین عاجز ہو جائیں وہ "معجزہ" ہے۔ جیسے مردوں کو زندہ کرنا، انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا وغیرہ ایسی عجیب و غریب بات اگر ولی سے ظاہر ہو تو اسے "کرامت" کہتے ہیں۔

شیخ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "معجزہ" تحدی (دعوائے نبوت) کے ساتھ ہوتا ہے۔ جبکہ "کرامت" کے

Marfat.com

وقوع کے وقت ولی کی طرف سے تحدی (دعوائے نبوت) نہیں ہوتا۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ جب ولی خارقِ عادت فعل کے ساتھ اپنی ولایت کا دعویٰ کرے تو یہ معجزۂ رسول کا قادح نہیں بخلاف اس کے کہ وہ ولی اس فعل سے نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے۔ دریں صورت وہ اس دعویٰ میں کاذب ہوگا اور کاذب اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس کے ہاتھ پر ایسے فعلِ خارقِ عادت کا ظہور ناممکن، نادرست ہے، جو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے صادر ہوتا ہے۔"

6: معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر ولی کے لیے "کرامت" کا ہونا ضروری نہیں، لیکن ہر نبی کے لیے "معجزہ" کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ ولی کے لیے لازم نہیں کہ اپنی ولایت کا اعلان کرے کہ میں ولی ہوں، بلکہ ولی کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ جانے کہ میں ولی ہوں کہ نہیں۔ اسی لیے بعض ایسے ولی ہوتے ہیں جن سے کرامت یا کشف ظاہر نہیں ہوتا۔ مگر نبی کے لیے اپنی نبوت کا ثبوت ضروری ہے کیونکہ انسان کے سامنے نبوت کا ثبوت بغیر "معجزہ" دکھائے ہو نہیں سکتا۔ اس لیے ہر نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے (لیکن ولی کے لیے کرامت کا ہونا اور دکھلانا ضروری و لازمی نہیں)۔

دیگر فرق:

1: صاحبانِ تحقیق نے کرامت اور معجزہ میں فرق کے سلسلے میں بحث کی ہے۔ چنانچہ امام ابو اسحاق اسفرائنی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"معجزات نبی کی سچائی کے دلائل ہیں اور نبوت کی دلیل نبی کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہوسکتی جس طرح عقلِ محکم کسی عالم کے عالم ہونے کی دلیل ہے تو وہ غیر عالم کے پاس نہیں ہوسکتی۔ اولیاء کرام کے لئے کرامات ہیں۔ جیسے دعا کا قبول ہونا، لیکن جو چیزیں انبیاء کرام کے معجزات ہیں وہ کبھی بھی کسی ولی کی کرامت نہیں ہوسکتی۔"

2: حضرت امام ابوبکر بن فورک علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"معجزات دلائلِ صداقت ہیں۔ پھر اگر وہ آدمی نبوت کا دعویٰ کرے تو معجزہ اس کے قول کی سچائی کی دلیل ہے اور اگر وہ ولایت کی طرف اشارہ کرے اور یہ خارقِ عادت فعل اس کی حالت کے صدق کی دلیل ہے تو اس کو کرامت کہتے ہیں، معجزہ نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ جنس معجزات میں سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ نبوت اور ولایت میں فرق ہے (اسی طرح معجزہ اور کرامت میں بھی فرق ہے)۔"

3: حضرت امام ابوبکر بن فورک علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"معجزہ اور کرامت میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ انبیاء کرام کو اظہارِ معجزات کا حکم دیا گیا اور ولی پر کرامت چھپانا واجب ہے۔ نبی معجزہ کا دعویٰ کرتا اور اس سلسلے میں قطعی بات کرتا ہے اور ولی اس کا دعویٰ بھی نہیں کرتا اور قطعی قول بھی نہیں کرتا کیونکہ ہوسکتا ہے یہ صرف دھوکہ ہو۔"

4: شیخ قاضی ابوبکر اشعری علیہ الرحمۃ جو یکتا روزگار تھے، کا ارشاد ہے:

"معجزہ نبی کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور کرامت ولی کے ساتھ اسی طرح خاص ہوتی ہیں جس طرح معجزات

Marfat.com

انبیاء کے لیے، لیکن اولیاء کرام کیلئے معجزہ نہیں ہوتا کیونکہ معجزہ کیلئے شرط ہے کہ اس کے ساتھ دعویٰ نبوت بھی ہو۔ معجزہ بذات خود عاجز کرنیوالا نہیں ہوتا۔ یہ معجزہ تب بنتا ہے جب اس میں بہت سی صفات پائی جائیں۔ جب ان شرائط میں سے کسی ایک شرط میں بھی خلل ہو تو وہ معجزہ نہیں ہوگا اور ان شرائط میں سے ایک نبوت کا دعویٰ ہے اور ولی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا لہٰذا جو کچھ اس کے ہاتھوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ معجزہ نہیں ہوتا۔"

امام قشیری کی رائے:

امام قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم اس قول پر یقین رکھتے ہیں اور اس کے ہر لحاظ سے قائل ہیں بلکہ یہی ہمارا دین ہے۔ پس معجزہ کی تمام یا اکثر شرائط کرامت میں پائی جاتی ہیں لیکن یہ ایک شرط (یعنی دعویِٰ نبوت) نہیں پائی جاتی اور کرامت یقیناً ایک نو پید فعل ہے کیونکہ قدیم فعل کسی ایک کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا۔

کرامت عادت کے خلاف کوئی عمل ہوتا ہے اور یہ تکلیف کے وقت پائی جاتی ہے۔ کرامت کسی بندے سے اس لیے ظاہر ہوتی ہے کہ اس کی تخصیص اور فضیلت ظاہر ہو جائے۔ کبھی یہ کرامت ولی کے اختیار اور دعا سے ظاہر ہوتی ہے اور کبھی ظاہر نہیں ہوتی اور بعض اوقات اس کے اختیار کے بغیر ظاہر ہوتی ہے۔ ولی کو اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ لوگوں کو اپنی مجلس اختیار کرنے کی دعوت دے لیکن اگر وہ اہل لوگوں کے سامنے اظہار کرے تو جائز ہے۔

کرامت، جادو اور شعبدہ بازی میں فرق:

کرامت، جادو اور شعبدہ بازی میں کیا فرق ہے اس کے متعلق علمائے فن لکھتے ہیں:

"کرامت بذات خود باقی رہتی ہے یا تادیر اس کا اثر باقی رہتا ہے مگر اس کے مقابل جادو سریع الزوال (جلدی زائل ہو جانے والا) ہوتا ہے، یعنی اس کا اثر فوراً زائل ہو جاتا ہے۔ (کرامت، شعبدہ بازی اور جادو میں ایک اور فرق یہ ہے کہ) ولی اپنی کرامت بڑے بڑے اصحابِ عقل و دانش کے سامنے مجمع عام میں دکھاتا ہے جبکہ شعبدہ باز اپنے شعبدے اور کرتب بچوں، کم عقل، جاہلوں کو دکھاتا ہے۔"

☆☆☆

Marfat.com

ظہورِ کرامات......قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں

ظہور کرامت جائز ہے:

کرامات اولیاء کا ظاہر ہونا جائز ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ یہ ایک ایسا امر ہے جسے عقل تسلیم کرتی ہے اور اس سے شرعی حدود میں سے کوئی حد نہیں ٹوٹتی۔ پس اللہ تعالیٰ کا اس کے ایجاد پر قادر ہونے کے وصف سے موصوف ہونا واجب ہے۔ جب یہ بات واجب ہے کہ یہ اللہ کی قدرت میں ہے تو اس کے حصول کے جواز میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں۔

کرامت کا معنی ومفہوم:

ظہور کرامت اس امر کی دلیل ہے کہ جس کے ہاتھ پر یہ ظاہر ہوئی ہے وہ اپنے احوال میں صادق ہے کیونکہ جو آدمی اپنے احوال میں صادق نہ ہو اس سے اس قسم کی کرامت کا ظہور درست نہیں۔ کرامات پر جس امر سے دلالت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس قدیم ذات یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سچے اور جھوٹے میں فرق کرنے کیلئے استدلال کی پہچان کرائی ہے جو عقل میں آسکتا ہے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ولی کو کچھ ایسے امور کے ساتھ خاص کر دیا جائے جو جھوٹے دعویٰ دار میں نہیں پائے جاسکتے اور یہی کرامت ہے۔ جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

عادات کے خلاف فعل:

لازم ہے کہ کرامت ایسا فعل ہو جو عام عادت کے خلاف ہو اور ایسے آدمی سے ظاہر ہو جو ولایت کے ساتھ موصوف ہو تاکہ اس کی حالت سے اس کی تصدیق ہوسکے۔

ولی کو اپنی ولایت کا علم ہوتا ہے کہ نہیں:

کیا ولی کو اپنا ولی ہونا معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ چنانچہ امام ابوبکر بن فورک علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''یہ بات ماننا جائز نہیں کہ ولی کو اپنے ولی ہونے کا علم ہوتا ہے، کیونکہ اس طرح تو اس کا خوف ختم ہو جائے گا اور وہ بے فکر ہو جائے گا۔

لیکن شیخ استاذ ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ بات ماننا جائز ہے کہ ولی کو اپنے ولی ہونے کا علم ہوسکتا ہے۔

امام قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''ہم بھی اسی بات کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی کے قائل ہیں جو شیخ استاذ ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ نے فرمائی ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ تمام اولیاء کرام کو اپنے ولی ہونے کا علم ہو لیکن بعض کو اس بات کا علم ہونا جائز ہے جس

Marfat.com

طرح بعض کو اس کا علم نہ ہونا جائز ہے اور جب کسی ولی کو اپنی ولایت کا علم حاصل ہو جائے تو اس علم کا حصول بھی اس کی کرامت ہے۔"

نبی اور ولی......کرامت اور معجزہ:

یہ لازم نہیں کہ جو کرامت کسی ایک ولی کیلئے ہو وہی بعینہٖ سب اولیاء کے لیے ہو، بلکہ اگر کسی ولی کیلئے دنیا میں کرامت ظاہر نہ بھی ہو تو اس سے اس کے ولی ہونے میں کوئی اندیشہ لازم نہیں آتا، برعکس انبیاء کرام کے، ان کے لئے معجزات کا ہونا ضروری ہے کیونکہ نبی کو مخلوق کی طرف بھیجا جاتا ہے لہٰذا لوگ اس کی پہچان کے محتاج ہوتے ہیں اور یہ پہچان فقط معجزہ کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ جب کہ ولی کا معاملہ اس کے برخلاف ہوتا ہے کیونکہ مخلوق پر واجب نہیں کہ وہ ولی کی ولایت کو تسلیم کریں بلکہ خود اس ولی پر بھی واجب نہیں کہ اس کو اس کے ولی ہونے کا علم ہو۔ عشرہ مبشرہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کے معاملے میں تصدیق کی جو آپ نے ان کو دی تھی کہ تم لوگ جنتی ہو۔

ولایت کو جاننا:

جس کا یہ قول ہے کہ ولی کے لئے اپنی ولایت کو جاننا جائز نہیں ہے کیونکہ اس طرح وہ بے خوف ہو جائے گا تو اس میں کوئی بات نہیں کیونکہ وہ انجام کے بدلنے سے ڈرتے ہیں اور ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی جو ہیبت، تعظیم اور بزرگی کا عقیدہ ہے وہ بڑھتا رہتا ہے اور وہ اس خوف سے کہیں زیادہ ہے۔

ولی کا اپنی کرامت پر نظر رکھنا:

جان لو کہ ولی سے جو کرامت ظاہر ہوتی ہے اس پر اس کا نظر رکھنا درست نہیں۔ بعض اوقات اس قسم کی کرامات کے ظہور سے ان لوگوں کا یقین مضبوط اور بصیرت بڑھ جاتی ہے کیونکہ ان کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا فعل ہے، پس وہ اس کے ذریعے اپنے عقائد کی درستگی پر استدلال کرتے ہیں۔

ولی کو اپنی کرامت کا علم ہوتا ہے:

مختصر یہ ہے کہ اولیاء پر کرامات کے ظہور کے جواز کا قول واجب ہے اور جمہور اہل معرفت کا یہی نظریہ ہے اور چونکہ اس قسم کی خبریں اور واقعات کثرت سے منقول ہیں اس لیے اولیاء کرام سے ان کرامات کے ظہور اور ان کے اس بات کو جاننے سے ان کا علم مضبوط ہو جاتا ہے جس سے شکوک وشبہات اٹھ جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے (جب ان کی امت کے ایک ولی نے کہا:)

((انا اتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك))

"میں اسے آپ کے پاس حاضر کردوں گا اس سے پہلے کہ آپ اپنی آنکھ کی پلکوں کو ہلائیں۔"

(سورۃ النمل، آیت نمبر: ۴۰)

حالانکہ اس قول کے قائل حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ تھے جو کہ نبی نہ تھے۔

سیدنا عمر فاروق کی کرامت:

حدیث مبارکہ سے دلیل اس طرح ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے جمعہ کے دن خطبہ کے دوران فرمایا:

Marfat.com

((یا ساریۃ الجبل))

"اے ساریہ! پہاڑ کی جانب دھیان دو۔"

(تاریخ الامم والملوک، جلد ۴، صفحہ نمبر: ۱۷۸) (البدایہ والنہایہ، جلد نمبر: ۷، صفحہ نمبر: ۱۳۱)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز اس وقت حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی اور وہ اسی وقت پہاڑ کے ان مقامات کی جانب متوجہ ہوئے جہاں دشمن چھپا ہوا تھا۔

کیا کوئی کرامت معجزہ سے بڑھ کر ہوتی ہے:

سوال: ایسی کرامات کے ظہور کا کیسے امکان ہے جو انبیاء کرام کے معجزات سے بڑھ کر ہوں۔؟ نیز کیا اولیاء کرام کو انبیاء کرام پر فضیلت دینا جائز ہے؟

جواب: اس امت کے اولیاء کی کرامات ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات شمار کی جاتی ہیں۔ بلاشبہ جو کوئی آدمی اسلام میں سچا نہیں اس سے کرامت کا ظہور نہیں ہوتا اور جس نبی کے کسی امتی سے کرامت ظاہر ہو وہ اس نبی کا معجزہ شمار کی جاتی ہے، کیونکہ اگر وہ سچا نبی نہ ہوتا تو اس کی پیروی کرنے والے سے کرامت کا ظہور نہ ہوتا۔

اب رہا سوال کے دوسرے حصے کا جواب تو جہاں تک اولیاء کرام کے مرتبہ ومقام کا تعلق ہے تو اس بات پر ساری امت کا اجماع ہے کہ اولیاء کبھی بھی انبیاء کرام کے مقام ومرتبہ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

چنانچہ شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے اسی مسئلہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"جتنا علم ومرتبہ ومعجزات انبیاء کرام کو حاصل ہیں اس کی مثال شہد کے مشکیزے سے ٹپکنے والے قطرہ کی سی ہے اور جو کچھ مشکیزے کے اندر ہے وہ ہمارے نبی کے مقام ومرتبہ ومعجزات کی مثال ہے۔"

کرامات کی مختلف صورتیں:

کرامات کبھی تو قبولیت دعا کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں، کبھی فاقہ کے وقت کسی ظاہری سبب کے بغیر کھانا میسر آنے کی صورت میں یا کبھی پیاس کے وقت فوراً پانی حاصل ہونے یا تھوڑی سی مدت میں طویل مسافت طے کرنے یا دشمن سے چھٹکارا حاصل ہونے یا غیبی خطاب سننے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ المختصر ایسی باتوں کا ظہور ہوتا ہے جو عام عادات کے خلاف ہیں۔

کس چیز کو کرامت نہیں کہا جا سکتا:

جان لو کہ موجودہ زمانہ میں اللہ کی بعض قدرتوں کا ظہور ہوتا ہے اور ان سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اولیاء کرام سے بطور کرامت ظاہر نہیں ہو سکتیں۔ ان چیزوں کا علم ضروری طور پر یا بطور شبہ ضروری حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً: کوئی بچہ والدین کے بغیر پیدا ہو جائے یا جمادات میں سے کوئی چیز جانور یا چوپایہ کی شکل میں بدل جائے اور اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں (یہ کام کوئی ولی نہیں کر سکتا)۔

ولی بمعنی فاعل:

اگر پوچھا جائے کہ ولی کا معنی کیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ لفظ ولی دو باتوں کا متحمل ہے۔ یا تو فعیل سے فاعل سے

Marfat.com

مبالغہ ہے جیسا کہ علیم اور قدیر۔ تب اس کا معنی ہے: وہ بندہ جس میں تسلسل کے ساتھ عبودیت پائی جاتی ہے اور وہ کوئی گناہ نہیں کرتا۔

ولی بمعنی مفعول:

یا پھر لفظ ولی فعیل سے مفعول کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ قتیل مقتول کے معنی میں ہے اور جریح مجروح کے معنی میں ہے۔ تب ولی اس بندے کو کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے جس کا دوست و مددگار بن جائے اور اس کی حفاظت و نگہبانی کرے۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے بندے کو جو گناہوں پر طاقت ہوتی ہے وہ سلب کر لی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے عبادت و اطاعت پر قدرت کی توفیق ہمیشہ کے لیے عطا فرما دیتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((وھو یتولی الصالحین))

''اور اللہ تعالیٰ صالحین کا ولی ہے۔'' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر: ۱۹۶)

معصوم یا محفوظ:

اگر سوال کیا جائے کہ کیا ولی معصوم ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام کی معصومیت واجب ہے لیکن ولی کی معصومیت واجب نہیں ہے۔ ہاں اولیاء کرام ''محفوظ'' ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔ اگرچہ کمزوری، غلطی اور لغزش ان میں پائی جاتی ہے اور یہ بات ان کے محفوظ ہونے کے وصف میں رکاوٹ نہیں ہے۔

چنانچہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

''اے ابوالقاسم! کیا عارف زنا کا مرتکب ہو سکتا ہے؟''

انہوں نے کچھ دیر سر جھکایا اور پھر فرمایا:

((وکان امر اللہ قدراً مقدوراً))

''اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے۔'' (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر: ۳۸)

انجام کا فکر:

اگر سوال کیا جائے کہ کیا اولیاء کرام اپنی کرامات کی وجہ سے انجام کے خوف سے بے فکر ہو جایا کرتے تھے۔؟

جواب یہ ہے کہ اکابر پر تو ہمیشہ خوف غالب رہتا تھا۔ کبھی کبھار خوف ساقط بھی ہو جاتا ہے۔

شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''اگر کوئی آدمی کسی باغ میں جائے جس میں کثیر درخت ہوں اور ہر درخت پر ایک پرندہ ہو جو فصیح زبان سے کہے: السلام علیک یا ولی اللہ'' اے اللہ کے ولی! تجھ پر سلام ہو''۔ اب اگر اسے یہ خوف نہ ہو کہ یہ فریب ہے تو وہ دھوکہ کھا جائے گا۔''

صوفیاء کرام کے واقعات میں اس طرح کی کثیر امثلہ موجود ہیں۔

Marfat.com

ولی کا خاتمہ:

اگر سوال کیا جائے کہ جو آدمی فی الوقت ولایت کے عہد پر ہے کیا اس کے انجام میں تبدیلی ہوسکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ولایت میں ''حسن موافاۃ'' (اچھی وفاداری) کی شرط لگائی ہے ان کے نزدیک ایسا ممکن نہیں اور جس نے کہا کہ اس وقت وہ حقیقتاً مومن ہے اگرچہ بعد میں اس کی حالت بدل جائے تو یہ بات بعید نہیں کہ وہ فی الحال سچا ہو، پھر اس میں تبدیلی آجائے۔ دوسری بات ہمارے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ولی کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہو کہ اسے معلوم ہو کہ اس کا انجام خیر پر ہوگا اور بطور کرامت وہ جانتا ہو کہ اس کے انجام میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ پس اس مسئلہ کو اس مسئلہ کے ساتھ ملایا جائے جو ہم نے ذکر کیا کہ ولی کے لئے جائز ہے کہ اسے اپنی ولایت کا علم ہو۔

ولی اور حقیقت مشاہدہ:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا ولی سے مکر وفریب کا خوف زائل ہو جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ولی اپنے مشہود (جس کا مشاہدہ کر رہا ہے) میں مشغول ہو اور اپنی اس حالت کی وجہ سے احساس کھو بیٹھے تو یہ آدمی غلبۂ حال کی وجہ سے اپنے آپ سے کھویا ہوا ہے اور خوف ان لوگوں کی صفات میں سے ہے جن کے احساسات حاضر ہوں۔

حالت ہوش اور ولی کی کیفیت:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ہوش کی حالت میں ولی پر کون سی حالت اغلب ہوتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ولی حالتِ ہوش میں سچے دل سے اللہ سبحانہ کے حقوق ادا کرتا ہے۔ پھر وہ ہر حالت میں اللہ کی مخلوق پر شفقت اور مہربانی کرتا ہے اور تمام مخلوق پر اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے۔ پھر اچھے اخلاق کے ساتھ ان کی باتوں کو برداشت کرتا ہے اور لوگوں کے مطالبہ کے بغیر ہی وہ اللہ سے ان کے لیے بھلائی کی دعا مانگتا ہے۔

پس ولی لوگوں کی نجات کیلئے اپنی پوری طاقت استعمال میں لاتا ہے اور ان سے انتقام نہیں لیتا اور اس بات سے بچتا ہے کہ کہیں اس میں ان لوگوں کے بارے میں کینہ پیدا نہ ہو۔ علاوہ ازیں وہ ان کے مالوں کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتا اور ان سے ہر قسم کا لالچ ترک کر دیتا ہے اور زبان کو کھلا رکھنے کے بعد ان سے روک لیتا ہے کہ کہیں ان کی برائی بیان نہ کرے اور وہ ان کی برائیاں دیکھنے سے اپنے آپ کو بچاتا ہے اور وہ ان سے دنیا اور آخرت میں کسی قسم کا جھگڑا نہیں کرتا۔ پس یہ بات ثابت ہوئی کہ اولیاء اللہ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ ان کو عبادت کی دائمی توفیق دی جاتی ہے اور ہر لحہ انہیں گناہوں اور مخالفت شریعت سے بچالیا جاتا ہے۔

بے موسم پھل:

قرآن مجید نے اولیاء کرام کی کرامات کو بیان فرمایا ہے۔ انہی کرامات میں سے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھلوں کی موجودگی بھی ہے، حالانکہ وہ نہ تو نبی تھیں اور نہ ہی رسول۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((كلما دخل عليها ذكريا المحراب وجد عندها رزقا))

''جب بھی ذکریا محراب میں داخل ہوتے تو مریم کے پاس بے موسم کا پھل پاتے۔''

پس حضرت ذکریا علیہ السلام حضرت مریم سے پوچھتے:

Marfat.com

((انی لك هذا))

"یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔؟"

وہ کہتیں:

((هو من عند الله))

"وہ اللہ کے پاس سے ہے۔" (سورۃ آل عمران، آیت نمبر: ۳۷)

کھجور کے خشک درخت کا سرسبز اور پھل دار ہونا:

حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وهزى اليك بجذع النخلة تسقط عليك رطباً جنياً))

"اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔ وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گی۔" (سورۃ المریم، آیت نمبر: ۲۵)

پھر تعجب کی بات یہ کہ وہ موسم بھی کھجوروں کا موسم نہیں تھا۔

واقعۂ اصحابِ کہف:

قرآن مجید میں اصحاب کہف کا قصہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ ان کے ساتھ عجیب وغریب واقعات پیش آئے، بالخصوص یہ کہ کتا ان سے ہم کلام ہوا۔

واقعہ سیدنا ذوالقرنین:

قرآن مجید نے ذوالقرنین کا واقعہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اللہ نے ان سے وہ کام کروالیا جو دوسرے نہیں کر سکتے تھے۔

سیدنا خضر وسیدنا موسیٰ کا واقعہ:

قرآن مجید نے کرامات بیان کرتے ہوئے سیدنا خضر علیہ السلام کا اپنے ہاتھوں سے ٹیڑھی دیوار کو کھڑا کرنے کا واقعہ بیان فرمایا ہے اور دیگر عجیب واقعات بھی بیان فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام ان باتوں کو بھی جانتے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چھپی ہوئی تھیں۔ یہ تمام کام عادت کے خلاف تھے، حالانکہ حضرت خضر نبی نہ تھے بلکہ ولی تھے۔ (جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام نبی ہیں، نہ کہ ولی)

حضرت عیسیٰ:

قرآن مجید میں ہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی چند گھنٹوں کی عمر میں تھے کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھے کتاب بھی عطا فرمائی ہے۔"

تین بچوں کی گفتگو:

کرامات کے بارے میں بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان احادیث میں سے "جریج راہب" کا قصہ بھی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پنگھوڑے میں صرف تین افراد نے کلام کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم نے اور جریج راہب کے زمانے کے دو بچوں نے۔"

Marfat.com

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

(قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لم یتکلم فی المهد الا ثلاثة: عیسی بن مریم، وصبی فی زمن جریج، وصبی آخر، فاما عیسی فقد عرفتموہ، واما جریج فکان رجلاً عابدًا فی بنی اسرائیل، وکانت له ام، فکان یوماً یصلی اذا اشتاقت الیه امه، فقالت: یا جریج، فقال: یا رب، الصلاة خیر ام اتیها؟ ثم صلی، فدعته، فقال مثل ذلك، ثم صلی، فاشتد علی امه، فقالت: اللهم لا تمته، حتی تریه وجوه المومسات، وکانت زانیة فی بنی اسرائیل..........الخ))

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں گفتگو کی اور جریج کے زمانے کے ایک بچے نے گفتگو کی اور ایک اور بچے نے بھی بچپن میں گفتگو کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ تو مشہور ہے۔ پس جریج کا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ایک عابد تھا اور اس کی والدہ زندہ تھی۔ ایک روز جریج نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ کو ان کا اشتیاق ہوا۔ پس والدہ نے ان کو آواز دی: اے جریج! انہوں نے کہا: اے میرے رب! کیا نماز بہتر ہے یا ماں کے پاس جانا بہتر ہے۔؟ پھر وہ نماز پڑھنے لگ گئے۔ والدہ نے پھر آواز دی۔ جریج نے نماز جاری رکھی۔ والدہ پر یہ ناگوار گزرا۔ پس اس نے کہا: اے اللہ! موت سے پہلے اس کا زانی عورتوں سے واسطہ پڑے۔ بنی اسرائیل میں ایک زانی عورت تھی۔ اس نے لوگوں سے کہا: میں جریج کو پھسلانا چاہتی ہوں تاکہ وہ زنا کرے۔ وہ اس کے پاس آئی، لیکن وہ اسے پھسلا نہ سکی۔ ایک چرواہا رات کے وقت جریج کے عبادت خانہ کے قریب پناہ لیتا تھا۔ جب وہ خاتون عاجز آ گئی تو اس نے اس چرواہے کو پھسلایا۔ اس چرواہے نے اس سے زنا کیا اور ایک بچہ پیدا ہوا۔ عورت نے تہمت لگاتے ہوئے کہا: یہ بچہ جریج کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ بنی اسرائیل جریج کے پاس آئے، اس کا عبادت خانہ منہدم کر دیا اور اسے گالی گلوچ کی۔ پھر جریج نے نماز پڑھ کر دعا مانگی اور بچے کو حرکت دی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں جب آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ (جریج نے پوچھا:) اے لڑکے! تیرا والد کون ہے؟ بچے نے کہا: فلاں چرواہا۔ پس وہ لوگ اپنے کیے پر شرمندہ ہوئے اور اس سے معذرت کرنے لگے اور پھر کہا:

"ہم تمہارے لئے سونے یا چاندی کا عبادت خانہ تعمیر کریں گے۔"

لیکن جریج نے انہیں منع کر دیا اور اس کے لیے وہی عبادت خانہ پہلے کی طرح بنایا گیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، رقم الحدیث: ۳۴۳۶)

تیسرے بچے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک خاتون تھی جس کے ساتھ اس کا بچہ تھا جو دودھ پی رہا تھا۔ ان ماں بیٹا کے قریب سے ایک خوبصورت اور اچھی وضع قطع والا نوجوان گزرا۔ اس خاتون نے عرض کیا:

"اے اللہ میرے بیٹے کو اس طرح کا بنانا۔"

Marfat.com

بچے نے ماں کا دودھ چھوڑ کر عرض کیا:

"اے اللہ! مجھے اس طرح کا نہ بنانا۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ گویا میں اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ کر رہا ہوں کہ جب آپ اس بچے کا واقعہ بیان کر رہے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پس وہ بچہ دوبارہ دودھ پینے لگ گیا۔ اسی دوران اس کے پاس سے ایک عورت گزری جس کے بارے میں لوگوں میں مشہور تھا کہ اس نے چوری اور زنا کیا ہے اور اس کو سزا ہوئی۔ بچے کی ماں نے عرض کیا:

"اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔"

اس بچے نے دودھ چھوڑ کر عرض کیا:

"یا اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔"

والدہ نے اپنے نو عمر بیٹے سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا:

"پہلا آدمی جو حسین و جمیل تھا وہ ظالم اور جابر لوگوں میں سے تھا اور یہ عورت کہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے زنا کیا لیکن اس نے زنا نہیں کیا اور کہا گیا کہ اس نے چوری کی ہے حالانکہ اس نے چوری نہیں کی اور وہ کہتی ہے: میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔"

یہ حدیث صحیح احادیث کی کتب میں موجود ہے۔

تین اشخاص کی دعائیں اور مصیبت سے نجات:

صحیح حدیث میں غار کے تین ساتھیوں کا ذکر ہے:

(انطلق ثلاثة رهط ممن كان قبلكم، فاواهم المبيت الى غار فدخلوه، فانحدرت صخرة من الجبل، فسدت عليهم الغار، فقالوا :انه والله لا ينجيكم من هذا الصخرة الا ان تدعوا الله ....الخ))

"حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی قوموں میں سے تین آدمیوں کو (بارش اور آندھی کی وجہ سے) ایک غار میں رات بسر کرنا پڑ گئی۔ پہاڑ سے ایک بہت بڑا پتھر گرا اور غار کا دروازہ بند ہو گیا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس چٹان سے نجات کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اللہ سے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا مانگو۔ پس ان میں سے ایک نے کہا: میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے اپنے اہل و عیال کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن درختوں کی تلاش میں مجھے دیر ہو گئی اور میں ان تک نہ پہنچ سکا حتی کہ وہ سو گئے۔ میں نے ان کے لئے دودھ دوہا اور ان کے پاس لے آیا۔ میں نے ان کو سویا ہوا پایا تو ان کو جگانا مناسب خیال نہ کیا اور ان سے پہلے گھر والوں اور بچوں کو دودھ پلانا بھی پسند نہ کیا۔ میں ان کے بیدار ہونے کے انتظار میں ہاتھ میں پیالہ لیے کھڑا رہا حتی کہ صبح طلوع ہو گئی۔ وہ دونوں جاگے اور انہوں نے دودھ نوش کیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا کی خاطر کیا ہے تو ہم سے اس مصیبت کو دور کر دے

Marfat.com

جس میں ہم مبتلا ہیں۔ اس دعا سے فوراً پتھر تھوڑا سا سرک گیا، لیکن ابھی اتنا راستہ نہیں بنا تھا کہ وہ نکل سکیں۔ دوسرے آدمی نے کہا: اے اللہ! میری چچازاد تھی اور وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ پسند تھی۔ میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانی حتیٰ کہ وہ قحط سالی میں مبتلا ہوگئی۔ وہ ایک مرتبہ میرے پاس آئی۔ پس میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ارادہ کو پورا کرے گی۔ پس اس نے اس شرط کو منظور کرلیا حتیٰ کہ جب وہ میرے قابو میں آگئی تو اس نے کہا: تیرے لئے یہ بات جائز نہیں کہ تو ناحق طور پر میرے ساتھ صحبت کرے۔ پس (مجھ پر خوف الٰہی غالب آگیا اور) میں نے اسے چھوڑ دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پسندیدہ تھی اور میں نے جو دینار اسے دیئے تھے وہ بھی اس کے پاس ہی رہنے دیئے۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمادے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ چنانچہ پتھر تھوڑا سا اور سرک گیا اور غار کا منہ مزید کھل گیا لیکن ابھی اتنی جگہ نہیں بنی تھی کہ وہ نکل سکیں۔ پس تیسرے آدمی نے عرض کیا: اے اللہ! میں نے کچھ مزدوروں کو مزدوری پر رکھا اور ان کو ان کی مزدوری بھی دے دی۔ البتہ ان میں سے ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اور اس کی اجرت میرے پاس بڑھتی رہی۔ ایک عرصہ کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے بندے! میری اجرت مجھے دیدے۔ میں نے اس سے کہا: یہ جو کچھ اونٹ، بکریاں، گائے اور غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیرے ہیں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ سب کچھ لے کر چلا گیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے حصول کی خاطر تھا تو ہم سے اس مصیبت کو دور کردے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ پس پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور وہ غار سے نکل کر چل پڑے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاجارہ، باب من استاجرہ اجیرا فترک اجرہ، رقم الحدیث: ۲۲۷۲)

عہد رسالت میں گائے کا کلام کرنا:

سکرامات سے متعلق وہ حدیث بھی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے نے ان سے کلام کیا۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بينا رجل يسوق بقرة قد حمل عليها، التفتت البقرة وقالت انى لم اخلق لهذا انما خلقت للحرث! فقال الناس: سبحان الله! فقال النبى ﷺ امنت بهذا انا وابو بكر و عمر))

"ایک آدمی گائے پر بوجھ لاد کر ہمارے درمیان سے جا رہا تھا کہ گائے پیچھے کی طرف مڑی اور کہنے لگی: مجھے اس مقصد کے لئے پیدا نہیں کیا گیا، مجھے کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: سبحان اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، ابوبکر اور عمر اس بات پر ایمان لائے۔"

(صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی (لو کنت متخذا خلیلا) رقم الحدیث ۳۶۶۳)

Marfat.com

سیدنا اویس قرنی:

اسی سے متعلق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جو کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشاہدہ کیا۔اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حضرت ھرم بن حیان سے ملاقات کرنا اور پہلے سے کسی جان پہچان کے بغیر ان کا ایک دوسرے کو سلام کرنا اور ایک دوسرے کو پہچان لینا یہ تمام کام عادت کے خلاف ہیں۔ہم نے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہونے کے سبب تفصیلاً بیان نہیں کیا۔

صحابہ، تابعین اور بعد کے بزرگوں کی کرامات:

صحابہ کرام اور تابعین اور بعد کے بزرگوں سے اس قدر کرامات کا ظہور ہوا ہے جو حد شہرت کو پہنچ چکا ہے اور اس سلسلے میں بہت سی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔ان شاء اللہ ہم اختصار کے ساتھ ان میں سے بعض کرامات کا ذکر کریں گے۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر کی کرامت:

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر کر رہے تھے کہ آپ کی ملاقات ایک گروہ سے ہوئی جو ایک درندے (شیر) کے خوف سے راستے میں کھڑے تھے۔آپ نے درندے (شیر) کو (کان سے پکڑ کر) ان لوگوں کے راستے سے ہٹا دیا۔پھر فرمایا:

"اللہ انسان پر اسی چیز کو مسلط کرتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اور اگر وہ غیر اللہ کا ڈر نہ رکھے تو اللہ اس پر کسی چیز کو مسلط نہ کرے۔"

یہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے۔

حضرت علاء بن حضرمی کی کرامت:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو جہاد کے ایک لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا۔راستے میں سمندر حائل تھا۔آپ نے اللہ کو اس کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا اور پانی پر چل پڑے۔

لاٹھی کا روشن ہونا:

حضرت عتاب بن بشیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اجازت لے کر روانہ ہوئے تو ان کے عصا کے کنارے سے چراغ کی طرح روشنی نکلنے لگی تا کہ اندھیری رات میں وہ گھروں کو پہنچ سکیں۔

پیالے کا تسبیح پڑھنا:

منقول ہے کہ سیدنا سلمان فارسی اور سیدنا ابودارداء رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک پیالہ موجود تھا۔پس اس پیالے نے تسبیح کی جسے ان دونوں صحابہ نے سنا۔

درویش مطیع اولیاء:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(کم من اشعث اغبر ذی طمرین لا یوبه له لو اقسم علی الله لا بره)

"بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جن کے بال بکھرے ہوئے، چہرے خاک آلود اور لباس پھٹے ہوئے ہیں۔ان کو لوگ کسی شمار میں نہیں لاتے، اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔"

Marfat.com

(سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب البراء بن مالک، رقم الحدیث ۳۸۵۴)

چالیس دن زہد کے ساتھ:

شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''جو آدمی سچے دل اور اخلاص کے ساتھ دنیا میں چالیس دن زہد (دنیا سے بے رغبتی) اختیار کرے اس کیلئے کرامات ظاہر ہو جاتی ہیں اور جس کیلئے کرامت ظاہر نہیں ہوتی تو اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے زہد میں صادق نہیں ہوتا۔''

شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

''اس زاہد کی کرامات کس طرح ظاہر ہوں گی۔؟''

فرمایا: ((یاخذ ما یشاء کما یشاء من حیث یشاء))

''وہ حاصل کر سکتا ہے جو چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے، جہاں چاہتا ہے۔''

بادلوں کو باغ سیراب کرنے کا حکم:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(بینا رجل ذکر کلمة اذا سمع رعدًا فی السحاب، فسمع صوتاً فی السحاب: ان اسق حدیقة فلان، فجاء ذلك السحاب الی (سرحة) فافرغ ماء ه فیها، فاتبع السحاب، فاذ ارجل قائم یصلی فی حدیقة، فقال ما اسمك؟ فقال فلان بن فلان یاسمه، قال :فما تصنع بحد یقتك هذا اذ صرمتها؟ قال :ولم تسال عن ذلك؟ قال :انی سمعت صوتاً فی السحاب ان اسق حدیقة فلان۔ قال : اما اذ قلت فانی اجعلها ثلاثا۔ فاجعل لنفسی و لا هلی ثلثاً وارد علیها ثلثاً واجعل للمساکین وابن السبیل ثلثاً)

''ایک بار ایک آدمی نے ایک بات کہی تو اسے بادلوں کی گرج سنائی دی تو اس نے بادل میں سے غذا سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر دو۔ پس وہ بادل اس باغ کی طرف آیا اور اس میں برسنے لگا۔ پس وہ آدمی اس بادل کے پیچھے پیچھے گیا تو دیکھا کہ جس باغ میں بارش برس رہی تھی وہاں ایک آدمی باغ میں کھڑا نماز ادا کر رہا تھا۔ اس نے استفسار کیا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواباً اپنا نام بتایا۔ اس نے استفسار کیا: تم باغ سے پھل حاصل کرنے کے بعد کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا: تم یہ بات کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے کہا: میں نے بادلوں میں سے آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو۔ اس نے کہا: اب جب کہ تم نے یہ بات بتائی ہے تو سن لو کہ میں حاصل شدہ پھل کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے رکھتا ہوں، ایک تہائی اس باغ پر لگا دیتا ہوں اور ایک تہائی مساکین اور مسافروں پر خرچ کرتا ہوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزہد)

☆☆☆

Marfat.com

حصہ دوم

کرامات

جاگتے ہوئے رسول اللہ کی زیارت:

حضرت ابوبکر بن ابیض رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء کرام میں سے ہوئے ہیں اور ان کی حدیث پاک کے موضوع پر ایک کتاب بھی تصنیف شدہ ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے بعض دوستوں نے بیان کیا کہ مکہ شریف میں ایک مردِ خدا رہتا تھا، جس کا نام ابن ثاقب تھا۔ اس نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ساٹھ سال آمد و رفت رکھی۔ مدینہ منورہ جاتے وقت اس کی نیت صرف اور صرف یہ ہوتی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا جائے۔ لہٰذا وہ سلام عرض کر کے واپس مکہ مکرمہ آجایا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک سال نہ جاسکا۔ پھر ایک دن وہ کعبہ معظمہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آنکھوں میں نیند اتری ہوئی تھی، نہ مکمل سویا ہوا اور نہ ہی پوری طرح بیدار تھا کہ اس دوران جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیئے۔ آپ اس وقت فرما رہے تھے:

((لم تزرنا فزرناك))

"تم ہماری زیارت کرنے نہیں آسکے تو ہم ہی تجھے ملنے آگئے ہیں۔"

کسی کے مرجانے کی خبر:

کتاب "الاعتبار" میں جناب اسامہ بن منقذ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مجھے شیخ ابوالقاسم بن قسیم حموی رحمۃ اللہ علیہ نے 570 ہجری میں "حماۃ" نامی شہر میں بتایا کہ محمد بن مسعر رحمۃ اللہ علیہ کے باغ میں ایک شخص کام کیا کرتا تھا۔ وہ اپنے اہل و عیال کے پاس گھر آیا۔ اس وقت یہ لوگ "معراۃ" نامی بستی میں اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر موجود تھے۔ تو اس کارندہ نے ان سے کہا:

"میں نے ابھی ابھی ایک عجیب واقعہ دیکھا ہے۔"

اہل خانہ نے پوچھا:

"وہ کیا؟"

کہنے لگے:

"واقعہ یہ ہے کہ میرے قریب سے ایک شخص کا گزر ہوا۔ اس کے پاس توشہ دان تھا۔ مجھ سے اس نے اس میں سے پانی طلب کیا۔ میں نے اسے توشہ دان پکڑا دیا۔ اس نے تازہ وضو بنایا۔ پھر میں نے اسے دو خربوزے دینے چاہے، لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس باغ کا آدھا پھل میرا ہے، جو میری محنت کا معاوضہ ہے اور دوسرا آدھا محمد بن مسعر کا ہے جو اس کا مالک ہے۔ اس نے پوچھا: کیا یہ حج کا سال ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: کل دیکھا جائے گا کہ کل تم مر جاؤ گے۔ ہم وقوف عرفہ کے بعد جب واپس آئیں گے تو تمہاری نماز جنازہ میں شریک ہوں گے۔"

Marfat.com

میری یہ بات سن کر اہل خانہ اس شخص کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور جو ملتا اس سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے۔ بالآخر انہوں نے اسے اتنی دور سے دیکھ لیا کہ اس سے ملاقات نہ ہو سکتی تھی۔ لہٰذا وہ واپس آ گئے اور اس کی بات کی سچائی کا انتظار کرنے لگے۔

کتاب الاعتبار میں ہے کہ پھر وہی ہوا جو وہ بزرگ کہہ گیا تھا۔

دنیا اللہ والوں کی خادم ہوتی ہے:

سیدنا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ طواف کر رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک عمر رسیدہ عورت یاد الٰہی میں مصروف دکھائی دی۔ میں نے اس سے پوچھا:

''تو کون ہے؟''

کہنے لگی:

''غسان کے بادشاہوں کی بیٹی ہوں۔''

میں نے اس سے پوچھا:

''تیرے کھانے پینے کا بندوبست کیا ہے؟''

کہنے لگی:

''جب دن ڈھلتا ہے تو ایک عورت بن ٹھن کر میرے پاس آتی ہے۔ وہ میرے سامنے پانی سے بھرا ایک کوزہ اور دو روٹیاں رکھ دیتی ہے۔''

میں نے پھر اس بڑھیا سے پوچھا:

''تو اس عورت کو جانتی پہچانتی ہے؟''

کہنے لگی:

''بخدا! نہیں۔''

میں نے اسے بتایا:

''وہ دنیا ہے۔ تو نے اپنے رب کی خدمت کی جس کا ذکر بہت بلند ہے تو اس نے دنیا تیرے پاس بھیج دی تاکہ وہ تیری خدمت کرے۔''

رزق کے متعلق فرشتہ سے روزی حاصل کرنا:

سید محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''المسامرۃ'' میں لکھا ہے کہ مجھ سے ایک عارف نے شیخ عارف کبیر ابو عبداللہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ایک واقعہ سنایا۔ عارف کبیر ابو عبداللہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ ''مرشیہ'' نامی شہر میں رہائش پذیر تھے۔ ان کے ہم زمانہ بزرگوں سے چند نام یہ ہیں:

1: حضرت ابو مدین۔

2: حضرت ابو عبداللہ ہواری۔

3: حضرت ابو یعزی۔

Marfat.com

4: حضرت ابو شعیب سادی۔
5: حضرت ابو الفضل سکری۔
6: حضرت ابو النجار۔

جناب ابو عبداللہ غزالی مذکور فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ جناب ابو العباس بن عراف کی مجلس میں ایک شخص آیا کرتا تھا جو کسی سے گفتگو نہیں کرتا تھا۔ شیخ ابو العباس موصوف اس طریقہ کے آخری بزرگ تھے جو مریدین کی اعلیٰ تربیت فرمانے والے تھے۔ جب شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ فارغ ہو جاتے تو وہ شخص چلا جاتا۔ میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی۔ میں نے چاہا کہ اس کی جان پہچان حاصل کروں اور اس کی رہائش گاہ معلوم کروں۔ ایک رات میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ہم سب شیخ موصوف کی مجلس سے فارغ ہو گئے تھے، میرے اس طرح پیچھے آنے کا اسے علم نہ تھا۔ جب چلتے چلتے ہم شہر یعنی مریہ کے ایک بازار میں یا گلی میں داخل ہوئے، اچانک ایک شخص اس خاموش طبع شخص سے ملا جو ہوا میں سے اڑ کر آیا تھا اور پرندوں کی طرح اس پر اترا۔ اس کے ہاتھ میں بہت اچھی حالت میں دو روٹیاں تھیں۔ وہ اس نے اس کو پکڑائیں اور خود چلتا بنا۔ میں نے اس شیخ کو پیچھے سے آدبوچا اور کہا:

((السلام علیکم!))

اس نے مڑ کر مجھے دیکھا تو پہچان لیا اور کہا:

((وعلیکم السلام))

پھر میں نے اس سے پوچھا:

''اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت میں رکھے۔ یہ شخص کون تھا جس نے تمہیں روٹیاں دیں؟''

میری یہ بات سن کر وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے اسے قسم دلائی، تو کہنے لگا:

''اے بندۂ خدا! یہ رزق بانٹنے والا فرشتہ ہے جو میرے پاس روزانہ آتا ہے اور جس قدر رزق میری تقدیر میں لکھا ہوتا ہے وہ مجھے دے جاتا ہے، چاہے میں اپنے رب کی زمین پر کسی جگہ بھی ہوں۔

بابرکت لوگوں کا ساتھ:

سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں جناب عبدالرحمٰن نے انہیں عمر بن ظفر نے انہیں جعفر بن احمد نے انہیں عبدالعزیز بن علی اور انہیں ابو الحسن نے بتایا:

''میں دریا میں کشتی پر سوار جا رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی اور اس میں موجود تمام سامان ڈوب گیا۔ میرے سامان میں ایک موتی تھا جس کی قیمت چار ہزار دینار تھی۔ ادھر حج کے دن بھی قریب آ چکے تھے۔ مجھے حج کے فوت ہونے کا خطرہ ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے کشتی کے ٹوٹنے کے باوجود اپنے فضل و کرم سے میری جان بچا لی اور میں ڈوبنے سے بچ گیا تو میں حج کیلئے چل پڑا۔ میرے ساتھیوں نے مجھے کہا، جو میرے ساتھ کشتی میں سوار تھے:

''اگر تم کچھ انتظار کرو، تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ہمیں ایسا مل جائے جو دریا میں سے ڈوبی اشیاء نکالنے کا ماہر ہو۔ وہ تمہیں بھی تمہاری اشیاء نکال دے۔''

Marfat.com

میں نے انہیں جواب دیا:

''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو میرے ساتھ ہوا۔ میرے سامان میں واقعی ایک ایسی چیز ڈوب گئی ہے جس کی قیمت چار ہزار دینار ہے، لیکن میں اس کو حاصل کرنے کیلئے وقوفِ عرفہ کا چھوڑنا پسند نہیں کروں گا۔''

لوگوں نے مجھے پوچھا:

''وقوفِ عرفہ کو تم اس قدر قیمتی موتی پر ترجیح دے رہے ہو آخر اس کی کیا وجہ ہے؟''

میں نے انہیں جواب دیا:

''میں ایک ایسا آدمی ہوں جو حج کرنے کا شیدائی ہوں۔ میں حج کے ذریعہ نفع بھی اور ثواب بھی حاصل کرتا ہوں، ایک سال حج پر جاتے جاتے میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ راستہ میں مجھے سخت پیاس لگی۔ میں نے اونٹ پر سوار اپنے دوسرے ساتھی کو کجاوہ کے درمیان بٹھا دیا اور خود پانی کی تلاش میں اونٹ سے نیچے اتر آیا۔ میرے ساتھی بھی پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے۔ میں جس کو بھی ملتا اس سے ہی پانی کے بارے میں پوچھتا اور جو اونٹ سوار ملتا اس سے بھی میرا یہی سوال ہوتا۔ اس طرح میں نے قافلہ کے ہر آدمی سے پوچھا۔ پھر پانی کی تلاش میں میں قافلہ سے ایک یا دو میل پیچھے چلا گیا۔ وہاں میرا گزر ایک حوض یا تالاب پر ہوا۔ وہاں مجھے ایک فقیر آدمی تالاب والی جگہ پر بیٹھا نظر آیا اور دیکھا تو اس کی لاٹھی رکھنے کی جگہ سے پانی کا چشمہ جاری تھا۔ وہ اس سے خود پی رہا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ میں واپس قافلہ کے پاس آیا۔ دیکھا تو قافلہ والے سواریوں سے اتر کر زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے سامان میں سے ایک مشکیزہ نکالا اور وہیں پھر آ گیا۔ یہاں آ کر میں نے پانی سے اپنا مشکیزہ بھرا اور واپس آ گیا۔ جب لوگوں نے مجھے دیکھا تو سب کے سب پانی والی جگہ کی طرف دوڑے۔ اپنے اپنے مشکیزے لئے وہاں پہنچے اور سب نے سیر ہو کر پانی پیا بھی اور مشکیزے بھر کر ساتھ بھی لے آئے۔ پھر قافلہ چلنے لگا تو میں نے سوچا کہ مجھے ایک دفعہ اس جگہ جا کر دیکھنا چاہیے۔ جب آیا اور دیکھا تو تالاب پانی سے بھرا ہوا تھا ٹھاٹھیں مارتا نظر آیا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ایسے بابرکت لوگوں کی حاضری چھوڑ کر میں موتی ملنے کی امید پر یہاں ٹھہر جاؤں؟ وہ لوگ تو ایسے مبارک ہیں کہ ان کی دعا یہ ہوتی ہے: اے اللہ! جو اس موقف (ٹھہرنے کی جگہ یعنی عرفات) میں حاضر ہے اس کے گناہ معاف فرما دے اور مسلمانوں کی جماعت کو بھی بخش دے۔ اللہ کی قسم! میں ان لوگوں میں حاضری کے مقابلہ میں دینوی مال کے حصول کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے وہ قیمتی موتی چھوڑ دیا۔ شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس کا جو مال غرق ہو گیا تھا اس کی مجموعی مالیت پچاس ہزار دینار کے لگ بھگ تھی۔''

ایک صاحب کشف:

فتوحات مکیہ کے آخری وصایا میں سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جن باتوں کی میں تجھے وصیت کرتا ہوں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے اپنا آپ ان طریقہ پر خرید لے کہ تو اپنی گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد کرلے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ستر

Marfat.com

ہزار مرتبہ پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کردے گا یا اس شخص کو جہنم سے نکال دے گا، جس کیلئے تو نے اتنی مرتبہ یہ کلمہ پڑھا ہو گا۔ اس بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ بھی وارد ہے۔ مجھے ابوالعباس احمد بن علی بن میمون بن آب النوزی المعروف امام قسطلانی نے مصر شہر میں اس کے متعلق یہ بات بتائی کہ جناب شیخ ابوالربیع الکفیف المالقی ایک مرتبہ کسی دعوت میں شریک تھے۔ دستر خوان چنا گیا انہوں نے مذکورہ کلمہ ستر ہزار مرتبہ پڑھ رکھا تھا، لیکن ابھی تک اس کا ثواب کسی کو ہبہ نہیں کیا تھا۔ دستر خوان پر ان کے ساتھ ایک نوجوان بھی بیٹھا ہوا تھا جو صالحین میں سے صاحب کشف تھا۔ جب اس نے کھانے کی طرف بڑھایا تو رونا شروع ہو گیا۔ حاضرین نے اس سے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا: یہ مجھے جہنم نظر آ رہی ہے اور اس میں پڑی مجھے اپنی والدہ بھی دکھائی دے رہی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے کھانے سے انکار کر دیا اور لگاتار رونا شروع کر دیا۔ شیخ ابوالربیع فرماتے ہیں: میں نے دل میں کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے مذکورہ کلمہ ستر ہزار بار پڑھ رکھا ہے۔ میں کلمہ اس نوجوان کی والدہ کی جہنم سے رہائی کیلئے اسے بخشتا ہوں۔ یہ سب کچھ میں نے دل ہی میں کہا۔ ادھر وہ نوجوان بولا: اب میں دیکھتا ہوں کہ میری والدہ جہنم سے نجات پا چکی ہیں، لیکن اس کے باہر نکلنے کا سبب مجھے معلوم نہیں۔ نوجوان کا چہرہ کھل کھلا گیا اور خوشی خوشی اس نے حاضرین کے ساتھ کھانا کھایا۔ جناب ابوالربیع بیان کرتے ہیں کہ اس سے مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بارے میں حدیث پاک کی صحت کا علم ہو گیا اور یہ بھی صحیح و ثابت ہو گیا کہ وہ نوجوان واقعی صاحب کشف حضرات میں سے ہے۔ جس کے بارے میں پہلے محض گمان ہی تھا۔ میں نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ مذکورہ پڑھنے کا پھر عمل کیا اور اسی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی بیوی کو اس کا ثواب بخشا جو فوت ہو چکی تھی تو اس کی برکت اس کے شامل حال ہو گئی۔"

سورۂ یٰسین کی برکت:

فتوحاتِ مکیہ کے آخر میں شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:

"اے مرد! جب تو کسی بیمار یا فوت شدہ کے ہاں جائے تو وہاں سورۂ یٰسین پڑھا کر۔ میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس میں سورۂ یٰسین ایک عجیب صورت بن کر میرے سامنے آئی۔ واقعہ یہ ہے کہ میں بیمار ہو گیا۔ بیماری میں مجھ پر غشی کی ایسی حالت طاری ہو گئی کہ میرا شمار مردوں میں ہونے لگا۔ میں نے کچھ لوگ نہایت بد شکل دیکھے جو مجھے اذیت دینا چاہتے تھے۔ میں نے ایک طرف ایک خوبصورت خوشبو والا آدمی دیکھا جو بہت طاقتور تھا وہ انہیں پیچھے دھکیل رہا تھا۔ حتیٰ کہ ان کو پیچھے ہٹنے پر اس نے مجبور کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ کہنے لگا: میں سورۂ یٰسین ہوں۔ تجھ سے انہیں بھگانے آیا ہوں۔ میں اسی وقت اس بے ہوشی سے افاقہ میں ہو گیا۔ جب دیکھا تو میرے سرہانے میرے والد گرامی کھڑے تھے۔ وہ رو رہے تھے اور سورۂ یٰسین کی تلاوت فرما رہے تھے اور وہ اس کی تلاوت مکمل کر چکے تھے۔ میں نے والد محترم کو جو دیکھا اس کی خبر دی۔ پھر کچھ مدت بعد میں نے خود ایک روایت پڑھی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔"

Marfat.com

ولی کی خوراک:

جناب سراج دمشقی بیان کرتے ہیں کہ امیر ناصح الدین نے ہمیں یہ کرامت سنائی۔ امیر موصوف امیر حسام الدین کرمونی کے بھائی تھے جو حلب میں نائب سلطان تھے۔ امیر ناصح الدین صالح بہترین آدمی تھا۔ یہ کرامت اس نے ہمیں 700 ہجری میں سنائی کہ قونیہ کی آبادی سے باہر ایک مرد خدا تھا جو بظاہر عاشق سا نظر آتا تھا۔ لوگوں کی اکثریت اسے اچھا نہ سمجھتی تھی۔ میں ایک دن اس کے قریب سے گزرا۔ قونیہ کا ایک بہت بڑا آدمی بھی میرا ساتھی تھا۔ بادشاہ یا نائب ہوگا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ عاشق مردمردا کتے کا گوشت کھا رہا ہے۔ گوشت بھی ایسا کہ وہ کیڑوں میں تبدیل ہو چکا تھا، اس قسم کے واقعات اس کی طرف سے ہم پہلے بھی سنا کرتے تھے۔ بہر حال ہم نے اسے پوچھا اور کہا کہ ہمیں بھی اپنے کھانے میں سے کچھ کھانے کیلئے دو۔ اس نے اس میں سے کچھ ہمیں دے دیا۔ ہم نے وہ گوشت اپنے ایک ساتھی کی گودڑی میں چھپا لیا۔ پھر وہاں سے واپس گھروں کو چل دیئے۔ جب ہم گھر پہنچے تو ہمیں یقین تھا کہ کھانا نجاست آلود ہو چکا ہوگا۔ ہم نے گودڑی میں سے اسے نیچے زمین پر پھینک دیا۔

جب ہم نے زمین پر پڑا ہوا دیکھا تو ہمیں بہترین بھنا ہوا گوشت معلوم ہوا اور اس کے نیچے نہایت عمدہ قسم کے چاول بھی موجود تھے جنہیں تیل اور گھی میں پکایا گیا تھا۔ جب ہم نے وہ کھانا کھایا تو اتنا لذیز تھا کہ آج تک ایسا لذیز کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس سے ہمارا اس مرد کی بزرگی پر یقین پختہ ہو گیا اور ہم نے اپنے سابقہ دلی خیالات پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کی۔

روح کا روح کو پہچاننا:

طبقہ تابعین کے آئمہ طریقت میں منبع صفا، معدن وفا، حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ ہیں، جو اکابر طریقت میں سے ہیں۔ آپ کو طریقت و معرفت میں کمال دسترس حاصل تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجلسوں میں رہے ہیں۔ آپ نے جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا تو قرن پہنچے، لیکن وہ وہاں سے کوچ کر چکے تھے۔ آپ ناامید ہو کر واپس آ گئے۔ پھر پتہ چلا کہ اویس قرنی کوفہ میں ہیں تو آپ کوفہ پہنچے مگر طویل عرصہ تک ملاقات نہ ہو سکی۔ مایوس ہو کر بصرے جانے کا ارادہ کیا تو اچانک حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو فرات کے کنارے جبہ پہنے وضو کرتے مل گئے۔ دیکھتے ہی پہچان لیا۔ جب کنارہ فرات سے باہر آ کر ریش مبارک میں کنگھی کی تو حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ انہوں نے جواب دیا:

"وعليك السلام ياهرم بن حبان"

"اے ہرم بن حبان تجھ پر بھی سلامتی ہو۔"

حضرت ہرم بن حبان نے دریافت کیا:

"آپ نے مجھے کیسے پہچانا۔؟"

انہوں نے کہا:

"عرفت روحي روحك"

"میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا۔"

Marfat.com

سچ کی برکت:

مشائخ طریقت میں یہ بات مشہور ہے کہ جب امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حجاج بن یوسف کے ظلم سے بھاگ کر حضرت حبیب عجمی کی خانقاہ میں تشریف لائے اور حجاج کے سپاہی تعاقب کرتے ہوئے اندر گھس آئے تو سپاہیوں نے پوچھا:

''اے حبیب! تم نے حسن بصری کو کہیں دیکھا ہے۔؟''

آپ نے فرمایا:

''ہاں۔!''

سپاہیوں نے پوچھا:

''کس جگہ۔؟''

آپ نے فرمایا:

''میرے حجرے میں ہیں۔''

وہ آپ کے حجرے میں گھس گئے، لیکن وہاں کسی کو نہ پایا۔ سپاہیوں نے سمجھا کہ حبیب عجمی نے مذاق کیا ہے۔ اس پر انہوں نے درشت کلامی کے ساتھ پوچھا:

''سچ بتاؤ! وہ کہاں ہیں۔؟''

انہوں نے قسم کھا کر فرمایا:

''میں سچ کہتا ہوں کہ وہ میرے حجرے میں ہیں۔''

سپاہی دو تین بار اندر گئے آئے مگر وہ حسن بصری کو نہ دیکھ سکے۔ بالآخر وہ چلے گئے۔ جب امام حسن بصری حجرے سے باہر تشریف لائے تو فرمایا:

''اے حبیب! میں سمجھ گیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کی برکت سے ان ظالموں کے پنجہ سے مجھے محفوظ رکھا، لیکن اس کی وجہ بتائیے کہ آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ وہ اس حجرے میں ہیں۔؟''

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

''اے میرے مرشد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری برکت کی وجہ سے نہیں بچایا، بلکہ سچ بولنے کی وجہ سے آپ کو ان سے مخفی رکھا۔ اگر جھوٹ کہتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ دونوں کو رسوا کرتا۔''

اس قسم کی بکثرت کرامتیں آپ سے منسوب ہیں۔

تاجر کا موتی:

ایک مرتبہ جب شیخ ابراہیم بن ادہم کشتی میں سفر کر رہے تھے ایک تاجر کا موتی کشتی میں گم ہو گیا۔ باوجودیکہ آپ کو علم تک نہ تھا لیکن تاجر نے آپ پر سرقہ کی تہمت لگائی۔ آپ نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا، اسی لحہ دریا کی تمام مچھلیاں منہ میں موتی دبائے سطح آب پر اُبھر آئیں۔ آپ نے ان میں سے ایک موتی لے کر تاجر کو دے دیا، خود دریا میں اتر گئے اور پانی پر سے گزر کر کنارے پر پہنچ گئے۔

Marfat.com

ماں کا حق:

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو حازم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو سوتا ہوا پایا۔ چنانچہ میں انتظار میں بیٹھ گیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو فرمایا:

''میں نے خواب میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے مجھے پیغام دیا ہے کہ ماں کے حق کی حفاظت کرنا حج کرنے سے بہتر ہے۔ لوٹ جاؤ! ماں کو خوش رکھو۔''

میں واپس آ گیا اور مکہ مکرمہ میں حاضر نہ ہوا۔

سانپ کا خدمت میں حاضر ہونا:

اسی وقت آپ نے صدق دل سے توبہ کی، تحصیل علم میں مشغول ہو گئے اور ایسی زہدانہ و دین داری کی زندگی اختیار کی کہ ایک روز اپنی والدہ کے باغ میں سو رہے تھے کہ آپ کی والدہ نے دیکھا کہ ایک سانپ منہ میں ریحان کی ٹہنی لئے آپ کے چہرے سے مکھی اور مچھر اڑا رہا ہے۔

انتظار رسول:

مصر کے تمام رہنے والے آپ کے مرتبہ کی عظمت کو پہچاننے میں عاجز رہے اور اہل زمانہ آپ کے حال سے ناواقف رہے۔ یہاں تک کہ مصر میں کسی نے بھی آپ کے حال و جمال کو انتقال کے وقت تک نہ پہچانا۔ جس رات آپ نے رحلت فرمائی تو اس رات ستر لوگوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''اللہ کا ایک محبوب بندہ دنیا سے رخصت ہو کر آ رہا ہے۔ میں اس کے استقبال کے لئے آیا ہوں۔''

بوقت وفات:

جب حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی پیشانی پر یہ لکھا تھا:

''ھٰذا حبیب اللّٰہ مات فی حب اللّٰہ قتیل اللّٰہ''

''یہ اللہ کا محبوب ہے۔ اللہ کی محبت میں فوت ہوا۔ یہ اللہ کا شہید ہے۔''

پرندوں کا سایہ کرنا:

لوگوں نے جب آپ کا جنازہ کندھوں پر اٹھایا تو فضا کے پرندوں نے پر باندھ کر جنازہ پر سایہ کیا۔ ان واقعات کو دیکھ کر اپنے کئے ہوئے ظلم و جفا پر لوگ پشیمان ہوئے اور صدق دل سے توبہ کرنے لگے۔

دعائے ذوالنون:

ایک مرتبہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں سوار دریائے نیل میں سفر کر رہے تھے۔ سامنے سے ایک کشتی آ رہی تھی۔ جس میں لوگ ناچ کر خوب خوشیاں منا رہے تھے اور ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ آپ کے رفقاء نے آپ سے عرض کیا:

Marfat.com

”اے شیخ! دعا کیجئے! اللہ تعالیٰ ان سب کو غرق کر دے تا کہ ان کی نحوست سے مخلوق پاک ہو۔“

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی:

”اے اللہ! جس طرح تو نے دنیا میں آج ان کو خوش و شادمانی بخشی اسی طرح اُس جہان میں ان کو خوشی و مسرت عطا فرما۔“

آپ کے رفقاء اس دعا کو سن کر حیران رہ گئے۔ جب وہ کشتی آمنے سامنے ہوئی اور لوگوں کی نظریں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ پر پڑیں تو رو کر معذرت کرنے لگے، اپنے آلات موسیقی کو توڑ کر دریا میں پھینک دیا اور تائب ہو کر حق کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا:

”اس جہان کی خوشی و مسرت اس جہان میں توبہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ دیکھ لو! سب کی مرادیں حاصل ہو گئیں۔ تمہاری بھی، ان کی بھی اور کسی کو کوئی رنج و تکلیف بھی نہ پہنچی۔“

درندوں کی مہمان نوازی:

شیخ ابونصر سراج علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

”ہم نے شہر تستر میں شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کے محلے میں ایک گھر دیکھا جس کو لوگ ”بیت السباع“ (درندوں کا گھر) کہتے تھے۔ ہم نے اس کے متعلق لوگوں سے استفسار کیا تو انہوں نے کہا: درندے شیخ سہل بن عبداللہ کے پاس آتے اور آپ ان کو اس گھر میں داخل کر کے ان کی مہمان نوازی کرتے اور ان کو گوشت کھلاتے، پھر ان کو چھوڑ دیتے۔“

شیخ ابونصر سراج علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”میں نے شہر تستر کے رہنے والے تمام لوگوں کو اس پر متفق پایا۔ وہ ان پر اعتراض نہیں کرتے تھے حالانکہ وہ بہت بڑی تعداد میں تھے۔“

شیخ ابوالخیر کی کرامت:

شیخ حمزہ بن عبداللہ علوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں شیخ ابوالخیر تیناتی علیہ الرحمۃ کے ہاں حاضر ہوا اور میرا خیال یہ تھا کہ میں ان کو سلام کر کے واپس آ جاؤں گا اور ان کے ہاں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جب میں ان سے اجازت لے کر واپس آ رہا تھا تو دیکھا کہ وہ میرے پیچھے تھے اور انہوں نے کھانے کا ایک تھال اٹھا رکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

”اے نوجوان! اسے کھاؤ، کیونکہ تم اپنا عہد و پیمان پورا کر چکے ہو۔“

شیخ ابوالخیر تیناتی علیہ الرحمۃ کی کرامات بہت مشہور ہیں۔

شیر کا ڈرنا:

شیخ ابراہیم علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میں شیخ ابوالخیر تیناتی علیہ الرحمۃ کے ہاں سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ انہوں نے نماز مغرب ادا کی، لیکن شیخ سورۃ فاتحہ صحیح طور پر ادا نہ کر سکے۔ میں نے دل میں کہا:

”میرا سفر ضائع ہو گیا۔“

جب میں نے سلام پھیرا تو قضائے حاجت کی غرض سے بیابان کی جانب گیا۔ اس دوران ایک شیر میرے

Marfat.com

پیچھے لگا۔ میں واپس ان کے پاس آیا اور کہا:

''شیر میرے در پے ہے۔''

وہ باہر نکلے اور شیر کو آواز دی اور فرمایا:

''کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کو نہ چھیڑا کر۔''

یہ سن کر شیر چلا گیا اور میں نے طہارت حاصل کی۔

جب میں واپس آیا تو انہوں نے فرمایا:

''تم لوگ اپنے ظاہر کو درست کرنے میں لگے ہوئے ہیں، اس لیے شیر سے ڈر رہے ہو اور ہم اپنے دل کو درست کرنے میں لگے ہوئے ہیں اس لیے شیر ہم سے ڈرتا ہے۔''

گمشدہ نگینہ:

منقول ہے کہ شیخ جعفر خلدی علیہ الرحمۃ کے پاس ایک نگینہ تھا۔ وہ نگینہ ایک روز دریائے دجلہ میں گر گیا اور ان کو ایک دعا یاد تھی جو گمشدہ چیز کے لوٹانے میں ان کے تجربہ میں تھی۔ پس انہوں نے وہ دعا مانگی تو ان کو اوراق تلاش کرتے کرتے نگینہ مل گیا۔

شیخ ابو نصر سراج علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ وہ دعا یہ ہے:

((یا جامع الناس لیوم لاریب فیه اجمع علی ضالتی))

''اے اس (قیامت کے) دن لوگوں کو جمع کرنے والے جس دن میں کوئی شک نہیں، میری گمشدہ چیز لوٹا دے۔''

شیخ ابو نصر سراج علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''شیخ ابو طیب عکی علیہ الرحمۃ نے مجھے ایک ''رسالہ'' دکھایا جس میں ان لوگوں کا ذکر تھا جن لوگوں نے گمشدہ چیز کے حصول کیلئے اس دعا کو پڑھا اور اس چیز کو پالیا اور یہ رسالہ کئی اوراق پر مشتمل تھا۔''

شیخ احمد طابرانی سرخسی کی کرامت:

شیخ ابو نصر سراج علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ احمد طابرانی سرخسی علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا:

''کیا آپ کیلئے کوئی کرامت ظہور پذیر ہوئی ہے؟''

انہوں نے فرمایا:

''جب میں مرید ہوا اور میرا ابتدائی زمانہ تھا تو بعض اوقات میں استنجا کے لئے پتھر تلاش کرتا لیکن نہ پاتا۔ تو میں ہوا میں سے کوئی چیز پکڑتا تو وہ ٹھوس بن جاتی۔ پس میں اس کے ساتھ استنجا کر کے اس کو پھینک دیتا۔''

پھر شیخ احمد طابرانی سرخسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''کرامات میں کون سی بزرگی پائی جاتی ہے؟ اس سے توحید میں زیادہ یقین مقصود ہوتا ہے، پس جو شخص اس کائنات میں اللہ کے سوا کسی کو موجد نہیں مانتا اس کے لئے برابر ہے، عادت کے مطابق فعل کو دیکھے یا عادت کے خلاف عمل کو دیکھے۔''

Marfat.com

زمین کا سونا بننا:

شیخ ابوالحسن بصری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ بصرہ کی ایک بستی عباوان میں ایک کالی رنگت والا فقیر رہا کرتا تھا۔ اس کا بسیرا بیابان میں تھا۔ میں اس کے لئے کچھ کھانا لے کر اس کی تلاش کے لیے نکلا، جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ مسکرایا اور اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے دیکھا تو تمام زمین سونا بن کر چمک رہی ہے۔ اس نے کہا:

"لاؤ تمہارے پاس کیا ہے۔؟"

میں نے وہ چیز اسے دے دی اور میں ڈر کے مارے بھاگ گیا۔

غیبی ندا:

شیخ احمد بن عطاء روذباری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"میں بہت پاک رہا کرتا تھا۔ ایک شب جسم پر زیادہ پانی بہانے کی وجہ سے میرے دل میں تنگی پیدا ہوئی اور میرے دل کو سکون نہ مل سکا۔ میں نے کہا: اے میرے رب! مجھے معاف فرمادے۔ غیبی ندا آئی: معافی مانگنے کی ضرورت تو علم کی صورت میں ہوتی ہے (جو جان بوجھ کر غلط کام کرے اسے معافی مانگنی چاہئے) پس میری بے چینی زائل ہوگئی۔"

شیخ منصور مغربی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"اس کے بعد میں نے ایک دن شیخ احمد بن عطاء روذباری علیہ الرحمۃ کو صحرا میں زمین پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہاں بکریوں کے نشان تھے اور آپ مصلیٰ کے بغیر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اس میں فقہاء کا اختلاف ہے (گویا اب ان کو علم دے دیا گیا تھا پہلے ان کے پاس علم نہ تھا)"

گدھے کا کلام کرنا:

شیخ ابوسلیمان خواص علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"ایک روز میں گدھے پر سوار تھا اور مکھیاں اسے تنگ کر رہی تھیں۔ وہ سر کو جھکاتا تو میں اسے اس لکڑی کے ساتھ مارتا جو میرے ہاتھ میں تھی۔ گدھے نے سر اٹھایا اور کہا: مارو! تم اپنے ہی سر پر مار رہے ہو۔"

شیخ حسین فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوسلیمان خواص علیہ الرحمۃ سے پوچھا:

"یہ واقعہ آپ کے ساتھ پیش آیا ہے؟"

انہوں نے فرمایا:

"ہاں اسی طرح جس طرح میں نے تم سے بیان کیا ہے۔"

شیخ نوری اور کرامات:

شیخ ابوالحسین نوری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"مجھے کرامات کے متعلق کچھ شبہ تھا۔ پس میں نے بچوں سے ایک بانسری لی اور کشتیوں کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ پھر میں نے کہا: اے اللہ! تیری عزت وجلال کی قسم! اگر میرے لیے تین رطل (ڈیڑھ کلو) مچھلی نہ نکلی تو میں اپنے آپ کو دریا میں غرق کردوں گا۔ پس ایک مچھلی نکلی جس کا وزن تین رطل (ڈیڑھ کلو) تھا۔ جب یہ

Marfat.com

واقعہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے سنا تو فرمایا: ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ایک سانپ نکلتا اور ان کو کاٹ کھاتا (یعنی شیخ نے بہت معمولی سا مطالبہ کیا تھا)۔"

اللہ کے لیے بال مونڈنا:

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے استاذ شیخ ابو جعفر حداد علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ اسی دوران میرے بال بہت لمبے ہو گئے اور میرے پاس وہ آلہ (قینچی) نہ تھا کہ جس کے ذریعے بال کاٹ لوں۔ پس میں حجام کے پاس گیا اور میں اسے نیک خیال کرتا تھا۔ میں نے کہا:

"اللہ کی رضاء کی خاطر میرے بال کاٹ دو۔"

اس نے کہا:

"ٹھیک ہے اور یہ اعزاز کی بات ہے۔"

حجام کے پاس ایک دنیادار آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ پس اس نے اسے ہٹا کر مجھے بال کاٹنے کے لیے بٹھالیا اور میرا سر مونڈ دیا۔ پھر اس نے مجھے ایک کاغذ دیا جس میں کچھ درہم تھے اور کہنے لگا:

"اس سے اپنی حاجات پوری کر لینا۔"

میں نے وہ دراہم قبول کر لئے اور عہد کر لیا کہ مجھے جب بھی کوئی رقم میسر آئے گی میں سب سے پہلے اسے دوں گا۔ پس میں جب مسجد میں داخل ہوا تو میری ملاقات میرے ایک دوست کے ساتھ ہوگئی۔ اس نے مجھ سے کہا:

"یہ تھیلی تمہارے کسی دوست نے دی ہے۔ یہ بصرہ سے تمہارے لیے بھیجی گئی ہے اس میں تین سو سونے کے سکے ہیں۔ ان کو اپنی ضرورت پر خرچ کرو۔"

پس میں وہ دینار لے کر اس حجام کے پاس گیا اور اسے وہ دینار دینے چاہے تو اس نے کہا:

"اے شیخ! تجھے شرم نہیں آتی تو مجھ سے کہتا ہے کہ اللہ کے لئے میرے بال مونڈ دو اور پھر مجھے اس کی اجرت بھی دیتا ہو۔ جاؤ! اللہ تمہیں معاف کرے۔"

شیخ اسحاق بن احمد کی کرامت:

شیخ ابن سالم علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ جب شیخ اسحاق بن احمد علیہ الرحمۃ فوت ہوئے تو شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ ان کے حجرے میں گئے۔ دیکھا تو وہاں ایک ٹوکرا تھا جس میں دو بوتلیں تھیں۔ ایک بوتل میں سرخ رنگ کی اور دوسری میں سفید رنگ کی کوئی چیز تھی۔ وہاں ایک ٹکڑا سونے کا اور ایک ٹکڑا چاندی کا بھی تھا۔ پس شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ نے وہ دونوں ٹکڑے دریائے دجلہ میں پھینک دیئے اور جو کچھ ان دونوں بوتلوں میں تھا اس میں مٹی ملا دی۔ شیخ اسحاق بن احمد علیہ الرحمۃ پر کچھ قرض بھی تھا۔ میں (ابن سالم) نے شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا:

"ان بوتلوں میں کیا تھا؟"

شیخ نے فرمایا:

"ایک بوتل میں ایسی چیز تھی کہ اگر اس میں سے ایک درہم کے برابر تانبے کی کئی مثقال پر ڈالا جاتا تو وہ سونا بن جاتا اور دوسری میں ایک مثقال تانبے کی کئی مثقال پر ڈالا جاتا تو وہ چاندی بن جاتی۔"

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

''اگر شیخ اسحاق بن احمد علیہ الرحمۃ اس سے اپنا قرض اتار جاتے تو اس میں کیا حرج ہے۔؟''

انہوں نے فرمایا:

''اے دوست! ان کو اپنے ایمان کا ڈر تھا۔''

دریا کے کناروں کا ملنا:

شیخ ابوالحسین نوری علیہ الرحمۃ ایک شب دریائے دجلہ کے کنارے پر گئے تو دیکھا کہ دونوں کنارے آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ وہ واپس لوٹ آئے اور فرمانے لگے:

''تیری عزت کی قسم! میں کشتی کے بغیر عبور نہیں کروں گا۔''

کیلوں کا خوشہ:

شیخ محمد بن یوسف بناء علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ ابوتراب نخشی علیہ الرحمۃ صاحب کرامت ولی تھے۔ میں نے ایک مرتبہ ان کی مصاحبت میں سفر کیا جس کا دورانیہ ایک برس تھا۔ اس سفر میں ان کے ساتھ چالیس اشخاص تھے۔ پھر ایک مرتبہ ہم فاقہ کا شکار ہو گئے۔ پس شیخ ابوتراب نخشی علیہ الرحمۃ راستے سے ذرا ہٹ کر کیلوں کا ایک خوشہ لائے جسے ہم سب نے تناول کیا، سوائے ایک نوجوان کے جو ہمارے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ شیخ نے اس سے فرمایا:

''کھاؤ۔''

اس نے کہا:

''میں نے عہد کیا تھا ''معلوم'' چیزوں تک رہوں گا۔ اب آپ بھی میرے معلوم ہو گئے ہیں، پس اب میں آپ کی صحبت اختیار نہیں کروں گا۔''

شیخ ابوتراب نخشی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''جو تمہاری مرضی وہی کرو۔''

شیخ ابوعلی سندی:

شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ ابوعلی سندی علیہ الرحمۃ میرے ہاں تشریف لائے اور آپ میرے استاذ ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی۔ آپ نے اس کو انڈیلا تو اس میں سے جواہر نکلے۔ میں نے عرض کیا:

''یہ آپ کو کہاں سے حاصل ہوئے۔؟''

انہوں نے فرمایا:

''میں ایک وادی سے گزر رہا تھا۔ دیکھا کہ یہ تھیلی چراغ کی مانند روشن تھی۔ پس میں نے اس کو اٹھا لیا۔''

میں نے عرض کیا:

''اس وادی میں آپ کے وقت (صوفیاء کی ایک حالت) کی کیا حالت تھی؟''

انہوں نے فرمایا:

''وہ وقت اس کیفیت سے خالی تھا جس میں میں (پہلے) تھا۔''

Marfat.com

عجیب کام ولی ہونے کی علامت نہیں:

شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے عرض کیا گیا:

''فلاں آدمی بوقت شب مکہ مکرمہ کی جانب پیدل جاتا ہے۔''

شیخ نے فرمایا:

''شیطان اللہ کی لعنت میں ایک ساعت میں مشرق سے مغرب کی طرف جاتا ہے۔''

عرض کیا گیا:

''فلاں آدمی پانی پر چلتا اور ہوا میں اڑتا ہے۔''

شیخ نے فرمایا:

''پرندہ ہوا میں اڑتا اور مچھلی پانی میں تیرتی ہے۔'' (مطلب یہ ہے کہ یہ کام ولی ہونے کے دلائل نہیں ہیں)

سب سے بڑی کرامت:

شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

((اکبر الکرامات ان تبدل خلقاً مذموماً من اخلاقك))

''سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ تم اپنے برے کو اچھے اخلاق سے بدل دو۔''

وضو کا پانی:

شیخ ابو ابن سالم کا ارشاد ہے کہ عبدالرحمٰن بن احمد نامی ایک آدمی شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کی مصاحبت میں رہا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے شیخ سے کہا:

''بعض دفعہ میں نماز کے لئے وضو کرتا ہوں تو پانی میرے سامنے سونے اور چاندی کی شاخیں بن کر بہنے لگتا ہے۔''

شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''کیا تم نہیں جانتے کہ بچہ جب روتا ہے تو اسے کھلونا دے دیا جاتا ہے تا کہ وہ اس میں مشغول رہے۔؟ (اسی طرح شیطان تمہیں عبادت سے مشغول کرنا چاہتا ہے۔)''

لذیذ کھانا:

شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک چڑیا ہر روز آتی تو میں اس کے لئے روٹی کے ریزے بناتا، وہ میرے ہاتھوں سے کھاتی۔ ایک دن وہ اتری اور میرے ہاتھ پر نہ آئی۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس کا سبب کیا ہے تو مجھے یاد آیا کہ میں نے مصالحہ دار اور چٹ پٹا کھانا کھایا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ آئندہ نہیں کھاؤں گا اور میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ پس وہ چڑیا آ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ گئی اور روٹی کے ٹکڑے کھانے لگی۔

لکڑی کا لمبا ہونا:

شیخ ابو عمرو انماطی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں بیابان میں اپنے معلم کے ساتھ تھا کہ بارش برسنے لگ گئی۔ وہاں ایک مسجد تھی پس ہم بارش سے بچنے کے لیے مسجد میں داخل ہو گئے۔ مسجد کی چھت سے پانی ٹپکتا تھا۔ ہم ایک لکڑی لے

Marfat.com

کر چھت پر چڑھ گئے تا کہ اسے ٹھیک کریں لیکن وہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے دیوار تک نہ جاتی تھی۔ میرے استاذ نے فرمایا:

"اسے کھینچو۔"

میں نے اسے کھینچا تو وہ لمبی ہوگئی حتیٰ کہ وہ دونوں دیواروں پر پوری آ گئی۔

درخت کے نیچے سے آواز آنا:

شیخ ابوبکر دقاق علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں بنی اسرائیل کے جنگل سے گزر رہا تھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ علم حقیقت علم شریعت کے خلاف ہے۔ چنانچہ درخت کے نیچے سے غیبی آواز آئی:

((كل حقيقة لا تتبعها الشريعة فهي كفر))

"ہر وہ حقیقت جس کی تائید شریعت سے نہ ہو وہ کفر ہے۔"

شیخ خیر النساج کی کرامت:

ایک صوفی کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں شیخ خیر النساج علیہ الرحمۃ کے ہاں موجود تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا:

"میں نے کل آپ کو دیکھا کہ آپ نے دو درہم کے بدلے سوت فروخت کیا۔ میں آپ کے پیچھے چلا حتیٰ کہ آپ کے تہبند سے کھول کرلے گیا اور اب میرا ہاتھ سکڑ گیا ہے اور وہ دونوں درہم میرے ہاتھ میں ہیں۔"

اس کی بات سن کر شیخ خیر النساج علیہ الرحمۃ مسکرا دیئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور اسے کھول دیا۔ پھر فرمایا:

"جاؤ اور ان دو درہموں سے اپنے اہل وعیال کے لئے کچھ خریدو اور آئندہ ایسا نہ کرنا۔"

ایک درہم میں برکت:

شیخ احمد بن محمد سلمی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک روز میں شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے ہاں حاضر ہوا، اس حالت میں کہ ان کے سامنے سونے کا ایک تھال پڑا تھا جس میں گرد ند (خوشبو) اور کستوری تھی جس کو دھونی دی گئی تھی۔ شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"تم بادشاہوں کی خوشی کے مواقع پر ان کے ہاں موجود ہوتے ہو۔"

پھر انہوں نے مجھے ایک درہم دیا تو میں نے بلخ (پہنچنے) تک اس میں سے خرچ کیا۔

بارہ روز بغیر کھانے کے:

شیخ ابوسعید خراز رازی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں سفر میں تھا اور ہر تین روز کے بعد مجھے کوئی نہ کوئی چیز کھانے کے لیے مل جاتی۔ پس میں اسے تناول کر لیتا اور اس سے کچھ طاقت حاصل ہو جاتی۔ ایک مرتبہ تین روز بیت گئے لیکن مجھے کوئی چیز نہ ملی۔ پس میں کمزور ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ مجھے ہاتف غیبی نے پکارا:

"تجھے کون سی چیز پسند ہے سبب یا قوت؟"

میں نے کہا:

Marfat.com

''قوت۔''

پس میں اسی وقت اٹھا اور چل پڑا۔ میں نے بارہ روز تک کچھ نہ کھایا اور مجھے کمزوری و نقاہت کا احساس بھی نہ ہوا۔

سفر کی پریشانی ختم:

شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں کچھ روز جنگل میں حیران و پریشان پھرتا رہا۔ ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کیا اور مجھ سے پوچھا:

''کوئی پریشانی ہے۔؟''

میں نے کہا:

''ہاں!''

اس نے کہا:

''میں تجھے راستہ دکھاؤں۔؟''

پس وہ میرے سامنے چند قدم چلا اور پھر میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ میں نے دیکھا تو میں راستے پر تھا۔ اس کے بعد نہ تو میں کبھی دوران سفر حیران و پریشان ہوا اور نہ ہی سفر میں مجھے بھوک اور پیاس نے تنگ کیا۔

موت کے بعد مسکرانا:

شیخ ابن جلاء علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ جب میرے باپ کا وصال ہوا تو وہ غسل کے تختہ پر مسکرائے۔ پس کسی میں ہمت نہیں تھی کہ ان کو غسل دے۔ لوگ کہنے لگے:

''یہ تو زندہ ہیں۔''

بالآخر ان کے ہم مرتبہ افراد میں سے ایک فرد نے ان کو غسل دیا۔

کھانا کھانے سے کمزوری:

شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کے ارادت مند شیخ منیحی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ ستر روز تک کھانا نہیں کھاتے تھے اور جب کھانا کھاتے تو نحیف و کمزور ہو جاتے اور جب بھوکے رہتے تو طاقت ور ہو جاتے۔

ایک مہینہ بھوکا رہنا:

شیخ ابو عبید بسری علیہ الرحمۃ کا معمول یہ تھا کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتا تو وہ گھر میں داخل ہو جاتے اور اپنی بیوی سے فرماتے:

''دروازے پر لپائی کر دو اور ہر رات کھڑکی سے ایک روٹی مجھے دے دینا۔''

شیخ عید کے روز دروازے کھولتے اور ان کی بیوی اندر داخل ہوتی تو وہ تیس روٹیاں گھر کے ایک کونے میں پڑی دیکھتی۔ شیخ اس دوران نہ تو کھاتے، نہ پیتے اور نہ ہی آرام فرماتے اور نہ ہی ان سے نماز کی کوئی رکعت فوت ہوتی۔''

Marfat.com

تیس برس:

شیخ ابوالحارث اولاشی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''میں نے تیس برس یوں بسر کیے کہ میری زبان جو کچھ سنتی میرے باطن سے سنتی۔ پھر میری حالت تبدیل ہوگئی اور میں نے تیس برس اس طرح بسر کیے کہ میرا باطن صرف میرے رب سے سنتا۔''

اپاہج پن بوقت نماز ختم ہو جاتا:

شیخ علی بن سالم علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ زندگی کے آخری حصہ میں اپاہج ہو گئے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کھل جاتے اور جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو اسی طرح اپاہج ہو جاتے۔

ہوا میں معلق:

شیخ ابوعمران واسطی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ ہم سفر کر رہے تھے کہ دریا میں طغیانی کے سبب ہماری کشتی ٹوٹ گئی اور میں اور میری بیوی ایک تختہ پر ٹھہر رہ گئے۔ اس حالت میں اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اس نے مجھے پکارا:

''میں پیاس سے ہلاک ہوتی جا رہی ہوں۔''

میں نے کہا:

''اللہ تعالیٰ ہماری حالت سے باخبر ہے۔''

پھر میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ہوا میں ایک آدمی معلق تھا جس کے ہاتھ میں سونے کی زنجیر ہے اور اس میں سرخ یاقوت کا ایک کوزہ ہے۔ اس نے کہا: یہ لو پیو۔ میں نے وہ کوزہ لیا اور ہم نے اس سے پیا تو وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے کہا:

''اللہ تم پر رحم فرمائے! تم کون ہو؟''

اس نے کہا:

''تمہارے آقا کا غلام ہوں۔''

میں نے کہا:

''اس مقام تک کیسے پہنچے ہو؟''

اس نے کہا:

''میں نے اس آقا کی رضا کی خاطر اپنی خواہشات کو ترک کر دیا تو اس نے مجھے ہوا میں بٹھا دیا۔''

پھر وہ سے غائب ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔

ایک نوجوان اور اللہ تعالیٰ کا قرب:

شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے کعبۃ اللہ کے نزدیک ایک نوجوان کو دیکھا جو کثرت سے رکوع اور سجود کر رہا تھا۔ میں ان کے قریب ہوا اور کہا:

''ماشاء اللہ! تم بہت زیادہ نمازیں پڑھتے ہو۔''

Marfat.com

اس نے کہا:

''اپنے رب سے واپس جانے کی اجازت کا منتظر ہوں۔''

میں نے دیکھا کہ اس پر ایک رقعہ گرا جس میں لکھا تھا:

((من العزيز الغفور الى عبدى الصادق انصرف مغفوراً لك ماتقدم من ذنبك وما تأخر))

''عزیز وغفور کی جانب سے میرے سچے بندے کی طرف، لوٹ جاؤ! تمہارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔''

ولی کے لیے زمین کا سمٹنا اور اشیاء کی حقیقت کا بدلنا:

شیخ سراج رحمۃ اللہ علیہ جناب شیخ ابوالحسن علی بن ابی الجبار رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں بصرہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ایک باغ میں تھا۔ ایک فقیر باغ میں داخل ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے اور چہرہ پر دھول پڑی ہوئی تھی۔ وہ مجھے کہنے لگا:

''مجھے بھوک کو کھانا کھلاؤ۔''

میں نے اسے کھانے کیلئے انجیر دیئے۔ وہ سب کھا گیا اور کہنے لگا:

''ابھی مجھے اور دو! میری بھوک ختم نہیں ہوئی۔''

اس طرح کئی مرتبہ میں نے اسے انجیر دیئے اور وہ ہر مرتبہ کھا کر اور مانگتا۔ حتیٰ کہ ایک ہزار رطل انجیر کھا گیا۔ پھر پانی پینے لگا۔ بہت سا پانی پیا اور چلا گیا۔ پھر میرے ساتھی نے مجھے بتایا کہ اس سال انجیر کا پھل پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ پیدا ہوا ہے۔ شیخ ابوالحسن موصوف بیان کرتے ہیں۔ پھر میں دوسرے سال حج کو گیا۔ اس دوران کہ میں سواروں کے آگے آگے جا رہا تھا۔ میرے دل میں آیا اور میں نے تمنا کی کہ کاش وہ شخص مجھے کہیں نظر آ جائے (جس نے پچھلے سال باغ میں اس قدر انجیر کھائے تھے) اس خیال کے فوراً بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص میری دائیں جانب کھڑا ہے۔ دیکھ کر میں دہشت زدہ ہو گیا اور خوشی بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے میری تمنا فوراً پوری کر دی ہے۔ پھر ہم چلتے رہے۔ اگر وہ کہیں بیٹھ جاتا تو ہم سوار اپنی سواریوں سے اتر جاتے اور جب چل پڑتا تو ہم بھی چل پڑتے۔ پھر وہ پانی کے ایک تالاب کے پاس آیا جس میں بہت سا پانی تھا اور گار بھی بہت تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے گارا اٹھانا شروع کی اور اٹھا کر منہ میں ڈالتا اور کھا جاتا جیسا کہ حلوہ کھایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بہت سی گار کھا گیا۔ مجھے بھی اس نے اس میں ایک لقمہ دیا۔ میں نے جب اسے کھایا تو وہ بہترین مٹھائی سے بھی زیادہ میٹھا تھا اور اس کی اذخر سے بڑھ کر خوشبو تھی۔

پھر اس نے اس تالاب میں سے کافی مقدار میں پانی پیا، پھر کہنے لگا:

''اے علی! یہ لقمہ جات اور گھونٹ وہی ہیں، ان دونوں کے درمیان کوئی چیز نہیں ہے۔''

میں نے پھر پوچھا:

Marfat.com

''اے سیدی! یہ کہاں سے ہے؟''

وہ کہنے لگا:

''میرے شیخ جناب ابو محمد بن عبد نے میری طرف ایک نظر دیکھا تھا تو ان کے محبت سے میرا دل لبریز ہو گیا اور میرا راز میرے رب تک پہنچ گیا۔ ساری کائنات میرے لئے سمیٹ دی گئی اور ہر چیز کی حقیقت تبدیل کرنے کی مجھے قوت دے دی گئی۔ دور کو میرے لئے قریب کر دیا گیا اور مراد مجھے عطا کر دی گئی اور مجھے ایسی حقیقت پہنا دی گئی کہ مجھے کھانے پینے سے مستغنی کر دیا۔ ہاں جب انسانی احکام میں میری واپسی ہوتی ہے تو پھر کھاتا پیتا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا اور مجھے نظر نہ آیا۔

دل کی بات سے آگاہی:

جناب سراج بیان فرماتے ہیں کہ جناب یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیں ایک واقعہ سنایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے دوران سیاحت ایک جنگل میں کانے کی بنی کٹیا دیکھی۔ میں اسے دیکھنے کے ارادے سے اس کے قریب گیا تو اچانک وہاں میری ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہوئی، جس کے جسم کا گوشت کیڑے کھا چکے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا:

''اے بزرگ! کیا آپ پسند کریں گے کہ میں اللہ تعالیٰ سے آپ کی شفایابی کی دعا کروں؟''

اس نے میری بات سن کر سر اٹھایا، حالانکہ وہ اندھا تھا۔ کہنے لگا:

''اے یحییٰ بن معاذ رازی! اگر تیرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا معاملہ ہے تو پھر اس سے یہ سوال کیوں نہیں کرتا کہ وہ تجھے انار کی محبت سے چھٹکارا دیدے۔''

جناب یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ ہر قسم کی شہوات ترک کر دوں گا، صرف انار کی چاہت رکھوں گا، کیونکہ میں انار کو بہت پسند کرتا تھا۔ پھر اس بزرگ نے کہا:

''اے یحییٰ بن معاذ! اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی باتوں میں پڑنے سے ڈر۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے ان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔''

ایک ولیہ کا قصہ:

جناب سراج دمشقی رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک عورت کا واقعہ لوگوں نے سنایا جس کی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی۔ وہ دمشق شہر میں آبادی کے اندر باب توما میں رہائش پذیر تھی۔ ہم اس کی رہائش گاہ کو جانتے تھے۔ اس عورت کو سیدی تاج الدین نے خواب میں اسرار و رازہائے باطنیہ میں سے اچھا خاصہ حصہ عطا فرما دیا۔ پھر یہ عورت مرقب نامی قلعہ میں رہائش پذیر ہو گئی۔ فقراء حضرات اس کے مکان میں آنا جانا شروع ہو گئے۔ ایک مرتبہ دو فقیر اس کے ہاں آئے اور کچھ مدت انہوں نے اس کے ہاں قیام کیا۔ دوران قیام اس عورت نے ان دونوں فقیروں کو عجیب و غریب احوال و مکاشفات دکھائے۔ پھر ان دونوں میں سے ایک نے لالچ کیا اور اس کے دل نے یہ سکیم گھڑی کہ عورت بڑی احسان والی ہے، محبت والی ہے، لہٰذا اس سے شادی کر لینی چاہیے۔ چنانچہ اس عورت نے ظاہری طور پر

Marfat.com

رضامندی کا اظہار کیا اور اس کا مطالبہ قبول کر لیا، تا کہ اس کی غفلت کا اسے پتہ چل جائے چنانچہ نکاح ہو گیا۔ جب رات ہوئی تو اس سے ہم بستر ہونے کا ارادہ کیا لیکن وہ تو عورت کی بجائے خشک لکڑی بن چکی تھی۔ اس فقیر کو اس کے نفس امارہ نے کہا کہ عورت جسم میں اس کے پستان سب سے نرم چیز ہوتی ہے، انہیں چھونا چاہیے۔ جب اس نے پستان کی طرف ہاتھ بڑھائے تو انہیں دو پتھروں کی مانند سخت پایا۔ پھر اس عورت کی ناک کو ہاتھ لگایا تو ناک غائب تھی۔ اس کے بعد اس فقیر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس پر کپکپی طاری ہو گئی اور سمجھ گیا کہ اگر عورت با اخلاق نہ ہوتی تو میری واقعی موت تھی۔ پھر ایک کونہ میں الگ جا کر استغفار کرنے لگا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگا۔

سحری کے وقت وہ عورت اٹھی تا کہ حسب عادت نماز ادا کرے تو جو تبدیلی فقیر دیکھ چکا تھا اس میں سے کوئی تبدیلی نظر نہ آئی، بلکہ جوں کی توں مکمل عورت تھی۔ یہ دیکھ کر وہ فقیر عذر پیش کرنے لگا اور معذرت چاہنے لگا۔

پھر اس عورت نے اس سے توبہ کر لی، اس کی عزت کی، اسے زادِ راہ دیا۔ وہ اب بھی اس سے توبہ کرتا ہے، یہ بات ہمیں خود اس فقیر نے سنائی جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا، یعنی شیخ محمد کردی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے ساتھی بھی تھے اور بالآخر ہمارے ہم مجلس بھی تھے۔

شیخ ابراہیم خواص اور ایک نابینا:

ایک صوفی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ مسجد نبوی میں ایک گروہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ یہ گروہ آیات قرآنیہ کے بارے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہا تھا اور ایک نابینا آدمی ہمارے قریب بیٹھ کر ساری گفتگو سن رہا تھا۔ وہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا:

''مجھے تمہارے کلام سے انس ہو گیا ہے۔ جان لو کہ میری ایک بیٹی اور بیوی تھی۔ اس وقت میں جنت البقیع (مدینہ منورہ) کے قبرستان میں جا کر لکڑیاں اکٹھی کیا کرتا تھا۔ ایک روز میں قبرستان کی جانب گیا تو میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے سوتی قمیض پہنی ہوئی تھی اور جوتا اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ میں سمجھنے لگا کہ گویا یہ مجنون ہے۔ میں نے اس کے کپڑے چھیننے کا ارادہ کیا اور اس سے کہا:

''اپنے کپڑے اتار دو۔''

اس نے کہا:

''اللہ کی حفاظت میں چلے جاؤ۔''

میں نے دوسری اور تیسری مرتبہ بھی اسے یہی کہا۔ لیکن اس نے کہا:

''کیا اس کے بغیر چارہ نہیں؟''

میں نے کہا:

''یہ انتہائی ضروری ہے۔''

اس نے دور سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو میری دونوں آنکھیں گر پڑیں۔ میں نے اسے اللہ کی قسم دے کر پوچھا:

''تو کون ہے؟''

Marfat.com

اس نے کہا:

"میں ابراہیم خواص ہوں۔"

جلاد کا ہاتھ رکنا:

شیخ ابوعبداللہ بن جلاء علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ہم بغداد میں شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ کے بالا خانہ میں موجود تھے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو انہوں نے ایک صاف ستھری قمیض، شلوار اور چادر لی اور پھر جوتا پہنا اور باہر جانے لگے۔ میں نے عرض کیا:

"اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟"

انہوں نے فرمایا:

"میں شیخ فتح موصلی کی عیادت کرنا چاہتا ہوں۔"

ابھی وہ بغداد کے راستوں میں ہی تھے کہ پہریداروں نے ان کو پکڑ لیا اور قید کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو اور قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی مارنے کا حکم ہوا۔ جب جلاد نے ان کو مارنے کیلئے ہاتھ اٹھایا تو اس کا ہاتھ رک گیا اور وہ اس کو حرکت نہ دے سکا۔ جلاد سے کہا گیا:

"مارو!"

اس نے کہا:

"میرے سامنے ایک بزرگ شخصیت کھڑی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں: اس کو نہ مارنا۔ پس میرا ہاتھ رک گیا اور وہ حرکت نہیں کرتا۔"

درہم و دینار کی بارش:

شیخ سعید بن یحییٰ بصری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ کچھ قریشی احباب شیخ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ کے مصاحب تھے۔ ایک روز وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے:

"ہمیں تنگ دستی اور محتاجی کا خوف ہے۔"

شیخ نے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا اور یوں دعا کی:

((اللهم انی اسألك باسمك المرتفع الذی تكرم به من شئت من اولیائك وتلهمه الصفی من احبابك ان تاتینا برزق من لدنك تقطع به علائق الشیطان من قلوبنا وقلوب اصحبنا هولاء فانت الحنان المنان القدیم الا حسان اللهم الساعة الساعة))

"اے اللہ! میں تجھ سے تیرے اس بلند نام کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو اپنے جس ولی کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور اپنے برگزیدہ دوستوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ تو ہمیں اپنی طرف سے ایسا رزق عطا فرما جس کے ذریعے ہمارے دلوں اور ہمارے ساتھیوں کے دلوں سے شیطانی تعلق ختم ہو جائے۔ تو بہت رحم فرمانے والا، بہت احسان کرنے والا ہے۔ تو وہ ہے جس کا احسان قدیم ہے۔ یا اللہ! اسی وقت

Marfat.com

(عطا فرما) اسی وقت (عطا فرما)''

شیخ سعید بن یحییٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم نے چھت کی کڑکڑاہٹ سنی پھر ہم پر دینار اور درہم برسنے لگے۔ شیخ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ اوروں کو چھوڑ کر اللہ (کی مدد) کے ساتھ مالداری چاہو۔ پس ان لوگوں نے وہ درہم و دینار اٹھائے اور شیخ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ نے ان میں سے کوئی چیز نہ لی۔

رقعہ کا ہوا میں اڑنا:

شیخ ابوبکر الکتانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک صوفی کو دیکھا اور وہ ایک اجنبی شخص تھا۔ میں اسے پہچانتا نہیں تھا۔ اس نے کہا:

''اے میرے رب! مجھے معلوم نہیں یہ لوگ یعنی طواف کرنیوالے کیا کر رہے ہیں؟''

اس سے کہا گیا:

''اس رقعہ کی طرف دیکھ۔''

اس نے اس رقعہ کی طرف دیکھا تو وہ ہوا میں اڑ کر غائب ہو گیا۔

ایک نو عمر ولی:

شیخ ابو عبداللہ بن جلاء علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک روز میری ماں نے میرے باپ سے مچھلی کھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پس میرے والد بازار گئے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے ایک مچھلی خریدی اور کسی اٹھانے والے (مزدور) کا انتظار کرنے لگے۔ انہوں نے ایک بچے کو دیکھا جو ان کے سامنے تھا اور اس کے ساتھ ایک اور بچہ کھڑا تھا۔ اس نے کہا:

''چچا جان! آپ کسی اٹھانے والے کا انتظار کر رہے ہیں۔؟''

میرے والد نے فرمایا:

''ہاں۔''

پس اس نے مچھلی اٹھائی اور ہمارے ساتھ چل پڑا۔ ہم نے اذان سنی تو بچے نے کہا:

''مؤذن نے اذان دے دی ہے اور میں وضو کر کے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ (انتظار کرنے پر) راضی ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ مچھلی اٹھالیں۔''

یہ کہہ کر وہ بچہ مچھلی رکھ کر چلا گیا۔ میرے والد نے کہا:

''ہم پر زیادہ حق ہے کہ ہم مچھلی کے بارے میں اللہ پر بھروسہ کریں۔ پس ہم مسجد میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی۔ وہ بچہ آیا اور اس نے بھی نماز پڑھی۔ جب ہم باہر نکلے تو مچھلی اپنی جگہ پر موجود تھی۔ بچے نے اسے اٹھایا اور ہمارے ساتھ ہمارے گھر کی طرف چل پڑا۔ میرے والد نے یہ واقعہ میری والدہ کو سنایا تو اس نے کہا:

''اس سے کہیں کہ وہ ہمارے پاس ٹھہرے اور ہمارے ساتھ کھائے۔''

ہم نے اس سے کہا تو اس نے کہا:

''میرا روزہ ہے۔''

Marfat.com

ہم نے کہا:
''شام کا کھانا ہمارے ساتھ کھانا۔''
اس نے کہا:
''میں ایک بار بوجھ اٹھانے کے بعد دوبارہ نہیں اٹھاتا۔ہاں! میں شام تک مسجد میں ٹھہرتا ہوں۔پھر تم لوگوں کے پاس آؤں گا۔''

چنانچہ وہ واپس چلا گیا۔جب شام ہوئی تو وہ بچہ آیا اور ہم نے مل کر کھانا تناول کیا۔ہم جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو ہم نے اسے طہارت کی جگہ بتائی اور ہم نے دیکھا کہ وہ تنہائی پسند ہے۔پس ہم نے اسے ایک کمرے میں رہنے دیا۔جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو ہماری ایک رشتہ دار لڑکی جو چلنے پھرنے کے قابل نہ تھی، وہ چل کر آئی۔

ہم نے اس سے اس کی حالت پوچھی تو اس نے کہا:
''میں نے یوں دعا کی: اے اللہ! ہمارے اس مہمان کے صدقے مجھے عافیت عطا فرما۔پس میں کھڑا ہونے پر قادر ہو گئی۔''

ہم اس بچے کی تلاش میں نکلے تو دیکھا دروازے پہلے کی طرح بند ہیں، لیکن بچہ موجود نہیں ہے۔میرے والد کہنے لگے:
''اولیاء میں چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی۔''

کنکریوں کا سونا بننا:

شیخ سعید بن یحییٰ بصری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں شیخ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ کے ہاں حاضر ہوا۔وہ اس وقت ایک درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔میں نے عرض کیا:
''اگر آپ اللہ سے سوال کریں کہ وہ آپ پر رزق کشادہ کر دے تو مجھے امید ہے کہ وہ ایسا کرے گا۔''
انہوں نے فرمایا:
''میرا رب اپنے بندوں کی حاجات کو خوب جانتا ہے۔''
پھر انہوں نے زمین سے کنکریاں اٹھائیں اور عرض کیا:
''اے اللہ! اگر تو ان کنکریوں کو سونا بنانا چاہے تو ایسا کر دے۔''
اللہ کی قسم! وہ اسی وقت ان کے ہاتھ میں سونا بن گئیں۔انہوں نے ان کنکریوں کو میری جانب پھینکا اور فرمایا:
''آخرت کے لئے خرچ کرنے کے علاوہ مال دنیا میں اور کوئی بھلائی نہیں۔''

ایک ارادت مند کی کرامت:

شیخ ابویعقوب سوسی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک ارادت مند کو اس کی وفات کے بعد غسل دیا تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔میں نے کہا:
''اے بیٹے! میرا ہاتھ چھوڑ دے! مجھے معلوم ہے تو مردہ نہیں۔موت تو ایک گھر (دنیا) سے دوسرے گھر (آخرت) کی طرف انتقال کا نام ہے۔''

Marfat.com

یہ سن کر اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔

فوت شدہ کا اپنا دایاں ہاتھ پکڑانا:

شیخ ابراہیم بن شیبان علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک بہترین نوجوان نے میری مصاحبت اختیار کی۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا تو میرے دل میں اس کا بہت زیادہ غم ہوا۔ چنانچہ میں نے اسے بذاتِ خود غسل دیا۔ جب میں نے اس کے ہاتھوں کو دھونے کا ارادہ کیا تو خوف کی وجہ سے میں نے بائیں ہاتھ سے آغاز کیا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنا دایاں ہاتھ تھما دیا۔ میں نے کہا:

''اے بیٹے! تم سچے ہو! مجھ سے غلطی ہوئی۔''

ایک محبِ اللہ کی کرامت:

شیخ ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک ارادت مند میرے پاس مکہ مکرمہ میں آیا اور کہنے لگا:

''اے استاذ! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ یہ ایک دینار لے لو اور اس کے نصف سے میرے لیے قبر کھدوانا اور دوسرے نصف سے مجھے کفن دینا۔''

میں نے سمجھا یہ ایسے ہی کہہ رہا ہے۔ پس جب دوسرا دن ہوا تو وہ آیا اور اس نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر وہاں سے دور ہوا اور فوت ہو گیا۔ میں نے اس کو غسل دیا، کفن پہنایا اور قبر میں رکھ دیا۔ قبر میں اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا:

''کیا موت کے بعد زندگی؟''

اس نے کہا:

((انا حی و کل محب للہ حیی))

''میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر محب زندہ ہوتا ہے۔''

ذکر کی برکت:

ایک روز شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ نے ذکر سے متعلق گفتگو کی اور فرمایا:

''اللہ کا ذکر کرنے والا اگر مردوں کو زندہ کرنا چاہے تو کر دے۔''

یہ کہتے ہوئے انہوں نے اپنے سامنے موجود ایک بیمار پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔

شیخ ابن عتبہ کی کرامت:

شیخ عمرو بن عتبہ علیہ الرحمۃ نماز پڑھ رہے تھے، ان کے سر پر بادل نے سایہ کیا ہوا تھا اور درندے ان کے گرد اپنی دمیں ہلا رہے تھے۔

دعا کا مقبول ہونا:

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''ایک مرتبہ میرے پاس چار درہم تھے۔ میں شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ کے ہاں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''یہ دراہم میں آپ کے پاس لے آیا ہوں۔''

Marfat.com

انہوں نے فرمایا:

"اے لڑکے! تجھے خوشخبری ہو! تو کامیاب ہوا۔ اس وقت میں چار درہموں کا حاجت مند تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا ہوا تھا:

(((اللهم ابعثها على يد من يفلح عندك))

"اے اللہ! اس شخص کے ہاتھ چار درہم بھیج دے جو تیرے نزدیک فلاح پانے والا ہے۔"

گوشت فراہم ہونا:

شیخ ابراہیم یمانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ہم کچھ لوگ شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کے ساتھ سمندر کے کنارے سیر کے لیے نکلے تو ہم ایک گھنے درخت کے پاس پہنچے۔ اس میں بہت سی خشک لکڑیاں تھی اور اس کے قریب ایک قلعہ تھا۔ ہم نے شیخ سے عرض کیا:

"کیا بہتر نہیں کہ ہم لوگ رات یہاں گزاریں اور ان لکڑیوں کو جلائیں؟"

انہوں نے فرمایا:

"تم ایسا کر سکتے ہو۔"

پس ہم نے قلعے میں آگ تلاش کی اور لکڑیاں جلائیں۔ ہمارے پاس کچھ روٹیاں تھیں۔ ہم نے ان کو کھایا۔ ہم میں سے ہر ایک نے کہا:

"یہ انگارے کتنے اچھے ہیں۔؟ اگر ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ہم اس پر اسے بھونتے۔"

شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں گوشت کھلائے۔"

پس ہم اسی حالت میں تھے کہ ایک شیر بارہ سنگے کو بھگاتا ہوا لایا۔ جب بارہ سنگا ہمارے پاس پہنچا تو وہ گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"جلد از جلد اسے ذبح کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ کھانا دیا ہے۔"

پس ہم نے اس کا کچھ گوشت بھونا اور شیر کھڑا ہماری طرف دیکھتا رہا۔

پانی کے چشمے کا پھوٹنا:

شیخ حامد اسود علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے سات روز جنگل میں شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کی صحبت میں گزارے۔ جب ساتواں روز ہوا تو میں کمزور ہو کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے میری جانب دیکھا اور فرمایا:

"تمہیں کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا:

"کمزوری غالب آ گئی۔"

انہوں نے فرمایا:

"تم پر کس چیز کی طلب غالب آئی ہے پانی کی یا کھانے کی۔؟"

Marfat.com

میں نے عرض کیا:
''پانی کی۔''
انہوں نے فرمایا:
''پانی تمہارے پیچھے ہے۔''
میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں تازے دودھ جیسے پانی کا چشمہ آموجود ہوا۔''
میں نے پانی پیا اور طہارت حاصل کی۔ یہ سب کچھ شیخ ملاحظہ کر رہے تھے لیکن وہ اس پانی کے قریب بھی نہ آئے۔ جب میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو چاہا کہ اس سے کچھ پانی ساتھ لے لوں۔ انہوں نے فرمایا:
''رک جاؤ! یہ ایسا پانی نہیں جسے ہم زادِ راہ بنا سکیں۔''

اولیاء کی گستاخی کی سزا:

شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ کی خادمہ زیتونہ، جو پہلے شیخ ابوحمزہ اور پھر شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی خدمت کر چکی تھی، بیان کرتی ہے کہ ایک ٹھنڈا دن تھا تو میں نے شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ سے عرض کیا:
''کھانے کے لیے کچھ لاؤں؟''
انہوں نے فرمایا:
''ہاں۔''
میں نے پوچھا:
''آپ کیا پسند کرتے ہیں؟''
انہوں نے فرمایا:
''روٹی اور دودھ۔''
پس میں مطلوبہ چیزیں لے کر آئی اور شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ کے سامنے کوئلے پڑے ہوئے تھے جن کو وہ اپنے ہاتھ سے ادھر ادھر کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ شعلہ زن تھا۔ انہوں نے کھانا شروع کر دیا اور دودھ ان کے ہاتھ پر بہہ رہا تھا اور ہاتھ کوئلوں سے سیاہ ہو چکے تھے۔ میں نے اپنے دل ہی دل میں کہا:
''اے میرے رب! تیرے یہ ولی کس قدر گندے ہیں، کیا ان میں کوئی بھی صاف ستھرا نہیں؟''
پس میں ان کے پاس سے چلی گئی تو ایک خاتون مجھ سے لپٹ کر کہنے لگی:
''میرے کپڑے تو نے چوری کیے ہیں۔''
پس لوگ مجھے داروغہ کے پاس لے گئے۔ شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ کو جب معلوم ہوا تو وہ غصے اور داروغہ سے فرمانے لگے:
''اس کو کچھ نہ کہو۔ یہ تو اولیاء میں سے ایک ولیہ ہے۔''
داروغہ نے کہا:
''میں کیا کروں؟ وہ عورت اس پر چوری کا الزام لگا رہی ہے۔''

Marfat.com

پس اسی وقت ایک لڑکی وہ کپڑے لے کر آئی جس کے چوری ہونے کا دعویٰ اس عورت نے کیا تھا۔ پس شیخ ابو الحسن نوری علیہ الرحمۃ مجھے واپس لائے اور فرمایا:

''کیا اس کے بعد بھی کہو گی کہ ولی کتنے گندے ہوتے ہیں؟''

میں نے عرض کیا:

''میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتی ہوں۔''

حضرت خضر کا مدد کرنا:

شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ مجھے سفر کے دوران اس قدر پیاس لگی کہ میں گر گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے جا رہے ہیں۔ میں نے آنکھ کھولی تو وہاں ایک خوبصورت گھوڑ سوار موجود تھا۔ اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا:

''میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔''

اس وقت میں حجاز میں تھا۔ تھوڑی دیر گزری تو اس نے پوچھا:

''کیا دیکھ رہے ہو؟''

میں نے کہا:

''میں مدینہ طیبہ کو دیکھ رہا ہوں۔''

اس نے کہا:

''اترو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ آپ کا بھائی خضر آپ کو سلام کہتا ہے۔''

حضرت خضر کا تصدیق کرنا:

شیخ مظفر جصاص علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ نصر خراط علیہ الرحمۃ ایک جگہ جمع ہوئے تو ہم میں علم کے موضوع پر گفتگو ہو گئی۔ شیخ نصر خراط علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''ذکر الٰہی کرنے والے کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اسے ابتدائے ذکر میں ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ نے اس کو یاد کیا ہے تو اس کا یہ ذکر اللہ کے یاد کرنے کی وجہ سے ہے۔''

میں نے اس کی مخالفت کی تو انہوں نے فرمایا:

''اگر حضرت خضر یہاں ہوتے تو وہ میری تصدیق کرتے۔''

پس اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی زمین و آسمان کے درمیان چلا آ رہا ہے حتیٰ کہ وہ ہمارے قریب پہنچا اور اس نے سلام کیا اور کہنے لگا:

''یہ سچ کہتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنے والا اس لیے ذکر کرتا ہے کہ اللہ اس کا ذکر کرتا ہے۔''

پس ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

Marfat.com

اظہارِ عاجزی:

شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کے پاس ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض گزار ہوا:

"لوگ کہتے ہیں آپ پانی پر چلتے ہیں۔"

شیخ نے فرمایا:

"محلے کے مؤذن سے پوچھو وہ نیک آدمی ہے جھوٹ نہیں بولتا۔"

جب مؤذن سے پوچھا گیا تو اس نے کہا:

"مجھے معلوم نہیں۔ البتہ ان دنوں میں وہ حوض میں طہارت حاصل کرنے کیلئے اترتے تو پانی میں گر گئے، اگر میں وہاں نہ ہوتا تو وہ وہاں ہی رہ جاتے۔"

پانی پر چلنا:

شیخ استاذ ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ اس حالت میں تھے جو بیان کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو پردے میں رکھنا چاہتا ہے۔ پس مؤذن اور حوض والے واقعہ کو شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کی حالت کیلئے پردہ بنا دیا۔ بلاشبہ شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

پردۂ ولایت:

شیخ ابو عثمان مغربی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے شیخ ابوالحسین جرجانی علیہ الرحمۃ کی تحریر دیکھی۔ انہوں نے لکھا تھا کہ ایک بار میں نے مصر جانے کا ارادہ کیا، میرے دل میں خیال آیا کہ میں کشتی میں سوار ہو جاؤں پھر مجھے خیال آیا کہ وہاں لوگ مجھے جانتے ہیں۔ پس مجھے شہرت کا ڈر ہوا۔ پھر ایک کشتی گزری جو مجھے نظر آئی میں پانی پر چل کر کشتی تک پہنچ گیا اور اس کے اندر چلا گیا۔ لوگ دیکھ رہے تھے، کسی نے بھی نہ کہا کہ یہ عمل عادت کے خلاف ہے یا نہیں۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ ولی کو پردے میں رکھا جاتا ہے۔ چاہے وہ مشہور ہی کیوں نہ ہو۔

شیخ امام ابو علی دقاق:

امام قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"میں (امام قشیری) نے اپنے استاذ شیخ ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ کے جن احوال کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ پیشاب کی جلن میں مبتلا تھے اور انہیں ایک گھنٹے میں کئی بار پیشاب آتا تھا حتیٰ کہ وہ فرض نماز کی دو رکعتوں کیلئے کئی بار وضو کرتے تھے اور وہ کسی مجلس میں جاتے ہوئے راستے میں بوتل ساتھ رکھتے تھے اور بعض اوقات وہ راستے میں آتے جاتے کئی بار حاجت محسوس کرتے لیکن جب وہ وعظ کیلئے کرسی پر بیٹھتے تو طہارت کی ضرورت نہ پڑتی۔ اگرچہ مجلس بہت زیادہ طویل ہو جاتی۔ ہم کئی سالوں سے ان کا یہ معاملہ دیکھ رہے تھے اور ہمیں ان کی زندگی میں یہ خیال نہ آیا کہ یہ عمل خرقِ عادت (کرامت) ہے۔ ان کے وصال کے بعد اس بات کا احساس ہوا۔"

نماز کے اوقات میں صحت یابی:

شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کی ایک کرامت اسی سے ملتی جلتی ہے۔ وہ یہ کہ شیخ آخری عمر میں اپاہج ہو گئے

Marfat.com

تے مگر فرض نماز کے وقت ان کو قوت حاصل ہو جاتی۔ پس وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔
یہ بات درجہ شہرت کو پہنچ گئی ہے کہ شیخ عبداللہ کے پاؤں شل ہو چکے تھے لیکن جب محفل سماع میں ان کو وجد آتا تو وہ کھڑے ہو کر سنتے تھے۔

گم شدہ مشکیزے کا حاضر ہونا:

شیخ احمد بن ابی حواری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے اور شیخ ابوسلیمان دارانی نے اکٹھے حج کیا۔ دوران سفر مجھ سے مشکیزہ گر گیا۔ میں نے شیخ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ سے عرض کیا:
"مشکیزہ گم ہو گیا اور ہمارے پاس پانی نہیں۔"
اس موسم میں سخت سردی تھی۔ شیخ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:
"اے گمشدہ چیز لوٹانے والے! اے گمراہی میں ہدایت دینے والے!"
اسی وقت ایک آدمی نے ندا دی:
"کس کا مشکیزہ گم ہوا ہے؟"
میں نے کہا:
"میرا مشکیزہ گم ہوا ہے۔"
پس میں نے اس سے لے لیا۔ ہم چل رہے تھے اور سخت سردی کی وجہ سے ہم نے پوستینیں پہنی ہوئی تھیں۔
اچانک ایک آدمی دکھائی دیا جس نے پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے اور اس سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ شیخ ابو سلیمان دارانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:
"آؤ! جو کپڑے ہم نے پہن رکھے ہیں ان میں سے کچھ تمہیں دے دیں۔؟"
اس نے عرض کیا:
"اے ابوسلیمان! کیا تم مجھے زہد کا مشورہ دیتے ہو اور خود سردی محسوس کر رہے ہو؟ میں تیس برس سے اس جنگل میں پھر رہا ہوں لیکن نہ مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہوئی اور نہ ہی مجھ پر لرزہ طاری ہوا۔ اللہ مجھے سردی کے موسم میں اپنی محبت کی گرمی اور گرمی کے موسم میں اپنی محبت کی ٹھنڈک عطا کرتا ہے۔"
یہ کہہ کر وہ چل دیا۔

شیر کا اطاعت کرنا:

شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک بار میں جنگل میں تھا۔ میں دوپہر کے وقت چلا حتیٰ کہ ایک درخت تک پہنچا۔ اس کے قریب پانی تھا، میں اترا تو ایک بہت بڑا شیر میری طرف آیا۔ میں نے اپنے آپ کو اپنے رب کے سپرد کر دیا، جب وہ میرے قریب آیا تو دیکھا کہ وہ لنگڑا رہا تھا۔ پس اس نے گرجدار آواز نکالی اور میرے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا ہاتھ میری گود میں رکھ دیا۔ میں نے دیکھا تو اس کا ہاتھ (اگلا پاؤں) پھولا ہوا تھا اور اس میں پیپ اور خون تھا۔ میں نے لکڑی لے کر پیپ والی جگہ کو پھاڑ دیا اور اس کے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ دیا اور وہ چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ وہ شیر آیا اور اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے جو میرے دم ہلا رہے تھے اور انہوں نے مجھے روٹی لا کر دی۔

Marfat.com

بیماری کا ختم ہونا:

شیخ احمد بن ابی حواری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ محمد بن سماک علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے۔ ہم ان کا قارورہ (پیشاب) لے کر حکیم کے ہاں جا رہے تھے۔ وہ حکیم عیسائی تھا۔ ہم جب حیرہ اور کوفہ کے درمیان چل رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی ہمارے سامنے آیا۔ اس نے اچھی خوشبو لگائی ہوئی تھی اور اس کے کپڑے صاف ستھرے تھے۔ اس نے کہا:

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

ہم نے کہا:

"ہم فلاں طبیب کے پاس جا رہے ہیں، تا کہ شیخ ابن سماک کا قارورہ دکھائیں۔"

اس نے کہا:

"سبحان اللہ! اللہ کے ولی کیلئے اللہ کے دشمن سے مدد مانگ رہے ہو۔؟ اس قارورہ کو گرا دو اور واپس شیخ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ اپنا ہاتھ تکلیف والی جگہ پر رکھیں اور کہیں:

((وبالحق انزلنا و بالحق نزل))

"اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور یہ حق ہی کیلئے اترا۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر: ۱۰۵)

پس یہ کہہ کر وہ ہم سے غائب ہو گیا اور ہم نے اسے نہ دیکھا۔ پھر اتفاق رائے سے ہم شیخ ابن سماک علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور انہیں سارا قصہ سنایا۔ انہوں نے درد والی جگہ پر ہاتھ رکھا اور وہی کلمات کہے جو اس آدمی نے کہے تھے تو اسی وقت ان کو آرام آ گیا۔ انہوں نے فرمایا:

"جس آدمی نے تمہیں یہ دعا بتائی ہے وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔"

شیخ بسطامی اور شیخ ابن شیبہ کی کرامت:

شیخ عمی بسطامی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ ہم شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شیخ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ اٹھو، تا کہ ہم اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولی کا استقبال کریں۔ پس ہم ان کے ساتھ اٹھے، جب ہم پھاٹک تک پہنچے تو دیکھا کہ شیخ ابراہیم بن شیبہ ہروی علیہ الرحمۃ تشریف لا رہے ہیں۔

شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"میرے دل میں خیال آیا کہ میں آپ کا استقبال کروں اور آپ کے لئے اپنے رب کے ہاں سفارش کروں۔"

شیخ ابراہیم بن شیبہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"اگر آپ تمام مخلوق کی سفارش کریں تو بھی یہ زیادہ نہیں، یہ لوگ مٹی کے ٹکڑے ہیں۔"

شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ یہ جواب سن کر حیران رہ گئے۔

Marfat.com

شیخ ذوالنون مصری کی توبہ کے متعلق روایت:

شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ سے شیخ سالم مغربی علیہ الرحمۃ نے ان کی توبہ (رجوع الی اللہ) کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

"میں مصر سے نکل کر کسی بستی کی طرف روانہ ہوا۔ پس میں راستے میں سو گیا، پھر میں بیدار ہوا اور میں نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اندھا پرندہ (قنبرہ) درخت سے گر کر زمین پر آیا اور زمین پھٹ گئی، اس میں سے دو آبخورے (پیالے) نکلے، ایک سونے کا تھا اور دوسرا چاندی کا، ایک میں تل تھے اور دوسرے میں گلاب کا پانی۔ اس نے ایک میں سے کھایا اور دوسرے سے پیا۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا: میرے لیے یہی کافی ہے۔ میں نے توبہ کی اور اللہ کے دروازے کو لازم پکڑ لیا حتیٰ کہ اس نے مجھے قبول کر لیا۔"

نماز کے اوقات میں فالج سے شفاء:

منقول ہے کہ شیخ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ کو فالج ہو گیا۔ نماز کا وقت ہوا تو ان کو وضو کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے فرمایا:

"یہاں کون ہے؟"

ان کو کسی نے جواب نہ دیا۔ پس ان کو نماز کے قضاء ہونے کا خوف ہوا تو عرض کیا:

"اے میرے رب! مجھے بیماری سے شفاء عطا فرما دے تاکہ میں پاکی کا حصول ممکن بنا سکوں۔ پھر جس طرح تو چاہے کرنا۔"

پس یہ دعا کرتے ہی شیخ تندرست ہو گئے حتیٰ کہ وضو مکمل کیا، پھر اپنے بستر کی طرف آئے اور پہلے کی طرح ہو گئے۔

جانور کا اطاعت کرنا:

شیخ ابو ایوب حمال علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابو عبداللہ دیلمی علیہ الرحمۃ جب سفر میں کسی منزل پر اترتے تو اپنے گدھے کی طرف جاتے اور اس کے کان میں فرماتے:

"میں تمہیں باندھنے کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن اب تجھے نہیں باندھوں گا اور تجھے اس صحرا میں چھوڑ دیتا ہوں تاکہ تو گھاس کھائے، جب ہم جانے کا ارادہ کریں تو آ جانا۔"

پس جب کوچ کرنے کا وقت ہوتا تو وہ گدھا ان کے پاس حاضر ہو جاتا۔

ایک کپڑے کی قیمت:

شیخ ابو عبداللہ دیلمی علیہ الرحمۃ نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تو اسے تحائف و سامانِ ضرورت دینے کے لئے پیسوں کی ضرورت پڑی۔ آپ کے پاس ایک کپڑا تھا اگر آپ اسے بیچتے تو وہ ایک دینار میں فروخت ہو جاتا۔ آپ اس کپڑے کو لے کر نکلے تو خریداروں نے کہا:

"اس کی قیمت ایک دینار سے زیادہ ہے۔"

پس وہ مسلسل قیمت میں اضافہ کرتے گئے حتیٰ کہ اس کپڑے کی قیمت ایک سو دینار تک پہنچ گئی تو آپ نے

Marfat.com

اسے فروخت کر دیا اور اس کا بیٹی کو جہیز دیا۔

کپڑے کا بڑھ جانا:

شیخ نضر بن شمیل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک تہبند خریدا تو وہ چھوٹا نکلا۔ میں نے اپنے رب سے عرض کیا:

''اے اللہ! ایک ہاتھ لمبا کر دے۔''

پس وہ ایک ہاتھ لمبا ہو گیا۔ شیخ نضر بن شمیل علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''اگر کپڑے کے زیادہ لمبا ہونے کی دعا کرتا تو وہ اور لمبا ہو جاتا۔''

شیخ عامر بن عبد قیس کی تین دعائیں:

شیخ عامر بن عبد قیس علیہ الرحمۃ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

''اے اللہ! سردیوں میں میرے لئے طہارت کو آسان کر دے۔''

اس دعا کے بعد جب بھی ان کے لئے پانی لایا جاتا تو وہ خود بخود گرم ہو جاتا۔

شیخ عامر بن عبد قیس علیہ الرحمۃ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

''اے اللہ! میرے قلب سے عورتوں کی خواہش کو نکال دے۔''

پس اس دعا کے بعد ان کو عورتوں کی پرواہ ہی نہ ہوتی۔

شیخ عامر بن عبد قیس علیہ الرحمۃ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

''اے اللہ! حالت نماز میں میرے قلب سے ابلیس کو روک دے۔''

لیکن ان کی یہ دعا مقبول نہ ہوئی۔

حضرت خضر سے ملاقات:

شیخ بشر بن حارث علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں ایک آدمی موجود ہے۔ میں نے سوال کیا:

''تم کون ہو؟ اور میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں داخل کیوں ہوئے ہو۔؟''

انہوں نے کہا:

''میں تیرا بھائی خضر ہوں۔''

میں نے عرض کیا:

''اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کیجئے!''

پس انہوں نے فرمایا:

''اللہ تمہارے لیے اپنی عبادت واطاعت کو سہل کر دے۔''

میں نے عرض کیا:

''مزید دعا کیجئے۔!''

Marfat.com

فرمایا:

"اے میرے اللہ! اس پر پردہ بھی ڈال دے۔"

ستر ہزار ملائکہ:

شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ سفر کرتے ہوئے میں مکہ مکرمہ کے ایک جنگل سے گزرا۔ میں نے وہاں ایک بہت بڑا شیر دیکھا۔ میں بہت خوف زدہ ہوا تو ایک غیبی ندا سنائی دی:

"ثابت قدم رہو۔ تمہارے اردگرد ستر ہزار ملائکہ ہیں جو تمہاری حفاظت کر رہے ہیں۔"

چور کا ہاتھ:

شیخ جعفر دیلی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ پانی میں داخل ہوئے تو ایک چور آکر آپ کے کپڑے لے گیا۔ پھر وہ آیا اور کپڑے اس کے پاس تھے اور اس کا ہاتھ خشک ہو چکا تھا۔ شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا:

"اے اللہ! اس نے میرے کپڑے واپس کر دیئے تو اس کا ہاتھ اسے لوٹا دے۔"

پس اسی وقت اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

درخت کی پکار:

شیخ ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے پختہ عہد کر لیا کہ میں صرف حلال کھاؤں گا۔ میں جنگلوں میں چکر کاٹتا رہا۔ پس میں نے انجیر کا درخت دیکھا۔ میں نے کھانے کیلئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو درخت نے مجھے پکار کر کہا:

"اپنے عہد کی حفاظت کرو۔ مجھ سے نہ کھانا۔ میں تو ایک یہودی کی ملکیت ہوں۔"

شیخ ابن خفیف کی دعا:

شیخ ابوعبداللہ بن خفیف علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں حج کے لئے جا رہا تھا کہ میرا گزر شہر بغداد سے ہوا۔ میں صوفیاء کی نخوت لیے ہوئے (مغرور) تھا اور میں نے چالیس یوم سے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا۔ میں سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی ملاقات کے لیے بھی نہ گیا۔ پس میں بغداد سے باہر نکل آیا اور میں نے سفر طے کرتے ہوئے مقامِ زبالہ تک پانی بھی نہ پیا۔ ابھی تک میرا وضو باقی تھا۔ ایک جگہ میں نے کنویں کے پاس ایک ہرن کو پانی پیتے ہوئے دیکھا اور مجھے بھی پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں کنویں کے پاس پہنچا تو ہرن بھاگ گیا، پانی کنویں کی تہہ میں تھا۔ چنانچہ میں چلا گیا اور میں نے کہا:

"اے اللہ! میرا مقام اس ہرن جیسا بھی نہیں۔؟"

غیبی ندا آئی:

"ہم نے تمہاری آزمائش کی لیکن تم صبر نہ کر سکے۔ جاؤ جا کر پانی پیو۔"

پس جب میں واپس ہوا تو دیکھا کہ کنواں پانی سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے اپنا ڈول بھر لیا۔ میں اس سے پیتا اور طہارت حاصل کرتا رہا حتیٰ کہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا لیکن پانی ختم نہ ہوا۔ جب میں نے کنویں سے پانی ڈول میں ڈالا تو غیبی

Marfat.com

آواز آئی:

''تم میں اور ہرن میں یہ فرق ہے کہ ہرن تو ڈول اور رسی کے بغیر آیا تھا اور تم ڈول اور رسی لے کر آئے تھے۔''

شیخ ابن خفیف علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ جب میں حج سے واپس آیا تو بغداد میں داخل ہوا۔ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا:

''اگر تم صابر رہتے اور فقط ایک گھڑی صبر کر لیتے تو تمہارے پاؤں کے نیچے سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے۔''

ایک اعرابی کی دعا:

شیخ محمد بن سعید بصری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں بصرہ کے قریب عازم سفر تھا کہ میں نے ایک بدو کو دیکھا جو اونٹ کو ہانکے لے جا رہا تھا کہ اچانک اونٹ گر کر مر گیا اور اس کا پالان اور کجاوہ بھی گر گیا۔ میں چل پڑا۔ پھر مڑ کر دیکھا تو وہ کہہ رہا تھا:

((یا مسبب کل سبب، ویا مولی من طلب، رد علی ماذهب من جمل یحمل الرحل و القتب))

''اے ہر سبب کے خالق! اور اے ہر طالب کی دعا کو پورا کرنے والے! میرا اونٹ مجھے لوٹا تا کہ وہ پالان اور کجاوے کو اٹھالے۔''

میں نے دیکھا کہ اچانک اونٹ کھڑا ہوا اور اس کا پالان اور کجاوا اس کے اوپر تھا۔

شیخ شبل مروزی:

منقول ہے کہ شیخ شبل مروزی علیہ الرحمۃ کو ایک مرتبہ گوشت کھانے کی طلب ہوئی تو انہوں نے نصف درہم کا گوشت خریدا۔ گھر کی جانب جا رہے تھے کہ ایک چیل ان پر جھپٹ پڑی اور گوشت لے اڑی۔ شیخ شبل مروزی علیہ الرحمۃ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہو گئے۔ جب اپنے گھر واپس آئے تو ان کی بیوی نے ان کے سامنے گوشت پیش کیا۔ انہوں نے استفسار کیا:

''یہ کہاں سے آیا؟''

بیوی عرض گزار ہوئی:

''دو چیلیں آپس میں لڑ رہی تھیں تو ان دونوں سے یہ گوشت گر گیا۔''

شیخ شبل مروزی علیہ الرحمۃ نے کہا:

((الحمد لله الذی لم ینس شبلاً وان کان شبل کثیراً ینساہ))

''تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے شبل کو نہیں بھلایا اگرچہ شبل اکثر اسے بھول جاتا ہے۔''

ادھار سواری:

شیخ ابن ابی عبید بسری علیہ الرحمۃ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک برس جہاد میں گزارا۔ وہ جہاد کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں جس گھوڑی پر سوار تھے، وہ مر گئی۔

Marfat.com

انہوں نے عرض کیا:

"اے اللہ! یہ گھوڑی مجھے بطور قرض عطا فرما دے تاکہ میں اپنی بستی میں پہنچ جاؤں۔"

دیکھا تو گھوڑی زندہ ہوگئی۔ جب وہ جہاد سے اپنی بستی کی طرف واپس پلٹے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

"بیٹا! گھوڑی سے زین اتارو۔"

ان کے بیٹے نے کہا:

"اسے پسینہ آیا ہوا ہے۔ اگر میں نے زین اتاری تو اسے ہوا لگ جائے گی۔"

انہوں نے فرمایا:

"بیٹے! یہ ادھار لی ہوئی ہے۔"

شیخ کے بیٹے کہتے ہیں کہ جب میں نے اس سے زین اتاری تو گھوڑی گری اور مرگئی۔

کفن چور کی توبہ:

منقول ہے کہ ایک آدمی کفن چوری کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک خاتون انتقال کرگئی۔ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ اس کفن چور نے بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی تاکہ قبر معلوم ہو جائے۔ جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو چور نے اس کی قبر کھودی۔ اس خاتون نے کہا:

"سبحان اللہ! ایک ایسا آدمی کہ جس کی اللہ نے بخش فرمادی ہے ایسی عورت کا کفن چوری کر رہا ہے جس کو اللہ نے بخش دیا ہے۔؟"

اس نے کہا:

"مان لیا کہ تجھے بخش دیا گیا لیکن میں کیسے بخشا گیا۔؟"

خاتون نے کہا:

"اللہ نے مجھے اور جتنے لوگوں نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے سب کو بخش دیا ہے اور تو نے بھی میری نماز جنازہ پڑھی ہے۔"

پس اس چور نے فوراً قبر پر دوبارہ مٹی ڈال دی۔ پھر اس نے بہت اچھی توبہ کی۔

شیخ ذوالنون مصری کی کرامت:

شیخ ابو محمد نعمان بن موسیٰ حیری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ دو شخصوں کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ ان میں سے ایک بادشاہ کا ملازم تھا اور دوسرا عوام الناس میں سے تھا۔ عام آدمی نے لڑتے ہوئے سرکاری آدمی کا اگلا دانت توڑ دیا۔ سرکاری آدمی نے کہا:

"میرے اور تیرے درمیان فیصلہ حاکمِ وقت کرے گا۔"

چنانچہ وہ لوگ شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے قریب سے گزرے تو لوگوں نے کہا:

"شیخ کے پاس جاؤ۔"

پس وہ لوگ شیخ کے پاس چلے گئے اور ان کو سارا قصہ سنایا۔ شیخ ذوالنون علیہ الرحمۃ نے دانت لے کر اس کو

Marfat.com

اپنے تھوک سے تر کیا اور اس آدمی کے منہ میں اس جگہ لگا دیا جہاں وہ پہلے تھا اور اس کے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی۔ پس اللہ کے حکم سے وہ اپنی جگہ مضبوط ہو گیا۔ اس آدمی نے جب انگلی سے منہ کے دانتوں کو دیکھا جانچا تو تمام دانتوں کو پورا پایا۔

ایک صاحبِ ایمان کی دعا:

شیخ ابو سبرہ نخعی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ یمن سے ایک آدمی آیا۔ دورانِ سفر ہی اس کا گدھا مر گیا۔ وہ اٹھا، وضو کیا اور پھر دو رکعت نفل نماز پڑھی، پھر عرض کیا:

"اے میرے اللہ! میں تیری رضا چاہتے ہوئے جہاد کرنے جا رہا تھا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرے گا اور قبروں سے لوگوں کو نکالے گا۔ آج مجھ پر کسی کا احسان رہنے نہ دینا۔ آج میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر دے۔"

ابھی اس کی دعا مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا گدھا کان جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

جنگل میں بغداد کے کھانے کی آرزو:

شیخ ابو بکر ہمدانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک عرصہ حجاز کے جنگلوں میں اس طرح گزارا کہ مجھے کھانے کے لیے کچھ میسر نہ آیا۔ پس میرے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ میں گرم لوبیا اور (بغداد کے ایک محلّہ کے تندور) باب طاق کی روٹی کھاؤں۔ پس میں نے اپنے دل سے کہا:

"میں تو جنگل میں ہوں اور میرے اور عراق کے درمیان کئی ایام کا سفر ہے۔"

ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ دور سے ایک اعرابی نے آواز دی:

"گرم لوبیا اور روٹی۔"

میں اس کی طرف آگے بڑھا اور کہا:

"تمہارے پاس گرم لوبیا اور روٹی ہے؟"

اس نے کہا:

"ہاں ہے۔"

پس اس نے ایک چادر بچھائی اور پھر روٹی اور لوبیا نکالا اور مجھ سے کہا:

"جی بھر کر کھاؤ۔!"

چنانچہ میں نے کھانا کھایا۔ پس اس نے مجھ سے کہا:

"کھاؤ"

میں نے کھایا، اس نے پھر مجھ سے کہا:

"کھاؤ"

تو میں نے کھایا۔ جب چوتھی مرتبہ اس نے مجھ سے کہا:

"...

Marfat.com

تو میں نے کہا:

"تجھے اللہ کی قسم! جس نے تجھے میری طرف بھیجا ہے بتاؤ تم ہو کون؟"

اس نے کہا:

"میں خضر ہوں۔"

پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے اور میں نے ان کو نہیں دیکھا۔

کھانے کی طلب:

شیخ ابو جعفر حداد علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں مقامِ ثعلبیہ میں اترا۔ اس وقت یہ جگہ ویران ہو چکی تھی اور میں نے سات دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ پس میں ایک پھٹا شدہ خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں خراسان کے کچھ لوگ آئے کہ جن پر تھکاوٹ کے اثرات تھے۔ پس وہ خیمے کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ ایک بدو سواری پر آیا اور اس نے ان کے سامنے کھجوریں رکھ دیں۔ پس وہ کھانے میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا اور اس بدو نے بھی مجھے نہ دیکھا۔ کچھ وقت کے بعد وہی بدو آیا اور اس نے ان لوگوں سے پوچھا:

"تمہارا کوئی ساتھی بھی ہے؟"

انہوں نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"ہاں! وہ قبہ کے اندر ہے۔"

پس وہ اعرابی میرے پاس آیا کہنے لگا:

"تم کون ہو؟ تم بولتے کیوں نہیں؟"

پس میں نے اس کی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ جب وہ چلا گیا تو راستے میں میری ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ سے کہا:

"تم نے ایک آدمی کا دیا ہوا کھانا کیوں ترک کر دیا؟"

اب میرے لیے آگے جانا بھی ممکن نہ تھا اور راستہ بھی لمبا تھا کیونکہ میں کئی میلوں سے واپس آیا تھا۔ پھر اس نے میرے سامنے بہت سی کھجوریں ڈال دیں اور چلا گیا۔ پس انہوں نے بھی کھجوریں کھائیں اور میں نے بھی کھائیں۔

اونٹ کی گفتگو:

شیخ احمد بن عطاء علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ مجھ سے اونٹ نے کلام کیا۔ میں نے مکہ مکرمہ کے راستے میں کچھ اونٹ دیکھے جن پر محمل پڑے ہوئے تھے اور انہوں نے رات کے وقت گردنیں لمبی کر رکھی تھیں (آرام کر رہے تھے) میں نے کہا:

"وہ ذات پاک ہے جو ان سے اس بوجھ کو اتارتا ہے جو ان پر ہے۔"

ایک اونٹ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا:

"کہو: اللہ جلال ہے۔"

Marfat.com

پس میں نے بھی کہا:

''اللہ جلال ہے۔''

دعا کا مقبول ہونا:

شیخ ابوزرعہ جنبی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک خاتون نے میرے ساتھ دھوکا کیا اور کہا:

''کیا تم میرے گھر میں آ کر بیمار کی تیمارداری نہیں کرو گے۔''

پس میں رضائے الٰہی کے لیے اس کے گھر گیا تو اس نے دروازہ بند کر دیا۔ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ پس میں نے جان لیا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ پس میں نے عرض کیا:

''اے اللہ! اس کے چہرے کو سیاہ کر دے۔''

پس وہ سیاہ ہو گئی اور حیران رہ گئی۔ میں دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور میں نے عرض کیا:

''اے اللہ! اسے پہلے جیسا کر دے۔''

پس اللہ نے اس کے چہرے کی سیاہی کو ختم کر دیا۔

بیٹے کا واپس آنا:

شیخ خلیل صیاد علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میرا بیٹا محمد کہیں کھو گیا۔ ہمیں اس سے بہت پریشانی ہوئی۔ چنانچہ میں شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے ہاں گیا اور عرض کیا:

''اے ابومحفوظ! میرا بیٹا گم ہو گیا ہے اور اس کی ماں کو اس بات کا شدت سے غم ہے۔''

انہوں نے فرمایا:

''تم کیا چاہتے ہو؟''

میں نے عرض کیا:

''آپ اللہ سے دعا کریں کہ میرا بیٹا گھر واپس آ جائے۔''

پس شیخ نے یہ دعا کی:

(اللهم ان السماء سماوك والارض ارضك وما بينهما لك أت بمحمد)

''اے اللہ! بلاشبہ آسمان تیرا آسمان ہے اور زمین تیری زمین ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے وہ بھی تیرا ہی ہے، پس تو محمد کو واپس لے آ۔''

شیخ خلیل صیاد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ سے اجازت لے کر جب میں گھر جا رہا تھا تو میرا گزر باب الشام سے ہوا۔ میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا وہاں کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا:

''اے محمد! تم کہاں تھے؟''

اس نے کہا:

''والد محترم! میں ابھی مقامِ انبار میں تھا۔''

Marfat.com

دعا کا قبول ہونا اور پانی پر چلنا:

شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں کشتی میں تھا کہ کسی کا کمبل چرالیا گیا۔ ان حضرات نے ایک آدمی کو مجرم ٹھہرایا۔ میں نے کہا:

''اسے چھوڑ دو۔ مجھے اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنے دو۔''

وہ ایک نوجوان تھا جو چادر اوڑھے سویا ہوا تھا۔ شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے اس سے اس سلسلے میں بات کی تو اس نے کہا:

''آپ مجھے کہتے ہیں کہ میں نے چوری کی ہے؟ یاالٰہی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جتنی مچھلیاں سمندر میں ہیں سب ایک ایک جوہر لے کر آجائیں۔''

پس ہم نے دیکھا کہ پانی کی سطح پر مچھلیاں ہی مچھلیاں آگئیں اور ان سب کے مونہوں میں جواہر تھے۔ پھر اس نوجوان نے دریا میں چھلانگ لگائی اور دریا کے پانی پر چلتا ہوا ساحل کی طرف چل دیا۔

ایک عیسائی کا قبول اسلام:

شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں جنگل میں گیا تو میں نے ایک عیسائی کو دیکھا جس نے اپنی کمر کے ساتھ زنار باندھا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے التجاء کی کہ میں اسے اپنے ساتھ رکھ لوں۔ پس ہم نے سات روز تک سفر کیا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا:

''اے مسلمان عبادت گزار! مجھے بھوک لگی ہے، اگر تم کوئی کرامت دکھا سکتے ہو تو سامنے لاؤ۔''

میں نے عرض کیا:

''اے میرے اللہ! مجھے اس کافر کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔''

پس میں نے ایک تھال دیکھا جس میں روٹی، بھنا ہوا گوشت، تازہ کھجوریں، کرز (ایک قسم کا پھل) اور پانی تھا۔ ہم نے اسے کھایا، پیا اور پھر سات روز تک سفر کرتے رہے۔ پھر میں نے جلدی کی اور کہا:

''اے نصاریٰ کے راہب! تمہارے پاس جو کچھ ہے، لاؤ! اب تمہاری باری ہے۔''

اس نے اپنے عصا کا سہارا لے کر دعا مانگی تو دو تھال آئے جن میں میرے تھال کے مقابلے میں دوگنا کھانا تھا۔ میں حیران ہوا اور میرا رنگ تبدیل ہو گیا اور میں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ اس نے مجھ سے بہت اصرار کیا لیکن میں نے قبول نہ کیا۔ اس نے کہا:

''کھاؤ! میں تمہیں دو خوشخبریاں دوں گا۔ ان میں سے ایک خوشخبری یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

یہ کہہ کر اس نے زنار کھول دیا۔

پھر کہنے لگا:

''دوسری خوشخبری یہ کہ میں نے یوں دعا کی تھی: اے اللہ! اگر تیرے ہاں اس بندے کا کوئی مقام ہے تو مجھے غیب سے کچھ عطا کر دے۔ پس غیب کا دروازہ کھل گیا۔''

Marfat.com

یہ سن کر میں نے کھانا کھایا اور ہم سفر کے لیے روانہ ہو گئے۔ ہم نے حج کیا، پھر ایک برس مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا اور اسے ''بطحا'' (مقام) میں دفن کیا گیا۔

درخت کا کلام کرنا:

شیخ محمد بن مبارک صوری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں بیت المقدس کے راستے میں شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کے ساتھ تھا۔ ہم قیلولہ کرنے کے لیے انار کے درخت کے نیچے اترے اور ہم نے کچھ رکعات پڑھیں تو میں نے انار کے درخت کی جڑ سے آواز سنی:

''اے ابواسحاق! اس درخت سے کچھ کھا کر اسے اعزاز بخشو۔''

پس شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ نے اپنے سر کو جھکا لیا۔ اس نے تین مرتبہ یہی بات کہی، پھر کہا:

''اے محمد! ان سے میری سفارش کریں کہ وہ میرا تھوڑا سا پھل کھا لیں۔''

میں نے عرض کیا:

''اے ابواسحاق! آپ سن رہے ہیں۔؟''

پس وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے دو انار لیے، ایک خود کھایا اور دوسرا مجھے دے دیا۔ میں نے کھایا تو وہ انار کھٹا تھا اور درخت چھوٹا تھا۔ جب ہم واپسی پر وہاں سے گزرے تو وہ درخت بڑا ہو چکا تھا اور اس کے انار میٹھے تھے اور وہ ایک برس میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ لوگ اسے ''رمانۃ العابدین'' (عبادت گزار لوگوں کا انار) کہتے تھے اور عابد لوگ اس کے سائے میں بیٹھتے تھے۔

شیر پر سواری:

شیخ جابر رحبی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ اکثر اہل رحبہ میری کرامات کے منکر تھے۔ ایک روز میں شیر پر سوار ہو کر رحبہ میں داخل ہوا اور میں نے کہا:

''وہ لوگ کہاں ہیں جو اولیاء کرام کو جھٹلاتے ہیں؟''

اس واقعہ کے بعد اہل رحبہ مجھ پر اعتراض کرنے سے باز آ گئے۔

حضرت خضر کی زیارت:

شیخ منصور مغربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایک صوفی نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی تو ان سے استفسار کیا:

''کیا آپ نے کسی کو اپنے آپ سے بلند مرتبہ دیکھا ہے؟''

انہوں نے فرمایا:

''ہاں! حضرت عبدالرزاق بن ہمام علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ میں احادیث نبوی کی روایت کرتے تھے اور لوگ ان سے غور سے سنتے۔ ان سے کچھ فاصلے پر میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے اپنا سر اپنے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا: اے فلاں! حضرت عبدالرزاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ بیان کر رہے ہیں تو ان سے کیوں نہیں سنتا؟

Marfat.com

اس نے کہا:

”یہ تو میت سے روایت کر رہے ہیں اور میں اللہ سے غائب نہیں ہوں (راوی کے بارے میں میت کا لفظ بولا)۔“

میں نے کہا:

”اگر تیری بات درست ہے تو میں کون ہوں؟“

اس نے سر اٹھایا اور کہا:

”تم میرے بھائی حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام ہو۔ تو میں نے جان لیا کہ اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن کو میں نہیں پہچانتا۔“

ہوا میں اڑنا:

منقول ہے کہ شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کا ایک ارادت مند تھا جسے یحییٰ کہا جاتا تھا۔ وہ ایک ایسے بالا خانہ میں مصروف عبادت رہتا تھا جس کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ جب وہ طہارت حاصل کرنا چاہتا تو بالا خانے کے دروازے پر آتا اور کہتا:

((لاحول ولا قوة الا باللّٰه))

اور وہ ہوا میں اڑ جاتا گویا وہ پرندہ ہے۔ پھر وہ طہارت حاصل کر کے جب فارغ ہوتا تو کہتا:

((لاحول ولا قوة الا باللّٰه))

اور اڑ کر اپنے بالا خانہ کی جانب واپس پلٹ آتا۔

شیخ ابوعمر اصطخری کا علم:

شیخ ابومحمد جعفر حذاء شیرازی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

”میں شیخ ابوعمر اصطخری علیہ الرحمۃ سے تربیت حاصل کرتا تھا۔ چنانچہ جب میرے قلب میں کوئی خیال آتا تو میں شیخ ابوعمر اصطخری کے ہاں حاضر ہو جاتا، بعض دفعہ وہ میرے استفسار کے بغیر اس بات کا جواب دیتے جس کی مجھے حاجت ہوتی اور بعض دفعہ میں سوال کرتا تو وہ مجھے جواب دیتے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ جب میں مشغولیت کی وجہ سے ان کے پاس نہ جا سکتا تو وہ میرے دل میں آنے والے خیال کا جواب مقام اصطخر سے عنایت فرما دیتے۔“

روشنی سے گھر کا روشن ہونا:

ایک صوفی فرماتے ہیں کہ ایک فقیر ایک اندھیری کوٹھڑی میں وصال کر گیا۔ ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو ہم نے چراغ ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ پس چراغ ملنے سے پہلے ہی کھڑکی میں سے ایسی روشنی آنے لگی جس نے تمام گھر کو روشن کر دیا۔ پس ہم نے اس کو غسل دیا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو روشنی چلی گئی، گویا تھی ہی نہیں۔

پانی کی ہیئت تبدیل کرنا:

شیخ آدم بن ابی ایاس علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ہم ایک جماعت تھے اور شہر عسقلان میں موجود تھے۔ پس ایک

Marfat.com

نوجوان ہمارے پاس آتا، ہمارے پاس بیٹھتا اور ہمارے ساتھ باتیں کرتا تھا۔ جب ہم فارغ ہوتے تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا اور نماز پڑھتا۔ ایک روز اس نے ہم سے رخصت لی اور کہنے لگا:

''میں اسکندریہ جانا چاہتا ہوں۔''

پس میں نے بھی اسکندریہ کے سفر میں اس کی مصاحبت اختیار کی اور اسے چند درہم دے دیئے۔ اس نے دراہم لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اصرار کیا تو اس نے اپنے چمڑے کے تھیلے میں سے ریت کی ایک مٹھی نیچے ڈالی اور سمندر کا پانی اس پر ڈالا اور کہنے لگا: اس کو کھاؤ! میں نے دیکھا تو وہ ستو تھے جن میں بہت سی شکر تھی۔ اس نے کہا:

''جس کا اللہ کے ساتھ یہ معاملہ ہو وہ تمہارے درہموں کو کیا کرے گا۔؟''

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

بحق الھوی یا اھل ودی تفھموا
لسان وجدی بالوجود غریب
حرام علی قلب تعرض للھوی
یکون لغیر الحق فیه نصیب

''تمہیں عشق کا واسطہ اے میرے دوستو! تم سمجھو اس کی گفتگو جو اپنے وجود کے ساتھ اجنبی ہے۔ جو قلب عشق کے پیچھے لگ جائے اس کے لیے حق کے سوا کسی کا حصہ رکھنا حرام ہے۔''

ایک شاعر کے یہ اشعار ہیں:

لیس فی القلب والفؤاد جمیعاً
موضع فارغ یراہ الحبیب
ھو سولی ومنیتی و سروری
وبه ما حییت عیشی یطیب
واذا ما السقام حل بقلبی
لم اجد غیرہ لسقمی طبیب

''قلب میں کوئی ایسی جگہ نہیں کہ جسے محبوب اپنے عشق سے خالی دیکھے۔ وہی میری خواہش، وہی میری آرزو اور وہی میری تمنا ہے۔ اسی کی وجہ سے مجھے زندگی اچھی لگتی ہے، جب تک میں زندہ رہوں۔ اور جب مجھے بیماری آئے تو اس کے علاوہ میرا کوئی طبیب نہیں ہے۔''

شیخ ابراہیم آجری کی کرامت:

شیخ ابراہیم آجری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک یہودی کا میرے ذمہ قرض تھا، پس وہ آیا اور قرض کا مطالبہ کرنے لگا۔ یہودی نے کہا:

''اے ابراہیم! مجھے کوئی کرامت دکھاؤ، تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔''

Marfat.com

میں نے کہا:

"تم اسلام قبول کرلو گے؟

اس نے کہا:

"ہاں کرلوں گا۔"

میں نے کہا:

"اپنا لباس اتار دو۔"

پس اس نے اپنا لباس اتار دیا۔ میں نے اس کے کپڑوں کو اپنے کپڑوں میں لپیٹ دیا اور ان کو آگ میں ڈال دیا۔ پھر میں خود آگ کے بھٹے میں گھس گیا اور میں نے کپڑے نکال لیے اور دوسرے دروازے سے نکل گیا۔ کیا دیکھا کہ میرے کپڑے اپنی حالت پر ہیں اور اس کے کپڑے درمیان سے جل گئے۔ پس یہودی نے اسلام قبول کرلیا۔

بصرہ اور عرفات:

منقول ہے کہ شیخ حبیب عجمی علیہ الرحمۃ آٹھ ذوالحجہ کو بصرہ میں ہوتے اور نو ذوالحجہ کو عرفات میں دیکھے جاتے تھے۔

شیخ عباس بن مہتدی:

شیخ احمد بن محمد بن عبداللہ فرغانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ عباس بن مہتدی علیہ الرحمۃ نے ایک خاتون سے نکاح کرلیا۔ جب شب زفاف آئی تو شیخ کو ندامت ہوئی اور جب انہوں نے اس کے قریب جانے کا ارادہ کیا تو ان کو اس کے پاس جانے سے ڈانٹ ڈپٹ کی گئی (کہ تم نے نامعقول عورت سے نکاح کیا ہے)۔ پس وہ اس کے ساتھ ہم بستری سے رک گئے اور باہر چلے گئے۔

میں (امام قشیری) کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ کرامت ہے کہ ان کے علم نے ان کو محفوظ رکھا۔

ایک دھکے سے بصرہ سے مکہ مکرمہ میں:

شیخ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ نے شیخ ابو عاصم بصری علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا:

"جب حجاج نے آپ کو بلایا تو آپ نے کیا کیا؟"

شیخ ابو عاصم بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"میں بالا خانے میں تھا۔ ان لوگوں نے دروازے پر دستک دی اور اندر آگئے، مجھے کسی نے دھکا دیا تو میں نے دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ میں ابو قبیس پہاڑ پر ہوں۔"

شیخ عبدالواحد علیہ الرحمۃ نے استفسار کیا کہ آپ کہاں سے کھاتے تھے؟

انہوں نے فرمایا:

"ایک بڑھیا افطاری کے وقت دو روٹیاں لے کر اوپر آتی تھی جو میں بصرہ میں کھاتا تھا۔"

شیخ عبدالواحد علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"اللہ نے دنیا کو حکم دیا کہ وہ شیخ ابو عاصم علیہ الرحمۃ کی خدمت کرے۔"

Marfat.com

پہاڑ کا حرکت کرنا:

ایک مرتبہ شیخ فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ میدان منی کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر چڑھے۔ انہوں نے فرمایا:

''اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی ولی اس پہاڑ کو حرکت میں آنے کا حکم دے تو وہ حرکت میں آجائے گا۔''

آپ کا یہ کہنا تھا کہ پہاڑ حرکت میں آگیا۔ پس انہوں نے فرمایا:

''ٹھہر جا! تم سے میں نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا۔''

پس یہ سن کر پہاڑ تھم گیا۔

شیخ ابن قیس اور درہموں کی تعداد:

منقول ہے کہ شیخ عامر بن قیس علیہ الرحمۃ اپنا وظیفہ لیتے اور جو بھی ان کے سامنے آتا اس کو کچھ نہ کچھ عطا کرتے۔ اور جب وہ اپنے گھر آتے تو ان کی طرف وہ درہم پھینک دیئے جاتے تو وہ اتنے ہی ہوتے جس قدر وظیفہ وہ لیتے، اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوتا۔

پورے سفر حج میں ایک درہم تک خرچ نہ ہوا:

شیخ ابو عمر زجاجی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ہاں حاضر ہوا اور میں حج کیلئے سفر کا ارادہ رکھتا تھا۔ پس شیخ نے مجھے ایک درہم دیا اور میں نے اس کو تہبند میں باندھ لیا۔ میں جس منزل میں داخل ہوتا وہاں دوستوں کو پاتا اور مجھے درہم خرچ کرنے کی نوبت نہ آتی۔ حتیٰ کہ میں نے حج کر لیا اور بغداد کی طرف واپس آگیا۔ واپس آتے ہی میں سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے اپنا ہاتھ آگے کیا اور فرمایا:

''لاؤ''

میں نے ان کو درہم دے دیا۔ انہوں نے فرمایا:

''کیا حال رہا؟''

میں نے کہا:

''اللہ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہا۔''

چارپائی کا اطاعت کرنا:

شیخ ابو جعفر اعور علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے پاس موجود تھا کہ ہمارے درمیان اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہ اشیاء اولیاء کرام کی فرمانبرداری کرتی ہیں یا نہیں؟ شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''یہ بات بھی اطاعت کے قبیل سے ہے کہ میں اس چارپائی سے کہوں کہ وہ گھر کے چاروں کونوں میں چکر لگائے۔ پھر واپس اپنی جگہ لوٹ آئے تو وہ ایسا کرے گی۔''

آپ کا یہ کہنا تھا کہ وہ چارپائی گھر کے چاروں کونوں میں چکر لگا کر پھر اپنی جگہ لوٹ آئی۔ وہاں ایک نوجوان

Marfat.com

موجود تھا، یہ دیکھ کر اس نے گریہ شروع کر دیا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

جنگل میں رزق کا مہیا ہونا:

منقول ہے کہ شیخ واصل احد علیہ الرحمۃ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی:

((وفی السماء رزقکم وما توعدون))

''اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔''

(سورۃ الذاریات، آیت نمبر:۲۲)

شیخ نے فرمایا:

''میرا رزق آسمان میں ہے اور میں زمین میں اس کا متلاشی ہوں۔؟ اللہ کی قسم! میں کبھی بھی اس کا متلاشی نہیں بنوں گا۔''

پھر وہ جنگل میں چلے گئے اور وہاں دو دن ٹھہرے لیکن ان کیلئے کھانے پینے کی کوئی چیز ظاہر نہ ہوئی۔ اس سے ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ جب تیسرا روز ہوا تو تازہ کھجوروں کا ایک ٹوکرا آ گیا۔ ان کا ایک بھائی تھا جس کی نیت ان سے بھی بہتر تھی، وہ بھی ان کے ساتھ ہو گیا تو اب دو ٹوکرے ہو گئے۔ وہ مسلسل اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ موت نے ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔

سانپ کا پنکھا جھلنا:

ایک صاحب تصوف فرماتے ہیں:

''شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ ایک باغ کے نگران تھے۔ ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت وہ سوئے ہوئے تھے اور ایک سانپ اپنے منہ میں نرگس کا پودا لیے ہوئے ان کو پنکھا جھل رہا ہے۔''

چشمہ کا پھوٹنا:

منقول ہے کہ شیخ ایوب سجستانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ سفر میں ایک جماعت تھی۔ وہ سب پانی کی تلاش میں تھک گئے تو شیخ ایوب سجستانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''کیا تم میری زندگی میں اس بات کو پوشیدہ رکھو گے؟''

انہوں نے فرمایا:

''جی ہاں۔!''

پس شیخ نے دائرہ کھینچا تو ایک چشمہ پھوٹ پڑا جس سے ہم نے پانی پیا۔ میں جب بصرہ پہنچا تو شیخ حماد بن زید علیہ الرحمۃ نے اس بات کا ذکر کر دیا تو شیخ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''میں اس روز ان کے ساتھ موجود تھا۔''

کیکر کے درخت سے کھجوریں:

شیخ ابوبکر بن عبدالرحمن علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ ہم جنگل میں شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے ساتھ موجود تھے۔ پس ہم آرام کرنے کے لیے کیکر کے درخت کے نیچے اترے۔ ہم نے کہا:

Marfat.com

''یہ جگہ کتنی اچھی ہوتی، اگر اس میں کھجوریں ہوتیں۔''
یہ سن کر شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ مسکرائے اور فرمایا:
''کیا تم تازہ کھجوروں کے خواہش مند ہو۔؟''
پھر آپ نے درخت کو حرکت دی اور فرمایا:
''میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تجھے ابتداء سے ہی درخت پیدا کیا، تو ہم پر تازہ کھجوریں بکھیر دے۔''
آپ نے دوبارہ اسے حرکت دی تو اس سے تازہ کھجوریں گرنے لگیں۔ پس ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ پھر ہم سو گئے۔ جب بیدار ہوئے اور ہم نے درخت کو حرکت دی تو اس سے ہم پر کانٹے گرے۔''

دو طریقے:

شیخ ابوالقاسم بن مروان نہاوندی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں شیخ ابوبکر وراق اور شیخ ابوسعید خراز رازی علیہ الرحمۃ کا مصاحب تھا۔ ہم چلتے چلتے مقام صیدا کی جانب سمندر پر چل رہے تھے۔ انہوں نے دور سے ایک شخص کو دیکھا تو فرمایا:
''بیٹھ جاؤ۔ یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ہو سکتا ہے۔''
تھوڑی دیر بعد ایک خوبصورت چہرے والا نوجوان آیا، اس کے ہاتھ میں ٹوکری اور دوات تھی اور اس نے گدڑی پہن رکھی تھی۔ شیخ ابوسعید خراز علیہ الرحمۃ نے اس کی طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھا کیونکہ اس نے ٹوکری کے ساتھ دوات اٹھا رکھی تھی۔ انہوں نے فرمایا:
''اے نوجوان! اللہ کی طرف جانے کا کیا طریقہ ہے؟''
اس نے عرض کیا:
''اے ابوسعید! مجھے اللہ کی طرف جانے کے دو طریقے معلوم ہیں۔ ایک خاص طریقہ اور دوسرا عام طریقہ۔ عام طریقہ وہ ہے جس پر آپ ہیں اور آئیں آپ کو خاص طریقہ بتاؤں۔''
پھر وہ پانی پر چلا اور ہماری نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ شیخ ابوسعید خراز علیہ الرحمۃ یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

ستون کا سونا چاندی بننا:

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں شونزیہ کی مسجد میں موجود تھا کہ وہاں فقراء کی ایک جماعت تھی۔ وہ لوگ قرآن مجید کی آیات کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک فقیر نے کہا:
''میں اس آدمی کو جانتا ہوں جو اس ستون سے کہے کہ تمہارا نصف سونا اور نصف چاندی ہو جائے تو وہ ہو جائے۔''
سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرے ستون کا نصف سونا اور نصف چاندی تھی۔

Marfat.com

شیر سے خدمت:

منقول ہے کہ شیخ سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے شیخ شیبان راعی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ سفرِ حج کیا۔ جنگل سے گزرتے ہوئے ایک درندہ ان دونوں کے سامنے آ گیا۔ شیخ سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے شیخ شیبان راعی علیہ الرحمۃ سے کہا:

"کیا آپ اس درندے کو نہیں دیکھ رہے؟"

انہوں نے فرمایا:

"آپ خوف نہ کریں۔"

پس شیخ شیبان راعی علیہ الرحمۃ نے اس کا کان پکڑ کر اس کو مروڑا تو اس نے (ڈر کے مارے) اپنی دم کو حرکت دی۔"

شیخ سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"یہ کیا خواہش ہے؟"

انہوں نے جواب دیا:

"شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنا سامان اس درندے کے سر پر رکھتا حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچ جاتا۔"

دنیا کا حاضرِ خدمت ہونا:

منقول ہے کہ جب شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ نے تجارت کو خیرآباد کہہ دیا تو ان کی ہمشیرہ اپنے سوت کی قیمت میں سے ان پر خرچ کرتی تھیں۔ ایک روز ان کی طرف سے تاخیر ہو گئی تو شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"آپ نے دیر کیوں کی؟"

ہمشیرہ نے جواب دیا:

"اس لیے کہ میرا سوت فروخت نہیں ہوا، لوگ کہتے ہیں اس میں ملاوٹ ہے۔"

شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ نے کھانا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ایک روز ان کی ہمشیرہ ان کے پاس آئی تو ایک بڑھیا کو دیکھا کہ وہ گھر میں جھاڑو دے رہی ہے اور ہر روز ان کے لئے دو روٹیاں لے کر آتی ہے۔ ان کی ہمشیرہ چلی گئیں اور حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ کی شکایت کی۔ انہوں نے اس سلسلے میں شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا:

"جب سے میں نے اس (ہمشیرہ) کے کھانے کو چھوڑا تو اللہ نے میرے لئے دنیا کو مسخر کر دیا کہ وہ مجھ پر خرچ کرے اور میری خدمت کرے (گویا دنیا اس بوڑھی خاتون کی شکل میں آتی تھی)۔"

تھوڑی دیر میں کعبۃ اللہ پہنچ جانا:

شیخ محمد بن منصور طوسی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں شیخ ابومحفوظ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں موجود تھا۔ پس انہوں نے میرے لیے دعا کی۔ دوسرے روز میں ان کے پاس آیا تو ان کے چہرے پر نشان تھا۔ ایک آدمی نے ان سے استفسار کیا:

"اے ابومحفوظ! کل ہم آپ کے پاس تھے تو اس وقت آپ کے چہرے پر یہ نشان نہیں تھا تو یہ کیا ہے؟"

Marfat.com

انہوں نے فرمایا:

"تم اپنا مقصد بتاؤ۔"

اس آدمی نے عرض کیا:

"آپ کو اللہ کی قسم! آپ ضرور بتائیں۔"

انہوں نے فرمایا:

"کل میں نے یہاں نماز پڑھی اور مجھے بیت اللہ شریف کے طواف کی خواہش ہوئی تو میں مکہ مکرمہ چلا گیا اور طواف کیا۔ پھر زمزم کی طرف گیا تا کہ اس کا پانی پیوں۔ تو میں دروازے سے پھسل گیا جس کی وجہ سے مجھے یہ چوٹ آئی جسے تم دیکھ رہے ہو۔"

پرندے کا اطاعت کرنا:

منقول ہے کہ شیخ عتبہ غلام علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ ایک جگہ آئے اور فرمایا:

"اے ورشان! اگر تو مجھ سے زیادہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو آ اور میری ہتھیلی پر بیٹھ جا۔ پس ورشان (پرندہ) آیا اور آپ کی ہتھیلی پر بیٹھ گیا۔"

مچھلی کی خواہش:

شیخ ابو علی رازی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں ایک روز نہر فرات پر گزرا تو مجھے تازہ مچھلی کی خواہش ہوئی۔ پس میں نے دیکھا پانی نے ایک مچھلی میری طرف پھینک دی اور ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا:

"میں اسے آپ کے لئے بھون دیتا ہوں۔"

میں نے کہا:

"ٹھیک ہے۔"

پس اس نے اس کو بھونا اور میں نے بیٹھ کر اسے کھایا۔

شیر کو حکم:

منقول ہے کہ شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ اپنے رفقاء کے ساتھ تھے کہ ایک درندہ ان لوگوں کے سامنے آیا۔

ان حضرات نے کہا:

"اے ابو اسحاق! درندہ ہمارے سامنے آیا ہے۔"

چنانچہ شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور فرمایا:

"اے شیر! اگر تجھے ہمارے بارے میں کسی ترش بات کا حکم دیا گیا ہے تو ٹھیک ہے اور نہ واپس چلا جا۔"

پس وہ شیر چلا گیا اور یہ لوگ بھی آگے گزر گئے۔

دو حالتیں:

شیخ حامد اسود علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کی مصاحبت میں صحرا میں تھا۔ ہم نے ایک درخت کے پاس رات گزاری کہ اچانک ایک درندہ آیا۔ میں صبح تک درخت پر چڑھا رہا اور مجھے نیند نہیں آ رہی

Marfat.com

تھی۔شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ سوتے رہے۔درندہ ان کے سر سے لے کر قدم تک سونگھتا رہا پھر وہ چلا گیا۔جب دوسری رات ہوئی تو ہم نے بستی کی مسجد میں رات گزاری۔ایک مچھر ان کے چہرے پر گرا اور اس نے کاٹا تو وہ رونے لگے۔میں نے کہا:

''یہ بات قابلِ تعجب ہے کہ گزشتہ شب آپ شیر سے نہیں ڈرے اور آج رات مچھر کی وجہ سے چیخنے لگے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا:

''گزشتہ شب میں ایسی ''حالت'' میں تھا کہ اس میں میں اللہ کے ساتھ تھا اور آج رات میری حالت یہ تھی کہ میں اپنے نفس کے ساتھ تھا۔''

لکڑی کے برادے کا آٹا بننا:

شیخ عطاء ازرق علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میری زوجہ نے سوت فروخت کیا اور پھر اس کی قیمت سے مجھے دو درہم دیئے تاکہ میں آٹا خرید لاؤں۔پس میں اپنے گھر سے باہر نکلا تو میری ملاقات ایک لونڈی سے ہوئی جو رو رہی تھی۔میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا:

''میرے آقا نے مجھے دو درہم دیئے تھے کہ میں اس کے لئے کوئی چیز خریدوں، وہ مجھ سے کہیں گر گئے ہیں۔ وہ یقیناً اس پر مجھے مارے گا۔''

شیخ عطاء علیہ الرحمۃ نے وہ دو درہم اسے دے دیئے اور چلے گئے اور اپنے ایک دوست کی دکان پر بیٹھ گئے جو ساگوان کی لکڑی چیر رہا تھا۔انہوں نے اس سے واقعہ بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ ان کو بیوی کی بداخلاقی کا ڈر ہے۔ان کے دوست نے ان سے کہا:

''تھیلے میں لکڑی کا یہ برادہ لے جائیں تاکہ تم لوگوں کو تنور گرم کرنے میں اس کے ذریعے نفع حاصل ہو کیونکہ اس وقت میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔''

پس شیخ نے برادہ اٹھایا اور اپنے گھر کا دروازہ کھول کر تھیلا پھینک دیا اور خود دروازہ بند کر کے مسجد میں چلے گئے اور عشاء کے بعد تک وہاں ٹھہرے رہے تاکہ گھر والے سو جائیں اور بیوی ان سے زبان درازی نہ کرے۔پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو ان لوگوں کو روٹی پکاتے ہوئے دیکھا۔فرمایا:

''یہ روٹی کہاں سے آئی ہے؟''

انہوں نے کہا:

''اس آٹے سے جو تھیلے میں تھا۔(یہ آٹا انتہائی لذیذ ہے لہذا آپ) کوئی اور آٹا نہ خریدا کریں (اسی قسم کا آٹا خریدا کریں)''

شیخ نے فرمایا:

''ان شاء اللہ ہمیشہ ایسا ہی کیا کروں گا۔''

Marfat.com

دینار اور دانت:

شیخ ابو جعفر بن برکات علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں فقراء کے پاس بیٹھا کرتا تھا تو مجھے ایک دینار ملا۔ میں نے ارادہ کیا کہ یہ فقراء کو دے دوں۔ پھر میں نے دل میں کہا:

''شاید مجھے اس کی ضرورت پڑ جائے۔''

پس میری داڑھ میں درد شروع ہوا تو میں نے دانت نکلوا دیا۔ پھر دوسرے میں درد ہوا تو اسے بھی نکلوا دیا تو مجھے غیب سے آواز آئی:

''اگر تم نے یہ دینار فقراء کو نہ دیا تو تمہارے منہ میں ایک بھی دانت نہیں رہے گا۔''

شیخ عامر بن عبد قیس کا مشکیزہ:

شیخ ابو سلیمان درانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ عامر بن عبد قیس ملک شام کی طرف سفر پر روانہ ہوئے اور ان کے پاس مشکیزہ تھا۔ جب چاہتے اس سے وضو کیلئے پانی نکال لیتے تاکہ نماز کے لئے وضو کریں اور جب چاہتے اس سے دودھ نکال کر پی لیتے۔

پرندہ سے گفتگو:

شیخ عثمان بن ابی عاتکہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ روم کی سرزمین میں جہاد کر رہے تھے تو والی نے ایک دستہ ایک مقام کی طرف بھیجا اور ایک روز مقرر کر دیا۔ وہ روز تو آ گیا لیکن فوجی دستہ واپس نہ پہنچا۔ اچانک اس وقت جب شیخ ابو مسلم اپنے سامنے نیزہ گاڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پرندہ نیزے کے سر پر آ گیا اور کہنے لگا:

''بے شک دستہ صحیح سلامت ہے اور مال غنیمت حاصل کر چکا ہے اور فلاں فلاں وقت تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔''

شیخ ابو مسلم علیہ الرحمۃ نے پرندے سے کہا:

''اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟''

اس نے کہا:

''میں قلوب مومنین سے غم دور کرنے والا ہوں۔''

شیخ ابو مسلم علیہ الرحمۃ نے آ کر والی کو خبر دی۔ پھر جب اس پرندے کا بتایا ہوا وقت آیا تو دستہ آ گیا جس طرح اس نے کہا تھا۔

سمندر میں قبر:

ایک صاحب تصوف کہتے ہیں کہ ہم کشتی میں سفر کر رہے تھے کہ ایک بیمار آدمی جو ہمارے ساتھ سفر میں شریک تھا فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور اس کو سمندر میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو سمندر خشک ہو گیا اور کشتی نیچے بیٹھ گئی۔ ہم اترے اور ہم نے اس کے لئے قبر کھود کر اسے دفن کر دیا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو پانی برابر ہو گیا اور کشتی اوپر کو اٹھ گئی اور ہم چل پڑے۔

Marfat.com

شیخ حبیب عجمی کی تھیلی:

منقول ہے کہ بصرہ میں لوگوں کو فاقہ کشی کی نوبت آ گئی تو شیخ حبیب عجمی علیہ الرحمۃ نے بطور ادھار کچھ کھانا خریدا اور مساکین میں تقسیم کر دیا اور اپنی تھیلی کو اٹھایا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ درہموں سے بھری ہوئی ہے۔ پس انہوں نے اس سے قرض ادا کر دیا۔

ریت کا دینار بننا:

منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ نے کشتی میں سوار ہونے کا ارادہ کیا تو ملاح نے کہا:

''ہم ایک دینار لیے بغیر سوار نہیں کریں گے۔''

شیخ نے دریا کے کنارے پر دو رکعتیں پڑھیں اور دعا مانگی:

''اے میرے رب! ان لوگوں نے مجھ سے اس چیز کا سوال کیا ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔''

چنانچہ ان کے سامنے موجود ریت دینار بن گئی۔

قرآن مجید پڑھنے کے وقت بینائی کا حصول:

شیخ ابوحمزہ نصر بن فرخ علیہ الرحمۃ جو شیخ ابومعاویہ اسود علیہ الرحمۃ کے خادمین میں سے تھے، سے منقول ہے کہ شیخ ابومعاویہ علیہ الرحمۃ کی بینائی چلی گئی، لیکن جب وہ قرآن مجید پڑھنا چاہتے تو قرآن پاک کھولتے، پس اس وقت اللہ تعالیٰ ان کی بینائی لوٹا دیتا۔ جب قرآن مجید بند کرتے تو بینائی چلی جاتی۔

پانی پر چلنا:

شیخ احمد بن ہیثم مطیب علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے فرمایا:

''شیخ معروف کرخی سے کہیں میں نماز پڑھ کر آپ کے پاس آؤں گا۔''

پس میں نے پیغام پہنچا دیا اور انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ ہم نے نماز ظہر ادا کی اور وہ نہ آئے، پھر ہم نے عصر کی نماز ادا کی، پھر مغرب اور پھر عشاء کی۔ میں نے دل میں کہا:

''سبحان اللہ! شیخ بشر حافی جیسی شخصیت ایک بات کہے پھر اس پر عمل نہ کرے، ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔''

پس میں مسجد کے گھاٹ پر انتظار کرنے لگا۔ رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو شیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور ان کے سر پر جائے نماز تھا۔ وہ دجلہ کی طرف بڑھ کر پانی پر چلنے لگے۔ میں نے چھت سے چھلانگ لگا دی اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگا۔ میں نے عرض کیا:

''میرے لیے دعا کیجئے۔!''

انہوں نے میرے لئے دعا کی اور فرمایا:

''یہ واقعہ پوشیدہ رکھنا۔''

میں نے شیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ کے انتقال تک یہ واقعہ کسی کو نہیں بتایا۔

Marfat.com

حوروں اور آسمان کے دروازوں کو ملاحظہ کرنا:

شیخ قاسم جرعی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک آدمی کو کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ عرض کر رہا تھا:

''اے میرے رب! تو نے سب کی حاجتیں پوری کیں مگر میری حاجت پوری نہ کی۔''

میں نے کہا:

''تمہیں کیا ہوا کہ اس دعا میں اضافہ نہیں کرتے۔؟''

وہ کہنے لگا:

''میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ہم مختلف شہروں کے سات افراد تھے۔ پس ہم جہاد کے لئے نکلے تو رومیوں نے ہمیں قید کر لیا اور ہمیں قتل کرنے کیلئے لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ آسمان کے سات دروازے کھلے اور ہر دروازے پر خوبصورت حور کھڑی ہے۔ ہم میں سے ایک کو آگے لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ میں نے ان میں سے ایک حور کو دیکھا وہ زمین کی طرف اتری، اس کے ہاتھ میں رومال تھا اور اس نے اس آدمی کی روح کو لے لیا حتیٰ کہ ہم میں سے چھ افراد کو شہید کر دیا گیا۔ رومیوں میں سے ایک آدمی نے مجھے مانگ لیا۔ ایک حور نے کہا: اے بدبخت! کون سی چیز تجھ سے چھوٹ گئی۔؟ پھر آسمان کے دروازے بند ہو گئے۔ اے میرے بھائی! میں اس پر افسوس کر رہا ہوں جو میرے ہاتھوں سے نکل گیا (شہادت)''

شیخ قاسم جرعی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میرے خیال میں یہ آدمی ان سب سے افضل تھا کیونکہ اس نے وہ کچھ دیکھا جو ان (دوسروں) نے نہیں دیکھا اور ان کے شہید ہونے کے بعد اس نے اسی شوق پر عمل کیا۔

ہاتف غیبی کی پکار:

شیخ ابو بکر الکتانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں سال کے درمیان والے حصے میں مکہ مکرمہ کے راستے میں تھا کہ اچانک مجھے ایک تھیلی نظر آئی کہ جس میں دینار چمک رہے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اسے اٹھا لوں تاکہ مکہ مکرمہ کے فقراء میں تقسیم کر دوں تو مجھے ہاتف غیبی نے پکارا:

''اگر تم اسے اٹھاؤ گے تو ہم تمہارا فقر سلب کر لیں گے۔''

پاؤں کی ٹھوکر سے پانی کا چشمہ ابلنا:

شیخ عباس شرقی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ہم مکہ مکرمہ کے راستے میں شیخ ابو تراب نخشی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ تھے۔ وہ راستے سے ایک کنارے پر ہو کر چلنے لگے۔ ان کے مصاحبوں میں سے کسی ایک فرد نے عرض کیا:

''میں پیاسا ہوں۔''

چنانچہ شیخ نے اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر ماری تو وہاں صاف پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ اس نوجوان نے عرض کیا:

''میں تو پانی پیالے میں پینے کا خواہش مند ہوں۔''

شیخ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو ان کے ہاتھ میں شیشے کا سفید پیالہ آ گیا جو انہوں نے اس نوجوان کو پکڑا دیا۔ وہ

Marfat.com

پیالہ بہت خوبصورت تھا۔ چنانچہ اس نے خود بھی پیا اور ہمیں بھی پلایا۔ وہ پیالہ مکہ مکرمہ تک ہمارے پاس رہا۔

دوران سفر ہی ایک روز شیخ ابو تراب نخشبی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے فرمایا:

"تمہارے دوست ان افعال کے بارے میں کیا کہتے ہیں جن کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کو عزت بخشا ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ سب ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔"

شیخ نے فرمایا:

"جو آدمی ان باتوں پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے (کرامت کا انکار کرنے والا)۔"

پھر شیخ نے مجھ سے ان کے احوال کے طریقے کے بارے میں پوچھا:

"تم ان کے احوال کے بارے میں جو علم رکھتے ہو اس کے مطابق ان کا کیا خیال ہے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"میں اس سلسلے میں ان کے کسی قول کو نہیں جانتا۔"

انہوں نے فرمایا:

"ہاں کیوں نہیں! تمہارے دوستوں کا خیال ہے کہ یہ دھوکہ ہے حالانکہ معاملہ یوں نہیں ہے۔ دھوکہ اس صورت میں ہے کہ آدمی اس سے سکون محسوس کرے لیکن جو آدمی نہ تو اس کی آرزو کرے اور نہ ہی اس سے سکون محسوس کرے تو یہ ربانیین کا مرتبہ ہے۔"

☆☆☆

Marfat.com

صوفياء اور ان کی کرامات کا بیان

امام علی بن حسین:

امام علی بن حسین زین العابدین کے لقب سے یوں مشہور ہوئے کہ ایک رات آپ نمازِ تہجد میں مشغول تھے کہ شیطان ایک سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تاکہ اس ہیبت ناک شکل سے آپ کو عبادت سے باز رکھ کر لہو ولعب میں مشغول کر دے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی، یہاں تک کہ سانپ نے آپ کے پاؤں کا انگوٹھا اپنے منہ میں ڈال لیا، لیکن آپ نے پھر بھی کوئی توجہ نہ دی۔ اس نے آپ کے انگوٹھے کو نہایت سختی سے کاٹا جس سے آپ کو بہت درد محسوس ہوا۔ اس پر بھی آپ نے نماز قطع نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف کر دیا کہ وہ شیطان ہے۔ آپ نے اسے برا بھلا کہا اور مارا۔ پھر کہا:

"اے ذلیل و کمینے! دور ہو جا۔!"

جونہی سانپ دور ہوا آپ کھڑے ہو گئے۔ دریں اثناء آپ نے ایک آواز سنی، لیکن قائل نظر نہ آیا۔ کہنے والا کہتا تھا:

"آپ زین العابدین (عبادت کرنے والوں کی زینت) ہیں۔ آپ زین العابدین ہیں۔ آپ زین العابدین ہیں۔"

منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ حج کے دنوں میں میں حضرت زین العابدین کو ملنے گیا تو آپ نے مجھ سے خزیمہ بن کاہل الاسدی کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا:

"وہ کوفہ میں موجود ہے۔"

آپ نے اس کے لیے بایں الفاظ بددعا کی:

((اللهم او قده حراً بحديد اللهم او قد حرا بالنار))

"اے اللہ! اسے لوہے کی حرارت سے جلا دے۔ اے اللہ! اسے آگ کی حرارت سے جلا دے۔"

جب میں کوفہ میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مختار بن ابی عبیدہ خروج کر چکا تھا۔ میں نے اس سے رشتہ دوستی مضبوط کیا اور اس سے ملنے کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر گیا۔ اس کے ہاں گیا تو وہ بھی گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا۔ میں اس کی معیت میں ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں اس نے ایک شخص کا انتظار کرنا شروع کر دیا۔ اچانک خزیمہ کو حاضر کیا گیا۔ مختار نے کہا:

"الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے تم پر حاوی کیا ہے۔"

اس نے جلاد کو بلایا تاکہ اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے۔ اس کے بعد اس نے آگ لانے کے لیے کہا جس

Marfat.com

میں خزیمہ کو پھینک دیا گیا اور وہ جل گیا۔ میں نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا تو کہا:

''سبحان اللہ۔''

مختار نے مجھے ''سبحان اللہ'' کہنے کی وجہ پوچھی تو میں نے حضرت زین العابدین کی بددعا کا قصہ سنا دیا۔ اس نے مجھے قسم دے کر اس کی تصدیق چاہی۔ میں نے کہا:

''ہاں میں نے ان سے خود سنا ہے۔''

مختار گھوڑے سے نیچے اترا، دو رکعت نماز نفل ادا کی اور بعد ازاں دیر تک سجدے میں پڑا رہا۔ سر سجدے سے اٹھا کر وہاں سے چل دیا۔ میں بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستے میں میرا گھر تھا۔ میں نے از راہِ اخلاق اسے گھر پر ٹھہرنے کے لیے کہا تاکہ کھانا حاضر کروں۔ مختار بولا:

''اے منہال! جب تم نے مجھے خود بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زین العابدین کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا ہے تو پھر مجھے کچھ کھانے کے لیے کیوں کہتا ہے۔؟ میں تو آج شکرانے کا روزہ رکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی توفیق بخشی ہے کہ میں نے حضرت زین العابدین کی فرمائش کے مطابق خزیمہ کو سزا دی ہے۔''

مختار بن ابی عبیدہ ثقفی ایک مکار شخص تھا جو حضرت امام حسین کا قصاص لینے کے بہانے حُب جاہ کے حصول کے لیے منصفۂ شہود پر آیا۔ اس شخص نے مختلف طریقوں سے لوگوں کو اپنی روحانی طاقتوں کا معتقد بنایا۔ کبھی کہتا میں مہدی ہوں، کبھی کہتا میں نبی ہوں۔

اس نے حصولِ شہرت کے لیے امام محمد بن حنفیہ کو مہدی موعود قرار دیا اور خود ان کا خلیفہ بن کر مشغول کار رہا۔ لوگوں میں شہرت وعزت حاصل کرنے کے لیے اس نے قاتلانِ حسین کو سخت سزائیں دیں۔ اس نے بعض بے گناہ انسانوں کو بھی اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔

جعدہ میں ہبیرہ سے حضرت علی کی کرسی طلب کی تو اس نے ایک روغن فروش سے اسی طرح کی کرسی لا کر دے دی۔ مختار اس کے سامنے نماز ادا کرتا، اسے بوسے دیتا اور اسے نشانی فتح وظفر سمجھتا۔ اس کرسی کو تابوتِ سکینہ کا ہم پایہ سمجھ کر مریدوں کو اسے بوسہ دینے اور اس کی وساطت سے طلب فتح ونصرت کے لیے تلقین کرتا۔ اس نے بہت سے لوگوں سے محاربہ کیا۔ آخر اس کا پھول کھل گیا اور ایک جنگ میں طرفہ وطراف پسرانِ عبداللہ بن دجاجہ حنفی کے ہاتھوں 67 ہجری میں مارا گیا۔ مصعب بن عمیر نے اس کے دونوں ہاتھ کٹوا کر جامع مسجد کوفہ کے دروازے پر لٹکا دیئے جو حجاج کے عہدِ امارت تک وہاں لٹکے رہے۔

جس رات آپ کی وفات ہوئی آپ نے اپنے بیٹے حضرت محمد باقر سے فرمایا:

''بیٹا! میرے وضو کے لیے پانی لاؤ۔''

وہ پانی لائے تو آپ نے مزید پانی منگایا کیونکہ پہلے پانی میں کوئی چیز مردہ تھی۔ رات اندھیری تھی۔ حضرت باقر دیا لائے اور احتیاط سے دیکھا تو اس میں چوہا مرا ہوا تھا۔ آپ کے لیے اور پانی لایا گیا جس سے آپ نے وضو کیا اور کہا:

''اے بیٹا! آج رات میرا وقتِ رحلت ہے۔''

Marfat.com

اس کے بعد اپنے بیٹے سے کچھ وصیتیں کیں۔
آپ کی ایک ناقہ تھی جو مکہ معظمہ جاتی تو آپ اس کے پالان کے آگے تازیانہ لٹکا دیتے۔ بدیں وجہ تمام راستہ اسے مارنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جب آپ کا وصال ہوا تو وہ اپنی چھاتی زمین پر رکھ کر آہ وزاری کرتی تھی۔ حضرت باقر نے آکر دیکھا تو فرمایا:
''اُٹھ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔''
وہ اٹھی تو انہوں نے فرمایا:
''اسے چھوڑ دو۔ وہ جا رہی ہے۔''
اس کے بعد وہ تین دن زندہ رہی اور پھر مر گئی۔
امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے ان کے پاؤں باندھے گئے، ہاتھوں میں زنجیریں اور گردن میں طوق ڈالے گئے اور ان پر پاسبانوں کو مقرر کیا گیا۔ میں نے انہیں سلام وداع کرنے کے لئے اجازت چاہی۔ آپ اس وقت ایک خیمہ میں تھے۔ میں انہیں اس حال میں دیکھ کر رو دیا اور کہا:
''کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کی جگہ مجھے پابندِ سلاسل کر دیا جاتا اور آپ سلامت رہتے۔''
آپ نے فرمایا:
''اے زہری! تو سمجھتا ہے کہ میں ان طوق وسلاسل سے تکلیف میں ہوں۔ اگر میں چاہوں تو یہ فوراً اتر جائیں، مگر ایسی مثالیں رہنی چاہئیں تاکہ تم عذابِ الٰہی کو یاد رکھو اور محشر میں تم پر آسانیاں واقعہ ہوں۔''
اس کے بعد آپ نے زنجیر کو اپنے ہاتھوں سے اتار پھینکا اور پاؤں کو پھندے سے آزاد کر لیا۔ پھر فرمایا:
''اے زہری! میں ان کے ساتھ اس حال میں دو منزلوں سے زیادہ نہ جاؤں گا۔''
جب چار دن گزرے تو آپ کے نگاہبان مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔ پھر آپ کو مدینہ بلاتے رہے، لیکن آپ کو نہ پا سکے۔
ان میں بعض کا بیان ہے کہ ہم ایک جگہ مقیم تھے اور آپ کی سخت نگرانی کر رہے تھے۔ صبح ہوئی تو محمل میں ہمیں کچھ نظر نہ آیا۔
امام زُہری بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں عبدالملک بن مروان کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے حضرت زین العابدین کا حال دریافت کیا۔ مجھے جو علم تھا اس کے مطابق کہہ دیا۔ وہ کہنے لگا:
''جس وقت میرے گماشتوں نے انہیں گم کر دیا تو وہ میرے پاس چلے آئے اور کہنے لگے: میرے اور تمہارے درمیان کون سی چیز واقعہ ہوئی ہے؟ میں نے کہا: ذرا ٹھہریئے۔ تو آپ نے فرمایا: میں بالکل نہیں ٹھہروں گا۔ پھر آپ باہر چلے گئے اور میں اللہ کی قسم! ان کے دبدبہ وجلال سے ڈر گیا۔''
امام زہری جب بھی حضرت علی بن حسین کو یاد کرتے تو رو دیتے اور کہتے:
''وہ واقعی زین العابدین ہیں جو ایران کے بادشاہ یزدگرد کی بیٹی سے ہیں۔''

Marfat.com

یزدگرد نوشیروان عادل کی اولاد میں تھا۔

جب آپ وضو فرماتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور جسم میں کپکپی پیدا ہو جاتی۔ جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا:

"تم جانتے ہو کس کے حضور میں پیش ہونا ہے۔؟ (خوفِ الٰہی سے میری یہ حالت ہو جاتی ہے۔)"

ایک دفعہ امام زین العابدین گھر میں نماز ادا کر رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی۔ آپ سجدہ میں ہی پڑے رہے۔ لوگوں نے ہر چند شور مچایا:

"اے ابن رسول! اے ابن رسول! آگ بھڑک اٹھی! آگ بھڑک اٹھی۔!"

لیکن آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا۔ جب آگ بجھ گئی تو آپ سے پوچھا گیا:

"آپ آگ سے غافل کیوں رہے؟"

آپ نے جواب دیا:

"آخرت کی آگ کے ڈر سے۔"

علامہ جامی بیان فرماتے ہیں کہ ایک ثقہ راوی کہتا ہے کہ ایک دن میں حضرت علی بن حسین کے ہاں گیا۔ میرا جی نہ چاہا کہ میں انہیں آواز دوں۔ میں باہر بیٹھا رہا، یہاں تک وہ باہر تشریف لے آئے۔ میں نے السلام علیکم کہا اور دُعا دی۔ آپ نے بھی مجھے وعلیکم السلام کہا۔ پھر ایک دیوار کے قریب آئے اور فرمایا:

"اے فلاں! اس دیوار کو دیکھتے ہو؟"

میں نے کہا:

"ہاں! یا ابن رسول!"

آپ نے فرمایا:

"میں ایک دن اس دیوار کے ساتھ تکیہ لگا کر غمگین بیٹھا تھا کہ میں نے اچانک ایک خوب صورت وخوشحال ہستی جس کے کپڑے نہایت عمدہ اور نفیس تھے اپنے سامنے کھڑی دیکھی، جو میری طرف دیکھ کر کہہ رہی تھی: اے علی بن حسین! تم مجھے غمگین کیوں نظر آ رہے ہو؟ اگر دنیا کے باعث غمناک و غمگین ہو تو دنیا ایک روزی ہے جسے ہر نیک و بد کھاتا ہے۔"

میں نے کہا:

"میرا دُکھ درد دنیا کے لئے نہیں ہے کیونکہ دنیا کا معاملہ وہی ہے جو آپ نے بیان فرمایا ہے۔"

پھر اس ہستی پاک نے فرمایا:

"اگر تمہارا غم واندوہ آخرت کے لیے ہے تو وہ ایک سچا وعدہ ہے جس میں ایک بادشاہ قاہر فیصلہ کرے گا۔"

میں نے کہا:

"میرا غم اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ آخرت تو ویسی ہی ہوگی جیسا آپ فرماتے ہیں۔"

پھر انہوں نے فرمایا:

Marfat.com

''اے علی! پھر تمہارا غم واندوہ کس وجہ سے ہے؟''
میں نے کہا:
''میں فتنہ ابن زبیر (حجاج کے مکہ پر حملہ کرنے) سے ہراساں ہوں۔''
وہ ہستی بولی:
''اے علی! آیا تو نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس نے اللہ سے کوئی چیز مانگی ہو اور اللہ نے اسے نہ دی ہو؟''
میں نے کہا:
''نہیں۔''
پھر کہا:
''آیا تو نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور اللہ نے اس کے لیے کفایت کا رنہ کی ہو؟''
میں نے کہا:
''نہیں۔''
بعدازاں وہ ہستی غائب ہوگئی۔
وہ خضر علیہ السلام تھے جو آپ سے حرف ہائے راز کہہ رہے تھے۔
ایک راوی کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ ان کے اردگرد بہت سی چڑیا ذبح کی جارہی تھیں۔
آپ نے فرمایا:
''اے فلاں! تمہیں کچھ پتہ ہے کہ یہ چڑیاں کیا کہتی ہیں۔؟''
میں نے کہا:
''مجھے کچھ پتہ نہیں۔''
آپ نے فرمایا:
''یہ پروردگار کی تقدیس بیان کرتی ہیں اور تجھ سے روزی طلب نہیں کرتیں۔''
ایک رات ایک سائل یہ کہہ رہا تھا:

((این الزاھدون فی الدنیا الراغبون فی الاخرۃ))

''وہ دنیا کے زاہد کہاں ہیں جو آخرت کی طرف راغب ہیں۔''
جنت البقیع کی طرف سے ایک غیر مرئی شخص کی آواز سنائی دی کہ وہ علی بن حسین (امام زین العابدین) ہیں۔
ایک دن آپ اپنے غلاموں، بچوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ صحرا میں آگئے اور چاشت کے کھانے کے لیے دسترخوان بچھا دیا۔ وہیں ایک ہرن آکر ٹھہر گیا۔ آپ نے اس کی طرف منہ کرکے کہا:
''میں علی بن حسین بن علی بن ابو طالب ہوں اور میری ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تم چلے آؤ اور ہمارے ساتھ چاشت کھاؤ۔''

Marfat.com

ہرن آیا اور آپ کے ساتھ جو کچھ چاہا کھایا۔ پھر ایک طرف چلا گیا۔ غلاموں میں سے ایک نے کہا:

"اسے ذرا پھر بلایئے۔"

آپ نے فرمایا:

"ہم اسے پناہ دیں گے، تم اس کی پناہ نہ ٹھکراؤ۔"

انہوں نے کہا:

"ہم ہرگز نہیں ٹھکرائیں گے۔"

حضرت زین العابدین بولے:

"میں علی بن حسین بن علی بن ابوطالب ہوں۔ میری والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ہے۔"

وہ ہرن پھر آ گیا اور دستر خوان کے نزدیک ٹھہر گیا اور ان کے ساتھ کچھ کھانا شروع کر دیا۔ ان لوگوں میں سے ایک نے اس ہرن کی پشت پر ہاتھ رکھا تو وہ بھاگ گیا۔

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

"تم نے میری پناہ (جو میں نے ہرن کو دی تھی) کو ٹھکرا دیا ہے۔ اب میں تم سے کوئی بات نہ کروں گا۔"

ایک دن آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحرا میں بیٹھے تھے کہ ایک ہرنی آ گئی، آپ کے متصل کھڑی ہوگئی اور اپنا پاؤں زمین پر مار کر زور سے چیخنے لگی۔ حاضرین نے پوچھا:

"اے ابن رسول اللہ! یہ ہرنی کیا کہتی ہے۔؟"

آپ نے فرمایا:

"یہ کہتی ہے کہ فلاں قریشی کل میرا بچہ اٹھا لایا ہے اور میں نے کل سے دودھ نہیں پلایا۔"

یہ سن کر بعض حاضرین کے دل میں شک گزرا۔ آپ نے اس قریشی کو بلایا۔ وہ آ گیا تو آپ نے فرمایا:

"یہ ہرنی شکایت کرتی ہے کہ تم اس کا بچہ اٹھا لائے ہو جسے اس نے ابھی دودھ نہیں پلایا تھا۔ اب وہ مجھ سے درخواست کر رہی ہے کہ میں تجھے اس کا بچہ واپس کرنے کے لئے کہوں تاکہ وہ اسے دودھ پلا لے۔ دودھ پلانے کے بعد واپس کر دے گی۔"

اس قریشی نے بچہ لا کر حاضر کر دیا۔ ہرنی نے دودھ پلایا تو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے قریشی سے کہا:

"وہ بچہ چھوڑ دے۔"

اس نے بچہ کو چھوڑ دیا اور حضرت زین العابدین نے اس کو اس کی ماں سمیت آزاد کر دیا۔ وہ چوکڑیاں بھرتی شور مچاتی چلی گئی۔ حاضرین مجلس نے پوچھا:

"یا ابن رسول اللہ! یہ کیا کہتی ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"تمہیں بالفاظ "جزاک اللہ خیرا" دعا دیتی ہے۔"

Marfat.com

ایک دن امام زین العابدین کی اُونٹنی راہ میں سستی و کاہلی کرنے لگی۔ آپ نے اس بٹھا دیا اور اسے تازیانہ و عصا دکھا کر کہا:

''تیز تیز چلو! ورنہ اس تازیانے اور ڈنڈے سے تمہیں سزا دوں گا۔''

اونٹنی نے تیز چلنا شروع کر دیا اور اس کے بعد چلنے میں سستی سے کام نہ لیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد محمد بن حنفیہ حضرت زین العابدین کے پاس آئے اور کہا:

''میں تمہارا چچا ہوں اور تم سے عمر میں بھی بڑا ہوں، اس لیے امامت کا زیادہ حقدار میں ہوں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلاح مجھ دے دیں۔''

حضرت زین العابدین نے کہا:

''اے چچا! اللہ سے ڈرو اور جس چیز کے تم سزاوار نہیں ہو اس کا دعویٰ نہ کرو۔''

دوسری دفعہ محمد بن حنفیہ نے مبالغہ سے کام کیا تو آپ نے فرمایا:

''اے چچا! آؤ حاکم کے پاس چلیں جو ہمارے مابین فیصلہ صادر کرے۔''

محمد بن حنفیہ نے کہا:

''وہ کون سا حاکم ہے۔؟''

آپ نے فرمایا:

''وہ حجر الاسود ہے۔''

دونوں وہاں پہنچے تو حضرت زین العابدین نے کہا:

''اے چچا! بات کرو۔''

انہوں نے بات کی تو کوئی جواب نہ ملا۔ بعد ازاں آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کو اس کے صفاتی ناموں سے پکارا جس سے حجر اسود باتیں کرنے لگا۔ پھر آپ نے اپنا چہرہ حجر اسود کی طرف کر کے کہا:

''تجھے اس پروردگار کی قسم ہے جس نے اپنے بندوں کے وعدے تجھ پر رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں اطلاع دو کہ حسین کے بعد امامت و وصایت کا کسے حق ہے۔؟''

حجر اسود کانپ اٹھا قریب تھا کہ اپنی جگہ سے گر پڑے، لیکن پھر فصیح و بلیغ زبان میں کہا:

''اے محمد بن حنفیہ! یہ چیز مسلمہ ہے کہ حسین کے بعد امامت و وصایت کا حق علی بن حسین کو ہے۔''

ایک دفعہ طواف کرتے ہوئے ایک عورت اور ایک مرد کے ہاتھ حجر الاسود سے چمٹ گئے۔ ہر چند کوشش کی گئی لیکن وہ چمٹے ہی رہے۔ لوگوں نے رائے دی کہ ان کے ہاتھوں کو کاٹ دیا جائے۔ اسی اثناء میں حضرت زین العابدین وہاں آ نکلے اور انہیں دیکھ کر آگے آ گئے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک ان کے ہاتھوں پر پھیرا تو ان کے ہاتھ چھوٹ گئے اور وہ وہاں سے چلے گئے۔

عبدالملک بن مروان نے حجاج کو تحریری طور پر ہدایت کی کہ وہ بنی عبدالمطلب کے قتل سے باز آ جائے، کیونکہ آلِ ابوسفیان اس بارے میں مبالغہ کرتی ہے کہ ان (بنوامیہ) کی سلطنت جلد منقطع ہو گئی۔ حضرت زین العابدین نے

Marfat.com

عبدالملک بن مروان کو لکھا:

"کیا تم نے فلاں دن اور فلاں وقت حجاج بن یوسف کو کوئی ایسا ویسا خط تحریر کیا ہے۔؟ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ خط اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا ہے جس کے باعث تیرے ملک کو اس نے ثبات ودوام بخشا ہے۔"

آپ نے وہی عبارت لکھ کر خط ایک غلام کو دیا اور اسے اپنی اونٹنی پر سوار کر کے عبدالملک کی طرف بھیج دیا۔ عبدالملک نے خط کی تاریخ کو اپنے خط کے مطابق پایا تو اسے آپ کے حق پر ہونے کا اعتبار آگیا، بہت خوش ہوا اور اسی اونٹنی پر اتنے درہم و دینار لاد کر آپ کو بھیج دیئے جن کی وہ متحمل ہو سکتی تھی۔

حضرت زین العابدین اٹھارہ محرم 94 ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض روایتوں میں سال وفات 95 ہجری ہے۔

حضرت محمد بن علی بن حسین:

امام باقر خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت آکر سلام کیا، جب ان کی بصارت ختم ہو چکی تھی۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

میں نے بتایا:

"میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔"

حضرت جابر نے کہا:

"اے میرے بیٹے! میرے نزدیک آؤ۔"

میں قریب آیا تو انہوں نے میرے ہاتھ چوم لئے اور پاؤں چومنے کے لیے بھی خواہش کا اظہار کیا۔ میں دور جا کھڑا ہوا تو انہوں نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام بھیجا ہے۔"

میں نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی صلوٰۃ وسلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔"

پھر میں نے پوچھا:

"اے جابر! یہ سب کچھ کیونکر ہوا ہے؟"

حضرت جابر نے کہا:

"ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو آپ نے مجھے فرمایا:

"اے جابر! شاید! تمہاری ملاقات میرے ایک فرزند سے ہو جسے محمد بن علی بن حسین کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اسے انوار و حکم عطا کرے گا۔ تم اسے میرا اسلام ارسال کر دینا۔"

ایک اور روایت میں حضرت جابر سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

Marfat.com

''اے جابر! ہو سکتا ہے تو حسین کے ایسے بیٹے سے ملاقات کرنے کے لیے زندہ رہے جس کا نام محمد ہے اور جو علم دین کی خوب اشاعت و تصریح کرے گا۔ جب تیری اس سے ملاقات ہو تو اسے میرا اسلام کہنا۔''

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے فرمایا:

''تمہاری زندگی اس سے ملاقات کے بعد چند روز ہوگی۔''

چنانچہ آپ سے ملاقات کے بعد حضرت جابر کا انتقال ہو گیا۔

ایک دن ابن عکاشہ حضرت باقر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام جعفر بھی آپ کے پاس کھڑے تھے۔ ابن عکاشہ نے کہا:

''اب تو ماشاء اللہ! جعفر جوان ہو گئے ہیں، ان کی شادی ہونی چاہیے۔ آپ ان کی شادی کیوں نہیں کرتے؟''

اس وقت حضرت باقر کے پاس سر بمہر سونے کی ایک تھیلی تھی۔ آپ نے فرمایا:

''یہ تھیلی لے جاؤ اور ایک لونڈی خرید لاؤ۔''

ہم بردہ فروش کے پاس گئے تو اس نے کہا:

''میرے پاس جو تھی وہ بیچ چکا ہوں۔ ہاں! البتہ! ایک دو لونڈیاں ہیں جو ایک دوسری سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔''

ہم نے کہا:

''انہیں باہر لاؤ تاکہ دیکھ لیں۔''

دونوں باہر آئیں تو ایک کو ہم نے پسند کر لیا۔ میں نے کہا:

''اس کی کیا قیمت لے گا۔؟''

اس نے کہا:

''ستر ہزار دینار۔''

ہم نے کہا:

''کچھ تو کم کیجیے۔!''

کہنے لگا:

''ایک کوڑی کم نہ ہوگی۔''

آخر ہم نے اس سے کہا:

''ہم اس لونڈی کو اس تھیلی میں جو بھی ہے، اس کے عوض خریدنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس میں کتنے دینار ہیں۔''

بردہ فروش بولا:

''اسے مت کھولیے۔ اگر ستر ہزار دینار سے ایک کوڑی بھی کم نکلی تو میں ہرگز فروخت نہیں کروں گا۔''

Marfat.com

اس پر اس بزرگ نے تھیلی کھول کر جو بھی اس میں تھا اس کا وزن کرنے کے لیے کہا۔ ہم نے تھیلی کو کھول کر وزن کیا تو سونا بے کم و کاست ستر ہزار دینار کی مالیت کا نکلا۔ چنانچہ ہم نے لونڈی خریدی اور لا کر حضرت باقر کی خدمت میں پیش کر دی۔ اس وقت بھی حضرت جعفر آپ کے پاس کھڑے تھے۔ ہم نے حضرت باقر کو تمام ماجرا سنایا۔ آپ کی زبان پر فوراً الحمدللہ کے الفاظ آئے۔ پھر میں نے اس لونڈی سے پوچھا:

''تمہارا نام کیا ہے؟''

اس نے جواب دیا:

''میرا نام حمیدہ ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''تو دنیا میں حمیدہ ہے اور آخرت میں محمودہ۔''

پھر آپ نے اس سے پوچھا:

''کیا تم کنواری ہو یا غیر باکرہ؟''

اس نے کہا:

''میں کنواری ہوں۔''

آپ نے فرمایا:

''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی لونڈی بردہ فروشوں کے ہاتھوں سلامت رہ سکتی ہے؟''

اس نے کہا:

''جب وہ بردہ فروش میرے نزدیک آ کر کسی برائی کا ارادہ کرتے تو سفید سر اور سفید ریش بزرگ آگے آ کر اس کے منہ پر طمانچہ مارتے اور اسے مجھ سے دور کر دیتے۔ اور ایسا کئی بار ہوا۔''

یہ سن کر حضرت باقر نے لونڈی کو حضرت جعفر کے حوالے کر دیا، جس کے شکم سے بہترین خلائق حضرت موسیٰ بن جعفر پیدا ہوئے۔''

ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ ہم محمد بن علی بن حسین (امام باقرؒ) کے ہمراہ ہشام بن عبدالملک کے گھر کے پاس سے اس وقت گزرے جب وہ اس کی بنیاد رکھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! یہ گھر خراب و خستہ ہو جائے گا اور لوگ اس کی مٹی تک کو اکھاڑ کر لے جائیں گے۔ یہ پتھر جن سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے کھنڈرات میں تبدیل ہو جائیں گے۔''

راوی کہتا ہے:

''مجھے آپ کی اس بات سے تعجب ہوا کہ ہشام کے گھر کو کون خراب اور تباہ کر سکتا ہے۔؟ جب ہشام نے وفات پائی تو ولید بن ہشام کے کہنے پر اس گھر کو مسمار کر دیا گیا اور مٹی کو اس حد تک کھودا گیا کہ مکان کی بنیاد کے پتھر نظر آنے لگے۔ یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔''

اسی راوی کا بیان ہے کہ میں حضرت باقر کے ساتھ تھا کہ آپ کا بھائی زید بن علی ہمارے پاس سے گزرا۔ آپ

Marfat.com

نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! یہ کوفہ میں خروج کرے گا اور لوگ اسے قتل کر دیں گے اور اس کے سر کو گلی کوچوں میں پھیراتے ہوئے یہاں لے آئیں گے اور نیزے پر لٹکا دیں گے۔''

ہمیں آپ کی ان باتوں سے تعجب ہوا کیونکہ مدینہ میں کبھی کسی کو نیزہ پر نہیں لٹکایا گیا تھا، لہٰذا جب ان کے سر کو لایا گیا تو اس کے ساتھ سولی بھی تھی۔

فیض بن مطر کہتے ہیں:

''میں حضرت امام ابو جعفر باقر کے ہاں حاضر ہوا تو میں نے چاہا کہ میں نمازِ عشاء ادا کرنے کے لیے جگہ کے بارے میں سوال کروں۔ میں نے ابھی سوال بھی نہ کیا تھا کہ آپ نے حدیث بیان کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی کشادہ زمین پر جہاں گھاس کثرت سے ہو نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔''

ایک اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت باقر سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ لوگوں نے مجھے کہا:

''عجلت سے کام نہ لو، کیونکہ ان کے پاس تمہارے بھائی بند بیٹھے ہیں۔''

ابھی وہ باہر نہ آئے تھے کہ بارہ افراد تنگ قباؤں میں ملبوس اور ہاتھ پاؤں میں دستانے اور موزے پہنے ہوئے باہر آئے۔ انہوں نے السلام علیکم کہا اور چلے گئے۔ اس کے بعد میں حضرت باقر کے پاس حاضر ہوا میں نے پوچھا:

''یہ کون تھے جو ابھی ابھی آپ کے پاس سے گئے ہیں؟ مجھے تو کچھ پتہ نہیں چلا یہ کون تھے۔''

آپ نے فرمایا:

''یہ تمہارے بھائی جن ہیں۔''

میں نے پوچھا:

''کیا آپ انہیں دیکھ لیتے ہیں؟''

آپ نے فرمایا:

''ہاں! جس طرح تم حلال و حرام کے متعلق استفتاء کرتے ہو اسی طرح وہ بھی آ کے پوچھتے ہیں۔''

ایک اور راوی نے کہا ہے کہ ہم حضرت محمد بن علی کے ساتھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی وادی میں سفر کر رہے تھے۔ اس وقت آپ ایک خچر پر سوار تھے، میں ایک گدھے پر سوار تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی شخص پہاڑی سے اتر کر ان کے نزدیک آیا۔ وہ آپ کے خچر کی نگہبانی کرتا رہا اور ایک بھیڑیا اپنے ہاتھوں کو خچر کی زین کے آگے رکھ کر بہت دیر تک ان سے گفتگو کرتا رہا اور وہ سنتے رہے۔

آخر آپ نے اس بھیڑیے سے کہا:

''اب چلے جاؤ! جس طرح تم چاہتے تھے میں نے کر دیا ہے۔''

بھیڑیا چلا گیا۔ آپ نے مجھ سے کہا:

''تجھے پتہ ہے یہ کیا کہتا تھا؟''

Marfat.com

میں نے کہا:

"اللہ، اس کا رسول اور رسول کا بیٹا زیادہ جاننے والے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

"وہ کہہ رہا تھا کہ میری جفت اس وقت دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ دعا کیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے خلاصی دے اور میری نسل سے کسی کو بھی آپ کے ارادت کیشوں پر مسلط نہ کرے۔"

چنانچہ میں نے دعا کی۔

بزرگانِ سلف میں سے ایک کا بیان ہے کہ مکہ میں مجھ پر محمد بن علی بن حسین (امام باقر) کا شوقِ دید غالب آیا تو میں بالخصوص ان کے لیے مدینہ گیا۔ جس رات میں مدینہ منورہ پہنچا، سخت بارش ہوئی، جس کے باعث سردی بڑھ گئی، نصف شب گزر چکی تھی تو میں آپ کے گھر پہنچا۔ میں ابھی اسی فکر میں تھا کہ آپ کا دروازہ اسی وقت کھٹکھٹاؤں یا صبر سے کام لوں کہ صبح کو وہ خود ہی باہر تشریف لے آئیں، اچانک آپ کی آواز سنائی دی۔ آپ نے کہا:

"اے لونڈی! فلاں شخص کے لیے دروازہ کھولو کیونکہ آج رات اسے سخت سردی لگی ہے۔"

لونڈی آئی، دروازہ کھولا اور میں اندر چلا گیا۔

ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ میں امام باقر کے درِ دولت پہ گیا تو آپ نے میرے سوا ہر ایک کو ملنے کی اجازت دیدی۔ میں بہت غمگین واندوہ گیں گھر واپس آیا۔ مجھے اس رات نیند بھی نہ آئی۔ مجھے بہت تشویش ہوئی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا:

"واپس مکہ مکرمہ چلا جاؤں۔ اگر مرجیہ لوگوں کے ساتھ جاؤں تو وہ یوں کہتے ہیں۔ اگر قدریہ کی جماعت کے ساتھ جاؤں تو وہ یوں کہیں گے۔ اگر حروریہ کے ساتھ جاؤں تو وہ یوں کہتے ہیں۔ اگر یزیدیہ کے ساتھ جاؤں تو وہ اس طرح کہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی باتیں تخریب وفساد سے خالی نہیں۔"

میں اسی ذہنی کشمکش میں تھا کہ صبح کی نماز کی اذان ہوگئی۔ اچانک کسی کے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔ میں نے کہا:

"کون ہے۔؟"

آنے والا بولا:

"میں محمد بن علی بن حسین (امام باقر) کا قاصد ہوں۔"

میں باہر آیا تو اس نے کہا:

"آپ تجھے یاد فرما رہے ہیں۔"

میں کپڑے پہن کر وہاں گیا اور جب آپ سے ملا تو آپ نے کہا:

"اے فلاں! تم نہ مرجیہ کے ساتھ لوٹو، نہ قدریہ کے ساتھ، نہ یزیدیہ کے ساتھ، نہ حروریہ کے ساتھ بلکہ تم ہماری طرف لوٹو۔"

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں مدینے میں تھا کہ اچانک دور سے تاریکی ظاہر ہوئی۔ یہ تاریکی کبھی گہری ہو جاتی اور

Marfat.com

کبھی غائب ہو جاتی۔ جونہی میرے قریب آئی تو میں نے دیکھا کہ ایک سات آٹھ سالہ بچہ مجھے السلام علیکم کہہ رہا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ بعد ازاں میں نے اس سے پوچھا:

''آپ کہاں سے آئے ہیں؟''

اس نے جواب دیا:

''میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں۔''

میں نے پوچھا:

''تمہارا زادِ راہ کیا ہے؟''

اس نے کہا:

''میرا زادِ راہ تقویٰ ہے۔''

میں نے پوچھا:

''تو کون ہے؟''

اس نے کہا:

''میں ایک عربی انسان ہوں۔''

میں نے پوچھا:

''تمہارا کس خاندان سے تعلق ہے؟''

اس نے کہا:

''میں قریشی ہوں۔''

میں نے پوچھا:

''آپ کا خاص کر کس قبیلے سے تعلق ہے؟''

اس نے کہا:

''میں ہاشمی ہوں۔''

میں نے پوچھا:

''آپ کس کے بیٹے ہیں؟''

اس نے کہا:

''میں علوی ہوں۔''

اس کے بعد اس نے اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت باقر سے پوچھا:

''اللہ جل جلالہ پر بندے کا کیا حق ہے؟''

آپ نے اپنا چہرہ مجھ سے پھیر لیا۔ میں نے تین بار اپنا سوال دہرایا۔ تیسری دفعہ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"اللہ پر بندے کا حق یہ ہے کہ وہ اس کھجوروں کے جھنڈ کو کہے کہ ادھر آؤ تو وہ آجائے۔"
آپ نے جونہی اس جھنڈ کو اشارہ کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ حرکت میں آ گیا تا کہ آپ کی طرف آجائے، لیکن آپ نے اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہے، کیونکہ آپ نے اسے اس طرح آنے کے لیے نہیں کہا تھا۔

حضرت ابوبصیر جو آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو گئے تھے، کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت باقر سے کہا:
"کیا آپ محافظِ دین پیغمبر ہیں۔؟"
آپ نے فرمایا:
"ہاں۔!"
میں نے کہا:
"پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔"
آپ نے کہا:
"ہاں!"
میں نے کہا:
"کیا آپ کو بھی وہ علوم میراث میں ملے ہیں؟"
آپ نے کہا:
"ہاں۔!"
میں نے کہا:
"آپ کو یہ طاقت ہے کہ مردوں کو زندہ کر دیں، مادر زاد اندھوں کو بینا اور جو بچا کر رکھتے ہیں اُن کی خبر دیں؟"
آپ نے فرمایا:
"ہاں! میں اللہ کے حکم سے بتا سکتا ہوں۔"
پھر فرمایا:
"میرے سامنے آ کر بیٹھ جاؤ۔"
میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے چہرے پر پھیرا۔ میری آنکھیں روشن ہو گئیں۔ چنانچہ میں نے کوہ و بیابان اور زمین و آسمان کی وسعتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ نے پھر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر پھیرا تو میں اپنی پہلی حالت پر آ گیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا:
"ان دو حالتوں میں سے کس حالت کو پسند کرتے ہو یہ کہ تمہاری آنکھیں درست ہو جائیں اور تمہارا حساب اللہ کے سپرد ہو یا تمہاری آنکھیں ایسی ہی رہیں اور تم بغیر حساب کے جنت الفردوس میں جاؤ۔"
میں نے کہا:

Marfat.com

''میں تو اس چیز کو پسند کرتا ہوں کہ میں نابینا ہی رہوں اور جنت میں بے حساب و کتاب جاؤں۔''

ایک راوی کہتے ہیں کہ ہم تقریباً پچاس افراد حضرت امام باقر کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک اور شخص بھی حاضر ہوا جس کا کاروبار خرما فروشی تھا۔ اس نے حضرت باقر سے مخاطب ہو کر کہا:

''کوفہ میں ایک شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ ہے جو کافر کو مومن سے اور دوست کو دشمن سے ممیز کر کے آپ کو مطلع کر دیتا ہے۔؟''

حضرت باقر نے اس سے پوچھا:

''تم کیا کام کرتے ہو؟''

اس نے کہا:

''میں کبھی کبھی جَو بھی بیچ لیتا ہوں۔''

آپ نے فرمایا:

''یہ بھی غلط ہے۔ تم تو کھجوریں بیچتے ہو۔''

اس شخص نے کہا:

''آپ کو یہ کیسے پتہ چلا ہے۔؟''

آپ نے فرمایا:

''مجھے فرشتہ ربانی مطلع کر دیتا ہے کہ فلاں تمہارا دوست ہے یا دشمن! ہاں! دیکھو! تم فلاں بیماری کے سوا کسی اور بیماری سے نہ مرو گے۔''

راوی کہتا ہے کہ جب میں کوفہ واپس گیا اور اس شخص کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا:

''وہ اسی بیماری سے مر گیا ہے جو حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی تھی۔''

ایک دوسرے راوی کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت باقر گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ دو آدمیوں سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت باقر نے فرمایا:

''یہ چور ہیں، انہیں پکڑ لو اور مضبوطی سے باندھ دو۔''

آپ کے غلاموں نے انہیں اچھی طرح باندھ دیا۔ آپ نے اپنے ایک معتمد سے فرمایا:

''اس پہاڑ پر جاؤں، وہاں ایک غار ہے، اس میں سے جو بھی ملے وہ لے آؤ۔''

وہ گیا اور وہاں سے دو صندوق سامان کے بھر کے لے آیا۔ ایک صندوق میں کسی اور جگہ سے سامان بھر لایا۔

آپ نے فرمایا:

''ان کے مالکوں میں سے ایک یہاں موجود ہے اور دوسرا موجود نہیں۔''

جونہی ہم مدینہ واپس پہنچے تو ان میں سے ایک نے دوسرے پر استحقاق کا دعویٰ کر رکھا تھا اور مدینے کے گورنر اسے سرزنش کر رہے تھے۔ حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''ان کو سرزنش نہ کیجئے۔!''

Marfat.com

پھر آپ نے دونوں صندوق ان کے مالکوں کو دے کر فرمایا:
"چوروں کے ہاتھ کاٹ دو۔"
آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ ان چوروں میں سے ایک چور نے کہا:
"اللہ کا شکر ہے! میرا ہاتھ فرزند رسول کی موجودگی میں کاٹا گیا اور ان کے دستِ حق پرست پر ہی میری توبہ قبول ہوئی۔"
آپ نے فرمایا:
"ہاں! توبہ کا عہد کرو کیونکہ ایک سال کے بعد تم اس دارفانی سے چلے جاؤ گے۔"
اس شخص نے توبہ کر لی اور توبہ کے بعد پورا ایک سال جیا۔
اس کے تین روز بعد اس صندوق کا ایک اور مالک آموجود ہوا۔ آپ نے اس سے کہا:
"تمہارے صندوق میں ایک ہزار دینار ہے جو تمہارا ہے اور ایک ہزار دینار کسی اور کا ہے اور کچھ اس طرح کے کپڑے بھی ہیں۔"
اس نے کہا:
"اگر جناب کو پتہ ہے تو اس کا نام بتا دیجئے۔"
آپ نے فرمایا:
"اس کا نام محمد بن عبدالرحمٰن ہے جو بہت صالح اور نیک بخت آدمی ہے۔ وہ بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرتا ہے اور پابندی سے نماز ادا کرتا ہے۔ اب دروازے پر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"
جس شخص سے آپ یہ باتیں کر رہے تھے وہ نصرانی تھا۔ اس نے یہ سچی باتیں سنیں تو کہا:
"لاریب! اللہ ہی ایک ایسی ہستی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔"
یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا۔
جناب ابو بصیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت باقر نے فرمایا:
"مجھے ایک ایسے شخص کا حال معلوم ہے جو اگر دریا کے کنارے کھڑا ہو جائے تو دریا کے تمام جانوروں، ان کی ماؤں، چچیوں اور خالاؤں کے نام جان لیتا ہے۔"
ایک راوی کہتا ہے کہ ہم ایک گروہ کی شکل میں حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پر حاضر ہوئے تو ہمیں ایک شخص کی خوش الحانی سے کچھ سریانی زبان میں پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ ہمارے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کوئی اہل کتاب کچھ پڑھ رہا ہے۔ ہم اندر گئے تو آپ کے سوا کوئی شخص موجود نہ تھا۔ ہم نے عرض کیا:
"ہمیں ابھی ابھی ایک شخص سریانی میں کچھ پڑھتا ہوا سنائی دیا تھا وہ کہاں ہے؟"
آپ نے فرمایا:
"مجھے فلاں نبی کی مناجات یاد ہیں۔ جب میں اسے پڑھتا ہوں تو وہ مجھے رُلا دیتی ہے۔"

Marfat.com

ایک دن امام باقر مدینہ میں چند آدمیوں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ نے اپنا سر نیچے جھکا لیا۔ پھر سر اٹھایا کر فرمایا:

"تمہاری حالت یہ ہوگی کہ کسی وقت کوئی شخص مدینہ میں چار ہزار افراد کے ساتھ آ کر تین روز تک قتل عام کرے گا۔ پھر تمہارے قاتلوں کو قتل کرے گا۔ وہ تمہارے لیے بہت سے مصائب پیدا کر دے گا جن کو تم دور نہ کر سکو گے۔ یہ واقعہ آئندہ سال ہوگا۔ تمہیں اس سے بچنا چاہیے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ اسے یقین محکم سے مانو۔"

لیکن اہل مدینہ نے آپ کی ان حقیقت افروز باتوں کی طرف توجہ نہ دی اور چند آدمیوں کے سوا سب کہنے لگے:

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔"

بنی ہاشم کو معلوم تھا کہ آپ جو بھی کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ آئندہ سال حضرت باقر تمام بنو ہاشم کے ساتھ مدینہ سے باہر چلے گئے۔ اس کے بعد نافع الارزق مدینہ میں آیا اور اس نے وہی کچھ کیا جو آپ نے فرمایا تھا۔ اس واقعہ کے بعد اہل مدینہ نے کہا:

"اب حضرت باقر جو بھی فرمائیں گے ہم اس سے سرِ مو تجاوز نہیں کریں گے کیونکہ یہ اہل بیت نبوت سے ہیں اور جو بھی کہتے ہیں حق و صداقت پر مبنی ہوتا ہے۔"

ایک دوسرے راوی کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا:

"میرے والد امام باقر نے مجھے وصیت کی کہ جب میں مروں تو میری تغسیل و تدفین خود کرنا کیونکہ امام کے لیے یہ کام امام ہی سرانجام دیتا ہے۔"

ایک شخص نے کہا:

"آپ کا بیٹا عبداللہ جلد ہی دعویٰ امامت کرنے والا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"اسے چھوڑو! اس کی عمر بہت کم ہوگی۔"

امام جعفر کہتے ہیں:

"جب میرے والد نے وفات پائی تو میں نے انہیں غسل دیا اور میرے بھائی عبداللہ نے دعویٰ امامت کیا اور اس مدت سے زیادہ زندہ نہ رہا جتنی کہ میرے والد نے بتائی تھی۔"

حضرت امام جعفر سے روایت ہے کہ ایک دن میرے والد امام باقر نے مجھ سے کہا:

"میری عمر صرف پانچ سال رہ گئی ہے۔"

جب انہوں نے وفات پائی تو ہم نے ماہ و سال شمار کیے وہی مدت نکلی جتنی آپ نے بتائی تھی۔

ایک بزرگ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت باقر کے ہاں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک کنیز باہر آئی، وہ جوانی میں قدم رکھ رہی تھی، مجھے بہت اچھی لگی۔ میں نے اس کے پستانوں کو چھوتے ہوئے کہا:

"اپنے آقا سے کہو فلاں شخص دروازے پر حاضر ہے۔"

اندر سے آواز آئی:

Marfat.com

''اندر آجاؤ! ہم تمہارے انتظار میں ہیں۔''

میں اندر گیا تو عرض کیا:

''حضور! میرا ایسی کا کوئی ارادہ نہ تھا۔''

آپ نے فرمایا:

''تم سچ کہتے ہو، لیکن یہ کبھی تصور نہ کرنا کہ یہ در و دیوار ہماری آنکھوں کے سامنے ویسے ہی بحیثیت حجاب ہوتے ہیں جیسے تمہاری آنکھوں کے سامنے! اگر ایسا ہو تو تمہارے ہمارے درمیان فرق کیا رہا؟ اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔''

ایک راوی کا بیان ہے کہ دو عورتیں بنام جبابہ اور رابعہ حضرت باقر سے ملنے آئیں۔ آپ نے فرمایا:

''تم ہمارے پاس دیر سے کیوں آئی ہو؟''

جبابہ بولی:

''میرے بال سفید ہو گئے ہیں۔ میں انہیں ٹھیک کرنے میں مشغول رہتی ہوں۔''

حضرت باقر نے فرمایا:

''مجھے دکھاؤ۔''

اس نے دکھائے تو آپ نے اپنا دستِ مقدس ان پر پھیرا جس سے وہ سیاہ ہو گئے۔

پھر فرمایا:

''اسے آئینہ دکھاؤ۔''

اس نے آئینہ دیکھا تو اس کے بال سیاہ ہو چکے تھے۔

ایک راوی کہتا ہے کہ میں حضرت باقر کے ساتھ مسجدِ نبوی میں بیٹھا تھا۔ ان دنوں حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو چکا تھا۔ اچانک داؤد بن سلیمان اور منصور دوانقی آ گئے۔ داؤد حضرت باقر کی خدمت میں حاضر ہوا، لیکن دوانقی کسی اور جگہ بیٹھا رہا۔ حضرت باقر نے پوچھا:

''دوانقی میرے پاس کیوں نہیں آیا؟''

داؤد نے معذرت پیش کی۔ آپ نے فرمایا:

''کچھ دنوں بعد دوانقی حاکم ہو گا اور مشرق و مغرب اس کی ملک ہوں گے۔ اس کی عمر بھی بہت طویل ہو گی اور اتنے خزانے جمع کرے گا کہ اس سے پہلے کسی نے بھی جمع نہ کیے ہوں گے۔''

داؤد اٹھے اور سارا قصہ دوانقی کو سنایا۔ دوانقی حاضرِ خدمت ہوا اور کہا:

''آپ کے ہاں آنے پر بجز آپ کے اجلال و اکرام کے کوئی چیز مانع نہ تھی۔''

پھر پوچھا:

''داؤد کیا کہتا ہے؟''

فرمایا:

Marfat.com

''سچ کہتا ہے اور ایسا ہی ہوگا''

پھر پوچھا:

''آیا ہماری سلطنت آپ کی سلطنت سے پہلے ہوگی۔؟''

آپ نے فرمایا:

''ہاں۔!''

اس نے پھر پوچھا:

''ہماری سلطنت زیادہ دیر چلے گی یا بنوامیہ کی؟''

آپ نے فرمایا:

''تمہاری سلطنت زیادہ دیر رہے گی، لیکن بچوں کے ہاتھوں میں رہے گی جس سے کھیلتے رہیں گے جیسے گیند سے کھیلتے ہیں۔بس یہی ہے جو میں نے اپنے والدِ محترم سے سنا ہے۔ چنانچہ جب دوانقی والیِ ملک بنا تو اسے حضرت باقر کی باتوں پر سخت تعجب ہوا (کیونکہ وہ حرف بحرف سچی نکلیں)''

حضرت جعفر صادق:

حضرت جعفر صادق علیہ الرحمۃ عظیم ترین اولیاء وصوفیاء کرام میں سے ہیں۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ ہم حضرت جعفر صادق کے ساتھ حج کے لئے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ کھجور کے سوکھے درختوں کے پاس ٹھہرنا پڑا۔ حضرت جعفر صادق نے زیر لب کچھ پڑھنا شروع کر دیا جس کی مجھے کچھ سمجھ نہ آئی۔ اچانک آپ نے ان سوکھے درختوں کی طرف منہ کر کے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تم میں ہمارے لیے جو رزق ودیعت کیا ہے، اس سے ہماری ضیافت کرو''

میں نے دیکھا کہ وہ جنگلی کھجوریں آپ کی طرف جھک رہی تھیں جن پر تر خوشے لٹک رہے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا:

''میرے پاس آؤ اور بسم اللہ کہہ کر کھاؤ''

میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کھجوریں کھائیں۔ ایسی شیریں کھجوریں ہم نے پہلے کبھی نہ کھائیں تھیں۔

اس جگہ ایک اعرابی بھی موجود تھا۔ اس نے کہا:

''آج جیسا جادو میں نے کبھی نہیں دیکھا''

حضرت جعفر صادق نے فرمایا:

''ہم پیغمبروں کے وارث ہیں، ہم ساحر وکاہن نہیں ہوئے، ہم تو دعا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ عزاسمہ قبول فرما لیتا ہے۔ اگر تم چاہو تو ہماری دعا سے تمہاری شکل بدل جائے اور تم ایک کتے میں متشکل ہو جاؤ''

اعرابی چونکہ جاہل تھا اس لیے کہنے لگا:

''ہاں! ابھی دعا کیجئے۔!''

Marfat.com

آپ نے دعا کی تو وہ کتا بن گیا اور اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا۔
حضرت جعفر صادق نے مجھے فرمایا:
"اس کا تعاقب کرو۔"
میں اس کے پیچھے گیا تو وہ اپنے گھر میں جا کر ماں، بچوں اور گھر والوں کے سامنے اپنی دم ہلانے لگا۔ انہوں نے اسے مار کر بھگا دیا۔ میں واپس آیا تو تمام حال کہہ سنایا۔ اتنے میں وہ بھی آ گیا اور حضرت امام جعفر صادق کے سامنے زمین پر بیٹھنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ حضرت جعفر نے اس پر رحم کھا کر دعا فرمائی تو وہ شکل انسانی میں آ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا:
"اے اعرابی! میں نے جو کہا تھا اس پر یقین یا نہیں؟"
کہنے لگا:
"ہاں! جناب! ایک بار نہیں اس پر ہزار بار ایمان وایقان رکھتا ہوں۔"
ایک راوی کہتا ہے کہ ایک دن میں بہت سے آدمیوں کے ساتھ حضرت امام جعفر کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا:
"جب اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو: خذ اربعة من الطير فصر هن اليك" کا حکم فرمایا تو کیا وہ پرندے ہم جنس تھے یا ایک دوسرے سے مختلف؟ اگر تم چاہو تو تمہیں ویسا کر کے دکھاؤں۔؟"
ہم نے کہا:
"ہاں!"
آپ نے فرمایا:
"اے مور! ادھر آ جاؤ۔"
اسی وقت ایک مور حاضر ہو گیا۔
پھر کہا:
"اے کوے! ادھر آؤ۔"
فوراً ایک کوا آ گیا۔
پھر کہا:
"اے باز! ادھر آؤ۔"
اسی وقت ایک باز حاضر ہو گیا۔
پھر فرمایا:
"اے کبوتر! ادھر آؤ۔"
فوراً ایک کبوتر آ گیا۔
چاروں پرندے آ گئے تو آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"ان کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو، اور ایک کا گوشت دوسرے میں ملا دو لیکن ہر ایک کے سر کو بحفاظت رکھو۔"

اس کے بعد آپ نے مور کے سر کو پکڑ کر کہا:

"اے مور!"

ہم نے اس کو دیکھا کہ اس کی ہڈیاں، پَر اس کے سر کے ساتھ مل گئے اور وہ ایک صحیح وسالم مور بن گیا۔ اسی طرح دوسرے تین پرندوں سے معاملہ کیا کہ وہ بھی زندہ ہو گئے۔

ایک آدمی امام جعفر کے پاس دس ہزار دینار لے کر آیا اور کہا:

"میں حج کے لیے جا رہا ہوں۔ آپ میرے لئے اس پیسے سے کوئی سرائے (جگہ) خرید لیں تاکہ میں حج سے واپس پر اپنے اہل وعیال سمیت اس میں متوطن ہو جاؤں۔"

حج سے واپسی پر وہ حضرت جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا:

"میں نے تمہارے لیے بہشت میں سرائے خرید لی ہے جس کی پہلی حد رسول اللہ پر، دوسری حضرت علی پر، تیسری حضرت حسن پر اور چوتھی حضرت حسین پر ختم ہوتی ہے۔ اور یہ لو میں نے پروانہ لکھ دیا ہے۔"

اس نے یہ بات سنی تو کہا:

"میں اس پر خوش ہوں۔"

چنانچہ وہ پروانہ لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ گھر جاتے ہی بیمار ہو گیا اور وصیت کی کہ اس پروانے کو میری وفات کے بعد قبر میں رکھ دینا۔ لواحقین نے تدفین کے وقت اس پروانے کو بھی قبر میں رکھ دیا۔ دوسرے دن دیکھا کہ وہی پروانہ قبر پر پڑا ہوا تھا اور اس کی پشت پر یہ مرقوم تھا کہ امام جعفر صادق نے جو وعدہ کیا تھا وہ ایفاء ہو گیا۔

ایک شخص نے امام جعفر سے دعا کی التماس کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اتنا کچھ عطا کرے کہ میں بہت سے حج کروں۔ آپ نے دعا کی:

"اے اللہ! اسے اتنا دے کر پچاس حج کر لے۔"

چنانچہ اس نے پورے پچاس حج کیے، لیکن جب ایک دن حج کرنے کے لیے مقامِ جحفہ پہنچا تو غسل کرنے کی خواہش کی۔ جونہی پانی کو ہاتھ لگایا تو پانی کی تند و تیز موجیں اسے بہا لے گئیں، اور وہ انہی میں ڈوب گیا۔

جب حضرت زید کو شہید کر کے سولی پر چڑھایا گیا تو حاکم عباس کلبی نے مندرجہ اشعار کہے:

صلبا لك زيداً اعلیٰ جزع نحلة
ولكم ارامهدياً على الجزع بصلب
وقتم بعثمان عليا سفاهة
وعثمان خير من على و اطيب

جب یہ دو بیت حضرت جعفر صادق کے گوش گزار کیے گئے تو آپ نے بددعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا:

Marfat.com

((اللھم ان کان عبدك كا ذباً فسلط علیه کلبك))

"اے اللہ! اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اپنا کتا مسلط کر دے۔"

حاکم عباس کلبی کو بنو امیہ نے کوفہ بھیج دیا لیکن اسے راستہ میں شیر نے پھاڑ دیا۔ جونہی یہ خبر حضرت امام جعفر صادق کو پہنچی آپ سربسجدہ ہو گئے اور کہا:

((الحمد الله الذی انجزتا ماو عدنا))

"اللہ کے لیے تمام خوبیاں جس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔"

علامہ ابن جوزی نے کتاب "صفۃ الصفوۃ" میں لیث بن سعد سے یہ اسناد خود روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں موسم حج میں مکہ معظمہ میں نماز عصر ادا کر رہا تھا، فراغت کے بعد میں کوہِ ابو قبیس کی چوٹی پر چڑھ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دعا مانگ رہا ہے۔ یارب! یارب! یہ کہتے ہوئے اس کا سانس ٹوٹ گیا، پھر کہا:

"یا رباہ! یا رباہ!"

اس پر بھی اس کا سانس ٹوٹ گیا۔ پھر یا اللہ! یا اللہ! کہتے ہوئے اس کا سانس ٹوٹ گیا۔ پھر یا حی! یا حی! پڑھنے لگا۔ اس پر بھی اس کا سانس ٹوٹ گیا۔ پھر اس نے یا رحیم! یا رحیم! پڑھا تو بھی اس کا سانس ٹوٹ گیا۔ پھر یا ارحم الراحمین! پڑھنے لگا۔ اس دفعہ بھی اس کا سانس ٹوٹ گیا۔ اس نے سات بار اس طرح کیا، پھر کہا:

((اللھم انی اھتنی من ھذا العیب اللھم و ان یرادی قد اخلغا))

ابھی اس کی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ میں نے وہاں ایک گچھا انگوروں کا اور دو نئی چادریں پڑی ہوئی دیکھیں۔ اس وقت انگور کہیں بھی دستیاب نہ تھے۔ جب وہ ان انگوروں سے کچھ کھانے لگا تو میں نے بھی شرکت کی درخواست کی۔ اس نے کہا:

"تم کیوں شریک ہوتے ہو۔؟"

میں نے کہا:

"اس وجہ سے کہ آپ نے دعا فرمائی اور میں نے آمین کہا۔"

اس نے کہا:

"میرے پاس آؤ! کھاتے جاؤ اور کوئی دانہ بچا کر نہ رکھنا۔"

یہ ایسے انگور تھے جن کا بدل ملنا محال تھا، میں نے ایسے انگور کبھی نہ کھائے تھے۔ میں کھا کر سیر ہو گیا، لیکن ان میں سے ایک بھی کم نہ ہوا۔ پھر کہنے لگا:

"ان دونوں چادروں میں سے جو چاہو اٹھا لو۔!"

میں نے کہا:

"مجھے ضرورت نہیں۔"

اس نے کہا:

Marfat.com

''ذرا اِدھر اُدھر ہو جاؤ! میں ان چادروں کو چھپانا چاہتا ہوں۔''
میں ایک طرف اوجھل ہو گیا تو اس نے ایک سے ازار بنا لیا اور دوسری سے اوڑھنی اور دونوں پرانی چادروں کو جو نیچے بچھائی تھیں، ہاتھ میں پکڑ لیا اور چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب صفا و مروہ پر پہنچے تو اسے ایک شخص ملا جس نے کہا:
''اے ابن رسول! میرا تن ڈھانپیے اللہ تعالیٰ تمہارا تن ڈھانپے گا۔''
اس نے وہ دونوں چادریں اسے دے دیں۔ میں اس شخص کے پیچھے پیچھے چلتا گیا، میں نے پوچھا:
''یہ چادریں دینے والے کون ہیں؟''
تو اس نے کہا:
''یہ جعفر بن محمد باقر ہیں۔''
بعد ازاں میں نے ان سے حدیث سننے کی بہت خواہش کی، لیکن وہ نہ مل سکے۔
داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت جعفر صادق کے کسی غلام کو قتل کر دیا اور اس کا مال و منال ضبط کر لیا۔ حضرت جعفر صادق اس کے پاس گئے۔ وہ اس وقت اپنی چادر کو زمین پر بچھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا:
''تو نے میرے غلام کو قتل کر کے اس کا مال لوٹ لیا ہے۔ میں تمہارے لیے اللہ کی قسم! بددعا کروں گا۔''
داؤد نے بر سبیل مذاق کہا:
''کیا تم مجھے ڈراتے دھمکاتے ہو؟''
حضرت جعفر صادق اپنے گھر چلے گئے اور تمام رات قیام و قعود میں گزار دی۔ صبح ہوئی تو آپ نے داؤد کے لیے بددعا کی، ابھی ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ لوگوں میں سے کسی نے داؤد کو قتل کر دیا۔
جناب ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ گیا تو میرے ساتھ ایک کنیز بھی تھی، میں نے اس سے جماع کیا، بعد ازاں حمام میں جانے کے لیے باہر آیا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے حضرات حضرت امام جعفر صادق کی زیارت کے لیے ان کے مکان پر جا رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ہمراہ ہو لیا۔ جب حضرت امام صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو آپ کی نظر مجھ پر پڑی۔ آپ نے فرمایا:
''اے بصیر! تمہیں شاید پتا نہیں کہ پیغمبروں اور ان کی آل و اولاد کی قیام گاہوں پر جنابت کی حالت میں نہیں آتے۔''
میں نے کہا:
''اے ابن رسول! میں نے احباب کو آپ کی طرف آتے دیکھا تو مجھ اندیشہ ہوا کہ شاید آپ کی زیارت کی دولت پھر ہاتھ نہ آئے اس لیے میں آ گیا۔''
یہ کہہ کر میں نے توبہ کی کہ میں آئندہ ایسا نہ کروں گا اور پھر باہر آ گیا۔
ایک اور صاحب کا بیان ہے کہ میرا ایک دوست تھا جسے منصور نے محبوس کر دیا۔ میری ملاقات حضرت جعفر صادق سے حج کے موسم میں میدان عرفات میں ہوئی۔ آپ نے مجھ سے میرے دوست کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا:

Marfat.com

"حضور! وہ ویسے ہی قید میں ہے۔"

آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ کچھ دیر بعد فرمایا:

"اللہ کی قسم! تمہارے دوست کو بری کر دیا گیا ہے۔"

راوی کہتا ہے:

"جب میں حج سے فارغ ہو کر واپس آیا تو میں نے اپنے دوست سے پوچھا: تمہاری کس دن رہائی ہوئی۔؟

کہنے لگا: مجھے یوم عرفہ کو بعد از نماز عصر چھوڑ دیا گیا تھا۔"

ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے مکہ معظمہ میں ایک چادر خریدی اور مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ کسی دوست کو نہ دوں گا، تاکہ میری وفات کے بعد مجھے کفن کا کام دے۔ میں عرفات سے مزدلفہ میں واپس آیا تو چادر گم ہو گئی۔ مجھے بہت دُکھ ہوا۔ جب میں علی الصبح مزدلفہ سے میدانِ منیٰ میں آیا تو میں مسجد خیف میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک شخص جو حضرت امام جعفر صادق کے پاس سے آیا تھا، آ کر کہنے لگا:

"تجھے امام جعفر بلاتے ہیں۔"

میں جلدی سے آپ کے پاس گیا اور السلام علیکم کہہ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"آیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں تمہاری چادر مل جائے جو تمہاری وفات کے بعد کفن کا کام دے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"ہاں! حضور دے دیجئے! لیکن وہ تو گم ہو گئی ہے۔"

آپ نے اپنے غلام کو آواز دی جو ایک چادر لے کر آ گیا۔ میں نے دیکھا تو یہ وہی چادر تھی۔ آپ نے فرمایا:

"اسے لے لو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔"

ایک راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں مکہ معظمہ میں حضرت جعفر صادق کی معیت میں جا رہا تھا کہ ہمیں ایک ایسی عورت کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا جس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی ہوئی تھی اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ گریہ وزاری میں مصروف تھی۔ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا:

"کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ گائے کو زندہ کر دے۔؟"

وہ بولی:

"آپ مذاق کیوں کرتے ہیں، میں تو پہلے ہی مصیبت زدہ ہوں۔؟"

آپ نے فرمایا:

"میں مذاق نہیں کرتا۔"

بعد ازاں آپ نے دعا فرمائی، گائے کے سر اور پاؤں کو چھوا، پھر اسے بلایا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ بعد ازاں حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں مل جل گئے اور وہ عورت آپ کو پہچان نہ سکی۔

خلیفہ منصور عباسی نے ربیع کو حکم دیا کہ حضرت جعفر صادق کو میرے دربار میں پیش کرو۔ جب ربیع ان کو لے کر

Marfat.com

آئے تو منصور نے کہا:

((قتلنی اللہ ان لم افتنک جند بحیلۃٍ))

''اللہ تعالیٰ مجھے مار ڈالے اگر میں کسی حیلے یا کسی گروہ کے ذریعے کوئی فتنہ اٹھاؤں تو۔ مگر تم فتنہ انگیزی کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی خونریزی ہو۔''

حضرت جعفر صادق نے فرمایا:

''میں نے ایسی کسی بات کی خواہش کی ہے، نہ عملی طور پر کچھ کیا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی بات پہنچی ہے تو محض کسی جھوٹ بکنے والے کی وساطت سے پہنچی ہے۔ اگر عیاذاً باللہ تمہارے بیان کے مطابق کوئی فتنہ انگیزی کی ہے تو اس کی مثال یوں ہے: جناب یوسف علیہ السلام پر بھائیوں نے ظلم کیا تو انہوں نے معاف فرما دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام بیماری میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے صبر کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو کچھ عطا ہوا تو انہوں نے شکر ادا کیا۔ یہ سب پیغمبر تھے اور تمہارا نسب بھی ان سے ملتا ہے۔''

منصور کہنے لگا:

''آپ سچ کہتے ہیں۔''

چنانچہ اس نے آپ کو بلا کر تخت پر اپنے پاس بٹھا لیا۔ پھر کہا:

''آپ کی یہ بات فلاں شخص نے مجھے بتائی تھی۔''

خلیفہ نے اسے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ حاضر ہوا تو اس سے پوچھا:

''آیا تم نے یہ باتیں حضرت جعفر الصادق سے سنی ہیں؟''

اس نے کہا:

''ہاں!''

خلیفہ نے کہا:

''کیا تم اس کی قسم کھا سکتے ہو۔؟''

اس نے کہا:

''ہاں۔!''

پھر اس نے یوں قسم کھانا شروع کی:

((باللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب و الشھادۃ))

''قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں او وہ عالم غیب و شہادت ہے۔''

حضرت جعفر نے فرمایا:

''اے خلیفہ! میں اسے قسم دیتا ہوں۔''

خلیفہ نے کہا:

''ہاں! آپ اسے قسم دیں۔''

Marfat.com

آپ نے اس شخص سے کہا:
"کہو:

((بویت من حول اللّٰہ وقوته والنجات الیٰ حول و قوتی لقد فعل کذا و کذا جعفر وقال کذا و کذا جعفر))

وہ اس طرح قسم کھانے سے احتراز کرنے لگا۔ آخر قسم کھائی اور قسم کھاتے ہی حاضرین کے سامنے پھڑک کر مر گیا۔

منصور نے کہا:
"اس ملعون کو گھسیٹ کر باہر لے جاؤ۔"

ربیع کہتے ہیں:
"جب حضرت جعفر صادق منصور کو ملنے آئے تو آپ نے زیر لب کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ اپنے لبوں کو جنبش دیتے رہے اور منصور کا غصہ فرو ہوتا رہا۔ اس نے آپ کو بڑی دیر تک اپنے پاس بٹھایا اور آپ سے خوشنودی کا اظہار کیا۔ جب آپ خلیفہ سے اٹھ کر باہر آئے تو میں (ربیع) نے کہا: یہ شخص (خلیفہ) تو آپ پر سخت ناراض تھا جب آپ تشریف لائے تو آپ نے زیر لب کیا پڑھا تھا جو خلیفہ کا غصہ یکدم فرو ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے دادا حسین علیہ السلام کی تلقین کردہ یہ دعا پڑھ رہا تھا:

((یا عدتی شدتی و یا غوثی عند کربتی احرسنی بعینك التی لا تنام و اکنفی برکنك الذی لا یرام))

ربیع کہتے ہیں:
"میں نے یہ دعا یاد کر لی اور جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی میں نے اسے پڑھا اور وہ مشکل آسان ہو گئی اور مجھے راحت نصیب ہوئی۔"

ربیع کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جعفر صادق سے پوچھا:
"آپ نے اس شخص کو قسم پوری کرنے سے پہلے دوسری قسم کیوں دی؟"

آپ نے فرمایا:
"بندہ اللہ تعالیٰ کی یکسوئی سے عظمت بیان کرتا ہے تو اسے حلم کی دولت عطا ہوتی ہے جس سے وہ اپنی سزا سے مطلع ہو جاتا ہے، چنانچہ میں نے اسے قسم دی تو اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے کانوں نے سنا ہے کے سبب اس کا جلد ہی مواخذہ کر لیا۔"

ایک دن خلیفہ منصور نے اپنے دربان کو ہدایت کی کہ حضرت جعفر کو میرے پاس پہنچنے سے پہلے شہید کر دینا۔ اسی دن حضرت جعفر تشریف لائے اور منصور کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ منصور نے دربان کو بلایا، اس نے دیکھا کہ حضرت جعفر تشریف فرما ہیں۔ جب آپ واپس تشریف لے گئے تو منصور نے دربان کو بلا کر کہا:

Marfat.com

''میں نے تجھے کس بات کا حکم دیا تھا؟''

دربان بولا:

''اللہ کی قسم! میں نے حضرت جعفر کو آپ کے پاس آتے دیکھا ہے نہ جاتے، بس اتنا نظر آیا کہ وہ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔''

منصور کے ایک درباری کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز منصور کو غمگین و پریشان دیکھا تو کہا:

''اے خلیفہ! آپ متفکر کیوں ہیں؟''

وہ بولا:

''میں نے علویوں کے ایک بڑے گروہ کو مروا دیا ہے، لیکن ان کے سردار کو چھوڑ دیا ہے۔''

میں نے کہا:

''وہ کون ہے؟''

وہ کہنے لگا:

''وہ جعفر بن محمد ہے۔''

میں نے کہا:

''وہ تو ایسی ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محو رہتی ہے، اسے دنیا کا کوئی لالچ نہیں۔''

خلیفہ بولا:

''مجھے معلوم ہے کہ تم اس سے کچھ ارادت و عقیدت رکھتے ہو حالانکہ پورے ملک کو اس سے کوئی دلچسپی اور امید وابستہ نہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں اس کا کام تمام نہ کر دوں آرام سے نہ بیٹھوں گا۔''

چنانچہ اس نے جلاد کو بلا کر حکم دیا:

''جونہی جعفر بن محمد آئے، میں اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لوں گا تم اسے شہید کر دینا۔''

پھر حضرت جعفر صادق کو بلایا۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ زیرِ لب کچھ پڑھ رہے تھے جس کا مجھے پتا نہ چلا، لیکن میں نے اس چیز کا مشاہدہ ضرور کیا کہ منصور کے محلوں میں ارتعاش پیدا ہو گیا۔ وہ ان سے اس طرح باہر نکلا جیسے ایک کشتی سمندر کی تند و تیز لہروں سے باہر آتی ہے۔ اس کا عجیب حلیہ تھا، وہ لرزہ بر اندام، برہنہ سر اور برہنہ پا حضرت جعفر صادق کے استقبال کے لیے آیا اور آپ کے بازو کو پکڑ کر اپنے ساتھ تکیہ پر بٹھایا اور کہنے لگا:

''اے ابن رسول! آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔؟''

آپ نے فرمایا:

''تو نے بلایا اور میں آ گیا۔''

پھر کہنے لگا:

''کسی چیز کی ضرورت ہے تو فرمائیں۔''

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"مجھے بجز اس کے کسی چیز کی ضرورت نہیں کہ تم مجھے یہاں بلایا نہ کرو۔ میں جس وقت خود چاہوں آجایا کروں گا۔"

آپ اٹھ کر باہر تشریف لائے گئے تو منصور نے جو وقت جاہہائے خواب طلب کئے اور رات گئے تک سوتا رہا، یہاں تک کہ اس کی نماز قضا ہو گئی، بیدار ہوا تو نماز ادا کر کے مجھے بلایا اور کہا:

"جس وقت میں نے جعفر بن محمد کو بلایا تو میں نے ایک اژدہا دیکھا جس کے منہ کا ایک حصہ زمین پر تھا اور دوسرا حصہ میرے محل پر۔ وہ مجھے فصیح و بلیغ زبان میں کہہ رہا تھا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اگر تم سے حضرت جعفر صادق کو کوئی گزند پہنچی تو تجھے تیرے محل سمیت فنا کر دوں گا۔" اس پر میری طبیعت غیر ہو گئی، جو تم نے دیکھ ہی لی ہے۔"

میں نے کہا:

"یہ جادو یا سحر نہیں ہے۔ یہ تو اس اسم اعظم (قرآن) کی خاصیت ہے جو حضور علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے جو چاہا وہی ہوتا رہا۔"

امام ابوحنیفہ:

ابتدائی زندگی میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے لوگوں کے اژدہام سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشینی کا قصد فرمایا تاکہ لوگوں میں عزت و حشمت پانے سے دل کو پاک وصاف رکھیں اور دن و رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف و منہمک رہیں۔ مگر ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استخوانِ مبارک کو جمع کر رہے ہیں اور بعض کو بعض کے مقابلہ میں انتخاب کر رہے ہیں۔ اس خواب سے آپ بہت پریشان ہوئے اور حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کے ایک مصاحب سے خواب کی تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے جواب دیا:

"آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک اور آپ کے سنت کی حفاظت میں ایسے بلند درجہ پر فائز ہوں گے گویا آپ ان میں تصرف کر کے صحیح و سقیم کو جدا جدا کریں گے۔"

دوسری مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوحنیفہ! تمہیں میری سنت کے زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم گوشہ نشینی کا خیال دل سے نکال دو۔"

سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوفل بن حبان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور تمام لوگ حساب گاہ میں کھڑے ہیں۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہیں اور آپ کے دائیں بائیں بہت سے بزرگ موجود ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ جن کا چہرہ نورانی اور بال سفید ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر اپنے رخسار رکھے ہوئے ہیں اور ان کے برابر حضرت نوفل موجود ہیں۔ جب حضرت نوفل نے مجھے دیکھا تو وہ میری طرف تشریف لائے اور سلام کیا۔ میں نے ان سے کہا:

"مجھے پانی عنایت فرمائیں۔"

Marfat.com

انہوں نے فرمایا:

''میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جازت لے لوں۔''

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت مبارک سے اجازت مرحمت فرمائی اور انہوں نے مجھے پانی دیا۔ اس میں کچھ پانی تو میں نے پیا اور کچھ اپنے رفقاء کو پلایا، لیکن اس پیالہ کا پانی ویسا کا ویسا ہی رہا کم نہیں ہوا۔ پھر میں نے حضرت نوفل سے پوچھا:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب کون بزرگ ہیں۔؟''

انہوں نے فرمایا:

''یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور حضور کی بائیں جانب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

اسی طرح میں معلوم کرتا رہا یہاں تک کہ سترہ بزرگوں کی بابت دریافت کیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو ہاتھ کی انگلیاں سترہ عدد پر پہنچ چکی تھیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا:

((یا رسول اللہ این اطلبك))

''اے اللہ کے رسول! میں آپ کو روز قیامت کہاں تلاش کروں۔؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عند علم ابی حنیفة))

''ابوحنیفہ کے پاس۔''

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ورع اور آپ کے فضائل و مناقب اس کثرت سے منقول و مشہور ہیں کہ ان سب کے بیان کی یہ کتاب متحمل نہیں ہو سکتی۔

شیخ عثمان علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں مسجد نبوی شریف کے مؤذن حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے سرہانے سویا ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ میں ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بزرگ کو آغوش میں بچے کی طرح لئے ہوئے باب شیبہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں نے فرط محبت میں دوڑ کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ میں اس حیرت و تعجب میں تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی معجزانہ شان سے میری باطنی حالت کا اندازہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ تمہارے امام ہیں جو تمہاری ہی ولایت کے ہیں یعنی ابوحنیفہ۔''

اس خواب سے یہ بات منکشف ہوئی کہ آپ کا اختیار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں بے خطا ہے۔ اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے خود نہیں جا رہے تھے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود انہیں اٹھائے لے جا رہے تھے، کیونکہ وہ باقی الصفت یعنی تکلف و کوشش سے چلنے والے نہیں تھے، بلکہ فانی الصفت اور شرعی احکام میں باقی و قائم تھے۔ جس کی حالت باقی الصفت ہوتی ہے وہ خطا کار ہوتا ہے یا راہب، لیکن جب انہیں لے جانے والے

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہیں تو وہ فانی الصفت ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بقا کے ساتھ قائم ہوئے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطا کے صدور کا امکان ہی نہیں اس لئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قائم ہوا اس سے خطا کا امکان نہیں۔ یہ ایک لطیف اشارہ ہے۔

شیخ عدی بن مسافر:

شیخ عدی بن مسافر عراق کے بہت بڑے اور مشہور مشائخ میں سے تھے، جن پر سب متفق ہیں۔ جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت ملی کہ ابو اسرائیل یعقوب عبدالمقتدر ابن احمد الحمیدی الاربلی السائح نے فرمایا:

''میں نے ایک مرتبہ شیخ عدی بن مسافر سے عبادان جانے کیلئے الوداعی ملاقات کی تو آپ نے رخصت کرتے وقت فرمایا: جب تمہیں کوئی درندہ ڈراتا ہوا دکھائی دے تو اسے کہنا: تمہیں عدی بن مسافر کہتے ہیں: چلا جا اور مجھے چھوڑ دے۔ جب تجھے دریائی خطرہ درپیش ہو تو کہنا: اے موجو! تمہیں عدی بن مسافر کہتے ہیں: تھم جاؤ۔ چنانچہ میں چل پڑا اور راستہ میں جب مجھے کوئی وحشی جانور ملتا تو میں اسے شیخ کی بات کہتا۔ وہ سر جھکاتا اور چلا جاتا۔ پھر جب ہم دریا میں ڈوبنے لگے تو میں نے شیخ موصوف کی کہی بات کہہ ڈالی۔ فوراً ہوا تھم گئی اور دریا کی روانی میں سکون آ گیا۔''

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ ان کرامات میں سے جو ہمیں بطور روایت آپ کی طرف سے سنائی گئیں، ایک یہ بھی ہے کہ شیخ ابو حفص عمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دن عرض کیا:

''حضور! آپ مجھے کچھ غیبی چیزیں دکھائیں۔''

آپ نے مجھے ایک عطائی عطا فرمایا اور حکم دیا:

''اسے اپنے منہ پر رکھو۔''

میں نے رکھا، پھر فرمایا:

''اب اٹھا لو۔''

میں نے جب اٹھایا تو مجھے کراماً کاتبین نظر آئے اور میں نے انہیں اچھے برے اعمال لکھتے دیکھا۔ یہی حالت وکیفیت مجھ پر تین دن رہی جس سے میری زندگی مکدر ہو گئی۔ میں نے پھر آپ سے مدد طلب کی تو آپ نے رومال میرے منہ پر رکھا پھر اٹھا لیا۔ اب وہ سب چھ نظروں سے اوجھل ہو گیا، جو تین دن نظر آتا رہا۔

جناب شیخ ابو حفص عمر ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ایک پرندے کی بات چیت کی، جو نماز کے اوقات میں عرش معلی کے نیچے اذان دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا:

''حضور! مجھے بھی اس کی آواز سنائیں۔''

جب ظہر کا وقت ہوا، فرمایا:

''میرے قریب آؤ اور اپنے کان میرے کانوں کے قریب لاؤ۔''

میں نے جب ایسے کیا تو مجھے اس پرندے کے بولنے کی آواز سنائی دی۔ جس سے میں کچھ دیر تک بے ہوش ہو

Marfat.com

گیا۔

شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کا لقب شرف الدین تھا اور ابوالفضائل کنیت تھی۔ مروان بن حکم اموی کے خاندان (اولاد) میں سے تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ دراصل "حوران" کے رہنے والے تھے۔ کہا گیا کہ "بیت فار" کے باشندے تھے۔ یہ ایک سرسبز گاؤں ہے جو جبل لبنان کے قریب ہے۔ پھر آپ نے "جبل ہکار" میں موجود "الس" نامی جگہ کو اپنا وطن بنالیا، جو موصل کے مشرق میں واقع ہے اور یہیں آپ کا وصال ہوا۔

امام سخاوی بیان کرتے ہیں کہ عدی رحمۃ اللہ علیہ کے والد جناب مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال متواتر مختلف شہروں میں تجرد کی زندگی بسر کی۔ ایک رات آپ سوئے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے کہا:

"اے شیخ مسافر! آج رات اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور اس سے ہم بستری کرو اس سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔"

یہ آواز سن کر آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اسی رات گھر پہنچ گئے۔ دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے بیوی نے پوچھا:

"کون؟"

فرمایا:

"تمہارا خاوند مسافر ہوں۔ مجھے حکم ملا ہے کہ تیرے پاس آؤں اور آج رات تجھ سے ہم بستری کروں جس سے تو ایک صالح بچہ کی ماں بنے گی۔ تو ہی نہیں بلکہ آج رات جس عورت کو اپنے خاوند سے ہم بستری کا اتفاق ہوا وہ لازماً امید سے ہو جائے گی اور وہ بھی لڑکا جنے گی یا کوئی ولی پیدا ہوگا۔"

یہ سن کر ان کی بیوی نے کہا:

"اگر تم آج کی رات مجھ سے ہم بستری کرنا چاہتے ہو تو اس ٹیلے پر چڑھ کر آواز لگاؤ۔ یوں کہ اے بستی والو! میں مسافر ہوں۔ اپنی بیوی کے پاس آیا ہوں۔ مجھے حکم دیا گیا کہ آج کی رات میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں اور اس سے ہم بستری کروں تاکہ وہ ایک صالح بچے کی ماں بنے۔"

آپ نے بیوی سے پوچھا:

"یہ اعلان میں آخر کیوں کروں؟"

کہنے لگی:

"اس لیے کہ تم آج رات مجھ سے ہم بستری کرو گے، پھر چلے جاؤ گے۔ میں امید سے ہو جاؤں گی۔ جب گاؤں والے مجھے حاملہ دیکھیں گے تو کہیں گے: تیرا خاوند تو تیس سال سے شہر بہ شہر پھر رہا ہے، گھر آیا بھی نہیں۔ یہ حمل کہاں سے اور اور کس کا ہے؟"

چنانچہ جناب مسافر نے اپنی بیوی کے کہنے کے مطابق عمل کیا اور پھر ہم بستری کی اور حمل ٹھہر گیا۔ جب حمل کو پورے سات ماہ گزرے تو شیخ مسلمہ اور عقیل کا گزر اس عورت کے قریب سے ہوا۔ شیخ مسلمہ نے شیخ عقیل کو کہا:

"ہماری طرف سے ولی اللہ کو سلام کہو۔"

Marfat.com

جناب عقیل نے پوچھا:
"کہاں ہے ولی اللہ؟"
شیخ مسلمہ نے کہا:
"یہ عورت ایک ولی اللہ کو اپنے پیٹ میں لے ہوئے ہے، اس کا نام عدی ہے۔"
جناب عقیل نے عورت کی طرف دیکھا تو ایک نور چڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ دونوں حضرات نے اسے سلام کیا اور آگے بڑھ گئے۔ پھر سات سال بعد یہی دونوں بزرگ مسلمہ اور عقیل اسی مکان کے قریب سے گزرے تو جناب مسلمہ نے عدی کو دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ گیند سے کھیل رہا ہے۔ شیخ مسلمہ نے جناب عقیل سے کہا:
"کیا تم اس لڑکے کو پہچانتے ہو؟"
آپ نے پوچھا:
"یہ کون ہے؟"
فرمایا:
"یہ عدی بن مسافر ہے۔"
پھر دونوں نے انہیں سلام کیا تو عدی نے ان کے سلام کے جواب میں دو مرتبہ سلام کہا۔ اس پر جناب مسلمہ نے پوچھا:
"ہم نے تمہیں ایک مرتبہ سلام کیا لیکن تو نے دو مرتبہ لوٹایا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟"
آپ نے جواب دیا:
"دوسری مرتبہ دراصل اس سلام کا جواب تھا جو آپ دونوں حضرات نے مجھے اس وقت کہا تھا جب میں اپنی والدہ کے پیٹ میں تھا۔"
امام مناوی بیان کرتے ہیں کہ سیدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"اگر نبوت مجاہدہ اور کوشش سے ملتی تو عدی اسے ضرور حاصل کر لیتا۔ آپ جب سجدہ کرتے تو آپ کے سر کا بھیجہ یوں آواز دیتا جیسا کسی بلند جگہ سے پتھر لڑھک رہا ہو۔ آپ کا اکثر قیام بحر محیط کے چھٹے جزیرہ میں ہوا کرتا تھا۔"
علامہ تاذفی نے "قلائد الجواہر" میں لکھا۔ منقول ہے کہ ابو اسرائیل یعقوب بن عبدالمقتدر السائح رحمۃ اللہ علیہ تین سال تنہا پہاڑ میں کھڑے رہے۔ حتیٰ کہ ان کی کھال اتر کر دوسری مرتبہ جسم پر آئی۔ ایک دن بھیڑیا آیا۔ اس نے آپ کو چاٹنا شروع کیا۔ پھر سفید گابھے کی طرح آپ کو چھوڑ گیا۔ آپ میں کچھ خود پسندی آگئی تو بھیڑیے نے سرخ آنکھیں نکال کر ان کی طرف دیکھا اور ران پر پیشاب کر دیا۔ انہوں نے دل میں کہا:
"اگر اللہ تعالیٰ میرے مقدر میں کوئی ولی کر دیتا؟"
اچانک ابو اسرائیل نے شیخ عدی اپنے پاس ایک طرف کھڑے دیکھے۔ آپ نے اسے سلام نہ کیا۔ دل میں خیال آیا کہ انہوں نے نہ جانے مجھے سلام کیوں نہیں کی۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''ہم اس شخص کو سلام کہہ کر اور مرحبا کہہ کر نہیں ملتے جس پر بھیڑیے پیشاب کر جائیں۔''

پھر آپ نے وہ سب کچھ بیان کر دیا جوان کے ساتھ پیش آیا تھا تو انہوں نے اس پر انقطاع کی خواہش کی۔ شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پاؤں ایک چٹان پر مارا۔ اس سے میٹھا پانی پھوٹ نکلا اور دوسرا پاؤں مارا تو ایک انار کا درخت زمین سے نکل آیا۔ آپ نے اس درخت کو کہا:

''میں عدی ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دن میٹھا اور ایک دن کھٹا انار اگانا۔ اے ابواسرائیل! یہیں قیام کرو۔ اس درخت سے کھاتے رہو اور اس چشمہ کا پانی پیتے رہو۔ جب تمہارا ارادہ ہو کہ مجھے ملو تو مجھے یاد کرنا میں فوراً آجاؤں گا۔''

پھر اسے وہیں چھوڑ دیا اور واپس چلے گئے۔ پھر وہ (ابواسرائیل) کئی سال وہیں ہی رہے۔

شیخ عمر القیسی رحمۃ اللہ نے کہا کہ میں شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سات سال رہا۔ اس دوران میں نے بہت سی کرامات کا مشاہدہ کیا۔ آپ نے ایک دن مجھے فرمایا:

''بحر محیط کے چھٹے جزیرے میں جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک مسجد دکھائی دے گی اس میں چلے جانا۔ وہاں تمہیں ایک شیخ ملیں گے۔ ان سے کہنا: تمہیں جناب عدی نے یہ پیغام دیا ہے کہ پیشکش سے بچو اور جس کام میں پکا ارادہ شامل ہو اسے اپنے لیے بہتر اور پسند نہ کرو۔''

یہ کہہ کر آپ نے مجھے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا تو مجھے مکان اور شیخ دونوں نظر آگئے۔ میں نے شیخ مذکور کو پیغام دیا تو وہ رو پڑے اور شیخ عدی کیلئے دعا کی اور مجھے فرمایا:

''سات خاص حضرات میں سے ایک اس وقت حالت نزع میں ہے اور عنقریب دنیا سے رخصت ہو رہا ہے اور میرے ارادے نے لالچ کیا کہ اس کی جگہ مجھے مل جائے۔''

اس کے بعد شیخ عدی نے پھر میرے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا تو میں نے اپنے آپ کو شیخ کے عبادت خانہ میں موجود پایا۔

جناب شیخ رجاء البارستی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عبادت خانہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے کھیتوں کی سمت چل دیئے۔ پھر میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا:

''اے رجاء! کیا تو نہیں سن رہا کہ یہ قبر والا مجھ سے مدد طلب کر رہا ہے؟''

آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے یہ فرمایا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس کی قبر سے دھواں بلند ہو رہا ہے۔ پھر آپ اس کی قبر کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں ٹھہر گئے۔ آپ لگاتار اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے حتیٰ کہ اس کی قبر سے دھواں نکلنا بند ہو گیا۔ پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا:

''اے رجاء! اسے معاف کر دیا گیا ہے اور عذاب اس سے اٹھا لیا گیا ہے۔''

شیخ پھر قبر کے قریب گئے اور آواز دی۔ آپ نے کردی زبان میں اسے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اے حسین! خوشا خوشا! یعنی تم اب ٹھیک ہو۔''

اس نے عرض کیا:

Marfat.com

''جی حضور! بہت خوش ہوں۔ مجھ سے عذاب اٹھ گیا ہے۔''
میں نے آپ سے یہ باتیں سنیں۔ پھر ہم واپس عبادت خانہ آگئے۔

جناب شیخ عمر القیسی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تھا۔ آپ کی زیارت کیلئے کردوں اور بوزی باشندوں کی ایک جماعت آئی۔ ان میں ایک آدمی حسین خطیب کے نام سے مشہور تھا۔ شیخ نے اسے فرمایا:

''اے حسین! تم اور تمہارے ساتھی اٹھو اور پتھر لا کر دیوار بنائیں۔''

پتھروں کی یہ دیوار باغ کے اردگرد بنائی جانی تھی۔ شیخ خود اٹھے اور ساری جماعت اٹھ کھڑی ہوئی۔ شیخ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ وہاں سے پتھر کاٹ کر نیچے لڑھکانا شروع کر دیئے اور لوگ ان پتھروں کو وہاں سے اس جگہ منتقل کر رہے تھے جہاں دیوار بنانی مقصود تھی۔ ایک پتھر ان میں سے ایک آدمی کو لگا۔ اس کا گوشت اس کی ہڈی کے ساتھ جا لگا یعنی گوشت پس گیا اور وہ آدمی زمین پر گر گیا، اسی وقت مر گیا۔ یہ دیکھ کر حسین نے آواز دی کہ فلاں ساتھی مر گیا ہے۔ شیخ صاحب پہاڑ پر سے نیچے تشریف لائے اور اس آدمی کے پاس آئے جو پتھر لگنے سے فوت ہو گیا تھا۔ آپ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور دعا کی۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے حکم سے فوراً کھڑا ہو گیا گویا اسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

مروی ہے کہ ایک دن آپ کی خدمت عالیہ میں امر ابراہیم الہمدانی صاحب قلعۃ الجراحیہ حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ صوفی فقراء کی ایک جماعت بھی تھی۔ امیر موصوف کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ وہ اگرچہ دوسرے فقراء سے بھی محبت کرتا تھا، لیکن شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ کا کسی اور کو نہ سمجھتا تھا۔ صوفیاء کرام امیر موصوف کے ہاں آیا جایا کرتے تھے اور یہ انہیں شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب سنایا کرتا تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا:

''ہم ضرور شیخ عدی کے ہاں جائیں گے اور ان سے چند مسائل کا امتحان لیں گے۔''

چنانچہ امیر کے ساتھ وہ آگئے۔ جب شیخ کے پاس سب بیٹھ گئے۔ انہیں سلام کیا تو ان میں سے ایک صوفی فقیر نے شیخ سے کچھ باتیں پوچھیں۔ شیخ خاموش رہے۔ اس سے باتیں پوچھنے والے نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ شیخ کو جواب نہیں آتا، لہٰذا ان کا خاموش رہنا ان کے بے بس ہونے کی دلیل ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نیت بھانپ لی اور آپ جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور بے قرار نظر آ رہے تھے۔ فرمانے لگے:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک ان دو پہاڑوں کو کہے کہ مل جاؤ تو پہاڑ فوراً مل جائیں۔''

صوفیاء کرام نے دونوں پہاڑوں کی طرف دیکھا کہ وہ فوراً مل گئے اور ایک پہاڑ ہو گئے۔ جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ لیا تو سب آپ کے قدموں پر گر گئے۔ آپ اس وقت جلال کی حالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے پھر ان پہاڑوں کو اشارہ فرمایا تو وہ اپنی پہلی حالت پر آگئے۔ آپ نے صوفیاء کرام کی معافی قبول کر لی اور سب صوفی آپ کے شاگرد بن گئے، پھر اس کے بعد اجازت لی اور رخصت ہو گئے۔

شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں جناب شیخ موصوف کے ہاں تھا تو صالحین کے بارے میں

Marfat.com

گفتگو چل نکلی اور ان کے حالات پر بات چیت ہونے لگی۔ شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''یہاں ایک مرد خدا ہے جو مادر زاد اندھوں، برص کی بیماری والوں اور کوڑھوں کو تندرست کر دیتا ہے، لیکن نبوت کا مدعی نہیں ہے۔''

میں نے شیخ کی اس بات کو اپنے دل میں بہت بڑا جانا اور خیال کیا کہ ایسا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔؟ میں نے جناب شیخ سے رخصت لی اور گھر آ گیا۔ پھر کچھ دنوں بعد دوبارہ زیارت کا ارادہ کیا اور میں نے جو باتیں شیخ سے سنی تھیں ابھی تک ان کا اثر مجھ میں باقی تھا۔ جب میں شیخ کے ہاں پہنچا اور سلام عرض کیا تو آپ نے مجھے کہا:

''اے عمر! کیا تم ہمارے ساتھ سفر پر جانے کیلئے آمادہ ہو لیکن ایک شرط ہے کہ تم بولو گے نہیں؟''

میں نے عرض کیا:

''حضور منظور ہے۔''

آپ اپنے گھر سے باہر نکلے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ چلتے چلتے ہم ایک بڑے میدان میں پہنچے۔ مجھے سخت بھوک لگ گئی، جس کی وجہ سے میں شیخ موصوف سے الگ ہونے لگا۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

''اے عمر! چلنے سے قاصر ہو چکے ہو۔''

میں نے عرض کیا:

''حضور! سخت بھوک لگی ہے۔ اس نے لاچار کر دیا۔''

آپ ایک خشک جھاڑی کا پھل توڑتے اور میرے منہ میں ڈال دیتے، میں اسے کھاتا تو وہ تر معلوم ہوتا۔ جب میں نے کافی مقدار میں کھا لیا اور میرا دل مضبوط ہو گیا تو شیخ آگے چل پڑے میرے دل نے کہا:

''جھاڑی کا خشک پھل تم بھی خود توڑ کر کھاؤ۔''

میں نے ان میں سے ایک توڑ کر منہ میں ڈالا تو میرا منہ کڑوا ہو گیا اور میں نے اسے باہر پھینک دیا۔ شیخ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

''اے ذبیر!''

میں نے عرض کیا:

''جی حضور! میں ذبیر ہوں۔''

پھر ہم کچھ اور آگے چلے تو ایک گاؤں دکھائی دیا جس میں چشمہ تھا اور چشمہ کے قریب ایک درخت تھا۔ درخت کے نیچے ایک نوجوان تھا جو اندھا، کوڑھ کا مریض اور لنجا تھا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے شیخ کی وہ بات یاد آ گئی۔ میں نے دل میں کہا:

''اگر شیخ کا وہ کہنا سچ تھا تو آج شیخ اسے تندرست کر دیں گے۔''

آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

''اے عمر! تیرے میں کیا کھٹکا ہے؟''

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

''حضور آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی جو حرمت ہے، اس کا صدقہ اور شیخ عقیل اور شیخ مسلمہ کی حرمت کا صدقہ کیا آپ اس بیمار آدمی کیلئے تندرست ہونے کی دعا نہیں کریں گے؟''

آپ نے فرمایا:

''اے عمر! ہمارا پردہ اور راز فاش نہ کرنا''

چنانچہ میں نے آپ کو قسم اٹھا کر یقین دلایا کہ راز، راز ہی رہے گا۔ آپ چشمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ قبلہ رخ کھڑے ہوئے۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر فرمایا:

''جب مجھے سجدہ میں دعا کرتے پاؤ تو میری دعا میں آمین کہنا''

جب آپ نے دعا کی تو میں نے امین کہی۔ پھر کھڑے ہوئے اور اپنا دست مبارک اس نوجوان پر پھیرا اور اسے کہا:

''اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا''

وہ اٹھ کر دوڑنے لگا، گویا کسی قسم کی بیماری اسے تھی ہی نہیں۔ اس نے بستی والوں کو کہا:

''میرے قریب سے دو آدمی گزر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے میرے جسم پر ہاتھ پھیرا تو میں تندرست ہو گیا''

پھر بستی کے باشندے ہماری طرف دوڑ پڑے۔ جب شیخ نے انہیں دیکھا تو آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا اور اپنی آستین سے مجھ کو ڈھانپ لیا۔ پھر وہ لوگ ہمیں نہ دیکھ سکے۔ جب وہ نا امید ہو کر واپس چلے گئے تو شیخ اٹھے اور واپس چل پڑے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ابھی کچھ ہی دیر چلے ہوں گے کہ ہم اچانک شیخ کے عبادت خانہ میں موجود تھے۔

شیخ اسماعیل التونسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں اور تونسی لوگوں کی ایک جماعت شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے چلے۔ جب ہم آپ کے پاس پہنچ گئے تو ہم نے آپ کو سلام کہا اور بیٹھ گئے۔ حضرت اولیاء کرام کی کرامات ان کے درجات کے بارے میں گفتگو چل نکلی۔ شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہر وہ شیخ جو اپنے مرید کے بارے میں یہ نہیں جانتا کہ رات بھر اس کے دل نے کتنے پلٹے کھائے، وہ شیخ نہیں ہے، اگرچہ اس کا مرید زمین کے مشرق یا مغرب میں ہو''

میں نے یہ بات سن کر دل میں کہا:

''یہ تو بڑا مشکل ہو گیا۔ میں اپنی بیوی سے ہم بستری ہوتا ہوں اور کیا شیخ میری طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں؟''

جب میں واپس گھر آیا۔ میں نے ایک مہینہ مکمل اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کیے رکھی۔ پھر شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کو میرے بارے میں علم ہو گیا کہ میں کس حال میں ہوں۔ آپ نے اپنے قریب بیٹھنے والے فقراء کو فرمایا:

''جب تم اپنے اپنے گھروں کو جاؤ تو تم میں سے ایک ''تونسیہ'' جانا اور اسماعیل کو کہنا کہ میرے پاس آئے''

جب انہوں نے شیخ کا پیغام اسماعیل کو پہنچایا تو فرماتے ہیں کہ میں اسی وقت کھڑا ہو گیا اور آپ کی زیارت کا

Marfat.com

قصد کرلیا۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو سلام کیا تو آپ نے مجھے ڈانٹ پلائی اور جھڑک دیا اور فرمایا:

"اے اسماعیل! شیخ جو پسند کرتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے۔ اس کا مرید خواہ حلال پر ہو یا حرام پر ہو۔ خبردار! آئندہ ایسی سوچ نہ سوچنا۔"

میں نے آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیا اور اجازت لے کر واپس لوٹ آیا۔

شیخ محمد بن رشار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں جناب شیخ کے پاس تھا اور آپ نے جب اپنے بھائی کے بیٹے کی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔ آپ کے بھتیجے کا نام ابوالبرکات تھا اور "زوق البوریہ" ان کی رہائش تھی۔ جب ہمارا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں ہر طرف کانٹے ہی کانٹے تھے تو میں نے دل میں کہا:

"ہمارے ساتھیوں میں سے کچھ تو گھوڑوں پر سوار ہیں کچھ پیدل ہیں اور انہوں نے جوتیاں پہن رکھی ہیں، جس سے کانٹے نہیں چبھتے اور شیخ عدی بالکل ننگے پاؤں چل رہے ہیں۔"

یہ بات مجھ پر بہت بھاری ہوئی، اتنی کہ میں رو پڑا تو اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ نور کی ایک ڈولی پر سوار ہیں جو زمین سے سات ہاتھ بلند ہے۔

جناب ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک مرتبہ تیس فقیر حاضر ہوئے۔ ان میں سے دس نے کہا:

"ہمارے آقا! ہم سے حقیقت کے بارے میں کچھ گفتگو فرمائیے۔"

آپ نے ان سے اسی موضوع پر گفتگو کی تو وہ دس کے دس پگھل گئے۔ ان کی جگہ صرف پانی ہی نظر آتا تھا۔ پھر دوسرے دس فقیروں نے کہا:

"ہم سے محبت کی حقیقت کے بارے میں گفتگو فرمائیے۔"

آپ نے کلام فرمایا تو یہ دس کے دس مر گئے۔ پھر آخری دس نے عرض کیا:

"ہم سے فقیر کی حقیقت کے بارے میں گفتگو فرمائیے۔"

آپ گویا ہوئے تو انہوں نے اپنے اپنے جسم پر سے تمام کپڑے اتار پھینکے اور ننگے بدن جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

ایک دن آپ کے پاس کچھ لوگ آئے۔ عرض کرنے لگے:

"حضور! ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں اولیاء کرام کی کرامات میں سے کچھ دکھائیں۔"

آپ نے فرمایا:

"میرے بھائیو! ہم فقیر ہیں (جاؤ کسی ولی سے جا کر یہ مطالبہ کرو)"

وہ کہنے لگے:

"نہیں حضرت ہمیں ضرور دکھایئے۔"

آپ نے ان سے کہا:

"اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو ان درختوں کو حکم دیں کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو تو وہ سجدہ میں گر

Marfat.com

پڑیں۔"
آپ کے اس ارشاد کے ساتھ ہی وہ تمام درخت سجدہ میں پڑ گئے۔اس کرامت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آج تک جو درخت بھی وہاں اگتا ہے وہ سیدھا نہیں ہوتا بلکہ آپ کی عبادت گاہ کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔آپ نے 585 ہجری میں انتقال فرمایا۔اپنی عبادت گاہ میں ہی دفن کیے گئے۔آپ کی قبر زیارت گاہ اور متبرک جگہ ہے۔

شیخ العربی الفشتانی المغربی:

شیخ العربی الفشتانی علیہ الرحمۃ اولیائے کاملین میں سے ہیں۔سیدی عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدی العربی الفشتانی رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ تھے۔عالم اور فقیہ بھی تھے۔ان کی ایک ہمشیرہ تھی اور ہمشیرہ کی ایک بیٹی تھی۔ اس بیٹی کا والد علال القمارشی بڑا امیر اور فارغ البال شخص تھا۔علال قمارشی کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ نے مکناسۃ الزیتون کے ایک شخص سے شادی کر لی اور اس کی بیٹی (شیخ عربی فشتانی کی بھانجی) شیخ عربی کے پاس رہ گئی۔انہوں نے اس کی تربیت کی اور دیکھ بھال کی۔آپ کو اس بچی سے بہت پیار تھا اور آپ اس کی ضروریات بھی پوری کرتے تھے۔

سیدی احمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن "فروین" میں تھا۔وہاں مجھے سیدی عربی ملے۔میری شادی کرنے کی کوئی نیت نہ تھی۔جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا:
"عورت (بیوی) مبارک ہو۔"
میں نے عرض کیا:
"کونسی عورت؟"
فرمانے لگے:
"وہ جس سے تم شادی کرو گے۔"
میں نے عرض کیا:
"حضور! میرے دل میں تو شادی کا خیال تک نہیں۔"
فرمانے لگے:
"تم ضرور شادی کرو گے۔"
سیدی احمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے سات دن بعد ہی میرے دل نے شادی کی خواہش کی۔پھر میری شادی ہو گئی۔

"ابریز" میں ایک کرامت نقل کی گئی ہے جس کو روایت کرنے والے ولی کبیر شیخ سیدی احمد بن عبداللہ صاحب الخفیہ المغربی ہیں۔بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مقام "سالیس" میں سیدی عربی فشتانی کے ہمراہ تھا۔آپ نے اچانک مجھے فرمایا:
"بہت بڑا معاملہ ہو گیا ہے۔"

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

''وہ کیا حضور؟''

فرمانے لگے:

''سیدی محمد بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔''

میں نے عرض کیا:

''آپ کو کس نے بتایا؟''

فرمانے لگے:

''وہ واقعی انتقال کر گئے ہیں۔''

میں بڑا حیران و پریشان تھا (کہ کسی نے خبر بھی نہیں دی اور بڑے اعتماد کے ساتھ ان کے انتقال کی خبر دے رہے ہیں)۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

''ذرا اس شخص کو دیکھ جو دور سامنے نظر آ رہا ہے۔''

میں نے دیکھا تو وہ بہت دور ہونے کی وجہ سے ایک سایہ سا دکھائی دیتا تھا، فرمایا:

''وہ ہمارے پاس سیدی محمد بن ناصر کے انتقال کی خبر لا رہا ہے۔''

ہم چلتے رہے حتیٰ کہ اس شخص سے آن ملے۔ ہم نے اس سے پوچھا:

''کیا خبر ہے؟''

کہنے لگا:

''سیدی محمد بن ناصر کا انتقال ہو گیا۔''

سیدی مہدی بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے سیدی احمد بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ ایک دن میں سیدی عربی فشتانی کے ہمراہ ''سوق الخمیس'' میں تھا۔ احمد بن عبداللہ کہتے ہیں:

''بادشاہ مولوی رشید رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملک میں تھا اور اس کی حکومت کامیابی سے چل رہی تھی۔ اس کا نہ کوئی مخالف اور نہ کوئی بدخواہ تھا۔ حکومت ملنے کی مبارکبادیں آ رہی تھیں اس دوران کہ میں سیدی عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ''سوق الخمیس'' میں تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا: میں ابھی مولوی رشید کے مرنے پر رونے کی آواز سن رہا ہوں۔ ان کی موت مراکش میں ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا: یا حضرت! یہ کیونکر ہوا؟ ابھی تو اس کی حکومت زوروں پر تھی۔ ابھی تھوڑا سا وقت گزرا ہو گا کہ مولوی رشید کی موت کی خبر آ گئی۔''

سیدی عربی ولی ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی تھے۔ اپنے اہل و عیال کو درس دیا کرتے تھے اور طالب علم آپ سے اپنی تختیاں درست کراتے اور ان پر نیا سبق لکھواتے۔ ابی مسعود بھی ان طالب علموں میں سے ایک تھے جو آپ سے علم حاصل کرتے تھے۔ ایک دن جب پڑھائی کی مجلس مکمل ہوئی تو انہوں نے آواز دے کر ابی مسعود کو بلایا اور فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ اپنی بھانجی کی تجھ سے شادی کر دوں۔''

آپ کی ہمشیرہ کا نام ''راضیہ'' اور بھانجی کا نام ''فارحہ'' تھا۔ ابی مسعود نے جواب دیا:

Marfat.com

"اگر آپ نکاح میں دیتے ہیں تو مجھے قبول ہے۔"

فرمایا:

"میں اسے تیری زوجیت میں دیتا ہوں۔"

ابی مسعود نے کہا:

"میں نے قبول کی۔"

پھر سیدی عربی نے اسے کہا:

"حق مہر اور جہیز کا تمام سامان میرے ذمہ ہے۔ اس میں سے تجھے کچھ بھی نہیں کرنا۔"

یہ سن کر ابی مسعود بہت زیادہ خوش ہوئے۔ سیدی عربی اس سے قبل بھی ابی مسعود کو بہت چاہتے اور محبت کرتے تھے۔ آپ جب کبھی ملتے تو جو کچھ بن پڑتا اسے دیدیتے اور وہ خوش ہو جایا کرتا تھا۔ جب عقد مکمل ہو گیا تو سیدی عربی نے اپنی بھانجی کو سامان جہیز دیا اور اسے اس کے خاوند ابی مسعود کے گھر روانہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ کی ملاقات ہوئی تو فرمایا:

"میری دکان پر آنا۔"

آپ بکریوں کے سر بھون کر فروخت کیا کرتے تھے۔ ابی مسعود روزانہ نماز عصر کے بعد آتے اور آپ انہیں دو عدد سریاں دیتے۔

سیدی دباغ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدی عربی رحمۃ اللہ علیہ میرے (عبدالعزیز دباغ کے) والد گرامی سید مسعود کے ساتھ بہت حسن سلوک فرمایا کرتے تھے اور بہترین کھانے وغیرہ بطور ہدیہ بھیج کر اظہار محبت کیا کرتے تھے۔

سیدی عربی فشتانی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پہلے جناب عبدالعزیز دباغ کی ولادت کی خوشخبری سنا دی تھی۔ واقعہ یوں ہوا کہ آپ نے اپنی بھانجی کو (جو سیدی دباغ کی والدہ ہیں) فرمایا:

"تمہارے ہاں ایک بچہ اور پیدا ہوگا، اس کا نام عبدالعزیز ہے اور وہ ولایت میں عظیم الشان ہوگا۔"

سیدی عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سیدی عربی فشتانی نے کہا:

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے فرمایا: تیری بھانجی کے ہاں ہمارا ایک بہت بڑا ولی پیدا ہوگا۔"

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! اس کے والد کا نام کیا ہوگا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابی مسعود!"

سیدی عربی کی یہ تمنا تھا کہ وہ شیخ عبدالعزیز دباغ کی ولادت کے وقت زندہ رہتے اور یہ موقع دیکھ سکتے۔ پھر جب 1090 ہجری میں وباء پھیلی تو اس وبا میں سیدی عربی فشتانی کا انتقال ہو گیا۔ جب آپ کے وصال کا

Marfat.com

وقت آیا تو آپ نے ابی مسعود کی طرف آدمی بھیجا اور انہیں اپنے ہاں بلوایا۔ آپ تشریف لائے تو پوچھا:
''تمہاری بیوی کدھر ہے؟''
چنانچہ انہیں بلوایا گیا۔ دونوں حاضر تھے تو سیدی عربی نے انہیں کچھ چیزیں دیتے ہوئے فرمایا:
''یہ چیزیں تمہارے ہاں امانت ہیں، اس وقت تک جب تک تمہارے ہاں ایک لڑکے کا اضافہ نہیں ہو جاتا جس کا نام عبدالعزیز ہے۔ یہ امانتیں اسے دے دینا۔''
جناب دباغ فرماتے ہیں:
''وہ امانتیں ایک سر پر رکھنے کا کپڑا اور ایک سیاہ موزہ تھا، کیونکہ اس دور میں یہی پہنا جاتا تھا۔''
فرماتے ہیں:
''میری والدہ نے امانت لی اور اسے محفوظ کر لیا۔ پھر میری والدہ کے ہاں ایک بچی کا اضافہ ہوا۔ وہ جب تک خدا نے چاہا زندہ رہی۔ پھر میں پیدا ہوا۔ یوں ایک لڑکے کا اضافہ ہو گیا۔ میں بالغ ہو گیا اور رمضان شریف کے روزے رکھنے کے قابل ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو الہام کیا کہ امانت لے آؤ اور جس کی ہے اسے دیدو۔ آپ نے امانت لا کر فرمایا: بیٹا! سیدی عربی فشتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امانت کی تیری لئے وصیت فرمائی تھی۔''
فرماتے ہیں:
''میں نے امانت لے لی۔ سر والے کپڑے کو میں نے سر پر باندھا اور موزہ پاؤں میں ڈال لیا۔ اس سے مجھے عظیم ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ حتیٰ کہ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور جو سیدی عربی نے فرمایا تھا، میں وہ سمجھ گیا اور آپ کا اشارہ میری سمجھ میں آ گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔''
سیدی عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی حالت چھپایا کرتے اور اپنے اسرار کو پوشیدہ رکھتے۔ ایک دن آپ نے اپنے بعض شاگردوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:
''کیا تم گمان کرتے ہو کہ کشف بھی کوئی حقیقت ہے؟ وہ تو ایک چالاکی ہے اور شعبدہ بازی ہے اور ذہن کی تیزی ہے۔ اگر تمہیں اس میں شک ہو تو میری طرف دیکھو تم مجھے بھی جانتے ہو، میرے حالات سے بھی بخوبی واقف ہو اور تمہیں یہ بھی پتہ ہے کہ میں کوئی ولی نہیں ہوں۔''
انہوں نے کہا:
''ٹھیک ہے! ہم سب کچھ جانتے ہیں اور ہمیں یہ بھی علم ہے کہ آپ ولی اللہ نہیں ہیں۔''
اس کے بعد سیدی عربی فشتانی نے ان طلباء میں سے ایک کو معین کر کے فرمایا:
''کیا تو نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ فلاں وقت فلاں کام کرے گا؟''
طالب علم بولا:
''ہاں! ایسا ہوا ہے۔''
اس پر سیدی عربی بولے:

Marfat.com

"یہ وہی ہے جو ابھی میں نے تم سے کہا تھا کہ "کشف" ایک چالاکی ہے۔"
انہوں نے بھی یہی خیال کیا کہ کشف واقعی چالاکی ہے۔

شیخ عزاز بن مستودع البطائحی:

شیخ عزاز بن مستودع البطائحی جلیل القدر شیخ اور بہت بڑے عارف شخصیت تھے۔ شیخ صالحین میں سے مشہور اور مقربین کے سردار تھے۔ آپ کی علامات صادق اور کرامات مشہور تھیں۔ آپ تمکین تام اور عام تصرف کے مالک تھے۔
آپ کے خادم شیخ جلیل ابوالعمر اسماعیل واسطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ جناب عزاز رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، انہوں نے فرمایا:

"مجھ پر ابتداء میں ایک ایسی حالت طاری ہوئی جس میں چالیس دن میں نے کھائے پیئے بغیر گزار دیئے۔ ان دنوں میں میری یہ حالت تھی کہ دو چیزوں کے درمیان فرق کرنا بھی ختم ہو گیا تھا۔ پھر میں احساسات کی دنیا میں واپس آیا اور خود اپنے آپ سے پندرہ دن اور بے خبر رہا۔ پھر عادت کے مطابق میری حالت ہو گئی۔ میرے دل نے چاہا کہ گندم کی موٹی تازی روٹی، بھنی ہوئی مچھلی اور سرخ رنگ کے نئے برتن میں میٹھا پانی ملے۔ میں اس وقت دریا کے کنارے پر تھا۔ میں نے موجوں کے درمیان سیاہ رنگ کی کچھ چیزیں دیکھیں۔ جب وہ میرے قریب آئیں تو وہ تین مچھلیاں تھیں۔ ان میں سے ایک نے اپنی پشت پر دو روٹیاں، دوسری نے ایک برتن میں بھنی ہوئی مچھلی اور تیسری نے سرخ رنگ کے نئے برتن میں پانی اٹھایا ہوا تھا۔ موجیں انہیں دائیں بائیں تھپیڑے لگا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ وہ میرے قریب آ گئیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنی پشت پر رکھی چیز میری طرف پھینک دی۔ اس طرح جیسا کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ پھر جدھر سے آئیں ادھر چلی گئیں۔ میں نے دونوں روٹیاں کھائیں وہ گندم کے آٹے سے بنی ہوئی تھیں اور ان سے گندم کے بخارات اڑ رہے تھے، میں نے وہ کھائیں، بھنی ہوئی مچھلی کھائی اور نئے برتن سے پانی پیا۔ اتنا لذیذ پانی کہ دنیا میں ایسا لذیذ پانی کبھی نہ پیا۔ کھانے پینے سے میرا پیٹ بھر گیا، لیکن ان اشیاء کا دسواں حصہ بھی کم نہ ہوا۔ بقیہ میں نے چھوڑ دیا اور آگے چل پڑا۔"

آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت ہم تک یوں پہنچی کہ خلیفہ المستقدی بامر اللہ نے آپ سے درخواست کی کہ بغداد تشریف لائیں تاکہ آپ سے برکات حاصل کی جا سکیں۔ جب آپ بغداد پہنچ کر خلیفہ کے محل میں جانے لگے تو محل کی ہر دہلیز سے گزرتے وقت جو پردہ لٹکتا ہوا نظر آیا اس کے آپ نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر خلیفہ کو کہا:
"عجم کا بادشاہ تم پر ایسی فوج لے کر حملہ آور ہو گا جس کے سامنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ وہ تمہاری فوج پر بھی قبضہ کر لے گا اور تمہیں بھی گرفتار کر لے گا۔"
پھر وہی ہوا جو شیخ نے کہا تھا، بادشاہ کو قید کر دیا گیا اور بغداد میں نظر بند کر دیا گیا۔ کئی دنوں بعد تاوان دے کر خلاصی ہوئی۔ آپ عراق میں "شق البطیحات" میں رہائش پذیر رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔
بیان کیا گیا ہے کہ آپ کا ایک مرتبہ جنگل میں ایک ایسے شخص کے قریب سے گزر ہوا جسے شیر نے پھاڑ دیا تھا۔ اس کی پنڈلی توڑ کر دو ٹکڑے کر دی تھی۔ وہ شیر اس قدر خوفناک تھا کہ عام لوگ اور ڈاکو تک اس سے ڈرتے تھے۔ جب شیر کو

Marfat.com

شیخ نے دیکھا تو اس پر چیخ ماری، جس سے وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر آپ نے اس کی طرف لوبیا جتنی کنکر ماری تو وہ گر کر مر گیا۔ پھر آپ نوجوان کے پاس تشریف لائے اور اس کی ٹوٹی پنڈلی کو اس کی جگہ پر رکھا اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو وہ نوجوان اسی وقت کھڑا ہو گیا اور اپنے گھر کی طرف دوڑ کر چلا گیا۔

جناب تاذفی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبداللطیف نے کہا کہ شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کھجوروں کے درختوں میں سے گزر رہے تھے تو آپ کو پکی ہوئی تازہ کھجور کھانے کی خواہش ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ گابھے آپ کی طرف جھکتے۔ آپ ان میں سے کھجوریں توڑ کر کھاتے پھر واپس وہ اپنی حالت میں ہو جاتے۔

شیخ علاؤالدین:

شیخ علاؤالدین علیہ الرحمۃ شیخ شجاع کی عبادت گاہ کے شیخ تھے جو ''ادرنہ'' نامی شہر میں ہے۔ آپ صاحب کرامت اور اکابر اولیاء کرام میں سے تھے۔ کتاب ''العقد المنظوم فی ذکر افاضل الروم'' میں آپ کی ایک کرامت منقول ہے جسے ہمارے شیخ جناب مصلح الدین بن علاؤالدین موصوف نے بیان کیا۔ فرماتے ہیں کہ ہم شیخ شجاع کے عبادت خانہ سے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ آپ کے بعض مریدین بھی تھے۔ یہ عبادت خانہ ''ادرنہ'' شہر کے محلہ دباغین میں واقع ہے۔ ایک دباغ شخص آیا، اس نے میرے والد کے ہاتھ چومے اور پاؤں کا بوسہ لیا اور کہنے لگا:

''اگر آپ نہ ہوتے تو قلعہ فتح نہ ہوتا۔''

میرے والد گرامی نے پوچھا:

''یہ کونسا قلعہ ہے۔؟ مجھے اس کی کوئی خبر نہیں اور نہ ہی یہاں کوئی اس کی نشانی نظر آتی ہے۔''

وہ شخص اپنی عاجزانہ اور تھکی ماندی گفتگو بار بار دہرا رہا تھا اور آپ لگاتار انکار کر رہے تھے۔ ہم نے اس شخص سے قصہ پوچھا تو وہ کہنے لگا:

''میں اپنے بہت سے ہم قوم دباغ لوگوں کے ہمراہ سلطان کے ساتھ مل کر لڑنے کیلئے گیا۔ جب ہم نے فلاں قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اس کے فتح کا ارادہ کیا، اس کیلئے لڑائی بھڑک اٹھی اور نیزے اور تلواریں ٹکرانے لگیں۔ قلعہ کی فتح مشکل ہو گئی اور فتح روٹھ گئی۔ فوج حیران رہ گئی اور قلعہ کی فتح سے ہم سب ناامید ہو گئے۔ اچانک ایک شیخ نظر آئے، ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا، وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے اور انہیں یوں بکھیر دیا جس طرح تیز آندھی گرد و غبار کو بکھیر دیتی ہے۔ پھر وہ بزرگ قلعہ پر چڑھ گئے اور اس پر جھنڈا گاڑ دیا۔ ان کے پیچھے سے مسلمان فوج کا ایک جتھا بھی پہنچ گیا اور اس جگہ سے وہ بھی قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اس بزرگ کی برکت سے قلعہ کی فتح آسان ہو گئی۔ پھر میں نے اور میرے بعض ساتھیوں نے غور سے اس شخص کو دیکھا تو وہ شیخ علاؤالدین تھے۔ لہٰذا ہمیں بالکل یقین ہے کہ آپ ان تمام حضرات کے ساتھ تھے جو جنگ کیلئے نکلے تھے اور قلعہ کی فتح کے وقت بھی موجود تھے، لیکن ہمیں تعجب ہوا کہ راستہ میں سے آپ ہم سے غائب ہو گئے تھے اور واپسی پر ہمارے ساتھ نہیں آئے۔''

شیخ مصلح الدین بیان کرتے ہیں کہ جب بعد میں میں اپنے والد صاحب کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا ہوا تھا تو میں نے آپ سے اس معاملہ کی حقیقت کے بارے میں پوچھا اور میں نے آپ کو قسم دلا دی کہ مجھے اس کے متعلق ضرور کھول

Marfat.com

کر بات بتائیں۔ آپ نے جواب میں صرف اس قدر ارشاد فرمایا:

"اسے وہی شخص جان سکتا ہے جو اس مرتبہ تک پہنچا ہوا ہو اور تو بھی انشاء اللہ اس سے واقف ہو جائے گا، جب اس مرتبہ پر پہنچے گا۔"

شیخ ابراہیم بن ادہم:

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم بن منصور علیہ الرحمۃ بلخ (خراسان کے مشہور شہر) کے رہائشی تھے۔ شیخ ابراہم بن ادھم ایک شہزادے تھے۔ ایک دن شکار کے لیے گئے، اسی دوران لومڑی یا خرگوش کا شکار کرنے کے لیے اس کے پیچھے گئے کہ ایک ندا دینے والے نے پکارا:

"اے ابراہیم! کیا تم اسی مقصد کے لئے تخلیق کیے گئے ہو؟ یا اسی کام کا تمہیں حکم دیا گیا ہے؟"

اسی دوران ایک آواز سواری کی زین سے آئی:

"اللہ کی قسم! نہ تو تم اس عیش و عشرت کے لیے تخلیق کیے گئے ہو اور نہ ہی تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے!"

یہ سن کر آپ سواری سے اتر پڑے اور راستے میں اپنے والد کے ایک چرواہے سے ملے۔ چرواہے سے جبہ لیا، اسے زیب تن کیا اور اپنا گھوڑا مع ساز و سامان کے اسے دے دیا۔ پھر کافی عرصہ بیابانوں میں رہے۔ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ آئے اور حضرت سفیان ثوری اور حضرت فضیل بن عیاض کی صحبت میں رہے۔ بالآخر ملک شام تشریف لے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم بن منصور علیہ الرحمۃ محنت و مزدوری کر کے یعنی اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھاتے تھے۔ مثلاً فصلوں کی کٹائی اور باغوں کی نگرانی کیا کرتے تھے۔

شیخ ادہم کی بیابان میں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی، جس نے انہیں اسم اعظم سکھایا، آپ نے اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کی تو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا:

"تمہیں میرے بھائی داؤد علیہ السلام نے اسم اعظم سکھایا تھا۔"

شیخ ابراہیم بن بشار کہتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم کا ساتھی تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا:

"آپ کی توبہ کا واقعہ کیا ہے؟"

انہوں نے مذکورہ بالا واقعہ سنایا۔

شیخ علیہ الرحمۃ تقویٰ اور ورع کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ کا ارشاد ہے:

"حلال کماؤ! پھر چاہے رات بھر نوافل نہ بھی پڑھو اور دن کو نفلی روزہ نہ بھی رکھو تو کوئی حرج نہیں۔"

شیخ علیہ الرحمۃ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اے اللہ! مجھے معصیت کی ذلت سے نکال کر اپنی تابعداری کی عزت کی طرف منتقل فرما دے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا گیا:

"گوشت کے دام مہنگے ہو گئے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''اسے کم زر کردو یعنی نہ خریدو۔''

پھر یہ شعر پڑھا:

واذا غلا شیء علی ترکة

فیکون ارخص مایکون اذا غلا

''اور جب بھی کوئی چیز مہنگی ہو جاتی ہے تو میں اسے ترک کر دیتا ہوں۔ پس وہ سستی ہو جاتی ہے مہنگی ہونے کے باوجود۔''

شیخ سہل بن ابراہیم علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں شیخ ابراہیم بن ادھم کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ میں بیمار پڑ گیا۔ شیخ نے میری دوا اور غذا کے لیے خوب خرچ کیا۔ مجھے کسی چیز کے کھانے کی خواہش ہوئی تو اپنی سواری والا گدھا بیچ کر اس کی قیمت مجھ پر خرچ کر ڈالی۔ جب بیماری کا زور ختم ہوا اور مجھے ہوش آیا تو میں نے عرض کیا:

''اے ابراہیم! گدھا کہاں گیا؟''

کہنے لگے:

''ہم نے بیچ ڈالا۔''

میں نے عرض کیا:

''اب میں سفر کس پر کروں گا؟''

شیخ فرمانے لگے:

''بھائی! میری گردن پر۔''

اور تین منزلوں تک مجھے گردن پر اٹھا کر سفر طے کیا۔

شیخ احمد بن خضرویہ علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادھم نے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے ایک صاحب حال سے فرمایا:

''جان لو! تحقیق جب تک تم یہ چھ مسافتیں عبور نہ کر لو گے تو صلحاء کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکو گے۔ پہلی: باب سہولت (ناز و نعمت کے دروازہ) کو اپنے اوپر بند کر دو اور سختی کا دروازہ کھول لو۔ دوسری: باب عزت (ظاہری شان و شوکت کے دروازہ) کو بند کر کے باب ذلت (اللہ کی بارگاہ میں انکساری کے دروازہ) کو کھول لو۔ تیسری: آرام و سکون کا دروازہ بند کر کے محنت کا دروازہ کھول لو۔ چوتھی: راحت کا دروازہ بند کر کے رات بھر جاگنے کا دروازہ کھول لو۔ پانچویں: مالداری کا دروازہ بند کر کے فقر و فاقہ کا دروازہ کھول لو۔ چھٹی: آرزوؤں کا دروازہ بند کر کے موت کی تیاری کا دروازہ کھول لو۔''

ایک زمانہ تک شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ انگوروں کے باغ کی حفاظت فرما کر اجرت لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اس باغ کے پاس سے ایک فوجی کا گزر ہوا۔ اس نے آپ سے کہا:

''ہمیں کچھ انگور دے دو۔''

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"باغ کے مالک کی طرف سے مجھے بلا معاوضہ کچھ بھی دینے کی اجازت نہیں۔"

اس نے اپنے کوڑے سے آپ کو مارا پیٹا۔ آپ نے اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا:

"خوب پیٹو! اس سر کو جو ایک زمانے تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا۔"

وہ فوجی مار مار کر تھک گیا اور بالآخر تھک ہار کر چلا گیا۔

شیخ ذوالنون مصری:

شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کا نام ثوبان بن ابراہیم اور ایک قول کے مطابق فیض بن ابراہیم تھا۔ آپ کے والدین نوبہ (مصر کے جنوب میں واقع وسیع علاقہ) کے رہائشی تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ۲۴۵ ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ علیہ الرحمۃ عالی قدر صوفی، باکمال عالم اور صاحب تقویٰ وورع اور حال وادب میں یکتائے روزگار تھے۔

شیخ علیہ الرحمۃ دبلے پتلے کمزور آدمی تھے۔ آپ کا رنگ سرخی مائل تھا اور داڑھی میں سفیدی نہ تھی۔

شیخ علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"نجات کا مدار چار چیزوں پر ہے: اللہ جلیل سے محبت، قلیل دنیا سے نفرت، قرآن مجید کی اتباع اور حالت کی تبدیلی کا ڈر (کہ کہیں ایمان کی دولت ہاتھ سے نہ جاتی رہے)"

شیخ علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے:

"اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول کے اخلاق، افعال، اوامر اور سنن کا اتباع اللہ کو دوست رکھنے والوں کی نشانی ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جب معدہ کھانے سے پُر ہو تو پھر اس میں دانائی وحکمت کی بات جگہ نہیں پکڑتی۔"

شیخ علیہ الرحمۃ سے توبہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"عوام کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ سے کمینے آدمی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"حقیقی کمینہ اور کنجوس وہ شخص ہے جو اللہ تک پہنچنے کا طریقہ نہ جانتا ہو اور نہ ہی جاننے کی کوشش کرتا ہو۔"

شیخ یوسف بن حسین کہتے ہیں کہ ایک روز میں شیخ ذوالنون کی مجلس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ شیخ سالم مغربی آئے اور کہا:

"اے ابوالفیض! آپ کی توبہ کا واقعہ کیا ہے؟"

شیخ ذوالنون نے فرمایا:

"عجیب واقعہ ہے۔ تم اس کی تاب نہ لا سکو گے۔"

شیخ سالم کہنے لگے:

"آپ کو اللہ کی قسم! مجھے ضرور بتایئے کہ آپ کی توبہ کا واقعہ کیا ہے۔"

شیخ ذوالنون مصری نے فرمایا:

"میں مصر سے نکل کر ایک بستی کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں صحراء تھا۔ میں سفر طے کر کے تھک گیا اور

Marfat.com

دورانِ سفر ہی صحراء میں آرام کے لیے کچھ دیر سو گیا۔ جب میں جاگا تو دیکھا کہ ایک نابینا چنڈول اپنے گھونسلے سے زمین پر آ گری۔ زمین پھٹ گئی اور زمین سے دو پیالے نکلے، ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا۔ ایک میں تل تھے اور دوسرے میں پانی۔ چنڈول تل کھانے لگی اور پانی پینے لگی۔ میں نے یہ دیکھا تو کہا: میری نصیحت کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں نے توبہ کر لی اور اللہ کے در سے چمٹا رہا حتیٰ کہ اللہ نے مجھے قبول کر لیا۔"

خلیفہ متوکل باللہ کے دربار میں آپ کی غیبت کی گئی۔ خلیفہ نے آپ کو مصر سے بلایا۔ جب آپ بغداد خلیفہ کے دربار میں پہنچے تو خلیفہ کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ خلیفہ متوکل باللہ آپ کے وعظ کو سن کر رونے لگا اور آپ کو دوبارہ مصر بھیج دیا۔

خلیفہ متوکل باللہ کے دربار میں جب اہل تقویٰ کا تذکرہ ہوتا تو وہ رونے لگتا اور ساتھ ساتھ کہتا:

"جب اہل ورع کا ذکر کرو تو ذوالنون مصری کا ذکر ضرور کیا کرو۔"

حضرت فضیل بن عیاض:

شیخ فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ علاقہ "مرو" کے قرب وجوار کے رہنے والے تھے۔ آپ ملک خراسان کے باشندے تھے۔ ایک قول کے مطابق شیخ فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ کی پیدائش شہر سمرقند میں ہوئی اور نشو ونما اور ابیورد کے علاقہ میں۔ آپ محرم ۱۸۷ ہجری میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

شیخ فضیل بن موسیٰ سے مروی ہے کہ شیخ فضیل بن عیاض پہلے ڈاکہ زنی کیا کرتے تھے۔ سرخس اور ابیورد کے درمیانی علاقوں میں لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ آپ کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ آپ کو ایک خاتون سے محبت ہو گئی۔ ایک دفعہ اس کے گھر کی چاردیواری پھلانگ کر اس کے پاس جا رہے تھے کہ کسی تلاوت کرنے والے نے یہ آیت تلاوت کی:

((الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ))

(سورۃ الحدید، آیت نمبر:۱۶)

"کیا مومنوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے ڈر جائیں۔"

یہ آیت سن کر شیخ فضیل بن عیاض کہنے لگے:

"اے میرے رب! وہ وقت آ گیا ہے۔"

شیخ نے وہ رات ایک ویران غار میں گزاری۔ اس غار میں ایک قافلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ قافلہ کے کچھ افراد کہنے لگے:

"یہاں سے چلتے ہیں۔"

اور کچھ افراد کا کہنا تھا:

"صبح تک یہیں رہو، کیونکہ راستے میں فضیل نامی ڈاکو ہے، جو ہمارا سارا مال و زر لوٹ لے گا۔"

شیخ نے اسی رات ڈاکہ زنی اور ہر قسم کے گناہ سے توبہ کر لی اور قافلہ والوں کو امان دیدی۔ آپ علیہ الرحمۃ بعد از توبہ پوری زندگی کعبۃ اللہ میں رہے اور وہیں پر وصال فرمایا۔

شیخ فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کی مصیبت کو زیادہ کر دیتا ہے اور جب کسی بندے سے نفرت فرماتا ہے تو اس کے لئے کشادگی کر دیتا ہے۔"

شیخ عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"شیخ فضیل بن عیاض کے وصال سے غم وحزن اٹھ گیا (اس زمانہ میں ان جیسا غمگین کوئی نہیں تھا)۔"

شیخ فضیل کا ارشاد ہے:

"اگر کل کی کل دنیا مجھے دے دی جائے اور مجھ سے اس کا حساب بھی نہ لیا جائے تو پھر بھی میں اس سے اس طرح محفوظ رہوں گا جس طرح تم مردہ جانور سے گزرتے ہوئے بچتے ہو کہ کہیں تمہارے کپڑوں کو آلودہ نہ کر دے۔"

شیخ فضیل علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"میرا اس بات کی قسم کھانا کہ میں ریاکار ہوں مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں یہ قسم کھاؤں کہ میں ریاکار نہیں ہوں۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"لوگوں کے لئے کام کو ترک کر دینا ریاکاری ہے اور اور لوگوں کے لئے کوئی کام کرنا شرک۔"

شیخ ابوعلی رازی کہتے ہیں کہ میں نے تیس سال شیخ فضیل بن عیاض کی صحبت میں گزارے، لیکن اس کے باوجود میں نے کبھی انہیں مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ہاں جس دن ان کا لخت جگر علی نامی بیٹا وصال کر گیا تو ان کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے، میں نے اس بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ایک چیز کو پسند کیا تو میں نے بھی اسے پسند کر لیا۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

"مجھ سے جب کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی ذرا بھر نافرمانی بھی ہو جاتی ہے تو میں اس کے اثرات اپنے گدھے اور غلام کے اخلاق میں بھی محسوس کرتا ہوں۔"

شیخ معروف کرخی:

شیخ ابومحفوظ معروف بن فیروز کرخی علیہ الرحمۃ کا شمار کبار مشائخ میں ہوتا ہے۔ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ مستجاب الدعوات تھے۔ آج بھی لوگ شیخ علیہ الرحمۃ کی قبر سے شفاء پاتے ہیں۔ اہل بغداد کا کہنا ہے کہ شیخ معروف کرخی کی قبر مجرب تریاق ہے۔

شیخ کرخی شیخ المشائخ حضرت امام علی بن موسیٰ رضا علیہ الرحمۃ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۰۰ ہجری میں ہوا۔ بعض کے نزدیک آپ کا وصال ۲۰۱ ہجری میں ہوا۔ شیخ علیہ الرحمۃ حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کے معلم و شیخ تھے۔ ان سے ایک دن فرمایا:

"جب اللہ سے کوئی حاجت ہو تو میری قسم دے کر مانگا کرو۔"

حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ ابن سماک کی نصیحت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دن میں سرزمین کوفہ سے

Marfat.com

گزر رہا تھا کہ ایک آدمی کے نزدیک آ کر کھڑا ہو گیا، وہ آدمی کہہ رہا تھا:

''بیشک جس کسی نے اللہ تعالیٰ سے پوری طرح منہ موڑا اللہ تعالیٰ اس سے اپنی رحمت کو تھوڑا سا پھیر دیتا ہے اور جو دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ تمام کائنات کی توجہ بھی اس کی طرف پھیر دیتا ہے۔ جو شخص کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کبھی غیر کی طرف تو اللہ تعالیٰ اس پر کسی نہ کسی وقت رحم فرما دیتا ہے۔''

شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے وعظ کا میرے قلب پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ میں نے اپنے آقا امام علی بن موسیٰ رضا کی خدمت کے علاوہ سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی طرف توجہ کر لی اور اس بات کا ذکر ان کے سامنے بھی کیا تو انہوں نے فرمایا:

''اگر تم اس وعظ و نصیحت پر عمل پیرا ہو جاؤ تو وہ تمہارے لئے کافی ہے۔''

حضرت الاستاد ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے آباؤ اجداد عیسائی مذہب کے پیروکار تھے۔ آپ کے والدین نے آپ کو بچپن میں ہی عیسائیت کی تعلیم کے لیے ایک استاذ کے حوالے کیا۔ استاذ ان سے کہتا:

''کہو ثالث ثلاثۃ (اللہ تین میں تیسرا ہے۔ یعنی تین معبود ہیں)''

آپ فرماتے:

''نہیں! وہ ایک ہے۔''

ایک مرتبہ معلم نے آپ کو بہت زیادہ مارا پیٹا تو آپ بھاگ کر امام علی بن موسیٰ رضا علیہ الرحمۃ کے پاس چلے گئے اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ آپ کے والدین کہتے:

''کاش! معروف واپس چلا آئے، جس دین پر چاہے آ جائے، ہم بھی اس کا ساتھ دیں گے۔''

ایک دن آپ گھر واپس پلٹے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آواز آئی:

''کون ہے؟''

آپ نے کہا:

''معروف ہوں۔''

آپ کے والدین نے کہا:

''کس مذہب پر آئے ہو؟''

آپ نے فرمایا:

''دین حنیف پر۔''

چنانچہ آپ کے والدین بھی مسلمان ہو گئے۔

شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ سے ان کی اس مرض میں جس میں ان کی موت واقع ہوئی، کہا گیا:

''وصیت کیجئے!''

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

"جب میں مر جاؤں تو میری قمیص صدقہ کر دینا' کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح میں دنیا میں برہنہ جسم آیا تھا' اسی طرح جاؤں۔"

شیخ علیہ الرحمۃ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو پانی سے بھرا مشکیزہ اٹھائے کہہ رہا تھا:

"مجھ سے پانی پینے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے۔"

اس دن شیخ علیہ الرحمۃ نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا' لیکن جب آپ نے اس کی پکار سنی تو آگے بڑھے اور پانی پی لیا۔

آپ سے کہا گیا:

"آپ نے تو روزہ رکھا تھا۔؟"

آپ نے فرمایا:

"ہاں! میرا روزہ ضرور تھا' لیکن میں اس کی دعا کا امیدوار ہوں (اس لیے میں نے نفلی روزہ توڑ دیا)۔"

الحضرۃ الشیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ میں نے خواب میں شیخ معروف کرخی کو عرش کے نیچے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

"یہ کون ہے؟"

فرشتوں نے عرض کیا:

"اے اللہ! تو بخوبی علم رکھتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یہ معروف کرخی ہے، میری محبت میں دیوانہ ہوا ہے، میری ملاقات کے بغیر اسے افاقہ نہیں ہو سکتا۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ حضرت داؤد طائی کے کسی دوست نے مجھ سے کہا:

"عمل کرنا ہرگز ترک نہ کرنا، کیونکہ یہی اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنے گا۔"

میں نے کہا:

"عمل ہے کیا۔؟"

اس نے کہا:

"ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اہل اسلام کی خدمت اور خیر خواہی۔"

محمد بن حسین کے والد کہتے ہیں کہ میں نے الشیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کو بعد از وصال خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا:

"اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟"

آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا۔"

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

''معافی آپ کے زہد وتقوی کی وجہ سے ہوئی؟''

آپ نے فرمایا:

''نہیں! نہیں! بلکہ شیخ ابن سماک کی نصیحت کو قبول کرنے ، فقر وفاقہ کو لازم کرنے اور فقراء سے محبت کرنے کی وجہ سے۔''

شیخ سری سقطی:

الحضرۃ الشیخ ابوالحسن سری بن المغلس (گھر کا قیدی، گھر سے نہ نکلنے والا، کیونکہ آپ نماز کے علاوہ گھر سے نہ نکلتے تھے) السقطی علیہ الرحمۃ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے خالو اور استاد تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔ شیخ سقطی علیہ الرحمۃ علوم توحید، احوال سنت اور تقویٰ و ورع میں یکتائے روزگار تھے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میرا ایک دن حضرت سری سقطی کے پاس سے گزر ہوا۔ شیخ سری سقطی رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا:

''آپ کو کس چیز نے رولایا۔؟''

فرمایا کہ کل رات میری بیٹی آئی اور کہنے لگی:

''ابا جان! آج کی رات بہت گرم رات ہے، میں یہ ٹھنڈے پانی کا برتن یہاں لٹکا دیتی ہوں (تاکہ ضرورت کے وقت آپ پی سکیں)۔''

جب میں سو گیا تو میں نے خواب میں ایک خوبصورت خاتون کو دیکھا جو آسمان سے اتر رہی تھی۔ میں نے کہا:

''تو کس کے لیے ہے؟''

کہنے لگی:

''اس کے لیے جو ٹھنڈا پانی نہیں پیتا۔''

اس پر میں نے کوزہ لیا اور اسے زمین پر گرا دیا۔ اس کا سارا پانی زمین پر بہہ گیا اور وہ خود بھی ٹوٹ گیا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ان ٹھیکریوں کو دیکھا کہ شیخ سری سقطی نے ابھی تک نہ انہیں اٹھایا تھا اور نہ چھوا ہی تھا حتی کہ میں نے ان کو وہاں سے اٹھا کر صفائی کر دی۔

شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ جب حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ کی شاگردی میں تھے تب بازار میں تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور ان کے ساتھ ایک یتیم بچہ تھا۔ آپ نے حضرت سری سقطی سے فرمایا:

''اسے کپڑا پہنا دو''

شیخ سری سقطی نے اس بچے کو کپڑے دیدیئے۔ یہ دیکھ کر حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے اور کہا:

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ تجھے دنیا سے نفرت کرنے والا بنا دے اور جس مصیبت میں تو مبتلا ہے اس سے تجھے نجات و راحت عطا فرمائے۔"

شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اس دن جب میں دکان سے اٹھا تو دنیا سے بڑھ کر کوئی چیز میرے نزدیک ناپسندیدہ نہ تھی اور میری یہ حالت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کی دعا کی برکت سے تھی۔"

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک روز شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے محبت کے بارے پوچھا تو میں نے عرض کیا:

"بعض کے نزدیک محبت موافقت ہے اور بعض کے نزدیک ایثار۔"

حضرت سقطی علیہ الرحمۃ نے اپنے بازو کی کھال کو پکڑ کر کھینچا، لیکن وہ نہ کھینچی گئی تو فرمایا:

"اللہ کی عزت وجلال کی قسم! اگر میں یوں کہوں کہ اللہ کی محبت میں یہ کھال اس ہڈی پر خشک ہوگئی ہے تو سچ ہوگا۔"

پھر آپ بیہوش ہوگئے اور ان کا گول چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا، حالانکہ شیخ سری سقطی سانولے رنگ والے تھے۔

شیخ سقطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"میں نے ایک مرتبہ الحمد للہ کہا تھا اس کی وجہ سے تیس سال سے استغفار کررہا ہوں۔"

سوال کیا گیا:

"وہ کیوں۔؟"

آپ نے فرمایا:

"شہر بغداد میں ایک بار آگ لگ گئی، ایک آدمی نے مجھے بلا کر کہا: آپ کی دکان اس آگ سے محفوظ ہے۔ میں نے الحمد للہ کہہ دیا جس کی وجہ سے تیس سال سے میں اپنے کہے پر نادم ہوں، کیونکہ مسلمانوں پر جو مصیبت آئی تھی میں نے اس کے برعکس اپنے نفس کے لئے بھلائی پسند کی تھی۔"

شیخ سقطی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"میں دن میں کئی مرتبہ اپنی ناک کو دیکھتا ہوں۔ اس ڈر سے کہ کہیں وہ سیاہ نہ ہوگئی ہو کیونکہ مجھے خطرہ لگا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اعمال بد کی وجہ سے کہیں میرا چہرہ نہ سیاہ کردے۔"

حضرت سقطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"مجھے جنت میں جانے کا مختصر طریقہ معلوم ہے۔"

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے پوچھا:

"وہ کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''کسی سے کچھ نہ مانگو اور نہ کسی سے کچھ لو، بلکہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس میں سے دوسروں کو دو۔''

حضرت شیخ سقطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ مجھے بغداد کے علاوہ کسی اور علاقے میں موت آئے۔''

سوال کیا گیا:

''ایسا کیوں کہتے ہیں۔؟''

فرمایا:

''مجھے خوف ہے کہ اگر میری قبر نے مجھے قبول نہ کیا تو ان لوگوں کے سامنے میں رسواہ ہو جاؤں گا۔''

سید الطائفہ الحضرۃ الشیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''میں نے شیخ سری سقطی کو یہ دعا کرتے سنا: اے اللہ! جس عذاب میں چاہتا ہے مجھے گرفتار فرمادے، مگر اپنی ذات سے دوری کے عذاب میں مبتلا نہ فرمانا۔''

سید الطائفہ حضرت الشیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''میں نے شیخ سری سقطی سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہ پایا۔ انہوں نے ۹۸ سال عمر پائی، لیکن میں نے انہیں مرض الموت کے علاوہ کبھی لیٹے ہوئے نہ دیکھا۔

حضرت شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''تصوف تین چیزوں میں ہے۔ پہلی: صوفی کا نورِ معرفت اس کے نور ورع کو نہ بجھائے۔ دوسری: صوفی اپنے باطن میں ایسا خیال نہ لائے جو نص قرآنی یا نص سنت کے خلاف ہو۔ تیسری: صوفی کرامت کی خاطر کوئی حرام کام نہ کر بیٹھے۔''

حضرت موسیٰ کاظم:

امام موسیٰ کاظم جید اولیائے امت اور صوفیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

امام موسیٰ کاظم کو پہلی بار مہدی بن منصور کے حکم سے بغداد لا کر محبوس کیا گیا۔ ایک رات مہدی نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے:

((فھل عسیتم ان تو تیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا))

ربیع کہتے ہیں کہ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ اس نے مجھے بلایا۔ میں گیا تو سنا کہ وہ مذکورہ بالا آیت کو خوش الحانی سے پڑھ رہا تھا۔ پھر مجھ سے کہنے لگا:

''ابھی جا کر موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے آؤ۔''

میں نے تعمیل حکم کی اور آپ کو لے آیا۔ خلیفہ مہدی نے ان سے معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھا کر اپنی خواب سنائی۔ پھر کہا:

''کیا آپ یہ نہیں کر سکتے کہ آپ میرے اور میرے بچوں کے خلاف بغاوت نہ کریں۔؟''

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"اللہ کی قسم امیر! تو کوئی ارادہ نہیں اور نہ ہی یہ بات مجھے زیب دیتی ہے کہ میں ایسا کروں۔"
مہدی بولا:
"بالکل درست ہے۔"
پھر اس نے ربیع سے کہا:
"ان کو دس ہزار دینار دے دو اور سامان سفر بھی تیار کر دو تا کہ آپ مدینہ چلے جائیں۔"
ربیع کہتے ہیں:
"ہم نے راتوں رات تمام بندوبست کر دیا اور انہیں الوداع کہنے کے لیے ساتھ گئے تا کہ کوئی شخص آپ سے مزاحمت نہ کرے۔ چنانچہ آپ بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گئے۔"
حضرت شفیق بلخی فرماتے ہیں کہ حج کے سفر کے دوران میں سرزمین قادسیہ میں جا نکلا۔ وہاں میں نے ایک خوبصورت اور بلند قامت نوجوان کو دیکھا جس نے پشمینہ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ کندھے پر ایک شملہ ڈالا ہوا تھا اور پاؤں میں نعلین تھے۔ وہ بہت سے انسانوں میں سے نکلتا ہوا ایک جگہ اکیلا آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ نوجوان طبقہ صوفیاء سے معلوم ہوتا ہے اور شاید چاہتا ہے کہ اس سفر میں مسلمانوں پر بار بن جائے۔ اس لیے ضروری ہے کہ میں اسے جا کر سرزنش کروں تا کہ وہ اس کام سے باز آ جائے۔ جونہی میں اس کے نزدیک پہنچا تو اس نے کہا:

((یاشفیق اجتنبو کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم))

"اے شفیق! اکثر گمان سے بچا کرو! کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔"
یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ میں نے دل ہی دل میں خیال کیا کہ یہ عجیب بات ہوئی ہے۔ اس نے تو میرا نام اور مافی الضمیر کہہ دیا ہے، یہ کوئی بے انتہا نیک آدمی ہے۔ مجھے اس سے معافی مانگنی چاہیے۔ میں نے ہر چند تیز چلنے کی کوشش کی لیکن اسے نہ پا سکا۔
دوسری منزل پر پہنچے تو میں نے اسے مشغول نماز دیکھا، اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ میں نے پھر چاہا کہ اس سے معافی مانگوں۔ تھوڑی دیر توقف کے بعد میں اس کی طرف چل دیا۔ اس نے کہا:
"اے شفیق! یہ آیت پڑھو:

((وانی غفار لمن تاب و امن و عمل صالحاً ثم اهتدی))

"اور بے شک میں بخشنے والا ہوں توبہ کرنے والوں کو اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے پھر ہدایت حاصل کر لی۔"
یہ کہا اور مجھے چھوڑ کر چل دیا۔ میں سمجھا کہ یہ نوجوان ابدالوں میں سے ہے جس نے دو بار میرے دل کی بات بتا دی ہے۔
جب ایک اور جگہ پہنچے تو میں نے اسے ایک کنویں پر کھڑا دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چرمی ڈول تھا جس سے

Marfat.com

وہ پانی نکالنا چاہتا تھا، لیکن وہ ڈول ہاتھ سے کنویں میں جا پڑا۔ اس نے آسمان کی طرف چہرہ کر کے کہا:

((ان ربی اذالظلمت الماء و قوتی اذا اردت اطعام اللھم سید الی غیر ھا فلا تقدیماً))

راوی کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے پانی کو اوپر آتے ہوئے دیکھا۔ اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ڈول کو سطح آب سے اٹھالیا اور اس سے وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کی، پھر وہ ایک ریت کے ٹیلے کی طرف چل دیا اور اپنی مٹھی میں تھوڑی سی ریت پکڑ کر اس ڈول میں ڈال دی۔ پھر اسے خوب ہلایا اور پی گیا۔ یہ دیکھا تو میں اس کے پاس گیا اور السلام علیکم کہا۔ آپ نے وعلیکم السلام کہا۔ میں نے کہا:

''مجھے کھانا کھلایئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دے رکھا ہے۔''

اس نوجوان نے کہا:

''اے شفیق! ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ظاہر و باطن نعمتیں مجھے ملتی رہتی ہیں۔ اس لیے تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں نیک گمان رکھ۔''

پھر اس نے مجھے وہی ڈول دیا جس میں سے میں نے پانی پیا۔ اس میں ستو اور شکر تھا۔ مجھے اللہ کی قسم! اس سے شیریں اور لذیز چیز میں نے کبھی نہیں پی تھی۔ میں سیر و سیراب ہو گیا یہاں تک کہ چند دن تک مجھے اکل و شرب کی حاجت نہ رہی۔ اس کے بعد وہ مجھے نظر نہ آیا۔

جب مکہ معظمہ پہنچے تو میں نے ان کو تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ سلسلہ تمام رات جاری رہا۔ صبح ہوئی تو نماز فجر کے بعد طواف کرنے لگ گیا۔ طواف کر کے باہر چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ میں نے دیکھا کہ اب اس کے پاس کئی غلام اور خدام تھے اور لوگوں نے اس کو گھیر رکھا تھا اور کہہ رہے تھے:

''السلام علیك یا ابن رسول اللہ!''

میں نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت موسیٰ بن جعفر بن محمد باقر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔

میرے منہ سے برجستہ نکلا:

''اس سید سے اس قسم کی عجیب و غریب باتوں کا صدور کوئی تعجب کی بات نہیں۔''

ہارون الرشید نے علی بن یقطین کو نہایت عمدہ کپڑے عطا کیے، جن میں ایک گدڑی بھی تھی جو نہایت عمدہ ریشمی کپڑے سے بنی ہوئی تھی۔ علی بن یقطین نے اس کمال محبت کے سبب جو اسے حضرت موسیٰ کاظم سے تھی ان کپڑوں کے علاوہ بہت سی اور چیزیں ان کی خدمت میں بھیج دیں۔ حضرت موسیٰ کاظم نے تمام چیزیں قبول کر لیں، لیکن وہ گدڑی واپس کر دی اور فرمایا:

''اسے سنبھال کر رکھنا تمہارے کام آئے گی۔''

چند روز کے بعد علی بن یقطین اپنے کسی غلام پر سخت ناراض ہو گیا۔ غلام بھاگ کر ہارون الرشید کے ہاں پہنچ

Marfat.com

گیا۔ وہاں جا کر کہنے لگا:

''میرے آقا علی بن یقطین نے موسیٰ کاظم کو اپنا امام تسلیم کر لیا ہے اور اس کے لیے بہت سا مال و دولت بھیجا ہے، اس میں ایک گدڑی بھی ہے جو آں جناب ہارون الرشید نے از راہِ اعزاز و اکرام میرے آقا کو بھیجی تھی۔''

ہارون الرشید نے سنا تو بہت آگ بگولا ہوا۔ اسی وقت ایک گماشتہ بھیج کر علی بن یقطین کو بلایا۔ وہ دربار میں حاضر ہوا تو خلیفہ نے پوچھا:

''وہ گدڑی جو میں نے تجھے پہنائی تھی اس کا کیا ہوا؟''

اس نے کہا:

''اے خلیفہ! وہ تو میرے پاس ہی ہے۔''

خلیفہ نے کہا:

''اسے حاضر کرو۔''

اس نے غلام طلب کیا اور اسے کہا:

''فلاں گھر چلے جاؤ! وہاں ایک صندوق ہے، فلاں کنیز سے اس کی چابی لے کر اس کا منہ کھولنا، اس میں سے ایک سر بمہر برتن نکلے گا، اسے لے آؤ۔''

غلام نے تھوڑی دیر بعد وہ برتن حاضر کر دیا۔ ہارون الرشید نے اس کی مہر توڑنے کو کہا، جب اُسے کھولا گیا تو اسے وہی گدڑی نظر آ گئی جسے اس نے خوب عطر گلاب میں بسا کر رکھا ہوا تھا۔ خلیفہ کی تسلی ہوئی تو اس کا غصہ بھی فرو ہو گیا۔ پھر کہا:

''اسے وہیں پہنچا دو اور خوش و خرم رہو! آئندہ میں کبھی تمہارے بارے میں کسی کے کہنے میں نہیں آؤں گا۔''

ایک شخص کی روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ کاظم کو خلیفہ مہدی نے پہلی بار بغداد میں طلب کیا تو آپ نے مجھے ضروریاتِ زندگی بازار سے خرید لانے کو کہا۔ جونہی آپ کی نظرِ انتخاب مجھ پر پڑی تو آپ نے مجھے بہت مغموم و پریشان دیکھا۔ فرمایا:

''اے فلاں! کیا بات ہے؟ تم پریشان نظر آتے ہو؟''

میں نے کہا:

''مغموم و محزون کیوں نہ ہوں؟ آپ ایک ایسے ظالم کے پاس جا رہے ہیں جس کے پاس جانے کا انجام معلوم نہیں کیا ہو گا۔''

آپ نے فرمایا:

''کوئی ڈر نہیں۔ میں فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو واپس آ جاؤں گا۔ لہٰذا تم اوّل شب میرا انتظار کرنا۔''

میں نے اس دن سے شب و روز شمار کرنا شروع کر دیئے۔ روزِ موعود آیا تو میری انتظار کشی کوئی رنگ نہ لائی۔ آفتاب غروب ہو گیا، لیکن مجھے کوئی شخص آتا ہوا دکھائی نہ دیا۔ میرے دل میں شیطان لعین نے وسوسے ڈالے۔ میں ان وسوسوں سے بہت ڈرا اور مجھ پر ایک عظیم اضطراب غالب آ گیا۔ ناگاہ مجھے عراق کی طرف

Marfat.com

سے ایک تاریکی نظر آئی اور جناب موسیٰ کاظم اس تاریکی کے آگے آگے ایک خچر پر سوار یہ آواز دے رہے ہیں:

"اے فلاں! اے فلاں!"

میں نے کہا:

"اے ابن رسول! میں حاضر ہوں۔"

آپ نے فرمایا:

"قریب تھا کہ تم وہم وگمان میں پڑ جاتے۔"

میں نے عرض کیا:

"بالکل! حضور یہی بات تھی۔"

پھر میں نے کہا:

"الحمدللہ! آپ کو اس ظالم سے خلاصی حاصل ہوئی۔"

آپ نے فرمایا:

"وہ ایک بار اور مجھے بلائے گا لیکن اس دفعہ مجھے خلاصی حاصل نہ ہوگی۔"

ایک آدمی مدینہ منورہ میں مجاور تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا اور زیادہ میں حضرت موسیٰ کاظم کی خدمت میں ہی رہتا۔ ایک دن سخت بارش ہوئی۔ میں نے خدمت میں حاضر ہونے کا لباس پہنا۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو السلام علیکم کہا۔ آپ نے وعلیکم السلام کہا۔ پھر فرمایا:

"اے فلاں! ابھی اپنے گھر چلے جاؤ کیونکہ تمہارے گھر کی چھت تمہارے مال واسباب پر گر گئی ہے۔"

میں واپس آیا تو دیکھا کہ میرے گھر کی چھت بہہ گئی تھی۔ میں نے چند آدمیوں کو کرایہ پر لیا جنہوں نے میرا سامان نیچے سے نکالا۔ میری کوئی چیز سوائے ایک طشتری کے گم نہ ہوئی۔ اس سے میں وضو کرتا تھا، آپ کو پتہ چلا تو آپ نے چند لمحوں کے لیے مراقبہ کیا، پھر فرمایا:

"میرا خیال ہے تم اسے کسی جگہ بھول گئے ہو۔ جاؤ! اپنی سرائے کے مالک کی کنیز سے پوچھو کہ میری طشتری تم نے تو نہیں اٹھائی۔ اگر اٹھائی ہے تو مجھے واپس دے دو۔ وہ تمہیں واپس دے دی گئی۔"

میں نے واپس جا کر کنیز سے کہا:

"میں فلاں جگہ اپنی طشتری بھول گیا تھا تم آئی تھیں اور اٹھا کر لے گئی تھیں، وہ مجھے واپس کر دو تا کہ میں وضو کر لوں۔"

وہ اسی حالت میں گئی اور لا کر پیش کر دی۔

اسی مجاور کا بیان ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم کو بصرہ لے گئے تو میں مدائن کے نزدیک آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا۔ ہمارے عقب میں بھی ایک کشتی تھی جس میں ایک عورت تھی۔ جس نے اپنے خاوند سے سہاگ رات منائی تھی۔ اچانک اس کشتی سے شور وغوغا سنائی دیا۔ آپ نے پوچھا:

Marfat.com

"یہ کیسا شور ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"کشتی میں دلہن جا رہی ہے۔"

ایک گھنٹہ گزرا تو پھر شور سنائی دیا۔ آپ نے پوچھا:

"یہ آہ و فغان کیسی ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا:

"کشتی میں بیٹھی ہوئی دلہن نے دریا سے تھوڑا سا پانی لینا چاہا تو اس کا طلائی کنگن پانی میں گر گیا ہے اور وہ رو رہی ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"کشتی کا خیال رکھنا۔"

لوگوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ نیز آپ نے کہا:

"اس کشتی کے ملاح سے بھی کہہ دو کہ کشتی کو بحفاظت رکھے۔"

کشتی کنارے پر لگی تو آپ نے زیر لب کچھ پڑھنا شروع کیا۔ پھر ملاح سے فرمایا:

"وہ لنگوٹا باندھ کر پانی میں کود ے اور کنگن کو پکڑ لے۔"

ہم نے دیکھا کہ کنگن سطح آب پر آ گیا اور ملاح نے پانی میں کود کر کنگن کو پکڑ لیا۔

ایک دوسرے راوی کا بیان ہے کہ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک کے پاس ایک سو دینار تھے جو اس نے مجھے دیئے تاکہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم کی خدمت میں پیش کروں۔ میرے پاس بھی ایک چیز تھی، جب میں مدینہ پہنچا تو نہانے دھونے کے بعد میں نے اپنی چیزوں کو صاف کیا اور ایک شخص سے مشک وغیرہ لے کر ان پر چھڑکا۔ پھر جب میں نے اس شخص کے مال کو گنا تو ننانوے دینار نکلے۔ دوبارہ گنا تو اتنے ہی تھے، لہٰذا ایک دینار میں نے اپنے پاس سے ان میں ملا دیا۔ رات ہوئی تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا:

"میری جان آپ پر قربان ہو۔ میرے پاس کچھ رقم ہے جس سے قربِ الٰہی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

آپ نے فرمایا:

"لے آؤ۔"

میں اپنے دیناروں کو آپ کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا:

"آپ کے ایک غلام نے بھی مجھے ایک چیز دی ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"لے آؤ۔"

میں نے تھیلی پیش کی تو آپ نے فرمایا:

"زمین پر رکھ دو۔"

Marfat.com

میں نے رکھ دی۔ جونہی آپ نے اپنا دست اقدس اس پر پھیرا تو میرا دینار علیحدہ ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

''مجھے وزن پر اعتبار ہے۔ عدد پر نہیں۔''

ایک راوی کا بیان ہے کہ علی بن یقطین اور ایک اور صاحب نے مجھے کہا:

''فلاں آدمی کے ساتھ کوفہ جاؤ اور وہاں سے دو سواریاں خرید کر یہ خط اور یہ مال حضرت موسیٰ بن جعفر کی خدمت میں پہنچا دو۔''

میں کوفہ میں گیا اور اس شخص کے ہمراہ دو سواریاں خریدیں۔ مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچے تو ایک جگہ قیام کر کے کچھ کھانا شروع کر دیا۔ اچانک ہماری نظر حضرت موسیٰ بن جعفر پر پڑی جو ایک خچر پر سوار آ رہے تھے۔ ہم ادبا کھڑے ہو گئے اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام کیا۔ آپ نے فرمایا:

''تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے لے آؤ۔''

ہم نے سب کچھ پیش کر دیا اور پھر وہ خط بھی آپ کو دے دیا۔ آپ نے کچھ خط اپنی آستین سے نکالے اور فرمایا:

''یہ تمہارے خطوط کے جواب ہیں۔ بہ امانِ الٰہی واپس چلے جاؤ۔''

میں نے عرض کیا:

''ہمارا زادِ راہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ اگر اجازت دیں تو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور کی زیارت کرنے کے بعد زادِ راہ بھی لے لیں۔؟''

آپ نے فرمایا:

''کیا تمہارے پاس توشہ میں سے کچھ باقی ہے؟''

ہم نے عرض کیا:

''ہاں۔!''

آپ نے فرمایا:

''اسے میرے پاس لے آؤ۔''

ہم نے حاضر کر دیا۔ آپ نے اسے ہاتھ میں لے کر فرمایا:

''یہ زادِ راہ تمہارے لیے کوفہ تک کافی ہے۔ تم بہ امانِ الٰہی واپس چلے جاؤ۔''

آپ کے ارشاد کے مطابق ہم واپس لوٹ آئے اور وہ زادِ راہ کوفہ میں آ کر بھی باقی بچ رہا۔

آپ سے مروی ہے کہ جب انہیں زہر دیا گیا تو فرمایا:

''مجھے آج زہر دے دیا گیا ہے اور کل میرا بدن زرد ہو جائے گا۔ پھر نصف بدن سرخ ہو جائے گا، پھر سیاہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں فوت ہو جاؤں گا۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے کہا تھا۔

آپ کی بے شمار کرامات میں سے ایک یہ تھی کہ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''میں انگور اور انار مرنے سے پہلے کھاؤں گا۔''

پھر ایسے ہی ہوا۔

آپ نے ایک صحیح تندرست شخص کو فرمایا:

''اس (موت) کیلئے تیار کرو! جس سے چھٹکارا نہیں۔''

یہ شخص تین دن بعد فوت ہو گیا۔

امام محمد بن علی رضا:

جب مامون الرشید نے اپنی بیٹی اُم فضل کا نکاح کر کے مدینہ منورہ روانہ کیا تو امام محمد بن علی رضا راستے میں چند روز کے لیے کوفہ میں ٹھہرے۔ آخری دن آپ ایک مسجد میں تشریف لے گئے جس میں بیری کا درخت تھا جو کبھی بھی بار آور نہیں ہوا تھا۔ آپ نے پانی کا کوزہ طلب فرمایا اور اس درخت کی جڑ کے پاس بیٹھ کر وضو فرمایا۔ بعد ازاں نماز مغرب ادا کرنے کے لیے چلے گئے۔ نماز ادا کر کے درخت کی جڑ کے پاس پہنچے، دیکھا تو اس پر بغیر گٹھلی کے میٹھا پھل لگا ہوا تھا جسے لوگ بطور تبرک لیتے اور کھاتے۔

مامون الرشید کا انتقال ہوا تھا تو امام تقی نے فرمایا:

''میری موت آج سے تیس مہینے بعد ہو گی۔''

جب مامون الرشید کی وفات کو تیس مہینے گزر گئے تو آپ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔

اسلاف میں سے کسی نے روایت کی کہ جب میں عراق میں تھا تو سنا کہ کسی نے ملک شام میں دعویٰ پیغمبری کر دیا ہے اور اسے ایک جگہ قید کر دیا گیا ہے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ میں دربانوں کو کچھ دے کر اس کے پاس چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بقائمی ہوش و حواس ہے۔ میں نے پوچھا:

''تمہیں کیا ہوا ہے؟''

اس نے کہا:

''میں شام میں اللہ کی عبادت میں اس مسجد میں جس میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک نیزے پر نصب تھا، مشغول تھا۔ ایک رات میں رُو بہ قبلہ ہو کر بیٹھا ہوا تھا اور ذکر الٰہی میں مشغول تھا کہ ناگہاہ ایک شخص سامنے سے ظاہر ہوا جس نے مجھے کھڑا ہونے کو کہا۔ میں کھڑا ہو گیا۔ ابھی تھوڑی دور گئے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو مسجد کوفہ میں پایا۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا: 'تمہیں پتا ہے کہ یہ کونسی جگہ ہے؟' میں نے کہا: 'یہ مسجد کوفہ ہے۔' وہ نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔ میں نے بھی اس کی اقتداء کی۔ وہ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر آ گیا۔ میں اس کے ساتھ باہر آ گیا۔ وہ تھوڑی دیر چلا۔ میں بھی ساتھ چلتا گیا۔ میں نے دیکھا کہ میں مسجد نبوی میں ہوں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر صلوٰۃ وسلام پڑھا، لیکن وہ نماز میں مشغول ہو گیا۔ میں بھی نماز پڑھنے لگا۔ وہ باہر آیا تو میں بھی باہر آ گیا۔ ابھی تھوڑی دور چلے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو مکہ مکرمہ میں پایا۔ اس نے طواف کعبہ کیا۔ میں بھی طواف کعبہ سے مشرف ہوا۔ وہ باہر آ گیا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر آ گیا۔ وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو ملک

Marfat.com

شام کی اسی مسجد میں پایا جہاں میں عبادت میں مشغول تھا۔ ان حالات میں مجھے بہت تعجب ہوا اور کچھ سمجھ نہ آئی کہ ایسا کیسے ہوا؟ آئندہ سال پھر یہی موقع آیا۔ وہ شخص ظاہر ہوا اور مجھے ساتھ لے کر پچھلے سال کی طرح بعینہٖ پھرتا رہا۔ جب میں اپنی جگہ پر واپس آیا اور ایک دوسرے سے جدا ہونے کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا: تجھے قسم ہے اس اللہ مقتدر کی جس نے تجھے وہ چیز بخشی ہے جس کا میں نے مشاہدہ کیا، بتا تو کون ہے۔؟ اس نے کہا: میں محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر ہوں۔ صبح ہوئی تو میں نے ان لوگوں کو یہ واقعہ سنایا جنہیں میرے متعلق کچھ تردد تھا۔ یہ خبر والیِ شام کو بھی پہنچ گئی۔ اس نے مجھ پر دعویٰ نبوت کا الزام لگا کر مجھے قید و بند میں ڈال دیا اور اپنے ساتھ لے آیا۔ میں نے اندریں حالات بادشاہ کو رقعہ لکھا اور اس سے متعلق گزارشات کیں۔ بادشاہ نے اسی رقعہ کی پشت پر لکھ دیا کہ جو شخص تجھے ایک ہی رات میں شام سے کوفہ، کوفہ سے مدینہ منورہ اور مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ اور پھر وہاں سے واپس لے آیا ہے۔ اس سے کہو کہ وہ تمہیں قید و بند سے بھی نجات و مخلصی دلائے۔ مجھے اس کا یہ جواب بہت گراں گزرا اور میں بہت مغموم و محزون ہو گیا۔"

راوی کہتا ہے:

"اس آدمی کی باتیں سن کر میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ صبح اٹھ کر جیل خانہ کی طرف چل دیا تاکہ اسے صورتِ حال سے آگاہ کروں۔ میں نے دیکھا کہ تمام لشکری اور محافظ اضطرابی حالت میں تھے۔ میں نے پوچھا:

"تمہیں کیا ہے۔؟ یہ اضطراب کیا؟"

کہنے لگے:

"جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا تھا کل سے قید خانے سے غائب ہو گیا ہے۔ ہمیں کچھ پتا نہیں چلتا کہ اسے زمین نگل گئی ہے یا آسمانی پرندے لے اُڑے ہیں۔"

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں حضرت امام تقی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

"فلاں صالح نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور وہ آپ سے کفن کے لیے کسی کپڑے کا ملتجی ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"وہ ان باتوں سے مستغنی ہو چکا ہے۔"

یہ سن کر میں باہر آ گیا، لیکن مجھے آپ کے ارشاد کی کچھ سمجھ نہ آئی۔ آخر پتہ چلا کہ وہ اس سے تیرہ چودہ روز پہلے ہی مر چکا تھا۔

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ امام تقی کے اصحاب میں سے ایک کے ساتھ سفر پر جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ سفر اختیار کرنے سے پیشتر ہم حضرت تقی کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ الوداع کہیں۔ آپ نے فرمایا:

"آج باہر مت جاؤ! کل تک رُکے رہو۔"

ہم باہر آئے تو میرا ساتھی کہنے لگا:

"میں تو جا رہا ہوں کیونکہ میرا دوست تو باہر جا چکا ہے۔"

یہ سن کر میں حیران و پریشان کھڑا رہ گیا اور وہ چلتا بنا۔ رات کو جس وادی میں ٹھہرا تھا سخت سیلاب آیا اور وہ ڈوب

Marfat.com

کر مر گیا۔

حاکم نے محمد بن عیسیٰ بن ابی حبیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ اس جگہ تشریف فرماتے تھے جہاں ہمارے شہر میں حاجی حضرات اترا کرتے تھے۔ میں نے آپ کے پاس ایک تھال دیکھا جو کھجور کے پتوں سے بنایا گیا تھا۔ اس میں صیحانی کھجوریں تھیں۔ آپ نے مجھے اٹھارہ کھجوریں عطا فرمائیں۔ بیس دن بعد میرے ہاں مدینہ منورہ سے علی الرضا تشریف لائے اور اسی جگہ اترے۔ جہاں میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ لوگ علی الرضا کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کیلئے ٹوٹ پڑے۔ میں بھی آپ کی زیارت کیلئے گیا۔ دیکھا تو آپ بالکل اسی جگہ تشریف فرماتے اور آپ کے سامنے ایک تھال میں کھجوریں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان میں سے ایک مٹھی بھر کر کھجوریں عطا فرمائیں۔ میں نے لینے کے بعد ان کی گنتی کی تو برابر اٹھارہ کھجوریں تھیں۔ جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھے عطا فرمائی تھی۔ میں نے علی الرضا سے عرض کیا:

''حضور! کچھ اور عنایت فرمادیں۔؟''

آپ نے فرمایا:

''اگر رسول اللہ تجھے زیادہ تیرے دیتے تو میں بھی زیادہ دے دیتا۔''

جناب عبداللہ الشبراوی اپنی کتاب ''الاتحاف بحب الاشرف'' میں سیدی علی الرضا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے مناقب بڑے بلند اور صفات عمدہ تھیں۔ آپ ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ تھے اور آپ کی جڑ اور اصل نبی کریم تھے۔ آپ کی کرامات لاتعداد تھیں۔

صفوان بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ الکاظم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور ان کے صاحبزادے ابوالحسن ان کے بغیر جانشین مقرر ہوئے اور انہوں نے گفتگو کی۔ ہمیں اس کی وجہ سے آپ کے بارے میں خطرہ لاحق ہوا اور ہم نے ان سے عرض کیا:

''آپ نے تو بہت بڑا کام ظاہر کر دیا اور ہم آپ کے بارے میں ''ہارون الرشید'' سے ڈرتے ہیں۔''

فرمایا:

''وہ پورا زور لگالے، میرا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔''

مسافر بیان کرتے ہیں کہ میں ابوالحسن علی الرضا کے ساتھ منی میں تھا تو جناب یحییٰ بن خالد برمکی وہاں سے گزرے۔ انہوں نے غبار کی وجہ سے اپنا منہ رومال میں لپیٹا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر جناب علی الرضا نے کہا:

''یہ مسکین لوگ نہیں جانتے کہ اس سال ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، ان کا کام جو ہوگا سو ہوگا۔''

فرمایا:

''اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں اور ہارون الرشید ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی ملا کر بتایا۔ مسافر بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے جناب علی الرضا کی ہارون کے بارے میں

Marfat.com

بات کی سمجھ اس وقت آئی جب علی الرضا رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور انہیں ہارون الرشید کے ساتھ دفن کیا گیا۔
موسیٰ بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی الرضا رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ کی مسجد میں دیکھا اور اس مسجد میں ہارون الرشید خطبہ دے رہا تھا۔ آپ نے فرمایا:

''مجھے اور اس کو (ہارون) تم دیکھو گے کہ ایک ہی گھر میں ہم دونوں دفن کیے جائیں گے۔''

جناب حمزہ بن جعفر الارجانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید مسجد حرام کے ایک دروازہ سے باہر آیا اور جناب علی الرضا ایک دوسرے دروازے سے باہر تشریف لائے تو جناب علی الرضا نے فرمایا:

''اے وہ شخص جو گھر کے اعتبار سے مجھ سے دور ہے لیکن میری تیری ملاقات کی جگہ ایک ہی ہے۔ بے شک ''طوس'' مجھے اور تجھے دونوں کو جمع کردے گی۔''

جناب حسن بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہم بنو ہاشم کے چند نوجوان جناب علی الرضا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ادھر سے جعفر بن عمر العلوی کا گزر ہوا۔ ان کی داڑھی گرد و غبار سے اٹی ہوئی تھی۔ ہم میں سے بعض نے بعض کی طرف دیکھا اور یہ دیکھنا مذاق کے انداز میں تھا، کیونکہ جعفر بن عمر کی شکل و شباہت ہی ایسی تھی۔ یہ دیکھ کر جناب علی الرضا فرمانے لگے:

''تم بہت جلد دیکھو گے کہ اس کے پاس وافر مال ہوگا، بہت سے نوکر چاکر ہوں گے اور شکل و صورت بہت اچھی ہوگی۔''

آپ کی اس بات کو ابھی ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ اسے مدینہ کا والی مقرر کر دیا گیا۔ اس کی حالت سدھر گئی۔ وہ ہمارے پاس سے گزرتا تھا اور اس کے دائیں بائیں خادم اور نوکر ہوتے تھے تو ہم ان کی آمد پر کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور ان کی تعظیم کیا کرتے تھے اور ہم ان کی دعوتیں کیا کرتے تھے۔
حسین بن یسارہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے علی الرضا نے بتایا:

''عبداللہ محمد کو قتل کردے گا۔''

میں نے پوچھا:

''کیا عبداللہ بن ہارون محمد بن ہارون کو قتل کرے گا؟''

فرمایا:

''ہاں۔''

پھر ایسے ہی ہوا۔
آپ کی وفات 203 ہجری صفر کے آخری دنوں میں خراسان میں واقع طوس میں ہوئی۔
امام علی رضا کا لقب رضا ہے۔ ابی جعفر محمد بن علی رضا سے کہا گیا کہ ان کا نام ان کے والد محترم نے مامون الرضا رکھا تھا اور انہیں عہدہ ولایت کی بھی وصیت فرمائی تھی تو آپ نے کہا:

''اللہ سبحانہ نے ان کا نام الرضا رکھا تھا کیونکہ وہ آسمانوں میں اللہ کی رضا تھے اور زمین میں اس کے رسول مقبول کی رضا تھے۔''

Marfat.com

حضرت حمیدہ حضرت امام موسیٰ کاظم کی والدہ تھیں۔ ایک رات حضرت حمیدہ نے جناب حضور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا:

''نجمہ کی شادی اپنے بیٹے موسیٰ سے کر دو کیونکہ ان سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہو گا جو تمام اہل زمین سے بہتر ہو گا۔''

حضرت امام علی رضا کی والدہ فرماتی ہیں:

''جب میں حاملہ ہوئی تو مجھے کسی قسم کا بوجھ محسوس نہ ہوا اور سوتے وقت مجھے اپنے پیٹ سے سبحان اللہ اور اللہ اللہ کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ مجھ پر ایک ہیبت غالب آجاتی اور میں بیدار ہو جاتی لیکن پھر کوئی آواز نہ آتی۔ پیدائش کے وقت آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیئے اور چہرہ آسمان کی طرف، لبوں کو جنبش دینے لگے۔ ایسے ہی جیسے کوئی باتیں کرتا ہے اور دعا مانگتا ہے۔''

حضرت موسیٰ کاظم کے ایک خاص آدمی نے مجھ سے کہا:

''کیا تم جانتے ہو کہ مغرب کے تاجروں میں سے کوئی آیا ہے یا نہیں۔؟''

میں نے کہا:

''مجھے معلوم نہیں۔''

میں اس کے ساتھ سوار ہو کر چلا آیا۔ یہاں تک کہ ہم اس تاجر کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے ہمارے سامنے سات کنیزیں پیش کیں، لیکن انہوں نے کسی کو قبول نہ کیا اور فرمایا:

''کوئی اور دکھاؤ۔''

وہ کہنے لگا:

''اور تو کوئی نہیں، مگر ایک کنیز ہے جو بیمار رہتی ہے۔''

آپ واپس چلے گئے۔ آپ نے دوسرے دن مجھے بھیجا اور فرمایا:

''اس سے زیادہ سے زیادہ قیمت پوچھو، جو بھی کہے وہ قیمت اسے دے کر خرید لو۔''

میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔ اس نے کہا:

''میں اس قیمت سے ایک کوڑی بھی کم نہ لوں گا۔''

میں نے کہا:

''جتنی قیمت چاہے لے لو! میں خریدنے کو تیار ہوں۔''

وہ کہنے لگا:

''جا! میں نے فروخت کر دی لیکن یہ بتا کہ اس کنیز کا شوہر کون ہو گا؟''

میں نے کہا:

''قبل از وقت میں کیا کہہ سکتا ہوں۔؟''

اس نے کہا:

Marfat.com

"تجھے ایک بات بتاتا ہوں۔ جب میں نے اس کنیز کو مغرب کے ایک دور دراز شہر سے خریدا تو ایک اہل کتاب عورت کی مجھ پر نظر پڑ گئی۔ اس نے مجھ سے پوچھا: یہ کنیز کس کے لیے ہے؟ میں نے کہا: میں نے اپنے لیے خریدی ہے۔ وہ بولی: یہ کنیز ایسی کنیز نہیں کہ تیرے لیے ہو۔ یہ تو کسی ایسے شخص کے لیے ہے جو اہل دنیا میں سے بہترین انسان ہو، کیونکہ اس کے بطن سے تھوڑے ہی عرصہ بعد ایک فرزند عظیم پیدا ہونے والا ہے جس کی مشرق و مغرب میں مثال نہیں ملے گی۔"

راوی کہتے ہیں:

"جب میں اس کنیز کو لایا تو کچھ عرصہ حضرت موسیٰ کاظم کے پاس رہی اور حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد ہوئے۔"

حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: تیرا بیٹا علی نور الٰہی سے دیکھے گا اور اس کی حکمتیں بیان کرے گا۔ اس کی رائے صائب ہو گی جس میں خطا نہ ہو گی۔ وہ جاہل نہیں عالم ہو گا اور اس کی مجلس میں حکماء اور علماء ہوں گے۔"

خلیفہ مامون الرشید نے امام علی رضا کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔ جب بھی آپ اسے ملنے کے لیے تشریف لے جاتے خدام و حجاب آپ کا استقبال کرتے اور مامون کے دروازے پر جو پردہ آویزاں ہوتا اسے اٹھا دیتے تاکہ آپ اندر چلے جائیں۔ آخر کار اس بارے میں مختلف و باصفا افراد کے ساتھ چند بندگانِ حرص و ہوا اُلجھ گئے۔ حضرت علی رضا تشریف لائے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ کو دیکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے اور استقبال کر کے پردہ کو اٹھا دیا۔ جب آپ اندر تشریف لے گئے تو وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے:

"ہم نے ایسا کیوں کیا؟"

دوسری بار پھر اس بات پر متفق ہوئے کہ اب ایسا نہ کریں گے۔ جب آپ بار دیگر تشریف لائے تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو السلام علیکم کہا، لیکن پردہ اٹھانے میں کچھ لیت و لعل کی۔ اللہ تعالیٰ نے پیشتر اس کے کہ وہ پردہ اٹھاتے ایسی ہوا چلا دی جس نے پردہ اٹھا دیا۔ جب آپ اندر تشریف لے گئے تو ہوا بند ہو گئی اور جب واپس آنے کا ارادہ کیا تو ہوا پھر چلنے لگی اور پردہ اُٹھ گیا۔ ان (حاسدوں نے) دیکھا تو کہنے لگے:

"جسے اللہ تعالیٰ جل جلالہ عزیز رکھے اس کی کوئی بھی سکی نہیں کر سکتا۔"

بعد ازاں وہ اسی طرح خدمت انجام دینے لگے۔

حضرت دعبل بن علی الخزاعی جو اپنے زمانے کے افصح ترین شعراء میں سے تھے، کہتے ہیں کہ جب میں نے "مداس آیات خلت من تلاوۃ" قصیدہ لکھا اور حضرت امام علی رضا کی خدمت میں پیش کیا تو اس وقت خراسان میں مامون الرشید کا ولی عہد بھی موجود تھا۔ میں نے اسے بھی سنایا تو اس نے پسند کیا اور مجھے کہنے لگا:

"اس قصیدہ کو کسی کے پاس مت پڑھنا، سوائے اس شخص کے جسے میں چاہوں۔"

Marfat.com

یہ خبر مامون الرشید کو پہنچی تو اس نے مجھے دربار میں طلب کیا اور تمام احوال پوچھنے کے بعد کہا:

"قصیدہ مدراس آیات" سناؤ۔"

میں نے لیت ولعل کیا۔ پھر اس نے حضرت علی رضا کو بلایا۔ وہ تشریف لائے تو کہا:

"اے ابوالحسن! میں نے دعبل سے "قصیدہ مدارس آیات" کے متعلق کہا تھا لیکن اس نے نہیں سنایا۔"

حضرت علی رضا نے فرمایا تو میں نے پڑھ دیا۔ آپ نے پسند فرمایا۔ مامون نے پچاس ہزار دینار عطا کیے اور اتنے ہی دینار حضرت علی رضا کی خدمت میں پیش کیے۔ میں نے عرض کیا:

"یا سیدی! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا عطا کریں جس سے میں اپنا کفن بناؤں۔"

آپ نے مجھے ایک کُرتہ اور ایک تولیہ دیا۔ یہ دونوں چیزیں نہایت عمدہ تھیں، پھر فرمایا:

"انہیں سنبھال کر رکھنا، کیونکہ ان سے تمہیں تمام آفات سے تحفظ ملے گا۔"

اس کے بعد میں عازمِ عراق ہوا۔ راستے میں ہمیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ میرے پاس صرف ایک پرانا کُرتہ بچا اور مجھے اس کُرتے اور تولیے کا بہت افسوس تھا جو آپ نے مجھے دیئے۔ آپ کے اس ارشاد پر کہ انہیں سنبھال کر رکھنا۔ یہ تمہاری حفاظت کریں گے۔

میں بہت متفکر تھا کہ اچانک میں نے چوروں میں سے ایک چور کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا۔ اس نے میرا جامہ بارانی پہنا ہوا تھا۔ وہ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا۔ وہ سب آ گئے تو اس نے "مدراس آیات خلت من تلاوۃ" پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ روتا بھی رہا۔ میں نے دل میں کہا:

"یہ عجیب ماجرا ہے کہ یہ ڈاکو بھی طریق محبت اہل بیت اختیار کیے ہوئے ہے۔ لہٰذا مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ حضرت رضا کی دونوں چیزیں مجھے واپس مل جائیں۔"

میں نے کہا:

"اے سردار! یہ قصیدہ کس نے کہا ہے؟"

کہنے لگا:

"تجھے اس سے کیا۔؟"

میں نے کہا:

"میں اس کے متعلق کچھ راز رکھتا ہوں جو بتاؤں گا۔"

اس نے کہا:

"اس کا مصنف اس سے بھی مشہور ہے۔"

میں نے پوچھا:

"وہ کون ہے؟"

Marfat.com

تو اس نے کہا:

''وہ دعبل بن علی شاعرِ آلِ محمد ہے۔''

میں نے کہا:

''اے سردار! دعبل میں ہی ہوں اور یہ قصیدہ میں نے ہی کہا ہے۔''

اس نے بہت سی باتیں پوچھیں اور اہل قافلہ کو بلا کر تمام احوال پوچھے۔ تمام لوگوں نے گواہی دی کہ دعبل یہی ہے۔ اس پر اس ڈاکو نے قافلہ والوں سے جو بھی چھینا تھا، سب واپس کر دیا اور کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھی اور ہمارا محافظ بن کر ہمیں خطرے کے تمام مقامات سے گزارا۔ اس طرح میں نے اور تمام اہل قافلہ نے اس کُرتے اور تولیے کی برکت سے اس بلا سے خلاصی پائی اور ہمارا تحفظ ہوا۔

دعبل کا قصیدہ مندرذیل ہے:

ذکرت محل الربع من عرفات

فاسبکیت دفع الغین بالعبرات

مدراس آیات خلت من تلاوة

و منزل وحی مقفر العرضات

لال رسول اللہ بالحنیف من منٰی

وبالبیت والتعریف والحجرات

دیار علی والحسین و جعفر

و خمزت والجاد ذی التفتات

دیار عفا ھا جود کل معاند

ولم تعست بالایام والتنوات

دیار عبداللہ والفضل صقوةٍ

سلیل رسول اللہ ذی الدعوات

منازل کانت الصلوعة والمتقی

وامعصوم والتظھیر واحسنات

منازل جبریل الامین یحلھا

من اللہ بالسلیم والزکوة

منازل وحی اللہ معدن علمہ

سبیل الرشاد واضح الطرفات

منازل وحی اللہ ینزل حولھا

Marfat.com

علی احمد الروحات والعددات
فاین الاولیٰ شطت بھم غرہ الرای
افنین فی الاقطار مختلفات
ھم ھمآل میراث النبی اذا انتموا
وھم خیر سادات و خیر ممات
مطاعیم فی الاحسار کل مشھد
نقد شرفوا بالفضل والبرکات
اذا لم شاح اللہ فی صلواتنا
بذکر لم یقبل الصلوۃ
ائمۃ عدل یھتدی بفعا نھم
ولو من منھم ذلۃ العشرات
فامرب رذقلبی وبنصیرۃ
و زوجھم یا رب فی الحسنات
دیار رسول اللہ اصبحن مبلقعا
و دار زیاد اصبحت حمرات
و آل رسول اللہ ھلب رقاب ھم
و آل زیاد غلظ القصرات
و آل رسول اللہ ند فی نحورھم
و آل زیاد زینوا الحجلات
و آل رسول اللہ یسبی حریمھم
و آل زیاد آمنوا السراات
و آل زیاد فی القصور مصدونۃ
و آل رسول اللہ فی القلوات
فیا وارثی علم النبی و آلہ
علیکم السلام دائم الفضحات
لقد آمنت نفسی بکم فی حیوتنا
وانی ارجوا لامن عند ممات

بعض روایتوں کے مطابق اس قصیدہ کے پچاس بیت اور ہیں۔ جب دعبل پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہنچا:

Marfat.com

و قبر لبغداد النفس زکیہ

تضمنها الرحمن فی العرفات

''اگر چہ اس پاکیزہ جسم کو بغداد میں دفن کیا گیا تھا مگر اللہ رحمان نے آپ کی قبر کو میدانِ عرفات تک وسعت دے دی۔''

حضرت علی رضا نے فرمایا:

''اے دعبل! اس جگہ ایک شعر کا الحاق میری طرف سے کرلو تاکہ تمہارا قصیدہ مکمل ہو جائے۔''

دعبل نے کہا:

''اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درست ہے۔''

حضرت علی رضا نے فرمایا:

و قبر بطوس بالها من مصعة الخت

علی الاحشار بالزفرات

دعبل نے پوچھا:

''اے ابن رسول اللہ! یہ قبر کس کی ہوگی؟''

آپ نے فرمایا:

''میری۔ اور بہت جلد طوس اہل بیت، محبوں اور دوستوں کے آنے جانے کی جگہ ہوگی۔ جو بھی میری زیارت کو آئے گا اس غربت میں میرے ساتھ ہوگا اور عرصہ محشر میں اس کی مغفرت ہوگی۔''

اہل کوفہ میں سے ایک کا بیان ہے کہ جب میں خراسان جانے کے لیے کوفہ سے باہر نکلا تو میری لڑکی نے مجھے ایک بہت اچھا کپڑا دیا اور کہا:

''اسے بیچ کر میرے لیے فروزہ خرید لانا۔''

جب میں مرو پہنچا تو غلامانِ علی نے آکر مجھ سے کہا:

''ہمارا ایک ساتھی فوت ہوگیا ہے۔ اس کے کفن کے لیے یہ کپڑا ہمارے پاس بیچ دو۔''

میں نے کہا:

''میرے پاس کوئی کپڑا نہیں۔''

یہ سن کر وہ چلے گئے، لیکن دوسری دفعہ پھر آگئے اور کہنے لگے:

''ہمارے آقا نے تجھے سلام بھیجا ہے اور فرمایا کہ تمہارے پاس ایک کپڑا ہے جو تمہاری لڑکی نے تمہیں دیا تھا تاکہ تم اسے بیچ دو اور اس کے لیے فروزہ خرید سکو۔ ہم اس کی قیمت لائے ہیں۔''

میں نے کپڑا انہیں دے دیا اور بعد ازاں دل میں کہا:

''چند مسئلے آپ سے پوچھتا ہوں۔ دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔''

چنانچہ میں نے چند مسئلے ایک کاغذ پر لکھ لیے اور علی الصبح آپ کے در دولت پر حاضر ہوگیا۔ وہاں لوگوں کا ایک

Marfat.com

ہجوم تھا۔ کسی کو مجال نہ تھی کہ وہ اس بھیڑ میں آپ کو بآسانی مل سکے۔ میں حیرت واستعجاب کے عالم میں کھڑا تھا کہ آپ کا ایک غلام باہر آیا اور میرا نام لے کر ایک تحریر شدہ کاغذ مجھے دیا اور کہا:

''اے فلاں! یہ تیرے سوالوں کے جواب ہیں۔''

میں نے دیکھا تو میرے سوالوں کے جواب تھے۔

اہل نباخ میں سے ایک کا بیان ہے:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ نباخ میں تشریف لائے ہیں اور جس مسجد میں حاجی ٹھہرتے ہیں وہاں قیام فرما ہیں۔ میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر السلام علیکم عرض کیا۔ آپ کے سامنے ایک طباق تھا جس میں صیحانی کھجوریں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے مٹھی بھر مجھے عنایت فرمائیں۔ میں نے گنیں تو سترہ کھجوریں تھیں۔ میں ان سے یہ تعبیر لی کہ میری عمر سترہ سال باقی ہے۔ اس واقعہ کے بیس 20 روز بعد میں نے سنا کہ حضرت امام علی رضا اس مسجد میں تشریف لائے ہیں تو میں فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو اسی جگہ تشریف فرما دیکھا جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ فرما تھے۔ آپ کے پاس بھی اسی طرح ایک طبق کھجوروں کا پڑا ہوا تھا، میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب دیا اور مجھے اپنے نزدیک بلا کر مٹھی بھر کھجوریں دیں۔ میں نے گنیں تو سترہ تھیں۔ میں نے کہا: اے ابن رسول اللہ! مجھے تو اس سے زیادہ کھجوریں چاہئیں۔'' آپ نے فرمایا: ''اگر حضور علیہ السلام تجھے ان سے زیادہ دیتے تو میں بھی دے دیتا۔''

ایک راوی کا بیان ہے کہ ریان بن صلت نے مجھ سے کہا:

''میری خواہش ہے تم میرے لیے حضرت علی رضا سے حکم باریابی حاصل کرو تا کہ میں آپ کی اس امید سے حاضری دوں کہ آپ مجھے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا پہنائیں اور چند درہم بھی عطا فرمائیں۔''

راوی کا بیان ہے کہ جب میں حضرت علی رضا کے ہاں حاضر ہوا اور ابھی میں نے کچھ بھی نہ کہا تھا کہ آپ فرمانے لگے:

''ریان بن صلت چاہتا ہے کہ یہاں اس امید سے حاضر ہو کہ میں اسے کپڑے پہناؤں اور وہ دراہم جو میرے نام سے جاری ہوئے ہیں ان میں سے چند اسے دوں۔ ریان بن صلت! کو یہاں لے آؤ۔''

ریان اندر آ گئے تو آپ نے انہیں دو کپڑے عطا کیے اور تیس درہم دیئے۔

ایک قزاق نے کسی تاجر کو راستہ میں موسم سرما میں پکڑ لیا اور اس کے منہ کو برف کی طرف کر کے لٹا دیا، یہاں تک کہ اس کی زبان بے کار ہو گئی اور وہ بولنے سے محروم ہو گیا۔ جب وہ خراسان پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضا نیشاپور تشریف لے گئے ہیں۔ اس نے اپنے آپ سے کہا:

''وہ اہل بیت میں سے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضری سے شاید کوئی علاج ہو سکے۔''

اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت امام علی رضاؓ کی خدمت میں حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا:

''کمونی، پودینہ صحرائی اور نمک لے کر انہیں پانی میں بھگو لو اور دو تین بار منہ میں رکھو تو شفا پاؤ گے۔''

Marfat.com

خواب سے بیدار ہوا تو اسے اس پر اعتبار نہ آیا۔ جب نیشا پور پہنچا تو پتا چلا کہ آپ باہر تشریف لے گئے ہیں اور کسی رباط میں مقیم ہیں۔ وہ تاجر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا سنایا، لیکن خواب کا ذکر نہ کیا۔
جناب امام رضا نے فرمایا:
"تمہاری دوا وہی ہے جو میں نے تمہیں خواب میں بتائی تھی۔"
اس نے لکھ کر عرض کیا:
"اے ابن رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ سنوں۔"
آپ نے فرمایا:
"تھوڑی سی کمونی، پودینہ صحرائی اور نمک لے کر پانی میں تر کر لو اور دو تین بار منہ رکھو گے تو شفا پاؤ گے۔"
اس شخص نے ایسا ہی کیا اور شفایاب ہو گیا۔
ایک دن آپ نے ایک شخص کو دیکھا اور فرمایا:
"اے اللہ کے بندے! جو چاہتا ہے اس کی وصیت کر اور جس چیز سے گریز نہیں اس کے لیے تیار ہو جا۔"
اس بات کو تین دن ہی گزرے تھے کہ وہ شخص مر گیا۔
ابو اسماعیل سندی کہتے ہیں کہ میں حضرت امام رضا کی زیارت کے لیے گیا تو مجھے عربی کی الف، با بھی نہیں آتی تھی۔ میں نے انہیں سندی میں سلام کیا۔ آپ نے اسی زبان میں جواب دیا۔ بعد ازاں میں نے اپنی زبان میں کئی سوال کیے۔ آپ نے تمام کا اسی زبان میں جواب دیا۔ پھر میں نے آتے وقت عرض کیا:
"مجھے عربی نہیں آتی آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کا فہم عطا فرما دے۔"
آپ نے اپنا دست اقدس میرے ہونٹوں پر پھیرا تو اسی وقت میں نے عربی بولنا شروع کر دی۔
ایک راوی کا بیان ہے:
"جب میں نے حج کا ارادہ کیا تو میری لونڈی نے ایک نہایت عمدہ ریشمی کپڑے سے جامہ احرام تیار کیا۔ جب وقت احرام آیا تو میرے دل میں ریشمی کپڑے کے احرام کی حلت و حرمت کا اندیشہ پیدا ہوا۔ میں نے ریشمی احرام ترک کر دیا اور کوئی اور کپڑا پہن لیا۔ جب میں مکہ پہنچا تو حضرت علی رضا کی خدمت میں ایک خط کے ساتھ وہ کپڑا بھی بھیج دیا، لیکن اس میں یہ لکھنا بھول گیا کہ ریشمی کپڑے سے احرام باندھنا جائز ہے یا ناجائز۔ حالانکہ میں نے خط اسی نسبت سے ارسال کیا تھا، یہاں تک کہ قاصد خط کا جواب لے کر آ گیا۔ خط کے آخر میں لکھا تھا کہ محرم ریشمی احرام باندھ لے تو کوئی حرج نہیں۔"
ایک راوی کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک باغ میں باتیں کر رہا تھا کہ اچانک ایک چڑیا آ کر زمین پر گر پڑی اور اضطراب کی حالت میں آہ و فغاں کرنے لگی۔ حضرت امام نے فرمایا:
"تجھے معلوم ہے کہ یہ کیا کہتی ہے۔؟"
میں نے عرض کیا:
"اللہ شانہ، اس کا رسول اور ابن رسول اللہ خوب جانتے ہیں۔"

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

"یہ کہتی ہے کہ اس گھر میں ایک سانپ ظاہر ہوا ہے جو چاہتا ہے کہ میرے بچوں کو چٹ کر جائے۔"

آپ نے مجھے فرمایا:

"اُٹھو اور اس گھر میں جا کر سانپ کو مار دو۔"

میں اٹھا اور اس گھر میں جا کر دیکھا تو سانپ چکر کاٹ رہا تھا، میں نے اسے ہلاک کر دیا۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ میری بیوی حاملہ تھی جسے میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا:

"حضور! دعا فرمادیں رب العزت فرزند عطا کرے۔"

آپ نے فرمایا:

"تمہاری بیوی دو بچوں سے حاملہ ہے۔"

واپسی پر میں نے خیال کیا کہ ایک کا نام محمد رکھوں گا اور ایک نام علی۔ آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا:

"ایک کا نام علی رکھنا اور ایک کا نام ام عمر۔"

جب دونوں بچے دنیا میں آئے تو ایک لڑکا تھا اور ایک لڑکی۔ علی اور ام عمر بالترتیب نام رکھے گئے۔ ایک دن میں نے اپنی ماں سے پوچھا:

"اُم عمر کیا نام ہے؟"

میری ماں نے جواب دیا:

"میری ماں (روای کی نانی) کا نام اُم عمر تھا۔"

ابو الصلت ہروی کے قصہ سے بھی امام علی رضا کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ ابو صلت کہتا ہے کہ ایک دن میں حضرت امام علی رضا کے سامنے کھڑا تھا تو آپ نے مجھ سے کہا:

"اس قبر پر جاؤ۔ یہ قبر ہارون الرشید کی ہے۔ اس کی چاروں طرف سے مٹی اٹھالاؤ۔"

میں آپ کے حکم کے مطابق مٹی اٹھالایا۔ آپ نے سونگھی اور پھر پھینک دی اور پھر کہا:

"جلدی ہی یہاں میرے لیے ایک گڑھا کھودیں گے جس میں سے ایک پتھر ظاہر ہوگا جسے خراسان کے تمام گورکن بھی نہیں ہلا سکتے۔"

پھر آپ نے فرمایا:

"فلاں جگہ سے مٹی لے آؤ۔"

میں لے آیا تو فرمایا:

"وہاں میرے لیے ایک گڑھا کھودیں گے جو سات ہاتھ گہرا ہوگا، پھر اس کے درمیان قبر شق کریں گے اور اگر فرمان شاہی پورا نہ ہوا تو پھر لحد ہی بنائیں گے، جو دو ہاتھ ہوگی، اسے اللہ کریم جل جلالہ جس قدر چاہے فراخ و کشادہ کر دے گا۔ یہ گڑھا کھودتے وقت میرے سرہانے کی طرف سے ایک قسم کی تری پیدا ہوگی۔

Marfat.com

میں نے جس بات کی تمہیں تعلیم دی ہے وہی کرنا۔ پانی جوش کھائے گا اور لحد اس سے بھر جائے گی۔ اس میں تجھے چھوٹی چھوٹی مچھلیاں نظر آئیں گی۔ یہ روٹی جو میں تجھے دیتا ہوں چھوٹی چھوٹی کر کے پانی میں ڈال دینا تا کہ وہ کھالیں۔ جب کچھ نہ بچے گا تو ایک بڑی مچھلی آئے گی جو چھوٹی مچھلیوں کو کھا جائے گی۔ جب ان مچھلیوں میں سے کوئی بھی باقی نہ بچے گی تو بڑی مچھلی غائب ہو جائے گی۔ جب غائب ہو جائے تو تم اپنا ہاتھ پانی پر رکھ دینا اور جو میں نے تمہیں کہا ہے وہی کہہ دینا، یہاں تک کہ پانی کی سطح نیچی ہو جائے اور کچھ نہ بچے۔ یہ سب کچھ مامون الرشید کی موجودگی میں کرنا۔''

پھر کہا:

''اے ابوصلت کل میں مامون کو ملنے آؤں گا۔ اگر میں اپنے سر پر کوئی چیز پہن کر نہ آؤں تو مجھ سے بات کر لینا اور اگر میرے سر پر کوئی چیز ہوئی تو پھر مجھ سے بات نہ کرنا۔''

جب صبح ہوئی تو حضرت امام علی رضا نے کپڑے پہنے اور مامون الرشید کے غلام کا انتظار کرنے لگے۔ آپ مامون کے پاس گئے۔ اس کے ہاں میووں کے طبق رکھے ہوئے تھے اور وہ ہاتھ میں انگور کے خوشے پکڑے ہوئے تھا۔ مامون الرشید آپ کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اُٹھا اور آپ سے معانقہ کر کے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کو بٹھایا۔ پھر وہ انگور کے خوشے آپ کو دیئے اور کہا:

''اے ابن رسول اللہ! کیا آپ نے کبھی ان انگوروں سے بہتر انگور دیکھے ہیں۔؟''

حضرت علی رضا نے کہا:

''اچھے انگور تو بہشت میں دیکھے ہوں گے۔''

پھر مامون نے کہا:

''کھایئے۔!''

حضرت امام علی رضا نے فرمایا:

''مجھے معذور سمجھو۔''

مامون نے بات کو ذرا بڑھا کر کہا:

''آخر کون سی چیز مانع ہے؟ شاید! آپ مجھے متہم سمجھتے ہیں۔''

یہ کہہ کر اس نے آپ سے وہ خوشہ لے لیا اور چند دانے کھا کر دوسری دفعہ حضرت امام رضا کو دے دیا۔ آپ نے اس میں سے دو تین دانے کھائے اور باقی رکھ دیا۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ مامون نے کہا:

''آپ کہاں جا رہے ہیں؟''

آپ نے جواب دیا:

''جہاں تم نے بھیجا۔''

پھر اپنے سر مبارک پر کوئی چیز باندھ کر باہر تشریف لے آئے۔ میں نے آپ سے کلام نہ کی۔ آپ اپنی سرائے میں آئے اور فرمایا:

Marfat.com

"سرائے کا دروازہ بند کر دو۔"

تعمیل حکم پر آپ اپنے بستر پر سو گئے اور میں سرائے میں حیران و غمگین کھڑا رہا، اچانک میں نے ایک خوب صورت نوجوان کو دیکھا جس کے بال مشک بو اور عطر رسا تھے۔ اس کی شکل حضرت امام رضا سے بہت ملتی جلتی تھی۔ میں بھاگ کر اس کے پاس گیا اور عرض کیا:

"آپ کہاں سے تشریف لے آئے دروازہ تو بند تھا؟"

اس نوجوان نے کہا:

"مجھے وہ شخص لایا ہے جو ایک لحہ میں مدینہ سے لے آتا ہے۔"

میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

تو کہا:

"میں حجۃ اللہ محمد بن علی ہوں اور اپنے باپ کے پاس آیا ہوں۔"

انہوں نے مجھے کہا:

"چلے آؤ۔"

جب حضرت رضا نے اسے دیکھا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کر کے اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے بستر پر لے گئے۔ وہ نوجوان اپنا چہرہ اپنے والد کی طرف کر کے بیٹھ گیا اور کچھ راز کی باتیں کیں جن کی مجھے کچھ سمجھ نہ آئی۔ بعد ازاں میں نے حضرت رضا کے دونوں لبوں پر برف کی طرح سفید کچھ جھاگ دیکھی جسے محمد بن علی نے چاٹ لیا۔ پھر اس نوجوان نے اپنے والد کے کپڑوں میں اپنا ہاتھ ڈالا تو چڑیا کی طرح ان کے سینہ سے کوئی چیز باہر نکل آئی اور نیچے گر گئی۔ اسی وقت حضرت امام علی رضا کا انتقال ہو گیا۔

جناب محمد بن علی رضا نے فرمایا:

"اے ابوصلت! اُٹھو اور بیت المال سے پانی اور تختہ لاؤ۔"

میں نے عرض کیا:

"بیت المال میں پانی ہے، نہ تختہ۔"

آپ نے فرمایا:

"میں جو کہتا ہوں اس کی تعمیل کرو۔"

میں بیت المال میں گیا تو وہاں پانی اور تختہ موجود پایا جسے میں لے آیا۔ میں نے یہ چاہا کہ آپ کی مدد کروں، لیکن آپ نے فرمایا:

"اے ابوصلت! میری کوئی اور مدد کرنے کو حاضر ہے۔"

آپ نے حضرت علی رضا کو غسل دیا اور پھر کہا:

"بیت المال میں ایک کپڑوں کا صندوق ہے اس میں کفن اور سامان حنوط موجود ہیں وہ لے آؤ۔"

Marfat.com

میں گیا اور دیکھا کہ وہاں وہ صندوق موجود تھا جسے میں نے قبل ازیں کبھی نہیں دیکھا۔ اس صندوق کو لا کر رکھا تو آپ نے حضرت علی رضا کو کفن دے کر نماز جنازہ ادا کی، پھر کہا:

''تابوت لے آؤ!''

میں نے عرض کیا:

''میں جاتا ہوں تا کہ بڑھئی کو تابوت بنانے کے لیے کہوں۔''

آپ نے کہا:

''بیت المال میں جاؤ۔''

میں گیا تو وہاں تابوت دیکھا جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میں وہ تابوت لے آیا جس میں آپ نے امام علی رضا کو لٹا دیا، پھر دو رکعت نماز پڑھنا شروع کی۔ ابھی نماز ختم نہ ہوئی تھی کہ تابوت اپنی جگہ سے اٹھنا شروع ہوا۔ مکان کی چھت پھٹ گئی اور تابوت اس میں سے نکل کر فضا میں چلا گیا۔ میں نے عرض کیا:

''اے ابن رسول اللہ! مامون کو بھی بلا لینا چاہیے۔''

آپ نے فرمایا:

''خاموشی سے کام لو! تابوت ابھی واپس آجائے گا۔''

یہ بات ابھی اتمام کو نہ پہنچی تھی کہ گھر کی چھت پھٹی اور وہ تابوت نیچے آ گیا۔ آپ نے حضرت امام کو تابوت سے باہر نکالا اور بستر پر اس طرح لٹا دیا، گویا وہ بیٹھے ہوئے ہوں اور ان پر کوئی کفن وغیرہ نہیں۔ پھر کہا:

''اٹھو اور دروازہ کھولو۔''

میں نے دروازہ کھولا تو مامون مع اپنے غلاموں کے گریہ وزاری کرتا ہوا، گریبان چاک کرتا ہوا اور سر پر طمانچے مارتا ہوا اندر آیا اور کہا:

''یا سیداہ فجعت بك یا سیداہ''

اس کے بعد ان کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے تو حضرت امام محمد بن علی نے کہا:

''جاؤ آپ کی قبر کھودو۔''

میں اس جگہ گیا تو جو کچھ حضرت امام علی رضا نے فرمایا تھا ویسا ہی مشاہدہ کیا۔ مامون الرشید نے پانی اور مچھلیوں کو دیکھا تو کہا:

''امام رضا سے جس طرح زندگی میں عجیب باتوں کا صدور ہوتا تھا زندگی کے بعد بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔''

مامون کے ایک درباری نے سنا تو کہا:

''اے خلیفہ! تجھے پتا ہے کہ اس کا اشارہ کس طرف ہے؟ یہ اشارہ اس حقیقت کی طرف ہے کہ تمہاری حکومت کثرت اور اطاعت میں ان مچھلیوں کی طرح ہے۔ جب تمہارے مرنے کا وقت آئے گا اور تمہاری زبان کے بند ہونے کے آثار پیدا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو تمہیں فنا کر دے گا۔''

مامون نے کہا:

Marfat.com

''آپ بجا فرماتے ہیں۔''

ابوصلت سے دوسری روایت ہے کہ جب مامون حضرت امام علی رضا کے دفن سے فارغ ہوا تو کہا:

''آپ نے جو باتیں تم سے کہی تھیں وہ مجھے بتاؤ۔''

میں نے کہا:

''وہ تو میں اسی وقت بھول گیا تھا۔''

چونکہ میں نے سچ نہیں بولا تھا، اس لیے اس نے مجھے قید میں ڈال دیا۔ میں ایک سال قید میں رہا اور میری روزی سخت تنگ ہوگئی۔ میں نے کہا:

''بارالٰہی! محمد و آل محمد کے صدقے میری روزی میں کشائش پیدا کر دے۔''

ابھی میری دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ میں حضرت علی رضا کے دیدار سے مشرف ہوا۔ آپ فرما رہے تھے:

''اے ابوصلت! پریشان ہو گئے ہو۔؟''

میں نے عرض کیا:

''ہاں! حضور!''

آپ نے فرمایا:

''اٹھو اور باہر جاؤ۔''

آپ نے میرے ہاتھوں کے بندھنوں کو چھوا تو وہ کھل گئے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور سرائے سے باہر تشریف لے آئے۔ نگہبان اور غلام دیکھتے رہے، لیکن کسی کو مجھ سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی امان و تحفظ میں چلے جاؤ۔ اب تم مامون کو ملو گے نہ وہ تمہیں ملے گا۔''

ابوصلت کہتے ہیں:

''میں نے اس وقت سے مامون کو نہیں دیکھا۔''

شیخ ابوعفان عثمان بن علی بن سعید بن شاروح:

شیخ ابوعفان عثمان بن علی علیہ الرحمۃ فقیہ، عالم، فاضل اور کامل بزرگ تھے۔ تصوف کا آپ پر غلبہ تھا۔ آپ نے شیخ مدافع رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پائی۔ کسی نے شیخ مدافع رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا:

''آپ کے بعد ہم کس کی صحبت میں بیٹھیں گے؟''

انہوں نے فرمایا:

''عثمان بن شاروح کی صحبت میں۔''

قاضی محمد بن علی نے بتایا کہ شیخ علی رمیحہ نے انہیں ایک دن پوچھا:

''قاضی صاحب! بادشاہ کون ہے؟''

کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا:

Marfat.com

"ملک مظفر بادشاہ ہے۔"

انہوں نے کہا:

"یہ جو کچھ تم نے جواب دیا ہے میں یہ گمان نہ کرتا تھا۔"

حتیٰ کہ رات آئی۔ میں اپنے وظائف کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نماز ادا کر رہا تھا کہ تمام گھر سے بلکہ کھڑیوں میں سے آواز آ رہی تھی:

((جاء السلطان جاء السلطان))

"بادشاہ آ گیا، بادشاہ آ گیا۔"

میرے گمان میں غالب طور پر یہ بات آئی کہ ملک مظفر بہت جلد میرے گھر تشریف لائیں گے۔ جب میں صبح کو اٹھا اور سورج بلند ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ عثمان بن شاروح میری طرف چلتے آ رہے ہیں۔ آپ بہت کمزور ہیں اور ہاتھ میں عصا پکڑا ہوا ہے۔ اس پر ٹیک لگا کر آہستہ آہستہ میری طرف تشریف لا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ میرے پاس پہنچ گئے۔ میرے گھر کے قریب آپ کا کھیت تھا۔ جس میں کھیتی بہت اچھی تھی۔

میں نے آپ سے کہا:

"اے فقیہ! آپ کے کھیت کی پیداوار کتنی اچھی ہے۔"

آپ نے یہ سن کر ٹھنڈی آہ بھری اور فرمایا:

"میری کھیتی تو اللہ کی قسم! آخرت ہے۔"

جب میں نے آپ کی یہ بات سنی تو میرے دل نے کہا کہ بادشاہ تو یہی ہیں جن کی آمد کا اشارہ ہوا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا:

"ہاں! واقعی آپ ہی بادشاہ ہیں۔"

فرمانے لگے:

"میں تمہیں "خاتمہ بالخیر" کی خوشخبری دیتا ہوں۔"

شیخ محترم سے بہت سے مشائخ کرام نے "خرقہ" حاصل کیا۔ ان میں شیخ عمر الحسن کا نام بھی ہے۔ شرجی نے ان کے حالات کے بعد ان کا سن وصال ذکر نہیں۔

شیخ عثمان السروجی:

شیخ عثمان السروجی علیہ الرحمۃ عظیم اولیاء میں سے ہیں۔ ایک بہت بڑا تانبے کا برتن جو آپ کے عبادت خانہ میں تھا وہ آپ کے مکان میں موجود تالاب میں گر پڑا۔ خادم لوہے کے بڑے بڑے کنڈے لے کر آیا۔ جن کی مدد سے ایسے بڑے برتن باہر نکالے جاتے تھے۔ ان سے نکالنے کی انتھک کوشش کی لیکن وہ برتن نہ نکل سکا۔ خادم نے آپ سے اپنی مجبوری کی شکایت کی اور یہ بھی عرض کیا:

"میں حوض میں اتر بھی نہیں سکتا۔"

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''ایک مرتبہ کنڈا ڈال کر پھر کوشش کرو۔''

خادم آیا اور کنڈا ڈال کر نکالنے لگا تو دیکھا کہ شیخ موصوف کا ہاتھ بھی کنڈے کے ساتھ نیچے پانی میں اترتا جا رہا ہے حتیٰ کہ تانبے کا بھاری برتن نکل آیا اور شیخ موصوف محراب میں ہی تشریف فرما تھے اور خادم صحن کے درمیان میں موجود تھا۔

سراج دمشقی نے کہا کہ ایک ثقہ شخص سے ہم تک یہ روایت پہنچی جو مرتے وقت بہت سے مشکلات میں گھرا ہوا تھا۔ بیان کیا کہ شیخ عثمان ہمارے ہاں ''بیرہ'' میں مقیم تھے۔ ہم ان کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ ایک دن کی مسافت پر جانے کا ارادہ کیا۔ قلعۃ المسلمین کی طرف جانے کا ارادہ تھا جو قلعہ الروم کے نام سے مشہور تھا۔ مجھے ایک کردی شخص ملا۔ اس نے مجھ سے شیخ عثمان کے بارے میں پوچھا اور کہا:

''میری طرف سے انہیں بہت بہت سلام عرض کرنا اور میری طرف سے بہت محبت اور دوستی کا پیغام بھی پہنچانا۔ اور عرض کرنا کہ میری مدد فرماتے رہا کریں۔''

میں نے یہ باتیں سن کر اسے کہا:

''معلوم ہوتا ہے تو اس شیخ کی بہت تعظیم کرتا ہے اور اس کی تیرے نزدیک بہت قدر و منزلت ہے۔''

وہ کہنے لگا:

''تم مجھے برا بھلا مت کہو۔ میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آچکا ہے، جس کی وجہ سے میں آپ کا بہت قدر دان ہوں۔ ہوا یوں کہ میں ایک مرتبہ ایک بہت اونچی جگہ سے گر پڑا جو تقریباً ایک سو آدمیوں کے قد برابر اونچی تھی (پانچ سو فٹ اونچی جگہ) میں ہوا میں نیچے آرہا تھا تو میں نے اس دوران شیخ کی برکت سے مدد طلب کی۔ آپ نے اسی وقت ہوا میں ہی اپنے دست مبارک کو لہرایا، مجھے ہاتھ پر لیا اور زمین پر آرام سے رکھ دیا۔''

میں نے جب کردی سے یہ واقعہ سنا تو میں نے اس کا انکار کیا اور میں اسے سخت برا بھلا کہنے لگا۔ اس نے اصرار کیا اور کہا:

''میں اولیاء کرام کی کرامات پر ایمان رکھنے والا ہوں اور میں اس بات میں سچ کہہ رہا ہوں۔''

پھر جب میں بیرہ کی طرف واپس آیا۔ دریائے فرات میں ایک کشتی کے ذریعے میری واپسی تھی۔ جب کشتی چلتے چلتے شیخ موصوف کے سامنے آئی۔ آپ اس وقت اپنی عبادت گاہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھے آواز دی:

''اے فلاں! فقراء ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ صلحاء پر ایمان نہیں رکھتے، پھر جنہیں ان پر ایمان ہوتا ہے ان کا انکار کرتے ہیں اور ان کی کرامات کے ماننے والے کو تنگ کرتے ہیں۔''

یہ سن کر میں نے کہا:

''استغفر اللہ و اتوب الیہ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف توجہ کرتا ہوں۔''

پھر میں کشتی سے اترا اور آپ کے قریب جا کر آپ کے ہاتھ یا پاؤں کو چوم لیا اور میں نے اپنی تقصیر او

Marfat.com

رجہالت کو تسلیم کرلیا۔

جناب سراج دمشقی نے کہا کہ ثقہ لوگوں کی ایک جماعت سے ہم تک یہ روایت پہنچی کہ جناب محمد بن شبل البیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی آپ بیتی سناتے ہیں۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت ایک مرتبہ جنگلی کبوتروں کا شکار کرنے باہر نکلا۔ ہم میں سے ہر ایک نے ایک غیر آباد کنواں منتخب کر لیا، کیونکہ ایسے کنواں میں جنگلی کبوتر گزر بسر کرتے ہیں۔ میں اپنے مقررہ کنواں میں اتر گیا اور اس میں سے جس قدر کبوتر ملے میں نے پکڑے اور ذبح کر لئے۔ پھر مجھے کنواں کی مشرقی دیوار کی طرف ڈبی دار ایک پرندہ نظر آیا۔ میں اس کے قریب گیا تو وہ اڑ گیا اور میری روشنی بھی بجھ گیا۔ ایسا تین مرتبہ ہوا۔ تیسری مرتبہ کے بعد مجھے بہت ڈر لگا اور مجھے خیال آیا کہ اب میں اس کنواں سے باہر نہیں جاسکوں گا۔ پس میں نے ان الفاظ سے استغاثہ کیا:

((یا شیخ عثمان خلصنی من هذه الشدة))

''اے شیخ عثمان! اس سختی سے مجھے نجات دلاؤ۔''

چنانچہ اسی وقت میں نے آپ کا ہاتھ اپنے سر پر رکھا محسوس کیا۔ میں نے مضبوطی سے ہاتھ پکڑا۔ ہاتھ نے مجھے اٹھا کر کنواں سے باہر کنارے پر لا ڈال دیا۔ میں کافی وقت بے ہوش رہا۔ میرے ساتھی بڑے حیران ہوئے۔ مجھے افاقہ ہوا تو میری عجیب حالت تھی میں نے ساتھیوں کو بالکل کچھ نہ بتایا اور دل میں کہا:

''شیخ عثمان کے لئے ان میں سے بیس کبوتر بطور نذر ہیں۔''

میں ''بیرہ'' نامی شہر میں آیا۔ آپ کے ہاتھ پاؤں چومے اور کبوتر بیچنے کیلئے چلنے کی تیاری کی۔ شیخ عثمان نے اپنی عبادت گاہ کے دروازہ پر سے مجھے دیکھا تو کہا:

''اے محمد!''

میں آپ کے پاس آگیا۔ قدم بوسی کی۔ فرمانے لگے:

''بھائی! کل تو نے ہمیں بہت تھکا دیا تھا۔''

میں نے عرض کیا:

''یا سیدی جزاک اللہ خیر''

فرمایا:

''میرے بیس کبوتر کدھر ہیں؟''

چنانچہ میں نے آپ کی نذر کر دیئے۔

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ شیخ عثمان بن الشیخ یونس الجھری السروجی ''بیرہ'' میں مقیم تھے۔ ہم نے آپ کو زیارت کی اور آپ کی برکات ہمیں حاصل ہوئیں، یہ ساتویں صدی کی پہلی دھائی کا واقعہ ہے۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔ آپ نے 698 ہجری میں انتقال فرمایا۔ ''جنانہ بیرہ'' میں مدفون ہیں اور آپ کی قبر زیارت گاہ ہے۔

شیخ بشر حافی:

شیخ ابو نصر بشر بن حارث حافی (ننگے پاؤں رہنے والے) دراصل مرو کے رہائشی تھے، بعد میں بغداد آگئے اور

Marfat.com

وصال تک یہیں رہے۔آپ علیہ الرحمۃ شیخ علی بن خشرم کے بھانجے تھے۔شیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۲۷ ہجری میں ہوا۔آپ علیہ الرحمۃ بڑی شان والے اولیاء میں سے تھے۔

شیخ حافی علیہ الرحمۃ ایک دفعہ چند افراد کے پاس سے گزرے۔وہ کہہ رہے تھے:

"یہ شخص رات بھر نہیں سوتا اور دودن روزہ رکھتا ہے اور فقط ایک دن نہیں رکھتا۔"

شیخ علیہ الرحمۃ آہ وزاری کرنے لگے۔آپ سے گریہ کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا:

"میں کبھی بھی ساری ساری رات بیدار نہیں رہا اور نہ ہی کبھی ایسا ہوا ہے کہ دن کا روزہ رات کو افطار نہ کیا ہو، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے فعل سے کہیں زیادہ نیکیاں اپنے لطف وکرم سے لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔"

اس کے بعد آپ نے اپنی توبہ کا واقعہ بیان کیا، جو کہ اوپر درج کیا جا چکا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک رات میں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے نوازا گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے بشر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے ساتھیوں سے زیادہ عزت کیوں عطا فرمائی ہے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! مجھے معلوم نہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ مرتبہ میری سنت پر عمل کی وجہ سے، صلحاء کی خدمت کرنے کی وجہ سے، اہل اسلام کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی وجہ سے، میرے صحابہ سے عشق کرنے کی وجہ سے اور میرے اہل بیت سے محبت کرنے کی وجہ سے عطا فرمایا ہے۔"

آپ علیہ الرحمۃ ایک روز جا رہے تھے کہ راستے میں ایک کاغذ ملا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا (غالباً تسمیہ لکھی تھی) اسے لوگوں کے پاؤں نے روند ڈالا تھا۔آپ نے اسے اٹھایا، ایک درہم کی خوشبو خریدی، اس کو لگائی اور ایک دیوار کے سوراخ میں رکھ دیا۔اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک منادی ندا کر رہا ہے:

"اے بشر! تو نے میرے نام کو خوشبو لگائی، بیشک میں تیرے افعال کو دنیا اور آخرت میں پاکیزہ بناؤں گا۔"

یہی واقعہ آپ کی توبہ کا سبب بنا۔

شیخ بلال الخواص علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اس جنگل سے گزرا جس کا نام تیہ تھا اور جہاں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک قید کیے رکھا۔میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے ساتھ ساتھ سفر کر رہا ہے۔میں اس پر حیران ہوا۔پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔میں نے عرض کیا:

"اللہ کی قسم! بتایئے آپ کون ہیں؟"

انہوں نے فرمایا:

Marfat.com

''میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔''

میں نے عرض کیا:

''میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔''

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

''جو سوال کرنا چاہتے ہو کرو!''

میں نے عرض کیا:

''امام شافعی علیہ الرحمۃ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔؟''

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ اوتاد (اعلیٰ درجے کے اولیاء اور اہل علم) میں سے تھے۔''

میں نے عرض کیا:

''شیخ بشر حافی کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔؟''

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

''اس کے بعد اس جیسا آدمی پیدا نہیں ہوا۔''

میں نے عرض کیا:

''کس نیک عمل کی وجہ سے مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔؟''

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

''ماں کی خدمت واطاعت کی وجہ سے۔''

الحضرۃ الشیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ شیخ معافی بن عمران کی رہائش گاہ پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ گھر والوں نے پوچھا:

''کون ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''بشر حافی ہوں!''

گھر سے ایک بچی نے کہا:

''اگر دو دانگ کا تم اپنے لیے جوتا خرید لو تو لوگ تمہیں حافی (ننگے پاؤں والا) تو نہ کہیں۔''

شیخ احمد بن علی دمشقی کہتے ہیں کہ شیخ ابو عبداللہ بن جلاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''میں نے شیخ ذوالنون مصری کی زیارت کی ہے۔ ان کی باتیں واضح ہوا کرتی تھی۔ میں نے شیخ سہل کی بھی زیارت کی ہے۔ ان کے گفتگو اشارات تھے۔ میں نے شیخ بشر بن حارث حافی سے بھی ملاقات کی ہے۔ ان میں پرہیزگاری تھی۔''

پوچھا گیا:

Marfat.com

''ان میں سے آپ کس کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔؟''
شیخ ابوعبداللہ بن الجلاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا:
''اپنے استاد بشر بن حارث حافی کو۔''
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
''حلال میں فضول خرچی کی گنجائش نہیں ہوتی۔''
کسی نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا:
''اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟''
فرمایا:
''اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا، نصف جنت کی مجھے اجازت دے دی اور مجھ سے فرمایا: اے بشر! بندوں کے دلوں میں میں نے تمہاری محبت ڈال دی ہے اس کا شکر تم انگاروں پر سجدہ کر کے بھی ادا نہیں کر سکتے۔''
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
''جس شخص کی یہ آرزو ہو کہ لوگ اس سے محبت کریں ایسا شخص کبھی بھی آخرت کی حلاوت نہیں پا سکتا۔''
مروی ہے کہ شیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ کو کئی سال تک پھل کھانے کی خواہش رہی، لیکن انہوں نے نہ کھایا۔ وفات کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا:
''آپ کے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ فرمایا؟''
شیخ نے فرمایا:
''اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا اور حکم ارشاد فرمایا: اے بشر حافی! وہ چیز (پھل) جسے تو نے دنیا میں نہیں کھایا تھا خوب سیر ہو کر کھا اور وہ چیز (اعلیٰ مشروبات) جسے تو نے دنیا میں نہیں پیا تھا اب خوب سیر ہو کر پی۔''
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
''مجھے چالیس سال سے بھنا ہوا گوشت کھانے کی خواہش تھی، لیکن ابھی تک قیمت پر قادر نہ ہو سکا، اس لیے گوشت بھی نہ کھا سکا۔''
پوچھا گیا:
''آپ کس چیز سے روٹی کھاتے ہیں؟''
فرمایا:
''عافیت کو یاد کر کے اسی کو سالن بنا لیتا ہوں۔''

شیخ سہل تستری:

شیخ ابومحمد سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ صوفیاء کے ائمہ میں سے تھے۔ آپ معاملات اور تقویٰ میں اپنی مثل نہ رکھتے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ صاحب کرامات تھے۔ جس سال حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ حج کے لئے گئے تو ان سے مکہ میں شیخ سہل تستری کی بھی ملاقات ہوئی۔

Marfat.com

شیخ کے وصال سے متعلق دو اقوال ہیں۔ اصح قول کے مطابق آپ کا وصال ۲۷۳ ہجری میں ہوا۔
شیخ فرماتے ہیں کہ جب میری عمر تین سال تھی اس وقت میں اپنے ماموں کے پاس رہتا تھا۔ میں رات کو جاگ کر اپنے ماموں محمد بن سوار کی نماز کو ملاحظہ کرتا تھا۔ میرے ماموں رات کو نماز کے لئے اٹھتے تھے اور بسا اوقات کہتے:

''اے سہل! جا! سو جا! میرا دل تیری طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔''

شیخ عبداللہ بن عبدالحمید کہتے ہیں کہ شیخ سہل تستری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرے ماموں نے ایک روز کہا:

''کیا تو اپنے اللہ کو یاد نہیں کرتا جس نے تم کو پیدا کیا ہے؟''

میں نے عرض کیا:

''میں اسے کیسے یاد کروں؟''

ماموں جان نے فرمایا کہ جب تو اپنے کپڑوں میں پلٹے تو زبان کو حرکت دیئے بغیر تین بار دل سے کہہ:

((اللہ معی، اللہ ناظر الی، اللہ شاھد علی))

''اللہ میرے ساتھ ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اللہ مجھ پر گواہ ہے۔''

شیخ سہل تستری فرماتے ہیں کہ میں نے تین راتوں تک ایسا کیا۔ پھر اپنے ماموں کو بتایا تو انہوں نے فرمایا:

''اب ہر رات سات بار کہا کرو۔''

میں نے ایسا کیا۔ پھر ان کو بتایا تو انہوں نے فرمایا:

''اب ہر رات گیارہ بار کہا کرو۔''

میں یہ وظیفہ رات میں گیارہ مرتبہ کرنے لگا۔ اس سے میرے دل میں لذت وحلاوت پیدا ہو گئی۔ اسی طرح ایک سال گزر گیا تو میرے ماموں نے فرمایا:

''جو وظیفہ میں نے تمہیں تعلیم دیا ہے اسے محفوظ رکھو! اس پر تاحیات قائم رہو۔ یہ تم کو دنیا و آخرت میں فائدہ دے گا۔''

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں کئی سال تک ایسا کرتا رہا۔ اس کی وجہ سے مجھے اپنے باطن میں لذت وحلاوت محسوس ہوتی تھی۔ پھر ایک دن میرے ماموں نے فرمایا:

''اے سہل! جس شخص کے ساتھ اللہ ہو اور وہ اسے دیکھ بھی رہا ہو، اور اس پر گواہ بھی ہو، کیا وہ شخص اللہ کی نافرمانی کرے گا؟ اس لیے معصیت اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو۔''

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میں نے بچپن میں خلوت اختیار کی تو گھر والوں نے مدرسہ میں بھیج دیا۔ میں نے کہا:

''مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے غم اور افکار منتشر نہ ہونے لگیں۔ لہٰذا میں معلم کے پاس اس شرط پر جانے لگا کہ تھوڑی دیر جاؤں گا اور پھر واپس پلٹ آؤں گا۔''

چنانچہ میں مدرسہ گیا اور چھ سات برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور میں سال بھر روزہ رکھتا اور جو کی روٹی کھاتا یہاں تک کہ میری عمر بارہ سال ہو گئی۔

Marfat.com

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"جب میری عمر تیرہ برس کی ہوگئی تو ایک مسئلہ کے درپیش ہونے کے سلسلہ میں گھر والوں سے میں نے درخواست کی کہ مجھے بصرہ بھیج دیں، تاکہ اس مسئلہ کو دریافت کر سکوں۔ چنانچہ میں نے بصرہ پہنچ کر وہاں کے علماء سے وہ مسئلہ دریافت کیا۔ کسی سے مجھے تسلی بخش جواب نہ ملا تو میں عبادان (خلیج عربی پر واقع ایک جگہ) کی طرف نکل گیا۔ وہاں شیخ ابو حبیب حمزہ بن عبداللہ العبادانی سے ملا۔ انہوں نے اس مسئلہ کا جواب دیا۔ ایک مدت تک میں ان کے پاس رہا۔ ان کے کلام سے میں بہت فائدہ حاصل کرتا رہا اور ان کے آداب کو میں نے اپنا لیا۔"

شیخ سہل تستری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"کافی عرصہ شیخ ابو حبیب علیہ الرحمۃ کے پاس ٹھہرنے کے بعد میں تستر لوٹ آیا اور اپنی خوراک کو بہت زیادہ کم کر دیا۔ اس طرح کہ ایک درہم کا جو خرید لیا جاتا اسے پیس لیا جاتا اور روٹی پکا لی جاتی اور میں ہر رات صرف اوقیہ بھر روکھی روٹی سے جس کے ساتھ نہ نمک ہوتا اور نہ سالن افطار کرتا۔ چنانچہ میرے لئے ایک درہم سال بھر کے لئے کافی ہوتا۔ اس کے بعد میں نے تین راتوں کے بعد افطار کرنے کا عزم کر لیا' پھر بڑھاتے بڑھاتے پانچ کیا' پھر سات' پھر پچیس۔ اسی طرح میں نے بیس سال گزارے۔"

شیخ فرماتے ہیں:

"کئی سال مجاہدہ کرنے کے بعد میں نے کئی سال سیر و سیاحت میں گزارے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"سیر و سیاحت سے جب دل اچاٹ ہوگیا تو میں تستر لوٹ آیا اور اب میں رات بھر قیام میں رہتا ہوں۔"

نصر بن احمد سے منقول ہے کہ شیخ سہل تستری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"ہر وہ کام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے بغیر کیا جائے، خواہ وہ عبادت ہو یا معصیت وہ نفس پرستی ہے۔ اور اسی طرح ہر وہ فعل آدمی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں کرے وہ نفس کے لئے عذاب ہے۔"

شیخ عبدالرحمن دارانی:

شیخ ابو سلیمان عبدالرحمن بن عطیہ دارانی علیہ الرحمۃ کیونکہ داران کے رہنے والے تھے جو کہ دمشق کی ایک بستی ہے اس لیے آپ کو دارانی کہا جاتا ہے۔ شیخ دارانی علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۱۵ ہجری میں ہوا۔

شیخ احمد بن ابی الحواری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز شیخ ابو سلیمان دارانی کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ شیخ گریہ کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا:

"گریہ کا سبب کیا ہے۔؟"

شیخ دارانی نے فرمایا کہ احمد! میں کیوں نہ گریہ کروں؟ حالانکہ جب رات پر تاریکی چھا جاتی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں تو ہر حبیب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں چلا جاتا ہے اور اہل محبت اپنے پاؤں پھیلا لیتے ہیں

Marfat.com

اور ان کے رخساروں پر آنسو آجاتے ہیں اور محرابوں میں قطرے گرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ توجہ فرماتا ہے اور حضرت جبرائیل سے فرماتا ہے:

''اے جبرائیل! جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرتے ہیں اور میرے ذکر سے راحت وسکون محسوس کرتے ہیں وہ میری نگاہ میں ہیں۔ ان کی خلوت گاہوں میں میں ان کو دیکھتا ہوں، ان کی آہ وزاری سنتا ہوں اور رونے کو دیکھتا ہوں۔ اے جبرائیل! تو پکار کر کیوں نہیں پوچھتا کہ یہ رونا کیسا؟ کیا کبھی کوئی حبیب اپنے محبوب کو عذاب دیتا ہے۔؟ میرے لئے کیا یہ مناسب ہے کہ میں ان لوگوں کی گرفت کروں جو رات ہوتے ہی میرے آگے چاپلوسی کرتے ہیں۔؟ مجھے اپنی ذات کی قسم! جب یہ لوگ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو ان کے لیے اپنے وجہ (چہرہ۔ جس طرح اس کی شان کے لائق ہے) سے پردہ اٹھاؤں گا تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں اور میں انہیں دیکھ لوں۔''

شیخ دارانی کا فرمان ہے:

''جو دل دنیا کا ٹھکانہ بن جاتا ہے آخرت وہاں سے کوچ کر جاتی ہے۔''

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوسلیمان دارانی نے فرمایا:

''بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ میرے قلب پر صوفیاء کے نکات معرفت وارد ہوتے ہیں، اور کئی دنوں تک ایسا عمل ہوتا رہتا ہے، مگر جب تک کتاب وسنت کے دونوں عادل گواہ اس کی تائید نہ کریں میں انہیں قبول نہیں کرتا۔''

شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''خواہشات نفس کی مخالفت کرنا بہترین عمل ہے۔''

شیخ احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ شیخ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''جو دن کے وقت کوئی نیک کام کرے گا اسے اسی رات جزا دیدی جاتی ہے اور جو رات کو کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اسے دن میں جزا دیدی جاتی ہے اور جو صدق دل سے خواہشات کو چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ ان خواہشات کو اس کے دل سے نکال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ مہربان ہے کہ وہ کسی دل کو اس کی اس خواہش کی وجہ سے عذاب دے جو اللہ کی خاطر ترک کی گئی ہو۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''ہر چیز کی نشانی ہوتی ہے اور رسوائی وذلت کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ کرنا چھوڑ دیا جائے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''ہر چیز کا زنگ ہوتا ہے اور قلوب کا زنگ پیٹ بھر کر کھانا ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''ہر وہ چیز منحوس ہے جو اللہ سے غافل کر دے، خواہ وہ گھر بار ہو یا اولاد۔''

شیخ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں سخت سردیوں کی ایک رات میں مصروف عبادت تھا۔ سخت سردی سے میں بے چین ہو گیا۔ دعا کرتے ہوئے میں نے ایک ہاتھ سردی کی وجہ سے چادر میں چھپا لیا اور

Marfat.com

دوسرا ہاتھ پھیلائے رکھا۔ اسی دوران مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا جس پر ہاتف کی آواز آئی:

''اے ابوسلیمان! ہم نے اس ہاتھ میں کچھ رکھ دیا ہے جو اسے مل گیا ہے۔ اگر دوسرا ہاتھ بھی ہوتا تو اس میں بھی کچھ رکھ دیتے۔''

شیخ فرماتے ہیں:

''اس وقت میں نے قسم کھائی کہ ہمیشہ دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگا کروں گا، چاہے گرمی ہو یا سردی۔''

شیخ دارانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''میں ایک مرتبہ اپنا وظیفہ کیے بغیر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک حور مجھے کہہ رہی ہے: کیا تو سو رہا ہے؟ حالانکہ مجھے تمہارے لئے پانچ سو سال سے ان خیموں میں پرورش کیا جا رہا ہے!''

شیخ حاتم اصم:

شیخ ابوعبدالرحمٰن حاتم بن علوان علیہ الرحمۃ انہی مشہور صوفیاء کرام اور اولیائے عظام میں سے ہیں۔ شیخ کو حاتم بن علوان اور حاتم بن یوسف الاصم بھی کہا جاتا ہے۔ شیخ ملک خراسان کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''میں ایک جنگ میں تھا تو مجھے ایک ترکی نے پکڑ کر قتل کرنے کے لئے لٹا دیا۔ مجھے کسی قسم کی فکر نہ ہوئی، بلکہ میں منتظر تھا کہ دیکھوں اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کیا حکم فرماتا ہے۔ ابھی وہ اپنے موزے میں سے چھری نکال رہا تھا کہ اچانک ایک تیر لگا اور وہ وہیں چت ہو گیا۔''

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''جو آدمی اہل تصوف میں داخل ہونا چاہے اس میں موت کی چاروں خصلتیں پائی جانی چاہئیں: سفید موت یعنی بھوک۔ سیاہ موت یعنی مخلوق کی طرف سے اذیت برداشت کرنا۔ سرخ موت یعنی خواہشات کی مخالفت میں ایسا دل جو ہر قسم کے کھوٹ سے پاک ہو۔ سبز موت یعنی کپڑوں پر پیوند لگانا حتیٰ کہ پیوند پر پیوند لگانا۔''

شیخ حاتم اصم علیہ الرحمۃ شیخ شقیق بلخی علیہ الرحمۃ کے شاگرد اور شیخ احمد بن خضرویہ علیہ الرحمۃ کے استاد تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ ابوعبدالرحمٰن حاتم اصم دراصل بہرے (اصم) نہ تھے' ایک دن جان بوجھ کر بہرے بنے' پھر ان کا یہی نام پڑ گیا۔

استاد ابوعلی دقاق علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک خاتون شیخ حاتم اصم سے ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی۔ اتفاقاً اس وقت اس کی ہوا خارج ہو گئی جس سے وہ شرمندہ ہو گئی۔ شیخ حاتم اصم علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''اور بلند آواز سے کہو۔''

ایسا ظاہر کیا جیسا کہ آپ بہرے ہیں۔ وہ خاتون بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ آپ نے آواز نہیں سنی۔ اسی وجہ سے انہیں اصم (بہرہ) کہا جانے لگا۔

شیخ حامد اللفاف کہتے ہیں کہ شیخ حاتم اصم علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا:

''آپ کیا چاہتے ہیں؟''

Marfat.com

فرمایا:

"دن چڑھنے سے لے کر رات ہونے تک عافیت چاہتا ہوں۔"

پھر پوچھا گیا:

"کیا تمام دن عافیت کے دن نہیں ہوتے؟"

فرمایا:

"میرا عافیت کا دن وہ ہوتا ہے، جس میں میں اللہ کی نافرمانی کی کوئی بات نہ کروں۔"

حامد اللفاف کہتے ہیں کہ شیخ حاتم اصم علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"ہر روز مجھے شیطان کہتا ہے: تو کیا کھائے گا؟ کیا پہنے گا؟ اور کہاں رہے گا؟ میں جواباً کہتا ہوں: موت کھاؤں گا، کفن پہنوں گا اور قبر میں رہوں گا۔"

شیخ محمد بن المنکدر ر:

شیخ محمد بن المنکدر ر کے صاحبزادہ نے بیان کیا ہے کہ یمن کے لوگوں میں سے ایک شخص نے ان کے والد کے پاس اسی دینار امانت رکھی، خود جہاد کے ارادہ سے روانہ ہو گیا اور یہ کہہ گیا:

"اگر آپ کو خرچ کی ضرورت پڑے تو خرچ کر لیجئے! جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا میں واپس آؤں۔"

کہتے ہیں کہ یہ شخص چلا گیا۔ ادھر اہل مدینہ پر قحط آ پڑا اور بہت سخت قحط پڑا۔ والد صاحب نے ان دیناروں کو نکال کر تقسیم کر دیا۔ کچھ مدت ہی گزری تھی کہ وہ شخص آ گیا اور اپنا مال طلب کیا۔ والد صاحب نے فرمایا:

"کل میرے پاس آنا۔"

یہ کہہ کر خود رات بھر مسجد نبوی میں رہے۔ کبھی مرقد مبارک کو اور کبھی ممبر شریف کو لپٹتے۔ صبح قریب ہو گئی تو اندھیرے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا:

"اے محمد! لو!"

انہوں نے ہاتھ بڑھایا تو ایک تھیلی دی جس میں اسی دینار تھے۔ اگلے روز وہ شخص آیا اور آپ نے یہ دینار اس کو دیدیے۔

شیخ یحییٰ بن معاذ رازی:

شیخ ابو ذکریا یحییٰ بن معاذ رازی الواعظ علیہ الرحمۃ کا تعلق اسی جماعت صوفیاء سے ہے۔ آپ یگانہ روزگار تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ کے اقوال رجاء (امید) اور معرفت پر مبنی ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ بلخ چلے گئے اور مدت تک وہیں ٹھہرے رہے۔ آپ علیہ الرحمۃ بلخ بہت عرصہ رہنے کے بعد نیشاپور چلے آئے اور یہیں پر ۲۵۸ ہجری میں وصال پایا۔

شیخ علی بن محمد فرماتے ہیں کہ شیخ یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"گنہگاروں کا تمہارے (اعمال صالحہ کرنے والے لوگوں کے) بارے میں یہ کہنا کہ تم نیک ہو، باعث عیب ہے اور ان کا تم سے اظہار محبت کرنا بھی تمہارے لیے معیوب ہے۔ جو تمہارا محتاج ہے وہ تمہارے نزدیک حقیر ہے۔"

Marfat.com

شیخ احمد بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ شیخ یحییٰ بن معاذ رازی الواعظ نے فرمایا:
"جس شخص میں ورع نہیں وہ زاہد کیسے ہو سکتا ہے؟ جو چیز تمہاری نہیں اس سے پرہیز کرو۔ پھر جو چیز تمہاری ہے اس سے زہد اختیار کرو۔"
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
"تین چیزوں کا نام زہد ہے۔ پہلی: قلت، دوسری خلوت اور تیسری بھوک۔"
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
"اگر کوئی شخص لحہ بہ لحہ اپنے آپ کو ایسے کاموں میں مصروف رکھے جو اس کے لیے بہتر ہوں تو اس کے لیے اس سے بڑھ کر کسی اور چیز میں فائدہ نہیں ہو سکتا۔"
شیخ یحییٰ رازی علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ بلخ میں مجمع عام سے خطاب فرمایا، جس میں آپ نے ثروت کو فقر پر ترجیح دی (کیونکہ زکوٰۃ، صدقات، حج اور انفاق فی سبیل اللہ اہل ثروت ہی کر سکتے ہیں نہ کہ فقراء) پھر انہیں تیس ہزار درہم بطور تحفہ دیئے گے۔ یہ دیکھ کر ایک صوفی نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ اس مال میں برکت نہ دے۔"
شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
"توابین کا بھوکا رہنا تجربہ کے طور پر ہوتا ہے۔ زاہدین کا بھوکا رہنا سیاست نفس کے طور پر ہوتا ہے اور صدیقین کا بھوکا رہنا کرامت کا موجب بنتا ہے۔"
شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
"وقت کا ہاتھ سے نکل جانا موت سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے، کیونکہ وقت کے فوت ہو جانے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق ٹوٹتا ہے اور موت کی وجہ سے مخلوق سے۔"
شیخ رازی نیشاپور جا رہے تھے کہ دوران سفر ایک چور نے آپ کا مال چرا لیا۔
شیخ حسین بن علویہ کہتے ہیں کہ شیخ یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
"جس نے چھپ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ اعلانیہ طور پر اس کو ذلیل کر دے گا۔"

شیخ احمد بن خضرویہ بلخی:

شیخ ابو حامد احمد بن خضرویہ بلخی علیہ الرحمۃ خراسان کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ ابو تراب نخشبی کی صحبت میں رہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نیشاپور پہنچ کر ابو حفص کی زیارت کے لیے گئے اور پھر ابو یزید بسطامی کی زیارت کی غرض سے بسطام (نیشاپور کے راستے میں دامغان کے بعد ایک بہت بڑا شہر) کو چلے گئے۔ آپ علیہ الرحمۃ کڑیل جوان تھے۔
شیخ محمد بن حامد کہتے ہیں کہ بوقت وصال شیخ ابو حامد احمد بن خضرویہ بلخی علیہ الرحمۃ کے ذمے سات سو دینار قرض تھا۔ قرض خواہ بھی اس وقت موجود تھے۔ شیخ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا:
"اے اللہ! تیری طرف سے مالداروں کے لئے رہن کو دستاویز قرار دے دیا گیا ہے اور تو (قیامت کے

Marfat.com

دن) دستاویزان سے لے گا۔ لہٰذا میرا قرض ادا کردے۔"

اسی وقت کسی نے دستک دی اور کہا:

"احمد کے قرض خواہ کہاں ہیں؟"

پھر اس نے مال وزر قرض خواہوں کو دے دیا اور شیخ احمد بن خضرویہ کا تمام قرض ادا کر دیا۔ اس کے بعد ان کی روح نکل گئی۔

شیخ احمد بن خضرویہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"کوئی نیند غفلت کی نیند سے بڑھ کر نہیں اور نہ خواہش نفس سے بڑھ کر کوئی اور غلامی انسان پر قابو رکھتی ہے۔ اگر غفلت کا بوجھ تم پر نہ ہو تو تمہاری خواہشات تم پر کبھی غالب نہیں آسکتیں۔"

شیخ ابو حفص علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"میں نے احمد بن خضرویہ سے بڑھ کر نہ کسی کو باہمت دیکھا اور نہ ہی سچے حال والا پایا۔"

شیخ ابو حامد احمد بن خضرویہ بلخی علیہ الرحمۃ کے بارے میں شیخ ابا یزید بسطامی فرمایا کرتے تھے:

"احمد بن خضرویہ ہمارے استاذ ہیں۔"

شیخ محمد بن حامد کہتے ہیں:

"شیخ احمد بن خضرویہ کے وقت نزع کے وقت میں ان کے پاس حاضر تھا۔ اس وقت ان کی عمر پچانوے برس تھی۔ اس کیفیت میں ان کے کسی ارادت مند نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا:

"بیٹا! پچانوے سال سے میں ایک دروازہ کھٹکھٹا تا رہا تھا اور اب وہ کھلنے کو ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کا کھلنا میرے لیے سعادت مندی کا سبب ہوگا یا بدبختی کا۔ میرے پاس اب جواب دینے کا وقت کہاں؟"

شیخ احمد بن ابی الحواری:

شیخ ابو الحسین احمد بن ابی الحواری دمشق کے رہنے والے تھے۔ آپ نے کافی عرصہ شیخ ابو سلیمان دارانی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں گزارا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۳۰ ہجری میں ہوا۔

شیخ سعید بن عبدالعزیز الحلبی کہتے ہیں کہ شیخ احمد ابی الحواری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"جس آدمی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اطاعت کے بغیر کوئی کام کیا اس کا وہ کام باطل و گناہ ہے۔"

شیخ احمد بن الحواری کا فرمان ہے:

"رونے کا سب سے بہتر وقت وہ ہے جس وقت انسان نے وہ عمل کیا ہو جو شریعت کے خلاف ہو۔"

شیخ سعید بن عبدالعزیز الحلبی کہتے ہیں کہ شیخ احمد ابی الحواری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"بندہ کو غفلت اور سنگدلی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی سخت چیز میں مبتلا نہیں کیا جاتا۔"

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

"احمد بن ابی الحواری ملک شام کی خوشبو ہیں۔"

شیخ سعید بن عبدالعزیز الحلبی کہتے ہیں کہ شیخ احمد ابی الحواری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"جو کوئی دنیا سے محبت کرتا ہے اور مالِ دنیا کی آرزو رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے نورِ یقین اور زہد نکال دیتا ہے۔"

شیخ ابوتراب نخشی:

شیخ ابوتراب نخشی علیہ الرحمۃ کو شیخ حاتم اصم علیہ الرحمۃ اور حضرت ابوحاتم عطار مصری علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ ۲۴۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ علیہ الرحمۃ کو جنگل میں درندے نے نوچ لیا جس کی وجہ سے آپ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

شیخ یوسف بن حسین علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ شیخ ابوتراب نخشی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"میرے دل نے مجھ سے کبھی کسی بھی چیز کی تمنا نہیں کی، البتہ ایک دفعہ میں سفر میں تھا کہ مجھے روٹی اور انڈے کی تمنا ہوئی۔ میں راستے سے بستی کی طرف گیا۔ اچانک ایک آدمی مجھ سے لپٹ گیا اور اپنے پاس کھڑے داروغہ سے کہنے لگا: یہ چوروں کے ساتھ تھا۔ پس انہوں نے مجھے پکڑا اور مجھے ستر لاٹھیاں ماریں۔ وہیں پاس ہی ایک صالح آدمی کھڑا تھا، یہ ماجرا دیکھ کر وہ چیخنے چلانے لگا اور کہنے لگا: یہ تو ابوتراب نخشی ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور مجھ سے معذرت کی۔ وہ صالح آدمی مجھے اپنے گھر لے گیا اور میرے سامنے روٹی اور انڈہ رکھا۔ میں نے اپنے نفس سے کہا: اب یہ کھاؤ ستر لاٹھیاں کھانے کے بعد۔"

شیخ ابن الجلاء علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شیخ ابوتراب نخشی علیہ الرحمۃ کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے اس حالت میں کہ وہ بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا:

"اے شیخ! آپ نے کھانا کہاں کھایا؟"

شیخ نخشی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"ایک لقمہ بصرہ سے، ایک مقام حاج سے اور ایک یہاں مکہ سے۔"

حضرت ابن جلاء علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"میں چھ سو صوفیاء کی صحبت میں رہا ہوں، لیکن ان میں سے چار کی مثل کسی سے ملاقات نہیں ہوئی، جن میں پہلے شیخ ابوتراب نخشی ہیں۔"

حضرت نخشی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"فقیر کا کھانا وہ ہے جو اسے میسر آجائے، اس کا لباس وہ ہے جو اس کا جسم ڈھانپ دے اور اس کی رہائش وہ ہے جہاں وہ ہے۔"

شیخ اسماعیل بن نجید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شیخ ابوتراب نخشی نے اپنے مصاحبوں سے فرمایا:

"جو پیوند لگا لباس پہنے وہ سائل ہے اور جو اپنی خانقاہ اور مسجد میں بیٹھ گیا وہ بھی سائل ہے اور جس نے قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھا یا یہ کہ لوگوں کو سنانے کے لئے پڑھا وہ بھی (لوگوں کا) سائل ہے۔"

Marfat.com

شیخ اسماعیل بن نجید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شیخ ابوتراب نخشبی کا فرمان ہے:

''میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ میں حرام چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا اور اگر کبھی بڑھاؤں تو وہ حرام کو نہ پا سکے۔''

شیخ شبی علیہ الرحمۃ نے اپنے مصاحبوں میں سے ایک صالح کو دیکھا کہ اس نے کھانے کے لیے ککڑی کا چھلکا پکڑا اور وہ تین دن سے بھوکا تھا۔ شیخ نے فرمایا:

''تم ککڑی کے چھلکے کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہو تمہارے لیے تصوف درست نہیں، بازار میں چلے جاؤ (اور کاروبار کرو)''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جب آدمی ریاکاری سے پاک عمل کرے تو وہ عمل کرنے سے پہلے اس کی چاشنی و لذت پالیتا ہے اور جب وہ اس میں مخلص ہو تو عمل کرتے وقت اس کی مٹھاس اور لذت حاصل کرتا ہے۔''

شیخ اسماعیل بن نجید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شیخ ابوتراب نخشبی جب اپنے دوستوں میں ناپسندیدہ بات دیکھتے تو ان کی عملی کوشش بڑھ جاتی اور نئے سرے سے توبہ کرتے اور فرماتے:

''میری بدقسمتی سے ان لوگوں کو ادھر دھکیلا گیا جس طرف ان کو دھکیلا گیا کیونکہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((له معقبت من بين يديه و من خلفه يحفظونه من امر الله ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغير و اما بانفسهم واذا اراد الله بقوم سوءًا فلا مرد له وما لهم من دونه من وال))

(سورۃ الرعد، آیت نمبر 11)

''ہر انسان کے لیے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کے آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ذلیل کرنا چاہے تو وہ ذلت پھر نہیں سکتی اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں۔''

شیخ ابوالحسن الثالث:

ایک دن دعوتِ ولیمہ تھی جس میں شرکت کے لیے خلیفوں کی اولاد آئی ہوئی تھی۔ بہت سے لوگ اُن کی تعظیم کے لیے جمع تھے۔ اس مجلس میں ایک ایسا نوجوان بھی موجود تھا جو طریقہ ادب و آداب سے بالکل عاری تھا۔ ٹیں ٹیں باتیں کرتا اور ہنستا۔ حضرت امام عسکری نے اپنا چہرۂ انور اس کی طرف کر کے فرمایا:

''تم ہنسی کے گول گپے کیوں بنے جاتے ہو؟ تمہیں اللہ کا ذکر بھول گیا ہے؟ یاد رکھو! تم تین دن کے بعد اہل قبور میں سے ہو گے۔''

یہ سن کر وہ نوجوان اس بے ادبی سے باز آ گیا، لیکن جب کھانا کھایا تو بیمار ہو گیا اور تیسرے دن فوت ہو گیا۔

ایک مرتبہ اہل سامرہ کے ہاں دعوتِ ولیمہ تھی، ان میں سے ایک لڑکا ایسا تھا جو بے ادب تھا اور مجلس میں بیہودہ گوئی کرتا تھا۔ امام عسکری کی عزت کرنے سے بھی عاری تھا۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"یہ شخص اس کھانے سے کچھ نہ کھا سکے گا۔اس کے کپڑوں سے یہ پتہ چل جائے گا کہ زندگی اس پر تلخ ہو چکی ہے۔"

کھانا آیا تو اس شخص نے کچھ کھانے کے لیے ہاتھ دھوئے، لیکن اس کا غلام روتا ہوا اندر آ کر کہنے لگا:

"تمہاری ماں چھت سے گر کر مر گئی ہے۔جلدی کیجئے! وہاں چلئے تاکہ اسے زندہ دیکھ سکو۔"

وہ شخص بغیر کھانا کھائے اُٹھ کر چل دیا۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میرے ساتھ سفر میں میرا بچہ تھا۔میں نے امام عسکری کی خدمت میں دعا کی غرض سے عرض کی کہ میرے بچے کے ہاں بھی بچہ پیدا ہو۔آپ نے فرمایا:

"جب بچہ پیدا ہو تو اس کا نام "محمد" رکھنا۔"

بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام محمد رکھا گیا۔

ایک شخص نے اپنے بچے کے ہاں لڑکا پیدا ہونے کے لئے التجاء کی۔امام عسکری نے فرمایا:

"لڑکی کئی لڑکوں سے اچھی ہوتی ہے۔"

چنانچہ اس کے ہاں پیدا ہوئی۔

متوکل کے گھر بہت سے پرندے تھے جن کی چہچہاہٹ سے کسی کو کسی کی بات کی سمجھ نہ آتی تھی، لیکن حضرت عسکری جس وقت بھی اس کے ہاں جاتے تو پرندے خاموش ہو جاتے اور جب گھر سے باہر آتے تو وہ بولنا شروع کر دیتے۔

ایک ہندوستانی شعبدہ باز متوکل کے ہاں آیا ہوا تھا جو عجیب وغریب شعبدے دکھاتا تھا۔ایک دن متوکل نے اسے کہا:

"اگر تم محمد بن علی (امام عسکری) کو شرمندہ وخجل کر دو تو تمہیں ایک ہزار دینار دوں گا۔"

شعبدہ باز نے کہا:

"اچھا چند پتلی پتلی روٹیاں دستر خوان پر رکھ دو اور مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو۔"

خلیفہ نے ایسا ہی کیا۔حضرت عسکری نے روٹی پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔شعبدہ باز نے ایک ایسا عمل کیا جس کے اثر سے روٹی اُٹھ کر حضرت عسکری سے دور چلی جاتی۔اس نے اس طرح تین بار عمل کیا جس سے اہل مجلس ہنسنے لگے۔اسی مسجد میں ایک قالین تھا جس پر شیر کی شکل کھنچی ہوئی تھی۔حضرت عسکری نے اس شیر کو اشارہ کیا:

"اسے پکڑ لو۔!"

وہ کھال شکل سچ مچ کا شیر بن گئی۔پھر اس شعبدہ باز پر جست لگائی اور اسے زمین میں گاڑ دیا اور پھر اسی قالین پر واپس چلا گیا۔متوکل نے ہر چند عرض کی کہ آپ شعبدہ باز کو زمین سے نکال لیں مگر آپ نے عرض قبول نہ کی اور فرمایا:

"اللہ کی قسم! تم اب اس شعبدہ باز کو پھر نہ دیکھو گے۔"

لہٰذا وہ مجلس سے باہر آ گیا اور اس کے بعد اسے کسی نے نہ دیکھا۔

ایک بار خلیفہ متوکل بیمار ہو گیا، اس کے جسم پر پھوڑا نکل آیا جس کے علاج ومعالجہ سے اطباء عاجز آ گئے۔خلیفہ کو

Marfat.com

موت نظر آنے لگی۔ ایک دن فتح بن خاقان جو خلیفہ کے مقربین میں سے تھا، کہنے لگا:

''کسی کو حضرت عسکری کے پاس بھیجو! شاید! وہ کوئی ایسی چیز جانتے ہوں جو منفعت بخش ثابت ہو۔''

چنانچہ ایک شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ آپ نے فرمایا:

''فلاں چیز کو اس کے زخم پر رکھ دو! ان شاء اللہ تعالیٰ! نفع آور ثابت ہوگی۔''

مجوزہ چیز کو متوکل کے پاس لایا گیا تو حاضرین ٹھٹھا مخول کرنے لگے۔ فتح بن خاقان کہنے لگا:

''تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے؟ لاؤ وہ چیز۔''

خادموں نے حضرت عسکری کی فرمودہ دوائی حاضر کی جسے پھوڑے پر رکھ دیا گیا۔ بس رکھنے کی دیر تھی کہ پھوڑا بہنے لگا اور تمام گندا مادہ خارج ہو گیا۔ متوکل کی صحت یابی کی خبر اس کی ماں کے گوش گزار کر دی گئی جس نے دس ہزار دینار ایک ہمیانی میں بند کیے، اس پر مہر لگائی اور حضرت امام عسکری کی خدمت میں بھیج دی۔ متوکل کو صحت کاملہ مل گئی۔

اس واقعہ سے چند روز بعد متوکل سے کسی نے شکایت کی کہ حضرت عسکری کے پاس بہت سا مال و دولت اور اسلحہ ہے۔ متوکل نے اپنے دربان سعید سے کہا:

''تمہیں حضرت عسکری کے گھر آدھی رات کے وقت گھس جانا چاہیے اور جو مال و دولت اور اسلحہ ہاتھ لگے قبضہ میں لے کر یہاں لے آنا چاہیے۔''

سعید حاجب کا بیان ہے کہ میں سیڑھی اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ جب آدھی رات کے وقت میں نیچے اترا تو گھر بالکل تاریک تھا اور مجھے پتہ نہیں چلتا تھا کہ میں کہاں جاؤں۔ اچانک اندر سے آواز آئی:

''اے سعید! اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ میں دیا لاتا ہوں۔''

کچھ وقفہ کے بعد دیا لایا گیا تو میں نیچے اتر کر آپ کے پاس چلا گیا۔ دیکھا کہ آپ پشم کے لباس میں ملبوس ہیں، سر پر اون کا کلاہ ہے اور ٹاٹ کے مصلیٰ پر قبلہ رُو بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''تمہارے سامنے سب کچھ ہے۔''

میں گھر میں اِدھر اُدھر پھرتا رہا لیکن جن چیزوں کی مخبری ہوئی تھی ان میں سے کوئی چیز نہ مل سکی اور صرف متوکل کی والدہ کی بھیجی ہوئی ہمیانی موجود تھی۔ اس پر اسی طرح مہر موجود تھی اور ایک دوسرے کیسے پر بھی مہر کے نشان تھے۔ پھر آپ نے مصلیٰ اٹھایا تو اس کے نیچے ایک تلوار دیکھی جو میان میں بند تھی۔ میں یہ چیزیں پکڑ کر متوکل کے پاس لے گیا۔ جب متوکل نے ہمیانی پر اپنی ماں کی مہر لگی ہوئی دیکھی تو تمام کوائف دریافت کیے۔ حاضرین کہنے لگے:

''تمہاری بیماری کے دوران میں تمہاری ماں نے منت مانی تھی۔''

متوکل کہنے لگا:

''اسی طرح کی ایک ہمیانی اور کیسہ و شمشیر اس کے ساتھ آپ کو دے کر آؤ۔''

سعید حاجب بیان کرتا ہے کہ جب میں یہ چیزیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ پر شرمندگی اور انفعالیت طاری تھی۔ میں نے عرض کیا:

''میرے آقا! میرے لیے بہت مشکل تھا کہ آپ کے دولت سرا میں بغیر اجازت آ گھسوں، لیکن مجبور تھا مجھے

Marfat.com

حکم ہی ایسا ہوا تھا۔"

آپ نے فرمایا:

((وسیعلمون الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون))

"اور عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کہاں پلٹ کر جاتے ہیں پلٹ کر جانے والے۔"

جب متوکل نے امام عسکری کو مدینہ منورہ سے عراق میں طلب کیا تو آپ سر من رائے میں ایک ایسی جگہ قیام پذیر ہوئے جسے "خان الصعالیک" کہتے تھے۔ یہ قیام گاہ کچھ اچھی نہ تھی۔ آپ کے متوسلین میں سے صالح بن سعید نامی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"اے ابن رسول اللہ! آپ کے قربان جاؤں! یہ گروہ تو آپ کی قدر و منزلت کو پردہ اخفاء میں رکھنے اور آپ کی آب و تاب کو مٹانے کے درپے ہے، اسی لیے آپ کو اس مکان میں قیام کے لیے ٹھہرایا گیا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"اے سعید! تو بھی تو اسی جگہ ہے۔"

چنانچہ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کیا تو نہایت عمدہ قسم کے باغات، بہتی ہوئی ندیاں اور ایسے محلات جن میں باعفت حسین و جمیل عورتیں اور چمکتے دمکتے موتیوں کی طرح چھوٹے لڑکے تھے، ظاہر ہو گئے۔

صالح بن سعید کہتا ہے:

"یہ دیکھ کر میں مغلوبِ حیرت ہو گیا۔"

آپ نے فرمایا:

"اے ابنِ سعید! ہم جہاں بھی ہوں یہ چیزیں ہمارے ساتھ ہوتی ہیں۔ یاد رکھو! ہم خان الصعالیک میں نہیں ہیں۔"

شیخ احمد بن محمد نوری:

شیخ ابو الحسین احمد بن محمد نوری علیہ الرحمۃ مشہور صوفی بزرگ ہیں۔ آپ شہر بغداد میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔ شیخ نوری "بغوی" تھے۔ شیخ نوری علیہ الرحمۃ نے شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ اور شیخ ابن ابی حواری علیہ الرحمۃ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ شیخ علیہ الرحمۃ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ہم عصر تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ۲۹۵ ہجری میں وصال پایا۔ شیخ علیہ الرحمۃ بڑی شان والے صوفی ہیں۔

شیخ نوری علیہ الرحمۃ کے معاملات اور گفتگو بہترین تھی۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

((التصوف ترك كل حظ للنفس))

"حقیقی تصوف یہ ہے کہ نفس کی ہر خواہش کو ترک کر دیا جائے۔"

شیخ نوری علیہ الرحمۃ کا یہ بھی فرمان ہے:

"اس وقت دو چیزیں کمیاب ہیں۔ پہلی: اپنے علم پر عمل کرنے والا عالم۔ دوسری: حقیقت پر مبنی گفتگو کرنے والا عارف۔"

Marfat.com

شیخ مرتعش علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ شیخ ابوالحسین احمد بن محمد نوری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''ایسا آدمی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے جو اسے علم شریعت کی حد سے نکال دیتی ہے تو تم اس کے قریب پھٹکنا بھی نہ۔''

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''شیخ ابوالحسین احمد بن محمد نوری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد کسی کے پاس حقیقت صدق کی خبر نہیں۔''

شیخ ابواحمد مغازلی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے:

''میں نے شیخ ابوالحسین احمد بن محمد نوری علیہ الرحمۃ سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار نہیں دیکھا۔''

سوال کیا گیا:

''شیخ جنید بغدادی بھی نہیں؟''

شیخ مغازلی نے فرمایا:

''نہیں! جنید بغدادی بھی نہیں۔''

شیخ نوری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''گدڑیاں (فقیرانہ لباس) موتیوں (صوفیاء) پر پردے کا کام دیتی تھیں مگر اب تو وہ مردار (بناوٹی صوفیوں) پر گندگی (ریاکاری) کا کام دیتی ہیں۔''

شیخ نوری علیہ الرحمۃ روزانہ اپنے گھر سے باہر تشریف لاتے اور اپنے ساتھ کھانا لے جاتے۔ راستے میں سارے کا سارا کھانا صدقہ کر دیتے۔ پھر ظہر کی نماز تک مسجد میں نوافل ادا کرتے رہتے۔ پھر اپنی دکان کھولتے، اس حالت میں کہ آپ روزہ دار ہوتے۔ آپ کے گھر والے سمجھتے کہ آپ دکان میں کھانا کھا لیتے ہیں اور بازار والے سمجھتے کہ آپ گھر میں کھانا کھا لیتے ہیں۔ بیس برس تک آپ کی یہی حالت رہی۔

شیخ احمد بن یحییٰ جلاء:

شیخ ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ جلاء بغداد کے رہائشی تھے، پھر ''رملہ'' منتقل ہو گئے۔ شیخ علیہ الرحمۃ ملک شام کے اکابرین میں سے تھے۔ شیخ ابن جلاء علیہ الرحمۃ شیخ ابوتراب علیہ الرحمۃ، شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ، شیخ ابوعبید بسری علیہ الرحمۃ اور اپنے والد شیخ یحییٰ جلاء علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔

حضرت ابوعمرو دمشقی کہتے ہیں کہ شیخ ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ جلاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والدین کو عرض کیا:

''آپ مجھے اللہ کے لئے ہبہ کر دیں۔''

انہوں نے کہا:

''ہم تمہیں اللہ کے لیے ہبہ کرتے ہیں۔''

پس میں ایک عرصہ دراز تک ان سے دور رہا۔ جب واپس آیا تو رات کے وقت گھر پہنچا۔ اس رات سخت بارش ہو رہی تھی۔ میں نے گھر کے دروازہ پر دستک دی۔ میرے والد نے پوچھا:

Marfat.com

"کون ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"آپ کا بیٹا "احمد" ہوں۔"

انہوں نے فرمایا:

"ہمارا ایک ہی بیٹا تھا جسے ہم نے اللہ کے لئے ہبہ کر دیا تھا اور ہم اہل عرب ہیں، ہماری عادت ہے کہ جو چیز ہبہ کر دیں اسے واپس نہیں لیا کرتے۔"

پس مجھے گھر میں داخل نہ ہونے دیا گیا۔

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"جس کے ہاں تعریف اور مذمت مساوی ہوں ایسا شخص زاہد ہے۔ فرائض کی ادائیگی ان کے اول (مستحب) اوقات میں کرنے والا عابد ہے۔ تمام افعال کو اللہ کی جانب سے خیال کرنے والا موحد ہے، کیونکہ وہ صرف اللہ کو دیکھتا ہے (کہ ہر چیز کی نسبت اللہ کی طرف کرتا ہے)۔"

شیخ علیہ الرحمۃ وصال کے وقت مسکرائے تو طبیب نے کہا:

"آپ زندہ ہیں۔؟"

پھر اس نے آپ کی نبض دیکھی تو کہا:

"یہ تو وفات پا چکے ہیں۔"

پھر اس نے آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو کہنے لگا:

"مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ یہ وفات پا چکے ہیں یا حیات ہیں۔"

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے معلم کے ساتھ سفر طے کر رہا تھا کہ ہم نے ایک خوبصورت ترین نوجوان دیکھا۔ میں نے عرض کیا:

"اے شیخ! کیا اللہ تعالیٰ اس صورت کو مبتلائے عذاب کرے گا۔؟"

استاذ نے فرمایا:

"تو غیر اللہ کی طرف متوجہ ہوا، تجھے (جلد یا تا دیر) اس کی سزا ضرور ملے گی۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

"اس واقعہ کے بیس سال بعد میں اس عمل کی نحوست کی وجہ سے قرآن مجید بھول گیا۔"

شیخ رویم بن احمد:

شیخ ابو محمد رویم بن احمد شہر بغداد کے رہائشی تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ صوفیاء کے شیوخ میں سے ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے 303 ہجری میں وصال فرمایا۔ شیخ علیہ الرحمۃ فن تجوید و قرأت کے استاذ اور فقہ داؤد (ظاہری) کے بلند پایہ فقیہ تھے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا قول ہے:

Marfat.com

"بندے کی حکمت و دانائی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ احکام میں اپنے بھائیوں کے لئے وسعت پیدا کرتا ہے اور اپنے نفس کے لیے تنگی، کیونکہ دوسروں کے لئے وسعت پیدا کرنا علم کی اتباع کا ذریعہ ہے اور اپنے لیے تنگی کرنا تقویٰ ہے۔"

شیخ ابوعبداللہ بن خفیف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں شیخ ابومحمد رویم بن احمد علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا:

"مجھے نصیحت کیجئے۔"

شیخ نے فرمایا:

"یہ امر (حقیقی تصوف) روح کو بیچ کر ہاتھ آتا ہے، اگر تم اس میں پورے اتر سکتے ہو تو اس گروہ میں داخل ہو جاؤ، بصورت دیگر صوفیوں کے باطل کاموں میں مشغول نہ ہو۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"تمہارا ہر گروہ کی صحبت میں بیٹھنا، صوفیاء کی صحبت میں بیٹھنے سے زیادہ محفوظ ہے، کیونکہ ہر طبقہ ظاہری رسوم کو دیکھتا ہے، لیکن جماعت صوفیاء حقائق ملاحظہ کرتے ہیں۔ تمام مخلوق کو اپنے نفس سے شریعت کا ظاہر مطلوب ہوتا ہے، لیکن جماعت صوفیاء اپنے نفس سے حقیقت تقویٰ اور صدق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ پس جو (جاہل) آدمی جماعت صوفیاء کی صحبت اختیار کرتا ہے اور جو بات صوفیاء کے ہاں پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہوتی ہے اس کی مخالفت کرتا ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے ایمان کی نورانیت ختم فرما دیتا ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں عین دوپہر کے وقت جب سورج آگ بگولا ہوا جا رہا تھا، سخت گرمی تھی، بغداد کے ایک راستے سے گزرا اور مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں نے ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ان سے پانی طلب کیا۔ ایک نوعمر بچی نے دروازہ کھولا، اس کے پاس لوٹا تھا، اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگی:

"یہ صوفی بنا پھرتا ہے، حالانکہ دن کے وقت پانی پیتا ہے (روزہ نہیں رکھتا)۔"

اس واقعہ کے بعد سے میں نے کبھی روزہ ترک نہیں کیا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جب اللہ تعالیٰ آپ کو علم و عمل کی نعمت سے سرفراز فرمائے اور پھر آپ سے علم (کی نعمت) لے لے اور عمل آپ کے پاس چھوڑ دے تو یہ بھی ایک نعمت ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ عمل لے لے اور علم چھوڑ دے تو یہ (بغیر عمل کے علم) مصیبت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ دونوں چیزیں علم و عمل لے لے تو یہ سزا اور عذاب ہے۔"

شیخ محمد بن فضل بلخی:

شیخ ابوعبداللہ محمد بن فضل بلخی علیہ الرحمۃ علاقہ بلخ کے رہائشی تھے اسی لیے بلخی کہلائے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کو بلخ سے جلاوطن کر دیا گیا تو آپ "سمرقند" تشریف لے آئے اور وہیں اقامت اختیار فرمائی۔ شیخ علیہ الرحمۃ کی وفات سمرقند میں ہوئی۔ شیخ بلخی علیہ الرحمۃ شیخ احمد بن خضرویہ علیہ الرحمۃ اور دیگر بہت سے اہل تصوف کی صحبت میں رہے۔ شیخ حضرت ابوعثمان حیری علیہ الرحمۃ شیخ ابوعبداللہ محمد بن فضل بلخی علیہ الرحمۃ کی طرف بہت زیادہ مائل تھے۔ شیخ

Marfat.com

علیہ الرحمۃ ۳۱۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

شیخ ابوبکر بن عثمان علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوعثمان حیری علیہ الرحمۃ نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن فضل بلخی علیہ الرحمۃ کو ایک تحریر بھیجی کہ بدبختی کی علامت کیا ہے؟

شیخ بلخی علیہ الرحمۃ نے جواباً لکھا:

"بدبختی کی تین نشانیاں ہیں۔ پہلی: علم عطا ہو اور عمل سے محرومی ہو۔ دوسری: علم پر عمل کی توفیق ہو لیکن اخلاص سے محرومی ہو۔ تیسری: صلحاء کا قرب میسر ہو لیکن ان کا احترام نصیب نہ ہو۔"

شیخ حیری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ محمد بن فضل بلخی علیہ الرحمۃ لوگوں کے درمیان خرید و فروخت کروانے میں معاون تھے۔ شیخ عبداللہ رازی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ محمد بن فضل بلخی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"قید میں سکون فقط دلوں کی آرزو ہے (کیونکہ قید میں سکون میسر نہیں آسکتا)۔"

شیخ ابوبکر رازی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن فضل بلخی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"ایمان کے ضائع ہونے کے چار اسباب ہیں۔ پہلا: اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔ دوسرا: جس چیز کا علم نہ ہو اس پر عمل کرنا۔ تیسرا: جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو اس کو نہ سیکھنا۔ چوتھا: لوگوں کو علم سیکھنے سے روکنا۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"بندے کا یہ عمل انتہائی تعجب خیز ہے کہ وہ اس لیے جنگل طے کرتا ہے کہ اللہ تک پہنچے اور آثار نبوت دیکھے۔ بندہ اپنے نفس اور خواہش کو عبور کر کے کیوں نہیں آتا تاکہ اپنے قلب تک پہنچ جائے اور اپنے رب کے آثار دیکھے۔؟"

شیخ بلخی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جب تمہارا کوئی ارادت مند طلب دنیا میں لگ جائے تو یہ تمہارے دنیادار ہونے کی نشانی ہے۔"

شیخ بلخی علیہ الرحمۃ سے زہد سے متعلق سوال ہوا تو آپ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا:

"زہد یہ ہے کہ آدمی دنیا کو کوتاہ نظر سے دیکھے اور اپنے آپ کو بلند، ظریف اور شریف سمجھ کر اسے ترک کر دے۔"

شیخ علی بن سہل اصبہانی:

شیخ ابوالحسن علی بن سہل اصبہانی علیہ الرحمۃ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ہم زمانہ ہیں۔ جب شیخ عمرو بن عثمان مکی علیہ الرحمۃ کے ذمہ تیس ہزار درہم کا قرض واجب الاداء ہوگیا تو شیخ ابوالحسن علی بن سہل اصبہانی علیہ الرحمۃ نے ان کی طرف سے ادائیگی کر دی۔ شیخ اصبہانی علیہ الرحمۃ شیخ ابوتراب نخشبی علیہ الرحمۃ اور اس طبقہ کے دیگر صوفیاء کے صحبت میں رہے۔

شیخ اصبہانی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"عبادت کے لیے جلدی کرنا توفیق کی نشانی ہے اور گناہوں سے رک کے رہنا اچھی رعایت کی۔ اسرار و رموز کی رعایت بیداری کی علامت ہے۔ دعووں کا اظہار بشری حمایت ہے۔ جس آدمی کا آغاز درست نہ ہو اس کا

Marfat.com

انجام درست کیسے ہو سکتا ہے۔؟

شیخ ابن محمد جریری:

شیخ ابومحمد بن محمد بن حسین جریری علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے متعلمین میں سے تھے۔ شیخ جریری علیہ الرحمۃ شیخ سہل بن عبداللہ کی صحبت میں رہے۔ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد شیخ جریری علیہ الرحمۃ ہی ان کی مسند پر بیٹھے۔ آپ اس جماعت صوفیاء کے علوم کے عالم تھے۔ شیخ جریری علیہ الرحمۃ نے ۳۱۱ ہجری میں وصال پایا۔

شیخ احمد بن عطاء روذباری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابومحمد بن محمد جریری علیہ الرحمۃ نے ہبیر کے سال وصال پایا۔ وصال کے ایک سال بعد میں آپ کی قبر انور سے گزرا تو دیکھا کہ آپ تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے گھٹنے چھاتی کے ساتھ لگے ہوئے تھے اور آپ اپنی انگلی سے اللہ کی بلندی وعلو کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

"جو آدمی نفس سے مغلوب ہو گیا، اسیر خواہشات ہو گیا اور خواہش کے قید خانے میں قید ہو گیا۔ نیز اللہ نے اس کے دل پر فوائد (کا فیضان) حرام کر دیا۔ پس وہ اللہ کے کلام سے راحت حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے آراستہ ہو سکتا ہے، اگرچہ وہ کلام ربانی کو اپنی زبان سے بار بار پڑھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((ساصرف عن ایتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق))

(سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۴۶)

"عنقریب میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔"

شیخ جریری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"فروع پر عمل کر کے اصول کو دیکھا جا سکتا ہے اور فروع کی تصحیح ان کو اصل پر پیش کرنے سے ہوتی ہے اور مشاہدہ واصول کے مقام تک رسائی اسی وقت ہے جب ان واسطوں اور فروع کی تعظیم ہو جن کی تعظیم کا اللہ نے حکم دیا ہے۔"

شیخ احمد بن محمد آدمی:

شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء آدمی علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ بہت اعلیٰ درجے کے صوفی اور عالم تھے، حتیٰ کہ شیخ خراز آپ کو عظیم شان وشوکت والا قرار دیتے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ شیخ ابراہیم مارستانی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ۳۰۹ ہجری میں وفات پائی۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جس آدمی نے اپنے آپ پر آداب شریعت کو لازم قرار دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو نور معرفت سے منور کر دیتا ہے۔ محبوب الٰہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام، افعال اور اخلاق کی اتباع سے زیادہ عزت و شرف والا کوئی کام نہیں۔"

Marfat.com

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"بندے کا اپنے رب سے غافل رہنا سب سے بڑی غفلت ہے۔ آداب بندگی سے غفلت یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے اوامر ونواہی سے غافل رہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"اگر آپ سے کوئی سوال کرتا ہے تو آپ اسے علم کے صحرا میں ڈھونڈو۔ اگر یہاں اس کا جواب نہ ملے تو پھر حکمت کے میدان میں اسے ڈھونڈو اور اگر یہاں بھی نہ ملے تو توحید کے ذریعے اس کو پرکھو اور اگر ان تینوں جگہوں پر اس کا جواب نہ ملے تو یہ شیطانی سوال ہے، اس لیے اسے شیطان کے چہرے پر مارو (اس کا جواب مت دو۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تعوذ پڑھو)۔"

شیخ ابراہیم بن احمد الخواص:

شیخ ابواسحاق ابراہیم بن احمد خواص علیہ الرحمۃ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ اور شیخ نوری علیہ الرحمۃ کے ہم زمانہ ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ توکل اور ریاضت کے حامل صوفی تھے۔ شیخ خواص علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۹۱ ہجری میں مقام داس میں ہوا۔ وفات کا سبب پیٹ کی بیماری تھی۔ آپ کے پیٹ میں تکلیف رہتی تھی۔ جب بھی اٹھتے وضو کر کے مسجد میں جاتے اور دو رکعات نفل ادا کرتے۔ ایک مرتبہ وضو کرنے کے لیے گئے تو وصال پا گئے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جو شخص علم کی پیروی کرتا ہے اس پر عمل کر کے اور سنت کی اتباع کر کے، اگرچہ اس کے پاس علم بہت ہی کم ہی کیوں نہ ہو، وہ صاحب علم ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"قلب کا علاج پانچ اشیاء میں ہے۔ پہلی: غور وفکر کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت۔ دوسری: شکم کو خالی رکھنا۔ تیسری: قیام اللیل۔ چوتھی: سحری کے وقت گریہ۔ پانچویں: صحبت صالحین۔"

شیخ محمد عبداللہ بن محمد خراز:

شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد خراز علیہ الرحمۃ "رے" کے باشندے تھے۔ بعد میں مکۃ المکرمہ میں مقیم ہو گئے۔ شیخ خراز علیہ الرحمۃ شیخ ابوحفص علیہ الرحمۃ اور شیخ ابوعمران کبیر علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ آپ نہایت پرہیزگار لوگوں میں سے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ۳۱۰ ہجری میں وفات پائی۔

شیخ دقی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میں شیخ عبداللہ خراز علیہ الرحمۃ کے پاس گیا۔ اس وقت میں نے چار دنوں سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ شیخ نے مجھ سے فرمایا:

"ایک آدمی چار دن بھوکا سے گزارتا ہے اور پھر وہ بھوک بھوک کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔ فرض کرو کہ اگر جمیع مخلوق اس ثواب کی خاطر جو اللہ کی طرف سے ان کو ملنے والا ہے، ہلاک ہو جائیں تو انہوں نے کچھ کیا (کیا ثواب کے برابر کام کر سکے، ہرگز نہیں)۔ کیا تم اسے بہت بڑا کام سمجھتے ہو؟"

شیخ خراز علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

Marfat.com

((الجوع طعام الزاهدین والذکر طعام العارفین))

''زاہدین کا طعام بھوکا رہنا ہے اور عارفین کا طعام ذکر الٰہی ہے۔''

شیخ بنان بن محمد حمال:

شیخ ابوالحسن بنان بن محمد حمال علیہ الرحمۃ شہر واسط کے باشندے تھے۔ بعد میں مصر منتقل ہوگئے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال ملک مصر میں ۳۱۶ ہجری میں ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ بڑی شان کے حامل اور صاحب کرامات صوفی تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ سے صوفیاء کرام کے ''حال'' سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''جس شئے کی ضمانت موجود ہے (رزق) اس پر اعتماد، اوامر کا قیام، باطن کی حفاظت اور ماسوی اللہ (اللہ کے علاوہ) سب کو ترک کرنا۔''

شیخ حضرت ابوعلی روذباری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوالحسن بنان بن محمد حمال علیہ الرحمۃ کو آپ کے مخالفین نے جکڑ کر درندے کے آگے ڈال دیا۔ اس نے آپ کو سونگھا لیکن کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ آپ سے سوال کیا گیا:

''جب درندے نے آپ کو سونگھا تو اس وقت آپ کے قلب پر کیا بات وارد ہوئی۔؟''

آپ نے فرمایا:

((کنت افکر فی اختلاف العلماء فی سور السبع))

''اس وقت میں درندے کے جوٹھے کے بارے میں علماء کے اختلاف پر غور وفکر کر رہا تھا۔''

شیخ ابوحمزہ بغدادی بزاز:

شیخ ابوحمزہ بغدادی بزاز علیہ الرحمۃ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے پہلے فوت ہوئے۔ یہ سید الطائفہ کے ہم عصر تھے۔ شیخ بزاز علیہ الرحمۃ شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ اور شیخ حسن مسوحی علیہ الرحمۃ کے قرب خاص میں رہے۔ شیخ بزاز علیہ الرحمۃ قرآن مجید کی سات قرائتوں کے عالم اور فقیہ تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ شیخ عیسیٰ بن ابان علیہ الرحمۃ کی نسل سے تھے۔

شیخ بزاز علیہ الرحمۃ سے امام جلیل حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ مختلف مسائل سے متعلق یوں پوچھتے:

''اے صوفی! آپ اس مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔؟''

ایک مرتبہ شیخ بزاز علیہ الرحمۃ جمعۃ المبارک کے دن مجلس میں وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ کا حال تبدیل ہوگیا۔ آپ کرسی سے گر گئے اور آئندہ جمعۃ المبارک کے دن وفات پا گئے۔ آپ نے ۲۸۹ ہجری میں وصال پایا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جو راہ الٰہی کے علم کے حصول میں لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے سلوک کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے (قرب الٰہی) کا ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احوال، افعال اور اقوال میں اتباع کرنا ہے۔''

شیخ بزاز علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جو آدمی ان تین اشیاء کو حاصل کر لے وہ آفات سے نجات پا جائے گا۔ پہلی: صابر قلب کے ساتھ خالی

Marfat.com

پیٹ۔ دوسری زہد کے ساتھ دائمی فقر۔ تیسری دائمی ذکر کے ساتھ کامل صبر۔"

شیخ محمد بن موسیٰ واسطی خراسانی:

شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ واسطی علیہ الرحمۃ خراسان کے رہنے والے تھے۔ ان کا تعلق "فرغانہ" سے تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ اور شیخ نوری علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ آپ علیہ الرحمۃ بڑی شان کے حامل عالم تھے۔ آپ نے علاقہ مرو میں رہائش اختیار فرمائی تھی۔ علاقہ مرو میں ہی آپ کا وصال ۳۲۰ ہجری میں ہوا۔

شیخ واسطی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

((الخوف والرجاء زمامان یمنعان العبد من سوء الادب))

"خوف ورجاء حقیقت میں دو لگامیں ہیں جو بندے کو بے ادبی سے روکتی ہیں۔"

شیخ واسطی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"فضل الٰہی کو بھول جانے کا ایک سبب یہ ہے کہ آدمی عبادت پر عوض کا طالب بن جائے۔"

شیخ واسطی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی ذلت کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے بدبوداروں (بے ریش لڑکوں، خواتین) اور مردار (دنیا کے مال) کی طرف لگا دیتا ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"بے ادبی کو اخلاص کہا جانے لگا ہے۔ نفسوں کی حرص وخواہش کو انبساط (خوشی) کہا جانے لگا ہے۔ عبادت میں کم ہمتی کو شجاعت کہا جانے لگا ہے۔ حقیقت میں لوگ تصوف کے حقیقی راستے سے نابینا ہو گئے کہ انہیں وہ نظر ہی نہیں آتا۔ وہ تنگ راستے پر ہیں، جس کی وجہ سے ان سے تو کوئی زندگی بدلتی ہے اور نہ ان کی گفتگو مؤثر ہوتی ہے۔ اگر وہ بولتے ہیں تو غصے سے اور اگر کسی کو مخاطب کرتے ہیں تو تکبر کے ساتھ، ان کے نفوس ان کے خبث باطنی کی خبر دیتے ہیں۔ طعام پر حرص ان کے قلوب کی افکار کو ظاہر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ضائع کر دے یہ کہاں اوندھے پڑے جاتے ہیں۔"

استاذ ابوعلی دقاق علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے مرو کے مقیم ایک دو افراد سے سنا کہ شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ واسطی علیہ الرحمۃ جمعۃ المبارک کے دن جمعہ کی ادائیگی کے لیے جامع مسجد کی طرف جاتے ہوئے ایک دکان کے دروازے سے گزرے۔ چلتے چلتے آپ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ چکا تھا۔ دکاندار (مرو کے علاقہ کے رہائشی ایک شخص) نے عرض کیا:

"اے شیخ! آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے درست کر دوں۔"

شیخ نے فرمایا:

"ٹھیک ہے اسے درست کر دو۔"

دکاندار نے ان کا تسمہ درست کر دیا۔

Marfat.com

شیخ نے فرمایا:
''تمہیں معلوم ہے کہ میرے جوتے کا تسمہ کیوں ٹوٹا ہے؟''
دکاندار نے عرض کیا:
''آپ بتائیں گے تو تب علم ہوگا۔''
شیخ نے فرمایا:
''اس لئے کہ میں نے جمعہ کیلئے (مسنون) غسل نہیں کیا تھا (سنت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے یہ سزا ملی ہے)۔''
دکاندار نے عرض کیا:
''یہاں ایک حمام ہے وہاں جا کر غسل فرمالیں۔''
شیخ نے فرمایا:
''کیوں نہیں۔ضرور۔''
پس دکاندار ان کو حمام میں لے گیا اور انہوں نے غسل فرمایا۔

شیخ ابوالحسن بن صائغ:

شیخ ابوالحسن بن صائغ علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور اولیائے کاملین اور صوفیائے صادقین میں ہوتا ہے۔آپ علیہ الرحمۃ کا نام علی بن محمد بن سہل دینوری ہے۔آپ علیہ الرحمۃ مصر میں منتقل ہوگئے اور وہیں پر وصال فرمایا۔آپ بڑے مشائخ میں سے تھے۔

شیخ ابوعثمان مغربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
''میں نے صوفیاء کے شیوخ میں ابو یعقوب نہر جوری علیہ الرحمۃ سے زیادہ روشن چہرے والا اور شیخ ابوالحسن بن صائغ علیہ الرحمۃ سے زیادہ ہیبت والا ملاحظہ نہیں کیا۔''
شیخ علیہ الرحمۃ نے ۳۳۰ ہجری میں وصال پایا۔آپ علیہ الرحمۃ سے حاضر (مخلوق) سے غائب (ذات باری تعالیٰ) پر استدلال سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:
''جس کی مثل اور نظیر موجود ہو (یعنی مخلوق) اس کی صفات سے اس پر کیسے استدلال جائز ہوگا جس کی کوئی مثل اور نظیر نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ)۔''
شیخ علیہ الرحمۃ سے مرید کی صفت سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:
''وہ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے:
((ضاقت علیهم الارض بما رحبت و ضاقت علیهم انفسهم))
''ان (اہل ایمان) پر زمین تنگ پڑ گئی اس کے باوجود کہ وہ وسیع تھی۔اور وہ اپنی جان سے تنگ آ گئے۔''
(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۸)
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

Marfat.com

"احوال تیز بجلی کی مثل ہوتے ہیں۔ جب وہ دائم اور ثابت ہوں تو وہ قلب کی بات اور طبیعت کے موافق ہیں۔"

شیخ عبداللہ بن منازل:

شیخ ابو محمد عبداللہ بن منازل علیہ الرحمۃ کا تعلق ملامتی (اپنے نفس کو برائیوں پر ملامت کرنے والے) گروہ سے ہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے یگانہ روزگار تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ شیخ حمدون قصار علیہ الرحمۃ کے قرب خاص میں رہے۔ آپ علیہ الرحمۃ بلند پایہ عالم تھے اور آپ نے بے شمار احادیث روایت کی ہیں (نقل بھی فرمائیں ہیں)۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ۳۲۹ ہجری یا ۳۳۰ ہجری میں نیشاپور میں وصال فرمایا۔

شیخ عبداللہ معلم علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابو محمد عبداللہ بن منازل علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے جو میں نے خود سنا:

"جو آدمی فرائض میں سے کسی فرض کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سنن کو ترک کرنے کے فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے اور جو شخص سنتیں ترک کرتا ہے قریب ہے کہ وہ بدعات میں مبتلا ہو جائے۔"

شیخ ابو احمد بن عیسیٰ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابو محمد عبداللہ بن منازل علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے جو میں نے خود ان سے سنا:

"جس "وقت" میں آدمی نفس کے وسوسوں اور بدگمانیوں سے محفوظ رہے وہ بہترین "وقت" کہلانے کے قابل ہے۔"

شیخ محمد بن عبدالوہاب ثقفی:

شیخ ابو علی محمد بن عبدالوہاب ثقفی علیہ الرحمۃ کا شمار بھی مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ اپنے زمانہ کے امام (بہت زیادہ صاحب علم و عمل) تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے شیخ ابو حفص علیہ الرحمۃ اور شیخ حمدون قصار علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار فرمائی۔ آپ علیہ الرحمۃ ہی کی وجہ سے نیشاپور میں تصوف کا ظہور رہا۔ آپ کی وفات ۳۲۸ ہجری میں ہوئی۔

شیخ منصور بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو علی محمد بن عبدالوہاب ثقفی علیہ الرحمۃ سے سنا:

"اگر کوئی آدمی جمیع علوم کا حصول ممکن بنالے اور لوگوں کے مختلف گروہوں کی صحبت اختیار کرے تو پھر بھی اہل تصوف کے مقام کو ریاضت کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا۔ چاہے وہ شیخ ہو یا امام یا ادب سکھانے والا ناصح ہی کیوں نہ ہو۔ جو آدمی ایسے استاد سے ادب نہیں سیکھتا جو اسے اس کے برے اعمال اور نفس کے تکبر سے آگاہ کرے تو معاملات کی تصحیح میں اس کی اقتداء جائز نہیں۔"

شیخ ثقفی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"اس امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کسی مومن کی زندگی اچھی طرح نہیں گزرے گی جب تک وہ کسی منافق کا سہارا نہ لے۔"

شیخ ثقفی کا فرمان ہے:

"دنیا جب کسی آدمی کے پاس آتی ہے تو اس کی مشغولیت پر افسوس اور جب کسی سے پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کی

Marfat.com

حسرتوں پر افسوس۔ صاحب عقل وہ ہے جو کبھی بھی کسی ایسی چیز کی طرف نہیں مائل نہیں ہوتا جو آئے تو مشغولیت ہو اور جب چلی جائے تو حسرت ہو۔"

شیخ ابوالخیر اقطع مغربی:

شیخ ابوالخیر اقطع کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ مغرب کے علاقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے "تینات" (ملک شام کے سمندر کے کنارے واقع ایک علاقہ) میں رہائش اختیار فرمائی۔ شیخ اقطع علیہ الرحمۃ صاحب کرامت صوفی تھے۔ آپ بہت تیز فراست والے تھے۔ آپ صاحب منزلت صوفی تھے۔ شیخ ابوالخیر اقطع نے ۳۴۰ ہجری میں وفات پائی۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جس آدمی کو ادب سے موافقت، فرائض کی ادائیگی اور نیک لوگوں کی صحبت حاصل ہوگئی وہ آدمی مقام عزو شرف کا حامل ہے۔"

شیخ ابوبکر الکتانی البغدادی:

شیخ ابوبکر محمد بن علی کتانی علیہ الرحمۃ شہر بغداد کے باشندے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ، شیخ خراز علیہ الرحمۃ اور شیخ نوری علیہ الرحمۃ کی صحبت کو اختیار فرمایا۔ آپ علیہ الرحمۃ بغداد سے مکہ مکرمہ منتقل ہوگئے اور وہیں پر آپ کا وصال ۳۲۰ ہجری میں ہوا۔

شیخ ابوبکر رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوبکر کتانی علیہ الرحمۃ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور وہ لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"اس نے بچپن میں حق اللہ کا ضیاع کیا تو اللہ نے اس کو بڑھاپے میں ضائع کردیا۔"

شیخ ابوبکر محمد بن علی کتانی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

((الشهوة زمام الشيطان فمن اخذ بزمامه كان عبده))

"شہوت شیطانی لگام ہے، پس جو اس کو پکڑے گا (شہوت و خواہشات پوری کرے گا) وہ اس کا غلام ہوگا۔"

شیخ اسحاق بن محمد نہر جوری:

شیخ ابو یعقوب اسحاق بن محمد نہر جوری علیہ الرحمۃ شیخ ابوعمرو مکی علیہ الرحمۃ، شیخ ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمۃ اور سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے مکۃ المکرمہ میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں آپ کی وفات ۳۰۰ ہجری میں ہوئی۔

شیخ ابوالحسین احمد بن علی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ نہر جوری علیہ الرحمۃ سے سنا:

((الدنيا بحر والاخرة ساحل والمركب التقوى والناس سفر))

"دنیا سمندر ہے اور آخرت ساحل ہے، سواری تقویٰ ہے اور لوگ مسافر ہیں۔"

شیخ ابوبکر رازی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میں نے شیخ ابو یعقوب اسحاق بن محمد نہر جوری علیہ الرحمۃ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک آنکھ سے نابینا آدمی کو طواف کعبہ کرتے دیکھا۔ وہ عرض کر رہا تھا:

"میں تجھ سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔"

Marfat.com

میں نے کہا:

"یہ کونسی دعا ہے۔؟"

اس نے کہا:

"میں نے ایک دن ایک شخص کو دیکھا تو حسین خیال کیا، اچانک ایک طمانچہ میری آنکھ پر لگا اور میری آنکھ بہہ گئی۔ پھر میں نے ایک ندا سنی: یہ ایک نظر کی سزا تھی اگر تم زیادہ بار دیکھو گے تو ہم زیادہ سزا دیں گے۔"

شیخ احمد بن علی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شیخ ابو یعقوب اسحاق بن محمد نہر جوری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے جسے میں نے اپنے کانوں سے سنا:

"علم سے ملنے والی حالت سب سے بہترین حالت ہے۔"

شیخ ابراہیم بن داؤد الرقی:

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن داؤد رقی کا شمار مشہور صوفیاء کرام میں ہوتا ہے۔ یہ ملک شام کے شیوخ میں سے تھے۔ یہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ اور شیخ ابن جلاء علیہ الرحمۃ کے ہمعصر تھے۔ شیخ رقی علیہ الرحمۃ کا وصال ۳۲۶ ہجری میں ہوا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"معرفت یہ ہے کہ حق جس طرح ہے اس کو اسی طرح ثابت رکھا جائے اور ہر موہوم (وہم والی) بات کو ترک کر دیا جائے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہے اور ابصار کھلی ہیں، لیکن ان کی روشنی کمزور پڑ گئی ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"خواہشات نفسانی کے سامنے لاجواب ہو جانے والا مخلوق میں سب سے کمزور ہے اور خواہشات نفسانی کو رد کر کے ان کا مقابلہ کرنے والا مخلوق میں مضبوط ترین شخص ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ بھی فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ترجیح دینا اور اس کے نبی کی اتباع کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت ہے۔"

شیخ ابن حبیب الصفدی:

الشیخ علامہ عبدالحی حمصی حنفی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے جس کے ساتھ قرض کے معاملہ میں میرا اختلاف ہو گیا تھا، مجھ سے زیادتی کی۔ اس نے بدزبانی بھی کی اور میرا حق (قرض) دینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اپنا حق وصول کرنے کیلئے کوئی مددگار تلاش کیا لیکن مجھے کوئی نہ مل سکا۔ میں اس رات بڑی پریشانی کے عالم میں سو گیا۔ میں نے سوتے ہوئے ایک وسیع و عریض جنگل دیکھا اور اس میں ایک بارعب و ہیبت دار شیخ کو دیکھا جو صاحب وقار نظر آیا اور اس نے غربیون والی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا:

"یہ بارعب شخص کون ہے۔؟"

Marfat.com

بتایا گیا:

''یہ شیخ عبدالقادر بن حبیب صفدی ہیں۔''

میں یہ سن کر آگے بڑھا اور ان کے ہاتھ چوم لیے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا:

''تائیہ قصیدہ میں ہم نے کیا کہا ہے؟''

میں نے عرض کیا:

''اے میرے آقا! میں آپ کا ارادہ نہیں جان سکا کہ آپ کے پسندیدہ اشعار کون سے ہیں۔؟''

فرمانے لگے:

''کیا میں نے اس قصیدہ میں یہ نہیں کہا ہے:

ان لم تجر منصفا للحق کلہ

الی مولی الموالی ومساك السموات

''اگر تجھے حق کے حصول کیلئے کوئی مصنف نہ ملے تو اسے آسمانوں کے تھامنے والے اور تمام آقاؤں کے آقا یعنی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔''

سید علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کی مغرب (سوڈان) سے رحلت اور کوچ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انہیں ایک جماعت سے ملاقات کرنا تھی جن سے ملاقات کرنے کا انہیں ایک مغربی بزرگ نے حکم دیا۔ اس جماعت میں سے ایک کا نام شیخ ابن حبیب تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ میں شام کے ایک شہر میں تھا جو جبال اور آکام کے درمیان واقع تھا۔ جب ابن میمون شامی شہروں میں داخل ہوئے تو انہوں نے ابن حبیب کو آباد بستیوں، وادی تیم اور ان کے گردونواح میں تلاش کرنا شروع کر دیا۔ حتی کہ تلاش کرتے کرتے ''دربل'' نامی بستی میں گئے۔ اس گاؤں کو آپ نے ابن حبیب کے گاؤں کی نشانیوں سے ملتا جلتا پایا، جو انہیں بتائی گئی تھی۔ جب ابن میمون ''دربل'' میں داخل ہوئے تو ابن حبیب کو ان کی آمد کا علم ہو گیا، حالانکہ اس وقت وہ ایک اور بستی میں تھے جس کا نام ''صفد'' تھا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے ولیوں کیلئے کوئی مشکل نہیں ہوتی۔

لوگوں نے ایک دن ابن حبیب کو دیکھا کہ خلاف عادت وہ اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کا بائیں ہتھیلی میں دائرہ بناتے ہیں اور ہر دائرہ بناتے وقت کہتے ہیں:

''دردربل، دردربل''

حتی کہ آپ نے چالیس مرتبہ چالیس دائرے بنائے۔ ادھر ابن میمون روزانہ صبح اٹھ کر ''دربل'' کی نواحی جگہوں پر لوگوں کے چہرے دیکھنے کیلئے نکل پڑتے کہ شاید کہیں ابن حبیب کی ملاقات ہو جائے لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوتی۔ یہاں تک کہ انہوں نے دائرہ جات کی تعداد کے مطابق چالیس دن گزارے۔ پھر ابن میمون ''دربل'' سے نکل کر ''صفدا'' کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب ''صفد'' پہنچے تو انہیں ابن حبیب کا پتہ معلوم ہو گیا۔ ایک مکتب میں ان سے ملنے گئے۔ مکتب میں پہنچ کر ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ پھر ابن حبیب نے ان سے ملاقات کی اور بڑی آؤ

Marfat.com

بھگت کی۔ پھر جب بچوں کو چھٹی ہوگئی تو ابن میمون سے کہا:

"اے اللہ کے بندے! میں چاہتا ہوں کہ مکتب کا دروازہ بند کر دوں۔"

یہ سن کر سیدی ابن میمون نے ابن حبیب کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"اے عبدالقادر! کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں ہوا کہ تو نے چالیس مرتبہ "دردبل، دردبل" کہہ کر چالیس دن مجھے پریشان کیے رکھا اور اب تو مجھے دروازہ سے بھگانا چاہتا ہے؟"

یہ سن کر ابن حبیب بولے:

"اے بھائی! اگر ایسے ہی ہے تو پھر تم اس کی پردہ پوشی کرنا اور میرے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔"

انہوں نے کہا:

"بلکہ اللہ کی قسم! میں تجھے ضرور بالضرور رسوا کروں گا اور تیرا ڈھنڈورا پیٹ کر چھوڑوں گا۔"

اس کے بعد سیدی ابن میمون رحمۃ اللہ علیہ لگاتار کافی عرصہ ابن حبیب کے پاس قیام پذیر رہے حتیٰ کہ ان کی بہت شہرت ہوگئی اور لوگوں کو آپ کا مقام و مرتبہ کا پتہ چل گیا۔ ایسا کہ لوگوں کو آپ کے دیکھے بغیر چین نہ آتا تھا اور دور دور سے آپ کی زیارت کیلئے آتے۔

ابو رباح الدجانی الیافعی:

شیخ ابو رباح رحمۃ اللہ علیہ بلاد شامیہ کے مشہور ترین عالم تھے اور اپنے دور کے علی الاطلاق شہرت یافتہ ولی اللہ تھے، ان کی عادت یہ تھی کہ آپ شہروں اور بستیوں میں پھرتے رہتے تھے۔ آپ لوگوں کو دینی امور کی تعلیم دیا کرتے تھے اور ان کی حاجت و ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔ ان کے درمیان جو ایک دوسرے کے خلاف دعویٰ جات ہوتے ان کا فیصلہ فرمایا کرتے تھے اور شرعی دلائل لکھوایا کرتے تھے۔ آپ کا فیصلہ دونوں فریق بخوشی تسلیم کرلیا کرتے تھے کیونکہ آپ کے بارے میں ہر ایک کو نہایت عقیدت تھی۔

آپ جب "یافا" سے کہیں جانے کیلئے باہر نکلتے تو مریدین کا جم غفیر آپ کے پیچھے نکل پڑتا اور یہ سب لوگ بستیوں میں منتقل ہو جاتے۔ ان کے بستیوں کے رہنے والے بھی جمع ہو جاتے اور تمام مل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی فرمانبرداری بجالاتے۔ لوگوں کو اس سے بہت زیادہ فرحت حاصل ہوتی۔ خوشی میں مرد و زن، بچے بوڑھے سبھی یکساں شریک ہوتے۔

عبد صالح الحاج محمد ابو جیاب فرماتے ہیں کہ میں شیخ رباح کے مخلص شاگردوں اور ہر وقت پاس رہنے والوں اور آپ سے کسب فیض پانے والوں میں سے تھا۔ میں ایک مرتبہ شیخ کے ساتھ جامع یافا کبیر کے حجروں میں سے ایک چھوٹے سے حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا تو شیخ پر حال طاری ہو گیا اور شیخ کا جسم بڑا اور پھیلنا شروع ہو گیا۔ جسم پھیلتا گیا اور میں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا گیا۔ حتیٰ کہ تمام حجرہ آپ کے جسم سے بھر گیا اور میں مجبوراً حجرہ سے باہر آ گیا، کیونکہ میرے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ شیخ کا جسم سکڑنا شروع ہو گیا اور کچھ دیر بعد پہلی حالت پر آ گیا۔ پھر مجھ سے پوچھا:

"اے ابو جیاب! تمہیں کس نے حجرہ سے باہر نکالا تھا؟"

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

"میرے آقا! آپ نے میرے لئے کوئی جگہ نہیں چھوڑی تھی۔"

اس پر شیخ ہنس دیئے اور فرمانے لگے:

"بیٹا! یہ حالت مردوں پر آجاتی ہے اور یہ حالت اعلیٰ درجہ کی ہمارے قطب جناب شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہوتی تھی۔ آپ پانی کی طرح پھیلتے تھے۔ میری اس حالت کو کسی کے سامنے بیان نہ کرنا۔"

میں نے آپ کی یہ کرامت آپ کے وصال کے بعد بیان کی ہے۔

شیخ عبدالقادر ابو ریاح نے ذکر کی حالت میں دو مردوں کو ایک تلوار پکڑائی۔ اس طرح کہ تلوار کا دستہ ایک کے ہاتھ میں اور دوسری طرف ایک کے ہاتھ میں اور اس کی دھار اوپر کو تھی۔ شیخ موصوف اس کی دھار پر کچھ دیر کیلئے کھڑے رہے۔ پھر نیچے اترے اور چل دیئے۔ تلوار نے آپ پر کوئی اثر نہ کیا۔

شیخ الامیر الجزائری:

شیخ الامیر الجزائری فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی بات جو خیر و نور کے جہان سے مجھ پر آشکارا ہوئی، وہ یہ کہ میں فی الواقع حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ "عسطاف" میں ملا۔ آپ ایک محفل میں تشریف فرما تھے اور آپ اس وقت بتوں کے توڑنے کا واقعہ بیان فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو اس عمر میں دیکھا جس میں آپ نے بت توڑے تھے۔ میری آنکھوں نے آپ سا صاحب جمال نہ دیکھا۔ آپ جیسا جمیل ہو بھی کیسے سکتا ہے، جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جمال کو حضرت ابراہیم کے جمال سے مشابہت دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((ورایت ابراھیم وانا اشبہ ولدہ بہ))

"میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں آپ کی اولاد میں سے آپ سے زیادہ مشابہت والا ہوں۔"

مجھے معلوم ہوا کہ مجھے کچھ نہ کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وراثت سے ضرور ملے گا اور آپ کی وراثت "محبت خلق" تھی۔ آپ ہی نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا:

((واجعل لی لسان صدق فی الاخرین))

"اے اللہ! بعد میں آنے والوں میں میرا سچا تذکرہ باقی رکھ۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کا سوال قبول فرمالیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اکثر ملتیں اور فرقے آپ کی محبت پر متفق اور مجتمع ہیں۔ باقی رسولان عظام میں سے یہ بات کسی اور کیلئے نہیں۔

شیخ الامیر عبدالقادر بن محی الدین الجزائری خود فرماتے ہیں کہ میں جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے کے بعد آپ کو مواجہ شریفہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا:

"یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں حضرت ابوبکر و عمر پر بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ جو زندگی اور برزخ میں آپ کی محبت سے مشرف ہیں۔"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! آپ کا غلام آپ کے آستانہ پر حاضر ہے۔ یارسول اللہ! آپ کی ایک نظر کرم میرے لئے کافی

Marfat.com

ہے۔ یارسول اللہ! آپ کی معمولی سی مہربانی میرے لئے بہت ہے۔"
میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے تھے:
"تو میرا بیٹا ہے اور اس طرح سجع بندی سے گفتگو کرنے کی وجہ سے میرے ہاں مقبول ہے۔"
میں نہ سمجھ سکا کہ آپ کا مجھے "اپنا بیٹا" فرمانا اس سے مراد صلبی بیٹا ہے یا قلبی اور روحانی اولاد مراد ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں ہی مراد ہوں گے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی۔ پھر میں نے اس موقف میں عرض کیا:
"اے اللہ! میں نے جو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سنے ان کو حقیقت کا جامہ پہنا کر مجھے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کی زیارت عطا فرما، کیونکہ حضور نے خواب میں اپنی ذات مبارکہ کو دیکھنے والے کیلئے اس بات کا مژدہ سنایا ہے کہ دیکھنے والے نے مجھے ہی دیکھا اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

((من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بصورتی))
"جس نے مجھے (خواب) میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا۔ شیطان ہرگز میری صورت کا روپ نہیں دھار سکتا۔"
لیکن آپ نے گفتگو کے بارے میں کوئی ضمانت نہیں عطا فرمائی، یعنی خواب میں یا کسی اور طرح کوئی شخص حضور کے حوالہ سے کوئی کلام سنتا ہے تو کیا وہ واقعی آپ نے ہی فرمایا ایسا شیطان کی طرف سے ہونے کا امکان ہے۔ میں پھر آپ کے قدمہائے مبارکہ کے سامنے بیٹھ گیا اور مسجد شریف کی مشرقی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا۔ پھر میں نے چیخ ماری اور اس دنیا سے غائب ہو گیا اور مسجد نبوی میں تلاوت، ذکر اور دعاؤں میں مشغول حضرات کی آوازوں سے کہیں دور چلا گیا۔ حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی غائب ہو گیا۔ میں نے اس کیفیت میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے:
((ھذا سیدنا تھامی))
"یہ ہیں ہمارے تہامی آقا"
میں نے آنکھ اٹھائی، جبکہ میں حالت غیب میں ہی تھا تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیئے۔ آپ اس وقت لوہے کی کھڑکی سے تشریف لا رہے تھے جو آپ کے قدموں کی طرف ہے۔ پھر آپ دوسری کھڑکی کی طرف تشریف لے گئے اور اسے میری طرف کھولا۔ پس میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ بھاری اور موٹے جسم والے تھے۔ ہاں! آپ کی شبیہہ مبارک اور چہرہ انور کی سرخی آپ کے شمائل بیان کرنے والے حضرات کی بہ نسبت زیادہ سرخ اور جسم زیادہ بھاری تھا۔ جب آپ میرے قریب تشریف لائے تو میں محسوسات کی دنیا میں واپس آ گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کہی۔ میں پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو گیا۔

Marfat.com

شیخ ابو نجیب عبد القاہر:

جناب سراج دمشقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جناب شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ شیخ عبد القاہر کے ہاں تین عیسائی اور تین یہودی آئے۔ آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کے منہ میں دودھ کا ایک ایک گھونٹ ڈالا تو وہ مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے:

"جب دودھ ہمارے باطن میں خلط ملط ہوا تو اسلام کے سوا ہر چیز مٹ گئی۔"

شیخ ابو نجیب عبد القاہر نے فرمایا:

"معبود کی عزت کی قسم! تم نے ہی اسلام نہیں قبول کیا، بلکہ تم سے پہلے تمہارے شیطانوں نے میرے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہیں مانگا تھا۔"

پھر آپ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہیں اپنے ساتھی شیاطین دکھائی دیئے اور انہوں نے انہیں سلام لانے کو کہا۔

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شیخ ابو نجیب کے ساتھ تھا اور ایک پل پر سے ہمارا گزر ہوا تو آپ نے ایک شخص کو پھل اٹھائے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمانے لگے:

"یہ پھل میرے ہاتھ فروخت کر دے۔"

اس نے کہا:

"کیوں؟"

آپ نے فرمایا:

"اس لیے کہ پھل مجھے کہہ رہا ہے کہ مجھے اس شخص سے بچایئے، کیونکہ یہ مجھے اس لئے خرید کر لایا ہے تاکہ مجھ سے شراب پیئے (شراب بنا کر استعمال کرے)"

یہ سن کر اس شخص پر غشی طاری ہو گئی اور منہ کے بل گر گیا۔ اسے اٹھا کر شیخ ابو نجیب کے پاس لایا گیا۔ اس نے آپ کے دست اقدس پر توبہ کی اور کہنے لگا:

"اللہ کی قسم! میری حالت جس کی شیخ نے خبر دی ہے، اسے اللہ کے سوا اور کوئی نہ جانتا تھا۔"

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں شیخ ابو نجیب کے ساتھ "کرخ" سے گزرا تو ایک حویلی میں سے ہم نے نشہ میں مست لوگوں کی آوازیں سنیں۔ شیخ ادھر تشریف لے گئے اور اس حویلی کی دہلیز پر دو رکعت نفل ادا کیے تو اس کے بعد تمام اچھے اور نیک آدمی باہر نکل آئے۔ پھر ہم حویلی کے اندر گئے تو پڑی ہوئی شراب پانی بن گئی تھی۔ ان سب مستوں نے شیخ ابو نجیب کے ہاتھ پر توبہ کی۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی مجاہدہ کرنے والا جلوہ نشین ہوتا تو شیخ ابو نجیب عبد القاہر روزانہ اس کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے حالات پوچھتے اور فرماتے:

"تم پر فلاں واردات ہو گی۔ فلاں تجھ پر منکشف ہو گا۔ تو فلاں حالت کو پائے گا اور عنقریب تیرے پاس کوئی

Marfat.com

شخص فلاں فلاں صورت والا آئے گا اور تجھ سے یہ بات کہے گا۔ اس سے بچنا۔ وہ شیطان ہے۔"

چنانچہ مجاہدہ کرنے والے کے ساتھ یہ تمام واقعات اسی طرح سامنے آئے جس طرح شیخ فرما چکے تھے۔

امام سخاوی نے "کتاب محاسن الابرار و مجالس الاخیار" کے مصنف سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ استاد ابونجیب کے ہمراہ بغداد میں "سوق سلطان" سے گزرا۔ آپ نے ایک قصائی کی دکان پر ایک بکری دیکھی جس کی کھال اتاری جا چکی تھی اور وہ کھونٹی پر لٹکائی گئی تھی تاکہ اس کا گوشت فروخت کیا جائے۔ آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے:

"یہ بکری مجھ سے کہہ رہی ہے کہ وہ مردار ہے۔"

یہ سن کر قصائی پر غشی طاری ہو گئی اور آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور توبہ سے قبل اقرار کیا کہ واقعی بات درست ہے۔

جناب تاذنی بیان کرتے ہیں کہ شیخ امام شہاب الدین عمر سہروردی نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے چچا جناب ضیاء الدین ابونجیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک کاشتکار بچھڑا لئے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

"میرے آقا! یہ بچھڑا میں نے آپ کیلئے ارادۃً حاضر کیا ہے۔"

پھر بچھڑے کو دینا چاہا تو شیخ موصوف نے فرمایا:

"یہ بچھڑا کہہ رہا ہے کہ میں وہ بچھڑا نہیں ہوں جس کی اس کاشتکار نے نذر مانی تھی۔ میں تو شیخ علی ہیتی کی نذر ہوں۔ آپ کی نذر والا بچھڑا میرا بھائی ہے۔"

تھوڑی ہی دیر بعد وہ کاشتکار دوسرا بچھڑا لے کر آ گیا اور کہنے لگا:

"مجھے شبہ پڑ گیا تھا۔ آپ کی نذر یہ بچھڑا ہے اور جو پہلے لایا تھا وہ علی ہیتی کی نذر ہے۔"

اس نے وہ بچھڑا دیا اور چلا گیا۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں کہ شیخ ابونجیب نے ایک دن اپنے ساتھیوں کو کہا:

"ہمیں آج خرچ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا تم سب خلوت میں جا کر اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ پھر جو تمہیں اللہ تعالیٰ دے لے کر آ جانا۔"

انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان میں سے ایک شخص آیا جس کا نام اسماعیل بطائحی تھا۔ اس کے ہاتھ میں کاغذ تھا جس پر تیس دائرے پڑے ہوئے تھے اور کہنے لگا:

"مجھے یہی دیا گیا ہے۔"

شیخ موصوف نے وہ لے لیا۔ ابھی کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ ایک شخص اندر آیا اور شیخ موصوف کے سامنے سونا رکھا۔ شیخ نے اسے گنا تو وہ تیس دینار تھے۔ پھر جب ہر دینار کو دائرہ پر رکھا گیا تو وہ بالکل دائرے کے برابر تھا۔ آپ نے فرمایا:

"اسماعیل کی توجہ سے کھاؤ۔"

Marfat.com

شیخ عبداللہ المروزی:

شیخ عبداللہ المروزی فرماتے ہیں کہ میں کفار کے شہروں میں نکل جاتا، کیونکہ کچھ ایسے کام کرنے ہوتے تھے جنہیں سرانجام دینے کیلئے مجھے ان کے شہروں میں جانے کا حکم دیا جاتا تھا اور میں خود بھی پس پردہ رہنا چاہتا تھا۔ اگر میں چاہتا تو لوگ مجھے دیکھ سکتے اور اگر چاہتا تو انہیں نظر نہ آتا۔ ایک مرتبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم ملا کہ کفار کے شہروں میں جاؤں تاکہ وہاں ایک "صدیق" کو ملوں۔ چنانچہ میں ان کی آبادی میں گیا اور میں نے اپنا آپ انہیں دکھایا۔ انہوں نے مجھے پکڑ کر قید کر دیا اور مجھے پکڑنے والا بہت خوش ہوا۔ پکڑنے والے نے مجھے چھپائے رکھا اور پھر بازار میں مجھے فروخت کرنے کیلئے لے آیا اور یہی طریقہ مجھے میرے مقصود تک پہنچانے کا تھا جس کا مجھے حکم ملا تھا۔ پھر مجھے ایک معتبر گھوڑے سوار شخص نے خرید لیا اور مجھے گرجا کے قریب کھڑا کیا۔ مطلب یہ تھا کہ مجھے وہ گرجا کا خدمت گزار بنانا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے کئی دن خدمت گزاری میں بسر کیے۔ اچانک ایک دن بڑے بڑے قالین اور خوشبوئیں وغیرہ لائی گئیں۔ میں نے ان سے پوچھا:

"آج کیا بات ہے؟"

کہنے لگے:

"بادشاہ سلامت سال میں ایک مرتبہ یہاں زیارت کرنے تشریف لاتے ہیں۔ آج ان کی آمد کا دن ہے۔ اس لیے ہم ان کی آمد کی تیاری کر رہے ہیں اور ان کیلئے گرجا کو سجایا جا رہا ہے۔ وہ جب تشریف لائیں گے تو کوئی شخص اندر نہیں رہے گا۔ وہ تنہا اس میں عبادت بجا لائیں گے۔"

جب انہوں نے تیاری مکمل ہونے پر گرجا کو لوگوں سے خالی کرایا تو میں اندر ہی رہ گیا اور ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ لہٰذا وہ مجھے باوجود میرے اندر ہونے کے نہ دیکھ سکے۔ اب بادشاہ سلامت تشریف لائے اور ان کی آمد پر گرجا کے دروازے کھول دیئے گئے۔ وہ اکیلے اندر آئے اور گرجا کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ بادشاہ سلامت گرجا میں ادھر ادھر پھرتے اور میں بدستور انہیں دیکھے جا رہا تھا لیکن وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حتیٰ کہ جب انہیں اطمینان اور تسلی ہو گئی کہ اب کوئی اندر نہیں تو گرجا میں ذبح کرنے کی جگہ چلے گئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کے ساتھ ملاقات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ میں ظاہر ہو گیا اور بادشاہ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ نماز مکمل کر کے بادشاہ نے سلام پھیرا۔ پھر مڑ کر دیکھا تو میں نظر آ گیا۔ پوچھا:

"تو کون ہے؟"

میں نے کہا:

"آپ جیسا ایک مسلمان ہوں۔"

پوچھا:

"یہاں کیسے آئے ہو اور کون لایا ہے؟"

Marfat.com

میں نے کہا:
"آپ ہی میرے آنے کی وجہ ہیں۔"

پھر وہ میری طرف بڑھے اور مجھ سے میرا کام دریافت کرنے لگے۔ میں نے انہیں بتایا کہ مجھے آپ سے ملنے کا حکم دیا گیا ہے اور میرے لئے آپ سے ملاقات کا یہی طریقہ تھا کہ میں قید ہوتا، مجھے بیچا جانا اور گرجا کا خادم بنایا جانا۔ میں نے ان تمام مرحلوں کو طے کرنے کیلئے ان کفار کو موقع دیا تاکہ میری اور آپ کی ملاقات ہو سکے۔ بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ میں نے انہیں اور انہوں نے مجھے بذریعہ کشف جان پہچان لیا۔

میں نے انہیں بہت بڑا سچا ولی پایا۔ میں نے پھر ان سے پوچھا:
"ان کفار کے درمیان آپ کا رہنا اس میں اصل راز اور باطنی امر کیا ہے؟"

کہنے لگے:
"اے ابوالحجاج! ان میں رہنے سے مجھے بہت سے فائدے ہیں۔ اگر میں مسلمانوں میں رہوں تو ان تک میری رسائی نہیں ہو سکتی۔"

میں نے ان سے کہا:
"کچھ تو مجھے بتائیں۔"

کہنے لگے:
"میری توحید، میرا اسلام اور میرے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، ان پر کسی کو اطلاع نہیں اور میں ایسا حلال کھاتا ہوں جس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہوتا اور مسلمانوں کو ہر طریقہ سے نفع پہنچانے میں مصروف رہتا ہوں۔ اگر میں مسلمانوں میں رہ کر ان کا بہت بڑا بادشاہ بھی ہوتا تو اس قدر مسلمانوں کو نفع نہ پہنچا سکتا اور ان کا دفاع نہ کر سکتا۔ میں کفار کی تکلیفیں ان سے دور کرتا ہوں تاکہ وہ مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچا سکیں اور کفار کیلئے میں ایسی سکیمیں تیار کرتا ہوں جن سے ان میں قتل و غارت اور فساد احوال پیدا ہو۔ اگر میں مسلمانوں کا عظیم بادشاہ بھی ہوتا تو ایسی سکیمیں نہ بنا سکتا۔ میں اپنے تصرفات کی ایک جھلک تمہیں بہت جلد دکھاؤں گا۔"

یہ کہہ کر ہم نے ایک دوسرے کو الوداع کہا اور مجھے کہنے لگے:
"تم اپنی حالت پہ لوٹ جاؤ۔"

میں نے اپنا آپ لوگوں کی نظروں سے چھپا لیا۔ بادشاہ سلامت باہر آ گئے اور حکم دیا کہ گرجا کے مخصوص افراد کو حاضر کیا جائے۔

ان میں سے مخصوص لوگوں کی جماعت کو حاضر کیا گیا اور پیش کر کے بتایا گیا:
"یہ شخص گرجا کے راستہ کا محافظ ہے۔ یہ اس کی روشنیوں کا ذمہ دار ہے۔ یہ اس کا پادری ہے۔ یہ اس کے اوقات کا ذمہ دار ہے اور یہ اس کی دیکھ بھال کی ڈیوٹی کرتا ہے۔"

بادشاہ نے پوچھا:

Marfat.com

"اس گرجا کا خادم کون ہے؟"
لوگوں نے عرض کیا:
"فلاں شخص اس کا خادم ہے۔"
ان کی مراد وہ شخص تھا جس نے مجھے گرجا کے دروازہ پر کھڑا کیا تھا، مجھے قیدی سمجھ کر خریدار تھا اور اس گرجا کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا۔ بادشاہ نے بہت غصہ کھایا اور کہنے لگا:
"تم نے "رب کے گھر" کی خدمت سے تکبر کیا ہے اور دوسرے مذہب کے ایک شخص کو "رب کے گھر" کی خدمت سونپی جو نجس ہے۔"
بادشاہ نے تلوار پکڑی اور تمام کی گردنیں اڑا دیں۔ یہ اس نے "رب کے گھر" کی عزت کی وجہ سے کیا اور حکم دیا کہ مجھے اس کے سامنے لایا جائے۔ میں ان پر ظاہر ہو گیا۔ پھر وہ بادشاہ کے پاس لے کر گئے۔ بادشاہ نے کہا:
"یہ شخص اس گرجا سے برکت حاصل کرنے آیا تھا۔ اس لئے یہ زیادہ عزت، اکرام اور تعظیم کا مستحق ہے۔ اسے بطور انعام لباس اور سواریاں دی جائیں اور اسے اپنے وطن جانے کیلئے کھلا چھوڑ دیا جائے۔"
چنانچہ ان لوگوں نے میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا اور میں واپس آ گیا۔

شیخ ابن الاستاذ المروزی:

شیخ ابو محمد عبداللہ بن الاستاذ المروزی رحمۃ اللہ علیہ سیدی محی الدین کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ شیخ ابو مدین کی خدمت میں رہے اور شیخ ابو مدین ان سے بہت محبت فرماتے اور ان کی تعریف بھی کرتے تھے۔
سیدی محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"شیخ عبداللہ بن الاستاذ المروزی کی ہمت بڑی کارگر تھی اور ان کا صدق نہایت عجیب تھا۔"
سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات چند صالحین کے ساتھ بسر کی، جن میں سے ایک جناب ابو العباس الحریری تھے جو مصر میں "زقاق القناویل" کے امام تھے، دوسرے ان کے بھائی محمد الخیاط تھے، تیسرے عبداللہ المروزی، چوتھے محمد الہاشمی الیشکری اور پانچویں محمد بن الفضل تھے۔ میں نے اپنے آپ اور اپنے ساتھیوں کو سخت اندھیرے گھر میں دیکھا۔ اس میں ہمارے لئے صرف اسی قدر روشنی تھی جو ہماری ذاتوں سے پھیل رہی تھی۔ انوار باطنیہ پھوٹ کر ہم پر روشنی کر رہے تھے۔ اس دوران ایک خوبصورت انسان ہمارے پاس آیا۔ اس کی گفتگو بھی نہایت حسین تھی۔ کہنے لگا:
"میں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف بھیجا ہوا آیا ہوں۔"
میں نے اس سے پوچھا:
"آپ اپنے ساتھ کیا پیغام لے کر آئے ہیں۔؟"
اس نے کہا:
"پیغام یہ ہے کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ "خیر" وجود میں ہے اور "شر" عدم میں ہے۔"

Marfat.com

میں نے اس واقعہ کی جماعت حاضرین کو خبر دی۔ وہ بہت خوش ہوئے اور شکر باری تعالیٰ بجالائے۔ اس کے بعد میں نے اپنا سر دامن میں جھکا کر رکھ دیا اور دل ہی دل میں معرفت کے موضوع پر کچھ شعر بنانا شروع ہو گیا۔ میرے ساتھی سو گئے تھے۔ شیخ عبداللہ مروزی جاگے اور مجھے بلایا:

''اے ابو عبداللہ!''

میں نے کوئی جواب نہ دیا، جیسا کہ یہ سو رہا ہوں۔ مجھے کہنے لگے:

''تم سوئے ہوئے نہیں ہو۔ تم تو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید کے موضوع پر شعر بنا رہے ہو۔''

میں نے یہ سن کر سر اٹھایا اور ان سے پوچھا:

''آپ کو اس کی خبر کہاں سے ہو گئی۔؟''

فرمانے لگے:

''میں نے دیکھا کہ تم ایک اونچا جال بُن رہے ہو۔ سب سے پہلے بکھرے دھاگے جو تم نے جال بننے کیلئے جوڑے وہ متفرق معانی تھے، جنہیں تم نے اکٹھا کیا اور بکھرا کلام تھا جسے تم نے نظم کو شکل دی۔''

میں نے کہا:

''آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ آپ کو یہ کیسے پتہ چلا کہ شعروں کا موضوع اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید ہے؟''

کہنے لگے:

''جال اسی لئے بنا جاتا ہے کہ اس سے ذی روح، زندہ اور عزیز الماخذ اشیاء شکار کی جائیں۔''

میں نے کوئی شعر ذی روح، عزیز الماخذ اور زندہ ایسا نہ پایا، مگر اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ ان کے خواب کی تعبیر ان کے خواب سے بھی زیادہ تعجب خیز تھی۔

شیخ عبداللہ المروزی اپنے شیخ جناب ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت سفر لے کر اندلس اپنی والدہ کے پاس آنے کیلئے روانہ ہونے لگے تو شیخ ابو مدین نے انہیں الوداع کیا اور فرمایا:

''ابو عبداللہ الشیخ الحسن کو میرا اسلام پہنچا دینا جو ''مریہ'' نامی شہر میں رہتے ہیں جس کا معروف نام ''غزال'' ہے۔ (شیخ الحسن ابو العریف کے اصحاب میں سے اور جناب ابو مدین کے ہم عصر تھے۔) ان کے علاوہ میرا سلام ابو الربیع الکفیف کو بھی پہنچا دینا جو مصر میں مقیم ہیں اور عبدالرحیم کو بھی جو ''قنا'' میں رہتے ہیں۔ میرا اسلام ابو النجا کو بھی پہنچا دینا جو جزیرۃ الذہب میں رہتے ہیں۔''

شیخ عبداللہ المروزی جب ''مریہ'' پہنچے تو جناب ابو عبداللہ سے ملاقات کیلئے گئے۔ جب ان کے ہاں پہنچے تو ان کے اصحاب کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ ان سے پوچھا:

''مجھے شیخ سے ملنے کی اجازت لے دو۔''

انہوں نے کہا:

''شیخ اس وقت سو رہے ہیں۔ ہم ان کے پاس نہیں جا سکتے۔''

Marfat.com

جناب عبداللہ المروزی کو ان کی یہ بات گراں گزری کہ ان کے ابھی تک حجابات نہیں اٹھے اور مجھے پہچان نہیں سکے۔ آپ نے انہیں کہا:

''اگر میں تمہارے شیخ کے پاس ''اللہ کی رضا کی خاطر'' آیا ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے ابھی جگا دے گا۔''

اسی وقت دروازہ کھلا اور شیخ باہر تشریف لائے کہ نیند کی وجہ سے اپنی آنکھیں مل رہے تھے۔ پوچھا:

''جو شخص آیا ہے وہ کہاں ہے؟''

بتانے پر شیخ نے شیخ المروزی کو سلام کیا اور خوب اکرام کیا۔

شیخ عبداللہ بن الاستاذ المروزی جب اندلس کے شہر غرناطہ تشریف لے گئے تو شیخ ابومروان کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ ابومروان انہیں پہلے سے ہی ابومدین کے ہاں دیکھ چکے تھے۔ اس لیے پہچان لیا۔ ابومروان نے شیخ ابومدین کے ہاں انہیں اس بہانے دیکھا تھا کہ ان کا ایک آدمی بیمار ہو گیا تھا۔ انہوں نے اس کی بیماری نکال کر اپنے اوپر ڈال لی۔ وہ اسی وقت صحت یاب ہو گیا۔ ابومروان نے غرناطہ میں اپنے اصحاب کو خبر دی۔ پھر جب شیخ عبداللہ المروزی وہاں تشریف لائے۔ لوگ ان کی زیارت کی خاطر ابومروان کے گھر جمع تھے اور ان کے سامنے دسترخوان چن دیا گیا تھا۔ جس پر شہد کے ساتھ پنیر بھی رکھا گیا تھا۔ گھر کے مالک کا بیٹا سحری کے وقت اس شہر کے قریب واقع اپنے گاؤں میں چلا گیا تھا۔ اہل مجلس نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''گھر کے مالک کا بیٹا ہمارے ساتھ کھانے میں کیوں شریک نہ ہوا''

شیخ عبداللہ المروزی نے خوب سیر ہو کر کھا لیا اور حاضرین نے بھی پیٹ بھر کر کھا لیا۔ اس کے بعد شیخ مروزی نے فرمایا:

''اگر تم چاہو تو اس لڑکے کی طرف سے میں یہاں ہی کھا لوں اور وہ اپنے گاؤں میں بعینہٖ اس کھانے سے سیر ہو جائے؟''

حاضرین نے ان کی گفتگو کو ظاہری اور باطنی دونوں طرح شاک والا پایا۔ ان سب نے اسے محال سمجھا۔ ابومروان نے شیخ موصوف سے عرض کیا:

''اللہ کی قسم! اے ابومحمد! آپ ایسا کر گزریئے۔''

آپ نے بسم اللہ پڑھی اور کھانا شروع کیا۔ یوں لگتا تھا کہ آپ نے پہلے کچھ کھایا ہی نہیں۔ کھاتے کھاتے رک گئے اور فرمانے لگے:

''اب پیٹ بھر گیا ہے۔ اگر میں نے اس سے زیادہ کھایا تو وہ لڑکا ہلاک ہو جائے گا۔''

اہل مجلس حیران و ششدر رہ گئے اور انہوں نے پختہ ارادہ باندھ لیا کہ ان میں سے کوئی بھی یہاں سے نہیں جائے گا جب تک وہ لڑکا نہیں یہاں آ جاتا جس کی طرف سے شیخ نے کھانا کھایا ہے۔ جب پچھلا پہر ہوا تو وہی لڑکا ان کے پاس اپنے گاؤں سے آ گیا۔ حاضرین نے اس کا استقبال کیا اور خوب آؤ بھگت کی اور کہنے لگے:

''ہم کیا دیکھ رہے ہیں کہ تم وہ کھانا بالکل سالم واپس لے آئے ہو جو تم روانہ ہوتے وقت یہاں سے کھانے

Marfat.com

کیلئے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس میں سے تم نے کچھ بھی نہیں کھایا۔ کیا وجہ ہے؟''

لڑکے نے جواب دیا:

''میرے بھائیو! آج میرے ساتھ عجیب اتفاقیہ معاملہ پیش آیا ہے۔ میں جب گاؤں پہنچا اور بیٹھ گیا تو اچانک مجھے محسوس ہوا کہ پنیر کے ساتھ شہد میرے حلق میں اتر رہا ہے اور میرے معدہ میں جا گرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اور اگر تھوڑا سا اور حلق میں چلا جاتا تو میں مر جاتا۔ میں اس وقت اس سے خوب سیر ہو چکا ہوں۔ مجھے اس کے ڈکار آ رہے ہیں۔''

یہ سن کر لوگ تعجب میں پڑ گئے۔

سیدی محی الدین شیخ اکبر نے فرمایا:

''مجھے یہ واقعہ اس لڑکے نے سنایا جس کی طرف سے شیخ نے کھایا تھا اور اس کا پیٹ بھر گیا تھا۔''

شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبداللہ المروزی ''مرشانۃ الزیتون'' میں بدھ کے دن ایک بڑھیا کے پاس تھے، جس کا نام ''شمس ام الفقراء'' تھا۔ بڑھیا نے کہا:

''میری تمنا ہے کہ کل ہمارے پاس ''ابوالحسن بن قیطون'' آ جائیں۔ تم ان کی طرف رقعہ لکھ دو۔ شائد وہ ملنے پر کل آ جائیں۔''

ابوالحسن بن قیطون اس وقت ''قرمونۃ'' نامی شہر میں تھے، جو بڑھیا کے گھر سے سات فرسخ دور تھا۔ یہ شخص مذکور ''قرمونۃ'' میں بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ جمعرات اور جمعہ دو دن چھٹی کیا کرتے تھے۔

بڑھیا کی بات سن کر ہمارے شیخ ابو محمد عبداللہ المروزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہم ایک اور طریقہ اختیار کرتے ہیں۔''

بڑھیا نے آپ سے پوچھا:

''تم کیا طریقہ کرو گے؟''

فرمانے لگے:

''میں اپنی ہمت سے انہیں وہاں سے کھینچ لاتا ہوں۔''

بڑھیا بولی:

''پھر بسم اللہ کیجئے۔''

آپ نے فرمایا:

''میں نے اس کے دل کو ابھی حرکت دے دی ہے۔ وہ کل ہمارے پاس آ جائے گا۔ انشاء اللہ۔''

جب صبح ہوئی تو بڑھیا نے کہا:

''معلوم ہوتا ہے وہ نہیں آیا؟''

شیخ فرمانے لگے:

''میں ہی اس سے غافل ہو گیا تھا لیکن میں ابھی اسے وہاں سے نکالتا ہوں۔''

Marfat.com

شیخ عبداللہ المروزی نے اپنی ہمت وہاں لگائی۔ جب ظہر سے تھوڑا سا وقت پہلے کا ہوا تو ابوالحسن مذکور ان کی بے خبری میں اچانک آ گئے۔ سب حیران رہ گئے۔ جناب مروزی نے کہا:

''ان سے پوچھو تمہیں اس وقت تک ہمارے ہاں آنے سے کس نے روکا رکھا؟ اور کیسے دل میں آیا کہ چلنا چاہیے اور ہمارے ہاں آنے کی کب نیت کی تھی؟''

انہوں نے جواب دیا:

''کل پچھلے پہر عصر کے وقت میں نے اپنے اندر کسی کہنے والے کی بات سنی، جو مجھے کہہ رہا ہے: کل تم نے بڑھیا کے ہاں ''مرشانۃ'' پہنچنا ہے۔ میں نے مدرسہ کے طالب علم بچوں کو کہا: تم میں سے کل میرے پاس کوئی نہ آئے۔ جب میں نے صبح کی تو ارادہ بدل گیا۔''

یہ اس کا نتیجہ تھا کہ ہمارے شیخ ابو محمد اس سے غافل ہو گئے تھے۔ ان (ابوالحسن بن قیطون) سے کہا گیا:

''آگے بتاؤ''

کہنے لگے:

''میں بچوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ میرے ہاں آ گئے اور انہوں نے اپنی اپنی تختیاں پکڑ لیں تا کہ ان پر لکھیں۔ میں اسی حالت میں تھا کہ میں نے محسوس کیا کہ میرا دل پھٹا جا رہا ہے اور اس پر بہت بوجھ پڑ گیا ہے اور مجھے کہا گیا: ابھی ابھی ''مرشانۃ'' کو چلو اور بڑھیا سے ملاقات کرو۔ میں نے پھر بچوں کو حکم دیا: جاؤ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ اور میں تمہاری طرف نکل کھڑا ہوا۔ اس بات نے مجھے دیر کر دی تھی۔''

لوگوں نے ان سے کہا:

''آج اتفاقاً ایک بزرگ یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان سے بڑھیا نے تمہارے آنے کے بارے میں رقعہ لکھنے کو کہا۔''

جناب ابوالحسن سن کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے:

''یہ بات ہے اللہ عظیم کی قسم! جو ہوا اچھا ہوا۔''

اس کے بعد وہ لوگ آپ کو نہایت تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے۔

شیخ محی الدین اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ ''روح القدس'' میں تحریر فرمایا ہے۔

شیخ ابن میمون الحموی:

آپ کا نام شیخ عبداللہ بن میمون الحموی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ شیخ عبداللہ بن میمون الحموی کی سکونت گاہ حماۃ نامی شہر تھا۔ شیخ عبداللہ بن میمون الحموی رحمۃ اللہ علیہ باکمال اور صاحب کرامت ولی تھے۔ امیر ساقۃ بن منقذ نے اپنی کتاب ''الاعتبار'' میں لکھا ہے کہ مجھے شیخ ابوالقاسم الخضر بن مسلم بن قاسم الحموی نے 570 ہجری، ذی الحجہ کی آخری تاریخوں میں پیر کے دن یہ واقعہ سنایا کہ ایک شریف مرد کوفہ کے باشندوں میں سے ہمارے پاس آیا۔ اس نے ہمیں یہ بات سنائی۔ کہنے لگا کہ مجھے میرے والد صاحب نے بتایا کہ میں قاضی القضاۃ الشامی الحموہ کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ وہ میرے تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ ایک دن مجھے فرمانے لگے:

Marfat.com

"میں جوانی کی حالت میں "حماۃ" نامی شہر میں تھا۔ اس شہر میں ایک شخص عبداللہ بن میمون حموی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ بوقت وصال لوگوں نے انہیں وصیت کرنے کو کہا تو فرمانے لگے: جب میرا انتقال ہو جائے اور تم میرے غسل دینے اور کفن پہنانے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے صحرا لے جانا۔ وہاں ایک آدمی اس اونچی جگہ آتا دکھائی دے گا، جو قبرستان کی طرف ہے اور آواز دے گا: اے عبداللہ بن قیس! عبداللہ بن میمون کا انتقال ہو گیا ہے، حاضر ہو جاؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھاؤ۔ جب شیخ موصوف اس وصیت کے بعد انتقال فرما گئے تو لوگوں ان کی وصیت کے مطابق عمل کرتے ہوئے مخصوص جگہ لے آئے۔ وہاں ایک آدمی آتے دکھائی دیا، جس نے بوسیدہ کپڑے پہن رکھے تھے اور اون کا بنا ہوا تہبند باندھے ہوئے تھا۔ یہ شخص ادھر سے آ رہا تھا جس طرف آواز دے کر بلانے والے نے بلایا تھا۔ اس نے آ کر نماز جنازہ پڑھائی۔ لوگ حیران و مبہوت تھے۔ اس سے کوئی بات چیت نہ کر سکے۔ جب نماز جنازہ سے وہ فارغ ہوا تو چلتا بنا اور ادھر کو ہو لیا جدھر سے آیا تھا۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ وہ اس سے کچھ حاصل نہ کر سکے اور نہ ہی کوئی سوال و جواب ہو سکا۔ پھر وہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے تا کہ کچھ گفتگو کر سکیں۔ انہوں نے اس کو کھو دیا اور ایک کلمہ بھی نہ کہہ سکے۔

شیخ عبداللہ الیونینی:

آپ کا نام شیخ عبداللہ بن عثمان بن جعفر بن محمد الیونینی ہے۔ شیخ اکابر رجال، اعیان المحققین، سادات الاولیاء اور رؤسا الاصفیاء تھے۔

شیخ عبداللہ بن عثمان قدم راسخ، ہمتیں بلند اور اعتقاد ربانی حاصل تھی۔ شیخ کے فضائل مشہور اور اخلاق قابل ذکر تھے۔ آپ کی علامات ظاہر اور کرامات واضح تھیں۔ شیخ 530 ہجری کے بعد پیدا ہوئے۔

شیخ کی ولادت "یونین" نامی بستی میں ہوئی۔ یہ "بعلبک" کے تحت ایک بستی ہے، اسی بستی میں آپ نے نشو و نما پائی۔

ثقہ لوگوں سے ہمیں یہ روایت پہنچی کہ ملک امجد نے شہر میں ایک عمارت شروع کی جس میں بڑے بڑے پتھر لگانے کا منصوبہ تھا اور بڑے بھاری ہتھیار استعمال ہونے تھے۔ ایک دن شیخ صاحب عبادت خانہ میں تھے۔ مزدوروں نے ایک بہت بڑا پتھر پہاڑ کی طرح "صاری" نامی آلہ سے اٹھایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ پتھر گرے گا اور انہیں اس کی خبر تک نہ ہو گی، مگر ہوا یہ کہ شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہوا میں اڑتے آئے اور پاؤں سے اس پتھر کو ٹھوکر لگائی۔ چنانچہ وہ درہم پھینکنے کی طرح دور جا گرا۔ اس سے بہت سے آدمی مرنے سے بچ گئے۔ اگر وہ بھاری پتھر ان پر گر پڑتا تو ان کا نام و نشان نہ رہتا۔ ملک امجد اور تمام کارندے شیخ کے عبادت خانہ کی طرف گئے۔ ننگے پاؤں اور افسوس و حسرت کرتے ہوئے آپ کی دہلیز کو چوما اور مٹی میں لیٹ گئے۔

جناب سراج کہتے ہیں کہ ہم سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ جمعہ کی اکثر راتوں کو آپ کی قبر انور کے نزدیک ایک بہت بڑا شیر نظر آتا۔ ہم کہا کرتے تھے کہ یہ شیخ صاحب کا "ستر" ہے (کہ کوئی اسے دیکھ کر شیخ کی قبر کو کوئی نقصان پہنچانے کی جرأت نہیں کرتا)، اگرچہ بعض باتونی آدمی اس کا انکار کرتے ہیں۔

Marfat.com

جناب سراج ہی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ثقہ لوگوں نے یہ بات بتائی کہ شیخ کی تمکین (ولایت) کا سبب یہ بنا کہ آپ نے ایک مرتبہ اپنے عبادت خانہ سے جبل لبنان جانے کا ارادہ کیا۔ وہاں ایک مردِ خدا کی تلاش کیلئے نکلے تھے۔ آپ نے اس مردِ خدا کے خادم کو ایک غار کے باہر بیٹھا دیکھا۔ پوچھا:

''تمہارے شیخ کہاں ہے؟''

اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ پھر شیخ صاحب غار میں گئے۔ سلام کیا۔ اس شیخ نے کہا:

''اے عبداللہ! باہر نکلو تاکہ اس باہر والے فضولی کی تجہیز و تکفین کریں جس نے تمہاری راہنمائی کی ہے۔''

آپ باہر نکلے تو دیکھا کہ وہ مرا ہوا ہے۔ اسی وقت آپ نے دیکھا کہ پانی بھی آ گیا اور غسل دینے کے برتن وغیرہ بھی موجود ہو گئے۔ دونوں بزرگوں نے مل کر غسل دیا۔ غسل کے بعد چالیس آدمی دیکھے۔ نہ معلوم وہ کہاں سے آئے تھے۔ انہوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور دیکھا کہ قبر بھی کھدی ہوئی ہے۔ انہوں نے اسے دفن کیا اور چالیس کے چالیس آدمی غائب ہو گئے۔

پھر اس شیخ نے آپ کو کہا:

''اے عبداللہ! تو نے جو مانگا ہم نے وہ تجھے عطا کر دیا ہے۔ اس جانور پر سوار ہو جا اور اپنے عبادت خانہ واپس چلا جا۔ عنقریب تجھے یہاں آنے کا پھل مل جائے گا اور تجھ میں بحمد اللہ تعالیٰ واقعی اہلیت بھی ہے۔''

ہم سے لوگوں نے یہ روایت بھی بیان کی کہ شیخ رحمۃ اللہ کو قبولیت عظمیٰ عطا کی گئی تھی۔ قریب تھا کہ جو شخص آپ کو دیکھ پاتا وہ جدائی میں مر جاتا۔ آپ ایک مرتبہ دمشق تشریف لے گئے۔ اولیا کرام کے دشمن اور حاسد لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تنگدلی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے:

''ان لوگوں نے نظام عام کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔''

شیخ کو اس بارے میں بتلایا گیا۔ آپ نے فقراء میں خوش الحان فقراء کو حکم دیا۔ انہوں نے ترنم سے پڑھنا شروع کر دیا۔ سب مجمع رقص کرتے کھڑا ہو گیا اور شیخ ہوا میں ان کے اوپر رقص کر رہے تھے۔ شامی ثنیۃ العقاب کی جانب نظر آتے تھے جو دمشق سے آدھے دن کی مسافت پر تھا۔ اس سے لوگوں کو ایک عظیم چیز دیکھنے میں آئی اور لوگوں نے اپنے کاروبار چھوڑ دیئے۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے عرض کیا:

''حضور! بعلبک واپس تشریف لے چلیں، اسی میں لوگوں پر مہربانی ہو گی۔''

آپ واپس تشریف لے آئے۔

مروی ہے کہ امیر کبیر کی ایک صاحبزادی کو شیخ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ شوق زیارت نے غلبہ کیا۔ اپنے والد سے زیارت مقام الخلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت طلب کی جو ظاہر دمشق میں ''برزہ'' نامی بستی میں واقع تھی اور کہنے لگی:

''کل دوپہر کو واپس آ جاؤں گی۔''

چنانچہ اجازت ملنے پر وہ حسب عادت مخصوص ذمہ داروں کے ساتھ چل پڑی۔ خچر پر سوار بعلبک کے راستہ پر ہو لی۔ رات کے ابتدائی حصہ میں وہاں پہنچ گئی اور شیخ کو بتایا کہ مجھے کل دوپہر تک کا وقت ملا ہے۔ شیخ موصوف نے فرمایا:

Marfat.com

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

آپ اس کو صبر و دلاسہ کی تلقین فرماتے رہے حتیٰ کہ دوسرے دن ظہر کی اذان ہوگئی۔ کہنے لگی:

"یا سیدی! میں ہلاک ہوگئی۔"

آپ نے فرمایا:

"تو ابھی پہنچ جائے گا۔"

ابھی وہ سوار ہی ہوئی تھی کہ اچانک اپنے آپ کو دمشق میں اپنے والد کے گھر کے دروازے پر کھڑا پایا اور لوگ نماز ظہر ادا کر رہے تھے۔ جب اس نے یہ دیکھا تو اس کی عقل گم ہوگئی۔ پھر اس کے باپ کو اس کا علم ہوگیا۔ اس نے لڑکی کو شیخ کی طرف بھیجا۔ خود ساتھ تھا اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی شادی کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو اولاد عطا فرمائی۔

618 ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کی عمر اسی برس سے تجاوز کر چکی تھی۔ آپ بعلبک میں ہی مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر پر ہیبت و جلال سے بھرا گنبد بھی ہے۔

شیخ محمد بن ابی الفضل سے مروی ہے کہ میں ایک دن شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اور اس وقت ملک معظم جناب عیسیٰ بھی موجود تھے۔ ملک منظم نے بیٹھتے ہی شیخ سے دعا کرنے کو کہا۔ آپ نے اسے فرمایا:

"یا عیسیٰ! اپنے باپ کی طرح منحوس نہ ہونا۔"

ملک نے پوچھا:

"یا سیدی! کیا میرا باپ منحوس تھا؟"

فرمایا:

"ہاں۔! اس نے دھوکہ بازی کی۔ لوگوں کے معاملات میں فساد ڈالا، حالانکہ وہ محتاج نہ تھا۔ آج چلے جاؤ۔"

ملک دوسرے دن آیا اور اپنے ساتھ تین ہزار دینار لایا تاکہ شیخ کو آزمائے۔ جب اندر آیا تو آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ کہنے لگا: یا سیدی! یہ رقم لیجئے اور اپنے عبادت خانہ کی ضروریات خرید کر لیجئے۔ شیخ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اسے فرمایا:

"اے ممتحن! اے مبتدع! اٹھ جا۔ ورنہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر دوں گا کہ زمین پھٹ جائے گی اور تجھے نگل جائے گی۔ ہم مصلیٰ پر اسی وقت بیٹھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ ہمیں غنی کر دیتا ہے۔ دیکھو سجادہ کے نیچے سونے کا بھرا ایک مٹکا اور چاندی کا بھرا دوسرا مٹکا موجود ہے۔"

شیخ نے سجادہ کو پاؤں سے ذرا سرکایا تو ملک نے سونے اور چاندی کے بھرے دو مٹکے دیکھے۔

جناب عبداللہ بن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ شیخ موصوف نے جوانی کی عمر میں لبنان کے ایک پہاڑ میں تنہائی اختیار کر لی۔ آپ کی ایک ہمشیرہ آپ کیلئے روزانہ ایک روٹی اور دو انڈے لاتی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ مذکورہ چیزیں لا کر شیخ موصوف کو دیں۔ واپس جانے لگی تو اچانک ایک فقیر شیخ موصوف سے مل کر باہر نکلا اور اس نے ہاتھ میں ایک روٹی اور دو انڈے پکڑے ہوئے تھے، جب اس عورت نے یہ اشیاء اس فقیر کے پاس دیکھیں تو پوچھا:

Marfat.com

''اے فقیر! یہ تمہیں کہاں سے آئی ہیں؟''

کہنے لگا:

''یہ جو بیٹھا ہوا ہے اس نے دی ہیں۔ روزانہ مجھے یہ شخص ایک روٹی اور دو انڈے دیتا ہے۔''

یہ عورت واپس شیخ کے پاس آئی اور ان سے ان کا حال اور خوراک کی بابت پوچھا۔ شیخ نے اسے جھاڑ دیا اور اس پر چیخ ماری۔

آپ کی وفات کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے۔ وہ یوں کہ آپ جمعہ کے دن اپنی آرام گاہ سے اترے اور حمام میں غسل فرمایا، پھر نماز جمعہ کیلئے صاف ستھرے کپڑے پہنے۔ اس وقت جو شخص آپ کے قریب موجود تھا اسے فرمایا: ان میں ایک کپڑا فلاں عورت کو اور دوسرا فلاں عورت کو دے دینا۔ آپ کی یہ عادت تھی جب کوئی کپڑا پہنتے تو اس کو کسی کیلئے معین کر دیتے۔ کچھ دیر استعمال کرنے کے بعد اس معین شخص کو دے دیتے۔ پھر آپ نے نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا کی اور مسجد کے موذن داؤد کو کہا جو مردوں کو غسل دیا کرتا تھا: اے داؤد! دیکھنا کل کیا ہوگا۔ داؤد آپ کا اشارہ نہ سمجھ سکا۔ کہنے لگا: یا سیدی! ہم سب آپ کی پناہ میں ہیں۔ نماز ادا کرنے اور موذن سے گفتگو کرنے کے بعد شیخ موصوف اپنی عبادت گاہ میں واپس آگئے۔ آپ روزہ سے تھے۔ آپ نے فقراء کو حکم دے رکھا تھا کہ اس چٹان کو توڑ ڈالیں جو آپ کو آرام یا پناہ کے قریب تھی جس کے نیچے آپ سویا کرتے تھے اور اس کے قریب بیٹھا کرتے تھے اور وہیں دفن کیے گئے۔

فقراء نے چٹان توڑنا شروع کردی۔ آدھے ہاتھ کی مقدار باقی رہ گئی تھی۔ آپ نے ان سے کہا:

''کل سورج طلوع ہونے سے قبل تم انشاء اللہ! فارغ ہو جاؤ گے۔''

آپ نے شب بھر اپنے ساتھیوں کے تذکرہ میں بسر فرمائی اور اپنے جاننے پہچاننے والوں کی باتیں کرتے رہے اور ایک ایک کیلئے دعا کرتے رہے۔ یوں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے:

''اے میرے آقا! فلاں عورت جس کے مکان کے قریب سے میں گزرا اس نے مجھے پانی پلایا تھا تو بھی اسے پانی پلانا۔ اس نے مجھے تھوڑا سا پانی وضو کرنے کیلئے دیا تھا۔ میں نے اس سے وضو کیا تھا، تو بھی اسے معاف کر دینا۔ فلاں شخص نے مجھے پر احسان کیا تھا تو بھی اس پر احسان فرمانا۔''

اسی طرح کرتے کرتے رات گزر گئی اور صبح صادق ہو گئی۔ صبح کی نماز با جماعت ادا کی۔ پھر باہر تشریف لائے اور چٹان پر بیٹھ گئے۔ جس پر عام طور پر بیٹھا کرتے تھے۔ قبلہ کی طرف منہ کر لیا، تسبیح ہاتھ میں تھی۔ ادھر فقراء اپنا کام مکمل کر رہے تھے جو تھوڑا سا رہ گیا تھا۔ سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اسی حالت میں بیٹھے ہیں اور ان لوگوں کا خیال تھا کہ آپ سو رہے ہیں اور تسبیح ہاتھ میں اسی طرح تھامی ہوئی ہے۔ پھر قلعہ کے امیر کا خادم کسی کام کیلئے حاضر ہوا۔ اس نے آپ کو دیکھا تو اس نے بھی خیال کیا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں۔ جرأت نہ کی کہ آپ کو بیدار کر دے۔ پھر کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اسے اپنے استاد کا ڈر یاد آ گیا تو اس نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم عبدالصمد سے کہا:

''میں اس سے زیادہ دیر ٹھہرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔''

چنانچہ آپ کے خادم نے آواز دی: یا سیدی! یا سیدی! آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر خادم نے آپ کو ہلایا تو

Marfat.com

انہیں معلوم ہوا کہ آپ وصال پا چکے ہیں۔ ادھر ملک امجد شکار کرنے کیلئے کہیں گیا ہوا تھا۔ جب اسے آپ کے وصال کی خبر پہنچی تو بہت جلد واپس پلٹا۔ اس نے دیکھا کہ شیخ کی حالت میں ذرا بھر فرق نہیں آیا۔ نہ نیچے گرے اور نہ جسم پر کوئی موت کا اثر دکھائی دیتا تھا۔ آپ کی تسبیح اسی طرح آپ کے ہاتھ میں تھی، گویا آرام فرما رہے ہیں۔ پھر آپ کے غسل و کفن میں مصروف ہو گئے۔ داؤد موذن آیا۔ اس نے غسل دیا۔ دراصل داؤد موذن کو جو شیخ نے کل کہا تھا، وہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔ اس نے پھر دونوں کپڑے جو شیخ نے پہن رکھے تھے ان دو عورتوں کو پہنچا دیئے جن کے بارے میں شیخ وصیت فرما چکے تھے۔ آج کا دن بعلبک میں مخلوق کے ہجوم کا دن تھا۔ آپ کو چٹان کے نیچے اس پناہ گاہ میں دفن کیا گیا جسے فقراء نے اکھیڑا تھا۔ پھر آپ کے اردگرد بعد میں بہت سے اولیاء کرام مدفون ہوئے۔

حضرت عبداللہ الخامی المصری:

شیخ عبداللہ الخامی المصری علیہ الرحمۃ اولیاء کرام میں سے تھے۔ آپ قیافہ میں رہائش پذیر تھے اور تلوار سازی کا کام کیا کرتے تھے۔ ایک دن ان کے پاس وزیر کا قاصد آیا اور اپنے ساتھ بہت سے گدھوں پر "بورۂ ارمنی" لاد کر لایا اور شیخ سے عرض کرنے لگا:

"یا شیخ! وزیر نے لوگوں کو بورۂ ارمنی مفت عطا کیا اور یہ آپ کیلئے بھیجا ہے۔"

شیخ نے انہیں جواب دیا:

"میں تو کچھ بھی نہیں لوں گا۔"

وہ اندر آئے اور تمام بورۂ ارمنی زمین پر ڈال دیا اور باہر واپس جانے کا ارادہ کیا، لیکن انہیں مکان کا کوئی دروازہ دکھائی نہ دیا۔ انہوں نے ذرا جرأت دکھائی اور شیخ موصوف سے کہا:

"یا سیدی! اللہ کے واسطے ہمارے لئے دروازہ کھول دیں۔"

شیخ نے انہیں فرمایا:

"اگر تم اس مکان سے نکلنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ جو تم یہاں لے کر آئے ہو اسے اٹھا لو۔"

انہوں نے بورۂ ارمنی اٹھایا اور اپنے سامان میں دوبارہ رکھ لیا۔ جب انہوں نے لاد ہی تھا تو دروازہ کھلا ہوا نظر آ گیا۔ وہاں سے نکلے اور واپس وزیر کے پاس آ گئے۔ وزیر نے پوچھا:

"تمہیں کیا ہوا؟ بورۂ ارمنی واپس لے آئے ہو؟"

انہوں نے شیخ کے ساتھ پیش آنے والا قصہ سنا ڈالا۔ وزیر نے انہیں کہا:

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ شاید تم نے ان سے رشوت لے لی ہے۔ میں تمہارے ساتھ ان کے پاس چلتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیا ماجرا ہے۔"

وزیر سوار ہوا اور چلتے چلتے سب شیخ موصوف کے پاس پہنچ گئے۔ سلام کیا اور پوچھا:

"یا شیخ! آپ نے بورۂ ارمنی واپس کیوں کر دیا؟ وہ قیمت کے اعتبار سے کوئی کم قیمت نہیں۔"

Marfat.com

شیخ موصوف نے وزیر کو جواب دیا:

"ہماری کسی شے کے بارے یہ عادت نہیں کہ تم پتھر بھیجو اور ہم سے اس کی قیمت اور معاوضہ طلب کرو۔"

شیخ کی اس بات سے وزیر آگ بگولا ہو گیا اور اپنے ساتھی کو کہا:

"جو کچھ لائے وہ ذرا سامنے زمین پر ڈال دو۔"

انہوں نے زمین پر پھینکا تو وہ واقعی پتھر نکلے جن کا کوئی نفع نہ تھا۔ جب وزیر نے یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کی کہ شیخ موصوف کے بارے میں جو میں نے رویہ اختیار کیا اس کی معافی چاہتا ہوں۔ اس سے شیخ موصوف کی وقعت اور بڑھ گئی اور کوئی شخص بھی آپ کے بارے میں غلط بات کرنے کی ہمت نہ پاتا اور نہ ہی قرافہ کے رہنے والوں کی کوئی برائی کرتا۔

حضرت عبداللہ اعجمی:

شیخ عبداللہ اعجمی علیہ الرحمۃ اکابر اولیاء اور مشہور صوفی شخصیت ہوئے ہیں۔ جناب سراج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت ملی جس کے راوی امیر کبیر بدر الدین محمد ابن قاضی اجل عالم شرف الدین ابراہیم بن خلیل ہیں، جو ان دنوں حلب محروسہ کے حلقہ منصورہ کے پیشرو ہیں۔ ان کے والد گرامی "بیر" کے قاضی تھے۔ یہ دور امیر کبیر غازی جمال الدین اقش معینی کا تھا۔ اسی لیے آپ "ابن القاضی" کے لقب سے مشہور تھے۔

جناب سراج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ عراق میں رہنے والے ایک شخص کو جب ملک زاہد اور شیخ موصوف کا مذکورہ واقعہ کا پتہ چلا تو وہ عراق سے "بیرہ" ہجرت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ پھر کسی دن اتفاق ہوا کہ شیخ عبداللہ باغ میں موجود جڑی بوٹیاں اکھیڑ رہے تھے۔ عراق سے آنے والے شیخ عراقی نے جڑی بوٹیوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ خود بخود اکھڑ کر باغ کی ایک طرف جمع ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر شیخ عراق کو شیخ عبداللہ نے پوچھا:

"یہ کیا ہے؟"

شیخ عراق نے کہا:

"میں نے ارادہ کیا کہ شیخ صاحب کو آرام پہنچاؤں۔"

آپ نے شیخ عراق کو فرمایا:

"ہم بھی ایسا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں لیکن ہماری غرض یہ ہے کہ پیشانی پر پسینہ آئے اور اسے پھر پونچھ کر صاف (خوب محنت) کر کے لقمہ کھائیں۔"

آپ زمین کی طرف چل دیے۔ پھر جڑی بوٹیوں کو حکم دیا۔ جہاں جہاں سے اکھڑی وہیں جا کر اگو۔ چنانچہ وہ اپنے اپنے اگنے کے مقام پر آگئیں۔ یہ دیکھ کر شیخ عراق نے آپ کے قدم چومے اور مرنے تک آپ کی صحبت میں رہے۔

مروی ہے کہ ملک زاہد مجیر الدین بن داؤد بن سلطان ملک ناصر الدین یوسف بن ایوب جنہوں نے فرنگیوں سے بیت المقدس کو آزاد کرایا تھا۔ صاحب السیرہ یہیں مقیم تھے اور یہیں انتقال فرمایا۔ "بیرہ" کے امیر ایک دن "کفر طشتہ" جانے کیلئے گھر سے چلے، کیونکہ وہاں بہت سے باغات وغیرہ تھے۔ انہوں نے شیخ عبداللہ مذکور کو ایک باغ میں دیکھا

Marfat.com

اور کہا:

''اے باغ کے رکھوالے! ہمیں میٹھا انار کھلاؤ۔''

آپ نے اسے ایک انار دیا، وہ کھٹا نکلا جس سے آپ شرما گئے۔ آپ کو اس سے پہلے باغ میں سے میٹھے اناروں کا علم نہ تھا اور نہ ہی ان کے ذائقہ کے بارے میں انہیں کچھ معلومات تھیں۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میٹھے انار کی نشاندہی کر دے تاکہ وہ امیر صاحب کو پیش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک زاہد کی آنکھوں کا پردہ اٹھا دیا۔ اس نے دیکھا کہ شیخ کے سجدہ کے ساتھ درخت بھی سجدہ کر رہے ہیں۔ وہ بے خود ہو کر گھوڑے سے نیچے آ گیا اور شیخ موصوف کے قدم چومنے شروع کر دیئے۔ آپ اسے روکتے، لیکن وہ باز نہ آیا۔ شیخ نے پوچھا:

''تمہیں کیا ہوا ہے؟''

کہنے لگا:

''میں نے ایسے ایسے دیکھا ہے۔''

شیخ نے فرمایا:

''شاید خیالات میں ایسا دیکھا ہو۔''

کہنے لگا:

''تمہیں خدا کی قسم! درحقیقت آپ بادشاہ اور امیر ہیں اور ہم آپ کے غلام ہیں۔''

اس قسم کی اور بھی اس نے باتیں کیں اور یہ بھی کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی آپ کے عقد میں دیدوں۔''

آپ نے فرمایا:

''تم لوگ بادشاہ ہو اور میں ناچیز ہوں۔''

امیر کہنے لگا:

''میری پیشکش کا قبول کرنا، آپ پر لازم ہے آپ نے قبول کر لیں۔''

پس شادی ہو گئی اور زاہد اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ گھر جا کر اپنی بیوی سے کہنے لگا:

''فلاں بچی کا ساز و سامان تیار کرو۔''

میں نے اس کی شادی کر دی ہے۔ بیوی نے پوچھا:

''کس بادشاہ سے اس کی شادی ہوئی؟''

جواب دیا: فلاں سے۔ اسے یہ ناگوار گزرا، لیکن جب امیر نے شیخ موصوف کا مقام و مرتبہ بتایا تو راضی ہو گئی اور اس بیٹی کے جہیز میں تقریباً تین سو اونٹ اور شہزادیوں کے شایانِ شان دیگر سامان و زیورات بھی دیئے۔

آپ کے پاس ایک آدمی نے آ کر یہ سب کچھ بتا دیا۔ شیخ نے پوچھا:

''جو تم نے بتایا ہے کیا واقعی ملک زاہد نے ایسا ہی کیا ہے؟''

کہنے لگا:

Marfat.com

''جی حضور!''

آپ اٹھے اور انہیں خوش آمدید کہا اور ڈولی کے قریب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے:

''اے فلاں عورت! کیا تو میرے خاوند ہونے پر راضی ہے؟''

کہنے لگی: ہاں۔ آپ نے کہا: پھر نیچے اتر آ۔ وہ اتر آئی۔ فرمایا: جو کچھ زیورات وغیرہ پہن رکھے ہیں سب اتار کر رکھ دو۔ وہ اس وقت لعل و جواہر سے لدی ہوئی تھی۔ اس نے اتار کر رکھ دیئے۔ آپ نے اسے چوغہ اور تہبند پہنچا دیا اور قیمتی پوشاک اتار لی۔

ابن القاضی بیان کرتے ہیں کہ میرے نانا جان الحاج علی بن ابی بکر بن فلاح العراقی جو ''بیرہ'' کے محتسب تھے اور دنیاوی اعتبار سے کافی امیر تھے۔ اس کے ساتھ انہیں فقراء اور صالحین کے بڑی محبت تھی۔ ان حضرات میں سے شیخ عبداللہ الحجمی بھی تھے۔ جو کفر طشتہ نامی بستی میں مقیم تھے۔ یہ بستی ''بیرہ'' کے قریب واقع ہے۔ باغات کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور ان میں محنت مزدوری بھی کیا کرتے تھے اور صلاح و کرامات میں مشہور تھے۔

الحاج علی بن ابی بکر نے ایک رات خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

''تمہارا بھائی شیخ عبداللہ کانٹے دار درختوں میں گھس گیا ہے اور اس کے ساتھ الشیخ عبدالرحمٰن المعینی بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا ہے کہ یہاں سے باہر مت نکلنا جب تک کوئی شخص ہماری خوراک لے کر یہاں نہ آئے۔ پھر اپنے ہاتھ سے ہمیں نہ کھلائے۔ ہر ایک کو کم از تین لقمہ جات حلوی صابونیہ کے کھلائے۔''

میں جاگا اور اپنی خادماؤں کو بھی جگایا۔ میں نے بہت سا حلوہ بنوایا، روٹیاں، کیک گھی میں بنے ہوئے اور مصالحہ جات ساتھ لئے۔ غلاموں نے اٹھا لیا اور ہم شیخ کے پاس اس جگہ آ گئے، جس کا خواب میں مجھے الہام ہوا تھا۔ ہم نے انہیں وہاں موجود پایا۔ ان کے پاس شیخ عبدالرحمٰن بھی تھے۔ انہیں شیخ نے پہلے سے بتا دیا تھا کہ میرے نانا جان کو خواب میں کیا کہا گیا ہے۔ میرے نانا جان نے ان سے گفتگو کی، لیکن ان دونوں نے کچھ کلام نہ کیا۔ اس کے بعد نانا جان ان سے مذاق و مخول کرنے لگے، پھر اللہ تعالیٰ نے نانا جان کو الہام کیا کہ ان دونوں کو تین تین لقمہ جات کھلاؤ۔ پھر ان سے گفتگو کرنا۔ انہیں وہاں رہتے دو دن اور دو راتیں ہو گئی تھیں۔

شیخ عبداللہ موصوف 640 ہجری کے قریب فوت ہوئے اور کفر طشتہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے جو حلب کے نقشہ میں ہے اور آپ کی قبر زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

شیخ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن باعباد الحضرمی:

شیخ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن باعباد الحضرمی علیہ الرحمۃ حضرموت کے بہت بڑے مشائخ میں سے تھے۔ آپ بڑی قدر و منزلت میں شہرت رکھتے تھے۔ آپ نے ابتدائی حالت میں الصالح محمد بن علی باعلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پائی۔ ان سے استفادہ کیا اور علوم سیکھے۔ انہیں آپ سے بہت محبت تھی اور ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

پھر آپ شیخ احمد بن الجعد کی طرف تشریف لے گئے۔ ان سے مہارت حاصل کی، صوفیاء کرام کے طریقہ کا نفع اٹھایا اور علوم حاصل کیے۔

Marfat.com

آپ نے 678 ہجری میں انتقال فرمایا اور شام نامی شہر کے مقبرہ میں دفن کیے گئے۔ آپ کی قبر وہاں مشہور قبور میں سے ایک ہے۔ جس سے برکت حاصل کرنے دور دراز سے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کی اولاد بہت نیک اور بہترین فقراء پر مشتمل ہے، لوگ انہیں ''آل باعباد'' سے یاد کرتے ہیں اور ان کے موضع جات میں کوئی نہ کوئی ایسا شخص لازماً ہوتا ہے جو خیر و اصلاح میں معروف و مشہور ہوتا ہے۔

ابو مہرہ نقیب الفقراء اصل میں ابتداءً شیخ سعید بن عیسیٰ کے مریدین میں سے تھا پھر شیخ باعباد مذکور کی صحبت ملی اور ان کے ساتھ ہی ہو گیا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ اس (نقیب الفقراء) نے اپنے پہلے شیخ سعید بن عیسیٰ کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا اور جب ان کے پاس پہنچا تو شیخ سعید کا دل ان سے متغیر ہو گیا، جس سے نقیب پر ایسی حالت طاری ہو گئی کہ قریب تھا کہ اس سے موت واقع ہو جاتی اور ہوش و حواس کھو بیٹھتے۔ اس کے ہمراہ ان کا چچا زاد بھائی بھی تھا۔ اس نے شیخ باعباد سے استغاثہ (مدد مانگنا) کیا۔ شیخ موصوف اسی وقت اپنے شہر سے تشریف لے آئے اور نقیب الفقراء اسی وقت تندرست ہو گیا۔ اس پر شیخ سعید کو رنج ہوا اور کہا:

''آپ کو میرے اور میرے مرید کے درمیان آنے کی کیا ضرورت ہے؟''

شیخ باعباد نے انہیں جواب دیا:

''اس کا ہاتھ تمہارا ہے اور اس کا دل ہمارا ہے۔''

پھر اسے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے اور کوئی نقصان نہ ہوا۔

آپ کو شیخ ابو الغیث بن جمیل وغیرہ اکابر بزرگوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور ان سے خوب نفع حاصل کیا۔ آپ اپنے آپ کو ابن الجعد کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بہت سی فتوحات کے دروازے کھولے۔ حتیٰ کہ شہرت پائی اور لوگ ان کا تذکرہ کرنے لگے۔ مختلف اطراف کے لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے اور بہت سے لوگ ان کی پیروی کرنے لگے۔ آپ کی کرامات ظاہر اور احوال واضح تھے۔

شیخ عبداللہ مذکور پر کبھی ایسی حالت طاری ہوتی، جبکہ تخلیہ میں ہوتے کہ ان سے نور عظیم بلند ہوتا نظر آتا اور کبھی تو ان کی شخصیت اس نور میں غائب ہو جاتی۔ بسا اوقات ان کا جسم اس قدر بڑھا ہو جاتا کہ سارا گھر اس سے بھر جاتا۔

آپ کی کرامت میں سے ایک کرامت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور سے نکل کر بہتی ایک نہر دیکھی، جو شیخ عبداللہ مذکور کی قبر کی طرف جاتی تھی۔ بیان کیا کہ اس کی تعبیر و تفسیر یہ کی گئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شیخ مذکور کو یہ مدد مل رہی ہے اور یہ بات ان کے حال سے بھی ظاہر ہے کیونکہ آپ کے عبادت خانہ میں تلاوت قرآن کریم اور ذکر و اذکار آپ کے زمانہ سے اس وقت تک لگاتار ہوتا چلا آ رہا ہے۔

آپ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے:

''تم میں سے جب کوئی کسی پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے حضور مجھے بطور وسیلہ پیش کیا کرے اور مجھے یاد کر لیا کرے۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے میں حاضر ہو جایا کروں گا۔''

بعض نے آپ کی اس بات کا تجربہ بھی کیا تو واقعی ایسے ہی ہوا، جیسے آپ نے فرمایا۔

Marfat.com

شیخ مذکور نے مرض موت میں اپنے قریب بیٹھے شخص سے فرمایا:

''اے میری اولاد! میری روح ملکوت اعلیٰ میں بلند ہوگئی۔ میں انبیاء کرام اور مرسلین عظام کے علاوہ کسی اور کی اپنے پر فضیلت نہیں دیکھتا۔''

آپ نے پھر یہ شعر پڑھا:

انا الذی فی الوقت سری باطن

وفی المعالی ظاهر لا یخفی

''میں وہ ہوں کہ اس وقت میرا راز چھپا ہوا ہے اور بلندیوں میں ایسا ظاہر ہے کہ اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔''

شیخ ممشاد دینوری:

شیخ ممشاد دینوری بڑے شیوخ میں سے تھے۔ ان کا وصال ۲۹۹ ہجری میں ہوا۔ آپ کا فرمان ہے:

''مشائخ کی عزت کرنا، بھائیوں کی خدمت کرنا، اسباب لے کر سفر پر نکلنا اور آداب شریعت کی حفاظت کرنا حقیقی مرید کی نشانیاں ہیں۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ بھی فرمان ہے:

''میں جب بھی اپنے شیخ کے پاس حاضر ہوا مال و اسباب سے خالی حاضر ہوا۔ میں متمنی رہا کہ ان کے دیدار اور کلام کی برکات مجھے حاصل ہوں، کیونکہ جو شخص اپنے شیخ کے پاس اپنی ذات پر نظر کے ساتھ داخل ہوتا ہے وہ ان کے دیدار، صحبت اور کلام کی برکات سے محروم رہتا ہے۔''

شیخ خیر نساج:

شیخ خیر نساج کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ شیخ ابو حمزہ بغدادی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ کے ہم عصر تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کو طویل عمر عطا ہوئی۔ آپ کی عمر ۱۲۰ برس ہوئی۔ شیخ خیر نساج علیہ الرحمۃ کی مجلس میں شیخ شبلی اور شیخ خواص نے توبہ کی اور آپ ایک جماعت کے استاذ تھے۔

شیخ خیر نساج کا نام محمد بن اسماعیل تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع شہر) سامرہ کے باشندے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کو ''خیر النساج'' اس لیے کہا جاتا تھا کہ ایک دفعہ آپ حج کے ارادہ سے آگے تو ایک آدمی نے شہر کوفہ کے دروازے پر آپ کو پکڑ لیا اور کہا:

''تم میرے غلام ہو اور تمہارا نام خیر ہے۔''

آپ سیاہ رنگت والے تھے۔ آپ نے اس آدمی کی مخالفت نہ کی۔ اس نے آپ کو ریشمی کپڑا بننے پر لگا دیا۔ وہ آپ سے کہتا:

''اے خیر!''

آپ فرماتے:

''لبیک'' (میں حاضر ہوں)

Marfat.com

پھر چند سالوں کے بعد اس شخص نے آپ سے کہا:
"مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی نہ تو آپ میرے غلام ہیں اور نہ ہی آپ کا نام خیر ہے۔"
آپ نے اسے چھوڑ کر جانے کا ارادہ فرما لیا اور کہا:
"میں اس نام کو نہیں بدلوں گا جس نام سے مجھے ایک مسلمان نے پکارا ہے۔"
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
"ایسے نفوس جنہوں نے برے آداب کو اپنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ خوف کے ذریعے ان کو سیدھا کرتا ہے۔"
شیخ ابوالحسین مالکی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جو آدمی شیخ خیر النساج علیہ الرحمۃ کی وفات کے وقت موجود تھا میں نے اس سے ان کے وصال کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا:
"جب نماز مغرب کا وقت ہوا تو شیخ خیر النساج پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھولیں اور گھر کے ایک کونے میں اشارہ کیا اور فرمایا: تھوڑی دیر رکو! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے! بلاشبہ! تم بھی پابند حکم ہو اور میں بھی۔ تم جس کام کا حکم کیے گئے ہو (روح قبض کرنے کا) وہ کام تم چھوڑ نہیں سکتے اور جس کام (نماز مغرب) کا مجھے حکم دیا گیا ہے اس کا وقت جا تا رہے گا۔" پھر انہوں نے پانی طلب فرمایا اور نماز کے لئے وضو کیا، پھر انگڑائی لی اور آنکھوں کو بند کر کے کلمہ شہادت پڑھا اور انتقال فرما گئے۔"
ایک صالح نے شیخ خیر النساج کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا:
((مافعل الله بك))
"اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا"
آپ نے فرمایا:
"اس بارے میں مجھ سے نہ پوچھو! البتہ میں تمہاری میلی دنیا سے آرام پا چکا ہوں۔"

شیخ ابوحمزہ خراسانی:

شیخ ابوحمزہ خراسانی علیہ الرحمۃ کا شمار جلیل القدر صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ نیشا پور کے محلہ "ملقاباذ" سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی، شیخ خراز اور شیخ ابوتراب نخشبی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر تھے اور آپ پرہیزگار و دین دار تھے۔
آپ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
"باقی (اللہ تعالیٰ) کی محبت اور ہر فانی (مخلوق اور دنیا) کی نفرت اسے ودیعت ہوتی ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرنا اپنا شعار بنا لیتا ہے۔"
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
"جسے معرفت الٰہی کا حصول ہو جاتا ہے وہ اپنے ایک دن کے گزراقات کے رزق سے دوسرے رزق کو علیحدہ کر دیتا ہے۔ وہ فقط ایک دن کا رزق لیتا ہے۔"
شیخ ابوحمزہ خراسانی علیہ الرحمۃ سے ایک آدمی نے عرض کیا:

Marfat.com

''حضور! مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔''

آپ نے فرمایا

''یقیناً وقوع پذیر ہونے والے سفر (آخرت) کا سامان تیار کرلو۔''

شیخ ابوالحسن بصری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوحمزہ خراسانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''میں ایک عباء پہنے بہت عرصہ حالت احرام میں رہا۔ ہر سال ایک ہزار فرسخ کا سفر کرتا۔ آفتاب طلوع و غروب ہوتا رہتا۔ جب بھی میں احرام کھولتا پھر احرام باندھ لیتا۔''

شیخ ابوحمزہ خراسانی علیہ الرحمۃ نے ۲۹۰ ہجری میں وفات پائی۔

شیخ ابوبکر بن جحدر شبلی:

شیخ ابوبکر بن جحدر شبلی علیہ الرحمۃ کا شمار بھی مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ شہر بغداد میں پیدا ہوئے اور یہیں پر پرورش پائی۔ ان کا خاندان ''اسروشنہ'' کا رہنے والا تھا۔ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ اور اس زمانے کے دیگر صوفیاء کرام کی صحبت میں رہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ حال، دانائی اور علم (شریعت و طریقت) کے لحاظ سے اپنے وقت کے شیخ تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ مالکی (امام مالک کے مقلد) تھے۔

شیخ علیہ الرحمۃ نے ۸۷ برس کی عمر شہر بغداد میں ۳۳۴ ہجری کو وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ نے شیخ خیر النساج علیہ الرحمۃ کی مجلس میں توبہ کی تو مقام ''دماوند'' چلے گئے اور اہل شہر سے فرمایا:

''میں پہلے تمہارے شہر کا حاکم تھا (اگر اس دوران مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو) مجھے معاف کر دینا۔''

شروع میں آپ بہت مجاہدات کرنے والے تھے۔

شیخ استاذ ابوعلی دقاق علیہ الرحمۃ سے منقول ہے:

''مجھے تک یہ بات پہنچی ہے کہ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ ایک زمانہ تک نمک کو بطور سرمہ استعمال فرماتے تھے تاکہ نیند نہ آئے اور جاگنے کی عادت بن جائے۔''

شیخ شبلی علیہ الرحمۃ شریعت کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے، جیسا کہ شیخ ابوبکر دینوری علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ شیخ شبلی آخری عمر میں شریعت کی بہت تعظیم فرمایا کرتے تھے۔

شیخ ابوالعباس بغدادی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوبکر بن جحدر شبلی علیہ الرحمۃ زندگی کے ایام میں اکثر کہا کرتے تھے:

کم من موضع لومت فیه

لکنت به نکالا فی العشیره

''کتنے ہی ایسے مواضع (مقامات) ہیں کہ اگر میں ان میں وفات پاجاؤں تو میں اپنے خاندان والے کے لیے باعث ذلت ٹھہروں۔''

ماہ رمضان المبارک میں شیخ ابوبکر بن جحدر شبلی علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے صوفیاء سے بڑھ کر (عبادت و مجاہدہ میں) سعی فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے:

Marfat.com

"یہ مہینہ وہ عظیم الشان مہینہ ہے کہ جس کو رب العالمین نے عظمت و وقار عطا فرمایا ہے۔ میں اس ماہ کی تعظیم و توقیر کرنے والا پہلا شخص ہوں۔"

شیخ شبلی علیہ الرحمۃ کا یہ قول شیخ استاذ ابوعلی دقاق علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے۔

شیخ عبداللہ مرتعش نیشاپوری:

شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد مرتعش نیشاپوری علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ نیشاپور کے محلہ "الحیرہ" کے باشندے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ کا تعلق محلہ "ملقاباذ" سے تھا۔ انہوں نے شیخ ابوحفص علیہ الرحمۃ اور شیخ ابوعثمان علیہ الرحمۃ کی صحبت کا شرف حاصل فرمایا۔

شیخ نیشاپوری علیہ الرحمۃ کی سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے ملاقات بھی ثابت ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ عظیم شان کے حامل صوفی بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک عرصہ مسجد شونزیہ میں اقامت اختیار فرمائی۔ آپ کی وفات (شہر بغداد میں) ۳۲۸ ہجری میں ہوئی۔

شیخ نیشاپوری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"نفس کو خواہشات سے روکنے، اللہ کے احکامات پر عمل کرنے اور رضائے الٰہی پر راضی رہنے کا نام "ارادہ" ہے۔"

شیخ سے عرض کیا گیا:

"ایک شخص پانی پر چلتا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جسے خواہشات کی مخالفت پر قدرت عطا فرمادے، میرے ہاں وہ ہوا میں چلنے والے سے بھی زیادہ عظیم ہے۔"

شیخ احمد بن محمد روذباری:

شیخ ابوعلی احمد بن محمد روذباری علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین اہل تصوف میں ہوتا ہے۔ آپ شہر بغداد کے رہائشی تھے۔ بعد میں آپ نے ملک مصر میں اقامت اختیار فرمائی تھی۔ شیخ علیہ الرحمۃ کی وفات ۳۲۲ ہجری میں ہوئی۔ شیخ روذباری علیہ الرحمۃ نے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ، شیخ نوری علیہ الرحمۃ، شیخ یحییٰ ابن جلاء علیہ الرحمۃ اور دیگر عظیم صوفیاء کرام کے ایک طبقہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔

شیخ روذباری علیہ الرحمۃ صاحب فہم مشائخ میں سے تھے۔ آپ شریعت کے ساتھ ساتھ طریقت کے بھی عالم تھے۔

شیخ ابوعلی احمد بن محمد روذباری علیہ الرحمۃ سے اس آدمی سے متعلق سوال کیا گیا جو موسیقی سنتا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ یہ میرے لئے حلال ہے کیونکہ میں ایسے درجہ تک پہنچ چکا ہوں کہ یہ احوال کے اختلاف میں اثر انداز نہیں ہوتی۔

آپ نے فرمایا:

"ہاں وہ پہنچ چکا ہے لیکن جہنم (اور بدبختی کے آخری درجہ) میں پہنچا ہے۔"

Marfat.com

شیخ علیہ الرحمۃ سے تصوف کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

((ھذا مذھب کلہ جد فلا تخلطوہ بشیء من الھزل))

''تصوف سارے کا سارا سنجیدگی ہے، پس تم اس کے ساتھ کسی بے ہودہ چیز کو نہ ملاؤ۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''کسی شخص کے دھوکہ میں رہنے اور (اپنے نفس کو) دھوکہ دینے کی نشانی یہ ہے کہ تم اعمال بد کرو اور اللہ تعالیٰ تم سے حسن سلوک کرے، تم توبہ اور رجوع الی اللہ کو چھوڑ دو اور تم یہ گمان کرو کہ برے اعمال میں تم سے چشم پوشی کی جاتی ہے اور تم اسے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی سمجھنے لگو۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''تصوف میں میرے استاذ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ ہیں، فقہ میں شیخ ابو العباس بن شریح علیہ الرحمۃ، ادب میں شیخ ثعلب علیہ الرحمۃ اور حدیث میں حضرت ابراہیم حربی علیہ الرحمۃ۔''

شیخ ابوالحسن علی بن محمد مزین:

شیخ ابوالحسن علی بن محمد مزین کا شمار گروہ صوفیاء کے مشہور ترین افراد میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق بغداد سے تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ، سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ اور اس طبقہ کے کثیر صوفیاء سے ملے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار فرمائی تھی اور وہیں پر ۳۲۸ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ صاحب تقویٰ شخصیت تھے۔''

شیخ ابوبکر رازی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد مدین علیہ الرحمۃ سے سنا:

((الذنب بعد الذنب عقوبۃ الذنب الاول والحسنۃ بعد الحسنہ ثواب الحسنہ الاولی))

''برائی کے بعد والی برائی پہلی برائی کی سزا ہے اور نیکی کے بعد والی نیکی پہلی نیکی کی جزاء ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ سے توحید سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''جان لو کہ صفات الٰہی مخلوق کی صفات سے الگ تھلگ ہیں۔ اس کی صفات قدیم ہونے کے اعتبار سے مخلوق سے ممتاز ہیں جس طرح کہ مخلوق کی صفات حادث ہونے کے حوالے سے اللہ کی صفات سے جدا ہیں۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جو آدمی اللہ تعالیٰ کو پا کر (اس کا قرب پا کر مخلوق سے) بے نیاز نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کا محتاج کر دیتا ہے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کو پا کر مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے اللہ لوگوں کو اس کا محتاج کر دیتا ہے۔''

شیخ ابو علی بن کاتب:

شیخ ابو علی بن کاتب علیہ الرحمۃ کا نام حسن بن احمد ہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے شیخ ابو علی روذباری، شیخ ابوبکر مصری اور دیگر صوفیاء کرام کی صحبت اختیار کی۔ آپ اپنے حال میں بہت بڑی شخصیت تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے تقریباً ۳۴۰ ہجری

Marfat.com

میں وصال فرمایا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

((اذا سكن الخوف في القلب لم ينطق اللسان الا ما يعنيه))

"جب قلب مومن میں خوف الٰہی جگہ پکڑ لے تو زبان گفتگو نہیں کرتی مگر بامقصد۔"

شیخ ابن کاتب علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"فقط عقل کی بنیاد پر اللہ کی پاکیزگی بیان کر کے معتزلہ نے خطا کی اور علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کر کے صوفیاء نے راہ راست حاصل کر لی۔"

شیخ مظفر قرمیسینی:

شیخ ابو علی مظفر بن کاتب قرمیسینی علیہ الرحمۃ کا شمار بھی جماعت صوفیاء کے مشہور مشائخ میں ہوتا ہے۔ یہ مقام جبل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے شیخ عبداللہ خزار علیہ الرحمۃ اور دیگر صوفیاء کرام کی صحبت اختیار فرمائی۔

ان کا فرمان ہے:

"روزہ تین طرح کا ہوتا ہے۔ پہلا: روح کا روزہ، امید سے بچنا۔ دوسرا: عقل کا روزہ خواہشات سے رکنا۔ تیسرا: نفس کا روزہ، کھانے اور حرام سے پرہیز کرنا۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"سب سے رذیل (خسیس، ہلکے وزن والی، اندازہ کے الٹ) نرمی عورتوں کے ساتھ نرمی ہے، وہ جس طرح بھی ہو۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"بھوک کے ساتھ قناعت بھی ہو تو وہ فکر کی کھیتی، منبع حکمت، حیات عقل اور مصباح قلب ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"کسی بھی آدمی کے افضل اعمال وہ ہیں جو ان کے اوقات میں کیے جائیں۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"صاحب عقل و فہم سے ادب حاصل نہ کرنے والے کے مرید اس سے ادب حاصل نہیں کرتے۔"

شیخ ابن طاہر ابہری مکی:

شیخ ابو بکر عبداللہ بن طاہر ابہری مکی علیہ الرحمۃ بھی ہیں۔ یہ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر اور مقام جبل کے شیخ ہیں۔ آپ بہت زیادہ متقی اور صاحب علم تھے۔ شیخ مکی کو شیخ یوسف بن حسین کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ شیخ مکی علیہ الرحمۃ نے ۳۳۰ ہجری میں وصال فرمایا۔

شیخ منصور بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو بکر بن طاہر ابہری سے سنا:

"آداب فقر میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ فقیر کو کوئی رغبت نہ ہو۔ اگر ضروری ہو تو اس کی رغبت کفایت سے تجاوز نہ کرے۔"

Marfat.com

شیخ مکی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جب تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی مسلمان بھائی سے محبت کرو تو دنیا میں اس سے ملاقات کم کرو (تا کہ محبت قائم رہے)۔''

شیخ ابوالحسین بن بنان:

شیخ ابوالحسین بن بنان علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ ملک مصر کے بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی نسبت شیخ ابوسعید خزار علیہ الرحمۃ سے تھی۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جس صوفی کے قلب میں رزق کا خیال موجود ہو اسے کسی کام میں لگ جانا چاہیے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''اللہ تعالیٰ (کے ذکر، قرب) کے ساتھ سکون قلب کی نشانی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس پر یقین اس چیز سے زیادہ ہو جو انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

((اجتنبوا دناءۃ لاخلاق کما تجتنبون الحرام))

''اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرو! اس طرح جس طرح تم حرام سے اجتناب کرتے ہو۔''

شیخ ابراہیم بن شیبان قرمسینی:

شیخ ابواسحاق ابراہیم بن شیبان قرمسینی علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے شیخ تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے شیخ ابوعبداللہ مغربی علیہ الرحمۃ، شیخ خواص علیہ الرحمۃ اور دیگر صوفیاء کی صحبت اختیار فرمائی۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''رخصتوں (نرم احکامات جیسے بیمار ہے تو روزہ چھوڑ دے اور نماز بیٹھ کر پڑھ لے وغیرہ) کو تو وہ شخص اختیار کرتا ہے جو بیکار (بے مقصد زندگی کے ساتھ) رہنا چاہتا ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''علم فنا و بقا وحدانیت کے اخلاص اور بندگی کی صحت کے گرد گھومتا ہے جو اس کے علاوہ ہے وہ مغالطہ اور بے دینی ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ کی معصیت کرنے والا آدمی گھٹیا آدمی ہے۔''

شیخ بن یزدانیار:

شیخ ابوبکر حسین بن علی بن یزدانیار علیہ الرحمۃ علاقہ ''آرمینیا'' سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ تصوف میں ایک خاص طریقہ رکھتے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ متقی اور عالم باعمل تھے۔ آپ عارفین کے آزادانہ کلمات کو مکروہ گردانتے تھے۔

شیخ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

"جب تک تم لوگوں کے ساتھ انس کو پسند کرتے ہو تب تک تم اللہ کے ساتھ انس کی طمع سے اجتناب کرو۔
جب تک تم فضول چیزوں سے محبت کرتے ہو تب تک اللہ کی محبت کی طمع سے اجتناب کرو۔ جب تک تم لوگوں کے ہاں مقام و مرتبہ کو پسند کرتے ہو تب تک اللہ کے ہاں مقام و مرتبہ کی لالچ سے اجتناب کرو۔"

شیخ ابوسعید بن اعرابی:

شیخ ابوسعید بن اعرابی علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور اہل تصوف میں ہوتا ہے۔ آپ کا نام احمد بن محمد بن زیاد بصری ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے خانہ کعبہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۳۴۱ ہجری میں وصال پایا۔ آپ علیہ الرحمۃ کو شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ، شیخ عمرو بن عثمان مکی علیہ الرحمۃ ، شیخ نوری علیہ الرحمۃ اور دیگر صوفیاء کی مصاحبت کا شرف حاصل ہے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"سب سے زیادہ خسارہ پانے والا وہ آدمی ہے کہ جو خلق کے سامنے نیک اعمال کرتا ہے اور جب اس ذات کے سامنے جاتا ہے جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے (اللہ تعالیٰ)، تو برے اعمال کرتا ہے۔"

شیخ محمد بن ابراہیم زجاجی:

شیخ ابوعمرو محمد بن ابراہیم زجاجی نیشاپوری علیہ الرحمۃ ایک زمانہ مکہ مکرمہ میں رہے اور وہیں وصال پایا۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ، شیخ ابوعثمان علیہ الرحمۃ، شیخ نوری علیہ الرحمۃ، شیخ خواص علیہ الرحمۃ اور شیخ رویم علیہ الرحمۃ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا انتقال ۳۴۸ ہجری میں ہوا۔

شیخ ابوعمرو بن نجید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شیخ ابوعمرو زجاجی سے سوال کیا گیا:

"فرض نماز کی تکبیر اولیٰ کے وقت آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل کیوں ہو جاتا ہے۔؟"

آپ نے فرمایا:

"یہ معاملہ اس وجہ سے ہے کہ میں ڈر جاتا ہوں کہ میری فرض نماز صدق کے خلاف تو شروع نہیں ہوئی۔ پس جو شخص "اللہ اکبر" کہے اور اس کے دل میں کوئی چیز (خواہش) اِس (اللہ کی محبت) سے بھی بڑی ہو یا اوقات کے گزرنے کے ساتھ وہ کسی چیز کو اس سے بڑا سمجھنے لگ جائے (یعنی اللہ کی اطاعت کو چھوڑ کر مال دنیا کے پیچھے لگ جائے) تو اس نے اپنی زبان سے (اللہ اکبر کہہ کر) اپنے نفس کو جھٹلایا۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جو آدمی ایسی کیفیت کے بارے میں گفتگو کرے جس تک وہ نہ پہنچا ہو تو اس کا کلام سامعین کے لئے فتنہ ہوگا۔ بغیر مقام کے حصول کے اس کے بارے میں گفتگو کرنا یہی قلب میں پیدا ہونیوالا جھوٹا دعویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس مقام تک پہنچنے سے محروم رکھتا ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ بڑا عرصہ مکۃ المکرمہ میں رہے لیکن حرم کے اندر جانے کی جسارت نہ کی، بلکہ آپ حرم سے باہر جا کر طہارت حاصل کرتے۔

Marfat.com

شیخ ابوعبداللہ محمد بن الحسین:

شیخ ابوعبداللہ محمد بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ ایک قصائی کے پاس ٹھہرے۔ وہ قصائی آپ کو چھوڑ کر چلا گیا پھر جب لوٹا تو اس ہاتھ کا ایسا کٹ گیا کہ وہ اس سے کچھ نہ کاٹ سکا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ شیخ کی وجہ سے ہے۔ وہ شیخ کی طرف دوڑا اور عرض کیا:

"میرے آقا! مجھ سے جو حرکت سرزد ہوئی ہے اس پر گرفت نہ فرمایئے! کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سبحانہ سے توبہ کر رہا ہوں۔ آپ بھی دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے تندرست کر دے۔"

آپ نے دعا فرمائی تو اس کا ہاتھ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔

شیخ محمد بن مسلم بن عبدالرحمٰن قنطری:

شیخ محمد بن مسلم بن عبدالرحمٰن قنطری علیہ الرحمۃ جید اولیاء میں سے ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کا ایک بھانجا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھا کہ ڈھول وغیرہ سے کھیل رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بارالٰہا! اسے موت دے دے تو وہ اسی روز مر گیا۔

شیخ معلم ابوبکر تیمی:

شیخ معلم ابوبکر تیمی علیہ الرحمۃ کا شمار صاحب کرامات صوفیاء کرام کے گروہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک کتے نے آپ کو بھونکا تو وہ گر کر مر گیا۔

شیخ محمد بن یوسف البولاقی:

شیخ محمد بن یوسف البولاقی علیہ الرحمۃ ولی اللہ اور عالم تھے۔ آپ کے حالات میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو لے کر سمندر پر گئی۔ کچھ حبشی لوگ جہاز میں آئے، بچہ کو پکڑا، جہاز میں بٹھالیا اور لے کے چلے گئے۔

وہ عورت شیخ محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی عبادت گاہ سے نکل رہے تھے۔ اس نے سارا قصہ سنایا کہ حبشیوں نے اس کے بچے کو پکڑ لیا ہے اور وہ اس جہاز میں ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ سمندر کی طرف روانہ ہوئے اور ہوا کو حکم دیا:

"رک جا۔"

وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے رک گئی۔ پھر آپ نے جہاز والوں کو آواز دی:

"بچہ کو اس کی ماں کو لوٹا دو!"

مگر انہوں نے انکار کر دیا اور چلتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاز کو حکم دیا:

"رک جا۔"

وہ وہیں رک گیا۔ پھر آپ پانی کے اوپر چلتے ہوئے گئے، بچہ کو جہاز سے لیا اور اس کی ماں کے پاس حاضر کر دیا۔"

شیخ ابوبکر محمد المالکی:

شیخ ابوبکر محمد المالکی صاحب کرامت صوفی بزرگ تھے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''مسلمان کو آگ چھوئے گی ہی نہیں اور اگر چھوئے گی تو جلائے گی نہیں۔ اگر میں شہرت کا اندیشہ نہ کرتا تو سو دفعہ ہاتھ کو آگ میں داخل کرتا اور نکال لیتا اور وہ نہ جلتا۔''

قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اپاہج عورت پر گزرے تو اس نے کہا:

''کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے اللہ کے واسطے۔؟''

انہوں نے فرمایا:

''میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں، لیکن اپنا ہاتھ لا۔!''

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلنے لگی۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن عمر بن محمد الزکوی:

شیخ محمد بن عمر بن محمد الزکوی رحمۃ اللہ علیہ امام، عالم، فاضل اور صاحب اتقان و ایقان تھے۔ علم و ادب اور خاص کر علم لغت کی سرکردگی ان پر ختم تھی۔ خوش خلق، سلیم القلب اور خیر و صلاحیت سے مشہور تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو تم سے پڑھ لے گا جنت میں جائے گا۔''

اسی خواب کی وجہ سے ان سے بہت علماء نے علم حاصل کیا ہے جن میں سے الشیخ الشریف عبدالرحمٰن بن ابی الخیر فاریشی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

یہ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ اخیر عمر میں مکہ مکرمہ رہنے لگے تھے۔

شیخ عبداللہ بن محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ان کو دستوں کا مرض ہو گیا۔ خون آنے لگا اور دست کا مرض بہت زیادہ بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ دن رات میں ساٹھ ساٹھ مرتبہ اٹھتے تھے۔ شیخ عبدالرحمٰن بن ابی الخیر ان کے والد ان کو شیخ محمد زکوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائے کہ صحت کے لیے دعا فرمائیں، کیونکہ ان لوگوں کے یہاں مکہ مکرمہ میں آپ ہی مشہور بزرگ تھے۔ آپ نے دعا کی اور ان سے فرمایا:

''اپنا پیٹ کھولو۔''

انہوں نے پیٹ کھول دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا پیٹ کھولا اور اس کو ان کے پیٹ سے ملایا اور چلے گئے۔ اس کا اثر فوراً ہی ظاہر ہونے لگا کہ خون آنا کم ہو گیا اور وہ بہت جلد شفایاب ہو گئے۔

شریف عبدالرحمٰن بن ابی الخیر فاریشی مکی کہتے ہیں کہ جب مجھ کو شیخ الزکوی رحمۃ اللہ علیہ کا خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ جو تم سے پڑھ لے گا جنت میں داخل ہو گا، معلوم ہوا تو میں نے ان کے پاس پڑھنے کے لیے جانے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا، مگر شیخ خود ہی میرے موضع میں تشریف لے آئے اور میں نے وہیں پڑھ لیا۔

شیخ کی وفات 782 ہجری میں مکہ معظمہ میں ہوئی اور جنت المعلیٰ میں حضرت ام المومنین سیدۃ خدیجہ رضی

Marfat.com

اللہ عنہا کے قریب دفن کیے گئے۔

شیخ ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر بغدادی:

شیخ ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت شہر بغداد میں ہوئی اور پرورش بھی۔ شیخ ابن نصیر علیہ الرحمۃ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے اور انہی کی ارادت اختیار کی۔ علاوہ ازیں شیخ نوری علیہ الرحمۃ، شیخ رویم علیہ الرحمۃ، شیخ سمنون علیہ الرحمۃ اور دیگر مشائخ کی صحبت اختیار کی۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا انتقال ۳۴۸ ہجری میں ہوا۔

شیخ محمد بن عبداللہ بن شاذان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ جعفر بن محمد نصیر بغدادی علیہ الرحمۃ سے سنا:

''بندے اور حقیقت کے مابین اتنی سی بات ہے کہ تقویٰ اس کے قلب میں گھر کر جائے۔ جب تقویٰ اس کے قلب میں مضبوط ہو جاتا ہے تو اس پر علم کی برکات نازل ہوتی ہیں اور اس سے دنیا کی رغبت زائل ہو جاتی ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''لذت نفس کی موجودگی میں بندے کو اللہ کے ساتھ معاملہ کی لذت کا حصول نہیں ہوتا، کیونکہ اہل حق اس سے پہلے کہ کوئی اور تعلق ان کے اللہ کے ساتھ والے تعلق کو ختم کر دے، ان تمام تعلقات کو قطع کر دیتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا تعلق قطع ہو۔''

شیخ ابو العباس سیاری:

اولیائے کاملین میں سے شیخ ابو العباس سیاری علیہ الرحمۃ بھی ہیں۔ ان کا نام نامی قاسم بن قاسم ہے۔ یہ علاقہ ''مرو'' کے رہائشی تھے۔

شیخ ابو العباس سیاری علیہ الرحمۃ شیخ واسطی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے اور اس جماعت صوفیاء کے علوم کے سلسلے میں آپ نے انہی سے تعلق قائم کیا۔ شیخ علیہ الرحمۃ جید عالم تھے۔ آپ نے ۳۴۲ ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجا لا کر اور نواہی سے اجتناب کر کے، صلحاء کی صحبت اور فقراء کی خدمت کر کے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''فقط مشاہدہ حق سے کوئی بھی اہل عقل لذت حاصل نہیں کرتا کیونکہ مشاہدہ حق فنا ہے اور اس میں حقیقی لذت نہیں۔''

شیخ علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

''نفس کو کیسے سیدھا کیا جائے۔؟''

شیخ ابن داؤد دینوری الدقی:

شیخ ابو بکر محمد بن داؤد دینوری علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ الدقی کے نام موسوم ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ملک شام میں سکونت اختیار کی اور سو برس سے زائد عمر پائی۔ آپ نے ۳۵۰ ہجری میں انتقال فرمایا۔ شیخ

Marfat.com

دینوری علیہ الرحمۃ نے شیخ ابن جلاء علیہ الرحمۃ اور شیخ زقاق علیہ الرحمۃ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"معدہ خوراک کی آماجگاہ ہے۔ اگر اس میں حلال خوراک ڈالو گے تو اعضاء اعمال صالحہ بجالائیں گے اور اگر تم اس میں مشتبہ خوراک ڈالو گے تو راہ الٰہی تم پر مشتبہ ہو جائے گی۔ اگر اس میں قابل گرفت خوراک ڈالو گے تو یہ تمہارے اور اللہ کے درمیان حجاب ہوگا۔"

شیخ عبداللہ بن رازی:

شیخ ابو محمد عبداللہ بن رازی علیہ الرحمۃ کا شمار بھی مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ نیشا پور میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے شیخ ابو عثمان حیری علیہ الرحمۃ، شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ، شیخ یوسف بن حسین علیہ الرحمۃ، شیخ رویم علیہ الرحمۃ، شیخ سمنون علیہ الرحمۃ اور دیگر صوفیاء کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ شیخ علیہ الرحمۃ کی وفات ۳۵۳ ہجری میں ہوئی۔

شیخ علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

"لوگ اپنی برائیوں کو جاننے کے باوجود خیر کی طرف رجوع نہیں کرتے اس کا کیا سبب ہے۔؟"

آپ نے فرمایا:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ علم پر فخر کرتے ہیں نہ کہ عمل۔ اسی طرح ظاہری آداب بجالاتے ہیں نہ کہ باطنی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو بے جان کر دیا ہے اور ان کے اعضا کو عبادات بجالانے سے جکڑے رکھا ہے۔"

شیخ اسماعیل بن نجید:

شیخ ابو عمرو اسماعیل بن نجید علیہ الرحمۃ بہت عرصہ شیخ ابو عثمان علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ انہوں نے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے ملاقات بھی کی۔ آپ علیہ الرحمۃ بڑی شان کے حامل صوفی تھے۔ شیخ ابو عثمان علیہ الرحمۃ کے ارادت مندوں میں سے آپ ہی نے سب سے آخر وصال فرمایا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ۳۶۶ ہجری میں مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا۔

شیخ علیہ الرحمۃ سے تصوف سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"امر (کو بجالا کر) اور نہی (سے رک کر) صبر کرنا۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"نفس کے ہر عمل پر راضی رہنا آدمی کے لیے وبال ہے۔"

شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے دادا حضرت ابو عمرو اسماعیل بن نجید علیہ الرحمۃ سے سنا:

"جاہل کا حال اس کو نفع کے مقابلے میں ضرر زیادہ پہنچاتا ہے۔"

شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میرے دادا شیخ ابو عمرو اسماعیل بن نجید علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے

Marfat.com

جو میں نے خود ان سے اپنے کانوں سے سنا:

''جو آدمی جب بھی کسی فرض کو، جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے، ضائع کر دیتا ہے، تو وہ اس فرض کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے، اگرچہ یہ کچھ وقت کے بعد محسوس ہو۔''

شیخ علی بن احمد سہل بوشنجی:

شیخ ابوالحسن علی بن احمد سہل بوشنجی علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء کرام میں ہوتا ہے۔ یہ خراسان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ شیخ ابوعثمان علیہ الرحمۃ، شیخ ابن عطاء علیہ الرحمۃ، شیخ جریری علیہ الرحمۃ اور شیخ عمرو دمشقی علیہ الرحمۃ سے ملے اور ان کی صحبت اختیار فرمائی۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ۳۴۸ ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ بوشنجی علیہ الرحمۃ سے ایک آدمی نے عرض کیا:

''میرے لیے دعا کیجئے۔!''

آپ نے فرمایا:

''اللہ تمہیں فتنے سے بچائے رکھے۔!''

شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''ایمان کے آغاز کا دارومدار اس کے آخر (خاتمہ) پر ہے۔''

شیخ بوشنجی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

''مروّت کیا ہے۔؟''

آپ نے فرمایا:

''جو چیز کراماً کاتبین فرشتوں کی موجودگی میں (یعنی بالکل علیحدگی میں بھی) تجھ پر حرام ہے اسے ترک کر دینا۔''

شیخ محمد بن خفیف شیرازی:

شیخ ابوعبداللہ محمد بن خفیف شیرازی علیہ الرحمۃ نے شیخ رویم علیہ الرحمۃ، شیخ جریری علیہ الرحمۃ، شیخ ابن عطاء علیہ الرحمۃ اور ان کے علاوہ دیگر جید صوفیاء کی صحبت اختیار کی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ۳۷۱ ہجری میں وفات پائی۔ شیخ علیہ الرحمۃ شیخ الشیوخ اور یکتا روزگار تھے۔

شیخ شیرازی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''میں ابتداء میں بعض دفعہ ایک ہی رکعت میں دس ہزار بار سورۃ الاخلاص پڑھ لیتا تھا اور بعض اوقات ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتا تھا اور بعض اوقات میں صبح سے عصر تک ایک ہزار نفل رکعات پڑھتا تھا۔''

شیخ ابواحمد صغیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک فقیر شیخ محمد بن خفیف شیرازی علیہ الرحمۃ کے قریب سے گزرا اور کہا:

''دور رہو! میں وسوسوں کا شکار ہوتا ہوں۔''

شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

Marfat.com

''ایک زمانہ تھا کہ صوفیاء شیطان کے ساتھ مذاق کرتے تھے اور اب شیطان ان کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''میں نوافل پڑھتے ہوئے قیام سے معذور ہو گیا تو میں اپنے معمول کی ہر رکعت کے بدلے دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتا تھا، کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

''بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے سے نصف ہے۔''

شیخ شیرازی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''ارادت ہمیشہ فکرمند رہنے اور آرام و سکون کو ترک کر دینے کا نام ہے۔''

شیخ شیرازی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''مرید کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عمل ضرر رساں نہیں ہے کہ وہ رخصتوں پر عمل کے سلسلے میں چشم پوشی اختیار کرے اور تاویلات قبول کرلے۔''

شیخ شیرازی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

''قرب کیا ہے۔؟''

آپ نے فرمایا:

''شریعت کے موافق کاموں کو اختیار کرنا تیرے لیے قرب ہے۔ اللہ کا تم سے قریب ہونا اس صورت میں ہے کہ اس کی توفیق ہمیشہ تیرے شاملِ حال رہے (اور توفیق شریعت پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے)''

شیخ بندار بن حسین شیرازی:

شیخ ابوالحسین بندار بن حسین شیرازی علیہ الرحمۃ کا شمار مشہورترین اہل تصوف میں ہوتا ہے۔ آپ اصول کے عالم تھے اور حال میں بڑے مقام کے حامل صوفی بزرگ تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے شیخ شبلی علیہ الرحمۃ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا وصال ۳۵۳ ہجری میں مقام ارجان میں ہوا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''بدعتیوں کی مجلس میں شمولیت حق سے منہ موڑنے کا سبب بنتی ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''خواہشات کو اس (ثواب) کے لئے ترک کردو جس کی امید رکھتے ہو۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''نفوس کی خاطر جھگڑا نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے نہیں ہیں۔ انہیں ان کے خالق (اللہ تعالیٰ) کے لئے چھوڑ دو (اس کی عبادت کے لیے خاص کردو) وہ ان کے ساتھ جو چاہے سلوک فرمائے۔''

شیخ ابوبکر طمستانی:

شیخ ابوبکر طمستانی علیہ الرحمۃ نے شیخ ابراہیم دباغ علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار فرمائی۔ آپ علم اور حال کے اعتبار سے اپنے وقت کی یکتا شخصیت تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا وصال نیشاپور میں ۳۴۰ ہجری کے بعد ہوا۔

Marfat.com

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''نفس (کی خواہشات) سے نکلنا سب سے بڑی نعمت ہے۔ یقیناً تمہارے اور اللہ کے درمیان سب سے بڑا پردہ نفس ہی ہے۔''

شیخ منصور بن عبداللہ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوبکر طمستانی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے جسے میں نے خود آپ سے سنا:

''جب قلب میں کوئی ایسی بات وارد ہوتی ہے جو اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہے تو اسے اسی وقت سزا مل جاتی ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''راستہ واضح ہے، کتاب وسنت ہمارے درمیان موجود ہے اور صحابہ کی عظمت معلوم ہے، کیونکہ ان کو ہجرت اور صحبت رسالت میں سبقت حاصل ہے۔ پس ہم سے وہ آدمی سچا بھی ہے اور راہ مستقیم پر بھی جو کتاب وسنت کی صحبت اختیار کرے، اپنے نفس اور مخلوق سے اجنبی رہے اور اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کرے۔''

شیخ ابوالعباس دینوری:

شیخ ابوالعباس احمد بن محمد دینوری علیہ الرحمۃ شیخ یوسف بن حسین علیہ الرحمۃ، شیخ ابن عطاء علیہ الرحمۃ اور شیخ جریری علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ شیخ ابوالعباس علیہ الرحمۃ عالم فاضل شخصیت تھے۔ آپ نے ایک عرصہ نیشاپور میں گزارا۔ آپ لوگوں کو وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے اور زبانِ معرفت سے کلام کرتے۔ آپ ''سمرقند'' چلے گئے اور وہیں پر آپ کا وصال ۳۴۰ ہجری کے بعد ہوا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''ذکر کرتے ہوئے اپنے آپ کو بھول جانا کم از کم ذکر ہے اور اعلیٰ ذکر یہ ہے کہ ذاکر ذکر کرتے ہوئے خود کو بھول جائے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''لسانِ ظاہر حکم باطن کو تبدیل نہیں کر سکتی۔''

شیخ کا فرمان ہے:

''لوگوں نے ارکانِ تصوف کو توڑ ڈالا، راہِ تصوف کو مٹا ڈالا اور ان ناموں کے ذریعے جو ان لوگوں نے خود پیدا کیے، اس کے معانی کو بدل دیا۔ انہوں نے طمع کا نام زیادتی، سوئے ادب کا نام اخلاص، حق سے خروج کا نام شطح، مذموم چیزوں کے ساتھ لذت حاصل کرنے کے نام طیبہ، خواہش کی اتباع کا نام ابتلاء، دنیا کی طرف رجوع کرنے کا نام ''وصل''، برے اخلاق کا نام صولت (دبدبہ)، بخل کا نام صبر، مانگنے کا نام عمل اور بدزبانی کا نام ''ملامت'' رکھ لیا ہے۔ بلاشبہ سابقہ صوفیاء کا یہ طریقہ ہرگز نہیں تھا۔''

Marfat.com

شیخ ابو عبداللہ محمد بن عیسیٰ الزیلعی:

شیخ محمد بن عیسیٰ الزیلعی زہد و عبادت اور کامل تقویٰ کے ساتھ ساتھ خارق عادات' کرامات اور سچے مکاشفات والے بزرگ تھے۔ان پر ایک نور اور ہیبت تھی۔ان کے دادا فقیہ احمد بن عمر زیلعی نے فرمایا تھا کہ میرے بیٹے عیسیٰ کے ایک لڑکا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا اس کی ابتداء میری انتہا جیسی ہوگی۔

شیخ محمد بن عیسیٰ کا ایک نوجوان لڑکا تھا، یہ لڑکا کچھ لوگوں کے ساتھ ایک مجمع میں تلوار کا کھیل کھیل رہا تھا جیسا کہ عام موضعات کے اہل عرب کی عادت ہے۔اتفاق سے ایک شخص کی آنکھ میں تلوار لگی اور آنکھ نکل گئی۔حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس شخص کو بلایا اور آنکھ کو اس کی جگہ لگا کر اس پر لعاب مبارک لگا دیا تو اس شخص کی آنکھ جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔

شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مسجد جوان کی آبادی میں تھی بنائی تو اتفاق سے ایک شخص ایک اونچی جگہ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔وہ شیخ کے پاس لایا گیا آپ نے اس کی گردن پر ہاتھ پھیرا اور لعاب مبارک لگا دیا تو اس کی گردن ٹھیک ہو گئی کہ گویا اس میں کچھ ہوا ہی نہیں اور اسی وقت سب کے ساتھ کھڑا ہو کر تعمیر کرنے لگا۔

اسی مسجد کی تعمیر کے زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جو کرامت بہت مشہور تھی وہ یہ تھی کہ آپ غیب سے خرچ کرتے ہیں اور یہ اس لیے کہ آپ کے پاس ظاہر میں نہ کوئی مال تھا، نہ تجارت، نہ زراعت اور نہ ان کے علاوہ کوئی اور سلسلہ، بلکہ آپ فقیر محض تھے اور اس کے باوجود ایک بہت وسیع عمارت بنا دی اور اس میں بہت مال خرچ کر ڈالا۔

بارش کے باب میں جب لوگ شیخ کے پاس جاتے تو فوراً پانی آ جاتا اور اللہ تعالیٰ اسی وقت ان پر بارش نازل فرما دیتا تھا۔

الملک المجاہد کی ایک باندی جس کو ان کی والدہ نے شیخ کے پاس بھیجا تھا حاضر ہوئی اور اپنے آقا کی رہائی کے بارے میں شیخ کو کہا اور تقرار کرتی رہی۔شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وہ ابھی ابھی رہا کر دیئے گئے۔"

اس نے اس وقت کی تاریخ یاد کر لی۔جب رہائی کے بعد مجاہد گھر آ گئے تو انہوں نے بتایا کہ ان کی رہائی اسی وقت ہوئی تھی جس وقت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی رہائی کی خبر دی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 787 ہجری میں ہوئی۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن سعید بن معن القرضی:

شیخ محمد بن سعید بن معن القرضی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ، عالم، صالح بزرگ اور صاحب خیر و برکت تھے۔علم حدیث کا آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غلبہ تھا اور آپ اسی سے مشہور تھے۔علم حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں سے زیادہ مشہور کتاب المستصفیٰ ہے جس کو آپ نے کتب سنن سے جمع کیا تھا اور اس میں بہت محنت کی تھی۔یہ کتاب بہت بابرکت اور یمنی علماء میں بہت رائج ہے۔روایت ہے کہ فقیہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے استقامت کی دعا فرمائی۔

شریف ابوالحدید کہا کرتے تھے کہ شیخ بیع سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

”جس نے کتاب المستصفی مصنفہ محمد بن سعید پوری پڑھ لی وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

شیخ محمد بن عمر بن محمد بن عبدالرحمٰن عباد حضری:

شیخ محمد بن عمر حضری رحمۃ اللہ علیہ بڑے شیخ، عارف کامل، کثیر العبادۃ، شدید المجاہدہ، صاحب کرامات اور اخبار شائعہ تھے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز پینتیس ہزار تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ میں یہ دعا کی:

”رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین“

”الٰہی مجھ کو اکیلا نہ چھوڑ! اور تو سب سے اچھا وارث ہے۔“

اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غیبی آواز سنی:

لااذرك فردا وانا خير الوارثين

”میں تم کو اکیلا نہ چھوڑوں گا اور میں سب وارثوں سے بڑھ کر وارث ہوں۔“

شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ المنسکی:

شیخ محمد بن عبداللہ المنسکی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگوں اور عظیم الشان زاہدوں میں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی تلاوت بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن رات میں دس قرآن ختم کر لیتے تھے۔ ولایت کاملہ کے ساتھ ساتھ آپ فقیہ، عالم اور قاری بھی تھے۔

شیخ عمر بن عثمان حکمی حج بیت اللہ کے لیے جاتے ہوئے شیخ محمد بن عبداللہ المنسکی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سے گزرے تو شیخ محمد بن عبداللہ المنسکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میرا جی چاہتا ہے کہ میں اور تم قوم معاسجہ میں نکاح کر لیں۔ شاید! ان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت نصیب ہو جائے۔“

شیخ حکمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”جب میں حج سے واپس آؤں گا تو اس بارے میں سوچوں گا۔“

جب شیخ حکمی رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس آئے اور شیخ محمد بن عبداللہ المنسکی رحمۃ اللہ علیہ کے موضع کے قریب پہنچے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

”شیخ محمد ہم سے ایک ایسی بات چاہتے ہیں جس میں ہمیں مشغولی ہو جائے گی۔“

شیخ حکمی رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کر لیا کہ شیخ محمد المنسکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہو کر نہ جائیں۔ اس لیے رات میں سفر کیا کہ ان کو علم نہ ہو، مگر راستہ بھول گئے اور رات بھر صبح تک ایک ہی مقام میں چکر کھاتے رہے، اس سے نکل نہ سکے تو شیخ عمر حکمی رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ شیخ محمد المنسکی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ہے۔ شیخ حکمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

”آؤ! سب مل کر توبہ کریں۔“

پھر یہ سب شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حاضر ہوئے اور دونوں بزرگوں نے قبیلہ معاسجہ میں نکاح کر لیے اور ان کو

Marfat.com

برزہ نامی موضع میں لے گئے۔ شیخ حکمی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے وہاں سکونت رکھنے کا یہی سبب ہوا۔

امام شرجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں شیخ محمد المنسکی رحمۃ اللہ علیہ کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو شیخ عمر حکمی رحمۃ اللہ علیہ پر تصرف اور ان کو سفر سے روک دینا اور دوسرا یہ کشف کہ قبیلہ معاسجہ کی اصلاح و ہدایت اس طرح ہوگی۔ قبیلہ معاسجہ عرب لوگوں کی ایک جماعت تھی جن پر جہالت اور بداوت غالب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بزرگوں کے ذریعہ ان کو ہدایت دی۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن مبارک برکانی:

شیخ محمد بن مبارک برکانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ مشائخ اور صاحب منصب لوگوں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقیہ کبیر احمد بن موسیٰ خیل رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یمن سے مکہ مکرمہ تک قافلہ کو لے کر جایا کرتے تھے۔ عرب وغیرہ میں کوئی شخص قافلہ سے برائی کے ساتھ پیش نہیں آ سکتا تھا۔ جو برائی سے پیش آتا تھا بہت جلد اس پر کوئی نہ کوئی آفت آ جاتی تھی۔

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ متوسلین کی ایک جماعت اور بہت سے لوگوں کے گروہ کے ساتھ حدودِ یمن میں ایک شہر سے دوسرے شہر کو جا رہے تھے کہ اتفاقاً ڈاکوؤں کی ایک ٹولی آ پڑی اور سب لوگوں کو جن میں آپ کے متوسلین بھی تھے لوٹ لیا۔ سب لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور ماجرا عرض کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”شاید! ان لوگوں نے تم کو پہچانا نہیں۔“

عرض کیا:

”جی نہیں ہم کو پہچان بھی لیا تھا اور مذاق اڑانے کے طریقہ پر یہ بھی کہا تھا کہ تم لوگ درویش ہو۔ ہم تمہارا تبرک لیتے ہیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میں مبارک کا بیٹا ہوں۔ بہت لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہم کو لوٹتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی ان کو لوٹ لیتے ہیں۔“

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر تک گردن جھکا کر بیٹھے رہے تو وہ سب ڈاکو جنہوں نے ان کو لوٹا تھا حاضر ہو گئے، جو کچھ لے گئے تھے سب لوٹا دیا اور شیخ سے معذرت کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات موضع حنفر میں ہوئی ہے اور وہیں آپ کی قبر ہے۔ اس شہر والے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔

شیخ محمد بن عبداللہ الطواسی الیمنی:

شیخ محمد بن عبداللہ الطواسی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اولیاء میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

”میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک معمول ہے اور علامت ہے جس سے میں اپنی حالت معلوم کر لیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جب میں کسی حاجت پر متوجہ ہوتا ہوں اگر اس میں خیر و اصلاح ہوتی ہے تو میں ایک سبز رنگ کے چھوٹے سے پرندے کو اپنے اوپر اور چاروں طرف دیکھتا ہوں اور جب تک وہ ضرورت پوری نہیں ہو لیتی وہ

Marfat.com

ایسے ہی رہتا ہے اور جب وہ حاجت خیر و اصلاح والی نہیں ہوتی تو میں اس پرندے کو نہیں دیکھتا اس لیے چھوڑ دیتا ہوں۔"

راوی کہتے ہیں:

"پھر آپ نے مجھے وہ پرندہ بھی دکھلایا، جبکہ وہ ایک نیک ضرورت میں کوشش فرمارہے تھے۔"

شیخ ابوعبداللہ محمد بن عمر النہاری الیمنی:

شیخ محمد بن عمر النہاری حسینی سید ہیں اور اپنے زمانہ میں علم و عمل میں یکتا تھے۔ عجیب و غریب کشف و کرامات والے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کوئی اجنبی شخص حاضر ہوتا تو آپ اس کے اور اس کے باپ اور شہر وغیرہ کے نام سے پکارتے تھے۔

ایک جماعت نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا قصد کیا۔ جب آپ کے شہر کے قریب پہنچے تو ایک شخص نے وہاں ایک پتھر کے نیچے اپنے کپڑے رکھ دیئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا:

"جب میں شیخ کے سامنے پہنچوں گا تو عرض کروں گا کہ میرے پاس کپڑا نہیں۔ امید ہے کہ آپ مجھے کپڑا دے دیں گے۔"

جب یہ لوگ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس شخص نے شیخ سے درخواست کی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میاں کیوں جھوٹ بولتے ہو؟ تمہارے کپڑے سابلہ مقام میں پتھر کے نیچے ہیں۔

پھر ایک درویش سے فرمایا:

"تم سابلہ جاؤ اور راستہ سے ذرا داہنی جانب چلو تو وہاں ایک پتھر ہوگا۔ اس کے نیچے سے اس شخص کے کپڑے لے آؤ۔"

درویش گیا اور جس پتہ پر شیخ نے بتایا تھا اس پتہ سے وہ کپڑے لے آیا۔

شیخ سہیل بزنی نے الملک المجاہد بادشاہ سے وادی سہام کے خراج کا کچھ مقررہ مقدار پر ٹھیکہ لے لیا۔ اس میں ان پر چالیس ہزار کے بقدر ٹھیکہ لوٹا نا رہ گیا۔ وہ بادشاہ کے ڈر سے بھاگ کھڑے ہوئے، شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی پناہ چاہی۔

یہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے ملنے والوں میں سے تھے۔ بادشاہ نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط میں لکھا:

"اے نہاری! ہمارے ملازموں کو چھوڑ دو ان کے واسطے ہمارے ہی در پر شفقت و رحمت ہے۔"

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھا:

"اگر تم ہمارا پیالہ چھوڑ دو گے تو ہم تمہارا طشت چھوڑ دیں گے اور جو دوسروں کا جولوٹا دے گا لوگ اس کو گیہوں لوٹا دیں گے اور ذلیل وہ ہے جس پر مقابل غالب آجائے۔"

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ظفر شمیری:

شیخ محمد بن ظفر شمیری رحمۃ اللہ علیہ بڑے شیخ، عارف مربی اور صاحب کرامات و علامات تھے۔ شروع زمانہ میں بہت ریاضت کرتے اور خلوت میں رہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عجیب کرامت یہ نقل کی جاتی ہے کہ آپ کی بیوی

Marfat.com

بہت نیک تھیں اور آپ نے ان کے علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں میں آپس میں بہت محبت تھی۔ دونوں نے ساتھ حج کیا اور مکہ مکرمہ میں سات سال تک ساتھ رہے اور آپس میں یہ عہد کیا کہ دونوں میں سے جو پہلے مرجائے گا دوسرا اس کے بعد اور نکاح نہ کرے گا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پہلے ہوگئی تو آپ کے انتقال کے بعد معزز لوگوں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کو پیغامات بھیجے، مگر انہوں نے وفائے عہد کے لیے نکاح کرنا پسند نہ کیا۔ اتفاق سے شیخ مبارز بن غانم نے جو شیخ کے مرید تھے، ان کے گھر والوں کو پیام دیا۔ ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ شیخ کے بعد یہی بزرگ مشہور تھے، قبول کرلیا۔

شیخ کی بیوی اس وقت شیخ کی قبر پر ہی رہا کرتی تھیں۔ یہ لوگ اور شیخ مبارز قبر پر آئے اور مجاوروں سے کہا کہ دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرلو یا تو ہم تمہارا نکاح کردیں اور تم یہیں رہو اور یا تم کو اپنے شہر لے چلیں۔ ان کے گھر کے لوگ بڑے گھرانہ کے اور صاحب قوت لوگ تھے۔ یہ آل سعید نام سے معروف تھے۔ شیخ کی بیوی نے شیخ کے مزار پر رہ سکنے کی طمع میں نکاح کرنا اختیار کرلیا تو ان لوگوں نے وہیں ان کا نکاح کردیا۔ جب زفاف کا دن آیا اور یہ اس کی تیاری کرنے لگیں تو یہ تیاری میں مصروف تھیں کہ دفعۃً ان کو نیند کا جھونکا آیا۔ آنکھ کھلی تو بہت پریشان اور روتی تھیں۔ ان کے پاس شیخ مرحوم کا ایک کپڑا تھا جس کو وہ پہنا کرتے تھے اور دفن کے وقت ان کی وصیت کے موافق وہ ان کے ہمراہ دفن کیا گیا تھا۔ یہ روتی جاتی تھیں اور اس کپڑے کو بوسے دیتی جاتی تھیں۔ یہ کہہ رہی تھیں:

''اول اللہ تعالیٰ سے معذرت کرتی ہوں اور پھر اے ابن ظفر! تم سے کہ مجھ پر زبردستی کی جارہی ہے۔''

جب ان کی گریہ وزاری بہت بڑھ گئی تو ان کے گھر والوں نے اس کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا:

''کیا تم پہچانتے نہیں کہ یہ کپڑا احمد بن ظفر کا ہے جو ان کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔''

انہوں نے کہا:

''ہاں! ہاں!! ہم پہچانتے ہیں۔''

انہوں نے کہا:

''ان میں اور مجھ میں معاہدہ تھا کہ ہم میں سے جو پہلے مرجائے گا دوسرا اس کے بعد نکاح نہیں کرے گا۔ جب تم لوگوں نے مجھے مجبور کیا تو مجھے شرم آئی کہ میں تم سے یہ واقعہ ذکر کروں۔ اس وقت ذرا میری آنکھ لگ گئی تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں: ''اے فلاں! کیا معاہدہ والے کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے؟ میں نے ان سے معذرت کی کہ تم لوگوں نے مجھے مجبور کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: ''اچھا تمہارا قصور نہیں ہے۔ بس تم اس کے متعلق ماں سے کہہ دینا۔'' انہوں نے اپنا یہ کپڑا بطور علامت کے تمہارے لیے بھیجا ہے تاکہ تم مجھ کو اس پر مجبور نہ کرو۔''

ان لوگوں نے وہ کپڑا شیخ مبارز بن غانم کو دکھایا اور سب حال سنایا۔

شیخ مبارز نے اسے دیکھا تو ان پر ایک حال طاری ہوا، ان کو طلاق دے دی اور فوراً وہاں سے اپنی رباط کو چلے گئے اور پھر اس کے بعد ان کی زندگی کچھ دن بھی نہ ہوسکی۔

شیخ ہی کی برکت سے ان کا شہر دشمنوں سے محفوظ ہے کہ جب کوئی شخص اس کے لئے برائی کا قصد کرتا ہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔

شیخ حسین زکی:

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے امام زکی کو خط لکھا تا کہ مشکوٰۃ کے معنی پوچھوں۔ میری بیوی بھی حاملہ تھی اس لیے میں نے چاہا کہ اس کے لیے بھی دعائے خیر کراؤں اور بچے کا نام بھی آپ ہی رکھیں۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا:

''مشکوٰۃ'' قلبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔''

لیکن فرزند دخاتون کے بارے میں کچھ رقم نہ کیا۔ ہاں! خط کے آخر میں یہ تحریر فرما دیا:

((عظم الله اجرك و خلف عليك))

میری بیوی کے ہاں مردہ بچی پیدا ہوئی لیکن دوسرے حمل میں بچہ پیدا ہوا۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے امام زکی سے ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے ایک عریضہ لکھا اور میں چاہتا تھا کہ چوتھے روز کے بخار کے متعلق بھی آپ سے پوچھ لوں، لیکن مجھے یہ بات لکھنا یاد نہ رہی۔ آپ نے جواب میں لکھا:

''تمہارے مسئلے کا جواب یہ ہے۔ تم یہ بھی چاہتے تھے کہ چوتھے روز کے بخار کے متعلق بھی پوچھوں لیکن تم بھول گئے۔ دیکھو آیت شریف

((یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم))

کاغذ پر لکھ کر محموم (جسے بخار ہوا ہو) کے گلے میں آویزاں کر دو۔''

میں نے ایسا ہی کیا اور محموم کو آرام آ گیا۔

ایک شخص کہتا ہے کہ میں امام زکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک خوبصورت نوجوان اندر آ گیا۔ میں نے دل میں خیال کیا:

''بھلا! یہ کون ہو سکتا ہے؟''

حضرت زکی نے فرمایا:

''یہ میری بیوی کا چچا زاد بھائی ہے۔ اس کے پاس پتھر کا ایک ٹکڑا ہے جس پر میرے آبائے کرام نے اپنی اپنی انگشتریاں رکھی ہیں اور اس پر مہریں کندہ ہو گئی ہیں۔ یہ میرے پاس بھی اسی غرض سے آیا ہے تا کہ میں بھی اپنی انگشتری اس پر رکھوں۔''

چنانچہ آپ اس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اپنا سنگ پارہ لاؤ۔''

وہ اٹھا کر آپ کے پاس لے آیا۔ آپ نے ایک جگہ اپنی انگشتری رکھی۔ یہ انگشتری سادہ تھی اس پر کوئی نقش نہ تھا، لیکن مہر نکل آئی اس پر ''الحسن بن علی'' کے الفاظ نقش ہو گئے، جسے میں پڑھ رہا ہوں۔ بعد ازاں جب وہ نوجوان باہر آیا تو میں نے اس سے پوچھا:

''کیا تو نے کبھی آپ کو دیکھا ہے؟''

Marfat.com

اس نے کہا:

"اللہ کی قسم! میری مدت سے خواہش تھی کہ آپ کا دیدار کروں۔ اسی وقت ایک نوجوان آیا جسے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے کہا: اُٹھو اور اندر آؤ، تو میں اندر آ گیا۔"

محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ مجھ پر روزی بہت تنگ ہو گئی۔ میرے والد نے مجھے حضرت امام زکی کی خدمت میں حاضری کے لیے کہا کیونکہ آپ جود و سخا میں مشہور ہیں۔ میں نے والد سے پوچھا:

"کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔؟"

انہوں نے فرمایا:

"نہیں! میں انہیں نہیں جانتا اور میں نے آپ کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔"

چنانچہ ہم مقصد بر آری کے لیے عازم سفر ہوئے۔ میرے والد نے رستے میں مجھے کہا:

"ہم حاجت مند ہیں! اگر وہ ہمیں پانچ سو روپے دے دیں تو دو سو کے ہم کپڑے بنا لیں، دو سو کا آٹا دانہ خرید لیں گے اور باقی سو روپے دوسری اشیاء خوردنی و ضروری پر خرچ کر دیں گے۔"

میں نے اپنے دل میں کہا:

"ہو سکتا ہے آپ مجھے تین سو روپے دیں، میں سو روپے کے کپڑے، سو روپے کے دیگر اخراجات اور سو روپے کا گدھا خرید کر کوہستان چلا جاؤں گا۔"

جب ہم آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے اور کوئی بات نہ کی۔ آپ کا غلام باہر آیا اور کہنے لگا:

"علی بن ابراہیم اور اس کا بیٹا محمد اندر آ جائیں۔"

ہم اندر گئے اور السلام علیکم عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:

"اے علی! تمہیں اس وقت تک یہاں آنے میں کون سی بات مانع رہی۔؟"

میرے باپ نے عرض کیا:

"میرے آقا! مجھے شرم آتی تھی کہ اس حال میں آپ کے پاس آؤں۔"

جب ہم باہر آئے تو آپ کا غلام ہمارے پیچھے پیچھے آیا۔ اس نے ایک ہمیانی جس میں پانچ سو درہم تھے میرے والد کو دی اور کہا:

"اس میں پانچ سو درہم ہیں، دو سو کپڑوں کے لیے، دو سو آٹے دانے کے لیے اور بقایا دیگر خرچ کے لیے۔"

پھر ایک اور ہمیانی مجھے دی اور کہا:

"اس میں تین سو درہم ہیں، سو درہم کپڑوں کے لیے، سو دیگر اخراجات کے لیے اور سو گدھا خریدنے کے لیے، لیکن یہ ضروری ہے کہ بجانب کوہستان نہ جاؤ، کسی اور جگہ چلے جاؤ۔"

اس جگہ کی طرف اس نے اشارہ بھی کر دیا۔ میں نے وہاں جا کر شادی کر لی اور اسی روز مجھے دو ہزار درہم ہاتھ آئے۔

Marfat.com

ایک شخص کہتا ہے کہ میرا والد سلوتری تھا اور وہ حضرت زکی کے حیوانات کا علاج کیا کرتا تھا۔ خلیفہ مستعین کے پاس ایک خچر تھا جسے کوئی شخص بھی رام نہ کر سکا، یعنی اسے زین و لگام دے کر سواری نہ کر سکا۔ مستعین کے مصاحبوں سے ایک نے خلیفہ سے کہا:

''آپ اپنے خدام سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ حسن بن رضا کو تکلیف میں مبتلا کر دیں، یعنی یہ خچر انہیں دے دیں یا تو وہ اس پر سوار ہو کر اسے رام کر لیں گے یا پھر یہ خچر انہیں ہلاک کر دے گا۔''

مستعین نے آپ کو بلایا۔ آپ تشریف لائے۔ اس وقت خچر سرائے کے صحن میں کھڑا تھا۔ آپ اس کے قریب گئے اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اسے پسینہ آنے لگا۔ پھر آپ مستعین کے پاس گئے اور بہت عزت و احترام سے پیش آئے۔ اس نے آپ کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ پھر کہا:

''اے محمد! اس خچر کو لگام دے دو۔''

حضرت امام زکی نے میرے والد (سلوتری) کو لگام دینے کے لیے کہا۔ مستعین بولا:

''حضرت آپ خود لگام دیں۔''

حضرت زکی نے اس پر طیلسیاں ڈالی اور اسے لگام دی اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ مستعین نے دوبارہ کہا:

''زین بھی آپ ہی کس دیں۔''

آپ دوسری بار اٹھے خچر پر زین کسی اور اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔ مستعین نے عرض کیا:

''کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اس پر سواری بھی فرمائیں۔''

آپ اس پر سوار ہوئے اور سرائے کے صحن میں ہی دوڑانے لگے۔ دریں اثناء خچر نے کوئی سرکشی نہ کی۔ آپ نیچے اترے تو مستعین نے پوچھا:

''حضرت! یہ خچر کیسا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''میں نے اس سے اچھا خچر نہیں دیکھا۔''

مستعین نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے میرے والد سے کہا:

''اسے پکڑو اور لے جاؤ۔''

میرا والد اس خچر کو بڑے آرام سے لے گیا اور خچر نے کسی قسم کی سرکشی نہ کی۔

ایک شخص کا بیان ہے:

''میں نے حضرت سیدنا زکی سے اپنی غربت کی شکایت کی۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں تازیانہ تھا۔ آپ نے اس سے زمین کھودی اور اسی سبب سے پانچ سو درہم کا سونا نکل آیا۔ آپ نے وہ سارے کا سارا مجھے عطا کر دیا۔''

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں قید خانے میں تھا۔ میں نے قید کی تنگی اور جیل کی گرانی کی شکایت حضرت زکی کو لکھ بھیجی۔ میں چاہتا تھا کہ اپنی تنگ دستی کے متعلق کچھ لکھ کر بھیجوں لیکن شرم مانع تھی۔ اس لیے اس ضمن میں کچھ نہ لکھ سکا۔

Marfat.com

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''تم آج ظہر کی نماز اپنے گھر پر ہی پڑھو گے۔''

اللہ کے فضل و کرم سے میں قید سے رہا ہو گیا اور میں نے نمازِ ظہر گھر جا پڑھی۔ اچانک مجھے آپ کا قاصد آتا ہوا دکھائی دیا جو میرے لیے سو دینار لا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ایک خط بھی تھا جس میں مرقوم تھا:

''جس وقت بھی تجھے پیسوں کی ضرورت ہو بغیر شرم و عار مانگ لیا کرو کیونکہ تم جس چیز کی بھی طلب کرو گے تمہیں وہی ملے گی۔''

شیخ عبداللہ بن خبیق:

شیخ ابو محمد عبداللہ بن خبیق علیہ الرحمۃ زاہد و عابد صوفیاء میں سے ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ بہت عرصہ شیخ یوسف بن اسباط علیہ الرحمۃ کے مصاحب رہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کوفہ کے رہنے والے تھے، لیکن انطاکیہ منتقل ہو گئے تھے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''اس چیز کا غم نہ کرو جو نقصان پہنچانے والی ہے اور اس چیز پر خوشی کا اظہار کرو جس کے ذریعے کل خوشی میسر ہو گی۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جو بندہ اپنے رب سے مانوس نہیں ہوتا اس سے لوگوں کے دل بھی مانوس نہیں ہوتے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو لوگ بھی اسے اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''وہ خشیت جو گناہوں سے روک دے زیادہ نفع بخش ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جن چیزوں (اعلیٰ اخلاق و تقویٰ) کو تو حاصل نہ کر سکا اس پر زیادہ غم زدہ بن اور اپنی باقی عمر کے بارے میں فکر کو لازم پکڑ لے۔ جو امید عمل کو سہل کر دے وہ بہترین امید ہے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''برائی کی شنوائی قلب سے نیکی کی لذت کو ختم کر دیتی ہے۔''

شیخ فتح بن شخرف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ میں شیخ ابو محمد عبداللہ بن خبیق علیہ الرحمۃ سے ملا تو انہوں نے فرمایا:

''اے ابن شخرف! حصولِ حقیقت کے ذرائع چار چیزیں ہیں، ان کے سوا کچھ نہیں۔ پہلی آنکھ، دوسری زبان، تیسری دل اور چوتھی خواہش۔ پس حفاظت کر آنکھ کی، اس کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھ جس کو دیکھنا جائز نہیں۔ پس زبان کی بھی بہت حفاظت کر، وہ بات ہرگز نہ کہہ جو تیرے قلب میں نہ ہو (منافقانہ رویہ نہ اپنا) اللہ تعالیٰ کو بخوبی علم ہے جو چیز تیرے قلب میں ہے۔ اپنے قلب کی حفاظت کر۔ اپنے قلب میں اہل اسلام کا بغض و کینہ نہ رکھ۔ بری خواہشات سے بچ۔ اپنی سابقہ برائیوں پر نظر کر، کسی اور برائی کی خواہش نہ کر۔ اگر تو

Marfat.com

ان چار چیزوں کو حاصل نہ کر سکا تو بدبخت ہو گیا کہ جو اپنے سر میں راکھ ڈالتا پھرتا ہے۔"

شیخ احمد ابن عاصم انطاکی:

شیخ حضرت ابو علی احمد بن عاصم انطاکی علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ شیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ، شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ اور شیخ حارث محاسبی علیہ الرحمۃ کے ہم زمانہ صوفی ہیں۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جب تم قلب کی اصلاح کے خواہش مند ہو تو حفاظت لسان کے ذریعے (اصلاح قلب پر) مدد لو۔"

شیخ علیہ الرحمۃ جب یہ آیت کریمہ پڑھتے:

((انما اموالکم واولادکم فتنة والله عنده اجر عظیم))

(سورۃ التغابن: آیت نمبر 15)

"بیشک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم ہے۔"

تو فرماتے:

"ہم (مال دنیا کی آرزو کر کے) اس آزمائش کو دوگنا کر رہے ہیں۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت اعلیٰ حافظہ اور فراست سے نوازا گیا تھا۔ اسی فراست کی وجہ سے شیخ ابو سلیمان دارانی علیہ الرحمۃ آپ کو "قلب کا جاسوس" کہتے تھے۔

شیخ ابو سری منصور بن عمار الواعظ:

شیخ ابو سری منصور بن عمار الواعظ علیہ الرحمۃ کا تعلق مشہور اہل تصوف سے ہے۔ مرو کے علاقہ میں واقع ایک بستی "زِرانقان" کے باشندے تھے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ کا تعلق مقام "بوشنج" سے تھا۔

شیخ الواعظ علیہ الرحمۃ نے بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ شیخ علیہ الرحمۃ بہت بڑے اور مشہور ترین واعظ تھے۔

شیخ ابوالحسن شعرانی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میں نے شیخ ابو سری منصور بن عمار علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا:

"اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔؟"

انہوں نے کہا:

"مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا: تم لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی کا درس دیتے تھے اور خود اس میں رغبت رکھتے تھے۔"

میں نے عرض کیا:

"اے میرے اللہ! بلاشبہ یہی بات ہے، لیکن میں نے ہر محفل کا آغاز تیری حمد و ثناء سے کیا اور پھر تیرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اس کے بعد تیرے بندوں کو وعظ کیا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

"اس نے سچ کہا ہے، اس کے لئے کرسی بچھاؤ تا کہ آسمانوں میں میرے فرشتوں کے سامنے یہ میری حمد وثناء بیان کرے جس طرح زمین میں میرے بندوں کے سامنے بیان کیا کرتا تھا۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

((احسن لباس العبد التواضع والانکسار واحسن لباس الدعارفی التقوىٰ))

"اللہ کے بندے کا سب سے حسین لباس تواضع اور انکسار ہے اور عارف باللہ کا عمدہ ترین لباس تقویٰ ہے۔"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((ولباس التقوى ذالك خير))

"اور تقویٰ کا لباس بہر حال سب سے بہتر ہے۔" (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 26)

شیخ علیہ الرحمۃ کی توبہ کا واقعہ یوں مروی ہے کہ ایک دن راستہ میں آپ نے ایک کاغذ کا ٹکڑا دیکھا جس پر تسمیہ لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے اٹھالیا اور کوئی محفوظ جگہ تلاش کی۔ جب کوئی محفوظ جگہ نہ ملی تو آپ اسے نگل گئے اس رات جب آپ سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک منادی ندا دے رہا ہے:

"اللہ نے تجھ پر حکمت کا دروازہ کھول دیا ہے کیونکہ تو نے اس کاغذ کا احترام کیا ہے جس پر اس کا نام درج تھا۔"

شیخ ابوبکر احمد زقاق کبیر:

شیخ ابوبکر احمد بن نصر زقاق کبیر علیہ الرحمۃ ہیں سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ہم زمانہ ہیں۔ شیخ مصر کے اکابرین اولیاء میں سے ہیں۔

شیخ کتانی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"شیخ ابوبکر زقاق کبیر علیہ الرحمۃ کی وفات سے فقراء کے مصر میں داخل ہونے کی دلیل (وجہ) ختم ہوگئی۔"

شیخ کبیر علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"فقر میں تقویٰ اختیار نہ کرنے والا بہر صورت حرام سے پیٹ بھرتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوبکر زقاق کبیر علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"میدان تیہ میں جو کہ بنی اسرائیل کا میدان تھا، میں تقریباً پندرہ دن رہا۔ ایک جگہ میرے سامنے ایک داروغہ آیا۔ اس نے مجھے پانی پلایا (معلوم نہیں اس کے حصول کا ذریعہ حلال تھا یا حرام جس وجہ سے) اس کی سختی میرے دل پر تیس سال تک رہی۔"

شیخ عمرو بن عثمان مکی:

اما الطائفہ شیخ ابو عبداللہ عمرو بن عثمان مکی علیہ الرحمۃ اسی پاکیزہ جماعت (گروہ صوفیاء) سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے شیخ ابو عبداللہ باجی علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی اور شیخ ابو سعید خراز علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ اصول اور طریقت کے شیخ اور امام الطائفہ تھے۔

امام الطائفہ علیہ الرحمۃ نے ۲۹۱ ہجری میں شہر بغداد میں وصال فرمایا۔

Marfat.com

شیخ ابوبکر محمد بن احمد سے منقول ہے کہ امام الطائفہ شیخ ابوعبداللہ عمرو بن عثمان مکی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''آپ کے قلب میں جس کا خیال وارد ہو یا کوئی آپ کی فکر میں پختگی پکڑ لے یا آپ کے وسوسے سے جو پیدا ہو، وہ خوبصورتی ہو، چمک ہو، جمال ہو، روشنی ہو، نور ہو یا کوئی شخص یا خیال ہو تو ذات باری تعالیٰ اس سے پاک ہے (وہ ذات باری تعالیٰ نہیں ہو سکتی) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر))

''اس کی مثل کوئی نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔'' (سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر:۱۱)

کیا تم نے یہ ارشاد ربانی نہیں پڑھا:

((لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد))

''نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔'' (سورۃ الاخلاص)

امام الطائفہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''علم آگے بڑھانے والا، خوف آگے ہانکنے والا ہے اور نفس ان دونوں کے درمیان اکڑ جانے والا، انتہائی سرکش، دھوکہ باز اور فریبی ہے۔ پس علم کے ذریعے نفس کے حملوں سے بچو اور اسے خوف کی دھمکی کے ساتھ ہانک لو، اگر تم نے ایسا کر لیا تو پھر تم جو نفس سے چاہو گے وہ ویسا ہی کرے گا۔''

امام الطائفہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''وجد سرِ الٰہی ہے اس لیے اس حالت کو کوئی عبارت بیان نہیں کر سکتی۔''

شیخ سمنون بن حمزہ:

شیخ ابوالحسن شیخ سمنون بن حمزہ قلانسی علیہ الرحمۃ ہیں کو ''ابوالقاسم'' بھی کہا جاتا ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ، شیخ ابواحمد قلانسی علیہ الرحمۃ، محمد بن علی قصار علیہ الرحمۃ اور دیگر صوفیاء کرام کے قرب میں رہے۔

ایک مرتبہ شیخ سمنون بن حمزہ قلانسی علیہ الرحمۃ نے یہ شعر پڑھا:

ولیس لی فی سواک حظ
فکیفما شئت فاختبرنی

''اور (اے میرے رب!) نہیں میرے لیے تیرے سوا کسی میں کوئی حصہ۔ پس جس طرح تو چاہے میری آزمائش لے لے۔''

شعر پڑھنے کے فوراً بعد آپ کا پیشاب بند ہو گیا۔ آپ مدارس میں طلباء اور علماء کے پاس جاتے اور فرماتے:

''اپنے عم کاذب (جھوٹے چچا) کے لئے دعا کرو۔''

پھر آپ نے یہی شعر پڑھا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کے ایک ارادت مند نے دوسرے سے کہا:

''میں نے شب گزشتہ اپنے استاذ شیخ سمنون قلانسی کو دیکھا کہ وہ اللہ سے دعا مانگ رہے تھے، گڑگڑا رہے تھے اور اس سے شفاء کا سوال کر رہے تھے۔''

Marfat.com

دوسرے نے کہا:

"میں نے بھی گزشتہ رات ایسا ہی دیکھا۔"

تیسرے اور چوتھے نے بھی اسی طرح بیان کیا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کو جب اس بات کی خبر ہوئی کہ پیشاب کی بندش میں آپ کی آزمائش ہو رہی ہے تو آپ نے صبر کیا اور گریہ چھوڑ دیا۔ جب آپ نے ان طلباء کی بات کو سنا تو جان لیا کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ میں اپنے رب کے ہاں ادب سے فریاد کروں، کیونکہ بندگی کا یہی تقاضا ہے۔

آپ کی یہ حالت چھپی رہی۔ پس آپ مدارس میں چکر لگاتے اور فرماتے:

"اپنے جھوٹے چچا کے لئے دعا کرو۔"

شیخ ابو احمد منازلی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شہر بغداد میں ایک آدمی تھا جس نے چالیس ہزار درہم فقراء میں تقسیم کیے تھے۔ شیخ سمنون بن حمزہ قلانسی علیہ الرحمۃ نے اس کے بارے میں مجھ سے فرمایا:

"اے ابو احمد! تم ملاحظہ نہیں کرتے کہ اس آدمی نے یہ درہم خرچ کیے اور کس قدر عمل کیا اور ہمارے پاس کچھ نہیں۔ پس ہمیں فلاں جگہ لے چلو ہم وہاں ہر اس درہم کے بدلے جو اس نے خرچ کیا ہے ایک رکعت نفل نماز پڑھیں۔"

پس ہم دونوں شہر مدائن کی طرف گئے اور ہم نے چالیس ہزار رکعات پڑھیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ انتہائی خوش مزاج شخص تھے۔ شیخ اکثر محبت کے متعلق کلام فرمایا کرتے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ بڑی شان کے حامل صوفی تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا وصال سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے قبل ہوا۔

شیخ ابو عبید بسری:

شیخ ابو عبید بسری علیہ الرحمۃ ہیں صوفیاء کے شیوخ میں سے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے شیخ ابو تراب نخشبی علیہ الرحمۃ کی مصاحبت حاصل کی۔

شیخ ابن جلاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"میں چھ سو مشائخ سے ملا، لیکن میں نے چار صوفیاء کو بے مثل پایا۔ پہلے: شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ۔ دوسرے: اپنے والد شیخ یحییٰ جلاء علیہ الرحمۃ۔ تیسرے: شیخ ابو تراب نخشبی علیہ الرحمۃ۔ چوتھے: شیخ ابو عبید بسری علیہ الرحمۃ۔"

حضرت ابو زرعہ حسنی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے:

"حج سے تین دن پہلے میں شیخ ابو عبید بسری علیہ الرحمۃ کے پاس سے گزرا۔ آپ اس وقت گندم گاہنے کی مشین پر تھے اور اپنی گندم گاہ رہے تھے۔ آپ کے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے عرض کیا:

"اے ابو عبید! آپ حج کیلئے ہمارے ساتھ جائیں گے۔؟"

آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"تمہارا شیخ (میں خود) ان سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔"

Marfat.com

شیخ شاہ بن شجاع کرمانی:

شیخ ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی علیہ الرحمۃ بھی مشہور ترین صوفیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ کا تعلق بادشاہوں کے خاندان سے تھا۔

شیخ ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی علیہ الرحمۃ کافی عرصہ شیخ ابوتراب نخشبی علیہ الرحمۃ، شیخ ابوعبید بسری علیہ الرحمۃ اور دیگر کئی صوفیاء ہمعصر کی صحبت میں رہے۔

شیخ کرمانی علیہ الرحمۃ جوان مرد تھے اور بڑی شان کے مالک تھے۔ آپ کا وصال ۳۰۰ ہجری میں ہوا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"تقویٰ کی علامت پرہیزگاری ہے اور پرہیزگاری کی علامت شبہات کو ترک کر دینا ہے۔"

شیخ کرمانی علیہ الرحمۃ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے:

"ہر قسم کے جھوٹ، ہر قسم کی خیانت اور ہر قسم کی غیبت سے بچو! پھر جو چاہو سو کرو۔"

شیخ ابن نجید علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جو آدمی حرام (کو دیکھنے) سے آنکھیں بند کر لے، اپنے آپ کو شبہات سے بچائے اور اپنے باطن کو دائمی مراقبہ اور ظاہر کو اتباع سنت سے آباد کرے اور اپنے نفس کو حلال کھانے کی عادت ڈالے، اس کی فراست میں خطا نہیں ہوگی۔"

شیخ یوسف بن حسین جبالی:

شیخ یوسف بن حسین جبالی علیہ الرحمۃ علاقہ "رے" اور "جبال" کے شیوخ میں سے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ تصنع سے پرہیز کرنے میں بے مثل تھے۔ آپ صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ جید عالم اور ادیب بھی تھے۔

شیخ یوسف بن حسین جبالی علیہ الرحمۃ شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ اور شیخ ابوتراب نخشبی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ آپ شیخ ابوسعید خراز علیہ الرحمۃ کے رفیق خاص تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ۳۰۴ ہجری میں وفات پائی۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"ذرا بھر ریاکاری اور تصنع کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا میرے نزدیک تمام گناہوں کے ساتھ ملاقات کرنے سے زیادہ برا ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"اگر تم ارادت مند کو شرعی احکام میں رخصتوں (جیسے سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنا) پر عمل کرتے ہوئے دیکھو تو جان لو کہ اس نے کچھ حاصل نہ کیا۔"

شیخ جبالی علیہ الرحمۃ نے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو خط میں لکھا:

"اللہ آپ کو آپ کے نفس کا ذائقہ چکھنے سے محفوظ فرمائے۔ اگر آپ نے اسے چکھ لیا تو اس کے بعد آپ کبھی بھی خیر کا ذائقہ نہ چکھ سکیں گے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

Marfat.com

"نوجوان لڑکوں سے ملاقات، بدعقیدہ لوگوں سے میل جول اور خواتین سے نرم مزاجی سے پیش آنا صوفیوں کے لیے تباہی ہیں۔"

شیخ محمد بن علی ترمذی:

شیخ ابوعبداللہ محمد بن علی ترمذی علیہ الرحمۃ مشہور ترین صوفیاء میں سے ہیں۔ شیخ ترمذی علیہ الرحمۃ نے علم تصوف میں کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ شیخ ترمذی علیہ الرحمۃ شیخ ابوتراب نخشبی علیہ الرحمۃ، شیخ احمد بن خضرویہ علیہ الرحمۃ، شیخ ابن جلاء علیہ الرحمۃ اور دیگر صوفیاء کرام کے قرب خاص میں رہے۔

شیخ ترمذی علیہ الرحمۃ سے صفت مخلوق سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"مخلوق ظاہراً کمزور ہے، لیکن دعوے بڑے لمبے چوڑے کرتی ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"کوئی بھی کتاب میں نے شہرت کے لیے نہیں لکھی اور نہ ہی میرا مقصد تھا کہ کوئی تصنیف میری طرف منسوب ہو، لیکن جب مجھ پر وقت سخت ہو جاتا (بہت زیادہ وقت میسر ہوتا) تو میں تصنیف و تالیف کے ذریعے تسکین حاصل کر لیتا۔"

شیخ ابوبکر محمد بن عمر وراق ترمذی:

شیخ ابوبکر محمد بن عمر وراق ترمذی علیہ الرحمۃ ترمذ کے رہنے والے تھے لیکن انہوں بلخ میں مستقل اقامت اختیار کی۔ شیخ وراق علیہ الرحمۃ شیخ احمد بن خضرویہ علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ریاضت کے موضوعات میں بہت زیادہ تالیف و تصنیف فرمائی۔

شیخ ابوبکر بلخی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ شیخ ابوبکر محمد بن عمر وراق ترمذی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"اگر لالچ سے سوال کیا جائے کہ تیرا باپ کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا: جو چیز تقدیر میں ہے اس میں شک کرنا۔ اگر لالچ وطمع سے کہا جائے کہ تیرا اندیشہ کیا ہے؟ تو وہ جواب دے: ذلت حاصل کرنا۔ اگر طمع ولالچ سے سوال کیا جائے کہ تمہاری انتہاء کیا ہے؟ تو وہ جواب دے گی: محرومی۔"

شیخ ابوبکر محمد بن عمر وراق ترمذی علیہ الرحمۃ اپنے ارادت مندوں کو سفر اور سیاحت سے منع فرماتے تھے اور کہتے تھے:

"برکت کی کنجی یہ ہے کہ تم اپنی ارادت کی جگہ پر صبر کرو، یہاں تک کہ تمہارے لیے ارادہ صحیح ہو۔ اگر تمہارے لیے ارادہ درست ہوا تو تم پر برکت کی شروعات ظاہر ہو جائیں گی۔"

شیخ احمد بن عیسیٰ خراز:

شیخ ابوسعید احمد بن عیسیٰ خراز علیہ الرحمۃ شہر بغداد کے رہائشی تھے۔ شیخ خراز علیہ الرحمۃ شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ، شیخ نباجی علیہ الرحمۃ، شیخ ابوعبید بسری علیہ الرحمۃ، شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ اور شیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ اور دیگر کئی صوفیاء کرام کے قرب خاص میں رہے۔ شیخ خراز علیہ الرحمۃ نے ۲۷۷ ہجری میں وصال فرمایا۔

شیخ خراز علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

Marfat.com

''ظاہر جس باطنی چیز کے الٹ ہو وہ باطن باطل ہے۔''

شیخ ابوالعباس صیاد علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میں نے شیخ ابوسعید احمد بن عیسیٰ خراز علیہ الرحمۃ سے سنا۔ وہ فرما رہے تھے کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے بچ کر کنارے کنارے چل رہا تھا۔ میں نے کہا:

''ادھر آؤ! تمہیں کیا ہوا ہے؟''

اس نے کہا:

''میں تم جیسے لوگوں کو کس طرح پھسلاؤں کہ میں نے جس کے ذریعے لوگوں کو دھوکہ دینا ہوتا ہے تم اس چیز کو اپنے نفسوں سے نکال پھینکتے ہو۔''

میں نے کہا:

''وہ چیز کیا ہے جس کے ساتھ تم لوگوں کو دھوکا دیتے ہو؟''

اس نے کہا:

''دنیا اور مال دنیا۔''

جب وہ واپس جانے لگا تو میری طرف متوجہ ہوا اور کہا:

''میرے پاس تمہارے لیے ایک کمزور بات ہے۔''

میں نے کہا:

''وہ کیا؟''

اس نے کہا:

''نوعمر لڑکوں کی صحبت (اس سے بچو کیوں کہ یہ شیطانی ہتھکنڈا ہے)''

شیخ خراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''میں نے جس قدر صوفیاء کی صحبت اختیار کی ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوا۔''

پوچھا گیا:

''وجہ کیا تھی۔؟''

فرمایا:

''میں ان کے پاس ضبط نفس کے ساتھ رہا۔''

شیخ محمد بن اسماعیل مغربی:

شیخ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل مغربی علیہ الرحمۃ ہیں شیخ ابراہیم بن شیبان علیہ الرحمۃ کے استاذ و شیخ ہیں اور آپ علیہ الرحمۃ شیخ علی بن رزین علیہ الرحمۃ کے شاگرد ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور آپ کا وصال ۲۹۹ ہجری میں ہوا۔ شیخ علیہ الرحمۃ بڑی شان کے حامل تھے۔ آپ نے بغیر کھانا کھائے کئی برس گزارے۔ فقط گھاس بھوس کھاتے تھے اور آپ اس کے عادی ہو چکے تھے۔

شیخ مغربی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

Marfat.com

"وقت کو نیک کاموں میں گزارنا افضل ترین عبادت ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"امراء کو دکھانے کے لیے کوئی عمل کرنے والا یا ان کے لئے تواضع اختیار کرنے والا فقیر مخلوق میں سب سے بدترین ہے۔ فقراء کے سامنے تواضع اختیار کرنے والا اور ان کی عزت کرنے والا تمام مخلوقات سے بہترین ہے۔"

شیخ احمد بن محمد بن مسروق طوسی:

شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن مسروق علیہ الرحمۃ شہر طوس کے باشندے تھے۔ بعد میں شہر بغداد منتقل ہو گئے۔ شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے شیخ حارث محاسبی علیہ الرحمۃ اور شیخ سری سقطی علیہ الرحمۃ کے قرب خاص میں بہت عرصہ گزارا۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ۲۹۹ ہجری یا ۲۹۸ ہجری میں شہر بغداد میں وصال فرمایا۔

شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن مسروق طوسی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"جس آدمی نے اپنے قلب میں اللہ کو حاضر (اس کے انوار و تجلیات کو محسوس کیا) سمجھا اللہ اسے برائیوں سے بچا لیتا ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"اہل اسلام کی عزتوں کی تعظیم اللہ کی حرمتوں کی تعظیم ہے اور اسی کے وسیلے سے آدمی تقویٰ کی حقیقت کو پاتا ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"شجر معرفت کو آب فکر ڈالا جاتا ہے اور شجر غفلت کو آب جہالت۔ شجر توبہ کو آب ندامت سے سیراب کیا جاتا ہے اور شجر محبت کو انفاق فی سبیل اللہ اور موافقت کے پانی سے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"معرفت سے پہلے ارادت کے مدارج کو مضبوط نہ کرنے والے جاہل ہیں اور مقام توبہ کو ارادت سے پہلے طلب کرنے والا غافل ہے۔"

شیخ حمدون قصار:

شیخ ابوصالح حمدون قصار علیہ الرحمۃ نیشاپور کے باشندے تھے اور آپ کے سبب نیشاپور میں "ملامتی" (گناہوں پر اپنے نفس کو ملامت کرنے والی) جماعت نے عروج حاصل کیا۔ شیخ علیہ الرحمۃ کافی عرصہ شیخ سلمان باروسی علیہ الرحمۃ اور شیخ ابوتراب نخشبی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۷۱ ہجری میں ہوا۔

شیخ ابوصالح حمدون قصار علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

"بندے کے لئے کب لوگوں سے گفتگو کرنا (لوگوں کو نصیحت کرنا) جائز ہے؟"

شیخ نے فرمایا:

"جب اس پر اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی اس کے علم کی بناء پر لازم ہو جائے (اگر وہ

Marfat.com

عالم ہو تو وعظ کرے) یا اسے بدعت میں لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ ہو اور اسے یقین ہو کہ اس کے وعظ کی وجہ سے وہ اس ہلاکت سے بچ جائیں گے (تب بھی اپنے علم کے مطابق وعظ کرنا جائز ہے)۔''

شیخ قصار علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جو آدمی اپنے نفس کو فرعون کے نفس سے بہتر تصور کرے اس نے تکبر کیا۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ برے لوگوں کی پہچان رکھتا ہے اس وقت سے میرے دل سے (حقیقی) بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کا خوف نہیں نکلا۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جب تم کسی کو حالت سکر (نشہ) میں دیکھو تو تم بھی بناوٹی طور پر ادھر ادھر جھکنے لگو تا کہ تم اس پر کوئی زیادتی نہ کر بیٹھو اور کہیں تم بھی اس کی طرح نہ بن جاؤ۔''

شیخ عبداللہ بن منازل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں شیخ ابو صالح حمدون قصار علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر تھا۔ میں نے عرض کیا:

''مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔!''

شیخ ابو صالح حمدون قصار علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''اگر تم دینوی امور پر غصہ کرنا چھوڑ سکتے ہو تو چھوڑ دو۔''

شیخ حمدون قصار علیہ الرحمۃ کا ایک دوست فوت ہو گیا۔ بوقت وفات آپ اس کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ اس کے انتقال کے بعد آپ نے چراغ بجھا دیا۔ لوگوں نے کہا:

''ایسے وقت میں تو چراغ میں زیادہ تیل ڈالا جاتا ہے؟''

شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''اس شخص کی موت سے پہلے تیل اس شخص کی ملکیت تھا۔ اس کی موت کے بعد یہ وارثوں کا ہو گیا ہے (اس لیے بغیر وارثوں کی اجازت سے کیسے جلایا جا سکتا ہے)۔؟''

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''اولیائے سابقین کی سیرت کو دیکھنے والا اپنی کمزوری کو جان لیتا ہے اور ان جیسے درجات حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے بھی باخبر ہو جاتا ہے۔''

حضرت علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''تم کسی آدمی کے اس عمل کی چھان بین نہ کرو کہ اگر وہی عمل تمہارا ہوتا تو تم چاہتے کہ وہ پوشیدہ رہے۔''

شیخ ابو القاسم جنید بن محمد بغدادی:

سید الطائفہ شیخ ابو القاسم جنید بن محمد بغدادی علیہ الرحمۃ گروہ صوفیا کے سردار اور امام ہیں۔ سید الطائفہ علیہ الرحمۃ علاقہ نہاوند کے باشندے تھے۔ آپ کی جائے ولادت اور جائے پرورش عراق ہے۔ سید الطائفہ علیہ الرحمۃ کے والد

Marfat.com

شیشہ بیچا کرتے تھے، اسی لیے ان کو "قواریری" کہا جاتا ہے۔
شیخ ابو علی روذ باری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے پاس عارفین کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

"عارفین ترقی کرتے کرتے اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ وہ نیکی اور اللہ کے تقرب کے لئے ہر قسم کا فعل ترک کر دیتے ہیں۔"

سید الطائفہ نے فرمایا:

"اعمال صالحہ کو ترک کر دینے کا قول میرے نزدیک گناہ کبیرہ ہے۔ جو شخص چوری اور زنا کا مرتکب ہے وہ اس قول کے پیروکار سے بہتر ہے۔ بیشک عارفین نے اللہ کی رضا کی خاطر اعمال صالحہ کیے اور وہ ان اعمال میں اسی کی طرف لوٹے۔ میں اگر ایک ہزار سال زندہ رہا تو نیک اعمال میں سے ایک ذرہ بھی کم نہ کروں گا، البتہ یہ کہ میں مجبور ہو جاؤں۔"

سید الطائفہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"اگر کسی کے لیے ممکن ہو کہ اس کے لیے صرف کنکری جتنا سامان ہو (دنیا سے اعراض کی خاطر) تو اس کو ایسا کرنا چاہیے۔"

سید الطائفہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے علاوہ تمام دروازے بند ہیں۔"

شیخ ابو عمر انماطی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"اگر کوئی صالح دس لاکھ سال اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری کرے، پھر اگر ایک لحظہ بھر کے لئے منہ پھیرے گا تو اس نے جو کچھ پایا ہے اس سے کہیں زیادہ ضائع ہو گیا۔"

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

"آپ نے علم تصوف کا حصول کس طرح ممکن بنایا؟"

انہوں نے فرمایا:

"تیس سال تک میں اس سیڑھی کے نیچے اللہ کے سامنے بیٹھا۔"

یہ کہتے ہوئے شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے اپنے گھر میں موجود ایک سیڑھی کی طرف اشارہ فرمایا۔
شیخ استاذ ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک دن سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ عرض کیا گیا:

"اس قدر منزلت کے باوجود آپ نے تسبیح پکڑ رکھی ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"اس کے سبب میں اپنے رب تک پہنچا ہوں، میں اسے ہرگز ترک نہیں کروں گا۔"

شیخ استاذ ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ روزانہ اپنی دکان

Marfat.com

میں پردہ لٹکا کر چار سو نوافل پڑھتے، پھر اپنے گھر لوٹ آتے۔

شیخ ابو بکر عطوی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے پاس بوقت وفات میں موجود تھا۔ انہوں نے پورا قرآن مجید پڑھا، پھر سورۃ البقرہ سے ابتداء کی اور ستر آیات تلاوت کیں اور پھر وصال فرمایا۔

سید الطائفہ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جس شخص کو قرآن حفظ نہ ہو (قرآن کے مطالب و معانی اور تفسیر نہ جانتا ہو) اور نہ ہی حدیث لکھتا ہو (حدیث یاد کرتا ہو) تصوف کے معاملے میں اس کی پیروی نہیں کی جائے کیونکہ ہمارا یہ علم قرآن و حدیث کا محتاج ہے۔''

شیخ ابو علی روزباری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''علم تصوف قرآن و حدیث کے قوانین میں مقید ہے۔''

شیخ ابو الحسین علی بن ابراہیم حداد علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں حضرت قاضی ابو العباس بن شریح علیہ الرحمۃ کی مجلس میں موجود تھا۔ آپ نے اصول اور فروع کے بارے میں گفتگو فرمائی جس پر میں بہت حیرت زدہ ہوا۔ جب انہوں نے میری حیرت دیکھی تو فرمایا:

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟''

میں نے عرض کیا:

''یہ قاضی (ابو العباس بن شریح جیسے بڑے عالم صوفی) فرما رہے ہیں۔؟''

انہوں نے فرمایا:

''یہ علم شیخ ابو القاسم جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی صحبت کی طفیل ہے۔''

سید الطائفہ جنید بن محمد بغدادی علیہ الرحمۃ حضرت امام ابو ثور علیہ الرحمۃ کے مقلد تھے اور اس مذہب کے فقیہ بھی۔

سید الطائفہ علیہ الرحمۃ کی عمر مبارک اس وقت بیس برس تھی جب آپ امام ابو ثور علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں ان کے حلقے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

سید الطائفہ علیہ الرحمۃ اپنے ماموں شیخ سری سقطی، شیخ حارث محاسبی اور شیخ محمد بن علی قصاب علیہم الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔ سید الطائفہ علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۹۷ ہجری میں ہوا۔

شیخ فراغانی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

''حقیقی عارف کون ہے؟''

سید الطائفہ نے فرمایا:

((من نطق عن سرك وانت ساكت))

''حقیقی عارف وہ ہے جو تیرے بارے میں وہ بات کرے جو چھپی ہوئی ہو اور تو خاموش رہے۔''

شیخ ابو محمد جریری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

Marfat.com

''ہم نے تصوف بھوک، ترک دنیا اور دلعزیز چیزوں سے قطع تعلق کر کے حاصل کیا ہے نہ کہ بحث و مباحثہ کے ذریعے۔''

شیخ سعید بن اسماعیل حیری:

شیخ ابو عثمان سعید بن اسماعیل حیری علیہ الرحمۃ انہیں پاکیزہ طینت صوفیاء میں سے ہیں۔ آپ علاقہ ''رے'' کے باشندے تھے اور پھر ''نیشاپور'' منتقل ہو گئے تھے۔ شیخ حیری علیہ الرحمۃ حضرت شاہ کرمانی اور حضرت یحییٰ بن معاذ رازی علیہما الرحمۃ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ شیخ حیری علیہ الرحمۃ شیخ شاہ کرمانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ نیشاپور میں شیخ ابو حفص حداد علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوئے، ان کی مصاحبت اختیار کی اور ان سے اکتساب علم کیا۔

شیخ ابو حفص حداد علیہ الرحمۃ نے اپنی بیٹی کا نکاح شیخ ابو عثمان سعید بن اسماعیل حیری علیہ الرحمۃ سے کر دیا۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے ۲۹۸ ہجری میں وصال پایا۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے شیخ ابو حفص حداد سے تقریباً تیس برس بعد وصال فرمایا۔

شیخ حیری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جب تک کسی شخص کے دل میں چار چیزیں جمع نہ ہوں اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ پہلی: (برائی سے) منع۔ دوسری: عطا (اللہ کے رستے میں خرچ)۔ تیسری: عزت۔ چوتھی: ذلت (انکساری)۔''

شیخ حیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جوانی کی حالت میں ایک عرصہ تک شیخ ابو حفص حداد علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہا۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے فرمایا:

((لا تجلس عندی))

''میرے پاس مت بیٹھا کرو۔''

میں فوراً کھڑا ہو گیا اور ان کی طرف پیٹھ کیے بغیر الٹے قدم چلنے لگا۔ حتیٰ کہ میں ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور میں نے ارادہ کر لیا کہ ان کے دروازے پر ایک گڑھا کھودوں گا اور ان کے حکم کے بغیر اس سے باہر نہیں نکلوں گا۔ جب انہوں نے میری یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی تو مجھے دوبارہ اپنی مصاحبت عطا فرما دی اور خاص الخاص ساتھیوں میں شامل فرما لیا۔

مروی ہے کہ دنیا میں تین ایسی عظیم شخصیتیں ہیں کہ ان جیسا چوتھا کوئی نہیں۔ وہ شخصیات درج ذیل ہیں:

1: شیخ ابو عثمان سعید بن اسماعیل حیری علیہ الرحمۃ نیشاپور سے۔
2: شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ بغداد سے۔
3: شیخ عبداللہ بن جلا علیہ الرحمۃ شام سے۔

شیخ ابو عثمان سعید بن اسماعیل حیری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''چالیس سال تک اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی حالت نہیں دکھائی جو مجھے ناپسند ہو اور نہ ہی مجھے اپنے غیر کی طرف متوجہ کیا کہ جس وجہ سے میرا رب مجھ سے ناراض ہو جائے۔''

اس کو شیخ عبداللہ بن محمد شعرانی علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے۔

جب شیخ حیری علیہ الرحمۃ کی کیفیت متبدل ہوئی تو آپ کے بیٹے شیخ ابوبکر علیہ الرحمۃ نے اپنا کرتہ پھاڑ دیا۔

Marfat.com

شیخ حیری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''اے لخت جگر! تمہارا یہ عمل ظاہرا خلاف سنت ہے اور باطنا ریا کاری کی علامت ہے۔''

شیخ ابوالحسین وراق علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ شیخ ابوعثمان سعید بن اسماعیل حیری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''اللہ تعالیٰ کا قرب اور ادب دائمی ہونا چاہئے ہیبت اور مراقبہ کے ساتھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اتباع سنت اور ظاہری علم کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اولیاء اللہ کے ساتھ محبت احترام اور خدمت کے ساتھ ہونی چاہئے۔ خاندان والوں کے ساتھ محبت حسن اخلاق کے ساتھ ہونی چاہئے۔ بھائیوں کے ساتھ محبت خوشی خوشی ملنے کے ساتھ ہونی چاہئے، بشرطیکہ گناہ کی صورت نہ ہو۔ جاہلوں کے ساتھ صحبت ان کے لئے دعا اور ان پر رحم کے ساتھ ہونی چاہیے۔''

شیخ ابوعمرو بن نجید علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ شیخ ابوعثمان سعید بن اسماعیل حیری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''جو قول و فعل میں اتباع سنت کرتا ہے اور اسی کو اپنے نفس پر لاگو کرتا ہے اس کی باتیں پُر از حکمت ہوتی ہیں۔ جو قول و فعل میں خواہشات کی اتباع کرتا ہے اور انہیں کو اپنے نفس پر لاگو کرتا ہے تو اس کی باتیں پُر از بدعت ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((وان تطیعوہ تھتدوا))

''اور اگر تم اس (رسول) کی اتباع کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔'' (سورۃ النور: آیت نمبر ۵۴)

شیخ محمد ابوالمواہب شاذلی:

شیخ محمد ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عارفین اور آئمہ وعلمائے عاملین میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بکثرت زیارت کیا کرتے تھے گویا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہی نہ ہوتے اور گویا ایسے تھے کہ بیداری میں دیکھ رہے ہیں۔

انہوں نے اپنے یہ خواب ایک کتاب میں جمع کئے ہیں۔ میں نے اول سے آخر تک اس کا مطالعہ کیا تو میں نے اس کو ان بزرگ کی زبردست کرامت سمجھا۔ یہاں تک کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے اور کسی معاملہ میں عرض و معروض کرتے۔ پھر دوبارہ خواب میں زیارت کرتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسی حدیث کو جو پہلے خواب میں فرمائی ہوتی تھی مکمل فرما دیتے تھے۔ بعض نے نقل کیا ہے کہ شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الحزب الفردانیہ بیداری میں پڑھی ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ شیخ خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بکثرت کرتے تھے اور فرماتے تھے:

''میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ میرے خواب میں آپ کی زیارت کرنے کو جھوٹ کہتے ہیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی عزت و عظمت کی قسم! جو ان کو قبول نہ کرے گا یا ان کے باب میں تم کو جھوٹا کہے گا وہ یہودی، نصرانی یا

Marfat.com

مجوسی (آتش پرست) ہو کر مرے گا۔"

شیخ محمد الخضرمی مجذوب:

شیخ محمد الخضرمی مجذوب رحمۃ اللہ علیہ چلانے والے اور عجیب وغریب حالات وکرامات ومناقب والے تھے۔ کبھی کبھی چلاتے ہوئے عجیب عجیب علوم ومعارف پر کلام کر جاتے اور کبھی کبھی استغراق کی حالت میں زین واصامان کے اکابر کی شان پر ایسی گفتگو فرماتے کہ اس کے سننے کی تاب نہ ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ابدال میں سے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے۔

ایک بار ڈاکوؤں نے ان کے کپڑے چھین لینے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ہاتھوں کو ان کے پہلوؤں میں گاڑ دیا۔

ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی اور شہد پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تناول فرما کر یہ فرمایا:

"شہد کو محفوظ رکھو کہ میں لوٹ آؤں۔"

پھر تھوڑی دیر غائب رہ کر لوٹ آئے اور فرمایا:

"ہم نے اسدود میں متبولی رحمۃ اللہ علیہ پر نماز پڑھی اور ان کو دفن کر دیا ہے۔"

آپ نے پھر باقی شہد تناول فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 907 ہجری میں ہوئی ہے اور بھنسا کے ٹیلے پر دفن کیے گئے۔

شیخ محمد بن داؤد منزلاوی:

جب عشاء کے بعد شیخ محمد بن داؤد منزلاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کوئی مہمان آتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کوئی چیز اس کے سامنے رکھنے کو نہ ہوتی تو آپ آگ پر ہانڈی چڑھاتے تھے اور اس میں پانی ڈال کر آگ جلا دیتے تھے۔ پھر کبھی تو اس میں لوگ دودھ اور چاول دیکھتے، کبھی میٹھے چاول، کبھی گوشت اور شوربا اور کبھی کبھی مرغ کا گوشت۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تسنمیہ شہر میں ہوئی اور اپنی خانقاہ کے پاس دفن ہوئے۔

شیخ محمد الجلجولی ابوالعون الغزی:

شیخ ابوالعون الغزی رحمۃ اللہ علیہ امام کبیر اور قطب مشہور ہیں۔ اصل میں غزہ کے رہنے والے تھے، پھر فلسطین کے علاقہ میں مقام جلجولیا میں سکونت پذیر ہو گئے۔ پھر اخیر عمر میں رملہ منتقل ہو گئے اور تا وفات وہیں قیام فرما رہے۔ شیخ امام علامہ ولی اللہ اور شیخ شہاب الدین رملی مشہور بابن ارسلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ہی مستفید ہوئے ہیں۔

شیخ شمس الدین اور شیخ نور الدین دونوں شیخ محمد الغزی جلجولی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ نور الدین نے شیخ ابوالعون پر اپنا اہل علم ہونا ظاہر نہ کیا۔ شیخ ابوالعون نے ان سے فرمایا:

"جس کو اللہ تعالیٰ کوئی فضیلت عطا فرمائے اس کے لیے نامناسب ہے کہ وہ اسے چھپائے۔"

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے ایک فرش جو سامنے رکھا تھا بچھایا اور اس پر ان کو بٹھایا۔

شیخ شمس الدین کہتے ہیں کہ شیخ نور الدین نے آپ سے شیخ کمال بن ابی شریف کے متعلق جو ابن ارسلان کی

Marfat.com

شاگردی کی وجہ سے ان کے ہم استاد تھا سوال کیا۔ شیخ نے فرمایا:

"میں نے عرش پر لکھا دیکھا ہے کہ محمد بن ابی شریف اولیاء اللہ کے محبین میں سے ہیں۔"

ابن الحنبلی کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ عفیف الدین غزی حلبی نے بیان کیا ہے کہ وہ شیخ ابوالعون کے مکان پر گئے تو وہاں کچھ بزرگ درویشوں کی ایک جماعت کو بھی دیکھا اور کچھ فسادی لوگوں کو بھی دیکھا جو بعض ضرورتوں میں شیخ کی حمایت حاصل کرنے کے لیے حاضر تھے۔ ان کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ان لوگوں کو گھر میں رہنے دینے پر ذرا گرانی ہوئی۔ اتنے میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ آ گئے اور فرمانے لگے:

"شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں کسی نے عمدہ اور ردی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ عمدہ ہمارے واسطے ہیں اور ہم ردی کے واسطے۔"

یہ شیخ کا کشف تھا۔

ابن الحنبلی ہی کہتے ہیں مجھے یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ دمشق کے ایک ولی نے شیخ ابوالعون کا حال اور شروع شروع کی کیفیت معلوم کرنا چاہی تو اس نے ایک مرید کو بھیجا اور اس کو یہ نہیں بتایا کہ کس وجہ سے اس کو بھیجا جا رہا ہے۔ بس یہ فرمایا کہ سید ابوالعون کی زیارت کر آؤ اور کہہ دینا کہ آپ کے بھائی فلاں شخص نے سلام کہا ہے اور دیکھنا کہ سب سے پہلے کھانے کی کیا چیز تمہارے سامنے رکھتے ہیں۔ پھر جب لوٹ آؤ تو مجھے بتانا۔ مرید شیخ ابوالعون کے یہاں حاضر ہوئے تو شیخ نے سب سے پہلے جو کھانے کی چیز ان کے آگے رکھی قلقاس کی کھیر تھی۔ جب وہ زیارت سے فارغ ہو کر اپنے شیخ کے یہاں واپس جانے لگے تو شیخ ابوالعون نے فرمایا:

"جب تمہارے شیخ سب سے پہلی کھانے کی چیز کے بارے میں پوچھیں جو تم نے ہمارے یہاں کھائی ہے تو کہہ دینا قلقاس۔"

حلب والوں کی ایک عورت عورتوں کے مجمع میں حمام سے نکلی تو وزیر حلب کے گروہ کے ایک فوجی نے اسے اٹھالیا اور کسی رنڈی کے یہاں لے جانے لگا۔ لوگ اس عورت کو اس سے نہ چھڑا سکے۔ اچانک ایک شخص قاسم بن زبزل آ گیا۔ یہ بہت بہادر اور رعب دار کا آدمی تھا۔ اس نے اس فوجی کو مارا تا کہ اس سے عورت کو چھڑا لے۔ اتفاق سے وہ مر گیا تو یہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر اگلے روز صبح کو شہر میں آیا اور حمام میں داخل ہوا۔ وزیر حلب کو اطلاع ملی تو اس نے ایک جماعت اس کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجی۔ وہ لوگ حمام پر آ پہنچے تو اس نے حمام والے سے کہا:

"مجھ کو میرا پاجامہ اور خنجر دے دو۔"

پھر یہ حمام سے نکل پڑا اور وہ لوگ الگ الگ ہو گئے۔ یہ بھاگ گیا اور وہاں سے ایک باغ میں پہنچا اور شیخ ابوالعون کے وسیلہ سے دعا کی۔ اس نے شیخ کو پہلے دیکھا تھا اور ان کا معتقد تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے بچا لیا۔ یہ ساحل کی راہ سے چلتا رہا حتیٰ کہ جلجولیا پہنچ گیا تو شیخ ابوالعون رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے دامن کی پناہ لی۔ شیخ نے دعا دی اور کشف سے وہ تمام ماجرا بتا دیا۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط وزیر دمشق قاصوہ یحیاوی کو اور ایک خط وزیر حلب کو لکھا اور قاسم بن زبزل سے فرمایا:

"جاؤ لوگوں کو پانی پلایا کرو اور یہ رعب و داب کی حرکتیں چھوڑ دو۔"

Marfat.com

انہوں نے عرض کیا:

"بہت اچھا"

پھر قاسم بن زبزل نے عرض کیا:

"حضرت! مجھے ڈر ہے کہ وہ آپ کی سفارش قبول نہ کرے اور مجھے قتل کر دے۔"

اس وقت مجلس میں شیخ نعمت صفدی بھی تھے۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور فرمایا:

"اگر اس نے تجھے کچھ کہا تو میں اپنے ہاتھ سے اس کی آنکھ نکال لوں گا۔"

شیخ ابوالعون نے شیخ نعمت کے ہاتھ کو اس سے پہلے کہ وہ اسے پورا اٹھائیں پکڑ لیا اور فرمایا:

"اگر میں پورا ہاتھ اٹھانے دیتا تو یہ اس کی آنکھ نکال دیتے۔"

پھر قاسم شیخ ابوالعون کا خط لے کر دمشق وزیر یحیاوی صاحب کے پاس پہنچا۔ انہوں نے اس کی خاطر کی، شیخ کے اعزاز کی وجہ سے اس کو ایک سو درہم عطا کئے اور وزیر حلب کو ایک خط لکھ دیا کہ شیخ کی وجہ سے وہ بھی خاطر کرے اور معاف کر دے۔ تو وزیر حلب نے بھی اس کی خاطر کی اور معاف کر دیا۔

شیخ موسیٰ کناوی کہتے ہیں کہ شیخ ابوالعون کی وفات 910 ہجری میں ہوئی ہے اور شہر رملہ کے اندرونی جانب دفن ہوئے۔

شیخ ابوالعون رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے تھے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے بے انتہا کرامتیں ظاہر فرمائی ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شمار کرنے والا ہر روز کی مجلس میں کرامتیں شمار کرتا تو پچاس سے زیادہ شمار کر لیتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ صحیح صحیح اور بہت زیادہ کشف اور درویشوں کی تربیت اور خلق اللہ کے فائدے سے ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مصر و شام کے بادشاہوں میں تصرف کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ کوئی بادشاہ آپ کی سفارش رد نہ کر سکتا تھا۔

شیخ محمد مغربی:

شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ امام اور اکابر عارفین میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ترکوں کی اولاد میں سے ہیں اور مغربی اس وجہ سے مشہور ہوئے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک مغربی شخص سے نکاح کر لیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت حضرت ابوالعباس سری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شمس الدین حنفی مصری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الوسطیٰ" میں بیان کیا ہے کہ میں ان سے ایک دفعہ ملا ہوں۔ لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ یہ صاحب قطبیت میں تین سال رہے ہیں اور عالم غیب سے بہت زیادہ خرچ کیا کرتے تھے۔ ایسا بہت ہوتا تھا کہ کوئی مقروض حاضر ہوتا اور درخواست کرتا کہ حضرت قرض کی ادائیگی میں میری اعانت فرمایئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے:

"اس بوریئے کا کنارہ اٹھاؤ اور جو کچھ اس کے نیچے ہے لے لو۔"

تو اکثر وہ مقروض بوریئے کے نیچے اپنے قرض سے زیادہ پاتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے:

"قرض ادا کر دو اور باقی کو اپنے خرچ میں لاؤ۔"

Marfat.com

مصر کے تمام علماء علوم عقلیہ اور روحیہ میں آپ کے معتقد تھے اور آپ سے ان علوم کا استفادہ کرتے تھے جو کبھی ان کے سننے میں بھی نہیں آئے۔ علامہ حمصی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ قاہرہ کے پل سفقر پر قیام رکھتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 911 ہجری میں ہوئی ہے اور باب القارفہ کے قریب مدفون ہیں۔

شیخ محمد بن زرعہ مصری:

شیخ محمد بن زرعہ مصری رحمۃ اللہ علیہ صاحب احوال ومکاشفات ہیں اور جو کچھ انسان کے دل میں ہوتا تھا اس کو بیان فرما دیتے تھے۔ تین روز بولا کرتے تھے اور تین روز خاموش رہتے تھے۔

814 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی اور اپنے گھر کے جالیوں والے حجرہ میں جس میں بیٹھا کرتے تھے مدفون ہوئے۔

شیخ محمد بن عبدالرحمٰن الاسقع باعلوی:

شیخ محمد بن عبدالرحمٰن الاسقع باعلوی رحمۃ اللہ علیہ علم اور ولایت میں اپنے زمانہ کے امام تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد محمد بن علی خورد نے کتاب العزر میں نقل کیا ہے کہ آپ کے خدام میں سے ایک شخص کے گھر سے اس کا کل مال، اپنا بھی جو دوسروں کی امانت تھا وہ بھی سب چوری ہو گیا۔ وہ خادم اس واقعہ سے بہت زیادہ دلگیر ہوا اور اپنے شیخ سے آ کر عرض کیا۔ شیخ نے فرمایا:

"حیلہ نامی گھاٹی میں جاؤ! تم وہاں بریمات کے نیچے تمام چوری کا مال پاؤ گے۔"

بریمات چند پتھر تھے جو اس گھاٹی میں مشہور تھے۔ یہ خادم وہاں گیا اور تمام مال پا لیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 918 ہجری میں ہوئی اور مقبرہ زنبل میں مدفون ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا:

"کیا حال ہے۔؟"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

((فی مقعد صدق عند ملیك و مقتدر))

"ایک عمدہ مقام میں ہوں قدرت والے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے پاس۔"

شیخ محمد صدرالدین البکری:

شیخ محمد صدرالدین البکری رحمۃ اللہ علیہ امام، بزرگ عالم، عامل، متقی اور زاہد ہیں۔ آپ نے حضرت ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ علیہ سے طریق حاصل کیا۔ بہت خاموش بزرگ تھے، سوائے جواب کے خود کوئی بات نہ کرتے تھے۔ غلبہ خشوع کی وجہ سے دن رات میں کبھی آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاتے تھے۔ ان کی والدہ کا بیان ہے کہ جب یہ ان کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک کتاب عنایت فرمائی۔ کہتی ہیں کہ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ نیک لڑکا ہو گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب حج کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو لوگوں نے سنا

Marfat.com

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب عطا فرمایا۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مدینہ منورہ میں 918 ہجری میں ہوئی۔

شیخ ابوعثمان سعید بن سلام مغربی:

شیخ ابوعثمان سعید بن سلام مغربی علیہ الرحمۃ کا شمار جید صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ اپنے زمانے کے یگانہ روزگار تھے۔ ان سے پہلے ان کی طرح کسی اور صوفی کی تعریف وتوصیف نہیں کی گئی۔
شیخ علیہ الرحمۃ شیخ ابن کاتب علیہ الرحمۃ، شیخ حبیب مغربی علیہ الرحمۃ اور شیخ ابوعمرو زجاجی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے۔
شیخ علیہ الرحمۃ نے شیخ نہرجوری علیہ الرحمۃ، شیخ ابن صائغ علیہ الرحمۃ اور دیگر صوفیاء کرام سے ملاقات کی۔
شیخ علیہ الرحمۃ کا وصال ۳۷۳ ہجری میں نیشاپور میں ہوا۔
شیخ علیہ الرحمۃ نے وصیت فرمائی کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت امام ابوبکر بن فورک علیہ الرحمۃ پڑھائیں۔
شیخ استاذ ابوبکر بن فورک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں شیخ ابوعثمان سعید بن سلام مغربی کے وصال کے وقت ان کے پاس تھا اور شیخ علی قوال صغیر کچھ کہہ رہے تھے۔ جب ان کی حالت میں تبدیلی آئی تو ہم نے شیخ علی کو خاموشی کا اشارہ کیا۔ شیخ ابوعثمان سعید بن سلام مغربی نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا:
"علی کیوں نہیں کچھ کہتے۔؟"
میں نے حاضرین میں سے کسی سے کہا:
"آپ ان سے پوچھیں، غور سے سننے والا کس بنا پر سنتا ہے؟ میں اس حالت میں ان سے ڈرتا ہوں۔"
پس لوگوں نے ان سے یہ بات پوچھی تو انہوں نے فرمایا:
"بے شک وہ سنتا ہے جہاں سے سنتا ہے۔"
شیخ علیہ الرحمۃ ریاضت میں بڑی شان کے مالک تھے۔ آپ کا فرمان ہے:
"تقویٰ حدود کے ساتھ ٹھہرنا ہے۔ آدمی نہ ان میں کمی کرے اور نہ ان سے تجاوز۔"
شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
"اللہ تعالیٰ ہر اس آدمی کے قلب کو موت دے دیتا ہے جو مجالس فقراء پر مالدار لوگوں کی صحبت کو ترجیح دیتا ہو۔"

شیخ ابوالقاسم نصرآبادی:

شیخ ابوالقاسم ابراہیم بن محمد نصرآبادی علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ خراسان کے شیخ تھے اور یہ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ، شیخ ابوعلی روذباری علیہ الرحمۃ اور شیخ مرتعش علیہ الرحمۃ کے مصاحب رہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ ۳۶۶ ہجری میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہیں آپ کا انتقال ۳۶۹ ہجری میں ہوا۔ شیخ علیہ الرحمۃ حدیث کے عالم تھے اور آپ نے بہت زیادہ احادیث روایت کیں۔
شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شیخ نصرآبادی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے جو میں نے خود آپ سے سنا:

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم پر کسی چیز کا ظہور ہو تو اس کے ساتھ جنت یا جہنم کی طرف متوجہ نہ ہو اور جب اس حالت سے واپس لوٹو تو جس چیز کو اللہ نے عظمت عطا فرمائی ہے اس چیز کو عظیم سمجھو۔''

شیخ محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ شیخ نصرابادی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

''بعض لوگ عورتوں کے ساتھ مجلس اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں ان کے دیکھنے سے محفوظ ہوں۔ آپ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''جب تک جسم میں روح باقی ہے اوامر ونواہی باقی ہیں اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنے کا حکم بھی موجود ہے اور شبہات پر وہی جرأت کرے گا جو حرام کردہ اشیاء کی طرف جاتا ہے۔''

شیخ محمد بن حسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ نصرابادی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے:

''تصوف کی اصل یہ ہے کہ آدمی کتاب وسنت کو اختیار کیے رکھے، خواہشات اور بدعات کو ترک کرے، مشائخ کی حرمتوں کی تعظیم کرے، مخلوق کے عذروں کو دیکھے، وظائف کی پابندی کرے، رخصتوں اور تاویلات کے ارتکاب کو ترک کردے۔''

شیخ ابوالحسن حصری بقری:

شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم حصری بقری علیہ الرحمۃ کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ شہر بغداد کے رہنے والے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ عجیب حالت اور کلام والے تھے اور اپنے وقت کے شیخ تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ شیخ شبلی کے ارادت مند تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ۳۷۱ ہجری میں وفات پائی۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

''لوگ کہتے ہیں کہ حصری نوافل کے قائل نہیں ہیں حالانکہ میں نے جوانی کے عالم میں جن اوراد کو اپنے لیے کر رکھا تھا اگر آج بھی میں ان میں سے ایک رکعت بھی چھوڑ دوں تو مجھے جھڑکا جائے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ بھی فرمان ہے:

''جو آدمی حقیقت میں سے کسی چیز کا مدعی ہو ان کی تکذیب وہ شواہد کرتے ہیں جن کو دلائل نے ظاہر کیا ہو۔''

شیخ ابوعبداللہ روذباری:

شیخ ابوعبداللہ بن احمد بن عطاء روذباری کا شمار مشہور ترین صوفیاء میں ہوتا ہے۔ یہ شیخ ابوعلی روذباری کی ہمشیرہ کے صاحبزادے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ شام کے شیوخ میں سے ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا انتقال شہر صور میں ۳۶۹ ہجری میں ہوا۔

شیخ محمد بن حسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن سعید المصیصی سے سنا کہ شیخ احمد بن عطاء روذباری نے فرمایا:

''میں اونٹ پر سوار تھا کہ اونٹ کے دونوں پاؤں ریت میں دھنس گئے۔ میں نے کہا: ''اللہ عزت وجلال والا ہے۔'' اونٹ نے بھی کہا: ''اللہ عزت وجلال والا ہے۔''

Marfat.com

شیخ ابو عبداللہ رودباری علیہ الرحمۃ جب اپنے ارادت مندوں کو اپنے ساتھ کسی آدمی کے گھر دعوت پر لے جاتے تو اگر دعوت دینے والا عام آدمی ہوتا یا وہ اہل تصوف میں سے نہ ہوتا تو فقراء کو اس کی خبر نہ کرتے تھے اور ان کو کچھ نہ کچھ کھلا دیتے۔ جب وہ فارغ ہوتے تو ان کو بتاتے اور ان کو لے کر جاتے اور چونکہ وہ اپنے وقت پر کھا چکے ہوتے تھے اس لیے کھانے کی طرف ان کا ہاتھ بہت کم بڑھتا۔ آپ یہ کام اس لیے کرتے تھے کہ کہیں لوگ اس گروہ کے بارے میں بدگمانی کا شکار نہ ہو جائیں اس طرح وہ ان کے سبب سے گناہ گار ہوں گے۔

ایک دن شیخ علیہ الرحمۃ فقراء کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور ان کے پیچھے چلنا آپ کی عادت تھی۔ وہ سب ایک دعوت پر جا رہے تھے۔ ایک سبزی فروش نے کہا:

"یہ لوگ مال دنیا کو حلال سمجھنے والے ہیں۔"

پھر ان کے بارے میں زبان درازی کی اور اپنی گفتگو کے دوران کہا:

"ان میں سے ایک نے مجھ سے ایک سو درہم لیا ہے اور مجھے واپس نہیں دیا اور مجھے معلوم نہیں میں اسے کہاں تلاش کروں۔"

جب وہ لوگ دعوت والے گھر پہنچے تو حضرت ابو عبداللہ رودباری علیہ الرحمۃ نے صاحب مکان سے جو فقراء سے محبت کرتا تھا، فرمایا:

"اگر تم میرے قلب کا اطمینان چاہتے ہو تو مجھے ایک سو درہم دو اور فلاں سبزی فروش کے پاس جاؤ اور اس سے کہو: یہ وہ سو درہم ہے جو ہمارے کسی ساتھی نے تم سے قرض لیا تھا اور کسی مجبوری کے تحت ادائیگی میں تاخیر ہو گئی اور اس نے اب یہ بھیجے ہیں پس اس کا عذر قبول کرو۔"

وہ آدمی گیا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ لوگ دعوت سے واپس آئے اور سبزی فروش کی دکان سے گزرے تو سبزی فروش ان کی تعریف کرنے لگا اور کہا:

"یہ قابل اعتماد، امانت دار اور نیک لوگ ہیں۔"

اسی طرح کے دیگر کلمات کہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"بدترین انسان وہ صوفی ہے جو بخیل ہو۔"

شیخ ابو مسلم خراسانی:

معروف اولیاء میں سے ایک جناب ابو مسلم خراسانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ ان کا اسم گرامی عبداللہ بن ثوب ہے۔ آپ غزوۂ حنین کے سال مشرف باسلام ہوئے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شام منتقل ہو گئے۔

امام مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب آپ روم کی جنگ میں شریک ہوئے تو آپ کے ساتھیوں کا گزر ایک نہر سے ہوا۔ آپ نے ساتھیوں کو فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر نہر سے گزر جاؤ۔"

آپ ان کے آگے آگے پانی پر چلتے جاتے تھے اور بقیہ لوگ بھی اس گہری نہر سے گزر گئے۔ اس گہری نہر کا

Marfat.com

پانی بعض دفعہ تو جانوروں کے گھٹنوں تک بھی نہ پہنچتا تھا بلکہ اس سے نیچے تک بھی نظر آتا۔ جب نہر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے تو آپ نے ساتھیوں سے پوچھا:

''کسی کی کوئی چیز تو گم نہیں ہوئی؟ جس کی کوئی چیز کھوگئی ہو میں اس کا ضامن ہوں۔''

ساتھیوں میں سے بعض نے جان بوجھ کر اپنا کدالی کو پانی میں پھینک دیا۔ جب آگے چلے گئے تو پھینکنے والے شخص نے کہا:

''میرا کدالی نہر میں گر گیا تھا۔''

آپ نے فرمایا:

''میرے پیچھے پیچھے آؤ۔''

دیکھا تو کدالی نہر کے کنارے پر موجود ایک ستون کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امام احمد اور بیہقی نے اس روایت کا اخراج فرمایا اور اس کی تصحیح کی کہ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ کی طرف تشریف لائے۔ اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا۔ آپ پانی پر چل پڑے۔

اور امام احمد کے لفظ یہ ہیں:

((فوقف والتفت الی اصحابه وقال تفقدون من متاعكم شيئا حتى ندعوا الله فيلوده))

''آپ ٹھہر گئے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے: تمہارے سازوسامان میں سے کوئی شیئے اگر گم ہوگئی ہو تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں وہ تمہیں واپس لوٹا دے گا۔''

علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جناب عثمان بن ابی العاتکہ نے روایت کیا کہ ہم رومی علاقہ میں ایک جنگ میں تھے تو والی نے فوجیوں کی ایک جماعت کسی جگہ بھیجی اور اس کی میعاد کا دن مقرر کر دیا۔ مقررہ میعاد کا دن آ گیا لیکن لشکر نہ آیا۔ پس اس دوران حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے نیزہ کو زمین میں گاڑ کر (سترہ بنا کر) نماز ادا فرما رہے تھے کہ ایک پرندہ نیزہ کی طرف آیا اور بولا:

''لشکر صحیح سالم ہے اور کامیاب واپس آ رہا ہے اور فلاں دن رات کو تمہارے پاس آن پہنچے گا۔''

ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے پرندہ سے پوچھا:

''اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟''

وہ کہنے لگا:

''میں مومنوں کے دلوں سے حزن و ملال دور کرنے والا ہوں۔''

پھر حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ والی کے پاس آئے اور اسے اس کی خبر دی۔ پھر جب پرندہ کا بتایا ہوا وقت آیا تو لشکر آیا اور اسی نشانی کے ساتھ آیا جو پرندہ بتا گیا تھا۔

اسود عنسی جھوٹے نبوت کے مدعی نے جناب ابو مسلم خراسانی کو آگ میں پھینکا لیکن آپ کو وہ قطعاً نقصان نہ پہنچا

Marfat.com

سکی۔ وہ اپنے حال میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ آپ کو آگ میں ڈالنے کا سبب یہ تھا کہ اسود عنسی یمن میں رہتا تھا اور رسول ہونے کا مدعی تھا۔ اس نے ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے دریافت کیا:

"تم گواہی دیتے ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"ہاں۔!"

پھر پوچھا:

"کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں (اسود عنسی) اللہ کا رسول ہوں؟"

جناب ابو مسلم خراسانی نے فرمایا:

"میں نہیں سنتا۔"

اس نے پوچھا:

"کیا تم گواہی دیتے ہو کہ جناب محمد اللہ تعالیٰ کے رسول؟"

آپ نے فرمایا:

"ہاں۔"

اس کا کئی مرتبہ تکرار کیا۔ چنانچہ اس نے بہت بڑی آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب خوب جل اٹھی تو جناب ابو مسلم کو اس میں پھینکا گیا لیکن وہ آپ کو نقصان نہ پہنچا سکی۔ اس پر اسود عنسی کی مملکت کے باشندوں نے کہا:

"اگر آپ نے اس شخص کو اسی طرح یہاں رہنے دیا تو فساد اٹھ کھڑا ہوگا۔ چنانچہ اس نے آپ کو یہاں سے کوچ کر جانے کا حکم دیا۔"

ابو مسلم خراسانی مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ آپ کے آنے سے قبل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے اور ابو بکر صدیق کو خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ ابو مسلم نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی کے دروازہ پر باندھی اور اندر جا کر مسجد کے ایک ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو ان کے قریب آ گئے۔ اختتام نماز کے بعد پوچھا:

"اے شخص! کہاں سے آنا ہوا؟"

عرض کیا:

"یمن سے۔"

حضرت عمر نے پوچھا:

"اچھا یہ بتاؤ کہ ہمارے اس دوست کے ساتھ دشمن خدا نے کیا کیا جسے اس نے آگ میں ڈالا تھا لیکن آگ اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکی؟"

جناب ابو مسلم نے عرض کیا:

Marfat.com

"وہ عبداللہ بن ثوب نامی شخص ہے۔"
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسمیہ انداز میں پوچھا:
"کیا تم ہی وہ شخص ہو؟"
عرض کیا:
"جی ہاں!"
یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ پھر اپنے ساتھ لے آئے اور انہیں اپنے اور ابوبکر صدیق کے درمیان بٹھایا اور کہا:
"الحمدللہ! اللہ کا شکر ہے کہ جس نے تمہیں زندہ رہنے دیا۔ حتیٰ کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ کی امت میں سے وہ شخص دیکھ لیا جس کے ساتھ وہی کچھ کیا گیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا۔"
جناب سید احمد دحلان نے "السیرۃ النبویۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسود عنسی کے ساتھ ہونے والا واقعہ بہت مشہور ہے۔ اس کی روایت تمام اصحاب سنن نے بہت سے صحابہ کرام سے کی ہے۔ اس لیے یہ مشہور مستفیض اخبار میں سے ہے۔
حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تک قیام پذیر رہے۔ پھر شام منتقل ہو گئے اور وہیں قیام پذیر رہے۔ آپ پانی پر بھی چلا کرتے تھے۔
حضرت ابو مسلم خراسانی دمشق میں سکونت پذیر رہے۔ حضرت ابو مسلم خراسانی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا اور دمشق کے ظاہر علاقہ میں واقع بستی داریا الکبری میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر انور مشہور زیارت گاہ ہے۔

شیخ سید عبدالقادر جیلانی:

شیخ عبدالقادر جیلانی سلطان الاولیاء اور امام الاصفیاء ہیں۔ شیخ ان اولیاء کرام میں سے ہیں جن کی ولایت پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ آپ کا نام عبدالقادر ہے۔ آپ سادات خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حسنی حسینی سید ہیں۔ علم وفراست میں آپ کے ننہال اور ددھیال مشہور زمانہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام ام الخیر امۃ الجبار سیدہ فاطمہ ہے اور آپ کے والد کا نام محمد صالح جنگی دوست ہے۔
امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی جب حالت شیرخوارگی میں تھے تو رمضان شریف میں (دن کے وقت) آپ دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ لوگوں کو جب چاند کے بارے میں شک ہوتا تو آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔
شیخ عبدالقادر جیلانی کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھی تھی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کی کرامات بہت زیادہ ہیں جو تواتر سے ثابت ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 561 ہجری میں انتقال فرمایا۔
امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی ایک دن وضو فرما رہے تھے کہ چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی۔ آپ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا وہ اس وقت اڑ رہی تھی، نظر پڑتے ہی فوراً مر کر زمین پر

Marfat.com

گر پڑی۔ آپ نے بیٹ والا کپڑا دھویا، پھر اسے فروخت کر دیا اور اس کے جو دام ملے وہ فقیروں اور مسکینوں پر صدقہ کر دیئے اور فرمانے لگے:

"یہ اس (کی موت) کے بدلہ میں ہے۔"

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے کسی کی رکھی گئی امانت طلب کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ امانت مجھے دے دو۔"

جس کی امانت تھی وہ کہیں سفر پر گیا ہوا تھا۔ اس امین نے امانت آپ کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا:

"اگر میں آپ سے اس طرح کے مسئلہ کے بارے میں فتویٰ طلب کروں تو آپ مجھے یہ فتویٰ نہیں دیں گے کہ یہ امانت اس کے مالک کے علاوہ کسی اور کو دوں۔؟"

بہر حال آپ واپس تشریف لے آئے۔ جب کچھ ہی عرصہ گزرا تو امانت رکھنے والے کا ایک رقعہ بنام امین آیا جس میں تحریر تھا:

"میری امانت سید عبد القادر جیلانی کو دے دو۔ یہ فقراء کا حصہ ہے۔"

اس امین نے امانت حضرت عبد القادر کو پیش کر دی۔ سید عبد القادر جیلانی نے اسے ڈانٹا اور فرمایا:

"ایسی باتوں پر تو مجھے تہمت لگانا چاہتا ہے؟"

جناب ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چالیس سال کا عرصہ رہا۔ آپ نے اس طویل مدت میں فجر کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ ادا فرمائی اور آپ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی وضو ٹوٹا تو اسی وقت تازہ وضو کر لیتے تھے، پھر دو رکعت ادا فرماتے۔ آپ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اپنی خلوت گاہ میں تشریف لے جاتے۔ کسی کو طاقت نہ تھی کہ آپ کے ساتھ آپ کی خلوت گاہ میں داخل ہوتا۔ پھر آپ وہاں سے صبح کے وقت باہر تشریف لائے۔ ایک مرتبہ خلیفہ وقت آیا اور چاہا کہ آپ سے ملاقات کرے لیکن صبح تک اسے وقت نہ مل سکا۔

سیدنا عبد القادر جیلانی کی شہرت جب چاروں اطراف میں پھیل گئی تو بغداد کے ذہین فقہاء میں سے ایک سو فقیہ حضرات اکٹھے ہوئے اور آپ کا امتحان لینا چاہا کہ آپ کس قدر علم رکھتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک فقیہ نے بہت سے مسائل معلوم کرنے کیلئے پروگرام بنایا۔ پھر سب آپ کے سامنے آئے۔ جب آپ ان کے ساتھ تشریف فرما ہوئے تو آپ نے کچھ دیر کیلئے اپنا سر انور جھکایا اور مراقبہ فرمایا۔ چند لمحوں بعد آپ کے سینہ مقدسہ سے نور کی ایک بجلی کوندی جو ان سو فقہاء کے سینوں کی طرف گئی، اس نے ان کے دلوں میں موجود تمام اعتراضات و سوالات یکسر مٹا دیئے۔ اس پر وہ سبھی ششدر رہ گئے اور پریشان ہو گئے۔ پھر انہوں نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہو گئے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور ان فقہاء کے تمام سوالات اور ان کے جوابات ایک ایک کر کے ارشاد فرمائے جس سے انہیں آپ کے فضل اور آپ کی بزرگی کو تسلیم کرنا پڑا۔

Marfat.com

علامہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سیدنا عبدالقادر جیلانی کے ہاں رات بسر کی تو میں نے دیکھا کہ آپ رات کے شروع حصہ میں مختصری نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہو جاتے، حتیٰ کہ رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا، پھر آپ یہ کلمات پڑھتے:

((المحیط، الرب، الشھید، الحسیب، الفعال، الخلاق، الخالق، البارئ، المصور)).

آپ کا جسم کبھی تو بہت لاغر اور پتلا ہو جاتا اور کبھی بہت بڑا ہو جاتا اور ہوا میں بلند ہو جاتے حتیٰ کہ ایک مرتبہ اتنے بلند ہو گئے کہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر اس کے بعد آپ اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے حتیٰ کہ رات کا دوسرا تہائی حصہ ختم ہو جاتا۔ آپ سجدہ بہت لمبا کیا کرتے، پھر قبلہ رخ بیٹھ جاتے۔ حالت مراقبہ و مشاہدہ میں طلوع فجر کے قریب تک مشغول رہتے۔ پھر دعا، گریہ وزاری اور عاجزی میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کو عظیم نور ڈھانپ لیتا، ایسا کہ قریب تھا کہ وہ آنکھوں کی بینائی کو اُچک لے یہاں تک کہ کچھ بھی دکھائی نہ دیتا۔ میں آپ کے قریب آواز سنتا: السلام علیکم، السلام علیکم، اور آپ سلام کا جواب دیتے۔ یہ معاملہ آپ کے نماز فجر ادا کرنے کے لئے نکلنے تک رہتا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ جب میں عراق آیا تو میرے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام بھی تھے۔ میں آپ کو اس وقت نہ جانتا تھا اور انہوں نے یہ شرط لگائی کہ میں ان کی مخالفت نہ کروں گا بلکہ جو کہیں گے اسے بجا لاؤں گا۔ انہوں نے مجھے فرمایا:

"یہاں بیٹھ جاؤ۔!"

میں اس جگہ بیٹھ گیا جہاں آپ نے بٹھایا اور تین سال متواتر بیٹھا رہا (فقط عبادات اور طہارت کے لیے اٹھتا)۔ آپ ایک سال میں ایک مرتبہ میرے پاس تشریف لاتے اور مجھے فرماتے:

"یہیں ٹھہرنا، میرے آنے تک ادھر ادھر نہیں جانا۔"

شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں:

"میں ایک مرتبہ ایک سال پورا مدائن کی غیر آباد اور اجڑی جگہوں میں بطور مجاہدہ ٹھہرا رہا۔ اس دوران میں گری پڑی حلال اشیاء اٹھا کر کھایا کرتا تھا، لیکن پورا سال میں نے پانی نہیں پیا۔ اس کے بعد دوسرا سال بھی انہی جگہوں پر بسر کیا۔ اس سال میں نے پانی تو پیا لیکن گری پڑی کوئی چیز پورا سال نہ کھائی۔ پھر تیسرا سال وہیں گزارا کہ اس سال نہ کچھ کھایا پیا اور نہ ہی نیند کے قریب گیا۔ ایک مرتبہ میں کسریٰ کے ایوان کے نیچے سو گیا، رات انتہائی سرد تھی، مجھے احتلام ہو گیا۔ میں نے اٹھ کر نہر پر جا کر غسل کیا، پھر آ کر سو گیا، پھر احتلام ہو گیا، میں نے پھر نہر پر جا کر غسل کیا۔ یہی ماجرا ایک رات میں میرے ساتھ چالیس مرتبہ پیش آیا اور ہر مرتبہ میں غسل کرتا رہا۔"

شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس کچھ شیعہ آئے اور اپنے ساتھ دو سلی ہوئی گٹھریاں لائے۔ کہنے لگے:

"بتایئے! ان میں کیا ہے؟"

Marfat.com

آپ نے ان میں سے ایک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اس میں معذور بچہ ہے۔ جب اسے کھولا گیا تو اس میں واقعی معذور بچہ تھا۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

"اٹھو!"

چنانچہ وہ اٹھ کر چلنے لگا۔ پھر دوسرے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

"اس میں ایسا بچہ ہے جسے کوئی مرض نہیں۔"

کھولنے پر ایسا ہی بچہ نکلا۔ آپ نے اس کی پیشانی پکڑ کر فرمایا:

"بیٹھ جا۔"

پس وہ معذور ہو گیا۔ اس پر شیعوں نے توبہ کی۔ اس دن آپ کی مجلس میں تین حاضرین فوت ہوئے۔

ایک مرتبہ شیخ ابوالمظفر تاجر جناب شیخ حماد دباس کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا:

"میں شام جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور سات سو دینار کے سامان کی تجارت کروں گا، آپ میری رہنمائی فرمائیں۔"

حضرت حماد دباس نے استخارہ کرنے کے فرمایا:

"اگر تم نے اس سال سفر کیا تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال واسباب لوٹ لیا جائے گا۔"

تاجر ابوالمظفر بہت پریشان ہوا اور واپس لوٹ آیا۔ راستہ میں وہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ تاجر ابومظفر نے سارا واقعہ آپ کو سنایا، آپ نے ارشاد فرمایا:

"تم سفر پر جاؤ کوئی نقصان نہ ہوگا۔ جان و مال سب سلامت رہیں گے اور واپس فائدہ حاصل کر کے لوٹو گے، اس کی ضمانت مجھ پر ہے۔"

چنانچہ یہ سفر پر چلا گیا اور سامان تجارت ایک ہزار دینار میں فروخت کیا۔ رقم لے کر "سقایہ حلب" میں گیا۔ واپسی پر ہزار دینار وہیں بھول آیا اور اپنی رہائش گاہ پر آ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ کچھ عربی لوگوں نے قافلہ میں لوٹ مار مچا دی ہے اور قافلہ والوں کو مارا پیٹا ہے۔ ان میں سے ایک عربی نے اس پر بھی حملہ کیا اور تیز ہتھیار کی ضرب سے اسے بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ ڈرتا ہوا خواب سے اٹھ بیٹھا اور دیکھا کہ خون کے نشانات اس کی گردن پر موجود ہیں اور تکلیف و درد بھی محسوس ہو رہی ہے۔ اسی دوران اسے اپنا بھولا ہوا ہزار دینار یاد آ گیا۔ وہ فوراً اٹھا اور جہاں بھول آیا تھا وہاں گیا، دیکھا تو دینار اسی طرح وہیں پڑے ہوئے ہیں۔

چنانچہ یہ واپس بغداد آ گیا اور بغداد میں داخل ہوتے وقت اس نے سوچا کہ اگر شیخ حماد کی خدمت میں پہلے حاضر ہوں تو بہتر ہے کیونکہ وہ عمر رسیدہ بزرگ ہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی کی بات بہرحال درست نکلی۔ چنانچہ وہ پہلے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ شیخ حماد اس وقت بازار میں تھے۔ آپ نے فرمایا:

"ابومظفر! پہلے عبدالقادر سے ملاقات کرو کیونکہ وہ "محبوب" ہے۔ انہوں نے تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ دعا مانگی بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور تمہارے مقدر میں جو تمہارا قتل ہونا لکھا ہوا

Marfat.com

تھا اسے حالت خواب میں قتل ہونے میں تبدیل کر دیا اور جو تمہارا مال و اسباب لوٹا جانا مقدر ہو چکا تھا اسے "بھول" میں تبدیل کر دیا۔"

ابو مظفر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے اس سے بغیر پوچھے فرمایا:

"شیخ حماد نے جو سترہ مرتبہ دعا کرنے کا کہا۔ مجھے معبود برحق کی قسم! میں نے اللہ تعالیٰ سے سترہ سترہ مرتبہ کر کے ستر مرتبہ دعا مانگی، حتیٰ کہ وہ کچھ ہوا جو انہوں نے بیان کیا۔"

جناب ابن اخضر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوا کرتے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ آپ نے صرف ایک قمیض پہن رکھی تھی اور آپ کے سرِ انور پر طاقیہ (ایک قوم کی ٹوپی) تھی اور آپ کے جسم سے پسینہ نکل رہا تھا اور آپ کے اردگرد موجود معتقدین آپ کو پنکھے کی ہوا دے رہے تھے جیسا کہ سخت گرمیوں میں ہوتا ہے۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں:

"میں لوگوں کو رشد و ہدایت کیلئے تب بیٹھا ہوں جب میں نے پچیس سال کا عرصہ جنگلات اور صحراؤں میں بسر کیا۔ میں اس دوران زمینی نباتات کھایا کرتا تھا اور نہروں کا پانی پیا کرتا تھا۔ میں ایک سال یا اس سے زیادہ تک پانی پیے بغیر صبر و شکر سے گزارا کرتا تھا۔ پھر وہ وقت آیا کہ مجھے بچھے بچھائے دستر خوان ملتے۔ پھر ان پر سے جو میری خواہش ہوتی، کھا لیا کرتا تھا اور میں پہاڑوں سے حلوہ نکال کر کھاتا اور ریت سے میں میٹھا پانی پیتا تھا۔ میں ریت لیتا اس پر دریا اور سمندر سے نمک لے کر ڈالتا اور میں اسے میٹھا شربت بنا کر پیتا۔ پھر میں نے یہ سب کچھ اللہ کے ادب کے پیش نظر چھوڑ دیا۔"

بغداد کے مدرسہ میں ایک مرتبہ شیخ عبدالقادر جیلانی وعظ فرما رہے تھے۔ کثیر مجمع موجود تھا۔ مجلس وعظ پر سے چیل گزری اور زور سے چلائی جس کی وجہ سے حاضرین مجلس میں تشویش پھیل گئی۔ آپ نے فرمایا:

"اے ہوا! اس چیل کا سر جدا کر دے۔"

پس وہ چیل اسی وقت ایک طرف گر پڑی اور اس کا سر دوسری طرف جا پڑا۔ آپ اپنا وعظ مکمل فرما کر منبر سے نیچے تشریف لائے اور اس چیل کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس پر پھیرتے ہوئے کہا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔"

تو وہ چیل زندہ ہو گئی اور اڑ گئی۔

ایک مرتبہ ایک اعلیٰ افسر کے لیے کچھ لوگ تین اونٹ شراب سے لے کر جا رہے تھے، ان کے ساتھ ایک داروغہ بھی تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا:

"ٹھہر جاؤ۔!"

انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ نے اونٹوں سے فرمایا:

"تم کھڑے ہو جاؤ اور رک جاؤ۔"

Marfat.com

یہ سنتے ہی اونٹ رک گئے۔ موجود آدمیوں کو قولنج نے آلیا جس سے وہ سخت پریشان ہو گئے۔ بالآخران سب نے توبہ کی تو درد دور ہو گئی اور "شراب" سرکہ میں تبدیل ہو گئی۔

بغداد کا ایک شخص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

"جنات نے میری بیٹی اٹھالی ہے، اس کا کوئی بندوبست فرمائیں۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:

'فلاں جگہ چلے جاؤ اور وہاں دائرہ کھینچ لینا اور لکیر کھینچتے وقت یہ الفاظ پڑھنا:

"بسم الله علی نیة عبد القادر"

اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اس شخص کے قریب سے جنات کی ٹولیاں گزرنا شروع ہو گئیں۔ حتیٰ کہ ان کا بادشاہ آیا۔ وہ آ کر دائرہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس شخص سے پوچھنے لگا:

"تیری کیا ضرورت ہے؟"

اس نے کہا:

"میری بیٹی کو کسی جن نے اٹھالیا ہے۔"

اس بادشاہ نے اس جن کو حاضر کیا، جس نے اس کی بچی اٹھائی تھی۔ بچی اسے واپس کر دی اور جن کا سر قلم کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا:

"شیخ عبدالقادر کے حکم کی بجا آوری تم جیسی میں نے نہ دیکھی (اس کی کیا وجہ ہے؟)"

اس نے کہا:

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ شیخ اپنے گھر میں بیٹھے ہمارے شرارتی اور سرکش جنات کا معائنہ فرماتے ہیں، حالانکہ آپ زمین کے انتہائی دور کنارے پر رہتے ہیں۔ آپ کی ہیبت سے جنات بھاگ اٹھتے ہیں۔"

ایک دن ایک ابوالمعانی نامی شخص حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی مجلس وعظ میں حاضر تھا۔ چنانچہ اثنائے مجلس میں اسے رفع حاجت ہوا اور باہر جانے بلکہ کثرت انبوہ خلقت کے باعث ہلنے جلنے کی طاقت نہ رہی۔ مجبور ہو کر حضرت کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت منبر کے ایک پایہ سے اترے اور پہلے پایہ پر ایک سر مانند ان کے سر مبارک کے ظاہر ہوا، جب حضرت دوسرے پایہ پر اترے وہ نیچے کا سر مع ہر دو کندھوں کے ظاہر ہوا۔ اس طرح حضرت جب اترتے وہ صورت زیادہ ہو جاتی، یہاں تک کہ وہ صورت بعینہ مثل صورت حضرت کے بن گئی اور وعظ کہنا شروع کیا۔ آواز مثل آواز حضرت کے تھی اور اس کا کلام کلام حضرت جیسا تھا اور اس کو اس شخص کے سوا یا جس کو اللہ جل شانہ نے چاہا کسی شخص نے نہ دیکھا۔ پھر حضرت عبدالقادر اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اپنی آستین مبارک یا رومال مبارک سے اس شخص کو چھپالیا۔ اس شخص نے اپنے کو ایک کشادہ جنگل میں پایا۔ وہاں ایک ندی میں پانی بہتا تھا اور ندی کے کنارہ پر درخت تھا۔ ایک درخت پر چابیوں کا دستہ لٹکا دیا، اس کے بعد وضو کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور ہر دو طرف سلام پھیرا کہ تو حضرت نے اس سے اپنا رومال اٹھایا تو اس نے اپنے آپ کو مجلس وعظ میں پایا اور اپنے اعضاء کو وضو کے پانی سے تر۔ حضرت شیخ عبدالقادر منبر پر وعظ میں مشغول تھے۔ گویا ہرگز نیچے ہی نہیں اترے۔ وہ شخص خاموش رہ گیا اور کسی کو

Marfat.com

نہ بتایا۔ چابیوں کا گچھا تلاش کیا، جیب میں نہ پایا۔ بڑی مدت کے بعد عجم جانے کا قصد کیا۔ سفر کرتے ہوئے ایک جنگل سے گزر ہوا۔ وہاں ندی کے کنارہ وضو کا ارادہ کیا۔ دیکھا تو اس جنگل کا نقشہ اس جنگل کی طرح نظر آتا ہے جہاں پہلے آیا تھا اور ندی بھی وہی ہے جہاں وضو کیا تھا۔ کچھ تھوڑی دور ندی کے کنارہ پر چلا تو اس کو وہ جگہ نظر آئی جہاں وضو کیا تھا۔ اتنے میں اس درخت کو دیکھا جس پر چابیوں کا گچھا لٹکا ہوا تھا۔ جب بغداد واپس آیا اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے سامنے تذکرہ کیا تو آپ نے بہت آہستہ اس کے کان میں ارشاد فرمایا:

''ابوالمعالی! جب تک ہم زندہ ہیں اس راز کو ظاہر نہ کرنا اور کسی کو نہ بتانا۔''

ایک مرتبہ ایک عورت اپنا بیٹا لے کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں آئی اور عرض کیا:

''میرے بیٹے کا آپ کے ساتھ گہرا قلبی لگاؤ ہے۔ میں اپنے حق سے دستبردار ہوتی ہوں اور اس کو آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔''

شیخ عبدالقادر جیلانی نے اس بچے کو لے لیا اور اسے مجاہدہ سلوک طریقت کا حکم دیا۔ پھر کئی دنوں بعد اس کی والدہ آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا بچہ نہایت کمزور، پیلا رنگ اور دبلا پتلا ہو گیا ہے، اس کی یہ حالت بھوکا رہنے، جاگنے اور جو کی روٹی کھانے سے ہوئی تھی۔ جب وہ عورت شیخ عبدالقادر کے پاس پہنچی تو دیکھتی ہے کہ سامنے پکا ہوا مرغ رکھا ہے اور آپ اسے تناول فرما رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر کہنے لگی:

''اے عبدالقادر! آپ مرغ کھا رہے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھاتا ہے؟''

شیخ نے یہ بات سن کر مرغ کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھا اور کہا: اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔ مرغ فوراً زندہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:

''جب تمہارا بیٹا بھی ایسا ہو جائے گا تو پھر جو چاہے کھایا کرے گا۔''

شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن سعید الشعبی المعروف بابن الخطیب:

شیخ عبداللہ بن محمد الشعبی بہت بڑے فقیہ، عالم، عامل، عارف کامل اور صاحب کرامات و احوال بزرگ تھے۔ آپ اصل میں ''وادی ابین'' کے رہنے والے تھے، جس کی ایک بستی تھی اسے ''طریقہ'' کہا جاتا تھا۔ آپ کے والد گرامی یہاں کے خطیب تھے۔ یہیں آپ نے نشو و نما پائی۔ آپ نے شیخ اسماعیل الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا، ظاہری باطنی نفع کلی ان سے پایا اور ان سے انہیں بہت سی عنایات کاملہ ملیں۔ پھر عبادات میں شب و روز مشغول ہو گئے۔ آپ سے واضح کرامات بھی ظاہر ہوئیں۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''پیر کے دن بہت بڑا شور و غوغا ہو گیا کہ ایسا پہلے نہ ہوا ہو گا۔''

آپ نے یہ بات ہفتہ کے دن کہی تھی۔ پھر آپ نے بروز پیر انتقال فرمایا۔ یہ پیر اسی ہفتہ کے بعد دوسرا دن تھا۔ آپ کا انتقال 697 ہجری میں ہوا۔ آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے۔

شیخ کی ایک کرامت یہ ہے جسے امام یافعی رحمۃ اللہ نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ محمد بن سعید النجار نے بتایا کہ میں ایک دن ''زبید'' نامی شہر میں چلتا جا رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک عورت اپنے ہی دروازہ پر کھڑی دکھائی

Marfat.com

دی۔ میرا دل اس پر فریفتہ ہوگیا اور شیطان نے پھسلا دیا۔ میں اس عورت کے گھر چلا گیا۔ جب اس کے قریب پہنچا ہی تھا کہ میں نے اپنے شیخ فقیہ عبداللہ بن خطیب کو یہ فرماتے ہوئے سنا، حالانکہ وہ اس وقت عدن میں تھے:

((ھکذا تفعل یا محمد))

"اے محمد! ایسے کرو گے۔؟"

یہ سنتے ہی شیطان بھاگ گیا اور میں بھاگتا ہوا گھر سے باہر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے شیخ کی برکت کی وجہ سے گناہ سے بچالیا۔ جہاں یہ واقعہ پیش آیا وہاں سے شیخ موصوف تقریباً دس مراحل دور تھے۔

آپ عدن میں ہی مقیم رہے حتیٰ کہ یہاں آپ کو ایک واقعہ پیش آیا، وہ یہ کہ آپ کی مسجد کے اردگرد کے تمام گھروں میں شراب بنائی جاتی تھی اور ان کے رہنے والے اکثر فقیہ موصوف کو تنگ کرتے تھے، اور انہیں ان کے ساتھیوں سمیت تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ پھر ایک دن آیا کہ فقیہ موصوف نے اپنے ساتھیوں کو اپنے ساتھ لیا اور ان گھروں میں داخل ہوگئے اور شراب بنانے کا جس قدر ساز و سامان ہاتھ لگا۔ سب توڑ پھوڑ دیا اور تمام شراب بہادی۔ ان گھروں میں سے ہر ایک گھر پر حکومت کا مخصوص ٹیکس تھا۔ ان گھروں والے شکایت لے کر والی شہر کے پاس گئے جس کا نام محمد بن میکائیل تھا۔ بہت نوجوان اور اتراتا شخص تھا اور بادشاہ کا بڑا چہیتا بھی تھا۔ اس نے اپنے نوکروں کی ایک جماعت فقیہ موصوف کے پاس بھیجی۔ انہوں نے آپ کی بے ادبی کی اور گستاخانہ باتیں کہیں۔ ابھی رات نہ گزرنے پائی تھی کہ والی شہر کو قولنج ہوگیا اور قریب المرگ حالت ہوگئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ والی شہر کسی پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہوگیا حتیٰ کہ رات کو کئی دفعہ اٹھا اور موت نظر آنے لگی۔ یہ دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ یہ فقیہ موصوف کی طرف سے ہے۔ اپنے آپ کو بچاؤ ورنہ مر جاؤ گے۔ اسے اٹھا کر شیخ موصوف کے پاس لایا گیا اور اس نے اپنے آپ کو مسجد کے دروازہ پر گرالیا۔ جب فقیہ باہر تشریف لائے تو دیکھ کر فرمانے لگے:

"اے بچے! ادب نہیں سیکھا؟"

کہنے لگا:

"اے آقا! میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آپ مجھ پر رحم فرمایئے! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔"

آپ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ چنانچہ وہ تندرست ہوگیا اور اپنے گھر بخیر و عافیت واپس آ گیا۔ ان دنوں اس والی شہر کا باپ "تعز" میں سلطان کے پاس گیا ہوا تھا۔ جب اسے اس بات کا علم ہوا تو وہ عدن آیا اور اپنے بیٹے کو خوب ڈانٹ پلائی اور جھڑکا اور کہا:

"اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں کے ساتھ بے ادبی نہیں کیا کرتے۔"

پھر اس نے شیخ موصوف کے پاس آنا جانا شروع کر دیا اور اپنے بیٹے کے بارے میں معاف کر دینے کا سوال کرتا رہا، لگاتار چاپلوسی کرتا رہا حتیٰ کہ فقیہ موصوف نے دل سے معاف کر دیا۔ اس لیے فقیہ موصوف عدن میں زیادہ دیر قیام پذیر نہ رہے، بلکہ وہاں سے "موزع" نامی شہر کا قصد فرمالیا اور یہ شہر انہیں بڑا پسند آیا۔ اس میں گھومتے پھرتے رہے،

Marfat.com

اس کے رہنے والوں نے آپ کا بڑا احترام واکرام کیا اور ان کی عظمت پہچانی۔ یوں آپ کو شہرت ملی۔ حتیٰ کہ اگر اس شہر کا کوئی باشندہ بہت بڑا جرم کر بیٹھتا اور جرم کے بعد شیخ موصوف کی پناہ میں آجاتا تو حکومت کا کوئی آدمی اسے ہرگز گزند نہ پہنچا سکتا تھا۔

مروی ہے کہ انہوں نے جناب فقیہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے چند ساتھیوں سمیت کچھ کتب حدیث پڑھیں۔ دورانِ تعلیم حدیث میں حضور سے یہ قول آیا:

((احضر عبد بین یدی اللہ تعالیٰ فقال لہ یا عبدی تمن علی))

''ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا گیا تو اسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! تو نے مجھ پر احسان کیا۔''

اس پر شیخ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا:

''اے پروردگار! جب عطیہ ناقص ہے تو تو مجھے اپنی قدرت اور مرتبہ کے مطابق عطا فرما۔ اسے کہا گیا کہ تو بہت اچھا بندہ ہے۔''

حاضرین کو یہ واقعہ بڑا عجیب نظر آیا۔ فقیہ اسماعیل نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ پوچھو اور ڈھونڈو وہ کون ہے؟ کسی نے بتایا کہ وہ فلاں طالب علم ہے اور اس بتانے والے نے فقیہ عبداللہ بن خطیب کی طرف اشارہ کیا۔ پس انہیں شرم آگئی اور خاموش ہو گئے۔

فقیہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا:

''میں تجھے قسم دیتا ہوں! کچھ تو بتاؤ۔''

کہنے لگے:

''ہاں یہ بات میری ہی تھی۔''

آپ کی ایک کرامت یہ تھی کہ آپ اپنی جوانی کے دنوں میں مدینہ منورہ کے مجاور تھے۔ آپ کو جب بھوک لگتی تو بازار سے ایک شخص سے بقدرِ ضرورت قرض لے لیتے۔ جب قرضہ بہت سا جمع ہو جاتا تو وہی بازار والا آدمی آپ سے کہتا:

''تمہارا ایلچی آیا تھا اور تمام قرضہ ادا کر گیا ہے۔''

حالانکہ آپ نے کسی کو بھی نہ بھیجا ہوتا۔ معاملہ یونہی چلتا رہا۔ آپ قرض لیتے رہے اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے اپنے جس بندے کے ذریعہ چاہتا قرض اتار دیتا۔ یہ معاملہ اس وقت تک جاری رہا جب تک آپ مدینہ منورہ قیام پذیر رہے۔ ان کی کرامات ظاہر ہوئیں اور ان کی برکات لگاتار دیکھنے میں آئیں۔

آپ بسا اوقات جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ بوقت ملاقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مشکلات کے بارے میں پوچھتے تو آپ انہیں بیان فرما دیتے۔

مروی ہے کہ جب شیخ علیہ الرحمۃ ''عدن'' تشریف لائے تو وہاں انہیں ایک بہت عمر رسیدہ شخص ملا، جو دیوان میں ملازم تھا، پھر توبہ کر لی اور بہت عمر کا ہونے کے ساتھ ساتھ کافی ضعیف بھی ہو چکا تھا۔ آپ اس کی دیکھ بھال کرتے، اس

Marfat.com

کی ضروریات کا خیال رکھتے اور اس سے مہربانہ سلوک فرماتے۔ ایک رات خواب میں انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی زیارت کرائی اور فرمایا:

''بوڑھے کیساتھ مہربانی کرنے کی وجہ سے مجھ سے مانگو جو چاہتے ہو۔؟''

انہوں نے عرض کیا:

''اب عطیہ ناقص ہوگا (مانگنا مجھ پر چھوڑ دیا گیا ہے، خود اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے دیتا تو بہت بڑا عطیہ ہوتا) لیکن اے اللہ! تو عطا فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے تجھے سعید اور اس کی اولاد کا حق مقبول الشفاعۃ بنادیا ہے۔''

سعید سے مراد ان کے چوتھے درجہ کے دادا ہیں۔

شیخ عبداللہ بن علوی ابن الاستاد الاعظم:

شیخ ابن علوی الاستاذ عامل علماء کرام کے امام اور اولیاء عارفین کے پیشوا تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ شریعت اور حقیقت کے شیخ تھے اور مشائخ طریقت کے بھی شیخ تھے۔

ایک واقعہ آپ کے شاگرد سید جلیل عبداللہ بن شیخہ الفقیہ احمد بن عبدالرحمٰن کا ہے انہیں ''برص'' کی بیماری تھی۔ وہ آپ کے غسل کرنے کے موقعہ پر حاضر ہوا اور آپ کے جسم سے گرنے والا پانی محفوظ کرلیا۔ اسے اپنے بدن پر ملا۔ پھر اس رات سویا۔ صبح اٹھا تو ''برص'' سے تندرست ہو چکا تھا۔

''مفلح حمیدی'' نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں تھا کہ اچانک ڈاکو آنکلے۔ انہوں نے مجھے ہلاک کرنے اور میرا مال چھیننے کا قصد کیا۔ میں نے شیخ عبداللہ باعلوی سے مدد طلب کی۔ میں انہیں لگاتار مدد کیلئے پکارتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کا وسیلہ پیش کرتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے ایک آواز سنی، کہنے والا کہہ رہا تھا۔ عبداللہ باعلوی آگیا۔ پھر ڈاکو ادھر ادھر بھاگ گئے اور میری ہر چیز محفوظ رہی۔

آپ کے کسی ہم نشین کی کھیتی پک کر کٹائی کے قریب پہنچ چکی تھی۔ ادھر آل البصر ات اور آل یمان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ آل البصر ات نے چاہا کہ کھیت کو اپنے قبضہ میں لے لے۔ کھیت کے مالک نے روزانہ شیخ موصوف کو مدد کیلئے پکارنا شروع کردیا۔ جب آل البصر ات اس کے کھیت کو کاٹنے کیلئے آئے دیکھا کہ کھیت کاٹ لیا گیا ہے، جس پر وہ شرمندہ ہوکر واپس پلٹ گئے۔ پھر کسی فقیر نے کھیت کو دیکھا تو کہنے لگا:

''کھیتی تو موجود ہے۔ ابھی اسے کاٹا نہیں گیا۔''

انہوں نے رات گزاری پھر صبح آئے تو دیکھا کہ کھیتی کاٹ لی گئی ہے تو سمجھ گئے کہ یہ محفوظ ہے۔ شیخ موصوف نے 731 ہجری میں ترانوے سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

شیخ علیہ الرحمۃ ہر سال حج کیا کرتے تھے، اس کی خبر بہت سے اکابر اولیاء کرام نے بھی دی ہے۔ آپ کے ہی ایک شاگرد ''شیخ مفلح بن عبداللہ بن فہد'' بیان کرتے ہیں کہ ایک سال میں نے حج کا پختہ ارادہ فرمایا۔ میں نے اپنے شیخ سے اس بارے میں اعانت طلب کی۔ فرمانے لگے:

''کیا یہاں سے ہی مدد طلب کرتا ہے یا پھر ہم کسی اپنے ساتھی کو منیٰ میں تمہاری مدد کرنے کا کہہ دیتے ہیں۔''

Marfat.com

میں نے عرض کیا:
''منیٰ میں مجھے مدد درکار ہے۔''
فرمانے لگے:
''جب منیٰ پہنچ جاؤ تو فلاں بن فلاں کا اتہ پتہ پوچھنا۔ اس سے تمہیں اپنا مقصد مل جائے گا۔''
جب ہم افعال حج سے فارغ ہو گئے تو میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ لوگوں نے مجھے ان کا پتہ بتایا۔ میں ان کے ہاں حاضر ہوا اور میرے شیخ نے جو فرمایا تھا اس کی میں نے انہیں خبر دی۔ انہوں نے مجھے میرے شیخ کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا:
''وہ ''تریم'' میں ہی ٹھہرے ہوئے ہیں۔''
وہ شخص کہنے لگا:
''کل انہوں نے ہمارے ساتھ عرفات میں وقوف کیا، احرام باندھا ہوا تھا۔ انہوں نے میری ایک ضرورت بھی پوری کی تھی۔''
میں جب واپس ''تریم'' آیا تو شیخ موصوف نے مجھے حج کی مبارک دی۔ میں نے بھی عرض کیا:
''حضور! آپ کو بھی حج مبارک ہو۔ مجھے اس شخص نے بتایا تھا کہ آپ نے اس کے ساتھ عرفات میں وقوف کیا ہے۔''
یہ سن کر فرمانے لگے:
''اس بات کو چھپائے رکھنا، اللہ تیری مراد بر لائے گا۔''
میں نے یہ بات آپ کے انتقال کے بعد ہی بتائی۔
شیخ سے جب بھی کسی نے صدق نیت اور حسن ظن سے مدد طلب کی تو آپ فوراً اس کی مدد کو تشریف لاتے۔ ہمارے دور کے بہت سے لوگوں سے ایسے بیسیوں واقعات پیش آئے۔ ان واقعات کی مجھے جم غفیر نے خبر دی۔ اگر میں ان واقعات کو تلاش کر کے لکھوں جو آپ کے دور سے آج تک اس بارے میں ملتے ہیں تو کتاب کافی طویل ہو جائے۔ میرے لئے تمام واقعات کو معلوم کرنا ناممکن بھی ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے غسل کا پانی کچھ لوگوں نے محفوظ کر لیا جس سے آپ کو مرنے کے بعد غسل دیا گیا تھا اور لوگوں نے اسے اپنے زخموں پر لگایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفاء دے دی۔
شیخ علیہ الرحمۃ اپنے ساتھیوں کو ان کے گھروں کی اشیاء بتا دیا کرتے تھے اور وہ بھی جو وہ چھپا کر رکھتے تھے اور گھر والوں کو یہ بھی بتا دیا کرتے تھے کہ فلاں فلاں چیز تم سے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ اگر کوئی جماعت آپ سے ملاقات کرنے گھر سے نکلتی تو بتا دیا کرتے تھے کہ وہ کدھر سے آ رہے ہیں اور انہیں آنے پر یہ بھی بتا دیا کرتے تھے کہ راستہ میں ان کو کیا کیا واقعات پیش آئے۔
کچھ لوگ ''تریم'' شہر میں رات کو پہنچے، جب یہاں کے باشندے سو گئے تھے اور آنے والے بھوکے بھی تھے اور پیاسے بھی۔ آپ نے اس وقت ان کیلئے رات کا کھانا اور پانی ارسال فرمایا۔ ان میں سے کسی کو بھی اس کا علم نہ ہو سکا کہ

Marfat.com

کس نے بھیجا ہے۔

کچھ لوگ آپ کی زیارت کیلئے آئے۔ ان میں سے ایک نے تمنا کی کہ آج مجھے "برنی کھجوریں" کھانے کو مل جائیں۔ دوسرے نے خواہش کی کہ مجھے روٹی مل جائے۔ جب یہ لوگ آپ کے پاس پہنچے تو دستر خوان پر ان کی خواہشات کے مطابق کھانے کی اشیاء چنی گئی تھیں۔

آپ سے ایک کسان نے کچھ درہم اور بیج بطور قرض لیے اور وعدہ کیا کہ فصل کی کٹائی پر واپس کر دے گا۔ جب فصل کاٹ لی تو وہ شخص "تریم" سے ارادہ سفر کئے کہیں چلا گیا اور شیخ موصوف کو کچھ بھی واپس نہ کیا۔ جب شیخ کو اس کے سفر کرنے کا علم ہوا تو فرمانے لگے:

"جس شہر کا ارادہ کر کے سفر پر گیا ہے وہاں کبھی بھی نہ پہنچ سکے گا۔"

چنانچہ وہ راستہ میں بھٹک گیا اور مر گیا۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا معمول تھا کہ جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے ملنا چاہتے جو دور دراز شہروں میں رہتے تو آپ حاضرین میں سے کسی کو فرماتے:

"فلاں کا نام لے کر آواز دو۔"

چنانچہ اس آواز کو وہ شخص جہاں بھی ہوتا سنتا۔ اس قسم کا ایک واقعہ آپ کے خادم نے بتایا۔ آپ کے خادم کہتے ہیں:

"میں آپ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا۔ جب آپ "حبوطۃ" (یہ جگہ تریم اور بحر کے درمیان واقع ہے) پہنچے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ کسی ٹیلے پر یا بلند جگہ پر چڑھ جاؤ اور آواز دو۔ الشیخ عمر باوزیر۔ تین مرتبہ اس نام کی آواز لگانا۔ شیخ عمر اس وقت "فیل" نامی شہر میں تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ تیسری مرتبہ آواز دینے کے بعد میں نے شیخ عمر باوزیر کو کہتے سنا: "لبیک" میں حاضر ہوتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ سامنے سے کپڑے گھسیٹتے ہوئے اور جلد جلد چلتے آ رہے ہیں۔ آ کر بیٹھ گئے اور دونوں حضرات باہم گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ میں ان سے ذرا دور ہٹ کر بیٹھا رہا۔ مجھے ان کی گفتگو کا کوئی علم نہ ہو سکا۔ پھر مغرب کا وقت ہو گیا۔ دونوں نے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی اور ایک دوسرے کو الوداع کہا۔ شیخ عمر باوزیر اپنے شہر کو روانہ ہو گئے اور شیخ عبداللہ موصوف نے مجھے فرمایا: یہ میری زندگی میں کسی کو مت بتانا۔ میں نے آپ کے وصال کے بعد یہ واقعہ بیان کیا۔"

شیخ کی ایک کرامت یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ میں ایک شرابی کو شراب پینے سے روکا تو اس نے آپ سے عرض کی:

"میں درزیوں کا کام کرتا ہوں اور شراب پی کر میں اپنے پیشہ میں مدد لیتا ہوں، یعنی اس کے نشہ میں بہت سا کام کر لیتا ہوں۔"

آپ نے فرمایا:

"اگر اللہ تعالیٰ اس کے بغیر تیرا کام بنا دے تو کیا مجھ سے تو وعدہ کرے گا کہ آئندہ شراب نہیں پیوں گا؟"

Marfat.com

اس نے کہا:

"جی ٹھیک ہے۔!"

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس کی توبہ قبول کرلے اور اسے شراب سے بے پروا کردے۔ چنانچہ اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شراب سے بے نیاز بھی کردیا۔ آپ نے اس سے وعدہ لیا کہ کم از کم تین راتیں توبہ نہ توڑے گا۔ تین راتیں گزرنے کے بعد عبداللہ مذکور نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا:

"فلاں آدمی کیلئے فلاں جگہ قبر کھودو، کیونکہ وہ فوت ہوگیا ہے اور جو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوگا بخشا جائے گا"

آپ اٹھے اور اس کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اچانک انتقال کرگیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

ایک کرامت یہ تھی کہ ایک شخص کی زرعی زمین تھی اور آل احمد نے اسے تلف کرنے کی ٹھانی، کیونکہ ان کی اس زمین والے سے عداوت تھی۔ چنانچہ وہ شخص سید عبداللہ کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ ان کے ہاں میرے لیے کچھ سفارش کریں۔ آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہاں پہنچ کر ان سے مطالبہ کیا کہ اس غریب کی زمین کو نقصان مت پہنچاؤ۔ انہوں نے آپ کی بات نہ مانی اور کہنے لگے:

"اس کو ہم لازماً تلف کرکے چھوڑیں گے۔"

جب شیخ موصوف نے ان کا پکا ارادہ دیکھا تو فرمایا:

"اس زمین کا مالک میں ہوں۔"

اور وہاں سے واپس چل دیئے اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب چلتے چلتے ان کی نظروں سے آپ اوجھل ہوگئے تو ان میں سے بڑا بولا:

"تم نے سنا ہے کہ سید کیا کہہ گئے ہیں۔"

جو شخص ایسی گفتگو کرتا ہے، وہ عجیب وغریب شان والا ہوتا ہے۔ میں تمہارے بارے میں خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ اگر تم نے اس کھیت کو نقصان پہنچایا تو تمہاری خیر نہیں۔ ہاں ایک آزمائش کرلیتے ہیں وہ یہ کہ کسی گھوڑے وغیرہ جانور کو اس کھیت میں چرنے کیلئے چھوڑ دو۔ اگر اسے کچھ نقصان پہنچا تو کھیت کے تم نزدیک نہ جانا اور اگر وہ ٹھیک ٹھاک چرتا رہا تو پھر تم اپنا کام سرانجام دے سکتے ہو۔ انہوں نے اس کی رائے اور مشورہ کو درست اور صواب جانا۔ کھیت میں ایک جانور بھیجا۔ جب اس نے اس کھیت میں سے کچھ کھایا تو فوراً مر گیا۔ چنانچہ یہ لوگ واپس آگئے اور کھیت کو تلف کرنے سے رک گئے۔

احمد بن نعمان کے پاس ایک عمدہ نسل کا گھوڑا تھا، وہ اسے بیچنے کی غرض سے "ظحر" کی طرف گیا، کیونکہ ان دنوں مویشیوں کی خرید وفروخت ہوتی تھی، اس نے سید عبداللہ مذکور کیلئے نذر مانی کہ اگر گھوڑا بک گیا تو اس کی قیمت میں سے اتنی ان کی نذر کروں گا۔ چنانچہ گھوڑا بک گیا اور نذر پوری کئے بغیر "تریم" واپس ہوا۔ ادھر شیخ عبداللہ مذکور نے کسی

Marfat.com

کو بھیجا تاکہ اس سے نذر کا مطالبہ کیا جائے۔ جب وہ شخص اسے ملا اور نذر یاد دلائی تو اسے فوراً یاد آ گئی اور مقررہ رقم روانہ کر دی اور معذرت کی۔ اس نذر کی کسی کو کوئی اطلاع نہ تھی۔

یونہی ایک واقعہ علی بن غیلان کے ساتھ بھی پیش آیا۔ اس کا ایک گھوڑا تھا جسے لے کر "ظفار" روانہ ہوا اور سید مذکور کی نذر مانی کہ اگر یہ گھوڑا میری مطلوبہ قیمت کا فروخت ہو گیا تو میں شیخ موصوف کو "سوسی کپڑا" بطور نذرانہ پیش کروں گا۔ چنانچہ گھوڑا مطلوبہ قیمت پر بک گیا۔ جب یہ شخص واپس "تریم" آیا تو شیخ موصوف نے اس سے "سوسی کپڑا" طلب کیا، اس نے انکار کر دیا اور کہنے لگا میں نے کسی کا کچھ بھی نہیں دینا۔ آپ نے اسے کہا:

"تو نے فلاں دن فلاں جگہ یہ نذر نہیں مانی تھی؟"

اسے یاد آ گئی اور اس نے قسم اٹھائی کہ اس کا کسی کو قطعاً کوئی علم نہ تھا اور بھول جانے پر معذرت طلب کی۔

ایک کرامت یہ بھی مذکور ہے کہ "آل بانجار" کا ایک کھجوروں کا باغ تھا جو "قارۃ الشحر" کے نیچے تھا۔ "آل کثیر" اس باغ کی کھجوروں کے پھل مفت میں لوٹ لیا کرتے تھے۔ پھر "آل بانجار" نے باغ کا چوتھائی حصہ سید موصوف کے لئے نذر مان لیا۔ اب جبکہ اس کا پھل پکا تو "آل کثیر" ڈر گئے، کیونکہ اس کا چوتھائی حصہ سید کی نذر کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے کسی جاہل نے یہ تجویز پیش کی کہ بطور آزمائش میں اس کی کھجوریں کھاتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی نقصان پہنچا تو تم اپنا ارادہ ترک کر دینا۔ ورنہ جو ہم کرتے ہیں کریں گے۔ اس نے ابھی چند کھجوریں ہی کھائی ہوں گی کہ مر کر زمین پر آ پڑا۔ جسے دیکھ کر ان سب نے ارادہ ترک کر دیا۔

اس کے بعد سید عبداللہ نے اپنا چوتھائی حصہ کسی مسجد کے نام وقف کر دیا۔ وقت گزرتا گیا۔ پھر کافی عرصہ بعد "آل کثیر" کا ایک آدمی آیا اور اس نے کھجور سے کھجوریں توڑیں۔ اسے دیکھ کر مسجد کے منتظم نے شیخ موصوف سے مدد طلب کی تو اس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ کو جلا دینے والی بیماری لگ گئی۔ حتیٰ کہ وہ مر گیا۔

شیخ محمد بن عمر باحمید ایک مرتبہ "شحر" کی طرف سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے۔ ان کے ساتھ کھجوروں سے لدے دو اونٹ بھی تھے۔ ایک اپنے لئے اور دوسرا شیخ عبداللہ مذکور کیلئے۔ راستہ میں چونگی والے نے رسید مانگی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ چونگی محرر نے اونٹوں کا بوجھ تو چھوڑ دیا لیکن رسید پھر طلب کی۔ آپ نے پھر انکار کر دیا۔ اس پر محرر نے اونٹ سامان سمیت پکڑ لئے۔ اس کے بعد شیخ محمد سید شیخ محمد بن سالم باوزیر کی قبر پر گئے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی۔ دیکھا کہ سید عبداللہ مذکور اور شیخ محمد باوزیر دونوں حضرات تشریف فرما ہیں۔ ان دونوں نے اس سے مصافحہ کرنا چاہا، لیکن اس نے انکار کر دیا۔

سید عبداللہ مذکور نے اسے کہا:

"میں نے تیرے اونٹ ساز و سامان سمیت واپس کر دیئے۔"

جب یہ بیدار ہوا اور اس جگہ گیا جہاں محرر نے اس کے اونٹ روک لئے تھے تو دیکھا کہ محرر اونٹ لیے اس کی طرف آ رہا ہے اور محرر کا جسم سوج گیا ہے، پھر وہ مر گیا۔

ایک شخص نے موت کے بعد قبروں سے اٹھنے اور حساب و کتاب کے بارے میں چند اشعار پڑھے تو شیخ موصوف کو وجد آ گیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو اسی شخص کو کہا:

Marfat.com

"وہی شعر دوبارہ پڑھو۔"

وہ کہنے لگا:

"ایک شرط پر پڑھوں گا کہ آپ مجھے جنت کی ضمانت دیں۔"

آپ نے فرمایا:

"جنت دینا میرے ذمہ میں نہیں ہے۔ ہاں! مال و دولت جتنا مانگنا چاہتا ہے مانگ لے۔"

اس نے کہا:

"مجھے صرف جنت چاہیے! اگرچہ اس کے بدلہ میں ہمیں کوئی ناپسند بات ہی کیوں نہ دیکھنا پڑے۔"

آپ نے اس کیلئے جنت کی دعا مانگی۔ چنانچہ اس آدمی کی حالت بہت خوبصورت ہوگئی اور انتقال کر گیا۔ سید عبداللہ مذکور اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے ہولئے اور اس کے دفن میں بھی حاضر رہے۔ پھر ہنسے اور خوش ہوگئے۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے:

"اس مرنے والے سے جب منکر نکیر نے سوال کیا: تیرا رب کون ہے؟ کہنے لگا: میرے شیخ عبداللہ باعلوی کو معلوم ہے۔ میں یہ سن کر سخت پریشان ہوا اور دکھ لگا۔ انہوں نے پھر سوال کیا۔ اس نے پھر وہی جواب دیا۔ اس کے بعد منکر نکیر بولے: تجھے بھی اور تیرے شیخ عبداللہ باعلوی کو مبارک ہو۔"

بعض حضرات کہتے ہیں کہ شیخ کو اسی طرح اپنے مرید کی حفاظت کرنی چاہیے۔ حتیٰ کہ مرید کے مرنے کے بعد بھی اس کی حفاظت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

ایک کرامت جناب احمد بن عبداللہ باعمر نے بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد باعبید کے پاس کچھ دراہم بطور امانت رکھے۔ اس کے بعد ان کے گھر کو آگ لگ گئی اور تمام گھر جل گیا۔ میرے دراہم بھی خاکستر ہو گئے۔ میں اپنے شیخ عبداللہ باعلوی کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی۔ آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں نے ان کی بیوی کو اپنا سفارشی بنایا کیونکہ وہ میرے خاندان میں سے تھی۔ آپ نے خادم کو بلوایا۔ جس کا نام "باحریصہ" تھا۔ اس سے کچھ گفتگو کی جو میں سمجھ نہ سکا۔ پھر خادم چلا گیا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی، وہ اس نے مجھے پکڑا دی۔ میں نے جب اس میں پڑے دراہم کو دیکھا تو وہ بعینہ وہی میرے دراہم تھے۔

آپ کے پاس ایک دفعہ فقراء کی ایک جماعت آئی، جنہیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے خادم "ابن نافع" کو کہا:

"فلاں مٹکے سے ان فقراء کیلئے کھجوریں لاؤ۔"

خادم جانتا تھا کہ مٹکا بالکل خالی ہے، اس لئے عرض کرنے لگا:

"حضور! مٹکا تو بالکل خالی ہے۔"

آپ نے دوبارہ فرمایا:

"جاؤ اس مٹکے سے کھجوریں لے آؤ۔"

خادم نے پھر خالی ہونے کی بات کی۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"جاؤ تو سہی تمہیں کھجوریں مل جائیں گی۔"

چنانچہ وہ گیا اور دیکھا کہ مٹکے میں کھجوریں ہیں، وہ لے کر آ گیا۔ فقراء نے خوب پیٹ بھر کر کھائیں اور جو بچیں وہ ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔

حضرت عبداللہ المنوفی:

شیخ عبداللہ المنوفی علیہ الرحمۃ عارف کبیر اور امام الشہیر تھے۔ آپ خلیل کے شیخ تھے اور امام مالک کے مذہب میں لکھی گئی کتاب "مختصر الفقہ" کے مصنف ہیں۔ بقول علامہ مناوی ان کی تصنیف جیسی آج تک دوسری تصنیف دیکھنے میں نہ آئی اور نہ ہی ان کی عادات کی کوئی مثال نظر آئی۔ آپ دراصل مراکش کے رہنے والے تھے۔ ان کے والدین وہاں سے مصر منتقل ہو گئے۔ آپ "کبیرہ" میں پیدا ہوئے اور پھر "منف" چلے گئے۔ وہاں شیخ عارف سلیمان مغربی شاذلی کی خدمت میں رہے۔ انہوں نے ان کی خوب تربیت فرمائی اور ادب سکھایا۔ بچپن میں ہی ان میں ولایت کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ جب شیخ شاذلی کے وصال کا وقت آیا تو ان کا اپنا بیٹا گھر موجود نہ تھا۔ آپ تشریف لائے تو شیخ نے فرمایا:

"جو چیز برتن میں تھا وہ عبداللہ نے لے لیا۔"

شیخ کے والد گرامی شیخ سلیمان شیجہ کا "منف" میں انتقال ہوا۔ آپ اس وقت مصر میں تھے۔ چنانچہ آپ مصر سے منف گئے، ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور اسی دن واپس بھی تشریف لے آئے۔ آپ سے انتقال کے وقت عجیب سہانی اور پاکیزہ خوشبو پھوٹی، جیسا کہ "مشک" ہو۔

شیخ علیہ الرحمۃ نے 749 ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپ کے ہی ایک شاگرد شیخ خلیل نے آپ کی سوانح لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ مجھے بیسیوں حضرات نے بتایا کہ شیخ موصوف کی قبر کی زیارت قضائے ضروریات و حاجات کیلئے مجرب ہے۔

جناب برہان بتولی کہتے ہیں کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی حاجت ہو تو شیخ منوفی رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ پیش کرو۔ اگر حاجت بر نہ آئے تو پھر جناب شرف الدین کردی کی سفارش پیش کرو جو حسینیہ میں ہیں۔ اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ ڈھونڈو۔ شیخ منوفی رحمۃ اللہ علیہ صحراء سے باہر پہاڑ کے قریب دفن کیے گئے۔

شیخ عبداللہ المنوفی مذکور کہا کرتے تھے کہ میں نے جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ مجھے لوگوں سے الگ تھلگ رہنے کی اجازت عطا فرما دیں، لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ آپ علوم پڑھایا کرتے تھے اور مشکل سے مشکل کتابیں مطالعہ کیے بغیر پڑھا دیا کرتے تھے۔ جب پڑھاتے تو آپ کے منہ سے نور جھڑتا اور جب آپ اپنے بازوؤں سے کپڑا اٹھاتے تو ان پر نور ظاہر ہوتا تھا۔"

آپ کا ایک مرید انتہائی خوبصورت تھا، اس پر ایک عورت عاشق ہو گئی۔ اس نے اسے بہلایا پھسلایا حتیٰ کہ اپنے گھر لے گئی اور اس سے ہم بستری کی خواہش کی۔ انہوں نے بھی ارادہ کر لیا۔ اچانک دیوار پھٹی اور اس سے شیخ باہر تشریف لائے۔ یہ دیکھ کر اس پر غشی طاری ہو گئی اور پھر اس عورت کو چھوڑ دیا۔

Marfat.com

شیخ علیہ الرحمۃ کی جماعت کے چند آدمیوں کو رات کا کھانا نہ ملا۔ کھانا ختم ہونے کی وجہ سے انہوں نے رات بھوکے بسر کرنے کا پروگرام بنایا۔ آپ تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور انہیں بقدر کفایت کھانا وغیرہ دیا۔ ڈھال بنانے والے نے ایک مرتبہ آپ کیلئے گندم لائے اور اس سے کچھ چوری کرلی۔ آپ نے فرمایا:

''تم نے جو گندم چرائی ہے وہ واپس کردو، کیونکہ وہ فقراء کی گندم ہے۔''

وہ مکر گئے۔ چنانچہ ان کے تمام گدھے ایک ہی دن مر گئے۔ پھر انہوں نے چوری کردہ گندم دے دی۔

شیخ خلیل بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں پہلوانوں کی حکایت پڑھتا تھا اور ان کے علاوہ دوسرے موضوعات پر لکھی حکایات بھی زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ اس بات کو کوئی نہیں جانتا تھا اور نہ ہی شیخ موصوف کو میں نے کبھی بتایا۔ میں شیخ کے پاس گیا تو فرمانے لگے:

''خلیل! خرافات کی خاطر جاگتے رہنا بہت بڑی آفت ہے۔''

امیر شیخو نے آپ کی طرف کسی کو بھیجا تاکہ ملاقات کی اجازت حاصل کرے، آپ نے اس کے قاصد کو فرمایا:

''جاؤ جا کر امیر کو کہہ دو۔ تمہیں ''تولیت'' کی خواہش ہے وہ ضرور ملے گی۔''

چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

شیخ علیہ الرحمۃ ایک دن گوشت بھون کر بیچنے والی دکان پر تشریف لائے۔ وہاں سے آپ نے بھنا ہوا ایک بکری کا بچہ خریدا اور اسے لے کر کوڑا کرکٹ والے ڈھیر کی طرف چل دیئے۔ وہاں جا کر کتوں کو کھلا دیا۔ اس کے بعد پتہ چلا کہ وہ مردار تھا۔

شیخ علیہ الرحمۃ اپنی پگڑی کے بلوں میں سے سونا چاندی نکالا کرتے تھے، حالانکہ وہاں کچھ بھی نہ رکھا ہوتا تھا۔ آپ جب اونٹ کے بالوں سے بنے کمبل پر بیٹھتے تھے تو اس کے نیچے سے بھی سونا چاندی نکالا کرتے تھے، حالانکہ وہاں بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ آپ جب بیت الخلاء سے نکلتے اور آپ کی انگلیوں سے پانی کے قطرے ٹپکتے، ان کے درمیان چاندی بھی نکلتی۔ پھر آپ وہ چاندی اس شخص کو دے دیتے جس سے سب سے پہلے ملاقات ہوتی۔

شیخ اپنے گھر کے ایک طاقچہ کے پاس بیٹھتے تو وہاں سے اخراجات اور کھانے پینے کی ایسی اشیاء نکالتے جو بادشاہوں کو نصیب نہ ہوتیں۔ زمین آپ کیلئے سمٹ جاتی۔ حتیٰ کہ بارہا ایسا ہوا کہ آپ نے ظہر کی نماز اسکندریہ ادا فرمائی اور عصر جا کر ''منف'' ادا کی۔

ایک شخص آپ کے پاس خشک انگور لایا جن میں چھوہاروں کے بیج موجود تھے اور روٹیاں بھی ساتھ تھیں۔ کسی کو اس بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ آپ نے دیکھتے ہی اسے فرمایا:

''چھوہاروں کے بیج خود کھا لو اور روٹیاں صدقہ کردو۔''

آپ کے ایک مرید کو اطلاع ملی کہ اس کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، سن کر اس نے سفر کی تیاری شروع کردی اور آپ سے الوداعی ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا:

''جا بیٹھ جا! تیری والدہ زندہ ہے۔''

بعد میں پتہ چلا کہ وہ واقعی زندہ تھی۔

Marfat.com

شیخ عبداللہ بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن العیدروس:

شیخ عبداللہ بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن العیدروس علیہ الرحمۃ بلند پایہ صوفیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ کی زوجہ شریفہ عائشہ بنت عمر الحصار رحمۃ اللہ علیہا سخت بیمار ہوئیں۔ گھر والوں نے ہلایا جلایا لیکن وہ فوت ہو چکی تھیں۔ پھر آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ تشریف لائے اور تین مرتبہ اس کا نام لے کر آواز دی تو زوجہ محترمہ نے تیسری مرتبہ آپ کی آواز کا جواب دیا اور بیماری سے تندرست بھی ہو گئیں۔

ایک سید بزرگ ذکر فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ شیخ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں گیا دیکھا کہ آپ سو رہے ہیں۔ پھر جب کسی فرض نماز کا وقت ہوا تو میں نے آپ کو جگایا اور عرض کیا:

''حضور! نماز کا وقت ہو چکا ہے۔''

فرمانے لگے:

''میں نے نماز ادا کر لی ہے۔''

میں نے عرض کیا:

''حضور! میں ایک لحہ کیلئے بھی یہاں سے ادھر ادھر نہیں گیا اور آپ بدستور یہیں تشریف فرما ہیں۔ نماز کیسے اور کہاں ادا کی؟''

فرمانے لگے:

''میں نے اپنی مسجد میں نماز باجماعت ادا کی ہے۔''

میں باہر نکلا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آج کی فرض نماز کس نے پڑھائی تو سب نے بتایا:

''شیخ عبداللہ عیدروس نے۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کے ہی ایک شاگرد عارف باللہ حسن بن احمد بابریک بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شیخ عبداللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ طالب علموں کو ایک کتاب کا درس دے رہے ہیں۔ میں وہاں سے اٹھ کر مسجد سرجیس میں آیا تو میں نے وہاں بھی شیخ موصوف کو دیکھا کہ آپ شیخ سعد بن لی کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہیں۔ میں پھر واپس آپ کی مسجد میں آیا تو یہاں پہلے کی طرح آپ کو طالب علموں کو درس دیتے پایا۔ اس سے میں نے جان لیا کہ آپ کئی جگہ بیک وقت موجود ہونے والی شخصیت ہیں۔ آپ نے بکثرت مخلوق الٰہی کیلئے دعا کی۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنا مقصد پایا اور جو مانگا سو ملا۔ آپ نے کسی جماعت یا گروہ کی شرارت سے بچنے کیلئے کسی کے حق میں دعا فرمائی تو وہ اس کی شرارت سے محفوظ رہا اور ان کی عزت کرنے لگے۔ آپ کی کرامات اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان کا ذکر کرنا باعث طوالت ہوگا۔

شیخ عبدالقادر بن شیخ باعلوی فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے ارشاد فرمایا کہ کرامات کی کئی اقسام ہیں:

1: مردوں کو زندہ کرنا۔

2: مردوں سے گفتگو کرنا۔

3: دریا کے پانی کو پھاڑ دینا۔

Marfat.com

4: دریا کے پانی کو خشک کر دینا۔

5: پانی پر چلنا۔

6: کسی چیز کی حقیقت تبدیل کر دینا۔

7: زمین کو سمیٹ دینا۔

8: بیمار کو تندرست کر دینا۔

9: حیوانات سے گفتگو کرنا۔

10: حیوانات کو زیرِ فرمان کرنا۔

11: زمانے کو مختصر کر دینا۔

12: زمانہ کو دراز کر دینا۔

13: دعا کی قبولیت۔

14: زبان کو گفتگو سے بند کر دینا۔

15: گونگی زبان میں قوت گویائی دینا۔

16: دلوں کو اپنی طرف کھینچ لینا۔

17: غیب کی خبریں دینا۔

18: تصرف کا مقام عطا ہونا۔

19: بہت سی غذا کو کھا جانا۔

20: حرام کھانے سے حفاظت۔

21: پردوں کے پیچھے سے دور دراز دیکھنا۔

22: بارعب ہونا۔ ایسا کہ دیکھنے والا تاب نہ لا کر مر جائے۔

23: کسی کی شرارت سے بچا دینا۔

24: زمین کے خزانوں کی اطلاع دینا۔

25: مختصر سے وقت میں بہت زیادہ مسافت طے کرنا۔

26: مختلف شکل وصورت میں ظاہر ہونا۔

27: بادل پر چلنا۔

28: بادلوں کا سایہ کرنا۔

شیخ عبدالقادر فرماتے ہیں کہ جناب شیخ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سی کرامات مشہور ذکر کی گئی، جن کا تعلق مذکورہ تمام اقسام کرامات سے ہے۔

شیخ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ 856 ہجری میں فوت ہوئے۔ زنبل نامی مقبرہ میں ''تریم'' میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر انور مشہور زیارت گاہ ہے۔

Marfat.com

ایک عورت نے شیخ علیہ الرحمۃ کی کھجور کا پھل چرانے کا ارادہ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا، اسے زمین پر لٹایا اور خود کھجور کے درخت پر چڑھی۔ پھر جب نیچے اتری تو دیکھا کہ اس کا بچہ فوت ہو چکا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے رونا چلانا شروع کر دیا، پھر اسے بتایا گیا کہ یہ کھجور شیخ عیدروس کی ہے تو اس نے جس قدر کھجوریں توڑی تھیں، واپس کر دیں۔ توبہ کی، ادھر اس کا بیٹا بھی اٹھ گیا۔

شیخ محمد بن علی حکایت کرتے ہیں کہ ہم نے ایک مرتبہ شیخ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کیا اور ہمارا پڑاؤ ایسی جگہ ہوا جہاں پانی نہیں تھا۔ شیخ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ واپس تشریف لائے تو آپ کے ہاتھ پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ سے پانی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ہمیں کچھ نہ بتایا۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے آ کر ہمیں بتایا کہ میں نے شیخ موصوف کو پانی سے طہارت کرتے دیکھا ہے۔

عبدالرحمٰن خطیب بیان کرتے ہیں کہ مجھے شیخ عبداللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میں تجھے جلد ہی ایک چیز دوں گا جو تجھے گھوڑے پر سوار ہونے کا ذریعہ بن جائے گا۔''

چنانچہ ہاتھ بڑھایا اور مجھے ایک ناریل عطا فرمایا۔ جب وہ جگہ دیکھی گئی جہاں سے آپ نے ناریل اتارا تھا تو وہ کھجور کا درخت تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلطان کی ہمشیرہ کے بہت سے زیورات چوری ہو گئے، اس پر اس کا بھائی بہت غصہ ہوا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ جس پر بھی تہمت آئے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ جب شیخ عبداللہ علیہ الرحمۃ کو معلوم ہوا کہ سلطان نے اپنے ارادے پر عمل کرنے کی ٹھان لی ہے تو آپ نے اسے ضمانت دی کہ تمام زیورات لوٹانا میری ذمہ داری ہے۔ شیخ اس وقت باہر نکلے، جب عام لوگوں نے چلنا پھرنا بند کر دیا تھا، آپ کے ساتھ آپ کا خادم بھی تھا۔ چلتے چلتے حکومت کے خادموں کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں سے زیورات اٹھائے اور واپس شیخ عمر کی مسجد میں تشریف لائے۔ یہاں آ کر کسی کو آپ نے سلطان کی ہمشیرہ کے پاس بھیجا اور اس سے اس کے زیورات کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کیا کیا تھے؟ اس نے ان کی پوری پوری نشاندہی کی۔ آپ نے تمام زیورات اس کے پاس بھیجے۔ اس نے ان میں سے اپنے گم شدہ زیورات رکھ لئے۔ بقیہ آپ نے لے کر وہیں جا کر رکھ دیئے، جہاں سے اٹھائے تھے۔

علی بن عمر المعصوث نے اپنی بیوی کیلئے بددعا کر دی۔ یہ نیک آدمی تھے، اس لیے ان کی بددعا اثر کر گئی اور ان کی بیوی ایسی بیمار ہو گئی کہ بالکل بے کار ہو کر رہ گئی۔ پھر علی بن عمر شیخ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے ہاں آئے اور حالات بتائے۔ شیخ نے انہیں ملامت کی اور آئندہ ایسا کرنے سے منع کیا، پھر وہاں سے واپس اپنی بیوی کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ یوں تندرست ہو گئی ہے گویا بیمار ہوئی نہ تھی۔ خاوند نے اس سے شفایابی کا سبب پوچھا۔ کہنے لگی:

''شیخ عبداللہ عیدروس تشریف لائے تھے اور جو اللہ نے چاہا وہ پڑھا، پھر مجھے حکم دیا: کھڑی ہو جا میں کھڑی ہو گئی اور جیسے تم دیکھ رہے ہو تندرست ہو گئی۔''

بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت اپنی ناک کے بل گر پڑی اور ناک چورہ چورہ ہو گئی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے کہہ دیا کہ اب اس کا علاج ممکن نہیں۔ اس عورت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کیا۔ اس نے دیکھا کہ جناب شیخ عیدروس اس کے ہاں تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ اس کی ناک پہ رکھا۔ پھر وہ اسی طرح کی خوبصورت ہو گئی

Marfat.com

جیسے پہلے تھی۔

جناب عبدالرحمٰن خطیب بیان کرتے ہیں کہ میرے دائیں ہاتھ میں ایک کاری زخم آیا، پھر ٹھیک تو ہو گیا، لیکن اس میں کچھ کسر باقی رہی۔ پھر ایک دفعہ شیخ عیدروس سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مصافحہ کے وقت انہوں نے میرے ہاتھ کو خوب زور سے پکڑا تو زخم بہہ نکلا اور ہاتھ سوج گیا۔ اس سے میں پریشان ہو گیا۔

چنانچہ جناب عبدالرحمٰن خطیب شیخ عبداللہ کے پاس آئے اور آ کر کہنے لگے:

''آپ نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔''

آپ نے اس کے زخم پر ہاتھ پھیرا تو اسے اسی وقت آرام آ گیا اور تھوڑی ہی مدت میں ہاتھ تندرست ہو گیا۔

سید محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عیدروس ایک مرتبہ میری ہمشیرہ علویہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کا ہاتھ دبایا اور مروڑ حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گیا۔ پھر آپ نے اس جگہ ہاتھ رکھا جہاں سے ہاتھ ٹوٹا تھا تو اسی وقت صحیح سالم ہو گیا۔

جناب سلیمان بن احمد باحناک کہتے ہیں کہ میں کفار کے علاقہ میں بیمار ہو گیا اور بہت کمزور ہو گیا۔ میرے پاس شیخ عیدروس کے کچھ کپڑے تھے۔ میں نے انہیں اپنے اوپر لپیٹ لیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ کے طور پر شیخ کا نام لیا اور سو گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ایک خچر پر تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں:

((یا حنان یا منان عاف سلیمان))

''اے حنان! اے منان! (اے اللہ!) سلیمان کو آرام عطا فرما دے۔''

میں صبح اٹھا تو بالکل تندرست تھا۔

جب طاہر بن عمر شیخ علیہ الرحمۃ کی زیارت کیلئے آیا تو اس کے ساتھ ایک آزاد شدہ غلام بھی تھا جو کسی کام کا نہ تھا۔ شیخ عبداللہ نے اس آزاد شدہ غلام کا کان پکڑا اور تھوڑا اسا لے کر چلے، پھر فرمایا:

''جو بھی بیمار اس کا کان چھوئے گا، خواہ وہ اس شہر کا باشندہ ہو یا گرد و نواح کا اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ صحت پا جائے گا۔''

جناب طاہر بیان کرتے ہیں:

''جب ہم واپسی پر ''خلیل اسفل'' میں پہنچے تو وہاں شدید وبا تھی۔ ہم نے اس علاقہ کے باشندوں کو شیخ کی بات بتائی۔ پھر جس بیمار نے بھی اس آزاد شدہ غلام کے کان چھوئے وہ صحت یاب ہو گیا۔''

شیخ علیہ الرحمۃ کے ہاں ایک آدمی آیا جس نے آنے سے پہلے ایک عورت کی طرف نظرِ شہوت سے دیکھا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔''

ایسے واقعات آپ سے کئی مرتبہ دیکھنے میں آئے کہ آپ اپنوں اور بیگانوں کے دلوں کے بھید بذریعہ کشف جان لیا کرتے تھے۔

Marfat.com

شیخ صاحب فرمایا کرتے تھے:

''میں وہ خوش نصیب ہوں جسے خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ کھلایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے اور آپ کے ساتھ حلوہ اور بلوی (پریشانی) تھا۔ آپ نے حلوہ مجھے کھلایا اور پریشانی سے مجھے دور رکھا۔''

جناب فقیہ عیسیٰ بن محمد عیسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ''عدن'' میں تھا اور مجھے شیخ عبداللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ سے بالمشافہ ملاقات کی تمنا ہوئی۔ چنانچہ میں مسجد میں تھا کہ اچانک ایک شخص آیا اور مجھ سے کچھ طلب کرنے لگا۔ میں نے اسے جھاڑ پلائی۔ میں دوسری جگہ چلا گیا تو وہ پھر میرے پیچھے پیچھے وہاں آ گیا اور مجھ سے پھر مانگا۔ میں نے حسب سابق پھر ڈانٹ پلا دی۔ چنانچہ بات آئی گئی ہو گئی۔ پھر جب میں شیخ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے آیا تو بوقت ملاقات عرض کی:

''حضور! میں نے ''عدن'' میں آپ سے بالمشافہ ملاقات کی تمنا کی تھی لیکن میری تمنا پوری نہ ہوئی۔''

یہ سن کر شیخ نے فرمایا:

''نہیں نہیں تمہاری تمنا پوری ہو گئی تھی۔ وہ اس دن کہ ایک سائل تمہارے پاس آیا تھا، فلاں مسجد تھی اور چاشت کا وقت تھا۔ اس نے تجھ سے مانگا تھا تو نے جھاڑ پلائی۔ وہ تیرے پیچھے پیچھے ہو لیا، تو نے پھر ڈانٹا تھا۔ میں ہی تو وہ سائل تھا۔''

جناب فقیہ یہ سن کر عرض کرنے لگے:

''آپ اپنی اصلی شکل و صورت میں کیوں تشریف نہ لائے؟''

فرمایا:

''اگر ایسا ہوتا تو تو مجھے نہ چھوڑتا اور لوگوں کو بھی بتا دیتا۔''

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن صاحب المشہد:

شیخ ابن محمد صاحب المشہد علوم شرعیہ اور حقیقت کے امام وقت تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے مشائخ طریقت کے شیخ تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی جانی پہچانی علمی شخصیات سے علم حاصل کیا اور حرمین شریفین کی مجاوری بھی کی۔

امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی ایک مرتبہ شیخ موصوف کے ہاں حاضر تھے۔ شیخ نے محفل سماع کے انعقاد کا حکم دیا۔ ابن حجر بھی اس محفل میں موجود تھے۔ قوالوں نے قوالی شروع کی تو ابن حجر سمیت تمام حاضرین نے وجد کی حالت میں تالی بجانی شروع کر دی۔ جب محفل سماع ختم ہوئی اور ابن حجر باہر آئے تو ان سے پوچھا گیا:

''تم نے تالی بجانا کیونکر شروع کی، حالانکہ تم سرے سے سماع کے حق میں ہی نہیں ہو؟''

ابن حجر کہنے لگے:

''میں نے تمام موجودات کو تالی بجاتے دیکھا تو میں نے بھی ان کے ساتھ تالی بجائی، ان جیسے سادات کیلئے ''سماع'' حلال ہے، کیونکہ ان حضرات کا سماع کسی شہرت کی خاطر نہیں ہوتا جو قابل مذمت ہو، بخلاف اور لوگوں کے جو

Marfat.com

اس کیفیت والے نہیں ہوتے۔"

شیخ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور انتقال کے بعد انہیں بہت اشتیاق ہوا کہ والدہ سے ملاقات ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو جاگتے ہوئے والدہ سے ملاقات کی۔

سید عبدالرحیم الاحسادی الشہیر بالبصری ثم المکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی تھی جس سے سید عبدالرحیم کی بہت مانوس تھے، چنانچہ وہ انتقال کر گئی۔ اس کے مرنے سے سید موصوف انتہائی کبیدہ خاطر ہو گئے۔ قریب تھا کہ یہ بھی فوت ہو جاتے۔ پھر ایک دن سید صاحب کی شیخ عبداللہ صاحب المشہد علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی اور ان سے دعا کی درخواست کی۔ شیخ موصوف نے اپنا دست اقدس ان کے سینہ پر پھیرا، جس سے فوراً دلی صدمہ کافور ہو گیا۔ آپ نے اس کے ساتھ ہی بیٹا پیدا ہونے کی خوشخبری بھی دی۔ فرمایا:

"وہ صالح ہوگا اور مشرق و مغرب میں شہرت پائے گا۔"

ان کی بیوی امید سے ہو گئیں اور جس بچے کی شیخ نے خوشخبری دی اس کی آمد آمد ہونے لگی۔ جب وقت ولادت آیا تو شیخ موصوف نے ان کی طرف مبارک بادی کا پیغام بھیجا۔ آپ کا بھیجا ہوا آدمی عین اس وقت پہنچا جب بچہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس نومولود کا نام بعد میں الشیخ عمر البصری سے مشہور ہوا۔

شیخ صاحب المشہد نے صاحب مکہ شریف ابی نمی کی طرف ایک مرتبہ خصر موت سے رقعہ بھیجا، جس میں آپ نے لکھا تھا:

"روٹیاں پکانے والوں اور کسان خادماؤں کا تجھ پر کوئی بس نہیں تو ان کے مقابلہ میں غیبی مدد پائے گا اور نقصان سے بچ جائے گا۔"

اس کے علاوہ تحریر میں کچھ اور بھی اشارات لکھے جن کا معنی صاحب مکہ وقوع پذیر ہونے سے پہلے نہ سمجھ سکا۔ آپ نے یہ رقعہ اپنے خادم کے ہاتھ صاحب مکہ کی طرف بھیجا۔ جب شریف ابی نمی کو رقعہ ملا تو اس نے خادم سے کہا:

"جب تمہارا واپس جانے کا ارادہ ہو تو اس کا جواب لے جانا۔"

اس سال یعنی 985 ہجری میں منیٰ کے اندر امیر الحج المصری کا فتنہ رونما ہوا۔ اس نے ارادہ کیا کہ شریف ابی نمی پر قبضہ کر لے، یہ دیکھ کر ابی نمی منیٰ سے بھاگ گیا اور حجاج کرام کی حفاظت کرنے سے الگ ہو گیا۔ پھر لوٹ مار شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ اکثر حاجی صاحبان وہاں سے قبل از وقت ہی کوچ کر آئے اور باہر سے آئے ہوئے لوگ بھی ادھر ادھر بکھر گئے۔ اس دوران اکابرین میں سے ایک بزرگ شخصیت نے ارادہ کیا کہ شیطان کو کنکر مارنے کے وقت کے خاتمہ سے پہلے صاحب مکہ ابی نمی کے مسلح ساتھیوں کے ساتھ منیٰ واپس چلنا چاہیے، لیکن ان کیلئے ایسا کرنا ناممکن ہوا، کیونکہ دیہاتی بہت بپھرے ہوئے تھے۔ اہل مکہ اس واقعہ کو "حیۃ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ پھر جب شیخ موصوف کے خادم نے واپسی کا ارادہ کیا کہ اپنے شیخ کے ہاں حاضر ہو تو شریف ابی نمی سے جواب رقعہ مانگا۔ شریف نے کہا:

"تمہارے شیخ ایسی صفتوں والے ہیں۔"

Marfat.com

شیخ کے بارے میں خادم نے سن کر کہا:
"واقعی! یہ میرے شیخ کی علامات وصفات ہیں۔ کیا تم نے واقعی انہیں دیکھا ہوا ہے؟"
شریف کہنے لگا:
"ہاں! دیکھا ہے۔ مذکورہ واقعہ کے وقت آپ مجھے لوگوں سے بچا رہے تھے۔
ایک جماعت بیان کرتی ہے کہ قاضی المسلمین، امام الحسنین جو قاضی حسین مالکی کے نام سے مشہور تھے، ایک مرتبہ بچپن میں سخت بیمار ہو گئے حتیٰ کہ موت دکھائی دینے لگی۔ آپ کی والدہ ماجدہ جناب شیخ موصوف کی بہت زیادہ معتقد تھی۔ بچے کو اٹھایا، شیخ کی خدمت میں پیش کر دیا اور درخواست کی کہ اس کیلئے شفایابی کی دعا فرمائیں۔
اس وقت شیخ موصوف کے ہاں شیخ عارف باللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عمر العمودی بھی حاضر تھے۔ شیخ نے ان کی طرف دیکھا اور انہیں فرمایا:
"اے عبدالرحمٰن! اس کا بوجھ اٹھا لے! کیونکہ اس شخص کے زندہ رہنے میں بہت زیادہ نفع اور فائدہ ہے۔"
شیخ عبدالرحمٰن نے عرض کیا:
"جو آپ کا ارشاد وہ سر آنکھوں پر۔"
اس کے بعد شیخ عبدالرحمٰن کو وہ مرض ہو گیا اور چند دنوں بعد وہ انتقال کر گئے اور قاضی حسین اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گئے۔ یہ 967 ہجری کا واقعہ ہے۔
آپ نے اپنے ایک ساتھی کو فرمایا:
"جب تم میری قبر پر گنبد بنتے دیکھو اور مریدین کام میں مصروف ہوں تو میرے بیٹے "علی" کی تعزیت کا خیال رکھنا۔"
پھر یونہی ہوا۔ مریدین نے 1021 ہجری میں گنبد وغیرہ کی تعمیر شروع کی اور اسی دوران شیخ موصوف کے بیٹے "علی" انتقال کر گئے۔
شیخ سید عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا 984 ہجری میں مکہ شریف میں ہی انتقال ہوا اور مقبرۃ الشبیکۃ میں دفن کیے گئے۔ آپ کی قبر کو سب جانتے ہیں۔ اسی سال امام احمد بن حجر بھی مکہ مکرمہ میں ہی انتقال فرما گئے اور المعدلۃ میں دفن ہوئے۔

شیخ عبداللہ بن علوی الحداد:

شیخ عبداللہ بن علوی الحداد امام العارفین اور علمائے عاملین میں سے نامور شخصیت تھے۔ بہت سے لوگ یہ کرامت بیان کرتے ہیں کہ شریف برکات بن محمد آپ کے پاس آیا، جبکہ ابھی وہ حجاز کا والی مقرر نہ ہوا تھا۔ آپ اس وقت حدود حرم میں تھے۔ شریف برکات نے آپ سے اپنے مقصد میں آسانی کیلئے دعا کرائی۔ آپ نے دعا فرما دی۔
پھر جب وہ چلا گیا تو آپ نے پوچھا:
"یہ کون تھا؟"
آپ کو بتایا گیا کہ مکہ شریف کا ایک معزز آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''اس نے یہ چاہا تھا کہ وہ مکہ شریف کا بادشاہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں دعا قبول فرمالی ہے۔''
پھر 1082 ہجری کے آخر میں سلطان نے فوجی تیار کیے، جن کو ذمہ داری سپرد کی گئی کہ تم نے سید برکات کو حجاز کا امیر سمجھنا ہے، اس منصب کے ملنے سے شیخ عبداللہ حداد کی قبولیت دعا ظاہر ہوئی۔''
آپ کی کرامات بہت ہیں لیکن آپ ان کے اظہار کو سخت ناپسند فرماتے تھے، بلکہ ان کے وقوع کا ہی بعض دفعہ انکار کرتے (مجھ سے یہ کرامت صادر ہی نہیں ہوئی) حتیٰ کہ آپ کے ایک ساتھی نے 1108 ہجری میں ایک تصنیف آپ کو دکھائی۔ جس میں آپ کے حالات درج تھے اور کچھ کرامات کا بھی تذکرہ تھا۔ آپ نے اس کو سخت ڈانٹ پلائی اور حکم دیا کہ کتاب کے مسودہ کو پانی سے دھو ڈالو۔
آپ کی چند تصانیف کے نام:

1: النصائح الدینیۃ والوصایا الایمانیہ۔
2: رسالۃ المزید۔
3: رسالۃ المذاکرہ۔
4: الفتاویٰ۔
5: الفصل العلمیہ۔

آپ اپنی جماعت کے حاضرین کے دلی خیالات کو بھی بتادیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ چند حاضرین کو ذکر کی تلقین فرمائی۔ ان میں سے ایک کو تلقین نہ فرمائی۔ اسے خیال آیا کہ مجھے بھی ذکر کی تلقین ہو جاتی تو کیا اچھا ہوتا۔
آپ نے اسے فرمایا:
''تیرے دل میں یہ بات آئی ہے۔؟ اس نے عرض کیا:
''جی ہاں۔''
فرمایا:
''یہ اس کا وقت نہیں ہے۔''
ایک شخص کے بارے میں آپ کو پتہ چلا کہ وہ مکہ شریف سے واپس آیا ہے۔ آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ جو مکہ شریف سے آتا آپ اس کا نام ونسب لے کر دریافت فرماتے اور گفتگو بڑی نرم ہوتی، لیکن اس شخص کے بارے میں آپ نے نہ پوچھا، جس سے اسے دلی رنج ہوا اور دل میں ہی کہنے لگا:
''کیا اس سید کو یہ مقام چھن جانے کا خطرہ نہیں ہے؟''
سید موصوف نے اس وقت فرمایا:
''چھن جانا'' حق ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے محفوظ فرمادیا ہے۔''
آپ نے 1132 ہجری میں انتقال فرمایا۔
آپ کی بہت سی کرامات میں سے ایک یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کا ایک شاگرد شیخ حسین بن محمد بافضل آپ کے ساتھ حج پر جاتے وقت ساتھ تھا۔ اتفاق کی بات کہ جب یہ حضرات مدینہ منورہ پہنچے تو شیخ حسین مذکور سخت بیمار ہو گیا اور

Marfat.com

بالکل قریب الموت ہو گیا۔ سید عبداللہ مذکور کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ شیخ حسین کی زندگی پوری ہو چکی ہے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور ان میں سے ہر ایک کو کہا کہ اپنی اپنی عمر کا کچھ حصہ ہبہ کیا جائے۔ چنانچہ سب سے پہلے ہبہ کرنے والے سید عمر امین تھے، کہنے لگے:

''میں نے اپنی عمر میں سے اٹھارہ دن اس کو بخشے۔''

ان سے پوچھا کہ ''اٹھارہ'' میں کیا حکمت ہے؟ کہا کہ مدینہ منورہ سے مکہ شریف بارہ دن کی مسافت ہے اور چھ دن وہاں ٹھہرنے کیلئے کل اٹھارہ دن ہوئے اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ کے اسم ''حیّ'' کی تعداد بھی اتنی ہی بنتی ہے۔

دوسروں نے بھی اپنی اپنی عمر میں کچھ نہ کچھ انہیں ہبہ کیا۔

شیخ عبداللہ بن علوی الحدود نے بھی اپنی عمر کا کچھ حصہ عطا کیا۔ ان حضرات کی ہبہ کی گئی عمر کو جمع کر کے ایک یادداشت پر لکھ لیا گیا۔ پھر وہ کاغذ لے کر آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی طرف متوجہ ہوئے، آپ سے اس بار میں شفاعت کی درخواست کی۔ اس وقت آپ پر ایک عظیم کیفیت طاری ہوئی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے اور انشراحِ صدر کے حصول کے بعد یہ ارشاد فرما رہے تھے:

''اللہ تعالیٰ نے حاجت پوری فرما دی ہے اور دعا قبول کر لی ہے۔''

((یمحو الله ما یشاء ویثبت و عنده ام الکتاب))

''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل تحریر ہے۔''

حتیٰ کہ سید عبداللہ مذکور نے اشارہ فرمایا جبکہ وہ تریم میں تھے کہ شیخ حسین اس سال فوت ہو جائے گا، چنانچہ وہ اسی سال مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے۔

شیخ عبداللہ الدہلوی المعروف بشاہ غلام:

شیخ بشاہ غلام سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے امام طریقت ہوئے اور علماء وصوفیاء میں مشہور اور جانی پہچانی شخصیت ہوئے۔ آپ حضرت شمس الدین حبیب اللہ مظہر کے جلیل القدر خلیفہ ہیں اور آپ سے علم وفیض حاصل کرنے والوں میں سے مولانا شیخ خالد نقشبندی عظیم شخصیت ہوئے۔

آپ نے اپنے ہمسایہ میں رہنے والی ایک شیعہ عورت سے اس کا مکان طلب کیا تاکہ آپ اپنا اصطبل کھلا کر یں۔ اس نے مکان بیچنے سے انکار کر دیا اور زبان درازی بھی کی۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور عرض کیا:

''اے پروردگار! اس عورت کی گفتگو سن لی ہے۔''

اس کے بعد چند دنوں میں اس کے عزیز واقارب اور اولاد پر موت نے حملہ کر دیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہا۔ پھر اس نے وہ مکان شیخ موصوف کو ہبہ کر دیا۔

شیخ محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک ایک بدعتی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اسے منع کیا، لیکن وہ باز نہ آیا۔ چنانچہ شیخ نے اسے کہا:

''جناب بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق کا واسطہ تجھے یہاں بیٹھنے کی ہمت نہ ہو۔''

آپ کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت اسے جوڑ جوڑ میں بخار ہو گیا۔ مجبور ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور تیسرے دن مر گیا۔ آپ

Marfat.com

کی اور بھی بہت سی کرامات ہیں۔آپ نے دہلی میں ہی 1240 ہجری میں انتقال فرمایا۔

جناب مولوی کرامت اللہ بیان کرتے ہیں جو آپ کے ساتھیوں میں سے تھے، میں کافی عرصہ آپ کی خدمت میں رہا۔اس دوران میں نے بہت سی عجیب وغریب باتیں دیکھیں۔ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے ساتھیوں کے درمیان نماز فجر ادا کرنے کے بعد کافی دیر موجود رہا۔یہ وقت مراقبہ اور ذکر کا تھا۔پھر میں نے کتاب پکڑی اور نکلنے کا ارادہ کیا، تاکہ جا کر اپنا سبق پڑھوں۔شیخ موصوف نے میری طرف ذرا غصہ سے دیکھا اور فرمایا:

''بیٹھ جاؤ اور مراقبہ وذکر میں مصروف رہو۔''

پھر میں نے ہمت کر کے آپ سے عرض کرنا چاہا:

''حضور! میں تو یہاں اس لیے حاضر ہوا تھا، تاکہ محنت کے بغیر نسبت حاصل کر سکوں۔اگر محنت سے ہی نسبت حاصل کرنا ہوتی تو اس کیلئے اور بھی بہت سی جگہیں تھیں۔''

آپ نے فرمایا:

''بیٹھ جاؤ! مجھے شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق کا واسطہ کہ میں تجھے محنت کے بغیر ہی نسبت عطا کر دوں گا۔''

پھر آپ نے میری طرف توجہ فرمائی تو اسی وقت میں اپنے آپ سے بھی غائب ہو گیا اور زمین پر گر گیا۔یوں محسوس ہوا کہ میرا دل میرے سینے سے باہر نکل گیا ہے۔پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد مجھے افاقہ ہوا تو اس وقت میں ذکر ومراقبہ سے فارغ ہو چکا تھا اور مجھے روشنی مل گئی۔شیخ موصوف کے خاص ساتھی اس وقت موجود تھے، مثلاً: شاہ ابوسعید وغیرہ، میں ان سے شرمندہ ہوا تو انہوں نے مجھے کہا:

''تجھے کیا پیش آیا؟''

میں نے کہا:

''مجھے نیند آ گئی تھی۔''

اس پر انہوں نے تبسم فرمایا۔

دہلی میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا اور بارش نہ ہوئی۔شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسجد کے صحن میں تشریف لائے، وہاں بیٹھ گئے۔اس وقت سخت دھوپ پڑ رہی تھی۔آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی:

''اے پروردگار! میں یہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک تو بارش نازل نہیں فرمائے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اسی وقت لوگوں کو بارش عطا فرما دی۔

ایک عورت نے آپ سے عرض کیا:

''مریض کے کھانے کیلئے کچھ عنایت فرمائیے۔''

آپ نے اسے روٹی اور گوشت کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا۔جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو گوشت ''حلوہ'' میں تبدیل ہو چکا تھا اور مریض فوت ہو گیا۔پھر یہ بات علامت بن گئی یعنی جس کی طرف بھیجا گیا گوشت حلوہ بن جاتا وہ مریض مر جاتا۔

Marfat.com

حکیم رکن الدین خان کو وزارت عظمیٰ کا منصب سپرد کیا گیا تو شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک شخص اس کی طرف بھیجا اور ایک عزیز کے بارے میں وصیت فرمائی تھی لیکن حکیم موصوف نے آپ کی وصیت کی پرواہ نہ کی۔ اس کی وجہ سے آپ کبیدہ خاطر ہو گئے۔ پھر حکیم صاحب معزول ہو گئے، ایسے کہ پھر یہ منصب نہ مل سکا۔ آپ کا دل کسی وجہ سے والی دہلی سے متنفر ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اسے اسی وقت معزول کر دیا گیا۔

ایک سفر سے آپ کے خلفاء میں سے چند افراد واپس آئے۔ آپ کے در دولت پر پہنچنے سے قبل انہوں نے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

"جب ہم اپنے شیخ موصوف کے پاس حاضر ہوں گے اور ہمیں آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوگا تو اس وقت ہمیں آپ سے کیا امید رکھنی چاہیے؟"

ایک بولا:

"میں تو سجادہ (مصلیٰ، جائے نماز وغیرہ) چاہتا ہوں۔"

دوسرا کہنے لگا:

"مجھے تاج کی تمنا ہے۔"

اسی طرح ہر ایک نے اپنی اپنی تمنا کا اظہار کیا۔ جب یہ حضرات آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہر ایک کو اس کی تمنا مل گئی۔

آپ کا ایک سقہ (پانی بھرنے والا) تھا، وہ بیمار ہو گیا اور بیماری اتنی سخت ہو گئی کہ نزع کا وقت قریب دکھائی دینے لگا۔ اسے اس کے کسی دوست نے اٹھایا اور شیخ موصوف کے ہاں لے آیا۔ سحری کا وقت تھا۔ آپ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور فوراً شفاء یاب ہو گیا۔

شیخ کے آستانہ کا خادم مولوی شیخ کرامت اللہ "ذات الجنب" کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور توجہ فرمائی تو وہ اسی وقت تندرست ہو گیا۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک چلتی کشتی کی طرف دیکھا تو وہ اسی وقت ٹھہر گئی۔

آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شیخ احمد یار تھے جو بغرض تجارت سفر میں تھے۔ جب واپسی کیلئے سفر کی تیاری کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ موصوف موجود ہیں، ان کے گھوڑے کے قریب گئے اور فرمایا:

"جلدی کرو اور قافلہ سے آگے نکل جاؤ، کیونکہ راستہ میں چوروں نے قافلہ کو لوٹنے کا پروگرام بنایا ہے۔"

یہ کہہ کر آپ غائب ہو گئے۔ تاجر احمد یار بیان کرتے ہیں کہ میں بہت تیز چلا۔ حتیٰ کہ میں قافلہ سے آگے نکل گیا۔ ادھر چور آئے اور قافلہ والوں کو لوٹ لیا اور میں بچ گیا اور میں بالکل محفوظ رہا حتیٰ کہ چلتے چلتے اپنے گھر آ گیا۔

حضرت زلف شاہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شیخ کی زیارت کیلئے بہت دور سے چلا۔ چلتے چلتے راستہ بھول گیا۔ پھر مجھے ایک بارعب اور ہیبت والا شخص دکھائی دیا۔ اس نے مجھے راستہ دکھا دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا:

Marfat.com

"تم کون ہو؟"

کہنے لگے:

"میں وہی آدمی ہوں جس کو تم ملنے جا رہے ہو۔"

بیان کرتے ہیں کہ ایسا میرے ساتھ دو مرتبہ ہوا۔

شیخ احمد یار بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک دن اپنے ایک مرید کی بیوی کے ہاں تشریف لے گئے، تاکہ اس کی بڑی صاحبزادی کی تعزیت کریں۔ مرید آپ کی خدمت میں تھا بوقت تعزیت آپ نے اس عورت کو فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے بدلہ میں بیٹا عطا کرے گا۔"

عورت فوراً بولی:

"حضور! میں عمر رسیدہ اور بانجھ ہوں اور میرا خاوند بھی بہت بوڑھا ہے اور اس حالت میں بچہ کی پیدائش ویسے بھی عادت کے خلاف ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قادر ہے۔"

پھر آپ اس عورت کے گھر سے تشریف لے آئے اور اس کے پڑوس میں ایک مسجد میں تشریف لے گئے۔ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ پھر میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا:

"میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے، اس کی قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عورت کو لڑکا عطا فرمائے گا۔"

پھر وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور کئی سال زندہ رہا۔

میر اکبر علی کے رشتہ داروں میں سے ایک رشتہ دار کی عورت بیمار ہو گئی۔ میر موصوف آپ کے دیرینہ خدمت گزاروں میں سے تھا۔ آپ سے اس نے درخواست کی کہ بیمار عورت کیلئے دعا فرمائیں تاکہ اس کی بیماری کم ہو جائے، آپ نے انکار کر دیا۔ امیر موصوف نے منت سماجت کی تو آپ نے فرمایا:

"یہ عورت پندرہ دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے گی۔"

اللہ کی قدرت وہ عورت پندرہویں دن فوت ہو گئی۔ چونکہ میر اکبر علی اس کی بیماری کے دوران اس کی طرف بیماری کم ہونے کی توجہ کرتا رہا۔ اگرچہ اس کا فائدہ بیماری کم ہونے کی صورت میں نہ مل سکا، لیکن جب شیخ موصوف اس کے جنازے پر تشریف فرما ہوئے تو فرمانے لگے:

"امیر اکبر علی کی توجہ کی برکتیں اس پر ظاہر ہو رہی ہیں۔"

آپ ایک دن حکیم نامدار خان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حکیم صاحب اس وقت حالت نزع میں تھے، ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں اور عقل وشعور واپس آ گیا۔ آنکھیں کھولیں اور مختصر وقت میں بہت سی باتیں کیں۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور جب شیخ موصوف نے اپنا قدم مبارک ان کے گھر کے دروازہ پر رکھا ہی تھا کہ حکیم صاحب انتقال کر گئے۔

Marfat.com

احمد یار مذکور کا چچا سلطان مال کے سلسلہ میں قید کر دیا، احمد یار آپ کے پاس آیا اور روتے روتے اپنے چچا کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اسے فرمایا:

"کسی کو اس کی طرف بھیجو وہ جیل سے اسے نکال لائے گا۔"

احمد یار نے عرض کیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ قلعہ کو چاروں طرف سے محافظوں نے گھیر رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"تمہیں اس کی کیا ذمہ داری ہے؟ میرے حکم سے تم جاؤ اور اسے لے آؤ۔"

احمد یار مذکور بیان کرتا ہے کہ ہم گئے اور جیل سے انہیں نکال کر لے آئے۔ کسی محافظ نے ہمارے آڑے آنے کی کوشش نہ کی۔

مولوی امام فضل رحمۃ اللہ علیہ کا صاحبزادہ سخت بیمار ہو گیا۔ اس نے خواب دیکھا کہ شیخ موصوف تشریف فرما ہیں اور انہوں نے اسے پانی پلایا ہے۔ جب صبح ہوئی تو بیماری سے بالکل تندرست ہو چکے تھے۔ انہوں نے بہت بڑا ہدیہ و نذرانہ جناب شیخ کے ہاں بھیجا۔ آپ نے اسے قبول فرمایا اور فرمایا:

"یہ ہمارے رات کے کام کا ثمرہ ہے۔"

آپ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا:

"یا سیدی! دو مہینے ہوئے میرا بچہ گم ہو گیا ہے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ اسے پھر سے مجھے ملا دے۔"

آپ نے اس سے کہا:

"بچہ تو تمہارے گھر میں ہے۔"

وہ شخص یہ سن کر حیران ہو گیا اور عرض کرنے لگا:

"حضور! میں ابھی ابھی گھر سے ہی آیا ہوں۔"

آپ نے اسے پھر فرمایا:

"وہ واقعی گھر میں ہے۔"

وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے گھر آیا تو دیکھا کہ بچہ گھر پر موجود ہے۔

شیخ عبداللہ ابن الشیخ خضر الزعبی:

شیخ عبداللہ ابن الشیخ سلسلہ ونسب دونوں کے اعتبار سے قادری تھے۔ بہت بڑے ولی اور مشہور صاحب کرامات کثیرہ ہوئے۔ میں نے آپ کی تعریف، آپ کی ولایت کی گواہی اور کثرت کرامات کا تذکرہ بیروت، طرابلس وغیرہ علاقہ جات کے لوگوں سے سنا۔ آپ "حیزوق" نامی بستی کے رہنے والے تھے۔ جو "عکا" کی بستیوں میں سے طرابلس شام کے ماتحت تھی۔

جناب شیخ عبدالفتاح آفندی کہتے ہیں:

"میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے دونوں رانوں کے درمیان کی جگہ پھٹی ہوئی تھی، جس کی وجہ سے آپ بہت تکلیف سے چلتے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس کا نام ونشان نظر نہ آیا۔ میں نے آپ سے اس کے متعلق

Marfat.com

پوچھا تو فرمانے لگے: میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا اور اس کی بارگاہ میں اپنے دادا بزرگوار غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی شفاء عطا فرمائی کہ اس مرض کا نام ونشان باقی نہ رہا۔

شیخ عبدالفتاح آفندی بیان کرتے ہیں۔ مجھے بھی ایسے ہی مرض سے واسطہ پڑا تھا لیکن وہ معمولی تھا۔ میں نے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے دادا بزرگوار سرکار غوث پاک کا واسطہ دیا تو وہ مرض ختم ہو گیا اور اب تک اس کا نام ونشان نہیں نظر آتا۔

شیخ کے مرض موت میں آپ کے بہت سے مریدین حاضر ہوئے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی آئے، تاکہ ''ذکر'' کی اقامت ہو جائے۔ آپ بیماری کی وجہ سے چٹائی پر پڑے ہوئے تھے۔ مرض شدید تھا اور آپ پر سوجن آچکی تھی کہ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ جب حاضرین ذکر میں مشغول ہوئے تو آپ کے جسم میں قوت نے یوں سرایت کیا، گویا آپ بیمار تھے ہی نہیں، آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین کے ساتھ حلقہ کے درمیان کھڑے ہو کر ذکر کرنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ آپ کی عام حالات میں عادت تھی۔ جب تمام حاضرین ذکر سے فارغ ہوئے تو آپ واپس چٹائی پر تشریف لے گئے اور اسی طرح بیمار جس طرح ذکر سے پہلے تھے، پھر لگاتار بیمار رہ کر 1318 ہجری میں انتقال فرما گئے۔

شیخ کے ایک مقرب، استاذ جلیل سیدی الشیخ عبدالفتاح آفندی الزعبی نے ہمیں آپ کی یہ کرامت سنائی کہ استاذ موصوف طرابلس شام میں ''نقیب الاشراف'' کے منصب پر فائز تھے، مجھے بتانے لگے کہ شیخ عبداللہ مذکور ہمارے ہاں بطور مہمان تشریف فرما تھے۔ ہمارا ایک دوست الحاج ذیب الطرفجی بیمار تھا۔ اس نے مجھے پیغام بھیجا کہ شیخ کو میرے ہاں کسی طریقہ سے لاؤ تاکہ ان کی برکت حاصل کروں اور اس مرض سے شفایاب ہو جاؤں۔ میں نے شیخ موصوف سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں لیکن آپ تیار نہ ہوئے۔ میں نے بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور بالآخر آپ کو منا ہی لیا۔ جب ہم ان کی ملاقات کیلئے ان کے ہاں پہنچے، ہم نے اس کی بیماری معمولی پائی۔ وہ ہمارے استقبال کو اٹھا اور خوش آمدید کہا۔ پھر ہم چلے گئے، وہاں سے آجانے کے بعد ہمیں شیخ نے کہا:

''میں مردے زندہ نہیں کرتا۔''

میں نے آپ سے عرض کیا:

''شخص مذکور کو کوئی تنگی اور حرج نہیں اور نہ ہی اس پر موت کی علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ تو کافی آرام میں ہے۔''

آپ نے دوبارہ وہی الفاظ کہے:

''میں مردے زندہ نہیں کرتا۔''

پھر آپ اپنے شہر روانہ ہو گئے اور مریض بالکل تندرست ہو گیا۔ آپ بازار کی طرف چل پڑے۔ میں بڑا حیران تھا کہ شیخ موصوف نے اپنے مذکورہ الفاظ میں جس طرف اشارہ کیا ہے وہ ظاہری طور پر نظر نہیں آرہا ہے، کیونکہ آپ کی گفتگو کا اشارہ اس کی موت کی طرف تھا، ادھر لوگوں کو آپ سے بے حد عقیدت تھی اور آپ صاحب کرامات بھی تھے۔ ابھی میں اسی سوچ بچار میں تھا کہ اچانک چیخنے چلانے کی آواز سنائی دی۔ میں

Marfat.com

نے کان لگائے تو اسی بیمار کے گھر سے یہ آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے ایک چلانے اور رونے والے سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے؟ وہ کہنے لگا: وہ مر گیا۔ ہم جب اس کے پاس گئے تھے۔ ابھی اس دن اور آج اس کی موت کے دن کے درمیان تقریباً دس دن کا وقفہ ہوا۔ اس سے مجھ پر شیخ موصوف کی کرامت ظاہر ہوئی۔

شیخ کی بستی والوں نے ایک دن آپ کے ہاں حاضر ہو کر شکایت کی کہ فلاں درخت جو چشمہ کے قریب ہے اس پر ایک بہت بڑا سانپ ہے جو لوگوں کو پانی پینے اور لانے سے رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ یہ سن کر جناب شیخ ان لوگوں کے ہمراہ اس درخت کے پاس گئے۔ وہاں پہنچ کر سانپ کو آواز دی سانپ حاضر ہو گیا۔ آپ نے اسے حکم دیا:

"یہاں سے چلے جاؤ"

چنانچہ وہ چلا گیا۔

شیخ عبدالمعطی التونسی:

شیخ عبدالمعطی التونسی علیہ الرحمۃ اکابر اولیاء عارفین اور علماء کرام کے امام تھے۔ آپ کی ایک روشن کرامت ہے جسے شیخ عبدالکریم شراباتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیاض میں وہاں تحریر فرمایا جہاں انہوں نے اپنے شیخ الشریف، العلاقہ، السید یٰسین آفندی ابن السید مصطفیٰ آفندی کی زندگی کے حالات لکھے۔ شیخ شراباتی کے ان شیوخ کا مشہور نسب "طرزادہ چلپی" ہے۔ ان سے نقل کرتے ہوئے شراباتی موصوف لکھتے ہیں:

"ہمیں صحیح بخاری کی ایک بلند پایہ سند حاصل ہے۔ اس دور میں ہمارے بھائیوں میں اس کا وجود بہت نادر ہے۔ خاص کر اس مخصوص وجہ کے ساتھ اس کا ملنا بہت قلیل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ وہ سلسلہ سند وہ ہے جس کے بارے میں ہمیں ہمارے شیخ المعمر الولیدی الصالح العالم العلاقہ الحسیب النسیب شیخ الاسلام و برکۃ الانام سیدی السید احمد الشریف ابن السید حسن الشریف التونسی المالکی اعاد اللہ تعالیٰ علینا من برکاۃ والمسلمین نے خبر دی۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی خبر ہمارے شیخ شمس الدین جمال الایدان الفقیر وانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ الشیخ یحییٰ الحطاب المکی سے خبر دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے چچا برکات نے اپنے والد سے اور مجھے میرے والد محترم نے ہی شیخ محمد الحطاب سے، وہ ان کے دونوں کے والد گرامی شیخ محمد بن عبدالرحمٰن الحطاب سے خبر دیتے ہیں۔ شیخ "مختصر" کے شارح ہیں جسے خلیل مالکی نے مرتب کیا۔ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ اپنے شیخ جناب عارف باللہ شیخ عبدالمعطی التونسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت مقدسہ کیلئے چلے۔ جب روضہ مبارکہ کے قریب پہنچے تو ہم پیدل چلنے لگے۔ ہمارے ساتھ شیخ موصوف بھی تھے۔ شیخ موصوف چند قدم چلتے، پھر کھڑے ہو جاتے۔ اسی طرح ہم روضہ تک پہنچے۔ وہاں پہنچ کر شیخ موصوف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریفہ کے سامنے کھڑے گفتگو کر رہے تھے۔ جب ہم زیارت مبارکہ سے واپس ہوئے تو ہم نے آپ سے چلتے چلتے رک جانے اور پھر چل پڑنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے ہمیں بتایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگتا تھا۔ جب آپ فرماتے: اے عبدالمعطی! آجا تو میں قدم اٹھاتا تھا اور جب آپ فرماتے: رک

Marfat.com

جاؤ! تو رک جاتا اور انتظار کرتا۔ بہرحال جب میں روضہ مبارکہ کے پاس پہنچ گیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہ تمام روایات صحیح ہیں جو امام بخاری نے آپ سے روایت کیں؟ آپ نے فرمایا: صحیح ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں آپ سے ان روایت کی روایت کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں مجھ سے تم ان کی روایت کرو۔ سید یاسین طہ زادہ شیخ شراباتی مذکور فرماتے ہیں: اس بنیاد اور اجازت پر میں بخاری کو یوں روایت کرتا ہوں:

((عن سیدنا مولانا السید احمد شریف التونسی، عن شیخہ الشیخ جمال الدین القیروانی، عن شیخہ الشیخ، یحییٰ الحطاب))

اور یہ سلسلہ اسنادان کے حج پر جانے کے وقت سے ہے جب دسویں صدی کے آخر میں آپ حج پر گئے۔ وہ اپنے چچا اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ اپنے جد امجد الشیخ محمد بن عبدالرحمٰن الحطاب المالکی سے روایت کرتے ہیں جو "مختصر" کے شارح ہیں جسے جناب خلیل نے مرتب فرمایا۔

((عن الشیخ عبد المعطی العارف باللہ المالکی التونسی عن النبی))

اس کے بعد شیخ شراباتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ الشیخ احمد النخلی المکی کی سند ذکر فرمائی۔ وہ اس بارے میں شیخ عبدالمعطی التونسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور شیخ عبدالمعطی التونسی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد حطاب کو اپنے سے روایت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اسی طرح ہر ایک شیخ اپنے بعد والے کو اجازت عطا فرماتا رہا، حتیٰ کہ ہم تک اجازت پہنچی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ پھر مجھے سید محمد بن عبدالقادر رفاعی نے بھی اجازت عطا فرمائی۔ میں ان سے بھی اسی سند کے ساتھ روایت کرتا ہوں۔

سید احمد رفاعی اس کی روایت شیخ یحییٰ حطاب سے وہ اپنے باپ اور چچا سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا شیخ عبدالمعطی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ علامہ شراباتی نے ذکر کیا ہے کہ سید احمد بن عبد القادر رفاعی مکی ثم مدنی جو شیخ احمد نخلی کے شیخ ہیں۔ ان سے انہوں نے بخاری کی روایت کی اور اس کی سند وہی سند ہے جو شیخ معطی تک پہنچتی ہے اور آپ ان اولیاء کرام میں سے ہیں جو مشہور کرامات والے تھے۔ میں نے آپ کی بعض کرامات اس کتاب میں ان سے نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالخطاب عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن عنبسہ العدنی:

شیخ ابوالخطاب عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن عنبسہ العدنی اصل میں "طیرنۃ" نامی بستی کے رہنے والے ہیں۔ "عدنی" بایں وجہ کہلائے کہ آپ کو "عدن" میں عہدہ قضا سونپا گیا تھا۔ آپ ایک صالح فقیہ تھے اور مشہور فاضل تھے۔ آپ کے صالح خواب آپ کے فضل وصلاح پر دلالت کرتے ہیں۔

شیخ کے بہترین خوابوں میں سے ایک یہ بھی ہے، جسے خود بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں ایک گھر میں داخل ہوا ہوں۔ میری وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ آپ قیام فرما ہیں۔ آپ کے ساتھ کچھ اور بھی حضرات ہیں جن میں سے بعض سے میری جان پہچان ہے وہ بھی ادباً کھڑے ہیں۔ ایک جگہ چراغ رکھا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا:

Marfat.com

"یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
((ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنه نکفر عنکم سیاتکم))
"اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔"
اور آپ سے ہم تک یہ روایت پہنچی ہے:
((ادخرت شفاعتی لاھل الکبائر من امتی))
"میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے ذخیرہ کر رکھی ہے۔"
تو جب اللہ تعالیٰ صغیرہ گناہوں سے ہم پر چشم پوشی فرمائے گا اور آپ کبیرہ گناہوں پر ہماری شفاعت فرمائیں گے تو پھر ہم ایسے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہوں گے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"بات یہی ہے۔ یوں ہی ہوگا۔"
میں نے عرض کیا:
"یارسول اللہ! میں نے تفسیر نقاش میں پڑھا۔ جناب حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:
قال انس رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ ثلاث تحت ظل العرش فی ظل الله یوم لا ظل الا ظله قالوا من هم یارسول الله ﷺ فقال من فرج عن مکروب من امتی، واحیا سنتی واکثر الصلاة علی))
"تین آدمی کل قیامت میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، جس دن صرف وہی ایک سایہ ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: حضور! وہ تین کون ہیں؟ فرمایا: ایک وہ جس نے میرے کسی امتی کا دکھ درد دور کرنے کی کوشش کی، دوسرا وہ جس نے میری سنت زندہ کی اور تیسرا وہ جس نے مجھ پر بکثرت درود وسلام بھیجا۔
آپ سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے یہ خواب "طیرثہ" نامی بستی میں دیکھا۔ جمعرات کی شب سات رمضان المبارک 415 ہجری تھا۔ آپ ایک گھر میں تشریف فرما تھے۔ جسے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ ایک چبوترہ پر تشریف فرما تھے۔ اور بہت سے لوگ آپ سے کچھ فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے قریب ہو کر عرض کیا:
"یارسول اللہ! میری موت قریب ہے اور میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے میری یہ قمیض زیب تن فرمائیں، پھر مجھے عنایت فرما دیں تاکہ میں اس کے بارے میں اپنے ورثاء کو وصیت کر دوں کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے یہ بطور کفن پہنانا۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھے جہنم کی آگ سے بچا لے۔ پھر میں نے وہی قمیض حضور کے جسم اقدس پر دیکھی۔ آپ پھر اٹھ کر دوسری جگہ تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا سینہ مبارک کھلا ہوا ہے اس پر قمیض نہیں ہے۔ میں آپ کے قریب ہوا۔ آپ نے مجھ سے اور میں نے آپ سے معانقہ کیا۔ حتیٰ کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس کے مبارک بالوں کی چبھن اپنے سینہ پر محسوس ہوئی۔ میں نے اپنا منہ آپ کے دہن اقدس پر رکھا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈال دیں۔ میں نے عرض کیا:

Marfat.com

"حضور! اللہ تعالیٰ سے سوال کیجئے کہ وہ مجھے اور آپ کو رفیق اعلیٰ میں جمع فرمائے۔"
آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری درخواست بھی سماعت فرما رہے تھے اور آپ نے مجھے اپنے سینۂ اقدس سے بھی لگایا ہوا تھا اور میری درخواست کا جواب بھی عنایت فرما رہے تھے۔ میرے لئے دعا بھی فرما رہے تھے اور میں نے بھی آپ کے جسم اطہر کو اپنے ساتھ چمٹایا ہوا تھا۔
اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور جگہ تشریف لے گئے اور میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے چہرہ انور میری طرف کیا اور مجھے کچھ عطا فرما کر ارشاد فرمانے لگے کہ یہ اس سامنے بیٹھی عورت کو دے دو۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اور میرے کپڑے میں جو چیز تھی میں نے نکالی اور حضور سے عرض کیا:
"یارسول اللہ! میرے پاس صرف یہی چیز ہے یعنی تلاش کرنے کے بعد مجھے دو دینار اور تقریباً بیس درہم ملے۔ میں نے یہ عورت کو دے دیئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنے گھر والوں کو وصیت کر دی کہ اس قمیض کو میرا کفن بنانا۔
شیخ موصوف نے 420 ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دادا "تعلبہ" حدیث پاک کے مشہور راوی ہیں۔

شیخ عبدالوہاب الشعرانی:

شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ اپنے دور سے تاعصر حاضر امام العارفین ہیں اور اہل ایمان کو جن حضرات کی تالیفات و تصنیفات سے بہت زیادہ نفع ملا، ان میں سے ایک قد آور شخصیت ہیں۔ خود امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو احسانات فرمائے ہیں ان میں سے ایک احسان یہ بھی فرمایا کہ حاکموں کو خواب میں ایسے امور اس نے دکھائے جن کی بنا پر ان لوگوں کو مجھ سے عقیدت بڑھ گئی اور ان میں یہ بھی احسان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عام بندوں سے مجھے پردہ میں رکھا، حالانکہ نہ کوئی میرا راز و نیاز کا معاملہ ہے اور نہ کوئی اس پر دلیل کہ میں صالح شخص ہوں۔ ان میں سے ایک واقعہ کا تعین امیر محمد دفتر دار سے ہے۔ اس کے پاس بہت سے لوگ ہر رات جمع ہوتے اور علماء و فقراء کی بدگوئی کرتے۔ ان لوگوں نے ایک رات میرا بھی برے الفاظ سے تذکرہ کیا۔ اسے دفتر دار نے قبول کر لیا اور مجھے وہ برا سمجھنے لگا۔ وہ اٹھ کر چلے گئے۔ جب رات کو دفتر دار سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑی فوج مصر میں داخل ہونا چاہتی ہے۔ اس فوج کا بادشاہ مصر کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:
"شہر میں داخل نہ ہونا جب تک کہ تم مصر کے مالک سے مشورہ نہ کرلو اور وہ ہمیں شہر کے دروازہ کی چابی نہ عطا کر دے۔"
فوجیوں نے پوچھا:
"وہ کون ہیں؟"
بادشاہ نے کہا: فلاں۔ اس کا قاصد میرے (شیخ عبدالوہاب) پاس آیا، میں موجود نہ تھا۔ اسے میرا بیٹا عبد الرحمٰن ملا۔ اس نے ان کیلئے چابی بھیج دی۔ صبح جب دفتر دار اٹھا تو وہ میرا معتقد ہو چکا تھا۔ وہ خود اور سیدی احمد راشدی میرے پاس آئے، پھر وہ مرتے دم تک میرا معتقد رہا۔

Marfat.com

شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیدی محمد ابن امیر شیخ سوق المیر الجیوش اور ان کے بھائی سیدی الشیخ شرف الدین کے متعلق ہے۔ اول الذکر یعنی محمد ابن امیر کا واقعہ یوں ہے کہ مکہ شریف میں یہ قریب الموت ہو گئے اور وصیت بھی کر دی۔ پھر اس نے مجھے دیکھا کہ دیوار سے باہر نکلا ہوں اور اس کا میں نے ہاتھ پکڑ کر کہا:

''اٹھو تم تندرست ہو''

تو وہ اس سے صحت یاب ہو گئے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ میرا شعرانی کو دیکھنا جاگتے ہوئے تھا۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ ان کی انتہائی عقیدت کا مظہر ہے، کیونکہ جس کا اعتقاد ضعیف ہو تو وہ بیداری میں نہیں دیکھ سکتا۔ رہا ان کے بھائی شیخ شرف الدین کا واقعہ تو وہ یوں ہے کہ وہ بیمار ہوئے اور میں مکہ میں مسافر کے طور پر گیا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ وہ موت کے قریب پہنچ گیا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو خلیج میں باب قوس کے پل کے نیچے بے یارو مددگار دیکھا اور وہ موجوں پر ہاتھ مار رہا تھا تا کہ خلیج سے باہر نکلے۔ وہ ذکر کرتا ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پل کے نیچے سے مجھے نکال دیا اور وہ اس مرض سے چھٹکارا پا گیا۔

ایک واقعہ کا تعلق سیدی یحییٰ الوراق سے ہے۔ جب یہ حجاز کی طرف سفر پر روانہ ہوئے تو راستہ میں ان کا خچر سخت مشقت کی وجہ سے جواب دے دیا گیا۔ جب آپ اس سے ناامید ہو گئے تو مجھے دیکھا کہ میں نے اس خچر کو اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ یہ اس نے حالت بیداری میں دیکھا، وہ تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا اور اس پر سوار ہو کر انہوں نے حج کیا۔ جب مکہ میں داخل ہوئے تو ہر رات مجھے دیکھتے کہ میں ان کے ساتھ طواف کر رہا ہوں۔ پھر وہ مجھ سے اوجھل ہو گیا اور مجھے ایک رقعہ بھیجا۔ جس میں انہوں نے مجھے یہ بتایا اور مجھ سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے میرے ساتھ طواف کرتے کرتے ختم کیوں کر دیا تھا؟ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا میرے متعلق اعتقاد صحیح تھا۔ جب کسی فقیر کے بارے میں اعتقاد صحیح ہو تو اس کا مرید جب چاہے جہاں چاہے دیکھ سکتا ہے، اگرچہ دونوں کے درمیان کتنے ہی سال کی مسافت ہو، اور دیکھنا بھی جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے محقق ہوتا ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ شیخ عبداللہ احمد نے مجھے ایک رقعہ لکھا۔ شیخ موصوف سیدی عمر النبتیتی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ رقعہ یہ تھا کہ میں نے تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت عالیہ میں دیکھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میرے یہ دونوں جبہ جات عبدالوہاب کو پہنا دو اور کہہ دو کہ کون (کائنات) میں جیسے چاہیں تصرف کریں۔ کوئی مانع نہیں۔

شیخ عبداللہ راوی فرماتے ہیں کہ میں اس بات کا دیکھ کر شیخ کے فقراء کا خادم بن گیا۔ آپ کے بارے میں میرا اعتقاد اور بڑھ گیا۔

امیر عامر بن بغداد کو فقراء کے بارے میں کوئی زیادہ اعتقاد نہ تھا۔ مگر وہ میرا بڑا معتقد تھا، اس نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں دیکھا۔ آپ میری طرف تشریف لا رہے ہیں اور مجھ سے گفتگو فرماتے ہیں، پھر یوں ہوا کہ عامر مذکور نے کوشش کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو چوم لے لیکن جب بھی بوسہ دینے کیلئے وہ آگے بڑھتا ہے تو مجھے درمیان میں رکاوٹ پاتا ہے اور وہ کہا کرتا تھا کہ ضرورت کسی کو واسطوں کی محتاج نہیں ہوتی، اصل میں قدرت اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ اس خواب کو دیکھ کر وہ

Marfat.com

میرے بارے میں (بلکہ ہر ولی کے بارے میں) صلاح کا معتقد ہو گیا اور پھر لوگوں کو حاجات وضروریات پوری کر دیا کرتا تھا جن کے بارے میں اسے لکھ بھیجتا۔

ایک واقعہ شیخ سعد الدین صنادیدی کے ساتھ پیش آیا۔ یہ شخص سیدی احمد بدوی کے مولد میں میری شرکت پر سخت معترض تھا اور کہتا تھا:

''فلاں آدمی (شعرانی) اس مولد میں کس طرح آتا ہے حالانکہ اس میں یہ یہ منکرات ہیں؟''

اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی، دیکھا کہ آپ نے مجھے اپنے سینہ کے ساتھ ملایا ہوا ہے اور میرے پستان سے خاص دودھ بہہ رہا ہے اور لوگ اسے پی رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مولد میں جس قدر حضرات تھے، سب نے پیا اور سیر ہو گئے اور سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے سامنے کھڑے ہیں اور بلند آواز سے اعلان کر رہے ہیں:

((من اراد المدفليزر عبد الوهاب))

''جو مدد چاہتا ہے اسے عبدالوہاب کی زیارت کرنی چاہیے۔''

پھر وہ خواب سے بیدار ہو گیا اور میرے بارے میں بڑے بڑے معتقدین میں شامل ہو گیا۔''

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے مجھ پر ایک یہ بھی بڑا احسان تھا کہ مجھے جس شخص کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ کسی بیماری یا دکھ درد میں مبتلا ہے تو اس پریشانی میں میں بھی اس کا شریک ہو جاتا۔ خاص کر سلطان اعظم کے بارے میں تو یہ بات سب سے زیادہ تھی۔ وہ اگر بیمار پڑتا تو میں بھی بیمار ہو جاتا اور ایسا بارہا ہوا۔ وہ میرے پاس آتا اور میری فضیلت کا شکریہ ادا کرتا۔ اہل کشف کو بھی اس بات کی اطلاع تھی، وہ آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ اگر میں بادشاہ کے پاؤں کا درد اپنے اوپر نہ ڈال لیتا، جب وہ رافضیوں سے جنگ کرنے چلا تھا تو وہ قطعاً سفر پر روانہ نہ ہوتا اور نہ ہی اسے بھلائی ملتی۔''

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک عظیم نعمت مجھ پر یہ تھی کہ روئے زمین کے دکھی اور پریشان لوگوں کی مدد کرنا اور ان کی ڈھارس بندھانا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی ہمت عطا فرمائی تھی۔ کوئی شخص خواہ وہ جنگلات میں ہوتا، صحراؤں میں ہوتا شہر وبستیوں میں ہوتا، خشکی یا تری میں کہیں بھی ہوتا میں ان کا پرسان حال تھا۔ میں اپنے دل کے ساتھ پوری زمین کا تقریباً تین گھنٹوں میں چکر لگا لیتا۔ میرے چکر لگانے کی صورت اور طریقہ یہ تھا کہ میں اپنی انگلی کے ساتھ شہروں، بستیوں، پہاڑوں اور میدانوں کی طرف اشارہ کرتا اور کہتا اللہ اللہ۔ پھر میں مصر عتیقہ سے ابتداء کرتا۔ پھر قاہرہ پھر اس کی بستیاں حتیٰ کہ میں غزہ شہر پہنچتا۔ پھر قدس، پھر شام، پھر حلب، پھر بلاد عجم، پھر بلاد ترکیہ، پھر بلاد روم، پھر بحر محیط سے بلاد مغرب کی طرف رخ کرتا۔ اس کا ایک ایک شہر پھر کر اسکندریہ آ جاتا، پھر وہاں سے دمیاط، وہاں سے اقصیٰ الصعید، پھر اقصیٰ بلاد الصعید، پھر بلاد درجراج یہ میرے پانچویں دادا جان کا علاقہ ہے۔ پھر وہاں بلاد تکرور کی طرف چلا جاتا۔ پھر بلاد سکوت، وہاں سے بلاد

Marfat.com

نجاشی، پھر اقصیٰ، بلاد حبشہ، پھر وہاں سے بلاد ہند، پھر بلاد سندھو، پھر بلاد چین، پھر واپس بلاد یمن، پھر مکہ مکرمہ، پھر باب المعلاۃ سے نکل کر بلاد حجاز کی طرف چلتے ہوئے بدر تک، پھر صفراء اور پھر مدینہ منورہ میں آ جاتا۔ باب النور سے میں آقا عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کرتا۔ پھر اجازت ملنے پر میں داخل ہو کر آپ کے سامنے کھڑا۔ پھر میں آپ پر صلوٰۃ والسلام اور آپ کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر و عمر) پر درود و سلام عرض کرتا۔ بقیع کی زیارت کرتا۔ پھر کہتا:

((سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين))

"پاک ہے تمہارا رب جو رب العزت ہے، اس سے جو وہ (مشرک) بیان کرتے ہیں اور سلام ہو مرسلین پر اور تعریفیں ہیں اللہ کی جو رب العالمین ہے۔"

جب میں واپس مصر میں اپنے گھر آتا تو میں سخت تھکاوٹ کی وجہ سے چور چور ہوا ہوتا۔ گویا میں نے بہت بڑا پہاڑ اٹھایا ہوا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ مجھ سے پہلے اس طرح کا روئے زمین کا چکر کسی اور نے لگایا ہو۔

اس مقام و مرتبہ کا ابتدائی حصول 923 ہجری میں ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے پرندے کے پروں میں دیکھا۔ وہ ایک لحظہ میں مجھے ساری زمین پر لے گیا۔ وہ مشائخ کرام کی قبور پر سے اڑتا ہوا گزرتا۔ ان کا چکر لگاتا اور میں بھی ساتھ ہی ہوتا۔ صرف دو شخصیات کی قبور پر سے وہ نہ گزرا۔ ایک سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اور دوسری قبر سیدی ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ ان دونوں بزرگوں کی قبور کے قریب اس نے مجھے نیچے اتارا اور قبور کے نیچے سے وہ گزرا۔ مجھے آج تک ان دونوں بزرگوں کے ساتھ اس معاملہ کی حکمت معلوم نہ ہو سکی۔

شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں:

"واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ حبشہ کے کسی شہر کا باشندہ ہمارے ہاتھ مشرف باسلام ہو گیا۔ ہم مصر میں تھے۔ میں نے اسے اس کے شہر کے بارے میں پوچھا اور اس گرجا کے متعلق پوچھا جو اس کے گھر کی گلی کے آخر میں تھا اور اس کے ہمسایہ کے گھر درخت کا پوچھا تو اس نے ان تمام باتوں میں میری تصدیق کی، پھر اس نے حاضرین کو کہا: یہ شخص (امام شعرانی) صالح ہے، کیونکہ یہ میرے شہر اور میرے پڑوسی کے گھر کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ حالانکہ میں اپنے جسم کے ساتھ وہاں کبھی بھی نہ گیا تھا۔ صرف میں نے اپنے قلب سے وہ جگہیں دیکھی تھیں۔"

شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

"اسی طرح کا واقعہ سیدنا لوط علیہ السلام کی قبر انور کے خادم کے ساتھ پیش آیا۔ جب وہ مصر آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ سیدنا لوط علیہ السلام کی قبر انور کے مقابل لیمون کا اگا ہوا درخت موجود ہے؟"

کہنے لگا:

"وہ سالم موجود ہے، اس کی کوئی چیز بھی نہیں کاٹی گئی، حالانکہ میں نے اسے بھی صرف قلب سے ہی دیکھا

Marfat.com

تھا۔"

ایک واقعہ کا تعلق جنات سے ہے، وہ یہ کہ جنات نے ایک مرتبہ میری طرف پچھتر سوالات لکھ کر بھیجے۔ جن کا تعلق "علم التوحید" کے ساتھ تھا بھیجے اس لیے تا کہ میں اس کا جواب لکھ بھیجوں اور سوالات لانے والے جن بولے:

"ہمارے علماء ان سوالات کے جوابات دینے سے عاجز آ گئے ہیں۔"

انہوں نے کہا کہ ان کے جوابات کی تحقیق صرف انسانوں کے علماء ہی کر سکتے ہیں۔ انہوں نے سوالات میں مجھے "شیخ الاسلام" کا نام دیا۔ میں نے ان کا جواب تقریباً پانچ دفتروں پر مشتمل لکھا اور اس کا نام "کشف الحجاب الران عن وجہ السلة الجان" رکھا۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان اس نے مجھ پر یہ فرمایا کہ مجھ سے حجابات اٹھا دیئے۔ حتیٰ کہ میں جمادات اور حیوانات کی تسبیحات سن لیا کرتا تھا۔ یہ رفع حجاب نماز مغرب سے طلوع فجر تک رہتا تھا۔ اس کا سبب یوں ہوا کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ صالح ورع زہد سیدی امین الدین امام جامع عمری رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں نماز مغرب کی ادائیگی کیلئے تکبیر تحریمہ کہی۔ اس کے بعد میرے حجابات اٹھ گئے اور میں نے مسجد کے ستونوں، دیواروں، چٹائیوں اور فرش کے پتھروں کی تسبیحات سنیں حتیٰ کہ میں مدہوش ہو گیا اور میری پھر کیفیت یہ ہو گئی کہ مصر کے اردگرد جو شخص گفتگو کرتا مجھے سنائی دیتی۔ پھر اس میں اور وسعت آ گئی۔ حتیٰ کہ باہر کی بستیوں تک کے لوگوں کی گفتگو سنتا۔ پھر تمام زمین کے باشندوں کی گفتگو سنائی دینے تک معاملہ پہنچ گیا۔ پھر بحر محیط اور دیگر دریاؤں و سمندروں کی مچھلیوں کی تسبیحات بھی سنائی دینے لگیں۔ بحر محیط کی مچھلیوں کی تسبیحات میں سے ایک تسبیح کے یہ الفاظ تھے:

((سبحان الملك الخلاق رب الجمادات والحيوانات والنبات والارزاق سبحان من لاينهى قوت احد من خلقه ولا يقطع بره عمن عصاه))

یہ واقعہ 923 ہجری میں پیش آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنی رحمت نازل فرمائی اور طلوع فجر کے وقت ان تسبیحات کی سماعت کو پردہ میں کر لیا، کیونکہ مجھے دہشت نے آ گھیرا تھا اور کشف کے طریقہ سے ان تسبیحات کا علم میرے لئے باقی رکھا۔ اس سے میرا ایمان اور مضبوط ہو گیا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

"میری بیوی فاطمہ ام عبدالرحمٰن کو دل سوج جانے کی شکایت ہو گئی، اس کی والدہ چلائی اور اسے اس کی موت یقینی نظر آنے لگی۔ مجھے اس پر بہت تشویش ہوئی۔ اچانک کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا ہے جبکہ میں بیت الخلاء میں تھا کہ مکھی کو دوسری نر مکھی کے چنگل سے بچاؤ جو تمہارے چہرہ کے سامنے والے سوراخ میں ہے۔ ہم تمہاری بیوی کی خلاصی کر دیں گے۔ میں سوراخ کے پاس گیا، وہ بہت تنگ تھا، اتنا تنگ کہ اس میں انگلی بھی داخل نہ ہو سکتی تھی۔ میں نے پتلی سی لکڑی پکڑی اور اس میں داخل کر دی۔ پھر میں نے دونوں مکھیوں کو باہر نکال لیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک مکھی دوسری کی گرفت میں ہے۔ اس نے اس کی گردن دبوچی ہوئی ہے اور وہ بھن بھن کر رہی ہے جیسے تکلیف سے چیخ رہی ہو۔ میں نے اسے چھڑایا تو ان کے ساتھ ہی

Marfat.com

میری بیوی کی تکلیف بھی جاتی رہی۔ وہ اسی وقت تندرست ہوگئی اور اس کی والدہ خوش ہوگئی۔ اس دن سے میں نے کسی کیڑے مکوڑے پر احسان کرنا اور اس کے کام آنے کو معمولی نہ سمجھا اور نہ ہی کسی حیوان اور زمین پر چلنے والے کے ساتھ نیکی کرنے کو حقیر جانا، لیکن ان کیڑے مکوڑے اور حیوانات کے علاوہ ہے جن کو شارع علیہ السلام نے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔"

شیخ عبید اللہ احرار:

شیخ عبید اللہ بن محمد بن شہاب الدین الشاشی سمرقندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کاملین میں سے تھے۔ آپ قطب دائرہ لعارفین اور علم کے ایسے خزانے تھے کہ جو کبھی خالی نہ ہوتے ہوں۔ آپ صاحب کرامات تھے۔

شیخ نے ایک مرتبہ "قرش" نامی شہر جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں آپ کا ایک خادم آیا جو آپ کے اونٹوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا جس کا نام "قرہ احمد العربی" تھا۔ وہ رو رہا تھا اور کہنے لگا:

"سید احمد سارو نے مجھے مارا ہے اور بہت زیادہ مجھ پر ظلم کیا ہے۔"

اس کی فریاد سن کر شیخ صاحب بہت متاثر ہوئے۔ آپ خاموش ہوگئے۔ جب واپس سمرقند تشریف لائے تو امراء نے آپ کا استقبال کیا۔ ان میں سید احمد سارو بھی تھے۔ جب سب اکٹھے ہوئے تو آپ سید احمد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے:

"تو نے میرے خادم کو مارا پیٹا ہے اور اس پر ظلم کیا ہے۔؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں بھی اسی طرح تکلیف پہنچانے اور ظلم کرنے کے طریقے جانتا ہوں۔"

یہ کہہ کر آپ نے اسے مجلس میں سے نکال دیا اور عصر کے وقت تک غصہ میں رہے۔ کسی سے کوئی بات چیت نہ کی۔ ہفتہ کے بعد سید احمد مذکور بیمار ہوگیا۔ جب بیماری شدید ہوگئی تو اس نے سلطان کی طرف کسی کو بھیج کر یہ خبر دی کہ مجھ سے جناب سیدنا و مولانا کی بے ادبی ہوگئی ہے۔ لہٰذا میری طرف سے معذرت پیش کریں اور درخواست کریں کہ حضرت مجھے معاف کر دیا جائے۔ سلطان نے اپنے امراء میں سے ایک ایسے امیر کو شیخ صاحب کے پاس بھیجا جو آپ کے ہاں مقبول و منظور تھا۔ اس نے آ کر آپ سے عرض کیا کہ بادشاہ نے فلاں کی طرف سے مجھے معذرت کرنے کی لئے بھیجا ہے۔ لہٰذا آپ اسے معاف فرما دیں۔ آپ نے اس کی گفتگو سن کر فرمایا:

"بادشاہ مجھ سے مردوں کو زندہ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے؟ میں حضرت عیسیٰ نہیں ہوں کہ مردوں کو زندہ کرتا پھروں۔"

چنانچہ وہ گستاخ امیر اسی دن فوت ہوگیا۔

آپ کا ایک خلیفہ آپ بیتی بیان کرتا ہے کہ آپ کی خدمت اقدس سے مشرف ہونے سے قبل میں ایک خوبصورت لڑکے پر عاشق تھا۔ جب تاشکند میں مجھے آپ کی صحبت نصیب ہوئی تو موسم بہار میں ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ سمرقند جانا چاہیے تاکہ اس لڑکے کا دیدار ہو جائے اور نوروز (اہل کتاب) کی عید ہم دونوں اکٹھے منائیں۔ میں نے شیخ صاحب سے اجازت طلب کی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ پھر آپ نوروز کے دن صحراء کی طرف

Marfat.com

نکلے۔ میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا۔ مجھے انتہائی گھٹن محسوس ہو رہی تھی اور سمر قند جانے کو دل مچل رہا تھا، تاکہ دوست کو مل سکوں۔ شیخ صاحب نے پھولوں کا گچھا لیا اور مجھے پکڑا دیا اور فرمایا:

"مولانا ناصر الدین! تمہیں اس لڑکے کے ساتھ مل بیٹھنے سے شرم نہیں آتی؟ اور اس کا تذکرہ کرتے ہوئے حیاء نہیں کرتے؟ اور نوروز میں اس کے ہمراہ ہونے پر تمہیں ذرا بھی جھجک نہیں آتی؟"

یہ سن کر مجھے بیان سے باہر شرمندگی ہوئی۔ جب آپ میری حالت پر مطلع ہوئے تو میری طرف توجہ فرمائی۔ جس سے میرا سب کچھ زائل ہو گیا اور لڑکے کی محبت کی جگہ شیخ صاحب کی محبت موجزن ہو گئی۔

جناب قاضی محمد زاہد سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میرے اتصال کا سبب یہ تھا کہ میں ایک طالب علم کے ہمراہ سمر قند سے ہرات جانے کیلئے سفر پہ نکلا۔ اس طالب علم کا نام شیخ نعمت اللہ تھا۔ مقصد یہ تھا کہ وہاں علماء سے ملیں گے اور علم حاصل کریں گے۔ جب چلتے چلتے ہم ایک بستی "شارمان" میں پہنچے تو سخت گرمی کی وجہ سے وہاں کچھ دن ہم نے قیام کیا۔ ہم ابھی اسی بستی میں تھے کہ اک دن سیدنا شیخ موصوف یہاں تشریف لائے۔ عصر کا وقت تھا۔ ہم نے سنا تو ہم بھی آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ آپ نے ملاقات کے وقت مجھ سے پوچھا:

"تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"

میں نے عرض کیا:

"سمر قند کا رہنے والا ہوں۔"

پھر آپ ہم سے خوبصورت باتیں کرنے لگے اور دوران گفتگو آپ نے میرے بارے میں ایک ایک بات بتا دی جو میرے دل میں تھی۔ حتیٰ کہ آپ نے ہرات جانے کی میری غرض بھی بیان فرما دی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میرا دل آپ سے مکمل طور پر وابستہ ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے کہا:

"اگر تمہارا مقصود علم طلب کرنا ہے تو وہ یہاں بھی حاصل ہو سکتا ہے۔"

اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ میرے دل کے ہر خطرہ اور خیال سے آپ واقف ہیں، اس کے باوجود میرے دل سے ہرات کی طرف سفر کرنے کی محبت نہ نکلی۔ جب آپ کو بذریعہ کشف اس کا علم ہوا تو آپ کے متبعین میں سے ایک نے مجھے کہا:

"ابھی آپ کچھ لکھ رہے ہیں، اس لیے ذرا ٹھہر جاؤ۔"

چنانچہ میں نے تھوڑا سا انتظار کیا۔ جب آپ لکھنے سے فارغ ہوئے تو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میری طرف تشریف لائے، پھر پوچھا:

"تم مجھے اپنے اہم کام کے بارے میں بتاؤ کہ ہرات جانے کی وجہ طریقت حاصل کرنا ہے یا علم پڑھنا؟"

یہ سن کر مجھ پر دہشت طاری ہو گئی، کیونکہ آپ کا جلال ہی ایسا تھا۔ میں خاموش ہو گیا۔ اس پر میرے ساتھی نے آپ سے عرض کی:

"بلکہ اس کا غالب مقصود طریقت ہے۔ علم کی طلب تو اصلی بات پر پردہ ڈالنے کی وجہ سے ہے۔"

Marfat.com

آپ نے اس پر تبسم فرمایا اور فرمایا:
"اگر بات یہی ہے تو بہت افضل اور خوب ہے۔"
پھر آپ نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور اپنے باغ کی طرف لے گئے۔ ہم چلتے رہتے حتیٰ کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپ ٹھہر گئے۔ آپ نے جب سے میرا ہاتھ پکڑا اس وقت سے مجھے غیبت (اپنے آپ سے گم ہو جانا) نے پکڑ لیا۔ وہ بڑھتی گئی حتیٰ کہ میں کافی وقت بے خبر رہا۔ جب مجھے افاقہ رہا۔ آپ نے مجھ سے پھر گفتگو کرنے کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ پھر فرمایا:
"شاید تو میرا خط پڑھنے کی ہمت پاتا ہے۔"
پھر آپ نے اپنے جیب سے ایک ورق نکالا پھر اسے پڑھا اور لپیٹ کر مجھ دیدیا اور فرمایا:
"اسے محفوظ کرلو اور یاد کرلو۔"
اس میں یہ الفاظ تحریر تھے:

((حقیقة العبادة خضوع وخشوع و انکسار یظهر علی قلب بن ادم من شهود عظمة الله تعالیٰ۔ وهذه السعادة موقوفة علی محبة الله تعالیٰ وهی موقوفة علی اتباع سید الاولین والاخرین علیه الصلوٰة والسلام وهو موقوف علی معرفة طریقة فلذالك لزم بالضرورة مصاحبة العلماء الوارثین لعلوم الدین و تلقی علوم النافعه عنهم حتی تظهموالمعارف الالهیة المنوطة بمتابعته ﷺ و مجانبة علماء السوء الذین اتخذوا الدین وسیلة لجمع الدنیا و سبباً للجاه والمتصوفة الذین یتنا ولون ما یجدون من حلال وحرام و عدم الاصغاء للمسائل المخالفة لعقائد اهل السنة والجماعت من مشکلات علم الکلام والتصوف والسلام))

"خشوع و خضوع اور انکسار عبادت کی حقیقت ہے۔ انسان کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مشاہدہ کے باعث یہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور یہ سعادت (حقیقت عبادت) اللہ تعالیٰ کی محبت پر موقوف ہے اور محبت باری تعالیٰ جناب سید الاولین والآخرین کی اتباع پر موقوف ہے اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے طریقہ کی پہچان پر موقوف ہے، اس لیے یہ بات انتہائی ضروری اور لازم ہے کہ ان علماء کی صحبت اختیار کی جائے جو دینی علوم کے وارث ہیں اور ان سے نفع بخش علوم حاصل کیے جائیں، تاکہ معارف الٰہیہ کا ظہور ہو جن کا دارومدار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہے اور ضروری ہے کہ علمائے سوء سے دور رہا جائے۔ جنہوں نے دین کو دنیا جمع کرنے کا وسیلہ بنالیا ہے اور جاہ و مرتبہ کا سبب بنالیا ہے اور ان نام نہاد صوفیوں سے بھی اجتناب کیا جائے جو حلال وحرام سب کچھ ہڑپ کر جاتے ہیں اور عقائد اہل سنت کے خلاف مسائل کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے جن کا تعلق علم کلام، تصوف کی مشکلات سے ہے۔ والسلام"
آپ پھر اپنی مجلس میں واپس تشریف لے آئے، پھر سورۃ فاتحہ پڑھی اور مجھے ہرات کی طرف سفر کرنے کیلئے

Marfat.com

رخصت فرمایا۔ پھر میں آپ کے حکم کے مطابق بخارا کا ارادہ کیے روانہ ہوا۔ ابھی میں چند ہی قدم چلا تھا کہ آپ نے میرے پیچھے ایک آدمی کو رقعہ دے کر بھیجا جو شیخ سعد الدین کاشغری کی طرف لکھا ہوا تھا۔ اس میں تحریر تھا تم پر اس رقعہ کے لانے والے کے حالات کو ملاحظہ کرنا لازم ہے اور اغیار کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اس کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ جب میں نے آپ کی طرف سے یہ سلوک دیکھا تو میرے دل کی تہہ میں آپ کی محبت موجزن ہوگئی اور آپ کے اخلاص نے میرے دل میں گھر کرلیا، لیکن میں نے اپنا ارادہ نہ بدلا، بلکہ رقعہ لیا اور چل پڑا۔ میں نے راستہ میں بہت زیادہ مشقت اٹھائی۔ میں جب دو تین مرحلے طے کر لیتا تو میری سواری کمزور پڑ جاتی اور تھک جاتی۔ حتیٰ کہ میں نے بخارا تک ساٹھ گھوڑے تبدیل کیے۔ جب میں بخارا پہنچ گیا۔ میری آنکھیں بہت سخت دکھنے لگیں جو کئی دن دکھتی رہیں۔ جب ٹھیک ہوئیں میں نے سفر کا ارادہ باندھا تو مجھے ہڈیاں توڑ بخار ہوگیا۔ اب میں نے غور کیا اور سوچا کہ اگر میں اب بھی سفر سے باز نہ آیا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔ لہٰذا میں نے عزم سفر ترک کر دیا اور سفر کی امید منقطع کر دی۔ میں نے شیخ صاحب سے ملاقات کا عزم کرلیا۔ حتیٰ کہ جب میں کاشکند پہنچا تو دل نے چاہا کہ شیخ الیاس دمشقی کی پہلے زیارت کروں۔ میں نے اپنی کتابیں، کپڑے اور سواری ایک دوست کے ہاں بطور امانت رکھیں اور میں ان کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں مجھے ان کا ایک خادم مل گیا۔ میں نے اسے کہا:

''میرے ساتھ چلو تاکہ تمہارے شیخ الدمشقی سے ملاقات کروں۔''

اس نے مجھے کہا:

''تمہاری سواری کہاں ہے۔؟''

میں نے کہا:

''فلاں کے پاس بطور امانت چھوڑ آیا ہوں۔''

خادم کہنے لگا:

''جاؤ اور جا کر اس سے اپنی امانتیں لے آؤ اور میرے گھر میں رکھ دو۔''

پھر ہم شیخ موصوف کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب ہم جا رہے تھے تو مجھے کسی کی آواز سنائی دی۔ مجھے کہا جا رہا تھا:

''تیری سواری گم ہوگئی ہے اور اس پر لدا سامان بھی گم ہوگیا ہے۔''

میں اس آواز کو سن کر حیران رہ گیا اور میرا رنگ اڑ گیا۔ میں بیٹھ گیا اور اس بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ اچانک میرے دل میں خیال آیا ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ مجھے اس لئے دیکھنا پڑا ہو کہ شیخ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اس زیارت پر خوش نہ ہوں، کیونکہ سادات کرام اپنے متبعین کے بارے میں بڑے غیرت والے ہوتے ہیں، اس لیے یہ کیسے ممکن ہوگا کہ میں کسی اور شیخ کی زیارت کیلئے جاؤں اور میرے شیخ میری طرف مکمل توجہ رکھیں؟ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ مجھے اس سے بھی زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے تو میں نے شیخ دمشقی کی زیارت کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور میں نے اب شیخ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا پختہ ارادہ کر

Marfat.com

لیا کہ سب سے پہلے زیارت کروں گا۔ پھر کوئی اور کام۔ ابھی میرا یہ ارادہ مکمل طور پر ذہن میں نہیں آیا تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

"مجھے تمہاری سواری بمعہ ساز و سامان مل گئی ہے۔"

میں اس شخص کے پاس آیا جس کے پاس میں نے اپنی چیزیں امانت رکھی تھیں۔ اس نے مجھے کہا:

"اے محمد! میں نے تمہاری سواری اس جگہ باندھی تھی، پھر چند لمحوں بعد وہ میری نظر سے اوجھل ہو گئی۔ میں ادھر ادھر اسے تلاش کرنے نکلا کہیں نہ ملی۔ حتیٰ کہ میں ناامید ہو گیا۔ پھر میں گھر آ گیا تو میں نے دیکھا کہ تمہارا گھوڑا بازار میں لوگوں کے درمیان کھڑا ہے اور اس پر لدی اشیاء میں سے ایک چیز بھی غائب نہیں، حالانکہ بازار میں بہت زیادہ بھیڑ تھی۔"

میں یہ سن کر بہت زیادہ حیران رہ گیا۔ پھر میں نے گھوڑا پکڑا اور سمرقند کا رخ کیا۔ جب شیخ موصوف کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمانے لگے:

"اہلاً و سہلاً و مرحبا!"

میں نے اس کے بعد آپ کی دہلیز کو نہ چھوڑا۔

شیخ کے ایک ساتھی لطف اللہ الختلانی کا بیان ہے کہ میں نے بچپن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ ایسی صورت میں جلوہ گر تھے کہ جس کی نظیر میں نے نہیں دیکھی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مجھے شیخ صاحب کی ملاقات کا شرف بخشا تو آپ نے فرمایا:

"کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں۔"

دورانِ گفتگو شیخ نے میری طرف دیکھا تو میں نے ان کی وہی صورت دیکھی جو صورت نبی کریم کی میں نے دیکھی تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت کا فیصلہ کیا۔

ایک دن شیخ کے ہاتھ میں "شرح المنازل" تھی جو شیخ عبدالرزاق الکاش کی تصنیف ہے۔ بعض علماء آپ سے اس کتاب کے کچھ مسائل دریافت کر رہے تھے۔ میں نے بھی ایک مسئلہ کے بارے میں کچھ کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں اس معنی کا احتمال ہو۔ آپ نے فرمایا:

"قوم کا کلام علماء کی تاویلات کے تحت نہیں آتا۔"

میں خاموش ہو گیا اور دل میں کہا:

"میں نے جو کہا ہے، وہ قوم کی اصلاح کے خلاف نہیں تھا۔ آپ نے نہ جانے اسے قبول کیوں نہیں کیا؟"

آپ غصہ میں آ گئے اور چند باتیں کیں مجھے یوں لگا کہ گویا مجھ پر پہاڑ آن گرا ہے۔ میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو مجھے آپ کی پیشانی سے نور اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ بڑھنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ گھر اور حویلی اس سے بھر گئے۔ یہ دیکھ کر مجھ پر اس قدر رعب طاری ہو گیا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں کمی آتی گئی۔ حتیٰ کہ آپ اپنی پہلی حالت پر واپس آ گئے۔

جناب لطف اللہ الختلانی بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

"ایک سفر میں، میں شیخ کے ساتھ تھا۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے جو بہت تیز رفتار تھا۔ لیکن میں جس گھوڑے پر تھا وہ سست رفتار تھا۔ لہٰذا میں آپ سے آگے ہو گیا تا کہ سست رفتاری کی وجہ سے پیچھے نہ رہ جاؤں۔ جب آپ میرے پاس پہنچے تو آپ نے میرے گھوڑے کو کوڑا (چھانٹا) مارا اور فرمایا: کیا تمہاری سواری تیز رفتار نہیں؟ اس کے ساتھ ہی گھوڑا تیز رفتار ہو گیا۔"

شیخ صاحب نے کند کراں بستی میں 895 ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپ کے پوتے شیخ محمد یحییٰ اور دوسرے بہت سے لوگوں نے بتایا جو آپ کے وصال کے وقت موجود تھے کہ وصال کے وقت شیخ صاحب کی آخری سانس کے ساتھ آپ کے ابروؤں کے درمیان سے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے چراغ کی روشنی بجھ گئی۔

شیخ حارث بن اسد محاسبی:

شیخ ابوعبداللہ حارث بن اسد محاسبی علیہ الرحمۃ علم، تقویٰ وورع، معاملات اور حال کے اعتبار سے اپنے زمانے کی بے مثل شخصیت تھے۔ شیخ محاسبی علیہ الرحمۃ بصرہ کے رہائشی تھے، لیکن بغداد میں مقیم ہو گئے تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا ۲۴۳ ہجری میں سرزمین بغداد میں وصال ہوا۔

شیخ محمد بن مسروق علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ جب شیخ محاسبی نے وفات پائی تو ایک درہم تک کے محتاج تھے، حالانکہ ان کے والد نے بہت سی زمینیں اور جاگیریں چھوڑی تھیں لیکن انہوں نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔

شیخ محاسبی جب کبھی ایسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتے جس میں شبہ ہوتا تو آپ کی انگلی کی ایک رگ پھڑکتی۔ آپ سمجھ جاتے اور اس کو استعمال کرنے سے رک جاتے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کو باپ کی وراثت سے ۷۰ ہزار درہم ملے لیکن انہوں نے ایک بھی نہ لیا، کیونکہ ان کے والد فرقہ "قدریہ" سے تعلق رکھتے تھے۔ تقویٰ کے تقاضے کے مطابق آپ نے اس کی میراث میں سے کچھ نہ لیا اور فرمایا:

"میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "دو مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔" (سنن ابی داؤد: ۲۹۱۱) (سنن ابن ماجہ: ۲۷۳۱)

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک دن شیخ محاسبی علیہ الرحمۃ میرے پاس سے گزرے۔ میں ان میں بھوک کے آثار دیکھ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا:

"چچا جان! میرے پاس تشریف لائیں اور کچھ تناول فرمالیں۔"

انہوں نے فرمایا:

"ٹھیک ہے!"

میں آپ کو اپنے گھر لے آیا اور آپ کے سامنے پیش کرنے کے لیے کوئی چیز تلاش کرنے لگا۔ گھر میں کہیں سے شادی کا کھانا آیا ہوا تھا۔ میں نے وہ ان کے سامنے پیش کر دیا۔ انہوں نے ایک لقمہ لیا اور اسے منہ میں کئی بار گھمایا۔ پھر اٹھے اور اس لقمہ کو گھر کی دہلیز پر پھینک ڈالا اور چلے گئے۔ کئی دنوں کے بعد میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے اس فعل کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے:

"مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں نے چاہا کہ تمہارا کھانا کھا کر تمہیں خوش کر دوں اور تمہارا دل رکھوں، لیکن

Marfat.com

میرے اور اللہ کے درمیان ایک عہد ہے کہ وہ مجھے ایسا کھانا نہ کھلائے گا جس میں کوئی شبہ ہو اور میرے لئے نکلنا ممکن نہ ہو۔"

پھر پوچھا:

"تمہارے پاس یہ کھانا کہاں سے آیا تھا؟"

میں نے عرض کیا:

"پڑوس میں شادی تھی وہیں سے آیا تھا۔"

میں نے عرض کیا:

"آج تشریف لے آئیں!"

فرمانے لگے:

"ٹھیک ہے۔ میں نے اپنا روٹی کا ایک سوکھا ہوا ٹکڑا پیش کر دیا۔ آپ نے اسے کھایا اور فرمایا:

"جب کسی درویش کو کھانا دو تو ایسا حلال کھانا دیا کرو۔"

شیخ ابو عبداللہ بن خفیف علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ شیوخ میں سے ان پانچ صلحاء کی اقتداء کرو اور باقی کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

شیخ حارث بن اسد محاسبی علیہ الرحمۃ۔

سید الطائفہ شیخ جنید بن محمد بغدادی علیہ الرحمۃ۔

شیخ ابو محمد رویم علیہ الرحمۃ۔

شیخ ابو العباس بن عطاء علیہ الرحمۃ

شیخ عمرو بن عثمان مکی علیہ الرحمۃ

کیونکہ یہ لوگ علم اور حقائق دونوں کے جامع تھے۔

شیخ ابو عثمان بلدی کا ارشاد ہے:

"شیخ محاسبی علیہ الرحمۃ نے مراقبہ اور اخلاص کے ساتھ باطن کی اصلاح کی تو اللہ تعالیٰ نے مجاہدے اور اتباع سنت کی وجہ سے ان کے ظاہر کو مزین فرما دیا۔"

شیخ داؤد طائی:

شیخ ابو سلیمان داؤد بن نصیر الطائی علیہ الرحمۃ صاحب لیاقت صوفی تھے۔ یوسف بن سباط سے مروی ہے کہ شیخ داؤد طائی کو وراثت میں بیس ۲۰ دینار ملے جنہیں انہوں نے بیس سال میں خرچ کیا۔

ایک شخص حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ پانی کے مشکیزے پر دھوپ کی تمازت پڑ رہی ہے تو اس نے عرض کیا:

"آپ اسے سایہ میں کیوں نہیں کر دیتے؟"

شیخ نے فرمایا:

Marfat.com

''جب میں نے اسے یہاں رکھا تھا اس وقت یہاں دھوپ نہ تھی اور مجھے حیاء آتی ہے کہ میں ایسے کام کے لئے قدم اٹھاؤں جس میں نفس کی خواہش پائی جاتی ہو۔''

ایک آدمی شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ کے پاس آیا اور ان کو دیکھنے لگا۔ شیخ نے فرمایا:

''کیا آپ کو علم نہیں کہ صلحاء فضول نظروں کو بھی برا سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ فضول کلام کو برا سمجھتے ہیں۔''

شیخ ابوالربیع واسطی سے مروی ہے کہ میں نے شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ سے عرض کیا:

''مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔!''

شیخ نے فرمایا:

''دنیا کا روزہ موت سے کھولنا اور لوگوں سے اسی طرح بھاگو جس طرح درندوں سے بھاگتے ہو۔''

شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ کے زہد کو انتہاء درجہ اپنانے کی کئی وجہ تھی۔ کئی واقعات اس کے اسباب قرار دیئے جاتے ہیں۔

شیخ استاد ابوعلی دقاق علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ کے زاہد بننے کی وجہ یہ تھی کہ آپ دورانِ سفر شہر بغداد سے گزرا کرتے تھے۔ ایک روز شہر بغداد سے گزر رہے تھے کہ ایک راہ گیر آپ کو زبردستی شیخ حمید طوسی کے سامنے لے آیا۔ شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ نے جب شیخ حمید کو دیکھا تو فرمایا:

''دنیا پر افسوس! دنیا میں حمید تجھ سے آگے نکل گیا۔''

پھر گھر ہی کے ہو گئے اور مجاہدہ وعبادت میں مشغول ہو گئے۔

امام قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد میں ایک صوفی سے سنا جو کہتا تھا کہ شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ کے زہد کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایک نوحہ کرنے والی عورت کو ماتم کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے سنا:

بای خدیك تبدی البلی

وای عینك اذا سال

''اے میرے پیارے دوست! تمہارا کون سا رخسار بوسیدہ ہوا ہے اور کون سی آنکھ بہہ گئی۔؟''

بعض صلحاء نے شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ کے زہد کا سبب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی صحبت کو قرار دیا ہے۔ ایک روز امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ سے فرمایا:

''اے ابوسلیمان! ہم نے ساز و سامان کو مضبوطی سے مزین کر لیا ہے۔''

شیخ داؤد طائی نے عرض کیا:

''اب کس چیز کی ضرورت ہے۔؟''

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''اس پر عمل کرنا۔''

شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی یہ بات سن کر میرے نفس نے مجھے گوشہ نشینی کی طرف کھینچا، مگر دل نے کہا:

Marfat.com

"اس وقت تک گوشہ میں نہ جانا جب تک ان کی مجلس میں نہ بیٹھ لو اور بشرطیکہ کسی مسئلہ میں گفتگو نہ کرنا۔"
میں ایک سال تک امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی مجالس میں بیٹھا، مگر کسی بھی مسئلے میں گفتگو نہ کی۔ کئی ایک مسائل ذہن میں آئے اور میں بات کرنے کا اس سے بھی زیادہ مشتاق ہوتا' جتنا کہ ایک پیاسا ٹھنڈے پانی کا مشتاق ہوتا ہے، مگر اس کے باوجود میں نہیں بولتا تھا۔ جنید نامی حجام نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو کنگھی لگائی تو انہوں نے اسے ایک دینار دیا۔ کسی نے کہا:
"یہ تو اسراف ہے۔"
امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:
"جس شخص میں مروت نہیں پائی جاتی اس کی کوئی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔"
شیخ داؤد طائی علیہ الرحمۃ رات کو یوں دعا کیا کرتے تھے:
"اے اللہ! تیرے غم نے تمام دنیاوی غموں کو معطل کر دیا ہے اور یہ غم میرے اور میری نیند کے درمیان رکاوٹ ہیں۔"
اسماعیل بن زیاد الطائی سے مروی ہے کہ شیخ داؤد طائی کی دایہ نے (بچپن میں) ان سے کہا:
"کیا تجھے روٹی کی خواہش نہیں ہوتی؟"
انہوں نے جواب دیا:
"روٹی کھانے اور اس کے ٹکڑوں کو نگلنے پر جتنا وقت لگتا ہے اتنے وقت میں پچاس آیات کی تلاوت کی جا سکتی ہیں۔"
شیخ کے وصال کے وقت ایک صالح نے انہیں خواب میں دیکھا تو عرض کیا:
"کیا بات ہے؟ دوڑتے جا رہے ہو؟"
فرمایا:
"ابھی ابھی چھٹکارا پا کر آ رہا ہوں۔"
پھر اس کے بعد اس شخص کی آنکھ کھل گئی اور رونے اور چیخنے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اس نے غور سے سنا تو لوگ کہہ رہے تھے:
"داؤد طائی کا وصال ہو گیا۔"
شیخ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا گیا:
"کوئی نصیحت کریں۔"
آپ نے فرمایا:
"موت کا لشکر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"

شیخ شقیق بلخی:

شیخ ابوعلی شقیق بن ابراہیم بلخی علیہ الرحمۃ خراسان کے مشائخ میں سے ہیں۔ شیخ بلخی علیہ الرحمۃ کا جمیع کلام توکل

Marfat.com

سے متعلق ہے۔ شیخ بلخی علیہ الرحمۃ حاتم اصم کے استاذ تھے۔
شیخ شقیق بلخی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:
"جب تم کسی شخص کی حقیقت معلوم کرنا چاہو تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کیا وعدہ فرمایا ہے اور دنیا نے کیا وعدہ کیا ہے۔؟ پھر یہ معلوم کرو کہ اس کا اعتماد دونوں میں سے کس پر ہے، وہی اس کی حقیقت ہوگی۔ (اگر اس کا اعتماد وعدہ الٰہی پر ہے تو وہ نیک و صالح ہے اور اگر وہ دنیا پر اعتماد کرتا ہے تو وہ بے عمل اور جاہل ہے۔)"
شیخ شقیق بلخی علیہ الرحمۃ کا قول ہے:
"انسان کا تقویٰ تین چیزوں سے معلوم ہو جاتا ہے: اول: کیا حاصل کرتا ہے؟ دوم: کن چیزوں سے اجتناب کرتا ہے؟ سوم: کس قسم کی باتیں کرتا ہے؟"
شیخ علیہ الرحمۃ کے تائب ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ کا تعلق ایک مالدار خاندان سے تھا۔ آپ تجارت کے لئے ترکستان گئے اور ابھی نوخیز تھے۔ وہاں بت خانہ میں گئے۔ ایک پجاری کو دیکھا جس نے سر اور داڑھی منڈا رکھی تھی اور ارغوانی رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ شیخ شقیق بلخی نے خادم سے کہا:
"تمہارا پیدا کرنے والا عالم اور قادر اور حیّ ذات ہے، اس کی عبادت کرو اور ان بتوں کی عبادت نہ کرو، یہ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں، نہ نقصان۔"
بت خانے کے خادم نے کہا:
"اگر واقعتاً ایسی ہی بات ہے جو تو نے کہی ہے تو وہ اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ وہ تجھے تیرے ہی شہر میں روزی دیدے۔ تو تجارت کی مشقت اٹھا کر یہاں کیوں آیا ہے؟"
ان الفاظ کو سن کر شیخ شقیق چونک پڑے اور زہد کا راستہ اختیار فرما لیا۔
شیخ حاتم اصم کہتے ہیں کہ شیخ شقیق بلخی صاحب مال افراد میں سے تھے۔ خود بھی نوجوان تھے اور اکثر نوجوانوں کی محافل و مجالس میں رہتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں شہر بلخ کا حاکم علی بن عیسیٰ بن مہان تھا۔ حاکم کو شکاری کتوں سے بڑا لگاؤ تھا۔ ایک دفعہ حاکم کے شکاری کتوں میں سے ایک کتا گم ہو گیا۔
حاکم کو بتایا گیا کہ اس کا کتا فلاں آدمی کے پاس ہے، جو شقیق بلخی کے پڑوس میں رہتا تھا۔"
حاکم نے اس شخص کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب داروغہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اس کے گھر پہنچا تو اس آدمی نے شیخ شقیق کے ہاں پناہ لی۔ شیخ شقیق حاکم بلخ کے پاس گئے اور کہا:
"تمہارا کتا تو میرے پاس ہے۔ لہٰذا اس آدمی کا پیچھا چھوڑ دو۔ میں تین دن کے اندر واپس کر دوں گا۔"
چنانچہ اس آدمی کو چھوڑ دیا گیا۔ شیخ شقیق بلخی گھر واپس آ کر بہت فکر مند ہوئے، یہاں تک کہ تیسرا دن بھی آ گیا۔ شیخ شقیق کا ایک دوست بلخ سے باہر کہیں سفر پر گیا ہوا تھا، یہ کتوں کا بہت شوقین تھا۔ جب یہ بلخ واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں اسے ایک کتا دکھائی دیا جس کے گلے میں پٹہ تھا۔ اس نے اسے اس نیت سے کہ وہ شیخ شقیق کو تحفہ دے گا، پکڑ لیا۔ چنانچہ جب وہ کتا لایا تو شیخ شقیق نے غور سے دیکھا تو وہی امیر کا کتا تھا۔ یہ دیکھ کر شیخ شقیق خوش ہوئے اور جا کر امیر کو دیدیا اور ضمانت سے پیچھا چھڑایا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے سبب شیخ شقیق

Marfat.com

اس واقعہ کی وجہ سے غفلت سے بیدار ہوئے اور اپنے اعمال سے توبہ کرتے ہوئے زہد کا راستہ اختیار کیا۔

شیخ حاتم اصم علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شیخ شقیق بلخی علیہ الرحمۃ ایک جنگ میں ترکوں سے لڑ رہے تھے۔ سر کٹ کٹ کر گر رہے تھے اور تلواریں ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہی تھیں۔ اس حالت میں شیخ شقیق بلخی نے فرمایا:

"حاتم! آج اپنے آپ کو کیسے پا رہے ہو؟ کیا یہ ایسی خوشی ہی نہیں جو شب زفاف میں تھی!"

میں نے عرض کیا:

"اللہ کی قسم! ہرگز نہیں!"

شیخ نے فرمایا:

"مگر اللہ کی قسم! میں ویسا ہی محسوس کر رہا ہوں' جیسا اس رات کو محسوس کر رہا تھا۔"

یہ فرما کر آپ اپنی ڈھال سر کے نیچے رکھ کر لڑنے والے لوگوں کی دونوں صفوں کے درمیان سو گئے۔ یہاں تک کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔

بعض صلحاء کا ارشاد ہے کہ شیخ شقیق بلخی علیہ الرحمۃ نے قحط کے زمانے میں ایک غلام کو کھیلتے اور اچھلتے دیکھا' حالانکہ لوگ قحط کی وجہ سے بہت مصیبت میں تھے۔ شیخ شقیق بلخی علیہ الرحمۃ نے اس غلام سے فرمایا:

"کیا وجہ ہے؟ تم اس قدر خوش کیوں ہو؟ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ لوگ اس قحط کے سبب کس قدر پریشان حال ہیں؟"

غلام نے کہا:

"مجھے اس قحط کا کیا غم ہے؟ جب میرے آقا کے پاس ایک پورا گاؤں ہے' جس سے اس کو اس قدر آمدنی ہوتی ہے جو ہماری ضرورت کے لیے کافی ہوتی ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ نے سوچا کہ اس کے آقا کے پاس ایک گاؤں ہے اس لیے اسے روزی کی فکر نہیں، حالانکہ وہ بھی مخلوق ہے اور محتاج بھی، تو اس کے باوجود یہ کیسے مناسب ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان اپنی روزی کی فکر کرے، حالانکہ اس کا رب ساری کائنات کا مالک ہے اور کسی کا محتاج بھی نہیں۔"

شیخ ابایزید بسطامی:

شیخ حسن بن علی فرماتے ہیں کہ جب شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا:

"یہ بتایئے کہ آپ کو معرفت کیسے حاصل ہوئی؟"

شیخ نے فرمایا:

"پیٹ کو (زیادہ کھانے سے) بھوکا اور بدن کو (اعلیٰ لباس سے) ننگا رکھ کر۔"

شیخ بسطامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"میں تیس سال تک مجاہدہ کرتا رہا، مگر میں نے علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے بڑھ کر کسی چیز کو مشکل نہیں پایا۔ اگر علماء میں اختلاف نہ ہوتا تو میں ایک ہی اجتہاد پر رہ جاتا۔ مسئلہ تجرید توحید کے علاوہ دوسرے مسائل میں علماء کا اختلاف باعث رحمت ہے۔"

Marfat.com

وصال سے پہلے شیخ بسطامی علیہ الرحمۃ نے مکمل قرآن مجید حفظ فرمالیا تھا۔

عمی بسطامی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ان سے شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''آئیں اس شخص کے پاس جاتے ہیں جس نے اپنے آپ کو ولی مشہور کر رکھا ہے۔''

جس آدمی کا شیخ نے فرمایا تھا وہ آدمی لوگوں میں اپنے زہد کی وجہ سے مشہور تھا۔ قرب و جوار اور دور دراز سے لوگ اس کے پاس آتے تھے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ اپنے حجرے سے نکلا، مسجد میں داخل ہوا اور قبلہ کی جانب تھوک پھینکا۔ یہ دیکھنا تھا کہ شیخ ابایزید بسطامی علیہ الرحمۃ واپس لوٹ آئے، حتی کہ اسے سلام تک بھی نہ کیا۔ آپ نے فرمایا:

''یہ شخص تو آداب نبوی میں سے کسی ایک ادب کا بھی امانتدار اور امین نہیں ہے، ولایت کا امین کیسے ہو سکتا ہے جس کا یہ دعوے دار ہے۔؟''

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کروں کہ مجھے دستر خوان (لذت والے کھانوں) اور عورتوں کی مصیبت سے نجات عطا فرما دے۔ پھر خیال کیا کہ میرے لئے یہ درخواست کرنا درست نہیں' جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسی درخواست نہیں کی، لہٰذا میں نے یہ درخواست نہیں کی۔ پھر مجھے اللہ نے عورتوں سے اس قدر بچالیا کہ میرے وہم خیال میں بھی نہیں آتا تھا کہ یہ عورت میرے سامنے ہے یا دیوار۔''

عمی بسطامی اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے شیخ ابویزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے معرفت اور زہد کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا:

''زہد کی کوئی منزل نہیں۔''

میں نے عرض کیا:

''کیوں؟''

فرمایا:

''اس وجہ سے کہ میں صرف تین دن تک زہد میں رہا' چوتھا دن آیا تو میں اس سے رخصت ہو گیا۔ پہلے دن میں نے دنیا و مافیہا سے زہد کیا۔ دوسرے دن میں نے آخرت و مافیہا سے زہد کیا اور تیسرے دن اللہ کے ماسوی سے زہد کیا' جب چوتھا دن آیا تو اللہ کے سوا کچھ باقی نہ رہا' تو میں دیوانہ وار پھیرنے لگا۔ اچانک ہاتف کی آواز آئی: اے بایزید! تو ہمارے ساتھ رہنے کی سکت نہیں رکھ سکتا۔ میں نے کہا: میں یہی چاہتا ہوں۔ پھر ایک شخص کو سنا جو یہ کہہ رہا تھا: تو نے اپنا مقصد پالیا۔''

شیخ ابایزید بن طیفور بن عیسیٰ البسطامی علیہ الرحمۃ کے دادا نے مجوسیت کو ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ شیخ علیہ الرحمۃ تین بھائی تھے:

1: شیخ آدم۔

2: شیخ طیفور

Marfat.com

3: شیخ علی۔

یہ تینوں بڑے پائے کے زاہد اور عابد تھے۔ ان میں ابو یزید بسطامی علیہ الرحمۃ سب سے زیادہ عبادت گزار اور جلیل القدر ولی تھے۔

شیخ بسطامی علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۶۱ ہجری میں ہوا اور بعض اہل تاریخ کے مطابق آپ کا وصال ۲۳۴ ہجری میں ہوا۔

شیخ علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا:

"آپ کو راہِ الٰہی میں کون کون سے مشکل چیزیں برداشت کرنی پڑیں؟"

فرمایا:

"مشکلات کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔"

پوچھا گیا:

"آپ نے سب سے آسان کون سی چیز دیکھی؟"

فرمایا:

"میں نے نفس کو عبادت کی دعوت دی' مگر اس نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا' تو میں نے اس کے بدلے اسے ایک سال تک (سیر ہو کر) پانی نہ دیا۔"

شیخ بسطامی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے:

"میں تیس سال سے اس حالت میں ہوں کہ میں نماز ادا کرتا ہوں' مگر نماز کے وقت میں یہ اعتقاد اپنے قلب میں رکھتا ہوں کہ میں گویا ابھی مجوسی ہوں اور اپنا زنار کاٹنا چاہتا ہوں۔"

شیخ موسیٰ بن عیسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ شیخ ابو یزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اسے کرامات دی گئی ہیں، یہاں تک کہ دیکھو کہ وہ ہوا میں اڑتا پھرتا ہے، پھر بھی تم اس سے دھوکا نہ کھانا، یہاں تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ وہ اوامر اور نواہی اور حدود اللہ کی محافظت اور شریعت کی ادائیگی میں کیسا ہے۔"

عمی بسطامی کہتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ ایک رات شیخ ابا یزید بسطامی دیوار پر اللہ کی یاد کے لئے گئے، مگر صبح تک کوئی ذکر نہ کر سکے۔ میں نے عرض کیا:

"ذکر نہ کر سکنے کی وجہ کیا ہے۔؟"

جواباً فرمایا:

"بچپن میں ایک لفظ زبان پر جاری ہو گیا تھا وہ یاد آ گیا تھا۔ اس لئے شرم آئی کہ اسی زبان سے اللہ کو یاد کروں۔"

شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامۃ المصری القرشی:

شیخ ابو عمرو القرشی مصر کے مشائخ میں سے جانی پہچانی شخصیت تھے۔ بہت بڑے عارف اور مشہور علماء کے سردار

Marfat.com

تھے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مفتی تھے۔ایک مرتبہ مصر میں بہت بڑا سیلاب آ گیا،قریب تھا کہ مصر ڈوب جاتا اور تمام کھیتیاں برباد ہو جاتیں۔لوگوں نے جناب شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے فریاد کی۔آپ باہر تشریف لائے اور دریائے نیل کے ایک کنارے پر بیٹھ کر وضو کیا تو پانی اسی وقت کم ہو گیا اور تقریباً دو ہاتھ اتر گیا۔پھر اور کم ہوا۔حتیٰ کہ زمین دکھائی دینے لگی اور لوگوں نے دوسرے دن بیج بوئے اور کاشتکاری کر دی۔

ایک سال دریائے نیل کا پانی کم ہو گیا۔اکثر زراعت ختم ہو گئی اور نرخ بہت بڑھ گئے۔لوگوں نے شیخ ابو عمرو سے فریاد کی۔آپ نے اس کے کنارے لوٹے سے وضو کیا جو آپ کے خادم کے پاس تھا۔پانی اسی دن زیادہ ہو گیا اور بڑھتا رہا حتیٰ کہ اپنی عادت کے مطابق دریا پر ہو گیا۔اس سال زراعت میں بڑی برکت ہوئی۔ایسی کہ اس سے پہلے اس قدر برکت دیکھنے میں نہ آئی تھی۔

آپ کے ایک خادم جناب الشیخ الصالح احمد بن برکات السعدی المقری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب ابو عمرو کے ساتھ روانہ ہوا اور میں ان دونوں ثانی اثنین کے مقام تجرید میں تھا۔تین دن سے میں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا تھا،قریب تھا کہ زمین پر گر پڑتا۔جب شیخ عمرو نے میری حالت دیکھی تو ایک ریت کے ٹیلے کی طرف متوجہ ہوئے۔اس سے ریت کے چلو بھرنے شروع کر دیئے اور مجھے دینے شروع کر دیئے۔میں جب ہاتھ میں لیتا تو وہ ریت کی بجائے ستو ہوتے جس میں چینی ملی ہوئی ہوتی۔میں نے خوب سیر ہو کر کھائے۔پھر آپ نے ریت کے ٹیلہ میں ہاتھ مارا تو اس سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ پھوٹا،میں نے سیر ہو کر پیا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"شیخ ابو عمرو نے ایک دن نماز عشاء مصر میں اپنے گھر ادا فرمائی۔پھر آپ اپنے ایک خادم ابو العباس المقری کے ہمراہ گھر سے باہر نکل کر چلتے رہے۔چلتے چلتے دونوں مکہ شریف پہنچ گئے۔دونوں نے وہاں کافی وقت نماز ادا کرنے میں گزارا۔پھر وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف نکلے۔مدینہ شریف پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔پھر بیت المقدس گئے وہاں کچھ دیر نماز ادا کی۔پھر واپس مصر آ گئے۔ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تھی۔ابو العباس کہتے ہیں میں نے اس رات تھکن بالکل محسوس نہ کی۔اگر کوئی عربی شخص چاہتا کہ وہ غیر عربی میں گفتگو کرے یا کوئی غیر عرب چاہتا کہ عربی میں کلام کرے تو آپ اس کے منہ میں پھونک کے ذریعے لعاب دہن کے چھینٹے ڈالتے تو اسے مطلوبہ لغت آ جاتی۔پھر یوں بولتا کہ یہ اس کی مادری زبان ہے۔مصر میں ہی آپ نے 564 ہجری میں ستر سال سے اوپر کی عمر میں انتقال فرمایا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی مشرقی جانب ستون کے قریب دفن کئے گئے۔"

شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق البطائحی:

شیخ ابو عمرو عثمان علیہ الرحمۃ مشہور مشائخ میں سے ہیں۔آپ بہت بڑے مرد خدا اور صاحب کرامات تھے۔"بطائح" میں گیارہ سال تک پھرتے رہے۔ہر سال اونی جبہ زیب تن فرمایا کرتے جو ایک شخص لا کر دیا کرتا تھا۔ایک رات نماز تہجد میں مصروف تھے کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے دروازے کھل گئے اور انوار و تجلیات ظاہر ہونے لگے۔آپ سات سال متواتر آسمان کی طرف سر اٹھائے کھڑے رہے۔نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی اپنے حالات کا احساس

Marfat.com

ہوا۔ پھر بشریت میں واپس آ گئے۔ پھر آپ کو حکم ملا کہ اب اپنی بستی میں چلے جاؤ اور اپنی بیوی سے ہم بستری کرو۔ اب تمہارے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش کا وقت آن پہنچا ہے۔

شیخ گھر تشریف لائے۔ دروازہ پر دستک دی اور اپنی اہلیہ کو اپنے حال کی خبر دی تو وہ بولی:

"اگر فیصلہ ہو چکا ہے اور تقدیر میں طے ہو چکا ہے تو میرے بارے میں لوگوں کو بتا دو۔"

آپ یہ سن کر چھت پر چڑھ گئے اور آواز دی:

"اے بستی کے رہنے والو! میں فلاں ہوں۔ سوار ہو جاؤ! میں بھی سوار ہونے والا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز سب تک پہنچائی اور آپ کے اعلان کا مطلب بھی سمجھ گئے تو جس شخص کی آپ سے موافقت ہو گئی اور اس رات اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا اور حمل ٹھہر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے صالح بیٹا عطا فرما دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس رات چالیس مردوں نے آپ سے موافقت کی۔ ان کے ہاں چالیس ولی اللہ پیدا ہوئے۔ آپ نے پھر غسل کیا اور باہر جنگل میں نکل آئے اور پہلے کی طرح کھڑے ہو گئے۔ حتیٰ کہ زمین سے گھاس وغیرہ اُگ کر آپ کی ناف تک بلند ہو گئی۔ شیروں، وحشی جانوروں اور پرندوں تک کو آپ سے محبت و الفت ہو گئی۔ پھر بشریت میں واپس آ گئے اور چودہ سال کے فرض قضاء کئے۔ آپ کے قریب درندے اور کتے آپس میں کھیلتے تھے۔

جناب تاذفی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالفتح بن ابی الغنائم الواسطی نے کہا کہ ایک شخص جناب شیخ احمد بن الرفاعی کے پاس ایک بہت کمزور بیل کو کھینچتا ہوا لے کر آیا اور عرض کرنے لگا:

"اے میرے آقا! میرے اور میرے گھر والوں کیلئے اس بیل کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معاش نہیں اور اس کے علاوہ کوئی مال بھی نہیں کہ اس کے بجائے نیا خرید سکیں اور یہ کام کاج کرنے سے عاجز ہو چکا ہے۔ آپ اس کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے قوت اور برکت عطا فرما دے۔"

شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا:

"اسے شیخ عثمان بن مروزہ کے پاس لے جاؤ۔ میرا سلام کہنا اور ان سے دعا کراؤ۔ میرے لئے، اس بیل کیلئے اور تم اپنے کام کیلئے ان سے دعا کا کہنا۔"

بیل کا مالک بیل کو کھینچتا ہوا شیخ عثمان بن مروزہ کے ہاں لے گیا۔ دیکھا کہ آپ اس وقت جنگل میں تشریف فرما ہیں اور ان کے ارد گرد شیر بخوشی بیٹھے ہیں۔ آپ نے اسے فرمایا:

"آگے آ جاؤ۔"

یہ آگے بڑھا۔ آپ نے ابتداء کرتے ہوئے کہا:

"اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ احمد کو سلام! اللہ تعالیٰ اس کا، میرا اور تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔"

پھر آپ نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اٹھا اور اس نے بیل کو چیر پھاڑ دیا اور اس میں سے کچھ کھا لیا۔ پھر شیخ نے اسے فرمایا:

Marfat.com

''اٹھ! اور چلا جا!''

وہ چلا گیا۔ پھر دوسرے شیر کو حکم دیا:

''اٹھو اور تم بھی کچھ کھالو۔''

اسے بھی چلے جانے کو کہا۔ وہ چلا گیا۔ اسی طرح ایک کے بعد دوسرے شیر کو حکم دیتے رہے۔ وہ کھا کر چلا جاتا حتیٰ کہ بیل کا گوشت مکمل طور پر شیروں نے کھالیا۔ اسی دوران ایک موٹا تازہ بیل اچانک کہیں سے آنکلا اور شیخ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے بیل کے مالک کو فرمایا:

''تم اپنے بیل کے بدلے میں یہ بیل لے لو۔''

وہ اٹھا اور اٹھ کر اس موٹے تازے بیل کو پکڑ لیا۔ دل میں کہنے لگا:

''میرا بیل تو ہلاک ہو گیا اور یہ بیل میں لے کر چل پڑا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی اسے پہچان لے اور مجھے اس کی وجہ سے پریشان ہونا پڑے۔''

اچانک ایک آدمی آیا اور دوڑتا ہوا جناب شیخ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ ان کے ہاتھ چومے اور عرض کرنے لگا:

''اے آقا میں نے آپ کیلئے ایک بیل کی نذر مانی تھی اور اسے لے کر جنگل میں آپ کے پاس حاضر ہونے کیلئے چل پڑا۔ وہ مجھ سے بھاگ گیا۔ نہ معلوم وہ کدھر گیا۔''

آپ نے اسے کہا:

''بیٹا! دیکھا تو سہی وہ تو یہاں پہنچ چکا ہے اور وہ سامنے کھڑا ہے۔''

جب اس شخص نے اپنا بیل دیکھا تو فوراً شیخ کے قدموں پر لوٹ گیا اور چومنے لگا اور عرض کرنے لگا:

''اے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر چیز کی پہچان عطا فرما دی اور ہر چیز کو آپ کی معرفت عطا کر دی۔ حتیٰ کہ چار پائے بھی آپ کو جانتے ہیں۔''

آپ نے اسے فرمایا:

''اے بندۂ خدا! حبیب اپنے حبیب سے کچھ بھی چھپا کر نہیں رکھتا اور جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اسے ہر چیز جان پہچان جاتی ہے۔''

اس کے بعد شیخ نے بیل کے مالک کو فرمایا:

''تو اپنے دل سے میرے ساتھ جھگڑا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا بیل تو ہلاک ہو گیا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ یہ موٹا تازہ بیل جو شیخ نے مجھے دیا اگر کسی نے پہچان لیا تو مجھے اس کی وجہ سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا؟''

یہ سن کر اس نے رونا شروع کر دیا۔ پھر شیخ نے اسے فرمایا:

''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں دل کی باتیں جانتا ہوں؟ جاؤ بیل ساتھ لے جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت عطا فرمائے گا۔''

چنانچہ اس نے بیل لیا اور واپس آ گیا۔ چلتے وقت دل میں خیال آیا:

Marfat.com

"ہوسکتا ہے کہ کوئی شیر مجھے یا میرے بیل کو نقصان پہنچائے۔"
شیخ صاحب نے اسے کہا:
"تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ کوئی شیر تجھے یا تیرے بیل کو نقصان پہنچائے گا؟"
عرض کرنے لگا:
"جی حضور! یہی خیال آیا ہے۔"
آپ نے اپنے سامنے موجود ایک شیر کو حکم دیا:
"اٹھو اور اس کے ساتھ جاؤ اور وہاں تک اس کی حفاظت کرو جہاں اسے اپنے اور بیل کے بارے میں اطمینان ہو جائے۔"
چنانچہ وہ شیر اس کے ساتھ چل پڑا۔ کبھی دائیں کبھی بائیں۔ کبھی آگے، کبھی پیچھے ہو جاتا اور جو چیز اس کی طرف بڑھتی اسے بھگا دیتا۔ اسی طرح چلتے چلتے وہ شخص اپنے ٹھکانے پر آ گیا۔ پھر یہ بیل والا آدمی شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوا اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ سن کر شیخ احمد رو پڑے اور کہنے لگے:
"ابن مرزوہ ایسی شخصیت کہ ان کے بعد کسی عورت کے ہاں پیدا ہونی ناممکن ہے۔"
پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بیل میں بڑی برکت عطا فرمائی۔ اس کی وجہ سے بہت سا مال ہاتھ آیا اور یہ سب دراصل شیخ کی برکت کا نتیجہ تھا۔
سات آدمی جو بندوق سے شکار کرنے کے ماہر تھے۔ اس جنگل میں شکار کھیلنے آئے جس میں شیخ عثمان بن مرزہ موجود تھے۔ انہوں نے آپ کے قریب بہت سے پرندوں کا شکار کیا۔ ہر پرندہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی مر جاتا تھا۔
یہ دیکھ کر موصوف نے ان کو کہا:
"ان کا کھانا حلال نہیں۔"
شکاریوں نے پوچھا:
"کیوں؟"
آپ نے فرمایا:
"اس لیے کہ یہ مردار ہیں۔"
انہوں نے عام آدمیوں کی طرح مذاق اڑاتے ہوئے کہا:
"تم انہیں زندہ کر کے دکھاؤ؟"
آپ نے پڑھا:
((بسم الله والله اکبر، اللهم احیها یا محیی العظام وهی رمیم))
"اللہ کے نام سے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اے اللہ! اے ہڈیوں کے راکھ ہو جانے کے بعد زندہ کرنے والے! ان کو زندہ کر دے۔"
یہ سن کر تمام پرندے زندہ ہو گئے اور اڑ گئے۔ حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ شکاریوں نے جب یہ

Marfat.com

کرامت اپنی آنکھوں سے دیکھی تو توبہ کی اور آپ کی خدمت بجالائے۔

شیخ عثمان علیہ الرحمۃ کے پاس جنگل میں دو آدمی حاضر ہوئے، ان میں سے ایک اندھا اور دوسرا جذام کا مریض تھا، اس لیے حاضر ہوئے تاکہ آپ سے دعا کرائیں اور آرام ہو جائے۔ ان دونوں کو راستہ میں تیسرا شخص مل گیا۔ اسے ان دونوں نے اپنے ارادہ کی اطلاع دی۔ وہ بولا:

"یہ عیسیٰ بن مریم تو نہیں ہے؟ اگر میں آنکھوں سے دیکھ لوں کہ اس نے ان دونوں کا دکھ دور کر دیا تو پھر بھی میں اس کی تصدیق نہیں کروں گا۔"

جیسا کہ اولیاء کرام کے منکرین بکواس کیا کرتے تھے۔ ان دونوں کے ساتھ ساتھ شیخ کی طرف وہ بھی چل پڑا، لیکن بدبختی نے بادل نخواستہ ان کے ساتھ آنے پر مجبور کیا۔ جب یہ تینوں پہنچ گئے تو شیخ موصوف نے کہا:

"اے اندھے پن اور اے مرض جذام! ان دونوں سے اتر کر اس منکر کو پکڑ لو۔"

وہ دونوں فوراً صحت یاب ہو گئے اور منکر اندھا اور جذام والا ہو گیا۔ پھر آپ نے اس منکر سے پوچھا:

"اب تیری مرضی ہے کہ تصدیق کرے، یا انکار پر قائم رہے۔"

پھر وہ اسی حالت میں مر گیا۔ شیخ موصوف سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ کے ہم عصر تھے، جو بطائح میں سکونت پذیر تھے اور وہیں انتقال فرمایا۔ ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔

شیخ کہا کرتے تھے:

"میری روح کو بلایا گیا تو اس نے جانا قبول کر لیا ہے۔"

جب وقت انتقال آیا تو کہنے لگے: "لبیک" پھر وصال فرما گئے۔

شیخ ابو عفان عثام بن ابی القاسم بن احمد بن اقبال المینی:

شیخ ابو عثمان فقیہ، عالم باعمل، زاہد، متقی اور دنیا سے بیزار بزرگ تھے۔ دنیا ان کی نظروں میں ہیچ تھی۔ آپ کو ایک مرتبہ "مدرسہ منصوریہ حنفیہ" میں پڑھانے کیلئے پیشکش کی گئی تو آپ نے انکار کر دیا۔ یہ مدرسہ "زبید" میں واقع ہے بلکہ انکار سے بڑھ کر آپ نے اسے بہت زیادہ ناپسند کیا، حالانکہ آپ کی بظاہر حالت فقر و فاقہ اور حاجت کی تھی۔

مروی ہے کہ شیخ کے گاؤں میں ایک شخص عراق کا رہنے والا آیا۔ جب اس کی ملاقات شیخ موصوف سے ہوئی تو درس کے کسی آدمی سے پوچھا:

"کیا شیخ موصوف نے اس سال حج کیا ہے؟"

اس نے کہا:

"نہیں۔"

عراقی بولا:

"اللہ کی قسم! میں نے ان کو حرم میں اس دن پانچوں نمازیں ادا کرتے دیکھا ہے۔"

پھر وہ شخص شیخ کو جھک کر چومنے لگا اور ان سے دعا کا طالب ہوا۔

اتفاق سے شیخ علیہ الرحمۃ کے گاؤں کے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا اور وہ نہایت غریب تھا اور اس نے حکومت کا

Marfat.com

بھی کچھ پیسہ دینا تھا۔ وادی زبید کے چیئرمین نے اس بستی کے نمبردار کو لکھا:

"مرنے والے کے گھر کو بند کر کے سرکاری مہر لگا دی جائے اور اس میں موجود مال واسباب کو بستی کے دو آدمیوں کی موجودگی میں نیچے اتارا جائے اور وہ دونوں آدمی شیخ عثمان کے مدرسہ کے طالب علم ہونے چاہئیں۔"

نمبردار نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ ان میں سے صرف ایک موجود تھا، اسے بلایا۔ وہ شیخ موصوف کے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا۔ شیخ نے اسے فرمایا:

"ان کے ساتھ کبھی بھی نہ جانا۔"

چنانچہ یہ طالب باہر آیا اور پیغام لانے والے کو کہہ دیا:

"معذرت کرتا ہوں نہیں جا سکتا۔"

اس نے معذرت قبول نہ کی اور ارادہ کیا کہ گھسیٹ کر ساتھ لے جائے۔ شیخ کے درس میں بہت سے درویش باہر نکلے اور اسے چھڑا کر لے آئے۔ پھر نمبردار خود شیخ کے پاس گیا۔ اس نے اپنے آپ کو ہتھیار سے مسلح کیا ہوا تھا۔ ارادہ تھا کہ شیخ کو اذیت دوں گا اور اس کے درویشوں کو بھی مزا چکھاؤں گا کہ انکار کیسے کیا جاتا ہے۔

ادھر اس نے چیئرمین کو بھی رقعہ بھیج دیا اور اس میں سب کچھ لکھ دیا۔ مدرسہ کے لوگوں پر بہت پریشانی چھا گئی۔ جب چیئرمین کو پتہ چلا تو غصہ میں آگ بگولا ہو گیا اور خود بمعہ اپنے ساتھیوں کے شیخ کی بستی کی طرف چل پڑا تا کہ شیخ اور اس کے درویشوں کو گرفت میں لے۔ "زبید" شہر سے جب وہ چلا تو رات ہو چکی تھی۔

ساری رات وہ اپنے ساتھیوں سمیت چلتے رہے لیکن شیخ کی بستی تک نہ پہنچ سکے اور نہ ہی انہیں اس بستی کا راستہ معلوم ہوا حالانکہ وہ دور بھی نہ تھی۔ رات دن اکثر یہاں ان کا آنا جانا بھی رہتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے اپنے چلنے کے نشانات دیکھے۔ نظر آیا کہ جہاں سے چلتے پھر پھرا کر وہیں آجاتے۔ پھر دوسری جگہ جاتے وہاں سے چلتے تو پھر پہلی جگہ پر ہی آتے۔ اس سے چیئرمین کو معلوم ہو گیا کہ اس کی وجہ شیخ موصوف کا جلال ہے۔ لہٰذا اس نے اپنا ارادہ بدل دیا، توبہ کی نیت کی اور شیخ سے ملاقات کا قصد کیا۔ ان سے ملا اور معذرت طلب کی۔ شیخ موصوف نے معاف کر دیا اور معذرت قبول کر لی۔

شیخ موصوف کی اور بھی بکثرت کرامات ہیں۔ آپ راسخ فی العلم شخصیت تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے نفع اٹھایا اور ان پر "صلاح" غالب تھی۔ آپ 776 ہجری میں فوت ہوئے۔

شیخ یوسف بن عبداللہ بن عمر اعجمی:

شیخ یوسف بن عبداللہ بن عمر اعجمی علیہ الرحمۃ بہت بڑے عارف اور مشہور ولی ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے انجم محمود اور اصفہانی اور بدر الششتری وغیرہ سے طریقت حاصل کی تھی۔

آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس تین سال تک قیام پذیر رہا اور اللہ تعالیٰ کی طرف طریقت چاہتا تھا، لیکن شیخ اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ جب اس نے شیخ سے ضد کی کہ مجھے طریقت سکھائیں تو آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''میرے بیٹے! تو میرے نزدیک میرے اپنے بیٹے کی طرح ہے اور میرا مقصود ہے کہ تو میری پردہ پوشی کرے گا۔ میں نے اس رات ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے، جسے میں نے اپنے اہل و عیال میں اجازت لئے بغیر بیٹھے دیکھا اور اس کی نعش وہ کھجوروں کے پتوں میں پڑی ہے۔ اسے آج رات ہی وہاں سے اٹھا کر باہر ٹیلے کی طرف لے جاؤ اور جا کر راتوں رات دفن کر دو۔ تمہیں میں اس کام کا ایک دینار سونے کا عطا کروں گا۔''

اس شخص نے یہ کام کر دیا۔ پھر شیخ موصوف اس شخص پر دوسرے دن غصہ ہو گئے اور حکم دیا کہ اس کو عبادت خانہ سے نکال دیا جائے اور اس کا سامان سڑک پر پھینک دیا جائے۔ پھر شیخ کو پتہ بھی نہ چلا کہ والی کا مقدم اور اس کا نائب شیخ کے پاس آ گیا اور شیخ پر تہمت لگائی کہ فلاں مقتول کو تم نے قتل کیا ہے اور کہنے لگے:

''ہمارے پاس اس بات کی گواہی بھی موجود ہے، جو مقتول کے دفن ہونے کی جگہ کی نشاندہی کر سکتی ہے۔''

شیخ نے فقراء میں سے بعض کو کہا:

''ان کے ساتھ جاؤ اور ٹیلے کو کھود کر دیکھو۔''

جب انہوں نے ٹیلہ کھودا تو کھجور کا بنا ہوا ایک ڈبہ نکلا، اسے کھولا تو اس میں سے مرا ہوا بکری کا بچہ نکلا۔ وہ شخص ذلیل و رسوا ہوا اور اس پر حکومت کو دھوکہ دینے کا الزام لگایا گیا۔ پھر اسے جمعہ کے بعد پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

شیخ علیہ الرحمۃ جب خلوت گاہ سے باہر تشریف لاتے تو آپ کی آنکھیں دھکتے کوئلوں کی طرح دکھائی دیتیں۔ پھر جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی وہ کندن ہو جاتا، یعنی خالص سونا بن جاتا۔ ایک دن آپ کی نظر ایک کتے پر پڑ گئی تو تمام کتے اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ اگر یہ کتا کھڑا ہوتا تو وہ بھی کھڑے ہوتے اور اگر چل پڑتا تو وہ بھی چل پڑتے۔ جب یہ خبر شیخ موصوف کو پہنچی تو آپ کتے کے پاس آئے اور اسے کہا:

''دور ہو جا۔!''

چنانچہ اس کے ساتھ ہی تمام کتے ادھر ادھر ہو گئے۔

ایک اور مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کی نظر ایک کتے پر پڑ گئی تو لوگ اپنی ضروریات اور حاجات میں اس کیلئے نذریں ماننے لگے۔ کتا بیمار ہو گیا تو تمام کتے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے وہ روتے تھے اور اظہار غم کرتے تھے۔ بالآخر وہ کتا مر گیا تو دیگر موجود کتوں نے بہت زیادہ بھونکنا اور افسوسناک آوازیں نکالنا شروع کر دیں۔ کسی آدمی نے اس کتے کو دفن کر دیا تو جہاں اسے دفن کیا گیا کتے اس کی زیارت کو آتے تھے۔

آپ کو مصر میں جانے کا حکم ملا۔ ہوا یوں کہ آپ ایک رات سو رہے تھے۔ آپ کو صرف یہی معلوم ہوا کہ انہیں مصر کی طرف سفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہاں ٹھہرنے اور سلوک کی تعلیم کا اشارہ ہوا ہے۔ آپ جاگے اور استعاذہ کیا (شیطان کے مکر و فریب سے پناہ چاہی)، استغفار کیا اور طہارت کی اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر لیٹ گئے اور دوسرے پہلو پہ سوئے۔ پھر ایک آنے والا آیا اور پہلے کی طرح حکم دیا۔ آپ نے بھی اٹھ کر اس سے مرتبہ بھی استعاذہ، استغفار وغیرہ کیے۔ ایسا کئی بار ہوا تو آپ نے سمجھ لیا کہ اب روانگی لازمی ہے۔ اپنی گودڑی اور پیالہ لیا اور رات کے وقت ہی شہر سے نکل گئے۔ جب صبح ہوئی اور روشنی پھیلی تو آپ اس وقت دجلہ کے کنارے موجود تھے۔ آپ اس میں آدھی پنڈلی تک اندر گئے اور کہا:

Marfat.com

"اے اللہ! اگر میرا خواب حق ہے تو مجھے تو اس پانی کو دودھ بنا کر دکھا۔"

آپ نے پیالہ بھرا تو واقعی دودھ تھا، آپ نے اسے گرا دیا۔ پھر دوسری مرتبہ وہی کیا۔ یونہی تین مرتبہ کیا اور تینوں مرتبہ پانی دودھ بن جاتا۔ پھر آپ چلنے میں سنجیدہ ہو گئے اور مصر تشریف لے آئے۔ آپ ہی مصر میں سلسلے کے منقطع ہو جانے کے بعد اس کی پھر سے ابتداء فرمانے والے ہیں۔ آپ کے متبعین کی تعداد بہت ہو گئی اور آپ کا چرچا ہو گیا اور دور دراز شہرت ہو گئی۔ معتقدین بہت ہو گئے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں:

"آپ سلوک طریقت میں اپنے دور کی عجیب شخصیت تھے۔ آپ کے پیروکار معتقدین بکثرت تھے اور عام شہروں اور انسانوں کو آپ سے نفع ملا۔"

شیخ کی ایک کرامت یہ تھی کہ سلطان ایک مرتبہ اپنے چند غلاموں سے ناراض ہوا۔ وہ بھاگ کر شیخ موصوف کے ہاں آ گئے۔ سلطان نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آپ کو سلطان کے قاصد نے کہا:

"اگر تم فقیر ہو تو سلطنت کے معاملہ میں دخل اندازی نہ کرو۔"

آپ نے قاصد کو سخت الفاظ کہے اور غلام واپس نہ کئے۔ پھر سلطان خود آیا اور کہنے لگا:

"تم میرے غلاموں کو اپنی طرف مانوس کرتے ہو اور انہیں بگاڑتے ہو؟"

آپ نے کہا:

"بلکہ میں تو ان کی بہتری چاہتا ہوں اور ان کی اصلاح کرتا ہوں۔"

ان میں سے ایک غلام کو آپ نے بلایا اور اسے حکم دیا کہ اس ستون کو حکم دو کہ سونا بن جائے۔ اس نے حکم دیا تو وہ ستون سونا بن گیا۔ اس پر آپ نے سلطان سے پوچھا:

"یہ اصلاح ہے یا فساد؟"

سلطان پر دہشت طاری ہو گئی اور کہنے لگا:

"ہم آپ کو عبادت گاہ وقف کرتے ہیں۔"

آپ نے قبول نہ کیا۔

ایک شخص آپ کے انتقال کے بعد آپ کی قبر پر حاضر ہوا۔ اس نے اپنا گدھا عبادت خانہ کے ایک کونہ میں کھڑا کر دیا اور خود اندر آ گیا۔ زیارت کی، پھر واپس باہر آیا تو گدھا موجود نہ تھا۔ دوبارہ اندر آیا اور کہنے لگا:

"میں آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا ہوں اور میرا گدھا ضائع ہو گیا؟"

اس کے ساتھ ہی قبر کھلی اور شیخ قبر سے باہر آئے۔ جنگل کی طرف چل پڑے۔ واپس آئے تو گدھا آپ کے ساتھ تھا۔ فرمایا:

"جب تم آج کے بعد زیارت کرنے آؤ تو اپنے گدھے کو اچھی طرح باندھ لیا کرو اور ہمیں تکلیف مت دینا۔ اگر تم نے گدھے کی حفاظت نہیں کرنی تو پھر ہماری زیارت کو نہ آنا۔"

شیخ موصوف نے 768 عیسوی میں انتقال فرمایا اور "قرانہ" میں اپنی عبادت گاہ میں ہی دفن کئے گئے۔

Marfat.com

شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی:

شیخ یوسف بن اسماعیل کا تعلق "نبہان" قبیلے سے ہے جو عرب بادیہ نشینوں کا ایک قبیلہ ہے جو سرزمین فلسطین کے شمال میں واقعہ شہر اجزام میں بستا ہے۔ یہ شہر حیفہ سے منسلک ہے جو بیروت کے مضافات "عکا" سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کی پیدائش اسی شہر اجزم میں 1265 ہجری میں ہوئی اور وہیں ابتدائی تعلیم وتربیت حاصل کی۔ اپنے والد ماجد اسماعیل بن یوسف رحمہ اللہ سے قرآن کریم حفظ کیا۔ والد ماجد کی عمر اسی سال کے لگ بھگ تھی۔ اس کے باوجود عقل وحواس اور قوت حافظہ لاجواب تھی۔ عبادات شاقہ اور تلاوت قرآن مجید پر آخر دم تک کاربند رہے۔ ہر تین دن کے بعد قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ بعد میں اور ترقی ہوئی اور ہفتہ بھر میں تین مرتبہ ختم قرآن کرتے۔ انہی کمالات وفضائل کا فیضان تھا کہ علامہ نبہانی علم وعمل کے نورانی سانچے میں ڈھلتے چلے گئے۔ جب گھریلو ماحول پاکیزہ ہوتو اس میں پروان چڑھنے والے نونہال رشد وورع اور علم ومعرفت کے آسمان پر مہر وماہ بن کر چمکتے ہیں۔ محض وعظ وتلقین سے قوموں کی تربیت نہیں ہوسکتی۔ جب تک علم کے ساتھ عملی پیکر سامنے نہ ہوں۔

جب شیخ حفظ قرآن سے فارغ ہوئے تو والد ماجد نے آپ کو مزید علوم وفنون کے حصول کے لیے عالم اسلام کی مایہ ناز مادر علمی جامعہ ازہر شریف میں بھیج دیا۔ آپ بروز ہفتہ یکم محرم الحرام 1283 ہجری کو جامع ازہر میں داخل ہوئے، جہاں آپ نے چاروں مذاہب (حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی) کے یگانہ روزگار متبحر اساتذہ کرام سے عربی زبان وادب اور شرعی علوم وفنون حاصل کیے۔ تحصیل علم میں حد درجہ ذوق ولگن کا مظاہرہ کیا اور چھ سال کی محنت شاقہ کے بعد ماہ رجب 1289 ہجری میں تمام علوم متداولہ سے فارغ ہوگئے اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو واپس لانے اور مسلمان قوم کو جہالت وبدعقیدگی سے نکالنے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کردیا۔

سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین آپ کی مشہور ترین اور کافی ضخیم کتاب ہے۔ اس میں درود وسلام کے مسئلہ اور اس کے متعلقات کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ موضوع کے ہر پہلو پر کھل کر گفتگو کی گئی ہے۔ علمائے متقدمین ومتاخرین نے اب تک اس سلسلہ میں جو کام کیا ہے اس کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ لیا گیا ہے جو پہلو توضیح طلب تھے ان کی وضاحت کردی گئی ہے۔ انداز بیان صاف اور عام فہم ہے۔ عبارت آسان اور شستہ ہے۔ اہل علم کے تمام مذاہب ومسالک کی تفصیل بیان کردی گئی ہے۔ دلائل قرآن وحدیث اور آثار سلف سے دیئے گئے۔ مزید توضیح کی غرض سے علمی نکات اور سچے تاریخی واقعات وحکایات کو بھی مناسب مقامات پر نقل کیا گیا ہے۔ مصنف علامہ نے اس موضوع پر لکھی گئی اپنی دوسری کتابوں کا تحقیقی مواد بھی انتہائی جامعیت کے ساتھ اس کتاب میں شامل کردیا ہے۔ گویا جس نے درود وسلام کے موضوع پر علامہ کی یہ کتاب پڑھ لی اس نے نہ صرف سلف وخلف کے علمی کام پر عبور حاصل کرلیا' بلکہ خود مصنف علامہ کی اس موضوع پر لکھی گئی دوسری کتابوں کا علمی مواد بھی حاصل کرلیا۔

آپ کی ایک اور کتاب جامع کرامات اولیاء بڑی مشہور ہے۔ اس کتاب میں آپ نے بے شمار اولیاء کرام کے واقعات اور کرامات بیان فرمائی ہیں۔

جب آپ کے علمی عملی کمالات کا شہرہ دور دور تک پہنچا اور دین کی توضیح وتشریح نیز مسلک حق اہل سنت کی تائید وترویج میں آپ کے قلمی شہ پارے اکناف واطراف میں پھیلنے لگے اور آپ اہل علم وفضل کے مرجع عام بن گئے تو

Marfat.com

حکومت شام نے آپ کے علمی مرتبہ اور ذاتی وجاہت سے متاثر ہو کر آپ کو بیروت میں "محکمۃ الحقوق العلیا" کا وزیر بنالیا۔ ان تمام ذمہ داریوں کو بہترین طریقہ سے نبھانے کے ساتھ ساتھ انتہائی عبادت گزار اور ریاضت شعار تھے۔ پابندی وقت پر نماز باجماعت ادا کرنا' بلاناغہ تلاوت قرآن کریم' اللہ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود وسلام اور باقی اوراد و وظائف میں کبھی کوتاہی نہ کرتے۔ مخلوق خدا کی بھلائی اور حاجات روی اور ملی وملکی ذمہ داریاں نہایت تندہی سے پوری کرتے۔ فرائض' واجبات اور سنن و مستحبات کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ ہوئی۔ یہی وہ جدوجہد سے بھرپور زندگی تھی جسے ان کی زندہ کرامت قرار دیا جاسکتا ہے۔ ولایت ترک دنیا کا نام نہیں' علمی و عملی میدان میں خلوص وللّٰہیت کے جذبات سے سرشار ہو کر جہد مسلسل کرتے رہنا، حق کی حمایت میں باطل سے ہمیشہ برسر پیکار رہنا اور باطل جس رنگ میں سامنے آئے' جن ہتھیاروں سے مسلح ہو کر سامنے آئے اُسے ایمانی بصیرت اور مومنانہ فراست سے پہچاننا اور اس کے مکمل قلع قمع کے لیے مصروف جہاد رہنا ہی اصل ولایت ہے۔ فراست سے پہچاننا اور اس کے مکمل قلع قمع کے لیے مصروف جہاد رہنا ہی اصل ولایت ہے۔ اسی سے اللہ کا قرب اور مخلوق میں قبولیت عامہ کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ یہی اوصاف ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو مزین فرماتا ہے۔

علامہ نبہانی میں مرد مومن کے یہ تمام اوصاف حمیدہ ہم کو نمایاں نظر آتے ہیں۔ اس علمی اور عملی مصروفیات کے ساتھ ساتھ آپ نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی تائید و ترویج اور مذاہب باطلہ کی تردید میں قابل قدر علمی و تحقیقی کتابیں تحریر فرمائیں۔ نظم ونثر دونوں میدانوں کے شہسوار تھے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا تحقیق و تدقیق اور تشریح و توضیح کا حق ادا کر دیا اور دیکھنے والا حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ جو کام بڑے بڑے ادارے نہ کر سکے تنہا آپ کے ہاتھوں سے خدا نے کروادیئے۔ بے شک یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور اولیائے اُمت کی برکت واعانت سے ہی ہوسکتا ہے۔ بے شک ایسی ایسی نابغہ روزگار ہستیوں کا وقتاً فوقتاً امت مرحومہ میں ظہور پذیر ہونا جناب رسالت مآب کا عظیم الشان معجزہ ہے۔

علامہ نبہانی کی چند مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

1: تہذیب النفوس فی ترتیب دروس۔
2: جامع کرامات الاولیاء۔
3: العقود اللؤلؤیہ فی المدائح النبویۃ۔
4: الاربعین من احادیث سید المرسلین۔
5: الدلالات الواضحات شرح دلائل الخیرات۔
6: المبشرات۔
7: صلوۃ الثناء علی سید الانبیاء۔
8: القول الحق فی مدح سید الخلق۔
9: الصلوات الالفیہ فی الکمالات المحمدیہ۔
10: ریاض الجنۃ فی اذکار الکتاب السنۃ۔

Marfat.com

11: الاستغاثۃ الکبریٰ باسماء اللہ الحسنیٰ۔
12: جامع الصلوٰت علی سید السادات۔
13: الشرف المؤبد لآل محمد۔
14: صلوٰت الاخیار علی النبی المختار۔
15: البشائر الایمانیہ فی المبشرات المنامیہ۔
16: کتاب برزخ۔
17: کتاب الاذکار۔
18: الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر (چودہ ہزار احادیث کا عظیم ذخیرہ جو تصانیف علامہ میں اعظم و انفع ہے)
19: قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین (تین ہزار احادیث کا مجموعہ اور ان پر فاضلانہ حواشی)
20: جواہر البحار فی فضائل نبی المختار۔ (چار ضخیم جلدوں میں فضائل مصطفوی کا عظیم الشان مجموعہ)
21: وسائل الاصول الی شمائل الرسول۔
22: قرۃ العین من بیضاوی والجلالین۔
23: شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق۔
24: حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین۔
25: انوار المحمدیہ مختصر المواہب اللدنیہ۔
26: مثال نعلہ الشریف۔
27: سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین۔
28: السابقات الجیاد فی مدح سید العباد۔
29: خلاصۃ الکلام فی ترجیح دین الاسلام۔
30: ہادی المرید الی طرق الاسانید۔
31: الفضائل المحمدیہ۔
32: الورد الشافی۔
33: المزدوجۃ الغرا فی الاستغاثۃ باسماء اللہ الحسنیٰ۔
34: المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ۔
35: نجوم المہتدین فی معجزاتہ والرد علی اعداۂ اخوان الشیاطین۔
36: ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاریٰ۔
37: جامع الثناء۔
38: مفرج الکروب۔

Marfat.com

39: جذب الاستغاثات۔
40: احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الکامل۔
41: کتاب الاسماء فیما سیدنا محمد من الاسماء۔
42: البرہان المسدد فی اثبات نبوۃ سیدنا محمد ﷺ۔
43: دلیل التجار الی اخلاق الاخیار۔
44: الرحمۃ المہداۃ فی فضل الصلوٰۃ۔
45: حسن الشرعۃ فی مشروعیۃ صلوٰۃ الظہر بعد الجمعہ۔
46: التحذیر من اتخاذ الصدور التقدیر۔
47: تنبیہ الافکار لحکمہ اقبال لدنیا علی الکفار۔
48: سبیل النجاۃ۔
49: سعادۃ الانام فی اتباع دین الاسلام۔
50: القصیدۃ الرائیۃ الکبریٰ۔
51: الرائیۃ الصغریٰ فی ذم البدعۃ ومدح السنۃ الغرا۔
52: اتحاف المسلم۔
53: افضل الصلوٰت علی سید السادات۔
54: الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیر المومنین۔
55: النظم البدیع فی مولد النبی الشفیع۔
56: الہمزۃ الالفیہ فی مدح سید الانبیاء۔
57: الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین۔
58: الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین۔
59: قصیدۃ سعادۃ الهادی فی موازنۃ بانت سعاد۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی تقریباً پچاس سال کی عمر میں 1350 ہجری میں فوت ہوئے۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل المکدش:

شیخ محمد بن اسماعیل المکدش رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ صاحب احوال ظاہرہ وکرامات فاخرہ تھے۔
شیخ احمد صوفی کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور شیخ محمد المکدش جنگل میں تھے۔ میں نے عرض کیا:
"حضرت! کیا اولیاء کے یہاں کوئی حالت خطور (ایک قدم میں طویل میلوں کی مسافت طے کر جانا) سے بھی زیادہ خاص ہے۔؟"
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"ہاں تحیر (جگہ بدلنے کے طریقہ پر حرکت کر کے طویل ترین مسافت قطع کر دینا)"

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

''یہ کس طرح ہوتا ہے۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس طرح۔''

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جگہ سے حرکت کی تو ہم کسی ایسے ملک میں تھے جسے ہم پہچانتے نہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا:

''احمد! ہم جہاں ہیں اور اس جگہ میں جہاں ہم تھے، دو مہینے کے سفر کا فاصلہ ہے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ حرکت کی تو ہم اسی اپنی جگہ پر تھے۔

ایک شخص کسی اور شہر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آیا، اس کو راستہ میں ڈاکو مل گئے، انہوں نے اس کے کپڑے اور جو کچھ درہم اس کے پاس تھے چھین لیے۔ یہ فقیہ محمد المکدش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا، سب قصہ عرض کیا اور کہا:

''میں اس وقت تک آپ کا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک آپ میرا حق واپس نہ کرا دیں گے۔''

شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کو لے کر اپنے دادا شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر گئے اور عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کسی ضرورت میں کوئی آپ کے سر ہو جاتا تو آپ اپنے دادا صاحب کی قبر پر آ جاتے تاکہ اپنی کرامت دوسرے کی معرفت ظاہر کر دیں اور اپنا حال چھپا رکھیں۔

ہم لوگ کچھ دیر قبر کے پاس بیٹھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تم قبر کے پیچھے کیا دیکھتے ہو۔؟''

میں اٹھا کہ دیکھوں تو میرے کپڑے اور ان میں وہ درہم سب موجود ہیں۔ کوئی چیز کم نہ ہوئی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 778 ہجری میں ہوئی۔

شیخ محمد بن ابراہیم الکروی:

شیخ محمد بن ابراہیم الکروی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کے پھر قاہرہ اور پھر مکہ معظمہ کے باشندہ رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شافعی المسلک اور بڑے عارف تھے۔ رات بھر لیٹتے نہ تھے۔ تہجد پڑھتے اور ساری رات عبادت کیا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ایک ہفتہ تک کا روزہ بلا درمیان میں افطار کئے بلاتکلف رکھا تھا۔

انہوں نے ایک بار شب کا کھانا والدین کے ساتھ کھایا تو صبح سے کھانے کی خواہش نہ ہوئی۔ ایک ہفتہ تک ایسے ہی رہے اور ایک وضو پر چار روز تک رہے۔

مصر سے دمیاط تک ایک ہی وضو کے ساتھ سفر کیا۔ دمیاط میں کسی نے دعوت کی تو ایک لقمہ تناول کیا۔ پھر وہاں سے رملہ تک کچھ نہیں کھایا۔ پھر رملہ کے بعد سے بیت المقدس تک کچھ نہیں کھایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 811 ہجری میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ یحییٰ ہمدانی:

شیخ محمد بن عبداللہ یحییٰ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ قروضہ کے رہنے والے ہیں جو حول کا نواحی گاؤں ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فقیہ، عالم اور عارف تھے۔عبادات و مجاہدات ان پر غالب تھے۔

کسی شخص نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا:

"اے امیر المومنین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم (رہنے سہنے میں) کیسے تھے۔؟"

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جیسے یہ قروضہ والے اور ان کے ساتھی ہیں۔"

انہوں نے اپنے اس گاؤں میں ایک خانقاہ بنوائی۔ جب معماروں نے پیٹرین باندھیں تو ایک پیٹر اس کی اونچائی تک نہ پہنچی۔ یہ لوگ چھوڑ کر بیٹھ گئے۔شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"کیوں چھوڑ بیٹھے۔؟"

انہوں نے عرض کیا:

"وہاں تک نہیں پہنچتی۔"

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"پھر باندھو! انشاءاللہ! پہنچ جائے گی۔!"

پھر باندھی تو پہنچ گئی۔

شیخ اور آپ کی جماعت اسی خانقاہ میں اعتکافات اور ذکر و تلاوت کیا کرتے تھے۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن عثمان زریلی:

شیخ محمد بن عثمان زریلی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ، عالم اور علم و تقویٰ میں مشہور تھے۔ایک پہاڑ معروف بہ نظار میں بود و باش رکھتے تھے۔

ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ کو بوسہ دے رہے ہیں۔

شیخ خود فرمایا کرتے تھے:

"میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مجھ میں سے کھانے' عورت اور نیند کی خواہش زائل فرما دے۔"

آپ کے متوسلین نے تحقیق کی تو واقعی یہ خواہشیں آپ میں سے زائل ہو چکی تھیں۔

ایک دفعہ کوئی بڑا حاکم زبردست لشکر لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شہر کو لوٹنے کے لیے پہنچا۔ یہ شخص زیدی فرقہ کا تھا، لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل ہونے پر مجبور کرتا تھا،اس نے تمام شہروں میں فساد برپا کر رکھا تھا اور بہت سے شہروں کو لوٹ لیا تھا۔

یہ جب شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے شہر کے قریب پہنچا تو شیخ نے لوگوں پر رحم کرنے اور ان کو رعایا بنا لینے کو کہا، مگر اس نے شیخ

Marfat.com

کے خط کی طرف التفات بھی نہ کیا اور قاصد سے کہہ دیا:

''میں نہ ان کی سفارش مانتا ہوں، نہ ان کی میرے دل میں کوئی وقعت ہے۔''

یہ شیخ کو بہت شاق گزرا اور آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک قصیدہ کہا اور آپ کے وسیلہ سے نجات چاہی۔ پھر جب وہ شخص شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے آ گیا تو سب اہل شہر نکلے اور اس سے جنگ کی تو شیخ اور اس کے ساتھیوں نے اس کو شکست فاش دے دی، حالانکہ اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا۔

شیخ محمد بن عبداللہ ذہنی:

شیخ محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ یمن کے ایک قبیلہ ذہنہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے ذہنی کہلاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی شان والے صوفی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ ہم پر سخت قحط واقع ہوا۔ سب گھر والے ہلاکت کے کنارہ پر پہنچ گئے تو ہم ایک تاجر کے پاس گئے اور اس سے کچھ قرض مانگا۔ اس نے انکار کر دیا۔ مجھے ایک حدیث یاد آئی جو میں نے سنی تھی کہ حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ طلوع صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان ایک ساعت ہے جو ساعات جنت کے مشابہ ہے، اس میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ میں نے بچوں اور گھر والوں سے کہا:

''سب لوگ اس ساعت میں دعا میں لگ جاؤ۔''

ہم سب نے سات دن تک دعا کی۔ ساتویں روز میں ایک دیوار کے قریب غسل کرنے گیا تو دیوار کے شگاف میں سے بہت سی اشرفیاں چمک رہی تھیں۔ میں نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور عرض کیا:

''اے پروردگار! میں یہ نہیں چاہتا۔ میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں جس سے فاقہ نہ رہے۔''

پھر جو اس تھیلی کا منہ کھولا تو اشرفیاں چھپ گئی تھیں۔ اس کے بعد وہ تاجر ہمارے یہاں آیا، ایک ہزار درہم لایا اور کہنے لگا:

''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کو ایک ہزار قرض دے دو۔''

فقیہ احمد بن موسیٰ عجیل کہتے ہیں:

''میں نے یہ حدیث تلاش کی تو اربعین اجریہ میں ملی۔''

شیخ محمد بن علی بن یوسف الاشکل یمنی:

شیخ محمد بن علی بن یوسف الاشکل یمنی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اولیاء اور صوفیہ صافیہ میں سے ہیں۔

محمد بن اسمٰعیل المکدش نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

''میں نے اولیاء میں فقیہ محمد بن علی الاشکل رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔''

شیخ ابوبکر المکدش کہتے ہیں کہ میں نے فقیہ محمد بن علی الاشکل رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا:

''میرا جی چاہتا ہے کہ آپ مجھے کوئی کرامت دکھا دیں۔''

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"دیکھو!"

میں نے دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی اٹھا کر رکھی تھی۔ ایک میں سے آگ بھڑک رہی تھی اور دوسری میں سے پانی چل رہا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ابوبکر! کرامت دیکھ لی۔؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں!!"

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انگلیاں بند کر لیں۔

روایت ہے کہ ان کے والد ماجد جناب علی رحمۃ اللہ علیہ نے ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ اس نے ان سے کہا:

"اے فقیہ! تمہارے بیٹے محمد پر میرا قابو نہیں ہے، بلکہ میں اس مجلس میں بھی نہیں جا سکتا جہاں وہ ہوں۔"

ایک مرتبہ فصل خریف میں بارش کو بہت دیر ہو گئی تو لوگ شیخ محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"نہ خریف میں، نہ سردی میں، مگر ربیع میں ایک بارش ہو گی اور کچھ تھوڑی سی برف پڑے گی۔"

پھر ایسا ہوا جیسا فرمایا تھا۔

شیخ محمد بن عمر مشہور بہ صاحب المصنف:

شیخ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ اکابر علماء، آئمہ، علماء سادات یا علویہ میں سے ہیں۔

محمد بن ابی بکر بالفضل کہتے ہیں کہ آپ کو جب قبر میں اتارا گیا تو آپ نے کہا:

((سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين))

"اے میرے پروردگار! اے عزت کے مالک! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں ان تمام امور سے جن کو کفار بیان کرتے ہیں اور تمام جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لیے ہی سب حمدیں ہیں۔"

آپ مقبرہ زنبل میں حضر موت کی آبادیوں میں حسد یم مقام میں دفن کیے گئے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 822 ہجری میں ہوئی ہے۔

جب آپ کے نواح کے بادشاہ نے بعض تاجروں پر ٹیکس مقرر کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سفارش فرمائی۔ اس نے قبول نہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ کل قتل ہو جائے گا۔!!"

پھر ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا اور اس کے سر کو گلیوں اور پہاڑوں میں گشت کرایا گیا۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خادم اندھیری رات میں چراغ لایا۔ چراغ گل ہوگیا اور وہ راستہ نہ دیکھ سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں پھونک ماردی تو پہلے سے بھی زیادہ روشن ہوگیا۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نزع کا وقت ہوا تو غیب سے اس آیت کی تلاوت کی آواز سنی گئی:

((یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنات))

''ان کو ان کا پروردگار اپنی طرف سے بڑی رحمت، بڑی رضا اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے ان میں دائمی نعمت ہوگی۔ ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔''

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح نکلی تو تمام مکان نور سے اس قدر جگمگا اٹھا کہ چراغ کی روشنی ماند پڑگئی۔

آپ کے مرید محمد بن حسن جمل اللیل نے نماز جنازہ پڑھائی، قبر میں اتارا اور ان کو یہ کہتے سنا:

((یاساعۃ العون یا اباالحسن))

''اے نصرت حق کی گھڑی! اے حل مشکلات!''

یہ ایسا کلمہ ہے جو عرب میں مسرت کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔

شیخ محمد بن علی بن محمد دویمہ:

شیخ محمد بن علی بن محمد دویمہ رحمۃ اللہ علیہ اکابر علماء اور بڑے عارفین واولیاء میں سے ہیں۔ ایک حاکم نے ایک دفعہ ان کے ایک مرید کو بلاوجہ کچھ کہہ سن دیا تھا تو اس کو کئی قسم کے امراض لاحق ہوگئے اور نیند حرام ہوگئی۔ آخر وہ ان کے پاس آیا اور ان کے ہاتھ پر اپنے فعل سے توبہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دست مبارک اس پر پھیر دیا تو اس کی تمام شکایات جاتی رہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 824 ہجری میں ہوا۔

شیخ محمد بن عبداللہ بن محمد:

شیخ محمد بن عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اکابر علماء اور بڑے اولیاء میں تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس ہوئے تو شحر نامی بندرگاہ کے لوگوں نے ایک زبردست ہجوم سے ان کا استقبال کیا اور سلام کے لیے ٹوٹ پڑے۔ جمعہ کا دن تھا۔ عرض کیا گیا:

''اگر آپ جمعہ کے لیے تشریف لے گئے تو عوام جوق در جوق آپ کے پیچھے ہوں گے اور دست وپابوسی پر ہجوم کریں گے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میں جاؤں گا اور لوگ مجھے دیکھ ہی نہ سکیں گے۔''

غرض آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، جمعہ پڑھا مگر سوائے چند خاص مریدوں کے اور کسی نے آپ کو نہ دیکھا۔

ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے گھر والوں کے سفر کر رہے تھے۔ پانی ختم ہوگیا۔ پانی کا مقام دور تھا۔ اہل وعیال پیاس سے بیتاب ہوگئے۔ شتربان نے کہا:

''مجھے یہاں کہیں پانی معلوم نہیں ہے۔''

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مشکیزہ لیا اور کچھ دیر کے لیے غائب ہو گئے اور پھر پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ لے آئے۔

وفات کے بعد آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

''مجھے وہ وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کی کوئی نہایت نہیں اور نہ کبھی میرے دل میں ان کا خیال تک گزرا۔''

عرض کیا گیا:

''یہ آپ کو کس صلہ میں عطا ہوئیں۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''کثرت ذکر اللہ کے صلہ میں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بچی اونٹ کی کمر پر سے ایک پتھریلی جگہ گر پڑی۔ آپ شہر میں تھے۔ وہیں کسی شخص نے دیکھا کہ گویا آپ کسی شے کو ہاتھوں سے سنبھال رہے ہیں۔ آپ سے سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میری بچی علو یہ گر گئی تھی۔ میں نے اس کو ہاتھوں میں سنبھال لیا۔''

بعد میں اس کا گرنا اسی وقت نکلا اور اس کو کوئی گزند نہیں پہنچی۔

بچی نے بیان کیا ہے:

''جب میں گری میرے حواس جاتے رہے تھے۔ مگر میں نے اپنے والد صاحب کو دیکھا کہ مجھے اٹھا لیا اور زمین پر رکھ دیا۔''

شیخ رحمۃ اللہ علیہ ظفار میں تھے۔ حضر موت کے لوگوں نے فصل خریف کے آجانے کی وجہ سے وہاں کا سفر کیا تو ایک شخص رہ گیا۔ اس نے کوشش کی کہ کوئی اس کو قافلہ تک پہنچا دے مگر کوئی نہ ملا۔ وہ بہت پریشان ہوا۔ آخر وہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اپنے حال کی روداد عرض کی اور یہ کہ اگر قافلہ سے پیچھے رہ گیا تو اس کی تمام مصلحتیں فوت ہو جائیں گی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قافلہ تک پہنچ جانے کی بشارت دی۔

اس درمیان میں آپ کے پاس دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے۔ آپ نے ان میں صلح کرائی اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اس شخص کو سوار کر کے قافلہ تک پہنچا آؤ۔ ظفار اور حضر موت کے درمیان ایک ایسا خوفناک جنگل تھا جس میں ہو کر گزرنا قافلہ ہی کا کام تھا۔ وہ شخص اس کو لے گیا اور قافلہ میں پہنچا دیا۔

شیخ محمد بن عبدالرحمٰن اسقاف:

شیخ محمد بن عبدالرحمٰن اسقاف رحمۃ اللہ علیہ باعلوی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے اماموں میں سے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات بہت ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ مقام تریم علاقہ حضر موت میں رہتے ہوئے کعبہ مکرمہ کو دیکھ لیتے تھے۔

ایک عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ آپ نے تھوڑا سا کھایا، قے کر دی اور فرمایا:

''یہ چوری کا ہے۔''

Marfat.com

عورت سے پوچھا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ واقعی میں نے اپنے خاوند کے مال میں سے اس کی چوری کی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ تریم کے حکمران نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا:

''آئندہ کیا واقعہ پیش آنے والا ہے۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اپنی کوٹھور کو غلہ سے پر کرلو ورنہ! چمڑے تک کھاؤ لوگے۔''

مگر اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کی طرف التفات نہ کیا۔ کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ایک دشمن آپڑا اور اس نے تریم کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں تک کہ چمڑا تک کھانا پڑا۔

ایک شخص ایک دفعہ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نکلوا دیا۔ وہ پھر لوٹ آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر نکلوا دیا۔ اس شخص سے پوچھا گیا تو اس نے کہا:

''میں حالت جنابت میں تھا۔''

شیخ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن:

شیخ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن مقام نقعہ، حضرموت کے رہنے والے ہونے کی وجہ سے نقعی کہلاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے اولیائے صالحین اور بڑے پایہ کے بزرگوں میں سے تھے۔

ایک بار یہ واقعہ پیش آیا کہ کچھ لوگ رات کو آئے اور لیموں توڑ لیے۔ جب لوٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا کہ ان کو راستہ نظر نہ آیا۔ یہاں تک کہ حضرت والا آپہنچے۔ ان لوگوں نے معذرت کی، استغفار اور توبہ کی تو ان سے عہد لیا کہ پھر ایسی حرکت نہ کریں گے۔ انہوں نے عہد کیا اور لوٹ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لیموں کا درخت لگا رکھا تھا۔ آپ اس پر سے ایک ہزار لیموں توڑا کرتے اور ان کی قیمت کو جن لوگوں کی خورد و نوش آپ کے ذمہ تھی ان پر خرچ کیا کرتے تھے اور لوگ ان کو بہت گراں خریدا کرتے تھے۔

شیخ محمد بن حسن باعلوی:

شیخ محمد بن حسن باعلوی رحمۃ اللہ علیہ عباد اللہ الصالحین اور اولیاء عارفین میں سے ہیں۔ جنت لقب سے مشہور ہیں، کیونکہ جنت کی دعائیں بہت کیا کرتے تھے۔ محمد الشاطری کے بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز محمد شاطری ان کے پاس آئے تو دیکھا کہ رو رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا:

''آپ کیوں رو رہے ہیں۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میرے دادا عبداللہ بن ہارون کا انتقال ہوگیا ہے، جو کہ فلاں علاقے میں رہتے ہیں۔''

پھر تحقیق سے ان کا انتقال اسی تاریخ میں معلوم ہوا۔

شیخ محمد:

شیخ محمد کامل ترین ولی اور بزرگ تھے۔ ان سے کشف و کرامات بہت ظاہر ہوئے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ جبل عرفات پر حاجیوں کے ساتھ دیکھے جاتے تھے اور بقر عید کے دن صبح کو بیت المقدس میں ہوتے تھے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 832 ہجری میں ہوا اور باب الرحمت میں دفن ہوئے ہیں۔

شیخ شمس الدین محمد بن علی الحسینی البخاری:

شیخ شمس الدین الحسینی البخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب ہیئت کے عالم اور عارف باللہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زاہد، متورع اور زبردست جذبہ کے بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف میں قدم راسخ حاصل تھا۔ بخارہ میں ولادت ہوئی اسی لیے بخاری کہلائے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شہر بروسا میں 833 ہجری میں ہوئی ہے۔ وہیں مدفون ہوئے ہیں اور آپ کی قبر مشہور ہے۔

جب امیر تیمور نے شہر بروسا پر چڑھائی کی اور تاتاریوں نے شہر میں فساد برپا کیا تو لوگ ان کی خدمت میں فریاد لے کر آئے اور ظالموں کے دفعیہ کے لیے گریہ وزاری کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اس کے لشکر میں جاؤ اور تلاش کرو۔ ایک خستہ حال شخص ہے جو جانوروں کے نعل جاتا ہے۔"

اور پھر اس کی ہیئت و شکل بیان کی اور فرمایا:

"جب تم اس کو پالو تو میرا سلام کہو اور میری طرف سے پیام دو کہ وہ اب یہاں سے چلے جانے کی فرمائش کرتا ہے۔"

لوگوں نے اس کو تلاش کیا۔ جیسا جیسا حضرت نے بتایا تھا اسے ویسا ہی پایا اور اس کو حضرت والا کا پیام پہنچا دیا۔ اس نے کہا:

"میں بسروچشم تعمیل کروں گا اور انشاء اللہ! کل ہم لوگ یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔"

اگلے روز امیر تیمور مع اپنے لشکر کے وہاں سے کوچ کر گیا اور اس طرح کہ اگلوں نے پچھلوں کا انتظار بھی نہیں کیا۔

شیخ محمد بن حسن المعلم باعلوی:

شیخ محمد بن حسن المعلم باعلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامات اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شہر تریم کے علاقہ حضرموت میں 850 ہجری میں تولد ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مستجاب الدعاء تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متوسلین کی ایک جماعت کے لیے دینی و دنیوی امور کی دعا فرمائی جن کو ان لوگوں نے حاصل کر لیا۔

مشہور ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو شیطان نے کچھ اذیت دینا چاہی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس سے اپنے کاموں میں خدمت لی۔ یہاں تک کہ اس نے کھجور کے درخت لگائے اور ان کو پانی سے سینچا۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل برزخ کے حالات کی بھی اطلاع رہتی تھی اور یہ ان کی ایک جماعت سے ملتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شہر تریم کے علاقہ حضرموت میں 854 ہجری میں ہوئی اور مقبرہ زنبیل میں دفن ہوئے۔

سید عبداللہ ابن علوی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ عبادات اور ریاضات میں بہت مجاہدے کیا کرتے اور فتوحات غیبیہ کا انتظار رکھتے تھے۔ محمد بن حسن المعلم باعلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا:

Marfat.com

''اخیر عمر میں اللہ تعالیٰ تم کو فتوحاتِ غیبیہ سے نوازے گا۔''

پھر ایسا ہی ہوا جیسا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

ایک چور نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کھجور کے درختوں پر سے کچھ پھل چوری کر لیا تو اس کے بدن میں زخم ہو گئے اور اس قدر تکلیف کہ نیند حرام کر دی۔ صبح ہوئی وہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں معذرت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''فلاں صاحب کی قبر پر جاؤ اور اس قبر کی مٹی اپنے زخم پر لگا لو۔''

اس نے ایسا کیا تو تندرست ہو گیا۔

شیخ محمد شمس الدین حنفی:

شیخ محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ مصری وشاذلی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مصر کے جلیل القدر مشائخ، سادات، عارفین طریق کے ارکان، اوتادوں کے صدر، اکابر آئمہ اور زبردست علماء میں سے ہیں۔ منجملہ ان بزرگوں کے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عالم وجود میں ظاہر فرما کر عالم تکوین میں تصرف عطا فرمایا۔ مغیبات سے گویا کیا۔ خرق عادات، قلب ماہیات دیا اور ان کے ہاتھوں پر عجائب کو ظاہر کیا۔ لوگوں نے ان کے حالات میں مستقل تالیفیں کی ہیں۔

شیخ جب قرمغہ (قبرستان) کی زیارت کو تشریف لے جاتے تو اہل قبور کو سلام کرتے اور اہل قبور ایسی آواز سے جواب دیتے تھے کہ شیخ کے ساتھی بھی سن لیتے تھے۔

جب مقاصد صعید کے درویش لوگ آئے جن میں فرغل بن احمد بھی تھے اور یہ لوگ مقام صعیہ کے امیر ابن عمر کی سفارش کے لیے آئے تھے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ان لوگوں کا کام انجام نہ پائے گا، کیونکہ یہ لوگ بے ادبی کے طریقہ پر آئے ہیں اور اس شہر کے منتظم سے اجازت نہیں لی۔''

پھر بات ایسے ہی ہوئی جیسے فرمائی تھی۔ جب یہ لوگ فرغل صاحب کو لے کر بادشاہ کے یہاں پہنچے تو انہوں نے بادشاہ سے کہا:

''آپ ہی اس شہر کے ذمہ دار ہیں۔''

اس نے ان کو چونکہ یہ مجذوب تھے کوئی جواب نہ دیا۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شریر گھوڑے پر ہاتھ رکھ دیتے تھے تو وہ شرارت سے باز آ جاتا تھا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سیدی شمس الدین مع اپنی جماعت کے مصر سے روضہ تک پانی پر چلتے ہوئے عبور کر جاتے تھے، بزرگ لوگوں کے دلوں کے خیالات پر گفتگو فرمایا کرتے اور ہر شخص سے اس کے حال کے موافق خطاب فرمایا کرتے تھے۔''

شیخ ابوالعباس سرسی کہتے ہیں کہ جب شیخ محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ سے فارغ ہو کر نکلے تو بازار میں بیٹھ کر کتابیں فروخت کرنے لگے۔ کوئی بزرگ ان پر گزرے تو فرمایا:

Marfat.com

"محمد! تم دنیا کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ دکان سے اتر کھڑے ہوئے، جو کچھ نقد اور کتابیں تھیں چھوڑ دیں اور پھر کبھی ان کے متعلق پوچھا بھی نہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت پسند ہوئی۔ سات سال خلوت میں رہے اور خلوت خانہ سے جو زمین کے نیچے تھا باہر نہ آئے۔ خلوت خانہ میں جب داخل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چودہ سال کی تھی۔ جب میں (شیخ ابوالعباس) ان کے پاس آتا اور یہ خلوت میں ہوتے تو دروازہ پر کھڑا ہو جاتا تھا اور اگر فرماتے: "آجاؤ!" تو اندر آتا اور اگر خاموش رہتے تو لوٹ جاتا۔ ایک دن میں بلا اجازت اندر چلا گیا تو میری نظر ایک بڑے زبردست شیر پر پڑی، میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں نے بلا اجازت داخل ہونے سے استغفار کیا۔

نیل کے دریائی آدمی آپ کی زیارت کے لیے روضہ میں آپ کے مکان پر آیا کرتے تھے اور لوگ ان کو دیکھتے تھے۔ آپ کی صاحبزادی ام الحاس کہتی ہیں کہ ایک بار یہ لوگ زیارت کو آئے، سبز چادریں اور نہایت پاکیزہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے مغرب کی نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پڑھی اور کپڑوں سمیت دریا میں گھس گئے۔ میں نے عرض کیا:

"حضرت! پانی میں ان کے کپڑے نہیں بھیگتے۔؟"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور فرمایا:

"یہ لوگ دریا ہی میں رہنے والے ہیں۔"

ایک مرتبہ ایک شخص آدمی رات کو آیا اور رفاعہ کے گھروں کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"کون ہے۔؟"

اس نے عرض کیا:

"چور۔!"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"کیا چوری نہیں کرتے اور اپنے کام میں نہیں لگتے۔؟"

اس نے عرض کیا:

"میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور میں نے رات میں آپ سے باتیں کیں (ذکر الٰہی اور تقویٰ عشاء کے بعد باتیں کرنے کو منع کرتا ہے، میں نے بعد عشاء رات میں آپ سے بات کر کے آپ کا حرج کیا اور جس ممانعت کا ارتکاب کیا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔)"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"آجاؤ اور دروست۔"

پھر اس نے توبہ کی اور اس کی توبہ بہت اچھی تو بدرہی اور وہ تا وفات شیخ کی خانقاہ میں رہا۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متوسلین میں سے ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ قاہرہ کے گلی کوچوں میں اور بازاروں میں بلند

Marfat.com

آواز سے ندا دو:

''اے مسلمانو! تم کو شیخ محمد حنفی حکم دیتے ہیں کہ پانچوں اور خصوصاً عصر کی نماز کی پابندی کیا کرو۔''

آپ کا یہ اعلان تمام شہروں میں مشہور ہوگیا کہ شیخ نے اس کا حکم دیا ہے۔ سننے والوں میں سے کسی نے منادی کرنے والے پر اعتراض کیا:

''یہ شیخ حنفی کا حکم نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا حکم ہے۔''

وہ درویش شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واپس آیا اور واقعہ عرض کیا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہوگئے۔ تیسرے روز منادی کرنے والا اعلان کے لیے گیا تو جب اس دکان پر پہنچا جہاں ان لوگوں کا مجمع رہتا تھا تو ایک شخص نے کہا:

''اے شیخ! اے حنفی! اللہ کے لیے رحم کرو۔ جس شخص نے اس روز وہ اعتراض کیا تھا آج رات مر گیا۔''

منادی والا شیخ کی خدمت میں واپس آیا اور اس کی اطلاع دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو کچھ میں نے کہا ہے اب کسی سے مت کہنا۔ (وہ اعلان اب نہ کرنا)۔''

ایک مرتبہ ایک درویش حاضر خدمت ہوا۔ اس نے آپ کا لباس وہ دیکھا جو بادشاہوں کے مناسب حال تھا۔ عرض کیا:

''حضرت! آپ کا جو طریقہ ہے آپ نے کس سے حاصل کیا ہے۔؟ اولیاء کی شان تو ژولیدہ حالی اور موٹا، پھٹا اور سخت لباس پہننا ہے۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تمہارا اس سے مقصود کیا ہے۔؟''

اس نے عرض کیا:

''آپ یہ لباس جو بدن مبارک پر ہے اتار دیں اور یہ جبہ (جو میرے پاس ہے) پہن لیں۔ پھر ہم دونوں قرافہ چلیں۔''

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرما لیا اور دونوں چل دیئے۔ راہ میں ایک امیر نے شیخ کو دیکھا، پہچان لیا، وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور جو خود لباس پہنے ہوئے تھا اتار کر پیش کیا اور شیخ کو اللہ کی قسم دی کہ اسے قبول فرما لیں۔ پھر وہ اور اس کے خدام شیخ کے ساتھ ہوئے اور خانقاہ تک پہنچا گئے۔ تب شیخ نے اس درویش سے فرمایا:

''بیٹا! دیکھا ہم میں کیا چیز (ہم کیا ہیں) کہ اپنی رائے سے کوئی لباس اختیار کریں۔ جب ایسا منظور ہے تو ایسا ہی پہنیں گے۔ ہماری کیا مجال ہے کہ ہم اس سے انکار کریں اور اس کو اختیار کریں۔ جو منظور ہوگا تو اسی پر راضی ہیں۔ انکار اور خود رائی گستاخی ہے۔ اگر تم بزرگوں کی اولاد میں نہ ہوتے تمہارے لیے یہ اچھا نہ ہوتا۔''

اس درویش نے توبہ اور استغفار کیا اور پھر تا وفات شیخ کی خدمت میں رہے۔

جب کوئی شخص کچھ مال شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے چھپاتا تو وہ جاتا رہتا تھا اور صرف وہ باقی رہ جاتا تھا جس کا ان کے سامنے اعتراف کر لیتا تھا (اگر کوئی مال اس کے پاس ہوتا تھا اور وہ ان سے چھپا کر ان سے کچھ مانگتا تو وہ مال جاتا رہتا تھا)۔

ابو العباس کہتے ہیں کہ یہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ خلوت خانہ سے اس وقت تک باہر نہیں آئے جب تک ہاتف نے تین بار یہ

Marfat.com

نہیں کہہ دیا:

"محمد! نکلو اور لوگوں کو فائدہ پہنچاؤ۔"

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھ لیا کہ دوری کے بعد پھر بے تکلفی ہے۔

شیخ محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں اٹھا اور حجرہ کی طرف نکل آیا تو حوض پر ایک جماعت کو وضو کرتے دیکھا۔ کسی کے سر پر زرد عمامہ ہے کسی کے سر پر نیلا' کسی کا چہرہ بندر کا کسی کا مور کا اور کسی کا چاند سا ہے تو میں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان لوگوں کے انجاموں پر مطلع فرمایا ہے۔ میں پچھلے پاؤں لوٹ گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا (دعا کی کہ یہ کشف زائل ہو جائے) اللہ تعالیٰ نے جو لوگوں کے حالات مجھ پر منکشف فرما دیئے تھے مستور کر دیئے اور میں بھی اور لوگوں کی طرح ہو گیا۔

شیخ کے خلوت خانہ میں ایک توت کا درخت بویا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میرے دل میں آیا کہ اس سے باتیں کروں۔"

میں نے اس سے کہا:

"اے توت! کوئی بات بیان کر۔"

اس نے بلند آواز سے کہا:

"لوگوں نے مجھے بویا پھر پانی دیا۔ جب پانی دیا تو میں جڑ پکڑ گیا۔ جب پکڑ گیا تو شاخ دار ہو گیا۔ جب شاخیں آ گئیں تو پتے نکل آئے۔ جب پتے نکل آئے تو پھل دار ہو گیا۔ جب پھل آ گیا تو لوگوں کو کھلانے لگا۔"

شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس کی بات میرے سلوک کا درس ہو گئی اور جو کچھ توت نے کہا تھا الحمد للہ! مجھے حاصل ہو گیا (خلوت میں بیٹھے ذکر و شغل کیا، آثار و انوار پیدا ہوئے، تجلیات ہوئیں، نسبت کی تکمیل ہوئی اور رسوخ ہوا تو پھر خدمت خلق ہونی چاہیے، اس لیے خدمت خلق کا وقت آ گیا اور بحمد للہ سب امور کی تکمیل ہو گئی)۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوا میں اڑنے والے بزرگ حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو ادب سکھاتے تھے اور وہ پھر ہوا میں اڑ جاتے تھے۔ لوگ ان کو ہوا میں اڑتا اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ نظر سے اوجھل ہو جاتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دریائی لوگوں سے بھی ملاقات کرتے تھے۔ کپڑوں سمیت سمندر میں گھس جاتے تھے۔ بہت دیر تک وہاں رہتے اور نکل آتے تھے، مگر کپڑے نہ بھیگتے تھے۔

ایک امیر نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ برائی کا قصہ کیا کہ آپ کے سامنے ایک زہریلے برتن میں کھانا رکھا اور پیش کر دیا۔ آپ کے برتن میں کسی کو ساتھ کھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آپ نے اس میں سے کچھ تھوڑا سا تناول کیا۔ پھر اٹھ کر خانقاہ تشریف لے گئے۔ برتن مل جل گئے۔ اس امیر کے دو لڑکے آئے، انہوں نے شیخ والے برتن کو صاف

Marfat.com

کیا۔ یہ تو دونوں مر گئے اور شیخ کو زہر نے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک امیر کے پاس جس کو ٹکر باز کہا جاتا تھا ایک سفارش کی۔ اس امیر کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس سے ٹکر لیتا تھا یہ اس کا سر توڑ دیتا تھا اور شاہ ملک الاشرف برسبائی کے دربار میں غلاموں سے ٹکر لیتا تھا۔ اس نے قصد سے یہ کہا:

''اپنے شیخ سے کہہ دینا کہ خانقاہ میں بیٹھے رہیں اور مجھ سے مڈبھیڑ نہ کریں۔ ورنہ! میں ایسے ٹکر لگاؤں گا کہ ان کا سر توڑ دوں گا۔''

قاصد نے آ کر شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب رات ہوئی تو اس امیر نے سر کھولا اور دیواروں میں ٹکریں مارتا مارتا مر گیا۔ بادشاہ کو خبر پہنچی تو کہنے لگا:

''اس کو شیخ محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کر ڈالا۔''

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک نیک باندی تھی اس کا نام برکت تھا۔ آپ نے اس کو آزاد کر دیا، آزادی نامہ لکھ کر دے دیا اور فرمایا:

''اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔''

اس نے گھر والوں کو اس کی خبر کر دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جا! اور فلاں جگہ بیٹھ جا۔!''

وہ نہ سمجھی کہ شیخ کا مقصد کیا ہے۔ اس لیے گئی اور بیٹھ گئی۔ جب وہاں سے اٹھنا چاہا تو پھر اٹھ کھڑی ہوئی مگر چل پھر نہ سکی۔ پھر اس نے دوسرے لوگوں سے کہا:

''تم شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے چلنے پھرنے کی اجازت لے دو۔''

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس نے صرف اٹھ کھڑے ہونے کی درخواست کی تھی اور تیر جب کمان سے نکل جاتا ہے پھر نہیں لوٹتا۔''

پھر وہ مرنے تک اپاہج ہی رہی۔

آپ جنوں کو حنفی مذہب کا درس دیا کرتے تھے۔ ایک روز کسی کام کی وجہ سے مشغولی ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے داماد سید عمر کو بھیج دیا۔ اس دن سید عمر نے ان کو شیخ کے گھر میں پڑھایا۔ یہ سید عمر کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک جن عورت نے شادی کرنا چاہی۔ میں نے سید محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں ہے۔''

جب میں اس کے ساتھ زمین کے نیچے گیا تو اس نے اپنے بادشاہ کے سامنے یہ قصہ پیش کیا۔ بادشاہ نے کہا:

''جو سید محمد نے کہا ہے میں اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔''

پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا:

''شیخ کے داماد سے اس ہاتھ سے مصافحہ کرو جس ہاتھ سے تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا تاکہ پھر یہ اس ہاتھ سے سید محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کر لیں اور ان کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے مصافحہ کے وقت کے درمیان آٹھ سو سال کا فاصلہ ہو جائے۔"

بادشاہ نے پھر اس جن عورت سے کہا:

"ان کو اسی جگہ پہنچا آؤ جہاں سے لائی ہو۔"

ابن البارزی نے ایک دن دیکھ لیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہیں اور امراء کی ایک جماعت جلو میں ہے۔

اس نے اس پر انکار کیا اور کہا:

"یہ اولیاء کا طریقہ نہیں۔!"

ناظر خاص نے اس سے کہا:

"اعتراض نہ کرو! کیونکہ اولیاء کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔"

ابن البارزی نے کہا:

"میں ضرور کسی کو بھیج کر یہ کہلاؤں گا۔"

جب قاصد حاضر ہوا اور حضرت کو یہ پیام پہنچایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اپنے آقا سے کہہ دینا کہ تم ہمیشہ کے لیے معزول کر دیے گئے۔"

شاہ مؤید باللہ نے اس کے پاس قاصد بھیجا اور فرمان دیا کہ تم اپنے گھر بیٹھو اور پھر وہ معزول ہی رہا یہاں تک کہ اسی بادشاہ نے اس کو قتل کر دیا۔

ابن کتیلہ نے محلہ کے اکابر میں سے کسی کے پاس سفارش بھیجی تھی۔ اس نے جواب دیا:

"اگر ابن کتیلا فقراء میں سے ہیں تو حکام سے سروکار نہ رکھیں اور اگر ابن کتیلہ باز نہ آئے تو میں ان کے پیٹ کی آنتیں کاٹ ڈالوں گا۔"

ابن کتیلہ کو اس سے رنج ہوا اور کہلا بھیجا:

"میں شیخ محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کروں گا۔"

اس نے کہا:

"ان کے بھی پیٹ کی آنتیں کٹ جائیں گی۔"

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے فقراء کی ایک جماعت کو بھیجا اور فرمایا:

"جب محلہ میں پہنچیں تو اس ظالم کے گھر پر بھی گزریں اور ذکر کی آواز بلند کریں۔"

ان صاحبان نے ایسا ہی کیا تو اس شخص کو قے ہونے لگی اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلنے لگیں اور آخر مر گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے امام کو یہ واقعہ پیش آیا کہ جب وہ نماز کو چلے تو راستہ میں ایک حسین عورت نظر پڑی۔ انہوں نے اسے دیکھ لیا۔ جب خانقاہ پہنچے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ پھر جب دوسری نماز کا وقت آیا، پھر دوسرے شخص کو فرما دیا۔ پانچ نمازوں تک ایسا ہی کیا۔ جب ان کو متنبہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی بدنگاہی پر مطلع فرما دیا ہے تو انہوں نے استغفار کیا اور توبہ کی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟"

Marfat.com

ایک بار مصر میں ایک بزرگ جو اولیاء میں سے تھے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل کئے بغیر داخل ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حالات سلب کر لیے۔ انہوں نے استغفار کیا اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس معذرت کے لئے آئے۔ تب شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حالات واپس فرمائے اور یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ ان کے پاس ایک توسبا تھا جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی وہ اس میں ہاتھ ڈالتے اور وہی چیز اس میں سے نکال لیا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات مختلف حالتیں بدل لیتے تھے۔ یہاں تک کہ کبھی اتنے بڑھتے کہ سارے حجرہ کو اپنے اعضاء سے پر کر دیتے تھے اور کبھی چھوٹے ہوتے ہوتے اپنی اصلی حالت پر آجاتے۔ لوگوں کو اس حالت کا علم ہوا تو آپ نے وہ روشندان جو حجرہ میں تھا، بند کر دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کسی سے بگڑتے تھے تو اس کو بالکل تباہ کر ڈالتے تھے، اگر چہ وہ کسی بڑے سے بڑے ولی اللہ سے وابستہ ہوتا۔ اس پر جو بلا نازل ہوتی اسے کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ جیسے ابن تمار وغیرہ کا واقعہ ہوا کہ انہوں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی سفارش کے قصہ میں برا کہا اور یہ ایک شیخ سے وابستہ تھا جو بڑے اولیاء میں سے تھے اور بسطامی کہلاتے تھے۔ شیخ محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ہم نے ابن التمار کو تباہ کر ڈالا۔ چاہے اس کے ساتھ ایک ہزار بسطامی کیوں نہ ہوں۔"

بادشاہ نے آدمی بھیجے اور ابن التمار کا گھر گرا دیا۔

آپ خربوزہ کا کچھ حصہ لیتے، اسے کاٹتے اور اس سے کئی طباق بھر دیتے تھے اور ہر طباق میں دوسرے سے مختلف ہوتا تھا۔ سبز خربوزہ میں زرد قاشیں کاٹ لیتے تھے۔ دیکھنے والوں کی عقلیں حیران رہ جاتی تھیں۔

ابن کتیلہ کہتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے تھے تو ان کی داہنی جانب چار روحانی اور چار جسمانی (اجسام) نماز پڑھتے تھے، جن کو سوائے شیخ اور چند خواص کے اور کوئی نہیں دیکھتا تھا۔

سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک ولیمہ میں تھے۔ لوگوں نے کہا:

"ولیمہ کی تکمیل تب ہوگی جب شیخ محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائیں گے۔ صاحب ولیمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ تشریف فرما ہوگئے اور فرمایا:

"یہاں مشائخ میں سے کون کون ہیں۔؟"

صاحب ولیمہ نے عرض کیا:

"سید علی بن وفا اور ان کی جماعت ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جاؤ اور ان سے میرے حاضر ہونے کی اجازت لو، کیونکہ فقراء کا ادب یہ ہے کہ جب وہاں کوئی بڑا شخص ہوتا ہے تو بغیر اس کی اجازت کے نہیں آتے۔"

سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اجازت دے دی، ان کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا اور اپنے پاس بٹھایا۔ باہم گفتگو ہونے لگی۔ میں نے ان سے کہا:

"تم اس شخص کے باب میں کیا کہتے ہو جس کے ہاتھ میں عالم وجود کی چکی ہو کہ جس طرح چاہے اسے

Marfat.com

کھائے۔؟"
شیخ محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
"آپ اس شخص کے باب میں کیا کہتے ہیں کہ جو اس چکی پر ہاتھ رکھ دے اور اس کو گھومنے سے روک دے۔؟"
سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"خدا کی قسم! ہم اس کو تمہارے لیے چھوڑ دیں گے اور اس سے چلے جائیں گے۔"
شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سید علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت سے کہا:
"تم لوگ اپنے شیخ کو رخصت کرلو، کیونکہ وہ عنقریب اللہ تعالیٰ کی طرف انتقال کر جائیں گے۔"
پھر واقعہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ شیخ محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رات میں ایک ہاتف کو کہتے سنا:
"محمد! ہم نے تم کو اس کا بھی حاکم بنا دیا جو علی بن وفا کے قبضہ میں تھا اور یہ اس پر اور زیادہ ہے جو تمہارے قبضہ میں تھا۔"
شیخ محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ ان کی وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے فقراء میں سے ایک شخص کو بھیجا کہ محلہ عبدالباسط میں سید علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مکان دریافت کرے۔ اس نے وہاں ایک رونے والے کو پایا جس نے کہا:
"ان کی وفات ہو گئی ہے۔!"
شیخ شمس الدین بن کتیلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلی شہرت جس سے شیخ محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہو گئے یہ تھی کہ شاہ فرج بن برقوق لوگوں پر تیر چلا رہا تھا اور شیخ ان کو روک دیتے تھے۔ اس نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے آدمی بھیجا اور سخت و سست کہا اور کہا:
"ملک میرا ہے۔!"
شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
"نہ میرا، نہ تمہارا، ملک اللہ واحد وقہار کا ہے۔!"
پھر شیخ رحمۃ اللہ علیہ بددل ہو کر کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد بادشاہ کی آنتوں میں ورم ہو گیا اور قریب ہلاکت ہو گیا۔ طبیبوں سے دوڑ دھوپ کرائی۔ سب عاجز ہوئے تو خواص میں سے کسی دانشمند نے کہا:
"یہ حضرت شیخ کی بددلی کی وجہ سے ہے۔"
بادشاہ نے کہا:
"ان کی خدمت میں کسی کو بھیجو کہ ان کا دل خوش کرے۔"
امراء دربار ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو مصر سے باہر مطریہ کے نواح میں پایا۔ بادشاہ کے یاد کرنے کی اطلاع پیش کی، مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ملنا منظور نہ فرمایا۔ لوگ ان کے اور بادشاہ کے درمیان پیغامات پہنچاتے

Marfat.com

رہے حتیٰ کہ آپ کو رحم آ گیا اور بادشاہ کے واسطے ایک روٹی زیتون کے تیل میں مالیدہ کی ہوئی بھیج دی اور ان لوگوں سے فرمایا:

"بادشاہ سے کہہ دو کہ یہ کھا لے اچھا ہو جائے گا۔ پھر بے ادبی نہ کرنا، ورنہ تمہاری گوشمالی کی جائے گی۔"

ایک بار شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس امیر حسیق نے روپوں کا ایک ڈھیر بھیجا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر بیٹھے تھے، اس میں سے مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کی طرف پھینکنے لگے اور اسے قاصد کے سامنے ختم کر دیا۔ گویا اس کو دکھلا دیا کہ فقراء اس سے مستغنی ہیں اور یہ کہ اگر یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہوتے تو تمام لوگوں سے بڑھ کر ان کو یہ درجہ حاصل نہ ہوتا۔ جب امیر کو یہ واقعہ پہنچا، وہ حاضر ہوا اور دست بوسی کی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اس کنوئیں پر جاؤ اور یہ حوض پانی سے بھرو۔ اس کا ثواب قیامت تک تمہارے نامہ اعمال میں درج ہوگا۔"

امیر نے اچکن وغیرہ اتار دی اور ڈول بھرا تو بہت بھاری تھا۔ بڑی مشقت سے اوپر تک لایا تو اشرفیوں سے لبریز پایا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ماجرا عرض کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اس کو کنوئیں میں الٹ دو اور پھر بھرو۔"

اس نے دوبارہ اور سہ بار بھرا تو ایسے ہی ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"کنوئیں سے کہہ دو کہ ہم کو تو پانی ہی کی ضرورت ہے۔"

تب ان امیر کی نظر میں وہ مال حقیر ہوا جو انہوں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

فقراء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وضو کے لیے ہضمی نالی کی درخواست کی۔ آپ نے اپنی لکڑی زمین میں گاڑی اور فرمایا:

"یہ ہضم نالی ہے۔"

تو اس میں اب تک وضو کا پانی اتر جاتا ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں جاتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مالکی قاضی امتحان کے لیے آئے۔ لوگوں نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا:

"یہ قاضی صاحب امتحان کے لیے آ رہے ہیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اگر وہ مجھ سے کچھ پوچھ سکا تو میں سجادۂ فقراء پر بیٹھنا چھوڑ دوں گا۔"

جب قاضی صاحب آئے تو پوچھنے لگے:

"آپ کیا فرماتے ہیں اس میں ...."

اور خاموش ہو گئے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جی؟"

غرض کئی دفعہ ایسے ہی کہا اور آگے کچھ نہ کہہ سکے۔ پھر قاضی صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک سوال کرنا چاہتا تھا مگر اب بھول گیا۔ پھر استغفار کی اور عہد کیا کہ فقراء پر انکار و اعتراض نہ کیا کریں گے۔

Marfat.com

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت یہ تھی کہ جب آپ قاہرہ میں سے کسی مرید کو جو ریف کے منتہاء پر ہوتا پکارتے تھے تو وہ جواب دیتا تھا۔ پھر اگر فرماتے:

"آ جا!"

تو وہ آجاتا تھا۔ یا فرماتے تھے یہ کرو تو وہ کر لیتا تھا۔

ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غربی علاقہ کے قطور کے شہروں میں سے کسی شہر میں ابوطاقیہ کو آواز دی۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سن لی اور قاہرہ حاضر ہو گیا۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا:

"ہم کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچا ہے کہ انہوں نے اپنے متوسلین کے لیے ایک دن سکوت کا مقرر فرمایا تھا۔ اس سے یہ غرض ہے کہ آپ ہمارے واسطے ایسا کر دیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"انشاء اللہ! کل کریں گے۔"

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور بغیر آواز اور حروف کے سری طریقہ سے تکلم فرمایا۔ حاضرین میں سے ہر شخص نے اپنا حصہ لیا اور ہر ایک کہنے لگا کہ میرے دل میں یہ یہ القاء فرما دیا اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ٹھیک کہتے ہو اور ہر شخص کو نصیحت حاصل ہوتی تھی۔

جب منکرین میں سے کوئی شخص اس مقررہ دن میں حاضر ہوتا تو بے قرار ہو جاتا' کپڑے پھاڑنے لگتا، زمین پر لوٹنے لگتا اور کہتا:

"اللہ کی قسم! یہ معمولی نہیں ہیں۔"

اور آپ کے سلسلے میں داخل ہو جاتا تھا۔

شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ قیمتی اور فاخرہ لباس پہنتے تھے۔ ایک شخص نے جس کو اولیاء کے حالات کی شناخت نہیں تھی (غائبانہ) اعتراض کیا اور کہا:

"یہ بعید ہے کہ اولیاء اللہ ایسا لباس پہنیں جو بادشاہوں کے قابل ہے۔ اگر شیخ ولی ہیں تو مجھ کو یہ ہبہ دے دیں، تاکہ میں اس کو فروخت کر کے اپنے اہل و عیال پر خرچ کروں۔"

جب شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس مقررہ وقت سے فارغ ہوئے تو اس لباس کو اتار دیا اور فرمایا:

"یہ فلاں شخص کو دے دو کہ اس کو فروخت کر کے اپنے اہل و عیال پر خرچ کر لے۔"

اس شخص نے وہ لے لیا، فروخت کر دیا اور کہنے لگا:

"اللہ واسطے میری امداد ہوئی ہے۔"

پھر جب وہ آدمی دوسری بار آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ شیخ کے جسم مبارک پر وہی لباس ہے جو وہ بیچ کر آیا تھا۔ ہوا یوں کہ محبین میں سے کسی صاحب نے وہ لباس خرید لیا اور کہا کہ یہ تو شیخ ہی کے لائق ہے اور ہدیہ کر دیا۔

حضرت خضر علیہ السلام بار بار شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کی داہنی جانب بیٹھتے تھے۔ آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے جاتے اور حجرہ میں جاتے تو حجرہ کے دروازہ تک پہنچاتے تھے۔ آپ کی وفات 847 ہجری میں ہوئی ہے۔ آپ کی قبر برکتوں میں مشہور ہے اور لوگ زیارت کے لیے آتے ہیں۔

شیخ یونس بن یوسف بن مساعد الشیبانی:

شیخ یونس بن یوسف بن مساعد الشیبانی علیہ الرحمۃ سلسلہ یونسیہ کے شیخ الفقراء ہیں۔ آپ بہت بڑے صوفی اور مجذوب تھے۔ ان کا شیخ (بظاہر) کوئی نہ تھا۔

آپ کی ایک کرامت یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ قافلہ کے ساتھ آپ ''سنجار اور عانۃ'' کے درمیان سفر کر رہے تھے۔ راستہ نہایت ڈراؤنا تھا۔ شدت خوف کی وجہ سے کسی کو نیند نہ آئی، لیکن شیخ موصوف مطمئن لوگوں کی طرح سو رہے ہیں۔ جب آپ اٹھے تو آپ سے پوچھا گیا۔ فرمانے لگے:

''اللہ کی قسم! میری آنکھ لگتے ہی سیدنا حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام تشریف لے آئے اور ہم قافلہ والوں کی حفاظت فرمائی۔ اس کے بعد کسی کو بھی کوئی ضرر نہ پہنچا۔''

کچھ لوگوں نے نصیبین کی طرف سفر کا ارادہ کیا تو انہیں شیخ موصوف نے فرمایا:

''جب تم شہر میں جاؤ تو ام مساعد یعنی ان کی ام ولدہ کیلئے کفن خرید کر لیتے آنا۔''

اس وقت وہ صحت مند تھیں۔ لوگوں نے عرض کیا:

''اسے کیا ہوا کہ ہم اس کیلئے کفن خریدیں؟''

فرمایا:

''کوئی ضرر نہیں۔''

جب وہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی واپسی والے دن اس (ام ولدہ) کا انتقال ہو گیا تھا۔

شیخ موصوف کی اور بھی بہت سی کرامات اور حالات ہیں۔ آپ کا 619 ہجری میں انتقال ہوا۔

شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب الھمدانی:

شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب الھمدانی علیہ الرحمۃ امام طریقت تھے۔ خراسان میں مریدوں کی تربیت آپ پر اختتام پذیر ہوگئی۔

جناب ابراہیم بن حوفی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ یوسف ہمدانی لوگوں سے اسلام پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں دو فقیہوں نے آپ کو کہا:

((اسکت فانما انت مبتدع))

''چپ کرو تم بدعتی ہو۔!''

آپ نے ان دونوں کو کہا:

((اسکتا لا عشتما))

''تم دونوں چپ کرو تمہیں زندگی نصیب نہ ہو۔''

پس وہ دونوں اسی جگہ مر گئے۔

Marfat.com

آپ کی ایک کرامت یہ بیان کی گئی ہے کہ ہمدان سے ایک عورت آپ کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی:
"فرنگیوں نے میرا بیٹا قیدی بنالیا ہے۔"
آپ نے اسے صبر کرنے کو فرمایا لیکن وہ صبر نہ کرسکی تو آپ نے دعا فرمائی:
((اللهم فك اسره وعجل فرجه))
"اے اللہ! اس کی قید کھول دے اور اس کی رہائی جلد فرما۔"
پھر آپ نے اس عورت کو کہا:
"تم گھر چلی جاؤ! بیٹا تمہیں گھر ہی مل جائے گا۔"
چنانچہ عورت گھر آئی تو اچانک اسے گھر میں اپنا بیٹا دکھائی دیا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئی اور بیٹے سے پوچھنے لگی:
"تمہارا آنا کیسے ہوا؟"
وہ کہنے لگا:
"میں ابھی تھوڑی دیر پہلے قسطنطنیہ میں تھا۔ میرے پاؤں میں زنجیریں تھیں اور مجھ پر سخت پہرہ تھا۔ ایک شخص آیا۔ وہ مجھے یہاں پلک جھپکنے سے پہلے لے آیا۔"
علامہ مناوی نے بیان کیا کہ شیخ علیہ الرحمۃ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ کے بعض اصحاب میں سے ایک شخص فوت ہوگیا۔ اس کے ورثاء نے اس کی فوتیدگی پر بہت غم کیا۔ جب شیخ موصوف نے ان کا شدید غم دیکھا تو آپ میت کے پاس تشریف لائے اور میت کو کہا:
((قم باذن الله))
"اللہ کے حکم سے کھڑی ہوجا۔"
چنانچہ مردہ اٹھ بیٹھا اور اس کے بعد خدا نے جس قدر چاہا وہ زندہ رہا۔
شیخ کی جماعت کا ایک آدمی جماعت سے نکل گیا اور پھر اس نے آپ کی شان میں ایسی باتیں کہنی شروع کردیں جن سے آپ بری تھے۔ اس پر شیخ نے فرمایا:
"یہ شخص قتل کردیا جائے گا۔"
چنانچہ وہ قتل کردیا گیا۔
جناب خانی لکھتے ہیں کہ شیخ نجیب الدین علی بن بزغش شیرازی قدس سرہ نے ذکر فرمایا کہ علم حقیقت کے موضوع پر مجھے کسی شیخ کی کتاب کا کچھ حصہ کہیں سے دستیاب ہوا۔ جب میں نے اسے پڑھا تو مجھے بڑی لذت حاصل ہوئی۔ میں نے اس کے مولف و مصنف کو تلاش کرنا شروع کیا اور ان کے بارے میں جاننا چاہا کہ کس کی یہ تصنیف ہے؟ لیکن میں معلوم نہ کرسکا اور نہ ہی مجھے اس کتاب کا باقی حصہ کہیں سے دستیاب ہوا۔ میں رات کو سوگیا تو مجھے خواب آیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص سفید داڑھی والا، بہت باوقار، ہیبت سے بھرپور اور انتہا درجہ کا منور رباط میں داخل ہوا اور وضو خانہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے سفید رنگ کا کھلا جبہ پہن رکھا

Marfat.com

تھا۔ جس پر سونے کے پانی سے آیۃ الکرسی لکھی ہوئی تھی۔ موٹی موٹی لکھائی کی گئی تھی۔ جس سے تمام جبہ بھرا ہوا تھا۔ میں بھی اس بزرگ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس نے جبہ اتارنے کے بعد ایک اور جبہ اس کے نیچے پہن رکھا تھا جو سبز رنگ کا تھا اور پہلے جبہ سے بھی زیادہ خوبصورت تھا۔ اس پر اسی طرح آیۃ الکرسی لکھی ہوئی تھی۔ اس نے وہ بھی اتار کر مجھے پکڑایا اور کہا:

''میرے وضو کرنے تک ان کی حفاظت کرنا۔''

جب اس نے وضو مکمل کر لیا تو مجھے کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ دونوں میں سے ایک جبہ تمہیں دوں۔ تم کونسا پسند کرتے ہو؟''

میں نے کہا:

''پسند میری نہیں بلکہ آپ کا اختیار ہے جو آپ مجھے دیں گے مجھے منظور ہوگا۔''

اس نے مجھے سبز رنگ کا جبہ پہنا دیا اور خود اس نے سفید رنگ والا پہن لیا۔ پھر مجھ سے پوچھا:

''کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟''

میں نے کہا:

''نہیں۔''

کہنے لگے:

''میں یوسف ہمدانی ہوں۔ اس کتاب کا مصنف ہوں جس کا کچھ حصہ تمہیں ملا اور تم نے اسے پڑھا تھا اور بقیہ کی تمہیں تلاش تھی اور وہ میرے کتاب ''رتبۃ الحیاۃ'' کا حصہ ہے۔ میری اور بھی تصانیف ہیں، جو بہت اچھی ہیں جیسا کہ ''منازل السائلین، منازل السالکین''

پھر میری آنکھ کھل گئی اور بہت زیادہ مجھے سرور حاصل تھا۔

شیخ اکبر قدس سرہ نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے کہ 602 ہجری میں شیخ اوحد الدین حامد کرمانی قونیہ شہر میں اپنے گھر تشریف لائے۔ ان سے کسی نے یہ واقعہ بیان کیا کہ شیخ یوسف ہمدانی ان کے شہروں میں مقام مشیخت وارشاد پر مقیم تھے۔ یہ مقام آپ کے پاس ساٹھ سال سے تھا۔ آپ حسب عادت اپنے عبادت خانہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ ذرا باہر نکلنا چاہیے، حالانکہ آپ صرف جمعہ کے دن نماز جمعہ کیلئے باہر تشریف لایا کرتے تھے۔ یہ خیال آپ کو بھاری لگا اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کہاں جانا ہے۔ آپ گدھی پر سوار ہوئے اور اس کی لگام کھلی چھوڑ دی، تا کہ جدھر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو ادھر چلی جائے۔ چنانچہ گدھی چل پڑی۔ حتیٰ کہ وہ آپ کو شہر سے باہر ایک خراب مسجد میں لے گئی، جو جنگل میں تھی۔ وہاں جا کر ٹھہر گئی۔ شیخ نیچے اترے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے۔ بڑا با رعب اور صاحب جلالت ہے۔ کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور شیخ کی طرف دیکھا اور کہا:

''اے یوسف! مجھے ایک مسئلہ نے پریشان کر دیا ہے۔''

اس نے وہ مسئلہ بیان کیا۔ شیخ نے اسے حل کر دیا۔ پھر آپ نے اس نوجوان کو کہا:

Marfat.com

''بیٹا! جب کبھی تمہیں کوئی مسئلہ کوئی مشکل پڑا کرے تو میرے پاس زاویہ (عبادت خانہ) میں آجانا اور مجھ سے دریافت کرلینا۔ مجھے اپنے پاس آنے کی تکلیف نہ دینا۔''
یہ بات شیخ قدس سرہ نے کہی۔ پھر غلام (اس نوجوان) کی طرف دیکھا۔ نوجوان نے کہا:
''جب مجھے کوئی مشکل پڑی تو پتھروں میں سے ہر پتھر میرے لئے آپ کی مثل یوسف ہوگا۔''
شیخ اکبر نے کہا:
''میں نے اس سے یہ بات معلوم کی کہ مرید صادق اپنے صدق کی وجہ سے شیخ کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔''
شیخ یوسف ہمدانی مذکور رحمۃ اللہ علیہ وہ غوث ہیں جن کی طرف شیخ عبدالقادر جیلانی، ابن السقا اور ابن عصرون ایک مشہور قصہ میں متوجہ ہوئے تھے۔ جیسا کہ اس قصہ کو ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں شیخ موصوف کی سوانح عمری میں بیان کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات نے اس قصہ کو بیان کیا ہے۔ ذکر کرنے والے حضرات میں امام الشلی نے ''المشرع الروی'' میں اسے لکھا ہے۔ اپنے دور کے امام الشافعیہ ابوسعید عبداللہ بن ابی عصرون نے کہا: میں علم کی تلاش میں بغداد گیا۔ نظامیہ مدرسہ میں ابن السقا میرا رفیق بن گیا۔ ہم صالحین کی زیارت کرنے جایا کرتے تھے۔ بغداد میں ایک مرد خدا (شیخ یوسف) تھا جسے لوگ ''غوث'' کہتے تھے۔ جب وہ چاہتا تو ظاہر ہوتا (دکھائی دیتا) ہم نے اس کی زیارت کا قصد کیا اور ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی بھی تھے۔ وہ ان دونوں بھرپور جوان تھے۔ ابن السقاء نے کہا:
''میں اس غوث سے ضرور ایک مسئلہ دریافت کروں گا جس کا اسے جواب معلوم نہ ہوگا۔''
میں (ابو عصرون) نے کہا:
''میں بھی لازماً ایک مسئلہ پوچھوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ غوث کیا فرماتے ہیں۔''
شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا:
''اللہ کی پناہ کہ میں ان سے کچھ پوچھوں۔ میں تو ان کے سامنے ان سے حصول برکت کا منتظر رہوں گا۔''
چنانچہ ہم تینوں ان کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم نے انہیں ایک ساعت (گھنٹہ) کے بعد دیکھا۔ انہوں نے ابن السقا کی طرف غصہ سے دیکھا اور کہنے لگے:
''اے ابن السقا! تجھ پر افسوس ہے۔ تو مجھ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے کہ جس کا جواب میں نہیں جانتا۔ تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب بھی یوں ہے۔ بے شک میں کفر کی آگ تجھ میں شعلے مارتی دیکھ رہا ہوں۔''
پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:
''اے عبداللہ! تو بھی مجھ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے، تاکہ تو دیکھے کہ میں اس کے جواب میں کیا کہتا ہوں۔ تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا فلاں جواب ہے۔ بے ادبی کی وجہ سے دنیا تیرے کانوں تک آپہنچے گی یعنی بہت بڑا دنیادار اور امیر ہوگا۔''
پھر شیخ عبدالقادر کی طرف دیکھا۔ ان کے قریب آئے اور ان کی تعظیم واکرام کیا اور ان سے کہا:

Marfat.com

"اے عبد القادر! تو نے ادب کر کے اللہ اور اس کے رسول کو راضی کر لیا ہے، گویا میں تمہیں بغداد میں دیکھ رہا ہوں اور تم کرسی پر برملا گفتگو کرتے ہوئے چڑھ گئے اور تم نے کہا:

((قدمی هذه علی رقبة کل ولی))

"میرا ہر قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔"

گویا میں تمہارے وقت کے تمام اولیاء کرام کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تمہاری بزرگی کے سامنے اپنی گردنیں جھکالیں ہیں۔ اس قدر گفتگو کے بعد وہ غوث ہم سے غائب ہو گئے۔ پھر اس کے بعد ہم نے انہیں نہ دیکھا۔ مزید لکھا کہ شیخ عبد القادر سے قرب خداوندی کی نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ خاص و عام آپ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے کہا:

((قدمی هذه علی رقبة کل ولی))

اسی لمحہ دنیا کے تمام اولیا کرام نے اس کو قبول کیا۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جنات میں سے جو اولیاء ہیں، انہوں نے بھی اپنے سر جھکا لئے اور عاجزی و انکساری کی۔ صرف اصبہان میں ایک شخص تھا کہ اس نے آپ کے اعلان سے روگردانی کی۔ پھر اس کا حال چھین لیا گیا۔ جن اولیاء کرام نے اپنے اپنے سر جھکائے ان میں سے ابو النجیب سہروردی، احمد رفاعی، ابو مدین، الشیخ عبد الرحیم القناوی ہیں۔"

ابن ابی عصرون بیان کرتے ہیں:

"ہم تینوں میں سے ابن السقاء کا معاملہ یوں ہوا کہ وہ علوم میں مشغول ہو گیا۔ حتیٰ کہ اپنے دور کے علماء سے فوقیت لے گیا اور اس بات میں شہر پائی کہ کوئی شخص کسی علم میں اس سے مناظرہ کرتا تو اسے شکست دے دیتا۔ فصیح زبان والا تھا اور خوبصورت بھی تھا۔ خلیفہ نے اسے اپنے قریب کر لیا اور روم کے بادشاہ کے پاس اسے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ اس نے دیکھا تو بڑا تعجب کیا۔ اس نے اپنے بڑے پادری اکٹھے کیے۔ انہوں نے ان سے مناظرہ کیا۔ اس نے ان سب کو شکست دے دی۔ بادشاہ کے نزدیک اس کی عظمت ہو گئی۔ اس نے اس سے آزمائش لینے اور فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کی بیٹی نے اسے دیکھا۔ چند مرتبہ دیکھا دیکھی سے اس پر عاشق ہو گیا اور بادشاہ سے سوال کر دیا کہ اپنی بیٹی کی مجھ سے شادی کر دو۔ اس نے کہا: تمہارا مطالبہ صرف ایک طرح پورا ہو سکتا ہے کہ تم عیسائی ہو جاؤ۔ پھر وہ عیسائی بن گیا (معاذ اللہ) اور اس سے شادی کر لی۔ پھر وہ بیمار ہو گیا تو اسے بازار میں ڈال دیا گیا تا کہ کھانے پینے کی اشیاء مانگے اور کھائے۔ ایک جاننے والے کا اس کے قریب سے گزر ہوا تو اس نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہنے لگا: ایک فتنہ اور امتحان ہے جو مجھ سے لیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ سب کچھ ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس نے پوچھا: کیا تم قرآن کریم کے حافظ ہو؟ کہنے لگا: نہیں۔ صرف یہ آیت یاد ہے:

((ربما یود الذین کفروا لو کانو مسلمین))

"کل قیامت میں کافر یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔"

پھر وہ جاننے پہچاننے والا گزر گیا۔ ادھر اس پر حالت نزع طاری ہو گئی۔ اسے قبلہ کی طرف پلٹا گیا۔ یہ اس

Marfat.com

سے پھر گیا۔ دوبارہ قبلہ رخ کیا گیا۔ یہ دوبارہ پھر گیا۔ اسی دوران غیر قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے اس کی روح نکل گئی اور یہ اس مذکور غوث کی گفتگو یاد کیا کرتا تھا اور جانتا تھا کہ اس پر یہ مصیبت اسی وجہ سے ٹوٹی ہے۔"

ابن ابی عصرون کہتے ہیں:

"رہی میری بات تو میں دمشق گیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھے بلوایا میں گیا تو اوقاف کی ولایت قبول کرنے پر انہوں نے سختی سے کہا، جسے مجبوراً مجھے قبول کرنا پڑا۔ پھر دنیا نے میری طرف منہ اٹھایا کہ ہر اعتبار سے میں مالدار ہو گیا۔ غوث مذکور نے ہم تینوں کے بارے میں جو فرمایا تھا وہ سچ ہو گیا۔"

المشرع الروی لکھتے ہیں:

"یہ حکایت قریب ہے کہ باعتبار معنی کے متواتر کے درجہ والی ہو کیونکہ اس کے نقل کرنے والے بکثرت ہیں اور ان کا عادل ہونا بھی واضح ہے۔ اس واقعہ میں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار پر سخت ڈانٹ اور برے انجام کا شدید خطرہ ہوتا ہے، جس طرح انجام بد کو ابن السقاء پہنچا۔ نعوذ باللہ من ذالک"

تاذفی نے "قلائد الجواہر" میں لکھا ہے کہ شیخ یوسف ہمدانی نے 535 ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ ابو یعقوب یوسف بن یخلف الکومی العبیسی:

شیخ ابو یعقوب یوسف بن یخلف الکومی العبیسی علیہ الرحمۃ عظیم اولیاء میں سے ہیں۔ سیدی محی الدین فرماتے ہیں کہ مجھے جو مشاہدات شیخ ابو یعقوب موصوف سے دیکھنے کا موقع ملا ان میں سے ایک مشاہدہ یہ ہے کہ میں نے رسالۃ القشیری کو کبھی دیکھا تک نہ تھا اور نہ ہی کسی اور کتاب کو ہاتھ لگایا تھا اور نہ ہی میں لفظ تصوف سے آگاہ تھا کہ یہ کس پر بولا جاتا ہے۔ آپ ایک دن اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپ نے مجھے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ہم "منتیار" پہنچ جائیں۔ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو اشبیلیہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ میں اور میرے ساتھی شہر کا دروازہ کھلنے پر مذکور مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ میرے ساتھی کے ہاتھ میں رسالہ القشیر یہ تھا۔ میں نہ تو رسالہ القشیر یہ کو اور نہ ہی قشیری کو جانتا تھا۔ ہم پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ شیخ موصوف ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں اور وہاں آپ کے غلام نے آپ کے گھوڑے کو تھام رکھا ہے۔ ہم پہاڑ کی بلند چوٹی پر موجود ایک مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں ہم نے نماز ادا کی۔ شیخ نے نماز کے بعد قبلہ سے رخ پھیرا اور ہماری طرف منہ کر کے بیٹھے اور مجھے رسالہ القشیر یہ عطا فرمایا اور فرمایا:

"پڑھو"

مجھے یہ قدرت نہ تھی کہ میں ایک لفظ کو دوسرے لفظ کے ساتھ ملا سکوں اور کتاب بوجہ رعب میرے ہاتھ سے نیچے گر گئی۔ آپ نے میرے ساتھی کو فرمایا:

"تم پڑھو"

ساتھی نے کتاب پکڑی، اسے پڑھا اور شیخ نے اس پر گفتگو فرمائی۔ ہم اسی طرح نماز عصر ادا کرنے تک مصروف رہے۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد شیخ نے فرمایا:

Marfat.com

''ہم اب شہر کی طرف اتریں گے۔''

آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور میں نے آپ کی رکاب کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ آپ چلتے ہوئے مجھے شیخ ابو مدین کے فضائل بیان فرماتے رہے۔ ان کی کرامات بتاتے رہے۔ میں ان کی گفتگو میں ڈوبا ہوا تھا۔ مجھے اپنے آپ کی بھی خبر نہ تھی۔ میں اکثر اوقات اپنا منہ شیخ کی طرف اٹھاتا۔ میں سمجھتا کہ آپ میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ مسکراتے اور اپنے گھوڑے کو مہمیز لگاتے۔ وہ تیز ہو جاتا۔ پھر ایک جگہ ٹھہر گئے اور مجھ سے فرمانے لگے:

''دیکھ پیچھے کیا چھوڑ آیا ہے؟''

میں نے دیکھا تو مجھے طے کردہ تمام راستہ کانٹوں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ وہ بھی اس قدر کہ میری کمر تک میدان کانٹوں سے اَٹا ہوا تھا اور کچھ دوسرے کانٹے جو زمین پر پڑے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا:

''اپنے پاؤں کی طرف دیکھ۔''

میں نے اپنے قدموں کی طرف دیکھا تو ان پر کانٹوں کا کوئی نشان نہ تھا۔ فرمایا:

''اپنے کپڑے دیکھو تو مجھے اپنے کپڑوں پر بھی کوئی نشان نظر نہ دکھائی دیا۔''

آپ نے فرمایا:

''یہ جناب ابو مدین کے ذکر کی برکت ہے۔ طریقت کو اپنے لئے لازم کر لے۔ بیٹا! کامیاب ہو جاؤ گے۔''

یہ کہہ کر گھوڑے کو ایڑ لگائی اور مجھے چھوڑ دیا۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو یعقوب کو خواب میں دیکھا کہ آپ کا سینہ چاک کیا گیا۔ اس میں ایک چراغ روشن ہے، اس کی روشنی جیسا کہ آفتاب چمک رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''اے محمد! ادھر آؤ۔''

میں آپ کے پاس سفید رنگ کے دو بڑے بڑے برتن لے آیا۔ آپ نے ان میں دودھ کی الٹی کی۔ یہاں تک کہ وہ دونوں برتن بھر گئے۔ پھر مجھے فرمایا:

''پی لو۔''

میں نے پی لیا۔ مجھ میں جو بزرگی ہے وہ شیخ ابو یعقوب موصوف اور ابو محمد مروزی کی ہے۔

سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں شیخ کے پاس نماز عصر کے بعد بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے مجھے تاڑ لیا کہ میں وہاں سے اٹھنے اور گھر جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا:

''کیا بات ہے؟''

میں نے عرض کیا:

''حضور! مجھے چار ضروری کام کرنے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ انہیں کر لوں۔ میرے پاس چند دن ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں ضائع نہ ہونے دوں۔ کچھ کر لوں، مجھے وہ لوگ بھی نہیں ملتے کہ جن سے میں اپنی ضروریات پوری کر سکوں۔''

میری یہ بات سن کر آپ مسکرا دیئے اور فرمایا:

Marfat.com

"اگر تو نے مجھے چھوڑ دیا اور مجھے چھوڑ کر اپنی ضروریات پوری کرنے نکل گیا تو یاد رکھنا تیری ضروریات پوری نہ ہوں گی۔ میرے ساتھ بیٹھ جا۔ میں تمہیں ابو مدین کے حالات سناتا ہوں اور میں تیری ضروریات کا ضامن بنتا ہوں۔"

جب مغرب کا وقت آیا۔ آپ نے فرمایا:

"ابھی فوراً اپنے گھر چلے جاؤ۔ تو نے ابھی نماز مغرب ادا نہ کی ہوگی کہ تیری ضروریات پوری ہو جائیں گی۔"

میں وہاں نکل آیا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ میں اپنے گھر پہنچا اور مؤذن مغرب کی اذان دے رہا تھا۔ اللہ کی قسم! ابھی میں نے نماز مغرب کی ادائیگی کیلئے تکبیر تحریمہ بھی نہیں کہی تھی کہ میری ضروریات پوری ہوگئیں۔

مجھے جو شیخ موصوف کے ساتھ سچی محبت تھی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ میں اپنے گھر میں دل کے اندر کسی چیز کی تمنا کرتا تو آپ فوراً میرے سامنے آجاتے۔ پھر میں آپ سے دریافت کر لیتا۔ آپ مجھے جواب عطا فرماتے اور واپس تشریف لے جاتے۔ میں نے اس کی خبر آپ کو صبح دی اور میرے ساتھ یہ اتفاق دن کے وقت ہوا۔ میں نے تمنا کی آپ تشریف لے آئے۔"

شیخ یوسف المیتی:

شیخ یوسف المیتی بہت بڑے مرد خدا اور اکابر اولیاء میں سے تھے۔ آپ سے بہت سے خوارق اور کرامات کا ظہور ہوا۔

جناب سراج ذکر کرتے ہیں کہ ایک اور کرامت ہم سے بیان کی گئی، وہ یہ کہ ایک شخص جس کو "شرف الاقطع" کہا جاتا تھا، اس کا والد بہت بڑا تاجر تھا۔ اس نے اس کی شادی کرا دی اور بہت سا مال و اسباب دیا۔ اس کے بعد یہ شخص (شرف الاقطع) دمشق کی گلیوں میں لوگوں کے کپڑے زبردستی چھین لیا کرتا تھا، کیونکہ بڑا مضبوط اور جابر آدمی تھا۔ اس کا والد اسے منع کرتا لیکن وہ باپ کی ایک نہ سنتا۔ اس کا باپ کہا کرتا تھا:

"بے چارہ مسکین جب مرے گا کہ اس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں گے۔"

اس کے والد کا انتقال ہوگیا اور یہ ڈاکو بن گیا۔ اس کے اور بھی بہت سے ساتھی تھے۔ ان میں سے سردار ڈاکو نے کہا کہ تمہارا فلاں ساتھی کچھ خطرناک سا محسوس ہوتا ہے۔ ہمیں اس سے خطرہ ہے کہ کہیں پکڑا گیا تو وہ ہمارے بارے میں حکومت کو سب کچھ بتا دے گا۔ لہٰذا تجھے چاہیے کہ اسے ٹھکانے لگا دے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک خالی مکان میں اسے آنے کیلئے کہا تا کہ اس میں میں اس کا کام تمام کر دوں۔ وہ آیا اور میں نے قتل کر دیا۔ پھر اپنے استاد کے پاس آ کر بتایا کہ راستہ کا کانٹا صاف کر آیا ہوں۔ استاد کہنے لگا:

"اس کی شناخت ہو جائے گی۔ لہٰذا مار کر اس کا حلیہ بگاڑ آؤ یعنی اس کے چہرہ پر سے کھال اتار دو۔ اس کی ناک کاٹ دو تا کہ اس کی شناخت نہ ہو سکے اور ہم قتل میں پکڑے نہ جائیں۔"

میں نے ایسے ہی کیا۔ جب ہم شہر میں آئے تو اس کی بیوی اور بچوں نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا:

"وہ آرہا ہے۔"

Marfat.com

لیکن میرے دل میں بہت دکھ اور افسوس تھا۔ پھر میں نے چوری ڈاکے سے توبہ کر لی اور آخرت کی بہتری کے کام شروع کر دیے۔ پھر میں نے شیخ یوسف کی ملازمت اختیار کر لی۔ آپ جہاں جاتے میں بھی پیچھے پیچھے چل پڑتا۔ آپ مجھ سے اعراض فرماتے اور کوئی توجہ نہ کرتے۔ حتیٰ کہ ایک دن مجھے تنہائی میں لے گئے اور فرمایا:

''تجھ پر افسوس ہے۔ تیرے اور میرے درمیان اتحاد نہیں ہو سکتا۔ جا اور جا کر چھری لے کر اس سے اپنی بغلوں تک خود کو کاٹ، چہرہ کا چمڑا ادھیڑ اور ناک کھاٹ کر پھر میرے پاس آنا اور ملازمت اختیار کرنا جس طرح تو نے اپنے ساتھی کے ساتھ کیا۔''

یہ سن کر مجھ پر غشی طاری ہو گئی۔ متواتر ایک دن ایک رات بے ہوش رہا۔

جناب سراج فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم کا ایک ملازم تھا جس کے پاس شیخ یوسف موصوف کا آنا جانا رہتا تھا۔ اس کے ہاتھ کا پکا کھانا بھی شیخ موصوف کھا لیا کرتے تھے۔ اس شخص نے ایک رات چاند کی روشنی، ستاروں کی چمک اور آسمان کے نیلے رنگ کو دیکھا۔ وہ اس وقت دمشق سے باہر ایک سرائے میں تھا تو اسے اس دیکھنے سے خشوع و خضوع حاصل ہوا اور توبہ بھی کی اور صبح کو بہت خوش اٹھا۔ پھر شیخ یوسف موصوف اس کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا:

''جو جھوٹ بولتا ہو اللہ تعالیٰ اسے قبیح کرے۔''

اس شخص نے اس پر آمین کہی۔ پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس شخص کے پاس انسانی شیطان آنے جانے لگے اور اسے اس حال تک پہنچا کر چھوڑا کہ وہ اپنی پہلی حالت پر واپس آ گیا۔ پھر جب ایک دن صبح اٹھا تو شیخ موصوف تشریف لائے اور کہا:

''اے منحوس! کیا ہم نے تمہیں نہیں کہا تھا: جو جھوٹ بولتا ہو اللہ تعالیٰ اسے قبیح کرے۔''

پھر آپ نے اسے کہا:

''اللہ کی قسم! تیرا اس امال نقصان پذیر ہوگا۔ تیرا گھر برباد ہوگا اور تو بستر پر ایک سال تک پڑا رہے گا۔''

یہ شخص بیان کرتا ہے کہ ابھی اس بات کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میں ٹوٹ پھوٹ گیا۔ بیوی فوت ہو گئی اور میری اولاد مختلف نیک لوگوں کے پاس چلی گئی جو ان کی تربیت کرتے ہیں۔ میں ایک سال تک سخت بیمار رہا۔

پھر میں نے اپنے ایک قریبی سے کہا:

''مجھے اس راستہ پر ڈال آؤ جہاں سے شیخ یوسف کا گزر ہوتا ہے۔''

اس نے ایسے ہی کیا۔ آپ میرے قریب سے گزرے تو میں نے آپ سے فریاد کی، مدد طلب کی تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے:

''تو نے اپنا حال کیسا پایا۔؟ اے مدبر!''

میں نے عرض کیا:

''یا سیدی! توبہ!''

پوچھا:

Marfat.com

"دوبارہ ایسا کرے گا؟"
میں نے عرض کیا:
"اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔"
آپ نے فرمایا:
"اچھا! میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے پھر سے تیرا حال عطا فرمادے جو پہلے تھا۔"
یہ کہہ کر آپ تشریف لے گئے۔ میں کھڑا ہوا اور اپنے گھر پیدل چل کر آیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہ فتوحات فرمائیں جن کا مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا اور شیخ موصوف نے پھر سے حسب سابق میرے پاس آنا جانا شروع کر دیا۔
ایک دن صبح سویرے شیخ یوسف موصوف کا باب الزیارۃ کے بازار سے گزر ہوا۔ یہ بازار دمشق میں جامع معمور کے افتتاحی دروازہ والا ہے۔ گزرتے ہوئے ایک عورت نے آپ کے پرانے جبہ پر ہاتھ لگا کر اپنے چہرے پر پھیرا تا کہ وہ حسب عادت اس سے برکت حاصل کرے۔ ایک جان پہچان والے نے کہا، جبکہ وہ دکان کھول رہا تھا:
"یہ کیا ہے۔؟"
اس عورت نے پہلے تو اپنا ہاتھ نجس کیا۔ پھر اس کو منہ پر پھیر لیا۔ (مطلب یہ کہ اس کے نزدیک شیخ کے جبہ پر ہاتھ لگانے سے برکت کا حصول تو دور کی بات ہے خود ہاتھ ہی ناپاک ہو گیا) پھر دوسرے دن شیخ موصوف کا وہاں اس کی دکان کے سامنے سے گزر ہوا اور آپ نے اس دکاندار سے پوچھا:
"تو تم نے ہمارا مقام کل رات دیکھ لیا ہے۔ اے منحوس!"
یہ سنتے ہی وہ زمین پر گر گیا اور آپ کے قدم چومنے لگا۔ پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے جایا گیا۔ پھر تین دن بعد آرام آیا اور غشی جب ختم ہوئی۔ لوگوں نے پوچھا:
"تمہیں کیا نظر آیا تھا؟"
کہنے لگے:
"میں نے شیخ یوسف کو سمندر میں کھڑے دیکھا۔ سمندر ان کے ٹخنوں تک تھا۔ آپ وضو کر رہے تھے اور آپ نے خوبصورت لباس پہن رکھا تھا اور آپ کا چہرہ جیسا کہ چودہویں رات کا چاند چمک رہا ہو۔"
شیخ سراج نے کہا:
"میں نے شیخ یوسف مذکور کی زیارت کی۔ آپ کا "صغری" میں انتقال ہوا۔ مجھے شیخ موصوف کے اس قدر حالات و واقعات بیان کیے گئے کہ ان کے لئے کئی مجلدات کی ضرورت پڑتی ہے۔ شیخ یوسف موصوف نے 657 ہجری میں انتقال فرمایا اور "موکلیں" کے احاطہ میں دفن کیے گئے۔ یہ جگہ "قاسیون" نامی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔"
شیخ موصوف کی ایک اور کرامت ہم سے لوگوں نے بیان کی۔ وہ یہ کہ میرے دادا جان کے ساتھیوں میں سے

Marfat.com

ایک کا لڑکا سخت بیمار ہو گیا۔ لڑکا اپنے والد کو بہت عزیز تھا، کیونکہ اس کے اخلاق بھی اچھے اور صورت بھی اچھی تھی۔ اس قدر بیمار تھا کہ ابھی مرتا ہے۔ طبیب اس سے ناامید ہو گئے تھے۔ اس کو کسی باخبر عالم نے مشورہ دیا تھا کہ تم شیخ یوسف موصوف کے پاس ضرور جاؤ۔ وہ صاحب کشف اور صاحب تصرف بزرگ ہیں۔ لڑکے کا والد آپ کے پاس حاضر ہوا اور سب لوگوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ لوگوں نے صفیں باندھ رکھی تھیں۔ ہر ایک کو کوئی نہ کوئی پریشانی اور مسئلہ درپیش تھا اور وہ باری باری اپنا مسئلہ پیش کرتے جا رہے تھے۔ شیخ ان کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ وہاں سے اٹھے اور اس بیمار لڑکے کے والد کو ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور کہا:

''اے فلاں! اپنے لڑکے کو لے لو۔ ہم نے اس کی تمہاری خاطر گرہ کھول دی ہے۔ لے جاؤ اور ہم سے رخصت ہو جاؤ۔''

لڑکے کا والد بیان کرتا ہے:

''میں گھر آیا تو لڑکے کو میں نے ایسا پایا، جیسا کسی نے اونٹ کے گھٹنے کی رسی کھول دی ہے۔ اس سے تمام تکلیف زائل ہو چکی تھی اور اس وہ قدر ہشاش بشاش وصحت مند ہو گیا کہ میں نے اول نظر میں اسے نہ پہچانا۔ میں اس کی بیماری کی تفتیش کرنے لگا۔''

لڑکے نے مجھے کہا:

''ابا جان! اللہ تعالیٰ نے مجھے شیخ یوسف موصوف کی برکت سے شفاء عطا فرما دی ہے۔ مجھے شفاء کی خبر اس وقت دی گئی جب میں سویا ہوا تھا۔ پھر جب میں جاگا تو جیسا آپ دیکھ رہے ہیں ایسا اٹھا۔''

تمام جان پہچان والے اور ہمسائے اس سے بہت حیران ہوئے۔

شیخ یوسف موصوف دمشق کے کسی حمام میں آگ جلانے کے وقت تشریف لایا کرتے تھے۔ رمضان شریف کی ایک رات آپ نے حمام میں آگ جلانے والے اور اس کے مرتب سے فرمایا:

''اے فلاں! تجھ پر افسوس ہے۔''

عرض کرنے لگا:

''میرے استاد محترم! میں حاضر ہوں۔ ارشاد فرمائیے۔ کیا کام ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''ہم اسی وقت چاہتے ہیں کہ ایک بہت بڑا تھال ہو جو مختلف قسم کی مٹھائیوں سے بھرا ہوا ہو۔ اس میں اخروٹ اور عرق گلاب بھی ہو۔ یہ سب کچھ ایک کپڑے میں رکھ کر اسے بند کر دیا گیا ہو۔''

اس نے گھر آ کر اپنی عورت کو کہا:

''میں یہ کام کیسے سرانجام دوں گا۔ میرے استاد نے مجھے یہ حکم دیا اور میں تو ہر وقت ان کے فضل میں ہوں اور ہر قسم کی خیرات ان کے سبب سے مجھ تک آتی ہیں۔ مجھے کپڑا دے دے۔ میرے پاس اس کپڑے کے سوا اور تھا بھی کچھ نہیں، تاکہ میں اس کپڑے کو شیخ موصوف کی مطلوبہ اشیاء کے عوض رہن رکھوں۔''

شیخ نے فرمایا:

Marfat.com

"تجھ پر افسوس ہے۔! ایسے مت کرو۔"

میں نے آپ کی بات نہ مانی۔ کپڑا لے کر باہر نکل گیا۔ چند قدم ابھی چلا تھا کہ مجھے ایک آدمی نظر آیا جس کے آگے آگے غلام تھے، جنہوں نے وہ سب کچھ اٹھا رکھا تھا جو شیخ نے طلب کیا تھا۔ میں بڑا خوش ہو کر واپس آ گیا۔ میں ان اشیاء مطلوبہ کو لے کر شیخ موصوف کے پاس آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ نے ان میں سے تین دانے کھائے۔ پھر فرمایا:

"لے جاؤ! اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔ ہم نے تمہارے اہل خانہ کیلئے یہ منگوائے تھے۔"

بیوی نے کہا:

"اللہ کی قسم! میرا کئی دنوں سے دل چاہ رہا تھا کہ مٹھائی کھاؤں۔"

یہ مٹھائی ان کیلئے تین رات تک کافی ہوئی۔

شیخ یوسف بن نبہان الایلوحی:

شیخ یوسف بن نبہان الایلوحی عظیم مرد خدا، مشہور ولی اور طریقت کے سردار تھے۔

ایک دن شیخ اپنی عبادت گاہ واقع ایلوح میں ظہر سے عصر تک کپڑے میں گوٹ لگاتے رہے، یا رسی بٹتے رہے۔

پھر سر اٹھایا اور فرمایا:

"مجھ سے پکڑ لو۔ میں یوسف بن نبہان ایلوحی ہوں۔"

جماعت نے آپ سے اس بارے میں پوچھا اور بہت منت سماجت کی، جیسا کہ اس قسم کے کام کے بارے میں پوچھنے کی گھر والوں اور دائیں بائیں بیٹھنے والوں کی عادت ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"ابدافیرلس" کو اسی وقت میں نے نیزہ مارا ہے۔"

لوگوں نے یہ تاریخ اور دن وقت نوٹ کر لیا، بلکہ آپ نے خود نوٹ کروایا۔ پھر "ابدافیرلس" نے لوگوں سے نیزہ لگنے کا تذکرہ کیا۔ بہت سے لوگ اس کے سامنے لائے گئے تاکہ وہ بتائے کہ ان میں سے کون تھا وہ کہ جس نے نیزہ مارا۔ کہنے لگا:

"ان میں وہ نہیں ہے۔"

پھر لوگوں نے غلبہ ظن کی بناء پر اور ایک حیلہ کر کے شیخ کو پکڑا۔ جو حیلہ "ابدافیرلس" نے انہیں بتایا تھا۔ لوگوں نے اس حیلہ پر عمل کر کے آپ کو "ابدافیرلس" کے سامنے جب پیش کیا تو کہنے لگا:

"وہ یہی ہے۔"

تاریخ کے مطابق بات صحیح نکلی۔ اس سے شیخ موصوف کی لوگوں میں عظمت کا چرچا ہو گیا۔ بادشاہ ملک معظم ابن ملک الصالح نے شیخ موصوف کے نام "ایلوح" پوری بستی وقف کر دی اور ان کی اولاد کیلئے وقف کر دی۔ وہ وقف اب تک چلی آ رہی ہے۔ یہ بستی کیفا قلعہ کے مغرب میں ہے۔ جو "حلب" کے تحت ہے اور جن ترکمانیوں نے آپ کا امتحان لیا۔ وہ "حشنارین عربی الحسن" کے رہنے والے تھے۔ آپ کا "ابدافیرلس" کو نیزہ مارنا ایک مشہور واقعہ میں ہوا۔ جسے "واقعۃ المنصورۃ" کہا جاتا ہے اور یہ "ابدافیرلس" بہت بڑا افرنگی بادشاہ تھا۔

Marfat.com

شیخ یوسف موصوف کے بکثرت احوال ہیں، جو ہمارے نزدیک ثابت ہیں۔ ہم سے بیان کیا گیا کہ آپ ایک دن اتفاقاً ترکمان کے گروہ کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ لوگ فقراء کے متعلق تمام لوگوں سے زیادہ غصیلے تھے۔ جب آپ تشریف لائے اور تقدیر نے آپ کو اور ان کو ایک جگہ جمع کر دیا تو ترکمانی ٹولہ بولا:

''آج رات ہم لازماً محفل سماع منعقد کریں گے اور آپ کا حال دیکھیں گے کہ واقعی فقراء کسی حال کے مالک ہوتے ہیں اور ہم پر تمہارا کوئی حال نہ کھلا تو پھر ہم آپ کے ساتھ یوں یوں کریں گے، یعنی ایسا سلوک کریں گے جو آپ جیسے لوگوں کے لائق نہیں ہوتا۔''

آپ نے ان کی دعوت قبول فرمالی۔ آپ نے مکان کی ایک طرف کچھ برتن پڑے دیکھے جو خالی تھے۔ آپ نے ان میں سے تین برتن طلب کئے۔ جب برتن لائے گئے تو آپ نے ان میں پھونک ماری۔ وہ آسمان کی طرف چڑھنا شروع ہو گئے۔ پھر نیچے آئے، پھر اوپر گئے۔ یوں ہوا میں ان کا آنا جانا ہوا۔ ایک نیزہ کی مقدار یا اس سے زیادہ بلندی پر جا کر پھر نیچے آجاتے۔ یہ معاملہ رات کے شروع ہونے سے لے کر آخر رات تک جاری رہا اور آپ نے فرمایا:

''جاندار چیز میں تاثیر ڈالنا یہ کوئی بہادری نہیں، بلکہ بہادری یہ ہے کہ میت (بے جان) میں تاثیر ہو۔''

اس سے ترکمانی لوگ ڈر گئے اور انہوں نے شہادت کا اعلان کیا، توبہ کی، ان میں سے کوئی مرد، عورت، چھوٹا، بڑا ایسا نہ رہا جو آپ کے پاس حاضر نہ ہوا ہو اور تجدید اسلام نہ کی ہو۔ توبہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کیا ہو۔ یہ واقعہ 650 کی دہائی میں تقریباً ہوا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ:

شیخ نجم الدین کبریٰ صوفیاء کرام کے امام اور بہت بڑے ولی ہونے کے ساتھ ساتھ سید الاصفیاء تھے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاجوبۃ المرضیۃ'' میں لکھا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے ہاتھ پر طریقت کی تلاش وطلب کے لئے تشریف لائے۔ ان کے ساتھ ہزار طالب علم پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے اور امام موصوف ''ارمی'' سے آئے تھے۔ جب یہ خبر شیخ نجم الدین کو پہنچی، تو فرمانے لگے:

''انہیں طریقت برداشت کرنے کی طاقت وہمت نہیں ہے۔''

جب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ شیخ موصوف کے مہمان خانے میں پہنچے۔ ان کے ساتھ کافی تعداد میں طلباء بھی تھے۔ لوگوں نے گمان کیا کہ شیخ نجم الدین ان کے استقبال کیلئے کھڑے ہوں گے، اور چند قدم ان کی طرف چلیں گے، لیکن شیخ موصوف نے اٹھنا تو در کنار، کوئی حرکت بھی ایسی نہ کی جس سے استقبال کرنا معلوم ہوتا ہو۔ امام رازی آئے اور آپ کو سلام کیا۔ سلام کے جواب دینے کے بعد پوچھا:

''تمہیں کس بات نے اپنے شہر سے ہمارے شہر آنے پر مجبور کیا۔؟''

عرض کیا:

''میں اس لئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف طریقت طلب کروں۔''

یہ سن کر شیخ موصوف نے فرمایا:

Marfat.com

"آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔"
امام رازی کہنے لگے:
"انشاء اللہ! مجھ میں طاقت ہوگی۔"
آپ نے تین مرتبہ وہی بات دہرائی اور امام فخر الدین رازی نے ہر مرتبہ انکار کیا اور کہا:
"میں ضرور آپ کی شاگردی اختیار کروں گا۔"
چنانچہ شیخ نجم الدین نے نقیب سے کہا:
"انہیں خلوت گاہ میں لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اندر جا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جاؤ۔"
امام رازی اندر چلے گئے۔ شیخ نجم الدین نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو امام رازی کے تمام علوم سلب کر لئے۔ جب امام رازی کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے زوردار چیخ ماری اور کہا:
"میں طاقت نہیں رکھتا۔ میں طاقت نہیں رکھتا۔"
پھر شیخ موصوف نے انہیں باہر نکالا اور ان سے فرمایا:
"تمہارے سچ نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ اے فخر الدین اتم اللہ تعالیٰ کی طرف طریقت کیسے طلب کر سکتے ہو؟ جبکہ تمہیں اپنے ہم عصر علماء پر سرداری اور ان پر اپنی بڑائی جتانے سے بڑی محبت ہے؟ اور تمہیں اس میں کیا نقصان ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا ہو جائے اور تیرا جھکاؤ اس کے علاوہ کسی اور طرف نہ ہو۔ موجودات میں سے کسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ نہ ہو۔"
یہ سن کر امام رازی رو پڑے اور فرمانے لگے:
((قد خسرنا و فاز غیرنا))
"ہم گھاٹے میں رہے اور ہمارے غیر کامیاب ہو گئے۔"
پھر شیخ نجم الدین کبریٰ نے فرمایا:
"آپ ہمارے جاننے پہچاننے والے تو ہو گئے اور ہم چاہتے تھے کہ آپ ہمارے اصحاب میں سے بھی ہو جائیں، لیکن یہ مقدر میں نہ تھا، اپنے شہر کو سلامتی سے روانہ ہو جاؤ۔"
امام شعرانی لکھتے ہیں:
"اے بھائی! ذرا غور کر کہ شیخ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کی جلالت علم اور ہر قسم کے علوم کے جامع ہونے پر امت کا اجماع ہے، ایسے علوم کسی دوسرے کے پاس نہیں۔ اتنی بڑی شخصیت نے کیسے اعتراف کیا کہ وہ طریقت کی صلاحیت نہیں رکھتے اور شیخ نجم الدین کبریٰ کو اس کا یقین بھی دلایا۔"
آپ کی ایک کرامت یہ بیان کی گئی ہے کہ مغول بادشاہ جب بغداد کو تباہ و برباد کرنے کے لئے آیا تو بغداد سے باہر ہی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:
"مجھے اس شہر میں سے ایک بہت بڑے محمدی کی خوشبو آ رہی ہے۔ لہٰذا اس سے اجازت مانگو۔ جب شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طلب کی گئی تو فرمایا:

Marfat.com

''وہ آ جائے اور آ کر سب سے پہلے میری گردن مارے، پھر فلاں فلاں کی، پھر شہر کے دو تہائی انسانوں کی گردنیں مارے۔ اس فیصلہ پر تقدیر لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے۔''

پھر جیسے آپ نے فرمایا ہے ویسے ہی ہوا۔ یہ کرامت امام شعرانی نے ''منن'' میں ذکر فرمائی۔

شیخ نصر الخراط:

امام قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی کو کہتے سنا کہ میں نے محمد بن حسن بغدادی سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ جناب ابوالحدید نے کہا کہ میں نے مصطفر جصاص کو کہتے سنا کہ میں اور نصر خراط ایک رات ایک موضع میں تھے۔ ہم نے علم کے بارے میں باہم گفتگو کی۔ دوران گفتگو خراط موصوف نے کہا:

''بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے ذکر کرنے والے کا اس کے اول ذکر میں فائدہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یاد کیا ہے۔ سو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے ذکر سے کرتا ہے۔''

میں (مظفر جصاص) نے اس کی مخالفت کی تو وہ کہنے لگے:

''اگر خضر علیہ السلام یہاں ہوتے تو میری بات کی صحیح ہونے کی گواہی دیتے۔''

بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی اسی مذاکرہ میں تھے کہ اچانک ایک شیخ آسمانوں اور زمین کے درمیان سے ہماری طرف آتا دکھائی دیا۔ حتیٰ کہ جب وہ ہمارے پاس آ گیا تو اس نے سلام کیا اور کہنے لگا:

''نصر خراط نے سچ کہا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ذکر کرنے والا دراصل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی اس کا ذکر کرتا ہے۔''

اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ شخص خضر علیہ السلام ہیں۔

شیخ نضر بن شمیل:

شیخ نضر بن شمیل اولائے کاملین میں سے تھے۔ آپ نے ایک چادر خریدی تو وہ چھوٹی نکلی۔ آپ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ وہ میری خریدی ہوئی چادر کو لمبا کر دے اور وہ بھی صرف ایک گز تو اللہ تعالیٰ نے ان کا سوال پورا کر دیا۔ جناب نضر فرماتے ہیں کہ اگر میں زیادہ لمبائی کی درخواست کرتا تو زیادہ لمبی ہو جاتی۔

شیخ نعمۃ اللہ الصفدی المجذوب:

شیخ نعمۃ اللہ الصفدی المجذوب علیہ الرحمۃ سید المجذوبین ہیں۔ شیخ موسیٰ کناوی بیان کرتے ہیں کہ آپ دراصل بنو صخر سے تھے جو غور عیسان میں ایک عرب قبیلہ کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور حالت جذب عطا کر دی۔ پھر آپ ''صفدر'' نامی شہر میں سکونت پذیر رہے۔ آپ گندمی رنگ کے طویل القامت بزرگ تھے۔ سخت مزاج بھی تھے۔ آپ کی بہت سے کرامات اور مشہور خوارق عادت ہیں۔

علامہ منادی بیان کرتے ہیں کہ ''صفد'' میں مدفون ''نعمت'' ایک ایسے ولی تھے جو صاحب تصرف تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ اپنی قبر سے باہر تشریف لایا کرتے اور چوروں کو بھگا دیا کرتے تھے اور چوری کردہ سامان ان سے چھڑا لیا کرتے تھے۔ آپ کا آٹھویں صدی ہجری میں انتقال ہوا۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہی ''نعمۃ اللہ'' ہیں جن کا غزی نے ذکر کیا ہے۔ اشتباہ صرف تاریخ میں واقع ہوا۔ واللہ اعلم۔

صفدر شہر کا نائب بڑا ظالم اور جابر تھا۔ اس نے ایک جماعت کو ظلماً پکڑ کر قید میں ڈال دیا۔ شیخ نعمت موصوف کا

Marfat.com

ان قیدیوں کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے شیخ سے استغاثہ کیا اور مدد طلب کی۔

آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی۔ بعض نے کہا کہ لکڑی کا پچھلا حصہ تھا۔ آپ نے وہ قید خانے پر مارا جس پر بہت بڑا تالا پڑا ہوا تھا۔ پس تالا ٹوٹ گیا اور قید خانہ کا دروازہ کھل گیا۔ قیدی وہاں سے نکل کر بھاگ گئے اور اپنے اپنے شہر چلے گئے۔ لوگوں میں اس بات کا بہت چرچا ہوا اور شور مچا اور نائب پر خوف وذلت طاری ہوگئی۔

آپ نے 902 ہجری میں "صفد" میں ہی انتقال فرمایا۔

"صفد" شہر میں شیخ موصوف کے دور میں ایک شخص "نائب سلطان" تھا۔ اس نے ایک دن آپ کو کہا:

"میں نے آپ کیلئے قبر بنوادی ہے۔"

یہ سن کر شیخ نعمت نے فرمایا:

"بلکہ تو نے تو اپنے لئے بنوائی ہے۔"

پھر وہ نائب تھوڑے ہی عرصے بعد فوت ہوگیا اور اسی جگہ دفن کیا گیا۔

سیدہ نفیسہ بنت الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب:

سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا عظیم ولیہ ہیں۔ آپ اپنے دور سے آج تک مصر کیلئے برکت ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ موصوفہ مصر تشریف لائیں اور جمال الدین عبداللہ بن الجصاص کے گھر قیام فرمایا اور کئی ماہ یہاں ٹھہریں۔ آپ کے ہمسایہ یہودی تھے۔ ان میں سے ایک یہودی عورت کی لڑکی لنجی تھی جو چلنے پھرنے سے بالکل معذور تھی۔ اس کی ماں نے ارادہ کیا کہ حمام میں جائے۔ اس نے اپنی لنجی لڑکی سے کہا:

"تم بھی سوار ہو کر حمام میں چلو۔"

لڑکی نے حمام میں جانے سے انکار کر دیا۔ اس کی ماں نے کہا:

"تو پھر گھر میں اکیلی ہی ٹھہری رہو۔"

اس نے کہا:

"میری خواہش ہے کہ میں اپنی نیک اور شریف ہمسائی کے پاس جاؤں۔ آپ مجھے وہاں چھوڑ جائیں اور واپس آکر لے آئیں۔"

اس کی والدہ سیدہ نفیسہ کے پاس آئی، آپ سے اس بات کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت دیدی۔ ماں نے اپنی لڑکی کو اٹھایا اور لا کر سیدہ نفیسہ کے گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا اور چلی گئی۔ پھر سیدہ نفیسہ نے وضو کیا۔ وضو کا پانی بہتے ہوئے اس لنجی لڑکی کی طرف گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ اس وضو کے بہتے پانی سے کچھ ہاتھ میں لے اور اسے اپنے پاؤں پر تیل کی طرح مل لے۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ فوراً تندرست ہوگئی اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگئی اور یوں چلنے پھرنے لگی۔ گویا اسے کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔ ادھر سیدہ نفیسہ اپنی نماز میں مشغول ہیں۔ انہیں اس کا علم بھی نہ ہوا کہ واقعہ کیا ہوگیا۔ پھر جب اس یہودی لڑکی نے سنا کہ اس کی والدہ حمام سے آچکی ہے تو وہ سیدہ نفیسہ کے گھر سے نکلی اور اپنی والدہ کے گھر آگئی۔ دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے ماں نے پوچھا:

"دروازہ پر کون ہے؟"

Marfat.com

کہنے لگی:

''آپ کی بیٹی۔''

اس کو دیکھا کہ بالکل تندرست ہے۔ پوچھا:

''یہ کیسے ہوا؟''

اس نے جو کچھ کیا تھا، وہ بتا دیا۔ یہ سن کر اس کی ماں رو پڑی اور کہنے لگی:

''قسم! یہی (مسلمانوں) کا دین صحیح ہے اور جس دین پر ہم ہیں وہ برا دین ہے۔''

پھر اس کی والدہ سیدہ نفیسہ کے پاس آئی اور بڑھ کر سیدہ کے قدم مبارک چوم لیے اور آپ سے کہنے لگی:

''اپنا ہاتھ بڑھائیے۔!''

پھر پڑھا:

((اشهدان لا اله الا الله و ان جدك محمد رسول الله))

''میں گواہی دیتی ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اور تمہارے جد امجد جناب محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

یہ ماجرا دیکھ کر سیدہ نفیسہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی ہدایت پر اللہ کی تعریف کی اور گمراہی سے اسے بچانے پر اس کی رحمت بجا لائیں۔ پھر یہ عورت اپنے گھر چلی گئی۔ جب لڑکی کا باپ آیا، جس کا نام ایوب تھا اور لقب ابوالسرایا تھا۔ اپنی قوم کی جانی پہچانی شخصیت تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی لڑکی کی حالت ٹھیک ہو چکی ہے۔ وہ خوشی سے بے خود ہو گیا۔ اپنی بیوی سے پوچھا:

''یہ کیونکر ہوا؟''

اس کی بیوی نے سیدہ نفیسہ کے ساتھ اس لڑکی کا ہونے والا واقعہ بیان کر دیا۔ یہ سن کر یہودی نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگا:

((سبحان هدايت من تشاء والله هذا هو الدين الصيحح و لا دين الا دين الاسلام))

''اے اللہ تو پاک ہے، جسے تو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور جسے تو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔ اللہ کی قسم! یہی دین صحیح ہے اور دین اسلام کے سوا کوئی دین نہیں۔''

پھر سیدہ نفیسہ کے گھر کی طرف آیا اور ان کی دہلیز پر اپنے رخسار رگڑے اور مسلمان ہو گیا اور کہا:

((اشهدان لا اله الا الله و ان جدك محمد رسول الله))

''میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اور تمہارے جد امجد جناب محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

پھر لڑکی کے اسلام لانے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اسی طرح اس کی ماں اور اس کے باپ کا اسلام لانا بھی مشہور ہو گیا اور سیدہ نفیسہ کے اور بھی بہت سے یہودی ہمسائے مسلمان ہو گئے۔

سیدہ نفیسہ کی قبر قبولیت دعا کے لئے معروف ہے۔ اس پر رعب اور نور محسوس ہوتا ہے۔ ہر طرف سے لوگ زیارت کرنے آتے ہیں۔ ان کے خاوند نے انہیں مدینہ منورہ لے جانے کا ارادہ کیا تا کہ جنت البقیع میں

Marfat.com

دفن کیا جائے۔ اہل مصر سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ ان سب نے آپ کے خاوند سے بھی سوال کیا کہ سیدہ کو حصول تبرک کیلئے یہیں مصر میں ہی رہنے دیا جائے۔ ان کے خاوند کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا:

"اے ابواسحاق! نفیسہ کے بارے میں اہل مصر سے جھگڑا نہ کرنا۔ اس کی برکت سے ان پر رحمتیں نازل ہوں گی۔"

آپ کو ولایت اور کرامات میں شہرت تامہ حاصل ہے۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ روزہ سے تھیں۔ حاضرین نے روزہ توڑنے کیلئے اصرار کیا تو فرمایا:

"ہائے افسوس! میں تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہی ہوں کہ میں جب اس سے ملوں تو روزہ سے ہوں، کیا اب میں روزہ توڑ دوں؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔"

پھر سیدہ نے سورۃ انعام کی تلاوت شروع کی۔ جب اللہ تعالیٰ کے اس قول پر پہنچیں:

((لهم دار السلام عند ربهم))

"ان کے لیے سلامتی کا گھر (جنت) ہے ان کے رب کے ہاں۔"

تو انتقال فرما گئیں۔ آپ نے اپنی قبر پہلے سے ہی کھدوا رکھی تھی۔ اس میں اترتی اور نماز ادا کرتی تھیں۔ آپ نے اس میں چھ ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کیا۔ جب انتقال ہوا تو اردگرد کی تمام بستیوں کے لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے چراغ جلائے اور اس رات مصر کے ہر گھر سے رونے کی آواز آئی۔ آپ کے انتقال کا بہت افسوس کیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ میں اس قدر لوگوں کا اژدحام تھا کہ ایسا کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔ تمام گلیاں، میدان اور دیگر جگہیں لوگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ پھر آپ کو اسی قبر میں دفن کیا گیا جو پہلے سے تیار تھی وہ آپ نے اپنے گھر میں بنوائی تھی۔ مراغہ میں درب السباع کے نام سے مشہور ہے۔

آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ کی خادمہ (لونڈی) جوہرہ نامی رات کو اٹھ کر آپ کے وضو کیلئے پانی لینے باہر نکلی۔ اس رات بہت بارش ہو رہی تھی۔ وہ بارش میں ہی باہر نکل گئی، جب واپس آئی تو اس کے قدم بھی گیلے نہ ہوئے تھے۔

سیدہ نفیسہ کی ایک کرامت یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص نے ایک ذمی عورت سے شادی کی۔ اس سے ایک لڑکا بڑا ہوا تو سفر پہ نکلا، دوران سفر دشمن نے پکڑ کر قید میں ڈال دیا۔ جب اس کی ماں کو علم ہوا تو وہ گرجا میں جا کر اس کی رہائی اور واپسی کی گڑگڑا کر دعا مانگنے لگی، لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس نے ایک دن اپنے خاوند کو کہا:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسلمانوں میں ایک عورت ہے جس کا نام نفیسہ ہے، جو امام حسن کی صاحبزادی ہیں۔ اس کی طرف جاؤ! شاید وہ میرے بچے کیلئے دعا کرے اور بچہ آ جائے۔ اگر دشمن کی قید سے نجات پا گیا تو میں اس بی بی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں گی۔"

چنانچہ اس کا خاوند گھر سے نکلا اور سیدہ نفیسہ کے گھر آیا اور اس کمرہ میں گیا جہاں آپ عبادت کیا کرتی تھیں اور آپ کو واقعہ سنا دیا۔ سیدہ نے اس کیلئے دعا فرمائی، پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آ گیا اور آ کر بتایا کہ میری

Marfat.com

درخواست پر سیدہ نے دعا کی ہے۔ جب رات ہوئی تو اچانک کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ عورت اٹھی، دروزہ کھولا تو اچانک اپنے سامنے اپنے لڑکے کو کھڑا دیکھا۔ اس سے پوچھنے لگی:

"بیٹا! کیسے رہائی ملی؟"

کہنے لگا:

"مجھے خود معلوم نہیں۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ ایک قدرتی ہاتھ زنجیروں اور ہتھکڑیوں پر پڑا اور کسی کہنے والے نے کہا: اسے چھوڑ دو، کیونکہ اس کی رہائی کی سفارش نفیسہ بنت حسن نے کی ہے، پھر مجھے صرف یہی پتہ چلا کہ میں اپنے دروازہ پر موجود ہوں۔"

یہ واقعہ اور کرامت دیکھ کر وہ عورت مسلمان ہوگئی اور خوب مسلمان ہوئی۔

ازہری نے "الکواکب السیارہ" میں سیدہ نفیسہ کے مناقب بیان کیا ہے کہ ایک عجیب واقعہ ہوا۔ وہ یہ کہ ایک بوڑھی عورت کی چار بیٹیاں تھیں۔ وہ بھی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سوت کاتا کرتیں اور اسے بیچ کر ہفتہ بھر کی کھانے پینے کی اشیاء لے آتیں۔ ایک مرتبہ ان کی والدہ نے کاتا ہوا سوت لیا، تاکہ اسے بیچ کر آدھی رقم سے اشیائے خوردونوش اور آدھی رقم سے روئی لے آئے۔ یہی ان کا ہر ہفتے معمول تھا۔ اس نے سرخ رنگ کے کپڑے میں سوت کو لپیٹا اور بازار کی طرف چل پڑی۔ ابھی راستہ میں ہی تھی کہ ایک بہت بڑا پرندہ اس پر جھپٹا اور سوت کی گٹھڑی لے اڑا اور نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ جب بڑھیا نے یہ دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب ہوش میں آئی تو کہنے لگی:

"ان یتیم بچیوں کا کیا بنے گا۔؟ انہیں غربت و فقیری ہلاک کردے گی۔"

یہ کہتے کہتے رو پڑی۔ بہت سے لوگ اردگرد جمع ہوگئے اور اس سے اصل بات پوچھنے لگے۔ اس سے واقعہ بیان کردیا تو لوگوں نے کہا:

"سیدہ نفیسہ کے پاس چلی جاؤ۔ وہیں تمہارا مسئلہ حل ہوگا۔"

چنانچہ یہ سیدہ کے پاس آگئی۔ چند آدمی گھر بتانے والے بھی ساتھ تھے۔ سب نے سیدہ سے عرض کیا:

"اس کے حق میں دعا فرمائیں۔"

آپ نے فرمایا:

"میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی پریشانی کو دور کردے گا۔"

سیدہ نے شفقت فرماتے ہوئے یہ دعا کی:

((اللهم يا من علا فاقتدر دملك فقهم اجبر من امتك هذه ما انكسد فانهم خلقك و عيالك و انك على كل شى قدير))

"اے اللہ! اے وہ ذات جو بلند و بالا ہے اور صاحب قدرت واقتدار ہے اور بادشاہ ہے اور زبردست ہے! اپنی اس خادمہ کی کمی پوری فرمادے۔ یہ تیری مخلوق اور زیر کفالت ہیں اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

پھر سیدہ نے فرمایا:

"بی بی بیٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کی قدرت ہے۔"

Marfat.com

عورت بیٹھ گئی اور انتظار کر رہی تھی کہ کب دکھ دور ہوتا ہے۔ ادھر اس کے دل میں بچوں کی بھوک کی وجہ سے سخت تنگی بھی تھی۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد اچانک چند آدمی جماعت کی شکل میں آئے اور انہوں نے سیدہ نفیسہ کے بارے میں پوچھا:

"وہ کون ہیں؟"

بتایا گیا کہ وہ بیٹھی ہیں تو وہ کہنے لگے:

"ہمارے ساتھ عجیب معاملہ ہوا۔ ہم مسافر لوگ ہیں اور ہم مدتوں سے دریا سمندر میں کام کرنے والے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے احسان سے بالکل سلامتی میں ہیں، لیکن اس دفعہ جب ہم تمہارے شہر کے قریب پہنچے تو جس کشتی میں ہم سوار تھے، اس میں سوراخ ہو گیا اور پانی اس میں بھرنے لگا۔ ہم بالکل ڈوبنے کے قریب تھے۔ ہم برابر سوراخ کو بند کرنے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن ہم سے وہ بند نہ ہو سکا۔ اچانک ایک بہت بڑا پرندہ اڑتا ہوا آیا اور اس نے ہم پر ایک سرخ رنگ کے کپڑے کی گٹھڑی پھینکی۔ اس میں کاتا ہوا سوت تھا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سوراخ بند ہو گیا۔ ہم اپنی سلامتی کے شکریہ کے طور پر پانچ سو دینار لائے ہیں۔"

یہ سن کر سیدہ نفیسہ رو پڑیں اور عرض کرنے لگیں:

((الهي و سيدي و مولائي ما ارحمك الطفك بعبادك))

"میرے اللہ! میرے مولا! میرے آقا! تو اپنے بندوں پر کس قدر مہربانی اور لطف فرمانے والا ہے۔"

پھر سیدہ نے بڑھیا کو بلایا، جو سوت کی گمشدگی سے پریشان تھی اور فرمایا:

"تم سوت کتنے کا بیچتی تھی؟"

کہنے لگی:

"بیس درہم کا۔"

آپ نے اسے پانچ سو دینار دیئے۔ اس نے لے لئے اور اپنی بچیوں کے پاس گھر واپس آ گئی اور انہیں سارا واقعہ کہہ سنایا۔ انہوں نے سوت کاتنے کا کام چھوڑ دیا اور سیدہ نفیسہ کی خدمت میں آئیں۔ ان کے ہاتھوں کو چوما اور ان سے برکت حاصل کی۔

بعض مشائخ نے بیان فرمایا ہے کہ سیدہ نفیسہ کی زندگی میں ایک امیر بہت ظالم تھا۔ اس نے ایک آدمی کو طلب کیا تاکہ اسے ظلم کی چکی میں ڈالے۔ یہ شخص سیدہ نفیسہ کے ہاں گیا اور درخواست کی کہ میری مدد اور پشت پناہی فرمائیں۔ آپ نے اس کیلئے خلاصی کی دعا مانگی اور دعا کے بعد فرمایا:

"جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہیں ظالموں کی نظروں سے اوجھل رکھے گا۔"

یہ شخص اس ظالم امیر کے اہل کاروں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ انہوں نے اسے لے جا کر امیر کے سامنے کھڑا کر دیا۔ امیر نے اپنے اہلکاروں سے پوچھا:

"فلاں آدمی کہاں ہے؟"

Marfat.com

کہنے لگے:

"حضور! وہ آپ کے سامنے کھڑا ہے۔"

امیر نے کہا:

"اللہ کی قسم! مجھے دکھائی نہیں دیتا۔"

کہنے لگے:

"بات دراصل یہ ہے کہ یہ شخص سیدہ نفیسہ کے ہاں گیا تھا اور ان سے اس نے دعا کا سوال کیا تھا۔ انہوں نے دعا بھی فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ظالموں کی آنکھوں سے اوجھل رکھے گا۔"

یہ سن کر امیر بولا:

"تو میرا ظلم یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مظلوم کو دعا کی برکت سے مجھ سے اوجھل کر دیا؟ اے اللہ! میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔"

پھر اس نے اپنے سر سے کپڑا اتارا، توبہ کی اور اپنی توبہ میں خلوص دکھایا تو دیکھا کہ وہی شخص اس کے سامنے کھڑا ہے، اسے بلایا اور اس کے سر پر بوسہ دیا۔ اسے بہترین کپڑے پہنائے اور اپنی طرف سے اس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر اس امیر نے اپنا تمام مال جمع کیا اور فقراء و مساکین پر صدقہ کر دیا اور سیدہ نفیسہ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے اور ساتھ یہ بھی پیغام بھیجا:

"یہ ہدیہ شکرانے کے طور پر ہے اور اس بندے کی طرف سے ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر لی ہے۔"

سیدہ نے دراہم لے لئے۔ ان کی تھیلیاں اپنے ساتھ رکھیں اور دوسرے دراہم سے ان کو الگ رکھا۔ اس وقت آپ کے پاس چند عورتیں بیٹھی تھیں۔ ان میں سے ایک بولی:

"اے سیدہ! ان درہموں میں کچھ ہمارے لئے رہنے دیں، تا کہ ہم ان سے افطاری کیلئے کچھ خرید سکیں؟"

آپ نے فرمایا:

"اپنے ہاتھ کا کاتا ہوا سوت لو! اسے بیچو اور اس سے افطار کیلئے کچھ خرید لاؤ۔"

وہ عورت گئی اور کاتا ہوا سوت بیچ کر افطار کیلئے کچھ خرید لائی۔ آپ نے ان دراہم کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

جناب قاضی ابن میسر کہتے ہیں کہ سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے دور میں دریائے نیل کا پانی بہت کم ہو گیا، بلکہ بالکل ٹھہر گیا۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں عرض کی۔ آپ نے انہیں اپنا دوپٹہ عطا فرمایا۔ انہوں نے وہ دوپٹہ دریائے نیل میں ڈالا، تو اسی وقت دریا کا پانی بلند ہونا شروع ہو گیا اور دریا بھر گیا۔

علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ سیدہ نفیسہ 145 ہجری میں مکہ شریف میں پیدا ہوئیں اور مدینہ منورہ میں عبادت و زہد میں پروان چڑھیں۔ دن کو روزہ اور رات کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں قیام فرماتیں۔ اسحاق المؤتمن بن جعفر صادق سے شادی ہوئی۔ پھر آپ مصر تشریف لے آئیں اور یہیں 208 ہجری میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

شیخ نور الہدیٰ ابن الولی الکبیر آق شمس الدین:

شیخ نور الہدیٰ علیہ الرحمۃ مجذوب اور مغلوب العقل پیدا ہوئے۔

صاحب الشائق بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ آق شمس الدین کی اولاد میں سے ایک سے یہ بات سنی کہ ایک دن شیخ نے اپنے بارہ بیٹوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور ان کیلئے کھانا لگایا۔ جب وہ ترتیب سے بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک ایک کو دیکھا اور کہا:

"الحمد للہ۔"

روایت کرنے والا بتاتا ہے کہ ہم نے گمان کیا کہ شیخ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اس بات پر کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس قدر اولاد عطا فرمائی، پھر ان کے مجذوب بیٹے نے کہا:

"میں جانتا ہوں کہ انہوں نے کس بات پر "الحمد للہ" کہا ہے۔"

شیخ نے پوچھا:

"بتاؤ میں نے کس بات پر اللہ کی حمد کہی؟"

مجذوب بیٹے نے کہا:

"آپ نے اس بات پر حمد کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر اولاد عطا فرمائی، لیکن آپ کو ان میں سے کسی سے محبت نہیں۔"

شیخ موصوف نے سن کر فرمایا:

"بیٹا! تم نے خوب کہا اور سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ سے مجھے جو محبت ہے اس میں کوئی دوسرا حتیٰ کہ میری اولاد بھی شریک نہیں ہے۔"

شیخ آق شمس الدین کے زمانہ میں ایک بہت بڑا امیر ابن عطار نامی تھا۔ اس کی داڑھی اور مونچھیں بالکل پیدا نہ ہوئی تھیں۔ اس کی شیخ آق شمس الدین سے ملاقات ہوئی۔ وہ اس وقت سلطان محمد خان کے پاس جا رہا تھا، گزرتے ہوئے تھوڑی دیر کیلئے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ اس دوران کہ یہ شیخ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ کا مجذوب بیٹا نور الہدیٰ مذکور آیا۔ ہنس کر اس نے ابن عطار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا:

"یہ تو مرد نہیں بلکہ عورت ہے۔"

شیخ یہ سن کر اپنے بیٹے پر بہت غصہ میں آئے۔ ادھر امیر نے شیخ سے التجا کی کہ وہ مجذوب بچے کو گفتگو کرنے سے نہ روکیں۔ پھر امیر نے مجذوب سے کہا:

"میرے لئے دعا کرو کہ میری داڑھی اگ پڑے۔"

مجذوب نے اپنے منہ سے بہت سا تھوک لیا، ہاتھ پر رکھ کر امیر کے چہرے پر مل دیا۔ اسی وقت اس کی داڑھی نکل آئی۔ جب سلطان سے ملاقات ہوئی تو اس نے وزراء سے کہا:

"اس سے پوچھو یہ داڑھی کہاں سے حاصل ہوئی۔"

امیر نے جو واقعہ ہوا تھا تمام بیان کر دیا۔ سلطان بڑا حیران ہوا اور اس نے اس مجذوب کے نام بہت سے

Marfat.com

اوقات لگادیئے۔ صاحب الشقائق کہتے ہیں کہ وہ اوقاف اب تک شیخ موصوف کی اولاد کے پاس ہیں۔

شیخ السید ولایت ابن السید احمد شریف:

شیخ سید ولایت علیہ الرحمۃ شیخ المنسب صوفی اور وسیع المشرب بزرگ تھے۔ آپ 855 ہجری میں پیدا ہوئے۔ اناطولی کے ایک قصبہ کرماسیہ میں تولد ہوئے اور شیخ احمد بن عاشق باشا کی بیٹی سے شادی کی اور اپنے سسر سے تصوف حاصل کیا۔ انہوں نے انہیں ارشاد کی اجازت دی، پھر حج کیا اور مصر میں تشریف لائے۔ وہاں کے مشائخ سے طریقت حاصل کی اور واپس قسطنطنیہ آ گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان بایزید خان نے اپنے بیٹے سلطان سلیم خان کو قسطنطنیہ شہر میں بلایا تا کہ اسے فوج کا امیر بنایا جائے۔ سلطان سلیم خان نے اپنے والد کی زندگی میں مطالبہ کیا کہ ان کی زندگی میں ہی سلطان میرے سپرد کر دی جائے۔ سلطان بایزید خان نے اس معاملہ میں کئی دن سوچ و بچار کیا۔ پھر اس کا سینہ اس بارے میں کھل گیا اور سلطان اس کے سپرد کر دی۔ سوچ بچار اور تردد کے دوران سلطان سلیم خان نے صوفیاء سے التجا کی۔ انہوں نے اس کو سلطنت کی خوشخبری دی۔ جب اس نے سید ولایت مذکور کو طلب کیا تو آپ قطعی رائے تک نہ گئے۔ جب تشریف لے گئے تو سلطان سلیم خان نے سلطنت کے بارے میں پوچھا تو سید ولایت موصوف نے فرمایا:

"تم بہت جلد سلطان بن جاؤ گے، لیکن تمہاری عمر لمبی نہیں ہے۔"

پھر وہی ہوا جو آپ نے کہا تھا کیونکہ وہ صرف آٹھ سال سلطان رہا۔

وزیر بیری بادشاہ نے آپ کے لیے عبادت خانہ قسطنطنیہ میں تعمیر کرایا۔ شیخ جمال خلیفہ وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ وزیر موسم بہار میں مولد النبی کی کتاب سننے حاضر تھے اور بہت سے مشائخ بھی موجود تھے۔ ان میں شیخ ولایت موصوف بھی تھے۔ یہ مسجد سے باہر چبوترہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر سر جھکائے بیٹھے رہے۔ پھر سر اٹھایا اور فرمانے لگے:

'میں نے ابھی کشف کے طریقہ سے معلوم کیا ہے کہ یہ عبادت خانہ شیخ جمال کے بعد مدرسہ بنے گا اور پھر عبادت خانہ میں تبدیل ہوگا۔"

پھر ایسے ہی ہوا جیسے شیخ نے فرمایا۔

سنبل سنان بیمار ہوگیا۔ کسی نے خبر اڑائی کہ وہ مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"وہ نہیں مرا۔ وہ تو میرے بعد مرے گا اور وہ تو مجھ پر نماز جنازہ بھی ادا کرے گا۔"

پھر ویسے ہی ہوا۔

شیخ کے احوال میں سے ایک حال یہ تھا کہ شیخ اپنے انتقال سے ایک سال پہلے سخت بیمار ہو گئے۔ آپ کے بعض دوستوں نے عیادت کی۔ فرمانے لگے:

"اب بیماری کم ہوگئی ہے۔ آج علی الصبح عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور وہ مولی علاؤالدین الجمالی المفتی کی صورت میں تھے۔ میں نے گمان کیا کہ وہ روح قبض کرنے آئے ہیں۔ میں مراقبہ کی طرف متوجہ ہوا۔ تو فرمانے لگے میں اس کیلئے نہیں آیا بلکہ زیارت کیلئے آیا ہوں۔"

شیخ موصوف نے طریقت شیخ احمد وغیرہ سے حاصل کی۔ شیخ احمد مذکور شیخ زین الدین الخافی کے خلیفہ تھے۔

Marfat.com

قسطنطنیہ میں 929 ہجری میں انتقال فرمایا اور اپنے گھر کے قریب مسجد کے سامنے دفن کئے گئے۔

شیخ یاقوت العرشی:

شیخ یاقوت العرشی حبشہ کے رہنے والے تھے۔ آپ بہت بڑے عارف اور مشہور ولی ہوئے۔ عارف مرسی کے جلیل القدر شاگرد ہوئے۔

شیخ یاقوت العرشی کا جناب مرسی کے پاس ان کے آنے کا سبب یہ بنا کہ ایک تاجر نے بہت سے غلاموں کے ساتھ "یاقوت" کو بھی خریدا، جب اسکندریہ کے قریب تاجر پہنچا تو سمندر میں طغیانی آگئی اور لانچ ڈوبنے لگی۔ اس تاجر نے نذر مانی کہ اگر میں نجات پا گیا تو یاقوت نامی غلام "شیخ مرسی" کے حوالے کر دوں گا۔ جب تاجر اسکندریہ بخیر و عافیت پہنچا تو "یاقوت" کو خارش زدہ پایا۔ چنانچہ شیخ مرسی کے پاس ایک دوسرا غلام لے آیا۔ آپ نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا:

"تم نے جو غلام فقراء کیلئے معین کیا تھا وہ یہ نہیں۔ دوسرا ہے۔ اسے لاؤ۔"

تاجر کہنے لگا:

"میں لے آتا ہوں۔"

جب لے آیا اور دکھایا تو تاجر نے کہا:

"حضور! میں اسے اس لئے نہ لایا تھا کہ اس میں خارش کی بیماری ہے، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

"یہ ایسا غلام ہے جس میں قدرت ہے۔"

آپ نے اس کی تربیت فرمائی اور سلوک کی منازل طے کرائیں اور تربیت کی اجازت دی اور "یاقوت عرشی" اس کا نام رکھا۔

شیخ یاقوت عرشی حیوانات اور پرندوں کی بھی ازراہِ شفقت سفارش کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے کندھے پر ایک کبوتر آ بیٹھا۔ آپ اسکندریہ میں تھے، کبوتر نے ہانپنا شروع کر دیا۔ آپ نے اسے فرمایا:

"سر پر بیٹھ جاؤ۔"

آپ اسی وقت سوار ہوئے اور مصر میں جامع عمرو میں تشریف لائے۔ مسجد کے مؤذن کو فرمایا:

"یہ کبوتر تمہارے بارے میں شکایت کرتا ہے کہ تم نے اس کے بچے ذبح کرنے کیلئے پکڑ رکھے ہیں۔ ابھی جا اور جا کر انہیں اڑا دو۔"

چنانچہ مؤذن نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

شیخ یاقوت کی ایک نظر یہ تھی کہ جب آپ کے پاس کھانے کیلئے کوئی چیز لائی جاتی اور اس میں شبہ ہوتا تو آپ کو اس پر سیاہی بہتی نظر آتی، پھر اسے چھوڑ دیتے۔

آپ کا نام "عرشی" اس لئے رکھا گیا کہ آپ کا دل ہر وقت عرش کو دیکھتا رہتا تھا۔ زمین پر صرف آپ کا بدن ہوتا اس لئے آپ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کی اذان سنتے تھے۔

Marfat.com

مصر سے سلطان حسن آیا تا کہ شیخ یاقوت عرشی کے رہبر شیخ مرسی کی زیارت کرے۔ جب آپ کو دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا: کالے رنگ کے غلام کو یہ مقام دیا گیا جب اور زیادہ قریب ہوا تو شیخ مرسی نے اس کے سر پر سات ضربیں لگائیں اور فرمایا:

''اے حسن! ٹھیک ہے۔ یہ (یاقوت عرشی) غلام ہی ہے مگر ہمیں بطور انعام دیا گیا''

پھر آپ کی سات ضربوں کی وجہ سے سلطان صرف سات ماہ زندہ رہا اور فوت ہو گیا۔

ایک دن یاقوت عرشی کے پاس ان کا پرانا آقا آیا۔ اس نے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا کہ آپ نے بہت قیمتی کپڑے پہن رکھے ہیں۔ پرانے آقا نے ان سے کہا:

''اے بکھری پڑی چیزوں کو الٹ پلٹ کرنے والے۔ اے ننگے پاؤں ہونے کی وجہ سے پاؤں پھٹ جانے والے! تم اس حال میں اور میں اس حال میں؟''

آپ نے فرمایا:

''شاید تم میرے آباؤ اجداد کے راستے پر چلے تو انہوں نے تمہیں اپنے مرتبہ و مقام پر لا کھڑا کر دیا اور میں تمہارے آباؤ اجداد کے راستہ پر چل پڑا تو انہوں نے مجھے اپنا سمجھ کر اپنے مقام و مرتبہ پر لا کھڑ کیا۔''

یہ سن کر وہ رو پڑا اور آپ سے معذرت کی۔

شیخ یاقوت عرشی سے ابن عطاء اللہ اسکندری نے طریقت حاصل کی۔ 707 ہجری میں آپ نے اسکندریہ میں انتقال فرمایا۔ ابن حجر کے بقول آپ کا انتقال 732 ہجری میں ہوا۔

شیخ محی الدین یحییٰ النووی:

شیخ محی الدین نووی مشہور ائمہ میں سے ہوئے ہیں۔ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے امام تھے۔ وہ بھی ایسے کہ کوئی دوسرا ان جیسا فاضل نہ ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے ولی بھی تھے۔

شیخ نووی کی مذہب امام شافعی میں بہت سی تالیفات ہیں اور یہ کتابیں اس بارے میں نہایت عمدہ ہیں۔ آپ کی اس موضوع کے علاوہ دیگر موضوعات پر بہت نفع بخش مصنفات ہیں جو اسلام کے مختلف مضامین پر رقم فرمائیں۔ مثلاً: مسلم شریف کی شرح، اذکار، ریاض الصالحین اور تہذیب الاسماء واللغات وغیرہ۔ آپ کی اس قدر تصانیف بھی کرامت کے ضمن میں آتی ہیں، کیونکہ آپ نے زیادہ عمر نہیں پائی۔ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ کی عمر تصنیفات پر تقسیم کی جائے تو ایک دن کئی دفتر لکھے جانے سامنے آتے ہیں۔

شیخ نووی امرد (جس لڑکے کی عمر قریب البلوغ ہو اور ابھی داڑھی مونچھیں نہ پھوٹی ہوں) کی طرف دیکھنے کی حرمت کے قائل تھے، اگرچہ شہوت کے بغیر ہی کیوں نہ ہو۔ ایک امرد نے آپ کا امتحان لینا چاہا۔ وہ آپ کے خلوت کدہ کے اوپر چڑھ گیا اور پھر سر جھکا کر آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ جونہی آپ کی نظر اس پر پڑنے کے ساتھ ہی اس کے چہرہ کا گوشت گر گیا۔

عارف، قدوۃ، المسلک ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ جو دمشق میں مقیم تھے۔ یہ پاؤں کے جوڑوں کی سوجن کی بیماری میں گرفتار تھے۔ یہ بزرگ جناب امام نووی کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے صبر کے موضوع پر گفتگو فرمانا شروع کی۔ آپ کی

Marfat.com

گفتگو کے ساتھ آہستہ آہستہ موصوف کی بیماری بھی ختم ہوتی گئی، یہ وہاں سے ابھی اٹھے نہ تھے کہ مکمل شفایاب ہو گئے۔

شیخ نووی کی ایک کرامت یہ ہے کہ بارزی نے امام نووی کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا:

''صوم دہر'' میں آپ کا پسندیدہ قول کیا ہے؟''

فرمانے لگے:

''اس کے بارے میں علماء کے بارہ اقوال ہیں۔''

جب میں بیدار ہوا۔ ایک سال مکمل مختلف کتب کی چھان بین کرتا رہا۔ بالآخر اسی پر پہنچا جو امام نووی نے فرمایا تھا۔

شیخ نووی کی بہت سی کرامات ہیں۔ ایک یہ ہے کہ آپ نے شام کے نائب کی بات نہ مانی، بلکہ اس کی مخالفت کی۔ جب اس نے ارادہ کیا کہ جامع اموی کے کتب خانہ میں موجود کتابیں بلاد عجم میں منتقل کرے۔ آپ نے اس سے سخت گفتگو فرمائی۔ شام کے نائب نے ارادہ کیا کہ آپ کو گرفت میں لے۔ شام کے نائب کے فرش پر چیتے اور دیگر درندوں کی کھال رکھی ہوئی تھیں۔ امام نووی نے ان کی طرف اشارہ فرمایا تو درندے اور چیتا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کھڑے ہو گئے اور اپنی کچلیاں نائب شام پر نکالیں۔ وہ یہ دیکھ کر بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔ اس کی جماعت بھی بھاگ گئی۔ پھر اس نے شیخ موصوف سے صلح کر لی اور آپ کے پاؤں چوم لئے۔ یہ کرامت امام شعرانی نے ''منن'' میں لکھی۔

امام نووی سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوا۔ مثلاً: غائبانہ آواز سننا، تالہ لگا دروازہ کھل جانا، رات کے وقت دیوار کا پھٹ جانا، اس میں سے خوبصورت اور حسین شخص کا برآمد ہونا، اس کا آپ کے ساتھ دنیا و آخرت کے مصلحتوں کے بارے میں گفتگو کرنا اور آپ کا اولیاء کرام کے ساتھ اکٹھا ہونا، مدرسہ واحیہ میں ایک بہت بڑے سانپ کا آپ کی ملازمت اختیار کرنا۔ آپ کے یقین کی قوت کا مظہر ہے۔ آپ اس کے پاس تشریف لے جاتے اور گھاس یا اخروٹ کی گری وغیرہ اسے کھانے کیلئے دیتے وہ کھا لیتا۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ نووی نے حفاظت کے ساتھ اور محتاط نشوونما پائی۔ جب تمیز (بلوغ) کی عمر کو پہنچے تو آپ سے یہ نور دیکھا جانے لگا۔ آپ کے ہم عمر بچے آپ کو اپنے ساتھ کھلانے میں کراہت سمجھتے تھے۔ وہ آپ کو دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔

ابن الوردی نے ابن النقیب سے روایت کی کہ وہ (ابن نقیب) ایک دن شیخ نووی کے ہاں گئے تو آپ نے ان سے کہا:

''خوش آمدید قاضی القضاۃ تشریف رکھئے۔ اے مدرس الشافعیہ!''

ابن نقیب ان دونوں عہدوں پر بعد میں فائز ہوئے۔

دمشق میں ایک شخص بہت نیک تھا۔ اس کا نام یاسین بن عبد اللہ المغربی المراکشی تھا۔ اس کے باب الجابیہ کے سامنے دکان تھی۔ وہ صاحب کشف و کرامت بھی تھا۔ وہ ایک مرتبہ شیخ نووی کے پاس سے گزرا اور امام نووی کو اس نے دیکھا۔ آپ اس وقت بچے تھے تو اس نے فراست سے معلوم کر لیا کہ یہ بچہ بہت اچھا انسان بنے گا۔ اس نے آپ کو قرآن کریم کے حفظ اور علم دین کے حصول پر برانگیختہ کیا۔ امام نووی اس کے بعد اس کی ملاقات کو جایا کرتے تھے اور بڑا

Marfat.com

ادب کرتے تھے۔ آپ نے اس شیخ سے طریقت بھی حاصل کی۔

بعض اہل کشف نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ امام نووی اس شیخ کے مرنے سے پہلے مرتبہ قطبیت پر فائز ہو چکے تھے۔

شیخ صالح ابوالقاسم المری ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ بہت جھنڈے موجود ہیں اور نوبت بجائی جا رہی ہے۔ پوچھا:

''یہ کیا ہے؟''

کہا گیا:

''آج رات نووی کو قطب بنایا جائے گا''

پھر یہ صبح کو انہیں بتانے آئے تو دیکھا کہ ان کے اردگرد بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ (امام نووی) خود اٹھے اور اس کے پہنچنے سے پہلے جا ملے۔ پھر اس نے اس بات کو چھپائے رکھا۔

شیخ نووی کے مناقب بہت ہیں جن کے لئے الگ مستقل کتاب ہونی چاہئے۔ آپ نے 676 ہجری میں انتقال فرمایا اور اپنے شہر ''نوی'' میں ہی دفن کئے گئے، جو شام کے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ آپ کی قبر سب جانتے ہیں۔ آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے۔ لوگ حصول برکت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

شیخ یحیٰی بن علی الضافیری:

شیخ یحیٰی اکابر اولیاء میں سے تھے۔ رفیع الشان اور عالی البرہان تھے۔ آپ کی کرامات مشہور اور مکاشفات واضح تھے۔ مصر میں ان پر طریقت کی ریاست ختم تھی۔ حتیٰ کہ کوئی بھی صاحب حال مصر میں آپ سے اجازت لئے بغیر داخل نہ ہو سکتا تھا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مکاشفات اس قدر کثرت سے تھے کہ حد تواتر کو پہنچے ہوئے تھے۔ میں جس مصری سے بھی ملا، جس نے آپ کو دیکھا۔ آپ کے مکاشفات میں سے کوئی ایسا واقعہ مجھے بیان کیا جو دوسرے سے سننے میں نہ آیا۔ یونہی ہر ایک نے انوکھا اور الگ الگ واقعہ بیان کیا۔ حتیٰ کہ موصوف کے بیٹے نے خود اپنی آنکھوں سے جو باتیں دیکھیں انہیں ایک دستاویز میں لکھ رکھا تھا۔ اس میں آپ کرامات بھی مذکور تھیں۔

ایک شیخ بیان کرتا ہے کہ میرا ایک باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ اس نے فقہ کا کافی علم پڑھ لیا تھا۔ پھر فوت ہو گیا۔ میرے والد گرامی کو بہت افسوس ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پھر میرے والد گرامی جناب شیخ یحیٰی موصوف کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کی جگہ تمہیں ایک اور بیٹا عطا فرمائے گا اور وہ کافی عمر پائے گا۔ پھر میری پیدائش ہوئی۔ ابھی میرے بھائی کو فوت ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو فتوحات مجھ پر کیں وہ وہی جانتا ہے۔

مشہور ہے کہ آپ نے ''بیلبغ'' کو چوکنا کر دیا۔ جب اس نے ''اشرف'' پر خروج و بغاوت کا ارادہ کیا تھا جس کی وجہ ایک واقعہ بنا تھا، لیکن ''بیلبغ'' نے آپ کا مشورہ قبول نہ کیا۔ پھر اس کے ساتھ جو ہوا وہ ہوا۔

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ چھاج میں چاول ڈال کر آگ پر انہیں پکاتے تھے، لیکن چھاج بالکل نہ جلتا۔

Marfat.com

بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ شیخ موصوف نے 772 ہجری میں انتقال فرمایا اور قرافہ میں اپنے شیخ جناب ابوالعباس بصیر کے احاطہ میں دفن کیے گئے۔

شیخ یحییٰ بن محمد شرف الدین المناوی الحدادی:

شیخ یحییٰ المناوی شافعی المسلک تھے۔ بہت بڑے امام اور صوفی تھے۔ صرف دس سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر کے نماز تراویح میں لوگوں کو قرآن کریم سنایا۔

شیخ مناوی اپنے شیخ ولی العراقی کی طرح جنات کو ایک ایسی زمین پر پڑھایا کرتے تھے جہاں ٹیلہ کوئی نہیں تھا۔ وہاں غالباً کسی کو جانے کی ہمت نہ پڑتی۔ آپ سے یہ بھی مذکور ہے کہ آپ نے ان میں شادی بھی کی تھی۔ آپ جنات کی ہر سال ایک مرتبہ مہمان نوازی کرتے تھے۔ جب آپ اپنی فصل کاٹتے۔ اس ضیافت میں جنات کی بہت زیادہ تعداد حاضر ہوتی۔ آپ ان کا انتظام اسی کھلی جگہ اور وہاں موجود ایک گھر میں فرماتے۔ صبح وہاں کوئی نشان بھی نہ ملتا۔ آپ کے گھر کے افراد جنات کے ساتھ آپ کی گفتگو سنا کرتے تھے اور ان کے سوالات کے جوابات بھی سنتے تھے۔ اہل خانہ میں سے صغیر و کبیر سبھی اس کو جانتے تھے۔

علامہ سمہودی فرماتے ہیں کہ میرا سفر سرزمین حجاز کی طرف جلد واقع ہوا، کیونکہ لوگوں کے اکٹھے ہونے کا تقاضا تھا تو آپ نے فرمایا:

> "اے فلاں! جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھتا ہے تو لوگ اس کی طرف پہلے دوڑتے چلے آتے ہیں۔ پھر اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور اسے تکلیف نہیں پہنچاتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ ہے جو اس نے اپنے بندوں پر جاری فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر بلائیں اتارتا ہے اور ان کا امتحان لیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ انہیں لوگوں کی طرف سے سکون سے پاک کر دے اور حق کے علاوہ کسی اور سے التجا کرنے میں ان کو خلوص عطا فرمائے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم))

"کیا یہ لوگ یہ گمان کیے بیٹھے ہیں کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ اس بات کے کہنے کے بعد کہ ہم ایمان لے آئے اور انہیں فتنوں میں نہیں ڈالا جائے گا۔ بے شک ہم نے ان سے پہلوں کو بھی آزمایا۔"

علامہ جوجری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ مناوی کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک مرتبہ طاعون کی وباء بکثرت پھیل گئی۔ میں ان دنوں قاہرہ میں تھا۔ میں نے پہلے والد گرامی سے ملاقات کیلئے زادِ راہ تیار کیا، لیکن مجھے اس بات سے روک رکھا کہ کہیں طاعون سے بھاگنے کے ڈر سے تو نہیں جا رہا۔ میں نے پختہ ارادہ کیا کہ اس بارے میں اپنے شیخ، شیخ الاسلام سے مشورہ طلب کروں گا۔ میں نے اس رات خواب دیکھا۔ گویا میں ایک دیوار کے پیچھے کھڑا ہوں اور دیوار کے سامنے بہت سے لوگ دوسرے لوگوں پر تیر برسا رہے ہیں۔ میرے اور ان کے درمیان دیوار پردہ بنی ہوئی ہے۔ پھر میں نے ایک کتاب دیکھی، میں نے اسے اٹھالیا۔ دیکھا تو اس کے سرورق پر یہ لکھا ہوا تھا:

Marfat.com

((بذل الماعون فی دفع الطاعون))

یہ نام میرے کانوں میں آج تک نہ پڑا تھا۔ جب میں صبح اٹھا تو درس کی طرف گیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ شیخ موصوف سے پہلے ملاقات کروں اور انہیں اپنے حالات و پروگرام بتاؤں، لیکن مجھ سے پہلے شیخ موصوف نے کلام کی ابتداء فرمائی۔ مجھے پوچھنے لگے:

''اپنے والد کی ملاقات کیلئے تم سفر کیوں نہیں کرتے؟ ان کے پاس جاؤ۔ یہ کام تم پر بہت عظیم ہے اور یہ سفر ممنوع نہیں ہے، کیونکہ تمہارا ارادہ طاعون سے بھاگنے کا نہیں ہے۔ تم تو اپنے والد گرامی اور گھر والوں کے اطمینان قلبی کی خاطر جا رہے ہو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ طاعون ان شہروں میں بھی پھیلا ہوا ہے جہاں تم جا رہے ہو اور بھاگنا تب ہو کہ اس جگہ جاؤ جہاں یہ بیماری نہ ہو۔''

پھر میں نے آپ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے مجھے سلامتی کی خوشخبری سنائی۔ پھر آپ نے مجھے اس کتاب کے بارے میں پوچھا:

''کیا تم اسے جانتے ہو؟''

میں نے عرض کیا:

''نہیں۔''

فرمایا:

''وہ حافظ ابن حجر کی تصنیف ہے۔ میں نے اس کا خلاصہ بھی کیا ہے۔ پھر میں نے آپ کو الوداع کہا اور سفر پر روانہ ہو گیا، جس کشتی میں میں سوار تھا اس میں موجود تمام مسافروں اور سواروں نے طعن کیا اور ان میں سے اکثر فوت ہو گئے۔ میرے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا۔ جب میں والد گرامی کے پاس پہنچا تو وہ رو پڑے اور مجھ سے معانقہ کیا، حالانکہ آپ کی یہ عادت نہ تھی، میں نے دیکھا کہ ابا جان واقعی بہت پریشان ہیں۔ جیسا کہ ہمارے شیخ موصوف نے ارشاد فرمایا تھا۔

شیخ مناوی کی ایک کرامت یہ تھی کہ آپ مردوں کی گفتگو سماعت فرماتے تھے اور مردے آپ سے۔ آپ مردوں سے کلام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ابوالخیر نحاس جو لوگوں سے زبردستی مال وصول کرنے کا عہدیدار بنا ہوا تھا۔ اس نے سلطان سے کہا:

''شیخ یحییٰ مناوی سے زبردستی مال وصول کرنا اچھا ہو گا۔ آپ اس کی اجازت دیں۔''

اس نے شکایت یہ کی کہ مختلف اطراف سے شیخ کے پاس بڑے بڑے امیر آتے ہیں اور انہیں بہت کچھ نذر و نیاز دے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے اس کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ابوالخیر نحاس آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

''سلطان نے تمہیں سلام کہا ہے اور آپ سے اس نے پندرہ ہزار قرض مانگا ہے۔''

اس وقت شیخ موصوف کے پاس پندرہ درہم بھی نہ تھے۔ آپ نے اسے جواب دیا:

''اللہ مہربانی کرے گا۔''

Marfat.com

آپ کے ماننے والوں اور احتجاج کرنے والوں میں ایک شخص قرافہ میں امام شافعی کے پڑوس میں رہتا تھا۔ وہ دن بھر آپ کی خدمت میں رہتا اور رات اپنے گھر میں بسر کرتا۔ آپ نے اسے بلوایا اور کہا:
"امام شافعی کے قبہ میں داخل ہو جانا اور ان کے چہرہ کی طرف باادب کھڑے ہو جانا اور ان سے عرض کرنا:
"آپ کا خادم یحییٰ آپ کو وہ عرض کرتا ہے، جو اس پر آن پڑا ہے۔"
پھر جو بھی تو ان سے جواب سنے اسے یاد رکھنا اور میرے پاس واپس آ جانا۔ اس شخص نے شیخ کے حکم کے مطابق عمل کیا، لیکن کوئی جواب نہ آیا اور نہ ہی کوئی بات چیت ہوئی۔ بار بار ایسا کیا، لیکن اس کے باوجود کچھ محسوس نہ ہوا اور نہ کوئی خبر ملی۔ جب صبح ہوئی تو شیخ موصوف کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ شیخ بہت خوش ہیں۔
شیخ نے ان سے پوچھا:
"کیا خبر لائے ہو؟"
کہنے لگا:
"میں نے تو کچھ بھی نہیں سنا۔"
پھر آپ نے کہا:
"عزت باری تعالیٰ کی قسم! میں نے یقیناً جواب اور وہ بھی آپ کیلئے سن لیا ہے اور اسی مجلس میں سنا ہے۔"
انہوں نے آپ کیلئے یہ حکم دیا ہے کہ انہیں بتا دو کہ پندرہ دن بعد ابوالخیر کو تمہاری مجلس میں لایا جائے گا۔ وہ ننگے سر، ننگے پاؤں اور پشت پر ہاتھ بندھے ہوگا۔ پھر آپ کو اختیار دیا جائے گا کہ تین باتوں میں سے جو چاہیں اس کے بارے میں اختیار کریں۔ قتل، جلاوطنی اور سزا۔ پھر یونہی ہوا۔ سلطان کو ابوالخیر پر غصہ آیا۔ غصہ کا سبب کیا تھا؟ کسی کو معلوم نہ ہوا۔ ابوالخیر کو سلطان نے شیخ موصوف کے پاس بھیج دیا تا کہ اس کے ساتھ جو آپ چاہیں سلوک کریں۔ آپ نے اس کی جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اسے وطن سے نکال دیا گیا۔ پھر مرنے تک ادھر ادھر دھکے کھاتا رہا۔
علامہ سمہودی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں آپ کی مجلس درس میں موجود تھا جو آپ کے مکان کے سامنے مدرسہ قطبیہ میں منعقد تھی۔ وہاں طالب علموں کا جم غفیر حاضر تھا۔ آپ نے اپنے شیخ العراقی کی گفتگو چھیڑ دی۔ جسے حاضرین نے بہت اچھا جانا۔ فرمانے لگے:
"میں نے اپنے شیخ کی مثل نہیں دیکھی اور میں کہتا ہوں کہ انہوں نے خود بھی اپنی مثل نہیں دیکھی۔"
میں (علامہ سمہودی) نے دل میں کہا، زبان تک ایک حرف تک نہ لایا۔
"شیخ یہ کیونکر فرما رہے ہیں کہ شیخ عراقی نے بھی اپنی مثل نہیں دیکھی حالانکہ انہوں نے اپنے شیخ سراج البلقینی کو دیکھا اور وہ ان سے زیادہ فقیہ تھے۔"
ابھی میرے دل میں یہ بات مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ شیخ مناوی نے میری طرف منہ کیا اور مجھ سے فرمایا:
"جناب بلقینی واقعی فقیہ تھے اور شیخ عراقی کے والد گرامی محدث تھے۔ انہوں نے اول سے فقہ اور نانا سے حدیث حاصل کی۔ پھر یہ دونوں ان میں جمع ہو گئے۔ اس جمع میں ان کی مثل انہوں نے خود بھی نہیں دیکھی۔"

Marfat.com

گویا شیخ مناوی نے اس بات کو بذریعہ کشف معلوم کرلیا۔ میں یہ سن کر شرمندہ ہوا اور مجھے حیاء آئی کہ میں اس بات کو جانتا بھی تھا کہ آپ دل کے خیالات معلوم کر لیتے ہیں، پھر میرے دل میں یہ خیال کیوں آیا؟ جب ہم مجلس سے واپس لوٹے تو میں علامہ جوجری کے ساتھ چل پڑا۔ میں نے انہیں اس کی حکمت بتائی کہ شیخ مناوی نے میرے طرف منہ کیوں نہ تھا اور خاص کر مذکورہ بات میں مجھے ہی کیوں مخاطب فرمایا تھا۔

علامہ جوجری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مجھے امام مناوی کی بہت سی عجیب باتیں بتائیں جن کو انہوں نے خود دیکھا تھا۔ یہ بھی مجھے بتایا کہ بسا اوقات شیخ مناوی مجھے میرے عزیز و اقارب سے پہنچنے والی تکلیف کا بتا دیا کرتے تھے۔ پھر وہ تکلیف مجھے پہنچتی۔

شیخ الاسلام الشرف نورالدین السمہودی صاحب ''حاشیہ الروضہ'' نے اپنی کتاب ''جواہر العقدین'' میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں سوار ہوا اور اپنے شیخ، شیخ الاسلام فقیہ العصر اشرف یحییٰ المناوی کے ساتھ ان کی منزل ''بلند قائمین'' سے ان کی دوسری منزل واقع ''جزیرۃ الوسطیٰ'' کی طرف چل پڑا۔ ہمارا گزر بیٹھے ہوئے بہت سے آدمیوں سے ہوا تھا۔ میرے دل میں ان کے متعلق کچھ خیال آیا۔ میرے شیخ موصوف نے بذریعہ کشف میرے دل کا خیال معلوم کرلیا۔ میں نے بالکل اس کا تذکرہ نہ کیا۔ مجھے فرمانے لگے:

''یہ سب لوگوں ہماری ولایت کے معتقد ہیں۔''

شیخ مناوی امام شافعی کے مولد میں حاضر تھے جیسا کہ آپ کی عادت تھی کہ آپ اس میں ضرور حاضر ہوتے۔ اس دوران کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور فقراء قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور منادی کرادی کہ امام شافعی تمہیں فرما رہے ہیں:

''تلاوت کے انداز میں پڑھو۔''

شیخ مناوی ایک مرتبہ اپنے حلقہ درس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنی تقریر درمیان میں ختم کر دی اور چپ چاپ کھڑے ہو گئے۔ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور کچھ اور لوگ بھی اپنی اپنی سواریوں پر بیٹھ کر آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ حتیٰ کہ خانقاہ کے قریب ایک جگہ پر آ گئے۔ اچانک وہاں ایک بڑی کشتی چلتے راستہ پر اوندھے پڑی دکھائی دی۔ آپ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے اور فرمایا:

''اے میرے ساتھیو! ہماری مدد کرو۔''

سب نے مل کر بہت کوشش سے اسے کھڑا کیا۔ اس کے بعد آپ پھر سوار ہو گئے اور اپنی منزل کو واپس تشریف لے آئے۔ کچھ دنوں بعد خبر آئی کہ آپ کی جماعت کے بعض افراد نمکین سمندر میں سفر کر رہے تھے۔ تیز ہوا نے ان کی کشتی کو الٹا دیا اور وہ سب ڈوبنے والے ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے شیخ موصوف کی طرف توجہ کی اور ان سے مدد طلب کی۔ پھر اس نے دیکھا کہ شیخ تشریف لائے ہیں اور کشتی کو سیدھا کر دیا۔ یوں کشتی اور اس کے سوار باحفاظت کنارے لگ گئے۔

''جند'' کے دوسرداروں نے سلطان کے پاس آ کر شکایت کی کہ آپ ہم سے ہر چھوٹے موٹے کام میں اعانت رنے کو فرماتے ہیں، حالانکہ ہماری آمدنی بہت کم ہے۔ اس کے خلاف ایک شخص جو اولاد عرب ہے۔ وہ ہمارے سو

Marfat.com

آدمیوں کے برابر ہے۔ وہ نہ خود جاتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی مشقت اٹھاتا ہے۔ سلطان نے پوچھا:

"وہ کون ہے؟"

دونوں نے کہا:

"شافعی مسلک کا قاضی امام مناوی۔"

بادشاہ نے کہا:

"ہم اس کے بارے میں سوچتے ہیں۔"

دونوں سردار واپس مڑے اور امام مناوی کے پاس آئے۔ حتیٰ کہ جب دونوں سلطان حسن کے مدرسہ کے قریب رمیلہ میں پہنچے تو دونوں پر دیوار گر پڑی اور وہ مر گئے۔

شیخ مناوی نے "النواجی" کے حق میں بد دعا کی، کیونکہ اس نے آپ کے شیخ عراقی کے بارے میں ہجو کہی تھی تو "النواجی" کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔

آپ نے 871 ہجری میں انتقال فرمایا۔

آپ کی ایک کرامت یہ تھی کہ آپ پرندوں کی باتوں کو سمجھتے اور وہ آپ کی گفتگو کو۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن آپ اپنے راز و اسرار لکھنے والے خادم جناب شرف الدین انصاری کے گھر "بولاق" میں تشریف لے گئے۔ آپ اس کے ساتھ ایک منظرگاہ میں تشریف فرما تھے تو اس نے شکایت کی کہ پرندے بہت زیادہ نجاست ڈال کر میرے فرش اور کتابوں کو گندا کر دیتے ہیں، ان سے بچنا بہت مشکل ہے۔ یہ سن کر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا:

"اے پرندو! اس سے واپس چلے جاؤ اور یہ کام بند کر دو۔"

اس کے بعد پرندوں کی نجاست وہاں دیکھنے میں نہ آئی۔

اولیاء کرام میں سے ایک ولی نے ایک شخص کو ہوا میں زبرجد کی کرسی پر بیٹھے اڑتا دیکھا۔ کرسی پر اڑنے والا چوپٹ بیٹھا ہوا تھا تو اس ولی اللہ نے کہا:

"اس ذات کی قسم! جس نے تجھے یہ قدرت بخشی ہے! جو میں دیکھ رہا ہوں مجھے بتا تو کون ہے؟"

اس نے جواب دیا:

"میں یحییٰ مناوی ہوں۔"

اس نے کہا:

"اللہ تعالیٰ کی امان میں سیر کرو اور مجھ پر تجلی رہو۔"

شیخ ابوالعیزی یکنور بن خضر بن عبدالرحمٰن بن میمون المغربی:

شیخ ابوالعیزی اندلس (مغرب) کے اولیاء کے امام تھے۔ وہ بھی ان اولیاء کرام میں سے کہ جن کی شہرت روئے زمین پر پھیلی تھی۔

علامہ مناوی نے ذکر کیا:

Marfat.com

"شیخ ابولعیزی کو جو شخص گہری نظر سے دیکھتا تو وہ آپ کے چہرہ کے نور کی وجہ سے اندھا ہو جاتا تھا۔ شیخ ابو مدین بھی ان لوگوں میں سے تھے، جو ان کے چہرہ کی روشنی سے اپنی بینائی کھو بیٹھے تھے۔ آپ کو کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ بعد میں جناب ابولعیزی کا ایک استعمال شدہ کپڑا ہاتھ لگا۔ اسے اپنے منہ پر پھیرا تو بینائی لوٹ آئی۔ اہل مغرب آپ کے وسیلہ سے بارش طلب کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس وسیلہ کی برکت سے بارش عطا فرمایا کرتا تھا۔"

علامہ مناوی بیان کرتے ہیں کہ جناب ابن عربی نے فرمایا:

"جب کوئی شخص چوری کرتا یا گالی دیتا، یا کہ کوئی حرام کام کرتا پھر آپ کے پاس آتا تو اسے اپنا وہ عضو جس سے وہ ناجائز کام کیا ہوتا، سیاہ دھاریوں والا دکھائی دیتا۔"

ایندھن (لکڑیاں) جمع کرنے والوں نے آپ سے شکایت کی کہ اس جنگل میں بہت شیر ہیں جن سے ہمیں ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا:

بلند آواز سے جنگل کے راستہ میں اعلان کر دو:

((یامعشر الاسدیا مر کم ابولعیز ان ترحلوا من هذه الغابة))

"شیرو! ابولعیزی تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس جنگل سے کوچ کر جاؤ۔"

اس اعلان کے بعد دیکھا کہ شیر اپنے بچے اٹھائے جنگل سے نکل کر جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ جنگل بالکل خالی کر گئے۔ اس کے بعد جنگل میں کوئی شیر نظر نہ آیا۔

جناب تاذلی بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابو مدین کے اصحاب میں سے ایک شخص ابولعیزی موصوف کے پاس آیا۔ اس وقت بارش بالکل بند ہو چکی تھی۔ کھیتیاں خشکی کی وجہ سے برباد ہو رہی تھیں۔ اس شخص نے آپ سے درخواست کی کہ میری کچھ زمین ہے اسی کی پیداوار سے میں اور میرے بال بچے روزی حاصل کرتے ہیں۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے وہ خشک ہو گئی ہے۔ شیخ موصوف اس کے ساتھ چل پڑے اور اس کی زمین پر تشریف لائے۔ زمین میں گھومے پھرے تو صرف اس کی زمین پر بارش ہو گئی۔ اتنی بارش ہوئی کہ زمین سیراب ہو گئی۔ پھر بارش بند ہو گئی۔ اس شخص کی زمین کے سوا کوئی دوسری زمین کاشت نہ ہو سکی۔

شیخ موصوف "باعیت" نامی قصبہ میں رہائش پذیر رہے۔ جو "فاس" میں ہے اور وہیں انتقال بھی فرمایا۔

شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ موصوف کی صحراء میں زیارت کی۔ اس وقت آپ کے اردگرد شیر اور پرندے موجود تھے۔ اپنے اپنے حالات پر آپ سے مشورہ کر رہے تھے، اس وقت قحط کا دور تھا۔ آپ انہیں فرماتے:

"فلاں جنگل یا علاقہ غیر آباد جگہ میں چلے جاؤ! وہاں تمہاری خوراک موجود ہے۔"

پرندوں سے بھی اسی قسم کی گفتگو فرماتے۔ آپ کے حکم پر درندے اور پرندے عمل کرتے۔ پھر آپ نے مجھے کہا:

"اے شعیب! یہ درندے اور پرندے میری ہمسائیگی پسند کرتے ہیں۔ اس وجہ سے انہیں بھوک و پیاس کا صدمہ

Marfat.com

برداشت کرنا پڑتا ہے۔"

جناب سراج نے لکھا ہے کہ ہم کو بتایا گیا کہ شیخ ابوالعیزی مغربی قدس اللہ روحہ نے پندرہ سال متواتر جنگل (غیر آباد علاقہ) میں گزارے۔ اس دوران آپ کی خوراک صرف خبازی کے چند دانے تھی۔ شیر آپ کے پاس آ کر پناہ لیتے اور پرندے آپ کے اردگرد پھرتے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ابوالعیزی مغربی وہ بزرگ ہیں جن پر صادقین کی مغرب میں زینت اختتام پذیر ہوگئی۔ ان سے اکابر مشائخ نے طریقت حاصل کی۔

شیخ ابوالفتح القواص واسمہ یوسف بن عمر:

شیخ القواص ابدالوں میں سے تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ لوگ آپ سے برکت حاصل کیا کرتے تھے۔

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ اپنی کتابوں میں سے ایک جلد نکالی تو اس میں دیکھا کہ چوہے نے کاٹ کھائی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ چوہا جس نے اسے کھایا، اللہ اس کی گرفت فرمائے۔ چنانچہ دعا کے ساتھ ہی چوہا چھت سے نیچے گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اس کرامت کی سند امام بغوی اور ابن صاعد وغیرہ کی طرف کی گئی ہے۔ موصوف نے 385 ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ علی بن علیل:

السید الجلیل، الکبیر سلطان الاولیاء، قدوۃ العارفین، سید اہل الطریقۃ المحققین، صاحب المقامات والمواہب والکرامات والخوارق الباہرات، مجاہد فی سبیل اللہ، الملازم لطاعۃ اللہ المشہور علی بن علیل۔ شیخ علی بن علیل علیہ الرحمۃ مشہور اولیاء کرام میں سے عظیم بزرگ تھے۔ ان کا تعلق ارض فلسطین سے تھا۔

احسان کتاب کا مصنف کہتا ہے:

> "مجھے بھی بارہا آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی برکات حاصل ہوئیں۔ آپ کی قبر شریف پر بہت بڑی عمارت ہے لیکن گنبد نہیں ہے، کیونکہ آپ اسے قبول نہیں فرماتے۔ وہاں ایک جامع مسجد اور بہت سے اوقاف (وقف کیے گئے علاقے) ہیں، جن کی پیداوار سے ہر وہ شخص کھانا کھاتا ہے جو دور دراز سے آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا ہے۔ مہمانوں و زائرین کے کھانے پینے کے علاوہ رات بسر کرنے کا عمدہ انتظام ہے۔ اوقاف کا غلہ زائرین پر خرچ کرنے، جامع کے اخراجات اور ملازمین کی ضروریات دینے کے بعد جو بچ جاتا ہے اسے دربار کا متولی العمری لے لیتا ہے جو شام کے اکابرین میں سے ہیں اور شام کی پرانی عمارتیں انہی حضرات کی ہیں۔"

شیخ علیہ الرحمۃ کا نسب امیر المومنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ شیخ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

((علی بن علیل بن محمد بن یوسف بن یعقوب بن عبد الرحمن ابن السید الجلیل الصحابی عبد اللہ ابن امیر المومنین ابی حفص عمر بن الخطاب

Marfat.com

رضی اللہ عنہ))

سید علی بن علیل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور ساحل ارسوف پر نمکین پانی والے سمندر کے کنارے واقع ہے، جو کبھی آباد علاقہ تھا، لیکن اب شمالی یافا کا یہ حصہ غیر آباد ہے۔ شمالی یافہ اور ان کی قبر کے درمیان تقریباً چھ میل کی مسافت ہے۔ آپ کی قبر پر بہت بڑی درگاہ ہے۔ وہاں کے گردونواح کے لوگ تمام کے تمام ان کے بہت عقیدمند ہیں۔

جب ملک ظاہر نے یافا اور ارسوف کی فتح کے وقت پیرس میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کی زیارت کیلئے گیا۔ بہت سی نذریں مانیں اور بہت سی اشیاء وقف کیں۔ ان کی قبر کے نزدیک دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مختلف شہروں کو فتح کرنا اس کیلئے آسان کر دیا۔ ہر سال گرمی کے موسم میں ان کا عرس ہوتا ہے۔ دور دراز شہروں سے لوگ حاضری کے ارادے سے آتے ہیں جن کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور بڑے بڑے قیمتی مال ان کی نذر کرتے ہیں۔

آپ کے مناقب میں سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فرنگی آپ کے بہت عقیدت مند تھے اور آپ کی ولایت کے معترف تھے۔ صاحب "الانس الجلیل" الشیخ مجیر الدین الحنبلی نے لکھا ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ فرنگی جب ان کی قبر پر آتے ہیں جو سمندر میں واقع ہے تو اپنے سروں سے کپڑا اتار لیتے ہیں اور ان کی طرف جھکتے ہوئے جاتے ہیں۔ آپ نے 474 ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ علی الہیتی:

شیخ علی الہیتی علیہ الرحمۃ عظیم اولیاء کرام میں سے ہیں۔ انہوں نے بارہا خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث الاعظم کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔

شیخ ابو محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے شیخ جناب شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ ایک عورت کے ہاں تشریف فرماتے جو ان کی خدمت کیا کرتی تھی۔ اس کا نام "ریحانہ" تھا اور "ست البہاء" اس کا لقب تھا۔ وہ بیمار ہو گئی اور بیماری بھی وہ کہ جس میں وہ دنیا سے رخصت ہو گئی۔ اس نے شیخ سے عرض کیا:

"یا سیدی! تازہ کھجوریں کھانے کو دل چاہتا ہے، لیکن اس "زیران" نامی بستی میں کہیں بھی تازہ کھجوروں کا نام تک نہ تھا۔ ہاں ایک بستی "قطفتا" میں ایک شخص کے پاس تازہ کھجوریں تھیں جس کا نام عبدالسلام تھا اور وہ نیک آدمی تھا۔"

شیخ نے اپنا چہرہ اس کی طرف پھیرا (اس کے گاؤں قطفنا کی طرف) اور وہیں بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا:

"اے عبدالسلام! ریحانہ خادمہ کیلئے اپنی کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں لے آؤ۔"

اللہ تعالیٰ نے عبدالسلام کو شیخ کی آواز سنوا دی۔ اس نے کھجوریں لیں اور شیخ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب پہنچا تو کھجوریں اس خادمہ کے سامنے رکھ دیں۔ خادمہ نے کھائیں۔ پھر عبدالسلام نے خادمہ سے کہا:

"یا سیدی! آپ کے سامنے پڑی اشیاء ان کھجوروں سے کہیں زیادہ پاکیزہ، اعلیٰ اور ستھری ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے کھجوروں کی کیا ضرورت تھی؟"

Marfat.com

یہ سن کر خادمہ بولی:

"اے عبدالسلام! میں شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی خادمہ ہوں اور دنیا و آخرت کی کوئی چیز مجھے نہ ملے۔ جاؤ چلے جاؤ۔ تم ضرور نصرانی ہو جاؤ گے۔"

پھر وہ خادمہ انتقال کر گئیں رحمۃ اللہ علیہا۔ پھر عبدالسلام بغداد روانہ ہوا۔ راستہ میں اسے چند نصاریٰ عورتیں نظر آئیں۔ ان میں سے ایک پر یہ عاشق ہو گیا اور اس کو کہا کہ میں تجھ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا:

"شادی صرف ایک شرط پر ہو سکتی ہے وہ یہ کہ تو بھی نصرانی بن جائے۔"

اس نے یہ شرط مان لی۔ شادی ہو گئی۔ پھر اس عورت کے شہر میں دونوں رہے۔ بچے بچیاں پیدا ہوئے۔ پھر عبدالسلام سخت بیمار پڑ گیا۔

شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع کی گئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

"اے اللہ! میں نہیں پسند کرتا کہ کل قیامت میں اس کا حشر نصاریٰ کے ساتھ ہو۔"

اللہ کے حکم سے آپ نے شیخ عمر بزاز کو فرمایا:

"فلاں گاؤں میں جاؤ اور عبدالسلام سے ملو۔ اس پر پانی کا بھرا گھڑا ڈالنا اور اسے میرے پاس لے آنا۔"

چنانچہ شیخ عمر بزاز آئے۔ دیکھا کہ عبدالسلام سخت بیمار ہے۔ اس پر پانی انڈیلا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور سلام لے آیا۔ اس کی بیوی بھی اور اولاد بلکہ گھر کے تمام افراد مسلمان ہو گئے۔ بیماری سے بالکل شفا مل گئی۔ اب تمام افراد شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوئے۔ شیخ موصوف کی برکت سے عبدالسلام نے وہ سب کچھ پالیا جو کھو چکا تھا۔

جناب تاذفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے شیخ کو ایسی جگہ سے دیکھا کہ میرے خیال میں آپ مجھے وہاں نہیں دیکھ رہے تھے۔ آپ ایک پرانی کھجور کے نیچے ایسی جگہ تشریف فرما تھے جہاں درخت اور پانی کمیاب تھے۔ میں نے دیکھا کہ کھجور کا درخت تر و تازہ ہے اور اس کی تمام شاخوں پر کھجوریں لگی ہوئی ہیں۔ کھجوروں سے لدی ٹہنیاں آپ کے قریب جھک کر آئی ہیں۔ آپ ان سے پھل اتارتے اور تناول فرماتے ہیں، حالانکہ اس وقت عراق کی سرزمین پر کھجوروں کے درخت پھل سے بالکل خالی تھے۔ پھر آپ اٹھے اور چل پڑے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ آپ اپنے گھر تشریف لے آئے۔ میں حاضر ہوا۔ میں نے وہاں کھجوریں دیکھیں اور اجازت لے کر وہ کھائیں۔ اس کا ذائقہ مشکل کے ذائقہ سے ملتا جلتا تھا۔

شیخ موصوف ایک مرتبہ دو بستیوں کے باشندوں کے پاس تشریف لے گئے، جنہوں نے ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے کیلئے تلواریں نیاموں سے باہر نکالی ہوئی تھیں اور وہاں ایک قتل کیے گئے شخص کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ دونوں فریق اس مقتول کے قتل کرنے کا الزام ایک دوسرے پر لگا رہے تھے۔ شیخ موصوف نے مقتول کی پیشانی کو پکڑا اور پوچھا:

"اے عبداللہ! تجھے کس نے قتل کیا ہے؟"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا، آنکھیں کھولیں اور آپ کی طرف دیکھا پھر اس نے قاتل کا نام اس کے باپ کا نام بتایا۔ پھر

Marfat.com

فوت ہو گیا۔

علامہ مناوی کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی ہیتی کی بہت تعظیم وتوقیر کیا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

"ہر ولی ہماری مہمانی میں ہے مگر ابن ہیتی وہ ولی ہے جس کے ہم مہمان ہیں۔"

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی گرہ اس وقت کھول دی گئی تھی جب ان کی عمر سات برس تھی۔ آپ مغیبات کی خبریں دیا کرتے تھے اور آپ کے ہاتھوں کرامات ظاہر ہوئی تھیں۔"

ملک العجم نے بغداد پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور خلیفہ نے اس کے مقابلہ سے عاجزی پائی اور اس کو بہت مشکل اور عظیم معاملہ جانا۔ وہ اٹھا اور سید حاسر کار غوث پاک شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ اتفاق سے اس نے شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں مدد طلب کی تو شیخ نے ابن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا:

"لوگوں کو بغداد سے چلے جانے کا کہہ دو۔"

شیخ علی ہیتی نے کہا:

"جناب کا ارشاد سر آنکھوں پر۔"

پھر شیخ ابن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم کو کہا:

"جاؤ اور اس عجمی فوج کے پاس جب پہنچو گے تو تمہیں تین آدمی بیٹھے نظر آئیں گے جو اپنے اوپر تہبند کا سائبان بنا کر اس کے نیچے بیٹھے ہوں گے۔ انہیں کہنا کہ تمہیں علی ہیتی نے کہا ہے کہ یہاں سے تشریف لے جاؤ۔ اگر وہ کہیں کہ ہم خود بخود نہیں آئے بلکہ کسی کے حکم سے آئے ہیں تو انہیں کہنا کہ میں بھی کسی کے حکم سے آیا ہوں۔"

جب خادم ان کے پاس پہنچا اور شیخ موصوف نے جو کچھ کہا تھا وہ گفتگو ہوئی تو انہوں نے وہ لاٹھی پھینک دی جس پر تہبند کھڑا کر کے خیمہ بنایا گیا تھا اور تہبند لپیٹا اور عجم کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر تمام فوجیوں نے اپنے اپنے خیمے اکھیڑے اور ان تینوں حضرات کے پیچھے پیچھے عجم کی طرف روانہ ہو گئے۔

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ شیخ علی ہیتی ایک دن اپنی سواری پر سوار ہو کر عراق کے زیر انتظام علاقہ "نہر الملک" کے ایک گاؤں تشریف لے گئے۔ وہاں کے ایک باشندے کے ہاں مہمان بنے۔ اس نے خوشی سے مہمان بنایا اور آپ نے گھر والوں کو فرمایا:

"وہ سامنے جو مرغ ہے اسے ذبح کر کے گوشت پکاؤ۔"

مرغ ذبح کیا گیا۔ پھر جب اس کا پیٹ چاک کیا گیا تو اس سے سونے کے موتی نکلے۔ دیکھ کر وہ شخص حیران رہ گیا، کیونکہ اس سے کچھ دیر قبل اس کی ہمشیرہ کا ایک ہار گم گیا تھا، جس میں سونے کے موتی جڑے ہوئے تھے۔ وہ اس مرغ نے کھا لیا تھا لیکن میں نے اس ہار کی تہمت اپنی بیوی پر دھری تھی اور اس سلسلہ میں نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ آنے والی رات کو اسے قتل کر دیا جانا تھا۔

Marfat.com

شیخ صاحب نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے متعلق تمام حالات کی اطلاع فرمادی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ مجھے اس سلسلہ میں تمہیں حالات بتانے کی اجازت عطا فرمائے تو مجھے اجازت مل گئی اور میں یوں تمہارے ہاں مہمان بن گیا۔"

فقہاء، مشائخ اور فقراء کی بہت بڑی تعداد "زیران" میں حاضر ہوئی۔ محفل سماع شروع ہوئی۔ مشائخ کرام نے اس سے اپنا حصہ حاصل کیا، چونکہ فقہاء کرام اسے اچھا نہیں سمجھتے تھے تو انہوں نے اسے دل سے برا جانا، پھر ہوا یہ کہ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا چکر لگایا اور آپ جس فقیہ کے سامنے آتے اس کی طرف دیکھتے تو اس کے ساتھ ہی اس کی ساری معلومات حتیٰ کہ قرآن کریم ختم ہو جاتا اور کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ فقہاء کرام وہاں سے اٹھے واپس آگئے اور ایک مہینہ یونہی دولت علم کے ختم ہونے سے گزارا۔ پھر مہینہ بعد دوبارہ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ کی قدم بوسی کی اور استغفار کی۔ آپ نے ان کیلئے دستر خوان لگایا۔ خود بھی کھایا اور ہر فقیہ کو اپنے ہاتھ سے ایک ایک لقمہ کھلایا۔ جونہی وہ لقمہ چبا کر پیٹ میں اتارتے، اسی لمحے کھوئی ہوئی یادداشت واپس آجاتی۔

شیخ صاحب "زیران" میں سکونت فرما ہے۔ یہ ایک بستی کا نام ہے جو عراق کے اندر نہر الملک کے زیر انتظام ہے۔ یہیں شیخ موصوف نے 564 ہجری میں انتقال فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو بیس سال سے زیادہ ہو چکی تھی۔

شیخ علی بن وہب الربیعی:

شیخ علی بن وہب عارفین کے صدر اور اولیاء صدیقین کے سردار تھے۔ شیخ ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ علی بن وہب کے ساتھ چالیس سال نمازیں ادا کیں۔ میں نے آپ سے آپ کی ابتدائی حالت کے متعلق پوچھا تو فرمایا: ایک مسجد میں میں علم اور عبادت میں مشغول تھا جو ظاہر البدریۃ میں تھی۔ ایک رات سوتے میں اچانک مجھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تجھے یہ ٹوپی پہناؤں۔"

آپ نے اپنی آستین سے وہ ٹوپی نکالی اور میرے سر پر رکھ دی۔ میری آنکھ کھل گئی اور وہ ٹوپی بعینہ میرے سر پر تھی۔

علامہ مناوی بیان کرتے ہیں کہ شیخ علی بن وہب نے سات سال کی عمر میں قرآن کو حفظ کر لیا تھا اور ان کے دل میں طریقت میں مشغول ہونے کا خیال تک بھی نہ تھا۔ پھر انہوں نے خواب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ ٹوپی تمہیں پہناؤں۔"

چنانچہ آپ نے وہ پہنا دی۔ پھر کچھ دنوں بعد حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے انہیں فرمایا:

"باہر نکلو اور لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔"

یہ سن کر کچھ دیر ٹھہرے تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے بھی رات کے ابتدائی حصہ میں

Marfat.com

یہی حکم ارشاد فرمایا۔ پھر انہوں نے رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ حکم ہوا:

''اے میرے بندے! میں نے اپنی زمین میں تجھے اپنا برگزیدہ بنا دیا ہے۔''

چنانچہ آپ گھر سے باہر تشریف لائے تو لوگ ہر طرف سے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے اور سنجار میں مریدین کی تربیت آپ پر ختم ہو گئی۔

شیخ علیہ الرحمۃ کے پاس ایک مغربی شخص آیا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اس نے آپ کے سامنے چاندی سے بنے ڈبے رکھے۔ کہنے لگا:

''یا سیدی! میری طرف سے یہ میرے کام کا نذرانہ ہے۔ میں فقیروں کیلئے دے رہا ہوں۔ قبول فرمائیے۔''

شیخ نے موجود ایک فقیر کو حکم دیا:

''جس کے پاس تانبے کے برتن ہوں وہ سب میرے پاس لے آؤ۔''

آپ کے پاس ڈھیروں برتن جمع ہو گئے اور عبادت خانہ کے درمیان رکھ دیئے گئے۔ شیخ اٹھے اور ان برتنوں پر سے گزرے۔ ان میں سے بعض سونا بن گئے اور بعض چاندی میں تبدیل ہو گئے۔ صرف دو تھال جوں کے توں رہے۔ پھر شیخ نے برتنوں کے مالکوں کو کہا:

''جس جس کے برتن ہیں وہ اپنا اپنا برتن لے لے۔''

تو انہوں نے سونے اور چاندی کے بنے ہوئے برتن لے لیے۔ پھر عبدالرحمٰن سے کہا:

''اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ مجھے عطا فرما دیا ہے، ہم نے اسے چھوڑ دیا اور نہ ہی ہمیں اس کی حاجت ہے۔ تم اپنے چاندی کے ڈبے اٹھا لو۔''

پھر شیخ سے پوچھا گیا:

''برتنوں میں سے کچھ سونے اور کچھ چاندی کے بنے اور دو تھال ویسے کے ویسے ہی رہے اس کی کیا وجہ تھی؟''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''جو برتن لے کر آیا اور اس کے دل میں کوئی حرج اور تنگی نہ تھی بلکہ خوشی خوشی لایا تو برتن سونا بن گئے اور جن کے مالکوں کے دل میں کچھ کچھ تنگی تھی، وہ چاندی ہو گئے اور جن کی نیت بدظنی پر مبنی تھی۔ اس کے برتن اپنی حالت پر ہی رہے۔''

آپ کی برکت کا نمونہ یہ بھی ہے کہ فقراء کی ایک جماعت آپ کے ہاں آئی اور انہوں نے آپ سے حلوہ طلب کیا۔ آپ گھر تشریف لے گئے اور انار کے چھلکے لیے۔ انہیں آگ میں بھونا اور پانی میں ڈبونے کے بعد ان فقراء کے سامنے لا رکھے۔ انہوں نے ایسا حلوہ کھایا کہ دنیا کا خوبصورت ترین لذیذ اور پاکیزہ تر حلوہ تھا۔

شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مشہور شخصیات تھیں۔ جن میں شیخ قیس الشامی اور الشیخ سند الصالحی کے بھی نام آتے ہیں۔

مذکور ہے کہ آپ نے انتقال کے وقت چالیس اصحاب حال شاگرد اپنے پیچھے چھوڑے۔ وہ سب ایک مرتبہ ان کی عبادت گاہ کے مقابل ایک باغیچہ میں جمع ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک نے اس باغیچہ میں اُگی گھاس وغیرہ کی ایک

Marfat.com

ایک مٹھی پکڑی۔ اس پر پھونکنا شروع کر دیا تو ہر ایک کی مٹھی کی گھاس میں مختلف پھول اگ آئے۔ سفید، زرد، سبز اور مختلف رنگوں سے مرکب۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے بعض کیلئے تمکین (ولایت میں مخصوص مرتبہ کی پختگی) کا اقرار کیا۔

شیخ موصوف کے بیٹے شیخ محمد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی کے زمانہ میں ایک شخص جس کا نام شیخ محمد بن احمد تھا۔ ہمدان کا رہنے والا تھا۔ اس کی حالت ختم ہو گئی اور احوال وصفات چھپ گئیں۔ اس کے احوال میں سے ایک حالت یہ تھی کہ وہ اپنی بصیرت سے ملکوت سے لے کر عرش تک دیکھا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی کھوئی ہوئی حالت کی واپسی کیلئے بہت سے شہروں میں گھوما لیکن کسی نے بھی اس کا حال واپس نہ کرایا۔ پھر وہ شیخ موصوف کے پاس آیا۔ آپ اسے ملے اور بڑی عزت کی اور فرمایا:

"اے محمد! میں تجھے تیرا حال بھی لوٹاؤں گا اور کچھ زیادہ بھی عطا کروں گا۔"

پھر ارشاد فرمایا:

"اپنی آنکھیں بند کرلو۔"

اس نے بند کرلیں تو ملکوت اعلیٰ سے عرش تک سب کچھ دکھائی دیا۔ پھر آپ نے اسے کہا:

"یہ ہے تیرا حال جو تو کھو چکا تھا۔ اس کے علاوہ دو چیزیں تمہیں اور دیتا ہوں۔ اپنی آنکھیں بند کرو۔"

اس نے بند کیں تو اس نے ملکوت اسفل سے بہوت تک سب کچھ دیکھا، پھر فرمایا:

"ان دونوں میں سے یہ ایک ہو گیا۔ اب دوسرا وہ یہ ہے کہ ہم نے تمہیں قدم عطا کر دیا ہے، تم اس سے تمام دنیا طے کر سکتے ہو۔"

اس نے ایک پاؤں اٹھایا اور وہ شیخ کے پاس تھا تو دوسرا قدم ہمدان میں رکھا۔

جناب تاذفی نے کہا کہ شیخ موصوف شیخ عدی بن مسافر اور شیخ موسیٰ الزولی ایک مرتبہ ایک بہت بڑی چٹان کے قریب جمع ہوئے جو بلاد مشرق میں جبل شکریہ میں واقع تھی۔ ان دونوں شیوخ نے شیخ علی بن وہب سے پوچھا:

"توحید کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"یہ ہے۔"

آپ نے اس بڑی چٹان کی طرف اشارہ کیا اور منہ سے "اللہ" کہا۔ وہ چٹان دو حصوں میں ٹوٹ گئی۔ وہ چٹان آج بھی معروف ہے۔ لوگ اس کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان نماز ادا کرتے ہیں۔

شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایک دور میں کھیتی باڑی بھی کرتے رہے۔ ہوتا یوں تھا کہ آپ کھیتی باڑی کیلئے ہل میں جتے بیلوں کی جوڑی کو کبھی ہاتھ تک نہ لگاتے، بلکہ دور بیٹھے حکم دیتے چلو تو وہ چل پڑتے۔ حکم دیتے: کھڑے ہو جاؤ تو وہ کھڑے ہو جاتے۔ بعض دفعہ یوں بھی ہوتا کہ آپ بیج ڈالتے اور وہ اسی وقت اگ پڑتے۔ آپ کی ایک گائے مر گئی۔ اس کا سینگ پکڑا اور دعا کی:

"اے اللہ! اسے میرے لئے زندہ کر دے۔"

Marfat.com

وہ اسی وقت زندہ ہوگئی۔
آپ "بازار" نامی بستی میں رہتے تھے۔ جو "سنجار" کے سامنے واقع ہے۔ صرف تین گھنٹے کی مسافت ہے۔
وہیں اسی (80) سال سے زائد کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی قبرانور زیارت گاہ عام وخاص ہے۔

شیخ ابوالحسن علی بن حمید المعروف بالصباغ:

شیخ ابوالحسن علیہ الرحمۃ عظیم اولیاء میں سے ہیں۔ جناب سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
شیخ ابوالفضل اسماعیل بن ابی القاسم نصر اللہ الاسنائی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن بن الصباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو خلوت میں بٹھایا۔ آپ خلوت میں بیٹھے لوگوں کی دیکھ بھال فرمایا کرتے تھے۔ ہر رات اور دن ان کے حالات سے آگاہی رکھتے۔ آپ شخص مذکور کے پاس رمضان شریف کی آخری راتوں میں سے ایک رات تشریف لے گئے۔ دیکھا تو وہ رو رہا تھا۔ آپ نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی۔ کہنے لگا:
"میں نے لیلۃ القدر کا مشاہدہ کیا ہے۔ ہر چیز سجدہ میں پڑی ہوئی تھی۔ میں نے بھی سجدہ کرنا چاہا، لیکن جب سجدہ کیلئے جھکتا تو میرے باطن میں مجھے لوہے کی سلاخ کی طرح کوئی چیز محسوس ہوتی جو مجھے سجدہ نہ کرنے دیتی۔"
آپ نے اسے فرمایا:
"برخوردار! رونے دھونے کی ضرورت نہیں۔ وہ سلاخ میرا راز تھا جو تیرے اندر بطور امانت رکھا گیا ہے اور تو نے جو کچھ دیکھا وہ شیطانی واردات تھی تاکہ وہ تجھ سے اپنے لئے سجدہ کرواتا۔ اگر تو ایسا کر لیتا تو اسے تجھے گمراہ کرنے کا راستہ مل جاتا۔"
شیخ کی یہ بات سن کر وہ فقیر کہتا ہے کہ میرے دل میں خواہ مخواہ ایک بات بیٹھ گئی اور میں سوچنے لگا:
"شیخ کی اس بات کی صحت کہاں سے مجھے معلوم ہوگی؟"
ابھی میرے دل میں یہ خیال مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ شیخ فرمانے لگے:
"میں تجھے اس بارے میں بتاتا ہوں، تو دلیل طلب کرتا ہے۔؟"
پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ لمبا کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مشرق کے آخری کنارے تک جا پہنچا ہے، پھر آپ نے بایاں ہاتھ مغرب کی طرف بڑھایا۔ وہ انتہائی مغرب تک دراز ہوگیا۔ پھر آپ نے آہستہ آہستہ اسے کھینچا اور میں نے جو کچھ لیلۃ القدر کے رنگ میں دیکھا تھا وہ جمع ہوگیا۔ یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان صرف ایک بالشت کی مقدار رہ گئی۔ وہ نور اور اس میں جو کچھ تھا وہ ایک انسان کی شکل وصورت جیسا ہوگیا۔ جس کی چیخ تھی جو انتہائی ڈراؤنی تھی اور وہ کہہ رہا تھا:
"اے غوث! اے غوث! میں واپس نہیں آؤں گا۔"
آپ جوں جوں اپنے دونوں ہاتھ قریب کرتے اس کی چیخ وپکار میں اضافہ ہو جاتا۔ پھر شیخ نے کہا:
"اللہ"
اس کی ادائیگی پر آپ کے منہ سے نور ایک بجلی کوندی، جس نے ہر چیز کو روشن کر دیا اور میں نے ہر چیز دیکھی۔

Marfat.com

وہ صورت انسانی سیاہ رنگ والی اور انتہائی بدبودار ہو گئی۔ اس نے ایسی چیخ ماری کہ میرے روح نکلنے کے قریب ہو گئی۔ پھر وہ دھواں بن گئی اور ہوا میں بلند ہو گئی اور نیست و نابود ہو گئی۔

تاذفی کہتے ہیں کہ شیخ ابوالحجاج اقصری نے کہا کہ مصر کے باشندوں میں سے ایک کا حال گم ہو گیا۔ وہ شیخ ابوالحسن کے پاس آیا اور بہت گڑگڑایا۔ اس شخص نے قسم کھاتے ہوئے کہا:

"آپ میرے حال کے واپس کرنے پر قادر ہیں۔"

آپ نے اسے فرمایا:

"صبر کرو! تاکہ میں تمہاری حالت کے واپس کرنے کے بارے میں اجازت لے لوں۔"

وہ شخص آپ کے پاس تین دن ٹھہرا رہا۔ چوتھے دن آپ نے اس کے ساتھ مل کر شہد اور دودھ نوش کیا تو اس نے اپنا حال پہلے سے دوگنا پایا۔ اسے شیخ موصوف نے فرمایا:

"میں نے تیرے حال کی واپسی کی اجازت مانگی تھی۔ جب مل گئی تو تو نے جس وقت میرے ساتھ دودھ پیا، اس وقت تیرا پہلا حال تجھے لوٹا دیا گیا اور جب تو نے میرے ساتھ شہد کھایا تو تیرا حال دوگنا ہو گیا، لیکن تو اسے بروئے کار لانے کی ابھی قدرت نہیں پائے گا۔ یہ قدرت اور تصرف اس وقت ملے گا جب میرے شہر سے باہر چلا جائے گا۔"

بہرحال اسے اس کا کھویا ہوا پہلا حال بھی مل گیا اور ساتھ ہی اتنا اور بھی عطا ہوا، لیکن اس میں تصرف کی طاقت نہ تھی۔ جب شیخ کے شہر کے تمام مکانات اور شہر کے متعلقات کی حدود سے باہر آ گیا تو تصرف بھی مل گیا۔

شیخ ابوالحسن نے ایک مرتبہ سات آدمیوں کیلئے پکے کھانے میں برکت کی دعا فرمائی تو اس کھانے کو سو مردوں نے کھایا۔ پھر بھی بچ رہا۔

آپ سے پوچھا گیا:

"جس کا یہ وصف ہو اس کی علامت کیا ہے؟"

فرمایا:

"علامت یہ ہے کہ اگر وہ اس پتھر کی طرف دیکھے تو پتھر اس کی ہیبت سے پگھل جائے۔"

اسی دوران آپ نے ایک بہت بڑے اور سخت پتھر کی طرف دیکھا تو وہ پانی پانی ہو گیا۔

آپ سے پوچھا گیا:

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے جلال کے انوار کا مشاہدہ کرنے والا ہو اس کی وجود میں نظر اور دیکھنا کیسا ہے؟"

فرمایا:

"وہ وجود کے ساتھ ستر کو دیکھتا ہے جس سے ہر موجود کا وجود قائم ہوتا ہے۔ اگر وہ ناقص کی طرف نظر کرے تو اسے کامل بنا دے یا کسی بھولے کی طرف دیکھے تو اسے ذاکر بنا دے۔"

ابوالحسن علی بن یوسف القرشی المصری المؤذن کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ فاضل ابو عبداللہ محمد بن احمد بن

Marfat.com

سنان القرشی سے سنا:
میں شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ مجھے اپنے اہل وعیال سے غائب ہوئے تقریباً نو ماہ ہو چکے تھے۔ ایک دن میں ''قنا'' میں رباط کے اندر تھا۔ میرے دل میں گھر جانے کا شوق ابھرا۔ آپ نے یک لخت مجھے پوچھا:
''کیا تو اہل وعیال کے پاس جانے کا شوق رکھتا ہے؟''
میں نے عرض کیا:
''جی حضور۔''
آپ نے مجھے ایک گھر میں تنہا داخل کیا اور فرمایا:
''اوپر چادر اوڑھ لو۔''
پھر فرمایا:
''سر اٹھاؤ!''
میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مصر میں اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ میرے گھر والوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور سلام کیا۔ میں دہشت زدہ ہو گیا لیکن میں نے اپنا معاملہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ بقیہ دن میں نے گھر میں ہی گزارا اور دو مرتبہ میں نے گھر والوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور اپنی والدہ کو میں نے بیس درہم بھی دیئے۔ جب مغرب کی اذان ہوئی تو میں گھر سے باہر آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ''قنا'' میں موجود ہوں اور شیخ کھڑے ہیں۔ شیخ نے پوچھا:
''کیا تو نے اپنے گھر والوں کو دیکھنے کا شوق پورا کر لیا ہے؟''
میں نے عرض کیا:
''جی ۔ !''
پھر میں شیخ موصوف کے پاس ایک مہینہ رہا اور اس کے بعد اجازت مانگی۔ اجازت ملنے پر میں گھر چلا گیا۔ جب مصر پہنچا تو راستہ میں مجھے پندرہ دن مزید لگ گئے۔ گھر داخل ہوا تو گھر والے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے:
''ہم تو تم سے ناامید ہو گئے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم قتل کر دیئے گئے ہو، کیونکہ تم مغرب ادا کرنے کیلئے نکلے تھے اور واپس نہیں آئے۔''
میں نے اپنی والدہ سے بیس درہم لے لئے اور شیخ کی زندگی میں میں نے یہ بات نہ بتائی۔
شیخ ابوالحسن ایسے بزرگ تھے کہ شیر اور زمینی کیڑے مکوڑے آپ کی پناہ میں رہا کرتے تھے۔ ہر مخلوق حتیٰ کہ پتھر بھی آپ سے باتیں کرتے تھے اور جڑی بوٹیاں بھی آپ سے گفتگو کرتیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے:
''جسے اللہ تعالیٰ بلاتا ہے وہ گفتگو کرتا ہے اس سے ہر چیز گفتگو کرتی ہے۔''
جناب سراج دمشقی کہتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن حمید بن الصباغ مشائخ میں سے مشہور شخصیت اور بہت بڑے مرد

Marfat.com

خدا تھے اور عارفین کے صدر تھے۔ آپ نے شیخ ابو محمد عبدالرحیم ابن احمد المغربی اور ابو محمد عبدالرزاق بن محمد الجزلی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پائی۔ ان کے بارے میں شیخ عبدالرحیم نے فرمایا:

''ابوالحسن اس دروازہ سے داخل ہوئے جس سے ہم داخل نہیں ہوئے۔''

شیخ عبدالرزاق نے ان کے متعلق فرمایا:

''ابوالحسن کو جو سر بطور امانت عطا کیا گیا وہ ہمیں عطا نہیں ہوا۔''

شیخ قدوۃ ابوبکر بن شافع کہتے ہیں کہ دو فقیر ایک مرتبہ ''قنا'' بازار میں لڑ پڑے۔ یہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کی بات ہے۔ اس قدر لڑے کہ ایک نے دوسرے فقیر کی آنکھ پھوڑ دی۔ ان دونوں کو ''قنا'' کے والی کے پاس لے جایا گیا۔ والی نے ان کا معاملہ شیخ کے سپرد کیا۔ شیخ موصوف نے پہلے دستر خوان لگانے کا حکم دیا۔ اس پر سے کھانا کھایا۔ پھر آپ نے ترجمان کو حکم دیا۔ چنانچہ وہ دونوں فقیر دوسرے فقراء کے ہمراہ اندر ئے۔ اندر آتے وقت جس فقیر کی آنکھ پھوڑ دی گئی تھی۔ اس نے اپنا سر استغفار کرتے ہوئے ننگا کر لیا تھا۔ یہ دیکھ کر شیخ موصوف نے پوچھا:

''کس وجہ سے ایسا کر رہے ہو؟''

وہ کہنے لگا:

''میرے ساتھی کیلئے ایسی وجہ بنی ہوگی کہ جس کی بناء پر اس نے میری آنکھ پھوڑی۔ بلاوجہ تو وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔''

یہ سن کر اس کا ساتھی فوراً بول پڑا:

''اے اللہ! میری اب رسوائی اور ندامت کے طفیل اور میرے ساتھی کے حلم و حوصلہ کے طفیل تو اس کی پھوٹی آنکھ لوٹا دے، تو وہ بالکل تندرست ہو گئی۔''

راوی کہا کرتے تھے کہ ان دونوں کے دل کی یہ صفائی دراصل شیخ کی برکت کا نتیجہ تھی۔

شیخ علم الدین المنفلوطی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ ابوالحسن ابن الصباغ کے ساتھ سمندر کے ساحل پر تھا۔ آپ لوٹے کے پانی سے وضو کر رہے تھے۔ آپ نے ایک چیخ سنی۔ پوچھا:

''یہ کس کی ہے؟''

بتایا گیا کہ مگرمچھ نے ایک شخص کو پکڑ لیا ہے۔ یہ بات سن کر آپ نے وضو کرنا چھوڑ دیا اور جلدی سے اس طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ مگرمچھ اس آدمی کو موجوں میں لے جا چکا ہے۔ آپ نے مگرمچھ پر چیخ ماری اور زور سے اسے کہا:

''کھڑے ہو جاؤ!''

وہ کھڑا ہو گیا۔ آپ پانی پر یہ کہتے ہوئے اس طرف چل پڑے:

((بسم اللہ الرحمٰن الرحیم))

آپ پانی پر یوں چلتے جا رہے تھے جیسا کہ زمین پر کوئی چل رہا ہو، حالانکہ سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ بہرحال آپ اس تک پہنچ گئے۔ مگرمچھ کو حکم دیا:

Marfat.com

''اسے چھوڑ دو۔''

اس نے چھوڑ دیا۔ اس دوران وہ اس کی ایک ران ضائع کر چکا تھا۔ آپ نے مگرمچھ پر ہاتھ رکھا اور کہا:

''مرجا، وہ مر گیا۔''

مرد کو کہا:

''خشکی کی طرف چل۔''

وہ کہنے لگا:

''میں ایک ران سے معذور ہو چکا ہوں اور تیرنا بھی نہیں جانتا۔''

آپ نے خشکی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''چلو کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔''

چنانچہ وہ خشکی کی طرف یوں چلنے لگا جس طرح پتھر لڑھکتا ہے۔ دونوں خشکی پر آ گئے اور لوگ کنارے پر کھڑے دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ اپنی حالت پر آ گئے۔ لوگوں نے مگرمچھ کو مرا ہوا پانی سے نکالا۔

الشیخ العارف ابوالحجاج الاقصری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر چاشت کے وقت قوص کے باغات سے ہوا۔ آپ نے ایک درخت پر ایک کبوتر کی دردناک کوکو کرنے کی آواز سنی۔ آپ نے اس طرف کان لگائے۔ پھر آپ پر وجد و استغراق کی کیفیت طاری ہوگئی اور یہ اشعار پڑھے:

حمام بمن
الاراك تهتفين
الا و
فاخبرينا من
تندبينا

فقد فاذريت
شقق ويحك
نوحك ماء
منا معينا
القلوب
تعالىٰ ونندب
لقم احبابنا
ماتما الظاعنينا
الفراق

Marfat.com

واسعدك فان
بالنوح الحزين
كي يو
تسعدى اسى
الحزينا

"پیلو کے درخت پر بیٹھے کبوتر ذرا ہمیں بتا تو سہی کہ کس کیلئے تو کوکو کر رہا ہے اور کس میت پر تو آنسو بہا رہا ہے۔ تیرے رونے نے ہمارے دل کو چیر دیا۔ تجھ پر افسوس کہ تو جاری پانی (آنسوؤں) کو گرا رہا ہے۔ آ! تا کہ ہم مل کر اپنے بچھڑے دوستوں کی جدائی پر روئیں۔ میں رونے میں تیری مدد کرتا ہوں تا کہ تو میری مدد کرے کیونکہ دکھی دوسرے دکھی کا ہمدرد ہوتا ہے۔"

یہ اشعار پڑھے اور کافی دیر روتے رہے۔ اس کے بعد یہ اشعار پڑھے:

ايبكى حمام الايك من فقد الفه واصبر عنه كيف ذاك يكون
ولم لا ابكى و اندب ما مضى وداء الهوى بين الضلوعدفين
وقد كان قلبى قيل حبك قاسيا وان دامت البلوى به سيلين
الاهل على اشوق المبرح مسعد وهل لى على الوجد الشديد معين

"کیا گنجان درخت پر بیٹھا کبوتر اپنے محبوب کے دور ہو جانے پر روتا ہو اور میں صبر کیے رہوں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے اور میں کیوں نہ روؤں اور کیوں نہ گزرے حالات پر آنسو بہاؤں حالانکہ محبت کا مرض میری پسلیوں میں دفن ہے۔ تیری محبت کے دیکھنے سے قبل میرا دل بہت سخت تھا اور اگر لگا تار اس پر پریشانیاں آتی رہیں تو بہت جلد نرم ہو جائے گا۔ گھبنتے ہو؟ کیا تکلیف دہ شوق میں کوئی غمگسار ہے اور کیا سخت مصیبت میں کوئی حامی و مدد گار ہے؟"

ان اشعار کے کہنے کے بعد آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو یہ اشعار پڑھے:

غننى فى الفراق صوتاً حزيناً ان بين الضلوع داء دفينا
كل امر الدنيا حقير يسير غيران يفقد القرين القرينا
ثم جدلى بدمع عينيك بالله وكن لى على البكاء معينا
فنسابكى الدماء فضلا عن الدمع ويوم الفراق ابكى العيونا

"جدائی میں دردناک آواز سے مجھے کچھ گا کر سنا۔ کیوں کہ پسلیوں میں دفن شدہ بہت بڑی بیماری ہے۔ دنیا کا ہر کام معمولی اور آسان ہے۔ صرف اور صرف ایک ہی کام سخت اور تکلیف دہ ہے، وہ یہ کہ کوئی دوست اپنا دوست گنوا بیٹھے۔ پھر خدا کیلئے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے میرے لئے بھی کوئی سامان مہیا کر اور رونے

Marfat.com

میں میری مدد کر۔ میں بہت جلد خون کے آنسو روؤں گا۔ پانی کے آنسو کیا ہیں۔؟ جدائی کے دن آنکھیں بہت روتی ہیں۔"

شیخ ابوالحجاج اقصری بیان کرتے ہیں کہ ان اشعار کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے خون جاری ہوگیا اور آنسو بہت کم ہو گئے۔ ادھر کبوتر درخت پر سے نیچے گر گیا۔ اس نے اپنے پر پھڑپھڑائے اور یونہی تڑپ کر جان دے دی۔

جناب مناوی فرماتے ہیں کہ حافظ منذری نے بیان کیا کہ شیخ ابوالحسن تربیت کرنے میں مریدین کیلئے بہترین مربی تھے۔ سالکین کے بہت سے افراد نے آپ نے نفع اٹھایا۔ میں نے ان کی موت کی بیماری میں زیارت کی تو انہیں اس وقت یہ کہتے ہوئے سنا:

"مجھ میں کیا ہے۔؟"

اس کا جواب دیا گیا:

"ہم نے تجھے فقر میں مبتلا کیا تو تو نے کیا شک کیا۔ ہم نے تجھ پر بہت ہی نعمتیں نچھاور کیں تو تو نے ہم سے منہ کیوں موڑ لیا۔ کچھ بھی باقی نہ بچا مگر اہل بلا کے اوصاف بچے۔ پس ہم نے تجھے آزمایا تا کہ تو اہل بلاء پر حجت ہو جائے۔"

شیخ موصوف "قنا" میں رہائش پذیر رہے اور وہیں 612 ہجری میں انتقال فرمایا اور اپنے شیخ عبدالرحیم لاقناوی کے قریب دفن کیے گئے۔ آپ کی قبر کے نزدیک مانگی ہوئی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

شیخ مصلح الدین ابن الشیخ علاؤالدین المشہور جراح زادہ:

شیخ مصلح الدین کا نام "علی بن بالی تھا" آپ نے 992 ہجری میں انتقال فرمایا۔

آپ کے ایک عثمان رومی نامی مرید نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ایک رات میں نے شمع جلائی۔ میں اسے لے کر اپنے حجرہ میں داخل ہو گیا۔ اسے ایک ستون پر رکھ دیا اور خود میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ مجھے نیند آ گئی اور اس وقت آنکھ کھلی، جب ستون جل چکا تھا اور قریب تھا کہ حجرہ بھی جل جاتا۔ میں نے آگ پر بمشکل قابو پایا اور اس کے بجھ جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ اس بات کی کسی کو بھی اطلاع نہ کی اور نہ ہی خود کسی کو اس بارے میں کچھ علم تھا۔ جب میں صبح اٹھا اور شیخ موصوف کی مجلس میں حاضر ہوا۔ خود آپ نے مجھے ڈانٹ پلائی اور فرمایا:

"قریب تھا کہ تمہارا سارا مکان جل کر خاکستر ہو جاتا۔ آئندہ ایسی غفلت نہ کرنا۔ آنکھیں کھول کر رہا کرو اور اپنے کام کی حفاظت اور نگرانی کیا کرو۔"

ایک کرامت آپ کی وہ ہے جو فضل و اجادۃ میں معروف ایک ولی کامل جناب شیخ محی الدین المشہور اخی زادہ نے بیان فرمائی۔ بیان کرتے ہیں کہ ہم چند آدمی ایک مرتبہ اپنے شہر سے کسی بستی میں جانے کے ارادہ سے نکلے جس دن ہم نے سفر شروع کیا۔ وہ انتہائی گرد م دن تھا۔ ہم راستہ بھول گئے جس کی وجہ سے ہم نہایت تنگی و پریشانی میں پڑ گئے۔ گرمی نے ہم پر زور کیا اور پیاس ہم پر ٹوٹ پڑی، ہمارے پاس پانی ختم ہو چکا تھا۔ نہ ہی کوئی شخص ایسا تھا جو کہیں پانی کا راستہ بتاتا۔ اس کے نتیجہ میں ہم سب کمزور پڑ گئے۔ چلنے میں وقت محسوس کرنے لگے اور پریشانی بڑھتی گئی۔ قریب تھا کہ ہم اس حالت کی وجہ سے مر جاتے۔ میں اپنی سواری سے نیچے اتر آیا اور اپنے بارے میں گہری سوچ و فکر میں پڑ گیا۔ اسی

Marfat.com

تفکر میں تھا کہ دور سے ایک شخص آتا دکھائی دیا۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ واقعی آدمی ہی ہے اور ہماری طرف آ رہا ہے۔ ہم میں سے ایک نے اس کا استقبال کیا اور اسے ہمارے پاس لے آیا۔ جب وہ ہمارے پاس پہنچ گیا تو اس نے اپنی پشت پر بندھا ہوا ایک تھیلہ کھولا۔ اس میں سے چند خربوزے نکالے اور میرے سامنے رکھ دیئے اور کہنے لگا:

"شیخ مصلح الدین المشہور جراح زادہ نے تمہیں سلام کہا ہے اور تمہارے لئے یہ پیغام دیا ہے کہ ان خربوں میں سے جس قدر خواہش ہے کھاؤ اور اپنے سفر پر روانہ ہو جاؤ، لیکن آئندہ جب بھی کہیں سفر کا ارادہ کرو تو راستہ کا خرچہ ضرور ساتھ لے لیا کرو۔"

میں نے اس شخص سے اس کا مکان پوچھا اور اس کے آنے کا سبب دریافت کیا تو وہ کہنے لگا:

"اس پہاڑ کے پیچھے شیخ مصلح الدین کا ایک بستی میں ساز و سامان ہے۔ آپ اس گاؤں پر اپنے مکان کے اندر موجود تھے جب میں وہاں سے چلا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ فلاں مدرسہ کے مدرس مولانا محی الدین راستہ بھول گئے ہیں اور پیاس نے انہیں نڈھال کر دیا ہے اور وہ اس وقت بہت پریشان ہیں۔ تم میں سے کوئی ایک اٹھے اور یہ خربوزے اٹھائے جس قدر اٹھا سکتا ہے اور جلدی سے ان کی طرف روانہ ہو جائے اور انہیں راستہ بھی بتا کر آئے۔ اس وقت وہ فلاں جگہ موجود ہیں۔ میں نے آپ کا ارشاد قبول کیا اور خربوزے لے کر تمہاری طرف آیا۔ پھر ویسے ہی پایا جیسے شیخ نے بتایا تھا۔"

ایک آدمی نے شیخ سے ان آخری حالات کے بارے میں پوچھا جو شیخ کے ہاں وقوع پذیر ہوئے تو مزید فرمایا:

"میں شیخ عبدالرحیم کے پاس ایک خلوت گاہ میں تھا۔ میں لگاتار ذکر اور توحید میں مشغول تھا۔ اچانک ایک عظیم اور بارعب شخص میرے پاس آیا اور اس نے میرے پورے جسم کے ریزے ریزے کر ڈالے اور مجھے حال میں چھوڑ دیا۔ میرا جسم پھر سے پہلی حالت میں آ گیا۔ اس نے پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جونہی وہ چھوڑتا میں دوبارہ ٹھیک ہو جاتا۔ یہی سلسلہ کئی گھنٹے چلتا رہا۔ اس سے مجھے سخت پریشانی اور اضطراب عظیم ہوا اور پھر مجھے مقام فناء اور مقام سکون ایسا نصیب ہوا جس کی تعبیر ناممکن ہے۔ میں نے یہ واقعہ شیخ عبد الرحیم کو سنایا تو آپ مجھ پر بہت خوش ہوئے اور مجھے میرے مطلوب کے حاصل ہونے کی خوشی سنائی۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد کی اجازت عطا فرمائی تھی اور مجھے والد محترم کے پاس بھیج دیا۔"

ایک باوثوق آدمی نے بتایا جو ویسے بھی ایک شریف النفس تھا:

"میں کچھ دنوں سے شیخ مصلح الدین کے ہاں اعتکاف کی حالت میں ٹھہرا ہوا تھا۔ میں نے ایک دن نماز فجر ادا کی اور مسجد میں بیٹھ گیا اور ذکر میں مشغول ہو گیا۔ میری دوسری جانب مسجد میں ہی شیخ موصوف تشریف فرما تھے۔ آپ قبلہ کی جانب منہ کئے بیٹھے تھے اور مراقبہ میں تھے۔ گاہے بگاہے آپ نظریں چرا کر مجھے دیکھتے۔ ایسا آپ نے کئی دفعہ کیا۔ میں ذکر میں مشغول تھا کہ مجھے ایک عظیم جذب کی کیفیت نے آ گھیرا اور آپ کی توجہ تام میں آ گیا۔ مجھ پر حال اور وجد کا غلبہ ہو گیا۔ پھر مجھ سے بہت سے عجیب و غریب امور سرزد ہوئے۔ قریب تھا کہ میرا دل پھٹ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دوران مجھ پر احسان فرمایا جس کا میں ذکر نہیں کر سکتا۔ یہ کیفیت

Marfat.com

اس وقت تک مجھ پر طاری رہی جب تک شیخ موصوف مسجد میں تشریف فرما رہے۔"

ایک مرتبہ ایک آدمی نے شیخ موصوف سے سلوک اور طریقہ صوفیہ میں داخل ہونے کے متعلق پوچھا کہ آپ کا اس طرف آنا کیونکر ہوا؟ فرمانے لگے:

"میں اپنے ابتدائی دور میں طریقہ صوفیہ سے بہت دور رہا کرتا تھا کیونکہ مجھے اچھا نہیں لگتا تھا۔ پھر اتفاق سے ایک رات میں اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ ایک جگہ اکٹھا ہوا۔ ہم بیٹھے ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف تھے اور گزری باتیں اور یادیں ایک دوسرے سے سن رہے تھے۔ پھر مجلس میں موجود تمام لوگ سو گئے۔ اچانک ایک بہت بڑی چیخ اور ڈراؤنی آواز آسمان کی طرف سے سنائی دی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا پتھر اس مکان پر آگرا، جس میں ہم لوگ موجود تھے۔ اس نے مکان کی چھت توڑ پھوڑ دی اور مکان کے صحن میں آگرا۔ زمین پر پڑنے کے بعد زمین میں دھنس گیا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس ڈراؤنی آواز سے موجود تمام سوئے ہوئے آدمی جاگ گئے۔ پھر وہ اس کے متعلق ایک دوسرے سے معلوم کرنے لگے۔ انہیں کچھ بھی علم نہ تھا۔ وہ دوبارہ سو گئے لیکن مجھے سخت وحشت نے گھیر رکھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی میرا دل ڈوب جائے گا۔ میں اس مجلس سے ڈرتے ہوئے اٹھا۔ اس بات کا اثر مجھ پر لحہ بہ لحہ بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ میری عقل جواب دے گئی۔ اب مجھے بہت کم دکھائی دے رہا تھا کیونکہ آنکھوں کی بینائی بھی متاثر ہو چکی تھی۔ میں راستہ پر آگیا اور میں نے اپنے تمام فخریہ کپڑے فروخت کر دیئے اور ابھی میں اپنی پہلی روش پر تھا یعنی طریقہ صوفیہ سے اعراض کرنے والا تھا۔ اسی کیفیت کے دوران مجھے میرے والد محترم نے طریقہ صوفیہ کی دعوت دی اور مجھ سے اس میں داخل ہونے کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ میں نے اس کے جواب میں اعراض سے کام لیا۔ میری یادداشت کی کمزوری کے دوران میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا گیا اور مجھے قبروں کے احوال دکھائی دینے لگے۔ میں پھر قبرستان میں ہر وقت بیٹھا رہتا، وہیں رات بھی گزارتا۔ میرے تمام دوست اور رشتہ دار مجھے کہتے:

"اٹھو اور گھر آجاؤ!"

وہ مجھے میرے حال پر ملامت بھی کرتے، لیکن مجھے ان کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہوتا اور نہ ہی ان کی طرف سے التفات کرتا۔

واقعہ بیان کرنے والے راوی نے ان سے پوچھا:

"اس دوران آپ کو قبروں میں کیا نظر آتا تھا اور قبروں والے لوگوں کو آپ کن حالات میں دیکھتے تھے؟"

فرمانے لگے:

"میں نے انہیں قبروں میں اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا جس طرح وہ گھروں میں بیٹھے ہوتے تھے۔ ان میں کسی کی قبر بہت وسیع ہوتی تھی تو وہ قبر والا اس میں بڑے سکون و آرام اور فارغ البالی میں ہوتا اور کچھ اصحاب قبور قبر میں کھڑے ہونے کی قدرت نہ رکھتے، کیونکہ ان کی قبریں بہت تنگ ہوتی تھی۔ بعض کی قبریں دھوئیں سے بھری ہوئی تھیں۔ بعض کی آگ سے سرخ ہو چکی تھی۔ میں نے بعض اصحاب قبور کو نہایت کمزور اور

Marfat.com

پریشانی میں دیکھا کہ وہ سخت درد میں مبتلا ہے اور پھڑ کتا ہے۔ میں نے ان سے گفتگو کرتا تھا۔ ان سے ان کے حالات دریافت کرتا۔ ان سے ان کے مرنے کے اسباب پوچھتا۔ وہ مجھے میری باتوں کا جواب دیتے اور مجھ سے دعا کی درخواست کرتے اور میں اس دوران اپنے آپ کو کبھی تو قسطنطنیہ میں، کبھی بروسا اور کبھی ان کے علاوہ دیگر مقامات میں موجود پاتا۔ جو میں نے کبھی دیکھے بھی نہ ہوتے تھے اور مجھے ان تمام حالات میں یوں لگتا کہ جیسے مجھے جنات نے پکڑ رکھا ہے اور میں اپنے آپ میں نہیں۔ میری حالت یہ تھی کہ میں کھانا کھانے سے بھی تنگ آ گیا تھا، کیونکہ جب کوئی کھانا میرے سامنے آتا تو مجھ پر اس کی نجاست اور عدم طہارت منکشف ہو جایا کرتی تھی۔ یہ حالت مجھ پر سات ماہ تک رہی۔ پھر میں ایک دن اپنے والد گرامی کے گھر مقیم تھا اور رات کے اندھیرے افق پر چھا چکے تھے اور گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد سو چکے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ساتھ لے کر چل دیا۔ ہم دونوں چلتے گئے۔ ہمارا گزر عجیب وغریب مقامات سے ہوا، جو میں نے نہ دیکھے تھے اور ان کے بارے میں کچھ سن سنا کر معلومات تھیں۔ حتیٰ کہ ہم ایک پہاڑ کی ہموار جگہ پر پہنچ گئے۔ میں نے وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا۔ میرے سامنے والا آدمی اس کی طرف گیا اور جا کر اس سے کہنے لگا:

''میں تمہارے مطالبہ پر تمہارا طلب کردہ آدمی لے آیا ہوں۔''

پھر مجھے اس طرح آگے کیا۔ میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا۔ اس میں کوئی نشانی رکھی، پھر اچانک ایک اور شخص آ گیا۔ اس نے میرے ساتھ جو کیا سو کیا۔ پھر ہمیں حکم ملا:

''یہاں ایک باڑہ ہے، اس میں چلو۔''

جب ہم وہاں پہنچے تو باڑہ کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا۔ ہم نے اس کے اندر دیکھا تو ہمیں اس میں ہر طرف ایسی آگ نظر آئی جس کا دھواں نہ تھا اور نہ ہی اس میں سیاہی تھی۔ ہم نے اندر جانے سے انکار کر دیا، لیکن زبردستی ہمیں اندر لے جایا گیا اور ہمارے اندر جانے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔ پھر آگ نے ہمارے ساتھ وہ سلوک کیا جو آگ ہم جیسوں سے کرتی ہے۔ ہم اس میں جل گئے، ہمارے ظاہر و باطن میں کوئی جگہ ایسی نہ بچی جسے آگ نے چھوڑا ہو، پھر دروازہ کھول دیا گیا اور ہمیں حکم ملا:

''باہر نکل جاؤ۔''

وہ آدمی آیا اور اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس نے مجھے اسی جگہ پہنچا دیا جہاں سے مجھے لے کر چلا تھا۔ جب میں صبح اٹھا اور میرے والد محترم نماز کیلئے اٹھے اور والد محترم میرے پاس تشریف لائے۔ مجھے پریشان دیکھا اور رات کے واقعات کی وجہ سے مجھے حیران دیکھا تو آپ نے مجھ سے میرا حال پوچھا۔ میں نے آپ سے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ فرمانے لگے:

''وہ آگ جس نے تمہیں جلایا تھا وہ محبت اور عشق کے جذبہ کی آگ تھی اور دل میں عشق کا ایک شعلہ تھا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ تو عنقریب حق کا طالب ہوگا اور تصوف و اہل تصوف سے محبت کرے گا۔''

یہ رات گزری کہ جنون اور عشق نے مجھے گھیر لیا۔ ادھر آہستہ آہستہ وہ حالت کشف اور مخالف عادت حرکات مجھ

Marfat.com

سے دور ہونے لگیں اور میرا رجحان ومیلان تصوف کی طرف ہونے لگا۔ اللہ رب الارباب کی محبت میں وارفتگی بڑھنے لگی اور میں نے بالآخر تسلیم وعبادت کیلئے گردن جھکا دی۔ پھر میرے کام میں جو اللہ نے چاہا اور ارادہ فرمایا وہ ہوا۔ میں نے اپنے والد محترم کے ہاتھوں پر توبہ کی۔ مجاہدات کرنے شروع کر دیئے۔ منزل بہ منزل ترقی کرتا گیا۔ ایک حال سے دوسرے حال میں داخل ہوگیا۔ پھر والد محترم نے مجھے قدوۃ ارباب التحقیق ولی اللہ تعالیٰ صاحب الکرامات المشہورۃ والاخبار الماثورہ شیخ عبدالرحیم المویدی المشہور حاجی جلبی کی خدمت عالیہ میں بھیجا۔ میں آپ کے زیر سایہ کافی مدت رہا اور آپ کے ہاں مختلف تصوف حاصل کئے، پھر مجھ سے جو ممکن تھا مجھ سے سرزد ہوا۔ میں نے لگاتار بارہ سال صبر ومجاہدہ میں گزارے۔ پھر مجھے ارشاد کی اجازت دے گئی۔

شیخ کے عجیب کشف تھے اور دلوں کے رازوں پر مطلع ہو جانا بھی عجیب قسم کا تھا۔ میرا گمان ہے کہ آپ تمام احوال کا احاطہ کرنے والی شخصیت ہیں۔ مریدین کے دلوں میں تصرف کرنا اور رشد وہدایت کے طالبین کی تربیت کرنے میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ اگر تزکیہ نفس کا معاملہ نہ ہوتا اور ریاء اور خودستائی کا معاملہ نہ ہوتا تو میں آپ سے وقوع پذیر ہونیوالے وہ تمام واقعات سپرد قلم کر دیتا جو میں نے آپ کے عبادت خانہ میں رہنے کے دوران اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ آپ کن انفاس طیبہ اور کامیاب ہمت والی شخصیت ہیں۔

شیخ موصوف نے ادرنہ شہر میں 983 ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ مطر الباذرائی:

شیخ مطر الباذرائی عظیم اولیاء میں سے تھے۔ باذرائی سرزمین عراق میں موجود ایک علاقہ کی طرف نسبت ہے۔ آپ عظیم مرد خدا اور بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ آپ نے تاج العارفین ابوالوفاء علیہ الرحمۃ سے طریقت حاصل کی۔ آپ مستجاب الدعوت تھے۔

جناب تاذفی بیان کرتے ہیں کہ شیخ احمد بروہی نے بتایا:

''میں ایک مرتبہ شیخ مطر کے ہاں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ پانچ آدمی تھے۔ آپ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہمارے لئے تین رطل برابر دودھ لائے۔ ہم نے سیر ہو کر پیا۔ پھر سات آدمی اور آگئے، انہوں نے بھی وہی دودھ خوب سیر ہو کر نوش کیا۔ پھر دس اور آگئے انہوں نے بھی پیٹ بھر کر دودھ پیا اور اللہ کی قسم ا دودھ پہلے سے یقیناً زیادہ ہو چکا تھا۔''

شیخ جلیل جناب خلیل بن احمد الصرصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

میں نے آج رات سحر کے وقت باذرائی سے ایک خوشبو محسوس کی کہ اس کی لذت ونفاست سے قریب تھا کہ روح پھڑک اٹھتی۔ پھر اس کے بعد نور کی ایک چمک میں نے دیکھی جس سے افق روشن ہوگیا۔ کسی کہنے والے نے مجھے کہا:

''آج رات اللہ کے بندے مطر پر تجلیات کا نزول ہوا ہے۔''

پھر کہنے والا غائب ہوگیا۔ میں نے ٹھنڈی آہ بھری کہ کاش ایسا منظر میں ہر وقت دیکھتا رہتا۔ وہ خوشبو شیخ مطر کے سانس کی تھی اور انہوں نے حیرت کی آنکھ سے وجود کی طرف دیکھا تا کہ وہ تجلی طلب کریں تو وہ نور کی

Marfat.com

چمک آپ کی نظر کا نور تھا۔ میں صبح سویرے آپ کے ہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے دروازہ سے متصل خشک گھاس سرسبز ہو چکی ہے، میں اچھی طرح جانتا تھا کہ کل یہ گھاس سوکھی ہوئی تھی اور دو شخص جنہیں میں کل دیکھ چکا تھا ان میں سے ایک اندھا اور دوسرا مریض مرنے کے قریب تھا۔ آج دیکھا تو اندھے کی بینائی درست ہو گئی اور مریض بالکل صحت مند ہو گیا۔ آپ کے ساتھیوں نے انہیں بتایا کہ کل رات شیخ موصوف یہاں خشک گھاس کے درمیان تشریف فرما ہوئے تھے اور مریض کا بستر ہم نے رات کے پچھلے حصہ میں یہاں لگایا تھا اور اندھے نے رات یہیں بسر کی تھی۔ پھر جو حال ہوا تم نے دیکھ لیا۔

ایک مرتبہ باذرائی میں ٹڈی دل آیا جس نے پورا آسمان نظروں سے اوجھل کر دیا۔ ان ٹڈیوں کے آگے آگے ایک شخص ایک ٹڈی پر سوار آ رہا تھا۔ جو بلند آواز سے یہ کہتا چلا آ رہا تھا:

((لا اله الا الله محمد رسول الله ، کل نعمة فمن الله))

"اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے۔"

ٹڈی دل اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ شیخ مطر باذرائی اپنے عبادت خانہ سے باہر تشریف لائے اور آواز دی:

((یا جنود الله ارجعی من حیث جئت))

"اے اللہ کے لشکر! جہاں سے تو آیا ادھر واپس لوٹ جا۔"

چنانچہ ٹڈی دل واپس ہو گیا اور آسمان کھل گیا۔ ادھر وہ شخص عقاب کی طرح ہوا سے آپ کے سامنے آ گرا۔ شیخ موصوف نے اسے کہا:

"اے شخص! میرے شہر میں اجازت لئے بغیر تو نے گزرنے کی جرأت کیسے کی؟"

وہ آپ کے پاؤں پڑ گیا اور پاؤں کو چومنے لگا۔ استغفار کی اور سوال کیا:

"میری چیز مجھے واپس کر دیجئے۔"

آپ نے فرمایا:

"اٹھ اور چلا جا۔"

وہ اسی وقت اٹھا اور تیر کی طرح ہوا میں ادھر ہو گیا اور ٹڈی دل عراق کی زمین پر اترا۔ چند دن تک اس کی پیداوار کھاتا رہا، پھر شیخ نے فرمایا:

"یہ دراصل اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ یہاں کی کھیتی اور نسل کو ہلاک کر دے، لیکن میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی تو اس نے مجھے اجازت عطا فرما دی۔"

شیخ مطر کی جب بھی کسی عاصی اور گناہ گار پر نظر پڑتی تو وہ فرمانبردار ہو جاتا اور کسی بھولے بسرے (یادِ الٰہی سے غافل آدمی) پر نظر پڑتی تو وہ بیدار ہو جاتا اور جو یہودی یا نصرانی ہوتا ہے، وہ مسلمان ہو جاتا۔ آپ کردی تھے اور عراق کے علاقہ باذرائی میں رہائش پذیر ہوئے اور یہیں فوت بھی ہوئے۔

شیخ مخلوق الباعشقی:

شیخ مخلوق الباعشقی عظیم صوفیاء میں سے ہیں۔ "باعشق" باعشقہ کی طرف نسبت ہے جو ایک موصل کی نواحی بستی

Marfat.com

ہے۔آپ بغداد تشریف فرماتھے اور شیخ یونس القنی المارد ینی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے۔
جناب سراج ہی نے بیان کیا ہے کہ شیخ معتوق کے زمانہ میں ایک مشہور واعظ تھے۔وہ ایک مرتبہ شیخ موصوف کی زیارت کیلئے گئے۔جب شیخ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو اسے کوئی اہمیت نہ دی۔جب واعظ صاحب اندر داخل ہوئے تو آپ نے کھڑے ہو کر بھی استقبال نہ کیا۔حاضرین کو یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوئی اور انہوں نے شیخ سے اس طریقہ کو ناپسند کیا۔ادھر واعظ کو بھی شدید ذہنی صدمہ ہوا۔اس پر شیخ موصوف نے اپنے اصحاب سے فرمایا:
''عزت باری تعالیٰ کی قسم! میں نے واعظ کے اندر جھانک کر دیکھا تو مجھے نظر آیا کہ شیطان نے ان میں پھونک دیا ہے اور وہ بھی اتنا کہ واعظ اس سے ہلاک ہو جاتا تو میں نے اس کی اس طریقہ سے دوا کی ہے۔''
پھر جب وہ واعظ آپ سے مل کر واپس ہوئے تو وہ تکبر اور غرور کی بیماری سے شفاء پا چکے تھے اور اسی وقت ضمیر درست ہو گیا تھا۔حاضرین نے بعد میں واعظ صاحب سے پوچھا تو کہنے لگے:
''اللہ کی قسم! شیخ نے سچ کہا تھا: اللہ تعالیٰ انہیں ثواب عطا فرمائے۔''
پھر واعظ آپ کے بہت زیادہ چاہنے والوں میں سے ہو گئے۔
جناب سراج لکھتے ہیں کہ ہمارے صالح ساتھیوں میں سے ایک نے ہم سے بیان کیا کہ دمشق میں مالکی مذہب کے صرف ایک مفتی صاحب تھے جن کا نام شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن شبل المالکی الجرزی البغدادی تھا۔انہوں نے بیان کیا: جب میں دو اور فقہاء کرام کے ساتھ شیخ معتوق مذکور کی ملاقات کیلئے گیا تو راستہ میں انہوں نے کہا:
''معلوم نہیں کہ شیخ معتوق صاحب دیوان کا مال کیونکر کھاتے ہیں، حالانکہ اس پر شبہ اور حرام بالکل واضح ہے؟''
جب یہ فقہاء جناب شیخ کی مجلس میں پہنچے تو موصوف نے فرمایا:
''اے میری اولاد تم میرے بارے میں فلاں فلاں بات کرتے ہو؟''
اس کے ساتھ ہی آپ نے ان کی تمام گفتگو بیان کر دی۔پھر فرمانے لگے:
''میرے لئے کوئی حیلہ نہیں۔اللہ کی قسم!! اگر وہ مجھے رنڈی کا خراج بھی کھلائیں گے تو کھالوں گا۔''
یہ بات سن کر فقہاء کرام آپ کی ہمت سے شرما گئے اور بہت زیادہ معذرت کی۔
شیخ معتوق سے عظیم احوال دیکھنے میں آئے۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ صاحب الدیوان نے تاتاری بادشاہ ہلاکو کو اشارہ کیا کہ تاتاری فوج کے ساتھ اپنا نائب بنا کر اس کے بھائی منکو کو بھیجا جائے۔فوج بلاد شام کی طرف جا رہی تھی۔یہ 680 ہجری کا واقعہ ہے۔پھر جب منکو اپنے لشکر سمیت حمس کی زمین میں اسی سال رجب کے مہینہ میں شکست کھا گیا تو ہلاکو نے صاحب الدیوان کو کہا:
''تو نے میرے بھائی کو دیر سے بھیجنے میں داؤ کھیلا ہے اور مکر کر کے میرے لشکر کو دیر سے روانہ کیا۔''
چنانچہ ہلاکو نے صاحب الدیوان اور اہل بغداد کو قتل کر دینے کا ارادہ بنا لیا اور ابتداء انہیں سزا دینے کا پروگرام بنایا تو صاحب الدیوان نے شیخ معتوق سے استغاثہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کا وسیلہ پیش کیا۔شیخ معتوق نے فرمایا:
''معبود کی قسم! میں ان میں سے کسی کو تمہارے پاس آنے کیلئے نہیں چھوڑوں گا، تاکہ وہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچا

Marfat.com

سکیں۔"

چنانچہ انہوں نے ان کی خلاصی کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے رتبہ اور عہدہ پر زبردستی بٹھا دیا۔

شیخ مکارم بن ادریس النہر خالصی:

شیخ مکارم بن ادریس علیہ الرحمۃ عظیم ترین اولیاء کرام میں سے ہیں۔ سرزمین عراق میں ایک نہر جس کا نام "خالص" ہے، اس کی طرف نسبت سے "خالصی" کہلاتے ہیں۔ اکابر مردان خدا میں سے تھے۔ جلیل القدر شیخ اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ جناب تاج العارفین کے اصحاب سے طریقت حاصل کی۔ ان کے شیخ علی بن الہیتی ان کی افضلیت اور تقدم سے لوگوں کو آگاہ کیا کرتے تھے۔

جناب تاذفی بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوالمجد مبارک بن احمد نے بیان کیا کہ میں شیخ مکارم کے پاس تھا۔ میرے دل میں خیال آیا:

"کاش! میں شیخ موصوف سے کوئی کرامت دیکھ سکوں۔"

آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمانے لگے:

"عنقریب پانچ آدمی ہمارے پاس آئیں گے۔"

آپ نے ان کی صفات بھی بیان فرمائیں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان کی آئندہ زندگی میں ان پر کیا کیا واقعات گزریں گے اور یہ بھی کہ ان کی کتنی کتنی عمر ہوگی اور یہ بھی کہ ان کی پسند کیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ جو آپ نے بیان فرمایا ویسا ہی ہوا۔

شیخ ابوالحسن بن جوسقی فرماتے ہیں کہ میں شیخ مکارم نہر خالصی کے پاس مسجد میں ایک مرتبہ حاضر ہوا۔ آپ اس وقت اپنے ساتھیوں سے شوق و محبت کے موضوع پر گفتگو فرما رہے تھے، آپ نے دیگر باتوں کے ساتھ یہ بات بھی ارشاد فرمائی:

"محبت کرنے والوں کے اسرار جب ہیبت و جلال کے بادشاہ کے ظہور کے وقت یا ظہور کے سامنے زائل ہو جاتے ہیں تو جو نور ان کے سانس کے سامنے آتا ہے وہ بجھ جاتا ہے۔"

پھر آپ نے پھونک ماری اور سانس لیا تو مسجد میں جلتے تیس سے اوپر چراغ بجھ گئے۔ پھر کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا:

"جب اہل محبت کے اسرار، انس و جمال کی تجلی سے زندگی پاتے ہیں تو ان کی روشنی سے ہر ظلمت روشن ہو جاتی ہے، جو ان کے سانس کے سامنے آتی ہے۔"

پھر آپ نے سانس لیا تو مسجد کی تمام قندیلیں روشن ہوگئی اور پہلے کی طرح روشنی دینے لگیں۔ شیخ مکارم موصوف نے ایک دن اپنے اصحاب سے گفتگو فرمانے کے دوران دوزخ کی آگ کا ذکر کیا اور دوزخیوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے جو تیار کر رکھا ہے اس کا تذکرہ فرمایا تو حاضرین کے دل کانپ اٹھے اور آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ مجلس میں ایک شخص وہ بھی تھا جو صفات باری تعالیٰ کا منکر تھا۔ وہ کہنے لگا:

"یہ محض ڈرانے کی باتیں ہیں۔ جہنم نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

Marfat.com

شیخ موصوف نے آیت کریمہ پڑھی:

((ولئن سالتهم نفحة من عذاب ربك ليقولن يويلنا انا كنا ظلمين))

"اگر تم اس سے اپنے رب کے عذاب کی لپک کے بارے میں پوچھیں تو وہ لازماً کہیں گے کہ ہم ہی ظالم ہیں۔"

آیت کریمہ مذکور کی تلاوت کے بعد آپ خاموش ہو گئے اور حاضرین بھی چپ تھے۔ کچھ دیر بعد اس منکر صفات باری تعالیٰ نے چیخ ماری اور کہنے لگا:

"الغوث الغوث۔"

اور بہت پریشان نظر آ رہا تھا۔ حاضرین نے دیکھا کہ اس کی ناک سے دھواں نکل رہا ہے اور اس کی اس قدر بدبو ہے کہ دماغ پھٹا جا رہا تھا۔ شیخ موصوف نے پھر یہ آیت کریمہ پڑھی:

((ربنا اكشف عنا العذاب انا مومنون))

"اے ہمارے پروردگار! ہم سے عذاب دور فرما دے۔ ہم بے شک ماننے والے ہیں۔"

منکر شخص کو سکون آ گیا۔ وہ اٹھا اور شیخ موصوف کے مبارک قدم چوم لئے اور اسلام کی تجدید کی۔ کہنے لگا:

"میں نے اپنے دل میں آگ کا شعلہ اور اس کی تپش پائی۔ قریب تھا کہ اس سے میرا دل جل جاتا۔ میرے اندر بدبو پیدا ہو گئی جس سے میری روح نکلنے کے قریب ہو گئی۔ میں نے اپنے اندر سے کسی کہنے والے کو کہتے سنا:

((هذا النار التى كنتم بما تكذبون o افسحر هذا ام انتم تبصرون))

"یہی وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ کیا یہ جادو ہے یا تمہیں کچھ نظر نہیں آتا؟"

اگر شیخ کی برکت میرے شامل حال نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔

شیخ مکارم نہر خالص کے قریب بستی "دولاب" میں رہائش پذیر رہے جو بغداد شہر سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پر ہے۔ وہیں انتقال ہوا اور آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے۔ آپ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔

شیخ منصور البطائحی:

شیخ منصور البطائحی علیہ الرحمۃ ان اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں جن کی ولایت، جلالت قدر اور کثرت کرامات پر اجماع ہے۔

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ جناب شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی سے ایک روایت ہم تک پہنچی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آسمان سے عراق پر ایک بلا نازل ہوتے دیکھی، جیسا کہ بادل کا ٹکڑا ہو۔ وہ بلا یا عذاب الٰہی ہر جاندار کے لئے عام تھا۔ شیخ منصور بطائحی نے اس کے دفع کیلئے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اذن فرما دیا تو آپ نے بادل کی طرح آنے والی بلا کی طرف ایک لکڑی سے اشارہ فرمایا تو وہ بادل پھٹ گیا۔ آپ نے دعا کی:

((اللهم اجعله علينا رحمة))

Marfat.com

"اے اللہ! ہمارے لئے رحمت بنادے، تو وہ بادل بن کر برس پڑا اور لوگوں کو اس کے برسنے سے بہت نفع ہوا۔"

شیخ منصور موصوف ایک دن ایک اونچے ٹیلے پر اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا اور فرمایا:

"یہ ہاتھ عراق فوج کیلئے ہے۔"

پھر بایاں ہاتھ بڑھایا اور فرمایا:

"یہ عجم کے لشکر کیلئے ہے۔"

پھر دونوں کو ملا دیا۔ یوں عراق اور عجم کی فوجوں میں تصادم ہو گیا۔ پھر آپ نے بایاں ہاتھ بند کر دیا اور اس کی انگلیوں کو زور سے اکٹھا کیا تو عجمی لشکر نے عراقیوں پر غلبہ پا لیا اور آپ نے اس کے بعد بایاں ہاتھ کھول دیا تو عراقی فوج کامیاب ہو گئی اور عجمی فوج کو رسوا کن شکست ہوئی۔

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ شیخ منصور کبیر عازمین کے امام تھے۔ آپ سیدی غوث کبیر اور رفاعی کے ماموں اور شیخ بھی تھے۔ ان کی والدہ جبکہ وہ حاملہ تھیں ان (شیخ منصور) کے شیخ جناب شیخ محمد الشنبکی کے پاس آیا کرتی تھیں تو آپ ان کا کھڑے ہو کر استقبال کرتے تھے۔ یہ بات آپ سے بار ہا دیکھنے میں آئی۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو موصوف نے فرمایا:

"میں اس بچے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں جو اس عورت کے پیٹ میں ہے۔ وہ یقیناً اللہ کے مقربین میں سے ہو گا اور صاحب مقامات بھی ہو گا اور بہت جلد عظیم شان والا بن جائے گا۔"

جناب منادی بیان کرتے ہیں کہ شیخ منصور کا جب آخری وقت آیا تو ان کی بیوی نے ان سے کہا:

"اپنے بیٹے کیلئے "مشیخیت" کی وصیت کر جائیں۔"

فرمانے لگے:

"یہ منصب میری بہن کے بیٹے کیلئے ہے۔"

یہ سن کر ان کی بیوی نے اصرار کیا تو آپ نے اپنے بیٹے اور بھانجے دونوں کو فرمایا:

"جاؤ اور فلاں جگہ سے گھاس کے پتے توڑ کر لاؤ۔"

دونوں گئے، لیکن واپسی پر بھانجا خالی ہاتھ آ گیا اور بیٹا اپنے ساتھ گھاس کی پتیاں لے آیا۔ آپ نے بھانجے سے پوچھا:

"تم کیوں خالی ہاتھ آ گئے۔؟"

وہ کہنے لگا:

"میں نے گھاس کی تمام پتیوں کو تسبیح کرتے پایا تو میں تسبیح کرتی پتیوں کو توڑنے سے ڈرا۔ اس لئے کاٹے بغیر واپس آ گیا۔"

یہ دیکھ کر آپ کی بیوی سمجھ گئیں کہ یہ معاملہ خواہش اور چاہت پر نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہوتا

Marfat.com

ہے۔

شیخ موصوف سے محبت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔فرمانے لگے:

''محبت کرنے والا نشہ محبت میں دھت ہوتا ہے۔اس کے پینے سے حیران ہوتا ہے۔وہ جب سکر سے نکلتا بھی ہے تو حیرت میں پڑ جاتا ہے اور جب حیرت ختم ہوتی ہے تو وہ دوبارہ سکر میں چلا جاتا ہے۔''

اس کے بعد آپ نے یہ تین اشعار پڑھے:

العب سکر خماره التلف   یحسن فیه الذبول و الدنف

والعب کالموت یعنی کل ذی شغف   و من تطعمه اودی به التلف

فی العب مات الالی اصفوا مجتهم   اولم یحبوا ما توا ما تلفوا

''محبت ایک ایسا نشہ ہے جس کا خمار جان کا چلے جانا ہے۔اس میں کمزوری جسم اور لگ تار بیماری اچھی لگتی ہے اور محبت موت کی طرح ہر محبت والے کو مار ڈالتی ہے اور جس نے اسے چکھا وہ موت کی وادی میں چلا گیا۔ جن لوگوں کی محبت صاف اور سچی ہوتی ہے وہ محبت میں مر جاتے ہیں، جن کو محبت نہیں ہوتی وہ نہ مرے اور نہ ضائع ہوئے۔''

اس کے بعد آپ وہاں موجود ایک تر و تازہ سبز درخت کے پاس کھڑے ہوئے، اس کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے آہ بھری، وہ درخت اسی وقت خشک ہو گیا اور اس کے پتے جھڑنے لگے۔

شیخ منصور نہر ''دقلا'' میں رہائش پذیر رہے جو پتھریلی زمین میں ہے اور فوت ہونے تک یہیں رہے۔آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے۔

شیخ موسیٰ بن ماھین المارد ینی الزولی:

شیخ موسیٰ بن ماہین علیہ الرحمۃ عظیم صوفیاء اور صاحب کرامت بزرگوں میں سے ہیں۔آپ کو ماردینی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ ماردینی شہر میں رہتے تھے۔

جناب سراج نے کہا کہ شیخ موصوف اللہ تعالیٰ کے عظیم بندے، صوفیاء کے امام، محققین کے سردار اور جلیل القدر عارف تھے۔سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور ان کی تعظیم بجالایا کرتے تھے۔آپ نے جوان کے بارے میں ارشادات فرمائے تھے، ان میں سے یہ بھی ہے:

''اے اہل بغداد! عنقریب تم پر ایک سورج طلوع ہوگا، جیسا بعد میں کبھی طلوع نہ ہوگا۔''

آپ سے پوچھا گیا:

''وہ کون ہے؟''

فرمایا:

''وہ شیخ موسیٰ زولی ہے۔''

پھر آپ نے حکم دیا کہ دو دن کی مسافت پر ان کا استقبال کرو۔جب شیخ موسیٰ بغداد تشریف لائے تو شیخ عبدالقادر

Marfat.com

جیلانی کے پاس تشریف لائے اور ان کا بہت احترام و اکرام کیا۔ آپ شیخ کے ساتھ نہایت ادب سے پیش آتے تھے۔ آپ کا یہاں آنا حج کرنے کی غرض سے نکلتے وقت ہوا۔

شیخ موسیٰ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ جب آپ نے کسی اندھے کے لئے دعا فرمائی تو وہ انکھیارہ بن گیا۔ کسی فقیر و محتاج کیلئے دعا مانگی تو وہ غنی ہو گیا اور کسی غنی کے فقر کی دعا کی تو وہ فقیر ہو گیا۔ اگر کسی دکھی اور بیمار کیلئے دعا کی تو وہ آسودہ حال اور تندرست ہو گیا۔ کسی کیلئے جس بارے میں بھی دعا کی اس کا اثر فوراً اس میں نظر آیا۔

جناب سراج نے بیان کیا کہ مندرجہ بالا اسناد کے ساتھ ہمیں یہ بات پہنچی کہ شیخ موسیٰ بکثرت غیب کی خبریں دیا کرتے تھے اور جو بتاتے وہ اس طرح حرف بحرف پوری ہوتا جس طرح صبح کا وقت سب کو نظر آتا ہے۔

شیخ فاسک ابوالفداء اسماعیل بن ابراہیم بن درع بن ابی الحسن مندری مغربی اپنے والد و دادا جان سے بیان کرتے ہیں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک چھوٹا سا بچہ اٹھائے ہوئے شیخ موسیٰ موصوف کے پاس آئی اور کہنے لگی:

"یہ بچہ فلاں کا ہے۔ اس کی عمر چار ماہ ہے۔"

آپ نے اس بچہ کو اپنے پاس بلایا تو وہ دوڑتا ہوا حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اسے سورۂ اخلاص پڑھائی تو اس نے فصیح زبان سے اسے پڑھا۔ پھر وہ اس طرح گفتگو بھی کرتا رہا اور چلتا پھرتا بھی رہا۔ میں نے اس بچے کو شیخ موصوف کے انتقال کے تیس سال بعد دیکھا۔ اللہ کی قسم! اس نے جب پہلی مرتبہ گفتگو فرمائی تھی اس سے اس کی فصاحت میں اضافہ نہ ہوا تھا۔

ماردین شہر میں ایک مرتبہ بہت بڑی آگ لگ گئی۔ پورے شہر کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور آگ کا معاملہ حد سے بڑھ گیا۔ لوگوں نے شیخ موسیٰ زولی سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) کیا۔ آپ نے انہیں اپنی لاٹھی آگ میں پھینکنے کا حکم دیا۔ جب لاٹھی پھینکی گئی تو آگ یوں بجھ گئی، جیسا کہ اس کا وجود ہی نہ تھا۔ پھر لوگوں نے آگ میں پھینکا گیا ڈنڈا نکالا تو دیکھا، نہ تو اس میں آگ تھی، نہ ہی وہ سیاہ ہوا تھا اور نہ ہی آگ کی تپش سے وہ گرم ہوا تھا۔ آپ نے کہا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ازراہ کرم یہ وعدہ فرمالیا ہے کہ جس کو میرے ہاتھ چھولیں، آگ اسے نہیں جلائے گی۔"

شیخ وہ بزرگ تھے جنہیں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا بکثرت مشاہدہ ہوتا تھا۔ آپ کے اکثر احوال آپ کی توفیق کی بدولت تھے۔ آپ جب کسی لوہے کو ہاتھ لگاتے تو وہ نرم ہو جاتا۔ "ماردین" میں آپ نے سکونت رکھی اور کافی عمر پا کر یہیں انتقال فرمایا اور آپ کی قبر انور ماردین شہر سے نصف دن کے فاصلہ پر زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

آپ نے "مارین" کو اپنا وطن بنالیا اور یہاں انتقال بھی فرمایا۔ آپ کی قبر انور مشہور زیارت گاہ ہے۔ آپ کو جب قبر میں رکھا گیا تو آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور نماز ادا کرنے لگے۔ قبر آپ کیلئے وسیع ہو گئی اور جو لوگ آپ کو دفن کرنے قبر میں اترے تھے وہ سب یہ دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔

Marfat.com

شیخ موسیٰ ابو عمران السیدرانی:

شیخ موسیٰ ابو عمران السیدرانی علیہ الرحمۃ اولیاء کاملین میں سے ہیں۔

سلطان کے پاس جناب موسیٰ ابو عمران کی چغلی کھائی گئی۔ اس نے آپ کو قید کرنے کا حکم دیدیا۔ آپ کو لوہے کی زنجیروں میں باندھ کر سلطان کے پاس لایا گیا۔ جب آپ فاس کے قریب آئے تو آپ کو ایک بڑے مکان کے ایک کمرے میں ڈال دیا گیا اور باہر تالا لگا دیا گیا۔ چوکیدار رات بھر آپ کی نگرانی کیلئے مقرر کر دیا گیا۔ جب صبح اٹھے۔ دروازہ کھولا گیا تو لوگوں نے زنجیریں کمرہ میں پڑی ہوئی پائیں، لیکن آپ کسی کو نظر نہ آئے۔ آپ فاس شہر میں داخل ہوئے اور حضرت ابو مدین شعیب کے گھر جانے کا ارادہ کیا۔ گھر پہنچنے پر دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ شیخ ابو مدین خود باہر تشریف لائے اور ان سے پوچھا:

''تم کون ہو؟''

وہ کہنے لگے:

''میں موسیٰ ہوں۔''

شیخ نے انہیں کہا کہ میں شعیب ہوں۔ اندر آجاؤ۔''

((لا تغف نجوت من القوم الظالمین))

''ڈرو نہیں تم ظالموں سے بچ گئے ہو۔''

(یہی بات حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمائی تھی، جب وہ مصر سے مدین چلے گئے تھے۔)

سیدی محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ میرے شیخ ابو یعقوب فرماتے ہیں کہ شیخ موسیٰ ابو عمران جبل قاف پر تشریف لے گئے۔ اس پہاڑ نے تمام زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے دامن میں نماز چاشت ادا فرمائی اور عصر کی نماز اس کی چوٹی پر ادا فرمائی۔ آپ سے پوچھا گیا:

''پہاڑ کتنا بلند ہے۔؟''

فرمانے لگے:

''تین سو سال کی مسافت کے برابر۔ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو ایک سانپ کے دائرے میں رکھا ہے جس کا سر اپنی دم سے ملا ہوا ہے۔''

آپ کے ایک ساتھی نے عرض کیا:

''اس سانپ کو سلام کیجئے۔''

آپ نے سلام کیا تو اس پہاڑ نے کہا:

((وعلیك السلام یا ابا عمران كیف حال الشیخ ابی مدین))

''اے ابو عمران او علیک السلام۔ شیخ ابو مدین کا کیا حال ہے؟''

میں (شیخ ابو عمران) نے اس پہاڑ سے پوچھا:

Marfat.com

"تمہیں ابو مدین کی جان پہچان کہاں سے ہوئی؟"

پہاڑ بولا:

"تعجب کی بات ہے کیا روئے زمین پر کوئی ایسا ہے جو ابو مدین سے لاعلم ہو؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت زمین پر اتاری ہے اور ان کا ڈھنڈورا بھی پیٹ دیا ہے۔ لہٰذا میں اور میرے علاوہ سب کو اس کی پہچان ہے۔ کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو ابو مدین کو نہ جانتی ہو۔"

جناب موسیٰ ابو عمران ایسی زمین پر تشریف لے گئے جس میں بکریوں کے برابر چیونٹیاں دیکھیں، عجیب مخلوق تھی۔ آپ نے ایک خراسانی بوڑھے کو دریا کے کنارے کھڑا دیکھا کہ موجیں اس کی پنڈلیوں پر تھپیڑے مار رہی تھیں اور وہ اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول تھا۔ آپ کی شان عظیم اور بات بڑی لمبی ہے۔

سیدی محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ جناب موسیٰ ابو عمران ابدال میں سے تھے لیکن غیر معروف تھے۔ ان کے عجیب و غریب واقعات ہیں۔ ان کے ساتھ میرے اکٹھے ہونے کا سبب یہ بنا کہ میں ایک مرتبہ اپنی منزل اشبیلیہ میں شیخ ابو مدین کی زندگی میں نماز مغرب ادا کر کے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل نے چاہا کہ کاش! میری ملاقات شیخ ابو مدین سے ہو جائے۔ شیخ موصوف ان دونوں "بجایہ" میں تھے، جو میرے ہاں سے پینتالیس دن کی مسافت پر ایک جگہ تھی۔ جب میں نماز مغرب ادا کر چکا، تو میں نے دو رکعت نماز نفل ادا کی، جن میں میں نے مختصر تلاوت کی۔ جب سلام پھیرا تو یہی ابو عمران میرے پاس تشریف لائے اور مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کے جواب کے بعد انہیں اپنے پاس بٹھا لیا اور پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمانے لگے:

"بجایہ سے شیخ ابو مدین کی طرف سے آیا ہوں۔"

میں نے پوچھا:

"انہیں دیکھے تمہیں کتنا عرصہ گزر چکا ہے یعنی کب وہاں سے چلے تھے۔؟"

کہنے لگے:

"میں نے نماز مغرب ان کے ساتھ ادا کی ہے۔"

نماز کے بعد انہوں نے میری طرف منہ پھیرا اور فرمایا:

"محمد بن عربی اس وقت اشبیلیہ میں ہے۔ اس کے دل میں فلاں فلاں خیال آیا ہے۔ تم اس کے پاس اسی وقت جاؤ اور اسے جا کر میری طرف سے فلاں فلاں خبر سنا دو۔"

انہوں نے میری خواہش بھی بتائی کہ ابن عربی کو اپنے شیخ سے ملنے کی تمنا ہوئی تو شیخ موسیٰ ابو عمران نے ان کی طرف سے مجھے یہ پیغام دیا:

"ہم دونوں کے اس دنیا میں جسمانی طور پر ملاقات کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں عطا فرمائی۔ رہا ہماری روحوں کا اکٹھا ہونا تو یہ میرے اور تیرے درمیان صحیح اور ثابت ہے، لہٰذا اپنے دل کو تسلی دے اور

Marfat.com

میرے اور تیرے درمیان اعتبار کا مقام اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ ہوگا۔"
پھر جناب ابوعمران اٹھ کر واپس روانہ ہو گئے۔ شیخ موسیٰ ابوعمران دنیاوی اعتبار سے اچھے خاصے کھاتے پیتے آدمی تھے لیکن اس کو خیر باد کہا اور اللہ نے اٹھارہ دنوں میں ان پر وہ فتوحات فرمائیں کہ یہ ابدال میں شامل ہو گئے۔

شیخ موسیٰ بن احمد المجب الزیلعی العقیلی الیمنی صاحب بلدۃ اللحیۃ:

شیخ موسیٰ بن احمد استاذ الاساتذہ اور شیخ الاولیاء العارفین تھے۔ آپ کے مشہور اور بکثرت مکاشفات مذکور ہیں۔ آپ علوم ظاہری کے ساتھ اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے۔
جناب شبلی بیان کرتے ہیں کہ میرے ساتھ خود یہ واقعہ پیش آیا کہ میں ایک مرتبہ رمضان شریف میں نماز عصر کے بعد آپ کے ہاں حاضر ہوا۔ یہ میری آپ سے پہلی ملاقات تھی۔ مجھے آپ سے مل کر انتہائی مدد اور محبت وانس ملا۔ میرے ساتھ میرا چچازاد بھائی بھی تھا جو عمر میں مجھ سے بڑا تھا۔ ہمارے پاس ہندوستان کے ایک شخص کا ہدیہ تھا جو اس نے اپنے شیخ موسیٰ مذکور کیلئے ہمیں دیا تھا۔ ہم نے رات کے کھانے کا ارادہ کیا تو میرے چچازاد بھائی نے اس میں شرکت سے معذوری کر دی۔ اس معذرت سے اس کا مقصد یہ تھا کہ شیخ موصوف کو تکلیف نہ پہنچے، کیونکہ افطار کا وقت قریب تھا۔ پھر اس نے کہا:

"ہوسکتا ہے کہ تمہیں اس رات کھانے کو کچھ نہ ملے۔"

پھر اتفاق سے ہم شہر بھر میں پھرے، لیکن ہمیں رات کے کھانے کیلئے کہیں سے کچھ بھی نہ ملا، جس سے ہمیں پتہ چلا کہ یہ سب کچھ ہمارے ساتھ اس لئے ہوا ہے کہ ہم نے شیخ موصوف کی مخالفت کی ہے اور یقیناً یہ آپ کی کرامت ہے۔ لہٰذا ہم نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شیخ موصوف کا وسیلہ پکڑا۔ اچانک ایک شخص ہم سے کہہ رہا تھا:

"تم کیا چاہتے ہو۔؟"

ہم نے کہا:

"رات کا کھانا۔"

وہ کہنے لگا:

"میرے پاس ہے۔"

پھر جب ہم صبح کو اٹھے اور شیخ موصوف کے پاس حاضر ہوئے تو آپ کو بذریعہ کشف ہمارے واقعہ کا علم ہو گیا۔ آپ نے ہمارے لئے بہتری کی دعا فرمائی۔ 1072 ہجری میں "اللحیۃ" نامی شہر میں شیخ نے انتقال فرمایا۔

شیخ موسیٰ بن احمد کبھی فرماتے:

"فلاں فلاں دن دریائی سفر پر نہ جانا یا فلاں فلاں جگہ نہ جانا۔"

جو شخص آپ کے کہنے پر عمل نہ کرتا، وہ ہلاک ہو جاتا اور جو مان لیتا وہ سلامت رہتا۔ آپ کی اس بارے میں

Marfat.com

بہت سی حکایات منقول ہیں۔ آپ بذریعہ کشف اپنے ساتھیوں کے دل کی باتیں جان لیا کرتے تھے اور آپ ان کی عدم موجودگی کے واقعات وافعال بھی گاہے بگاہے بتادیا کرتے تھے۔
آپ کہا کرتے:
"جو فلاں کام کرے گا، اسے فلاں تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا اور جو فلاں کام کرے گا اسے فلاں انعام وعطیہ ملے گا۔"
پھر جو شخص آپ کے منع کرنے کے بعد ممنوعہ کام سے نہ رکتا تو اسے وہ پریشانی دیکھنا پڑتی، جو آپ نے اس سے پہلے سنادی ہوتی جو آپ کے کہنے پر عمل کرتا اسے وہ مل جاتا۔ جو آپ نے اسے ملنے کی خوش خبری دی ہوتی۔ آپ دریا اور سمندر میں سفر کرنے والوں کو بھی وقتاً فوقتاً ہدایات دیا کرتے تھے۔

سیدہ میمونہ السوداء:

سیدہ میمونہ اولیاء میں سے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جناب ربیع بن خثیم کو خواب میں کسی نے کہا کہ میمونہ سودا جنت میں تمہاری بیوی ہوگی۔ جب صبح کو اٹھے تو لوگوں سے پوچھنے لگے:
"میمونہ سودا کہاں رہتی ہیں۔؟"
آپ کو اُسے پتہ بتایا گیا۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ میمونہ بکریاں چرا رہی ہیں۔ آپ نے دل میں کہا:
"میں لازماً اس کے پاس ٹھہروں گا اور اس کے کام کو دیکھوں گا۔"
چنانچہ آپ اس کے ہاں ٹھہر گئے تو دیکھا کہ میمونہ صرف فرضی عبادت ہی ادا کرتی ہے، اس سے زائد نہیں۔ پھر جب شام ہوئی تو اپنی بکری کے پاس آکر دودھ نکالا اور پی لیا۔ پھر دوسری مرتبہ دودھ نکال کر مجھے دیا۔ میں نے بھی پی لیا۔ یونہی جب تیسرا دن آیا تو میں نے اس سے کہا:
"اے بی بی! اس بکری کے علاوہ مجھے کسی اور بکری کا دودھ آپ کیوں نہیں پلاتیں؟"
کہنے لگیں:
"اے عبداللہ! یہ بکری میری نہیں ہے۔"
میں نے پوچھا:
"اگر تمہاری نہیں تو پھر مجھے اس کا دودھ کیوں پلاتی ہو؟"
وہ کہنے لگیں:
"یہ بکری مجھے بطور بخشش ملی تھی۔ میں اس کا دودھ پیتی ہوں اور جس کو چاہتی ہوں پلا بھی دیتی ہوں۔"
میں نے پوچھا:
"اے بی بی! آپ کے اعمال صرف فرضوں تک محدود ہیں، اس سے زیادہ مجھے دکھائی نہیں دیئے۔"
کہنے لگیں:
"نہیں اور نہیں ہیں۔ میں ہر صبح اور شام ہر حال میں یہی تمنا رکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو میری قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی ہوں۔"

Marfat.com

میں نے پھر پوچھا:
''اے بی بی! مجھے بتایا ہے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ تم جنت میں میری بیوی ہو؟''
کہنے لگیں:
''اچھا! تو تم ربیع بن خثیم ہو؟''
میں نے کہا:
''جی!''
جناب ربیع سے منقول ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین رات متواتر یہ سوال کیا:
''اے اللہ! مجھے جنت میں میری رفیقہ بتادے؟''
مجھے جواب دیا گیا:
''اے ربیع! جنت میں تیری رفیقہ میمونہ سودا ہے۔''
میں نے پوچھا:
''کہاں رہتی ہے؟''
مجھے بتایا گیا:
''کوفہ میں فلاں قوم میں رہتی ہے۔''
میں کوفہ کی طرف چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر اتہ پتہ معلوم کرنے لگا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ اس نام کی ایک دیوانی عورت بکریاں چراتی ہے۔ میں نے کہا:
''میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔''
لوگوں نے بتایا کہ ادھر میدان میں چلے جاؤ! میں گیا، جب دیکھا تو وہ کھڑی نماز ادا کر رہی تھی۔ اس کے سامنے ایک لاٹھی تھی۔ اس پر اونی جبہ لٹکا ہوا تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا:
((لاتباع و لا تشترى))
''اس کی خرید و فروخت نہیں ہوگی۔''
ادھر بکریاں اور بھیڑیے ایک ساتھ میدان میں تھے۔ نہ بکریوں کو بھیڑیوں سے ڈر، نہ بھیڑیے بکریوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ جب اس نے میرا آنا معلوم کیا تو نماز میں اختصار کیا۔ سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگی:
''اے ابن زید! واپس چلے جاؤ! یہ جگہ میرے اور تمہارے ملنے کی نہیں ہے۔ وعدہ کی جگہ کل (قیامت) ہے۔''
میں نے پوچھا:
''اللہ تم پر رحم فرمائے۔ کس نے آپ کو بتایا کہ میں ابن زید ہوں؟''
کہنے لگیں:
''کیا تمہیں علم نہیں کہ روحیں ایک لشکر کی طرح اکٹھی ہوتا ہیں جن کا باہم تعارف ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے

Marfat.com

سے محبت کرتی ہیں اور جو غیر متعارف ہوتی ہیں، وہ باہم ملتی نہیں!"

میں نے اس سے پوچھا:

"اچھا مجھے کوئی نصیحت کرو۔"

کہنے لگیں:

"افسوس ایسے واعظ پر جو وعظ کرتا ہے کہ وہ مجھ تک پہنچ گیا ہے۔ کوئی بھی بندہ جسے دنیا کی کوئی شے عطا کر دی گئی ہو، وہ دوبارہ اسے مانگے، تو اللہ تعالیٰ اس سے تنہائی کی محبت چھین لیتا ہے اور اس کے بدلہ میں اسے دوری دے دیتا ہے۔ انس کی دوری کے بعد وحشت اسے ملتی ہے۔"

اس کے بعد اس نے کچھ شعر پڑھے۔ میں نے اس سے کہا:

"میں ان بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ دیکھ رہا ہوں، نہ تو بکریاں ان سے ڈرتی ہیں اور نہ ہی بھیڑیے ان کو شکار کرتے ہیں۔ یہ کیونکر ہوا؟"

کہنے لگیں:

"تیری طرف یہ پیغام ہے کہ میں نے اپنے اور اپنے آقا کے درمیان صلح کر لی ہے تو اس نے بھیڑیوں اور بکریوں کے درمیان صلح کرا دی ہے۔"

شیخ ناصر الدین الجعبری:

شیخ ناصر الدین الجعبری السروجی اکابر اولیاء کے سردار اور صالحین میں جلیل القدر شخصیت تھے۔ شیخ ناصر الدین موصوف بڑے بارعب تھے اور دل میں ان کی عظیم عظمت تھی، اس قدر کہ ہر وہ شخص جو اس سرزمین میں قیام کرتا وہی آپ سے خوارق عادت بیان کرتا اور لوگوں کو آپ کی قبر کے پاس جانے سے بھی ڈر لگتا۔

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ سروج کے باشندوں نے ہم سے آپ کے بہت سے حالات نقل کیے۔ ان میں سے ایک بات یہ نقل کی:

"قلعہ جعبر میں شیخ ناصر یا تو نقیب یا اس کے برابر منصب پر تھے۔ قلعہ کے حاکم کی دو ہرنیاں تھیں جن کو چاندی کے زیورات سے سجایا گیا تھا۔ حاکم قلعہ کو ان دونوں کی بڑی ضرورت تھی یا اپنے لیے یا اپنی اولاد کیلئے۔ اتفاق سے وہ شکار کیلئے باہر نکلا تو دونوں بھاگ گئیں۔ جب واپس آیا تو ہرنیاں گم تھیں۔ اس نے ناصر الدین موصوف کو کہا: لازماً ہرنیاں واپس لاؤ ورنہ قتل کر دوں گا۔ آپ شہر کی فصیل پر چڑھے اور ہرنیوں کو آواز دی۔ اس کے ساتھ ہی فضاء گرد آلود ہو گئی۔ لوگ دیکھ رہے تھے۔ جب گرد و غبار ختم ہوا تو دونوں ہرنیاں موجود تھیں۔ انہیں پکڑا اور حاکم کے سپرد کر دیا۔ پھر شیخ ناصر نے اپنا منصب چھوڑ دیا اور جو ذمہ داریاں تھیں وہ بھی ترک کر دیں۔ پھر ان کی کسی کو کوئی خبر نہ ملی کہ کدھر گئے۔ یہ واقعہ آپ کے ابتدائی حالات کا تھا۔"

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ ہم سے روایت کیا گیا کہ سروج میں شیخ ندی یا کوئی اور تھا اور سروج کے اکابرین میں سے ایک شخص جو محتسب تھا، وہ فقراء اور صالحین سے بہت محبت رکھتا تھا۔ وہ یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ دونوں شیخ (شیخ ندی

Marfat.com

اور شیخ ناصر الدین) میں سے کس کی شاگردی اختیار کرے؟ پھر اس بارے میں گفتگو چل نکلی۔ جس سے ایک کرامت کا ظہور ہوا۔ وہ یہ کہ شیخ ناصر الدین نے اس بڑے آدمی کو کہا:

"جاؤ اور جا کر شیخ مدی سے کہو کہ جس نے آج رات مجھے پکڑ لیا میں اس کا شاگرد بن جاؤں گا۔"

پھر جب آدھی رات ہوئی تو شیخ ناصر الدین موصوف نے اپنی عبادت گاہ سے اسے آواز دی۔ وہ امیر کبیر گھر سے باہر آیا تو اس نے اپنے گھر اور شیخ ناصر الدین کے عبادت خانہ کے درمیان والی جگہ کو دیکھا کہ ایک میدان بن چکا ہے اور عمارتیں فصیل کے پیچھے چھپ گئی ہیں اور باغات بالکل اصل حالت میں ظاہر ہیں۔ روشنی ایسی کہ دن نکلا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قندیلیں اور شمعیں راستہ کی جانب چمک دمک رہی تھیں۔ کچھ لوگ بھی تھے جو ہر گزرنے والے سے انس و محبت کرتے تھے۔ اتنے میں شیخ ناصر الدین نے دوسری مرتبہ اسے آواز دی اور کہا:

"اے فلاں!"

آواز سن کر یہ شخص آپ کی طرف چل پڑا۔ شیخ نے اس سے عہد لیا۔ یہ پھر اپنے گھر واپس آ گیا۔ یہ سب کچھ ایسے حال میں ہوا کہ کسی کو علم تک نہ ہوا۔ صرف اللہ ہی جانتا تھا۔ قریب تھا کہ اس کی عقل اس کا ساتھ چھوڑ دیتی اور مکمل طور پر دیوانہ ہو جاتا۔ اس کی حقیقتاً یہ کیفیت ہو چکی تھی۔ جب صبح اٹھا تو اس کے پاس شیخ مدی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور بغیر کسی تمہید کے یہ کہنے لگے:

"کل رات جو تمہارے ساتھ ہوا مجھے اس کا علم ہے۔"

پھر سارا واقعہ سنا ڈالا، پھر فرمانے لگے:

"حق یہی ہے کہ بیٹا تم ان کی شاگردی اختیار کرو۔"

انہوں نے شیخ ناصر الدین کی بہت تعریف اور ان کے اوصاف بیان کرنے میں کافی وقت لگایا۔

شیخ سراج فرماتے ہیں:

"آپ قلعہ کے ذمہ دار تھے۔ آپ نے قلعہ کی تمام ذمہ داریاں ترک کر دی اور جنگل کی جانب روانہ ہو گئے۔ پھر سروج تشریف لائے اور وہ بھی بیس سال سے زائد عرصہ کے بعد۔ آئے بھی تو عجیب شکل و صورت کے ساتھ کہ جو دیکھتا وہ یہ سمجھتا کہ یہ کوئی وحشی ہے اور آپ کو دیکھ کر بھاگ جاتا۔ آپ اسی کیفیت کے ساتھ وہاں کافی عرصہ رہے۔ حتیٰ کہ آپ کو انسان دیکھ کر بھاگ جاتا۔ آپ اسی کیفیت کے ساتھ وہاں کافی عرصہ رہے۔ حتیٰ کہ آپ ایک انسان کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ پھر آپ نے سروج سے باہر متصل ہی قیام فرمایا۔ آپ کا قیام ایک سرائے میں تھا۔ کافی سال وہیں گزرے۔ یہاں آپ سے کرامات کا ظہور ہوا لیکن ہمارے ہاں اس بات کی تحقیق نہ ہو سکی کہ آپ نے سروج میں رہائش رکھنے کے دوران شیخ مسلمہ سروجی سے ملاقات کی یا نہیں۔"

شیخ علی بن ابی بکر بن ادریس الادریسی الحقوبی:

شیخ علی بن ابی بکر عظیم صوفیاء اور صاحب کرامت ولی ہیں۔ آپ نے شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا

Marfat.com

اور الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بھی پائی۔

ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب القرتی اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں۔ ان کے والد گرامی ابن ادریس کے اصحاب میں سے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ایک مرتبہ "قرنت" کے عامل (حکومتی) نے بے پناہ ظلم کیا۔ میں اس کی شکایت کرنے شیخ کے ہاں حاضر ہوا۔ میں آپ کے پاس "عقوبہ" میں تین دن مقیم رہا اور کچھ بھی زبان سے نہ کہا، کیونکہ آپ کی ہیبت ہی اس قدر تھی کہ میں بول ہی نہ سکا۔ آپ نے چوتھی رات کی نماز مغرب ایک باغ میں ادا فرمائی۔ آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں کمان تھی اور تیر بھی تھا۔ آپ نے کمان لے کر اس پر تیر چڑھایا اور مجھے فرمایا:

"تیر چلاؤ۔"

میں نے عرض کیا:

"یاسیدی! اگر آپ چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔"

پھر آپ نے نیچے رکھ دیا۔ پھر اٹھایا اور پہلے کی طرح فرمایا:

"اسے چلاؤ۔"

میں نے بھی پہلے جواب کی طرح جواب دیا۔ پھر تیسری بار بھی ایسے ہی سب کچھ ہوا۔ پھر آپ نے وہ تیر چلایا، وہ تقریباً چار گز کے فاصلہ پر موجود درخت کی جڑ کو جالگا۔ فرمانے لگے:

"میں نے تیر مارا اور وہ تیر میں نے فلاں عامل کو مارا جو "قرنت" کا عامل ہے۔ سو میں نے تکبیر کہی اور سب حاضرین نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صبح سویرے خبر آئی کہ عامل صاحب رات جب اپنے بستر میں کپڑا اوڑھ کر سو گئے تھے جو دوسری منزل پر تھا۔ اچانک ایک تیر آیا، نہ معلوم وہ کدھر سے آیا، جس نے عامل کو ذبح کر دیا۔

شیخ ابوالفضل صالح بن یعقوب العقوبی نے بیان کیا کہ میرے والد صاحب نے کہا:

"میرے بیٹے اسماعیل کی عمر پانچ برس کی تھی اور وہ ٹانگوں سے معذور تھا۔ میں اسے شیخ علی بن ادریس کے پاس لے آیا اور ان سے اس کی شفاء کا سوال کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر میں نے یہ بچہ ان کے قریب ہی رکھ دیا۔ آپ نے اسے نارنگی ماری جو اس کے گھٹنے کو جالگی۔ وہ لگتے ہی کھڑا ہو گیا اور دوڑنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور وہ بچہ میرے ساتھ چلا آیا۔"

شیخ موصوف نے 619 ہجری میں انتقال فرمایا اور عقوبہ میں واقع اپنی عبادت گاہ میں دفن کیے گئے۔ یہ شہر مشرقی بغداد کا ایک شہر ہے جو ایک دن کی مسافت پر جانب شمال واقع ہے۔

شیخ ابوالحسن علی بن سالم بن عتاب العمیدی:

شیخ ابوالحسن علی علیہ الرحمۃ کامل اولیاء میں سے تھے۔ آپ کو "عبیدی" بھی کہا جاتا ہے، یہ ان کے دادا کی طرف نسبت ہے اور "عمیدی" میں وادی عمید کی طرف نسبت ہے۔ یہ وادی "جند" شہر سے آدھے مرحلہ پر واقع ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ شیخ ابوالحسن کی مجلس میں ایک شخص آیا کرتا تھا، لوگ اسے بدعتی کہا کرتے تھے۔ شیخ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا:

Marfat.com

"اس شخص کی صحیح حقیقت مجھ پر منکشف فرمادے۔ کیا واقعی بدعتی ہے؟"
اسی دوران کسی کہنے والے نے کہا:
((یایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدو کم اولیاء))
"اے مومنو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ۔"
اس کے بعد شیخ نے اسے اپنی صحبت میں نہ رہنے دیا۔
شیخ ابوالحسن علی کا ایک ساتھی تھا جس کے پاس لوگ امانتیں رکھتے تھے۔ وہ بہت دیانتدار شخص تھا۔ تقدیر سے وہ فوت ہوگیا اور فوت بھی اچانک ہوا۔ جب امانت والوں کو اس کے مرنے کی خبر ہوئی تو سب اکٹھے ہوگئے اور کہنے لگے:
"جب تک ہماری امانتیں واپس نہیں کی جاتیں، ہم اسے دفن نہیں کرنے دیں گے۔"
بڑی منت سماجت سے انہیں منایا گیا اور اسے کو دفن کر دیا گیا۔ ادھر اس کی بیوی اور اس کے بچے گھر سے بھاگ گئے، کیونکہ انہیں امانت والوں سے خطرہ تھا اور امانتیں ان کے سپرد نہ کی تھیں۔ پھر اس کی بیوی نے اپنے بچے کو شیخ ابوالحسن کے پاس بھیجا تاکہ انہیں سب کچھ بتا دے کہ مرنے والے نے ہمیں امانتوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا اور امانت والوں سے ہمیں پریشان کرنے اور تکلیف پہنچانے کا خطرہ ہے۔
جب بچے نے شیخ کو صورتحال بتائی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور بچے کو دلاسا دیا اور اس کے فوت شدہ باپ کیلئے رحمت کی دعا کی۔ پھر شیخ نے زمین پر سے ایک سفید کنکری اٹھائی اور بچے کو کہا:
"بیٹا! اس کنکری کو اچھی طرح دیکھ لو اور پہچان لو! تو تیری والدہ اب اپنے گھر لوٹ آؤ۔ پھر جہاں تمہیں یہ کنکری پڑی ملے، اس جگہ کو کھودنا۔"
پھر اس کے بعد شیخ نے وہ کنکری پھینک دی۔ پھینکتے وقت کنکری ان کے گھر کی طرف پھینکی۔
بچہ واپس والدہ کے پاس آیا اور جو کچھ شیخ نے بتایا سب کچھ اپنی والدہ کو بتا دیا۔ ماں بولی:
"بیٹا! شیخ موصوف کے متعلق بہت سی باتیں معروف و مشہور ہیں جو اس ہمارے کام سے کہیں بڑی ہیں۔"
مطلب یہ کہ یہ کام ان کیلئے کوئی بڑا نہیں۔ پھر جب رات ہوئی تو ماں بیٹا اپنے گھر واپس آئے۔ ان کے پاس چراغ بھی تھا۔ عورت نے گھر کے اندر ایک سفید کنکری پڑی دیکھی۔ وہ ایسی ہی تھی جیسے بچے نے بتائی تھی۔
اس نے بچے سے پوچھا:
"میں تمہیں ایک کنکری دکھاتی ہوں۔ اسے غور سے دیکھ کر بتاؤ کہ کیا یہ وہی ہے جو شیخ ابوالحسن نے پھینکی تھی؟"
دیکھ کر بچہ بولا:
"ہاں! یہ وہی ہے۔ اللہ کی قسم!"
پھر دونوں نے وہاں سے زمین کھودنا شروع کر دی۔ کھودتے کھودتے انہیں ایک برتن ملا جس میں لوگوں کی تمام امانتیں موجود تھیں اور ہر امانت پر اس کے مالک کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے رات تسلی کے ساتھ بسر کی۔ جب صبح اٹھے تو امانت والوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں ان کی امانتیں واپس کیں۔
شیخ ابوالحسن علی فقیہ عارف اور عالم تھے۔ آپ نے بہت سے نامور علماء سے دین پڑھا، جن میں فقیہ سفیان ابینی

Marfat.com

وغیرہ شامل ہیں۔ پھر عبادت کا غلبہ ہو گیا۔ قبولیت دعا اور صلاح میں شہرت پائی، ایسی کہ دور دراز کے لوگ آپ سے دعا کرانے آتے تھے۔ آپ جب رات کے وقت اپنے وظائف پڑھنے کیلئے اٹھتے تو سارا گھر روشن ہو جاتا۔ یوں لگتا کہ کسی نے چراغ جلایا دیا ہے۔ لوگ آتے اور آپ کے گھر کے ارد گرد جمع ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تو ان کی دعاؤں میں بہت جلد قبولیت کا اثر دیکھنے میں آتا۔

جندی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے شیخ فقیہ علی الحکمی نے بتایا کہ انہیں صحیح اور باوثوق روایت سے یہ کرامت ملی کہ فقیہ ابوالحسن رات جب اپنے اوراد و وظائف کیلئے اٹھتے تو وہ جگہ روشن ہو جاتی جیسا کسی نے شمع روشن کر دی ہو۔ بعض فقہاء نے جب یہ کرامت سنی تو کہنے لگے:

"بعض دفعہ ایسی باتیں شیطان کی طرف سے بھی ہوتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بھی اسی کی طرف سے ہو۔"

چنانچہ یہی فقیہ ایک مرتبہ شیخ ابوالحسن کی زیارت کیلئے ان کے ہاں گئے تو انہوں نے ان کی اچھی خاصی تعظیم کی۔ رات ان کے ہاں بسر کی۔ پھر جب رات کو فقیہ موصوف کے اوراد پڑھنے کا وقت آیا تو وہ اپنی عادت کے مطابق اٹھے اور مہمان فقیہ نے دیکھا کہ پورا گھر بہت زیادہ جگمگا رہا ہے۔ اتنی روشنی تھی کہ فقیہ مذکور کو دیوار پر چلتی چیونٹی دکھائی دینے لگی۔ یہ دیکھ کر انہیں معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، شیطانی حرکت نہیں، پھر توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کی اور فقیہ کا دل پاکیزہ ہو گیا۔

شیخ نے چھٹی صدی کے آخر میں انتقال فرمایا۔

شیخ ابوالحسن علی بن قاسم المعروف الحکمی:

شیخ ابوالحسن علی الحکمی بہت بڑے امام، عالم اور عامل تھے۔ "حرض" شہر میں علم دین پڑھا۔ پھر فقیہ ابراہیم بن زفریا سے پڑھا۔ پھر فقیہ محمد بن یوسف الضجاعی کی خدمت میں آ گئے جو نابینا تھے۔ ان سے بہت سے فنون میں نفع اٹھایا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے امام بن گئے۔ ایسے امام کہ جن سے لوگوں نے علم و صلاح حاصل کئے۔ بہت سی مخلوق الٰہی نے ان سے کسب فیض کیا اور مختلف شہروں میں آپ کے واسطہ سے علم دین پھیلا۔

ایک باوثوق شخص نے بتایا کہ آپ کے درس سے ساٹھ حضرات مدرس بن کر مختلف اطراف میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ آپ کو "شافعی صغیر" کہتے تھے۔ آپ کی مختلف علوم و فنون میں بہت سی مفید اور مبارک تصنیفات ہیں۔ آپ صاحب زہد و ورع اور بہت سی کرامات والے ولی تھے۔ آپ کو زبید شہر کا قاضی بنانے کی پیشکش ہوئی، بلکہ حکم دے دیا گیا، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ پھر بادشاہ کے مدارس میں سے ایک مدرسہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کا حکم دیا گیا۔ آپ نے اسے بھی رد فرما دیا۔ پھر آپ کو مدرسہ کا حساب کتاب رکھنے والا مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے کچھ عرصہ یہ کام سرانجام دیا۔ پھر بادشاہ نے اپنے مدرسہ میں پڑھانے کی پیشکش کی تو آپ نے اسے ناپسند کیا اور انکار کر دیا۔ اس پر سلطان نے سرکاری اہلکاروں کو کہا کہ انہیں زمین پر گھسیٹو۔ انہوں نے گھسیٹنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کی قمیض گلے میں تنگ ہو گئی اور گلا گھٹنے لگا۔ آپ نے اسی حالت میں کہا:

"اے قمیض! بادشاہ کا گلا گھونٹ۔"

اسی وقت بادشاہ کی قمیض بادشاہ کا گلا گھونٹنے لگی، جب تنگ ہو گیا تو کہنے لگا:

Marfat.com

"انہیں چھوڑ دو۔ انہیں چھوڑ دو۔"

پس بادشاہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ سب کچھ شیخ الحکمی کی طرف سے ہو رہا ہے۔ پھر بادشاہ نے آپ سے معذرت کی۔ یوں اسے آپ کے فضل و صلاح کو تسلیم کرنا پڑا۔ امام یافعی نے یہ حکایت اسی طرح ذکر کی ہے اور سلطان کا نام نہیں لکھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ سلطان ملک منصور بن رسول تھا۔

شیخ موصوف کا انتقال 406 ہجری میں ہوا اور زبید شہر میں ہی باب سہام کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کی وہاں قبر مشہور زیارت گاہ اور متبرک ہے اور روایت ہے کہ جو شخص آپ کی قبر کے نزدیک اکتالیس مرتبہ سورۂ یاسین پڑھے، اس طرح کہ درمیان کوئی گفتگو نہ کرے تو اس کی کیسی بھی حاجت ہو وہ پوری ہو جاتی ہے۔ میں نے اس کا تجربہ کیا اور اسے صحیح پایا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

شیخ علی الحریری:

شیخ علی الحریری طریقت کے اہم رکن و اولیاء کرام کے امام، بہت بڑے صوفی اور مشہور عارف ہوئے ہیں۔

علامہ مناوی بیان کرتے ہیں کہ شیخ علی حریری نے خود آپ بیتی سنائی:

"ایک مرتبہ "سلطان الذکر" کا مجھ پر غلبہ ہوا۔ یہ میرے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے۔ ایسا غلبہ کہ مجھے اپنی ضروریات اور مصالح بھی یاد نہ رہیں۔ اس وقت میرا ذکر "اللہ اللہ" تھا۔ میں اپنے تمام اعضاء کو اپنے ساتھ ذکر کرتے سنتا تھا۔ میں اس حالت میں متواتر دو مہینہ رہا لیکن مجھ میں جسمانی کمزوری آئی۔ ایک رات میری زبان خشک ہو گئی۔ میری حرکت بھی ختم ہو گئی۔ صرف اس قدر احساس باقی تھا کہ میں اپنے اعضاء کو ذکر کرتا سنتا تھا۔ اچانک دیوار پھٹی اور اس میں چمکتے دمکتے ستارہ کی طرح نور نکلا۔ پھر وہ نور میرے منہ میں داخل ہو گیا۔ جب پورا گھر اس سے روشن ہو گیا اور میرے منہ میں داخل ہوا تو مجھے اس کی حلاوت اور ٹھنڈک اپنے تمام اعضاء میں محسوس ہوئی۔ حتیٰ کہ ہر بال کی جڑ سے بھی یہی کیفیت محسوس ہوئی۔ میں کافی عرصہ کھانے پینے کا محتاج نہ رہا۔ گھر والے مجھے مار پیٹ کر کھانے پر مجبور کرتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تمام عمر مجھے کھانے پینے کی ضرورت نہ پڑتی۔"

مروی ہے کہ شیخ علامہ تقی الدین بن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت نے ایک مرتبہ شیخ علی حریری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک مکان میں اکٹھا کر دیا۔ شیخ علی نے کہا:

"آج ہم لازماً شیخ تقی الدین کی مہمانی کریں گے۔ انہیں فقیری چیز کھلائیں گے۔"

ابھی آپ کی گفتگو بھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ وہاں سے بکریوں کا ایک ریوڑ گزرا۔ آپ نے اپنے ایک ساتھی کو کہا:

"اٹھو اور ان میں وہ بکری جو سب سے موٹی تازی ہے پکڑ لاؤ۔ شاید وہ سو درہم کے برابر ہو گی۔"

شیخ تقی الدین نے دل میں کہا:

"یہ امتحان ہے۔ شیخ علی مجھے حرام کھلانا چاہتا ہے، لیکن میں تو نہیں کھاؤں گا۔"

انہیں بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ بہر حال جب کھانا پک کر تیار ہو گیا اور خادموں نے دستر خوان بچھانے کا

Marfat.com

ارادہ کیا تو شیخ تقی الدین کو نازیبا اور ناپسندیدہ بات کہنے کا موقع ملا، لیکن ابھی یہ کچھ بھی کہہ نہ پائے تھے کہ ایک شخص اندر آیا اور پوچھنے لگا:

"کیا یہاں سے آج ہمارا چرواہا گزرا ہے؟"

انہوں نے پوچھا:

"آپ کے دریافت کرنے کا کیا مطلب ہے؟"

کہنے لگا:

"اس چرواہے کے پاس میری بکریاں بھی تھیں۔ ان میں ایک بکری ایسی تھی جو شیخ علی حریری کی نذر تھی۔"

انہوں نے جواب دیا:

"ہاں گزرا تھا اور ہم نے ان صفات کی بکری اس سے لے لی تھی اور پھر اسے ذبح کیا، پکایا اور اس وقت دستر خوان پر مہمانوں کیلئے وہ چن دی گئی ہے۔"

یہ سن کر اس شخص نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے بکری اسی کے پاس پہنچا دی جس کی تھی۔ اب شیخ علی حریری نے جناب شیخ تقی الدین کی طرف دیکھا اور کہا:

"اے میرے آقا! غلام اپنے مولیٰ پر اپنے ظن کے مطابق کیسے الزام دھر سکتا ہے۔"

شیخ تقی الدین نے کہا:

"میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اپنے اس دلی ارادہ پر جو مجھ میں آیا تھا۔ میرے پاس کوئی ایسی تدبیر نہ تھی جو حق پر کسی طریقہ سے مجھے مطلع کر دیتی۔"

شیخ علی حریری کے ساتھیوں میں سے ایک نے ان سے عرض کیا:

"حج کیلئے میری مالی مدد کی جائے۔"

شیخ نے اسے ایک چھوٹا سا کپڑا دیا جس میں کوئی چیز بندھی ہوئی تھی۔ اس نے خیال کیا کہ دینار ہوگا۔ شیخ نے دے کر فرمایا:

"اس میں سے اپنا خرچ کر لینا اور باقی ہمارا مال ہمیں دے دینا۔"

یہ شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے جب گانٹھ کھولی تو ایک درہم نکلا۔ مجھے بڑا دکھ ہوا اور ارادہ کیا کہ یہ شیخ کو واپس کر دوں۔ پھر شیخ کے حال کا مجھ پر غلبہ ہو گیا یعنی میں نے واپس کرنے کے ارادہ کی بجائے شیخ کے صاحب حال ہونے کو ترجیح دی اور درہم اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ میں نے خیال کہ اس میں برکت ہو سکتی ہے۔ میں نے اسے خرچ کرنا شروع کر دیا۔ جب میں ایک درہم خرچ کر لیتا تو کپڑے میں پھر سے ایک اور درہم موجود ہوتا۔ اسی ایک درہم نے مجھے غنی کر دیا اور میرے واپس آنے تک میری ضروریات اسی سے پوری ہوتی رہیں اور ہم سے یہ روایت بھی کیا گیا کہ ایسا ہی سلوک شیخ موصوف نے ساتھیوں میں سے دو اور آدمیوں سے بھی کیا۔ اگر وہ چاہتے تو ہزاروں سے ایسا کر سکتے تھے۔

جناب سراج نے کہا ہمیں بتایا گیا کہ جب خوارزمی شام میں داخل ہوئے اور ان کا بادشاہ "بسر" کے قریب اترا۔

Marfat.com

یہ لوگ بہت زیادہ فسادی تھے اور بہت سے شہروں کو انہوں نے تہہ و بالا کر دیا تھا۔ آپ نے ایک ساتھی سے کہا:
"اٹھو اور ہمیں اس ظالم و جابر کے پاس لے چلو۔"
وہ ڈر گیا اور کہنے لگا:
"یا سیدی! ہمارا ان ظالموں سے کیا کام؟ آپ اکیلے ہیں اور یہ ظالم کافی تعداد میں ہیں۔ ہم اس کی ظالمانہ عادت سے ڈرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ہماری وجہ سے دوسروں کو تکلیف پہنچے؟"
آپ نے فرمایا:
"اٹھو تو سہی اور اللہ تعالیٰ کی نشانیاں تو دیکھو!"
آپ اپنے گدھے پر سوار ہوئے اور ہم اس جابر بادشاہ کی طرف چل پڑے۔ جب اس کے خیمہ کے قریب ہم پہنچے تو شیخ نے اس بادشاہ سے یوں ملاقات کی، جیسے کوئی نہ جاننے والا ملتا ہے۔ جسے بادشاہ کے بادشاہ ہونے کا علم نہ ہو وہ بادشاہ کو عام آدمی سمجھ کر ملتا ہے۔ شیخ بادشاہ کے سامنے بیٹھ گئے اور ادھر ادھر جسم کو حرکت دیتے تھے۔ پھر شیخ نے اسے کئی کاموں کے کرنے اور بعض باتوں کے نہ کرنے کا حکم دیا، جیسا آپ نے چاہا، اور ہر بات کے ساتھ آپ زمین پر اپنا عصا بھی مارتے تھے اور کہتے تھے:
"ایسے ہی ہوگا۔"
بادشاہ کہتا:
"آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔"
شیخ موصوف 645 ہجری میں فوت ہوئے اور "حوران" کے علاقہ میں واقعہ "بسر الحریر" بستی میں دفن کیے گئے۔

شیخ محمد ابو فاطمہ عجلونی:

شیخ محمد ابو فاطمہ عجلونی دمشق کے رہنے والے شیخ و مجذوب ہیں۔ عزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ موسیٰ کناوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کا لکھا ہوا پڑھا ہے کہ سید نجدہ حسینی حسنی اور ان کے بیٹے دونوں حرجلہ میں تھے اور وہاں سے دمشق کو لوٹ رہے تھے۔ جب غوطہ کے نشیب میں پہنچے تو انہوں نے شیخ محمد عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور سید نجدہ ان کو پہچانتے تھے۔ انہوں نے ان کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور پاس پہنچے۔ سلام کیا اور پوچھا:
"آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔؟"
انہوں نے فرمایا:
"بغداد سے۔"
انہوں نے پوچھا:
"کیا آپ کو شیخ خلیل عجلونی مجذوب کے متعلق کچھ معلوم ہے۔؟"
انہوں نے فرمایا:
"ہاں!"

Marfat.com

سید نجدہ کہتے ہیں کہ میں اپنے لڑکے کی طرف متوجہ ہوا جو میرے پیچھے تھا تو شیخ محمد عجلونی رحمۃ اللہ علیہ غائب ہو گئے اور نہ معلوم کیسے چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 920 ہجری کے بعد ہوئی۔

شیخ محمد شمس الدین دیروطی:

شیخ محمد شمس الدین دیروطی امام، عالم، فقیہ، واعظ اور ولی تھے۔ یہ اچانک لوگوں کی نظروں سے غائب بھی ہو جاتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک جماعت میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور ان کی نظروں سے مخفی ہو گئے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ لوگ بغیر ان کے بیٹھے تھے اور پھر یہ درمیان میں پائے گئے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کشتی کی طرف جس میں چور تھے اشارہ کیا تو وہ رک گئی۔ پھر اشارہ کیا تو چلنے لگی اور سب چوروں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کرلی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ سے کہہ دیا تھا کہ ان کا لڑکا حمزہ توپ سے شہید کیا جائے گا اور اس کا سر ہوا میں اڑے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اس مرض میں مر جائیں گے۔ انہوں نے پوچھا:

"بیٹا! تم کو یہ کیسے معلوم ہوا۔؟"

شیخ نے عرض کیا:

"مجھ کو خضر علیہ السلام نے بتا دیا ہے۔"

پھر 921 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور دمیاط میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ کے صاحبزادہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ان کو ان کی والدہ نے بتایا ہے کہ انہوں نے شیخ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا:

"منکر نکیر کے ساتھ کیسا معاملہ رہا۔؟"

شیخ نے فرمایا:

"انہوں نے بہت نفیس گفتگو کی اور میں نے بھی عمدہ جوابات دیئے۔"

شیخ محمد بن عنان:

شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مقامات عالیہ اور زبردست معرفت والے اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ آپ کی بہت بڑی بڑی کرامتیں ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے تقریباً پانچ سو آدمیوں کو چھ پیالہ آٹے سے شکم سیر کر دیا۔

واقعہ یوں ہے کہ ان کے آس پاس کے شہروں کے درویش لوگ اس تعداد میں جمع ہو کر بے خبری میں ان کے شہر آ گئے تھے، کیونکہ شروع شروع داڑھی نکلنے کے وقت انہوں نے وہاں کے رواج کے موافق کچھ کھانا پکوایا تھا تو اپنی والدہ صاحبہ سے کہا:

"میرا یہ کپڑا لیجئے، اس کو نڈے پر ڈھک دیجئے اور روٹی پکانا شروع کر دیجئے۔"

انہوں نے روٹی پکانا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ وہ کوٹھڑی اور حجرہ اور آدھا گھر روٹیوں سے بھر گیا۔ تب آپ

Marfat.com

نے ان سے کہا کہ اب کونڈا کھول دیجیے۔ کونڈا کھولا تو اس میں آٹا نہ رہا تھا۔ پھر فرمایا:

"اللہ کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس آٹے سے سارے شہر کو روٹیوں سے بھر دیتا۔"

ایک اپاہج سکندریہ کی جامع مسجد میں رہتا تھا۔ جو شخص اس کو تنگ کرتا وہ کہہ دیتا:

"اے جوؤں جاؤ! فلاں شخص کے پاس چلی جاؤ۔"

جس وقت وہ یہ جملہ کہتا تو اسی وقت اس تنگ کرنے والے کے تمام کپڑے جوؤں سے بھر جاتے تھے اور وہ ہلاکت کو پہنچ جاتا تھا۔

یہ قصہ شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا تو آپ نے فرمایا:

"مجھے اس کے پاس لے چلو۔!"

لوگ لے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا:

"تو نے اللہ کے راستہ میں سے سوائے جوؤں کے اور کچھ نہیں سیکھا۔؟"

پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہوا میں پھینک دیا، وہ نظروں سے غائب ہو گیا اور کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ شیخ نے اس کو کہاں پھینکا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب عوزی نے شریف برکات والی حجاز کو گرفتار کرنا چاہا اور شریف نے اس کی جانب سے غداری کو معلوم کر لیا تو وہ شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے بعد کا وقت تھا اور ہم سب شیخ کے سامنے بیٹھے تھے۔ شیخ اس کے لیے اٹھے اور معانقہ کیا۔ شریف نے عرض کیا:

"میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت بھاگ نکلوں۔ اگر آپ کا باطن میرے ساتھ ہو تو عوزی مجھے نہ پکڑ سکے گا۔ حتیٰ کہ میں ان بلاد سے نکل جاؤں۔ برکۃ الحاج کے قریب اونٹنیاں میرے انتظار میں ہیں۔"

شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ حجرہ میں تشریف لے گئے اور شریف صاحب انتظار کرنے لگے۔ شیخ دیر تک نہ نکلے اور وقت تنگ ہونے لگا تو اس نے مجھ سے اور شیخ حسن حدیدی خادم حضرت والا سے کہا:

شیخ سے میرے لیے جلدی عرض کرو۔"

ہم نے حجرہ کا دروازہ کھولا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں نہ پایا تو دروازہ پھر بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آنکھیں خون کی طرح سرخ تھیں اور شریف صاحب سے فرمایا:

"سوار ہو جا! تم تک کوئی نہیں پہنچے گا۔"

عوزی کو دو دن کے بعد ان کی خبر ہوئی جبکہ یہ بلاد حجاز میں پہنچ چکے تھے۔ ان کی تلاش میں اس نے کچھ لوگوں کو بھیجا بھی مگر وہ ان کو نہ پا سکے۔

ارباب حکومت میں سے کسی نے کھانے کی تیاری کے وقت پر شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کے لیے آٹھ گھڑے شہد بھیجا۔ وہ سب کے سب زمین پر گر کر ٹوٹ گئے اور شہد خریدنے کا وقت نہ رہا۔ آپ دریائے نیل کی طرف تشریف لے چلے اور فرمایا:

"گھڑے ساتھ لے آؤ۔!"

Marfat.com

گھڑوں کو اس کے پانی سے بھر دیا تو لوگوں نے ان میں شہد پایا اور اس سے کھانا تیار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو حکام کے شہد سے بچالیا۔"

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ شروع شروع میں حضرت عمرو بن العاص کی جامع مسجد کی چھت پر تین سال تک رہے ہیں اور سوائے نماز جمعہ اور شیخ عارف باللہ سید یحییٰ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس کے اور کسی وقت نہیں اترتے تھے۔

میں نے خود ان کو یہ کہتے سنا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کی جامع مسجد کے قیام کے زمانہ میں دنیا میرے لیے مسخر کر دی گئی تھی۔ ہر شب میرے لیے ایک برتن میں کھانا اور دو روٹیاں آئی جاتی تھیں، لیکن نہ میں نے کبھی لانے والے سے بات کی، نہ اس نے مجھ سے بات کی، ہاں میں اس کو پہچانتا تھا کہ یہ دنیا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک شب سونے کے لیے پاؤں پھیلانے چاہے تو جس گوشہ کی طرف پھیلانا چاہتا تھا اس طرف اولیاء اللہ میں سے کسی نہ کسی ولی کو پاتا تھا۔ اس گوشہ کی طرف جو باب البحر کی جانب سیدی محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا، پاؤں پھیلانے چاہے تو ان کو بالکل ہی آپ کی قبر کی سیدھ میں پایا۔ آخر میں بیٹھا بیٹھا سونے لگا تو وہ تشریف لائے اور میرا پاؤں پکڑ کر اپنی طرف کے گوشہ کی جانب پھیلا دیے اور فرمایا:
"میری طرف کے گوشہ بساط احمدی کی طرف پاؤں پھیلا۔"
جب میں بیدار ہوا تو ان کے ہاتھ کی نرمی میرے پاؤں میں محسوس ہو رہی تھی۔

شیخ علی الخواص فرماتے تھے کہ میں شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابراہیم متولی کے ہی ذریعہ واقف ہوا ہوں۔ میں عیطہ میں انجیر بیچا کرتا تھا۔ ایک دن میں برکۃ الحاج میں شیخ ابراہیم کے پاس تھا کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد میرا کام بیس آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے گا، مگر وہ اسے انجام نہ دے سکیں گے۔
شیخ یوسف کردی نے عرض کیا:
"حضرت! آپ کے بعد حجرہ شریفہ کی خدمت کون کرے گا۔؟"
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"ایک شخص ہے، محمد بن عنان جو عنقریب شرقی بلاد میں ظاہر ہوگا۔"

یہی حضرت علی الخواص کہتے ہیں کہ مجھ سے شمس الدین لاذقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن حضرت محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں اس وقت وضو نماز کے وسوسوں کی وجہ سے سخت ضیق میں تھا۔ میں نے شیخ سے اس کی شکایت کی تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"ہمیں تحقیق ہے کہ مالکیہ کو طہارت وغیرہ میں وسوسے نہیں ہوا کرتے۔"
تو ان کی برکت سے محض اتنا فرمانے سے ہی میرے ہاں وسوسوں کا وجود نہ رہا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی ایسے مریض کے پاس آتے جو شدت ضعف کی وجہ سے موت کے قریب پہنچ چکا ہوا ہوتا تو آپ اس کا مرض اپنے اوپر لے لیتے تھے۔ مریض اٹھ کھڑا ہوتا تھا اور شیخ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا مریض ہو کر سو جاتے تھے۔

Marfat.com

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سید علی کے واقعہ میں تو میں موجود تھا۔ شیخ فوراً اٹھے جامع ازہر کے وضوخانہ میں گئے۔ وضو کیا اور سو گئے۔ امام شعرانی شیخ علی البلبی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ شیخ محمد بن عنان ایک بار ان کے پاس آئے تو ان کو ایسا بیمار پایا کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے۔ پھر شیخ محمد تو ان کی جگہ پر لیٹ گئے اور شیخ علی تندرست ہو کر فوراً ایسے کھڑے ہو گئے۔ گویا ان کو کوئی مرض ہی نہیں تھا۔ پھر شیخ محمد بن عنان چالیس روز تک بیمار رہے۔

شیخ محمد بن عنان کے داماد شیخ شمس الدین تجی نے بیان کیا ہے کہ شیخ ایک جہاز میں دمیاط کی طرف جا رہے تھے۔ ایک شخص بہت کھانے والا بھی اس جہاز میں تھا۔ لوگوں نے شیخ سے عرض کیا:

''اس نے آج رات بہت بڑی مچھلی اور ایک زنبیل کھجوروں کی کھائی ہے۔''

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بلایا اور فرمایا:

''بیٹھ جاؤ۔!''

پھر ایک روٹی کے دو ٹکڑے کر کے فرمایا:

''کھاؤ۔! اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لو۔''

اس آدھی روٹی میں اس کا پیٹ بھر گیا اور پھر مرتے دم تک ہمیشہ کے لیے اس کی خوراک بھی آدھی روٹی رہی۔ وہ آدھی روٹی سے زیادہ نہیں کھا سکا۔ جہاز کے لوگوں نے شیخ کو دعائیں دیں کہ آپ نے ہم پر بہت تخفیف کر دی۔

شیخ امین الدین اور امام غمری نے بیان کیا ہے کہ ایک قبر میں ایک شخص غروب سے صبح تک چلایا کرتا تھا۔ لوگوں نے شیخ محمد بن عنان سے عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مقبرہ تشریف لے گئے، سورہ تبارک الذی پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت کی دعا کی۔ اس رات کے بعد سے کسی نے اس کی آواز نہیں سنی۔

لوگ کہا کرتے تھے:

''شیخ نے اس کی سفارش فرما دی۔''

شیخ ملتمدی نے بیان کیا ہے کہ شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ایک قاصد کو محلّہ میں حضرت ابوالعباس کے پاس عشاء کے بعد بھیجا اور فرمایا:

''صبح کی اذان سے پہلے پہلے تم میرے پاس آ جانا۔''

یہ گیا اور لوٹ آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تم کس راستہ گئے تھے۔؟''

اس نے عرض کیا:

''میرے دل میں تو دریا کا خیال بھی نہیں آیا اور نہ مجھے اس کا علم ہوا۔''

پھر شیخ نے آہستہ سے حاضرین سے فرمایا:

''اس کی ہمت و عزم کی وجہ سے دریا طے کر دیا گیا تھا، اس لیے اس کو راستہ میں ملا ہی نہیں۔''

شیخ امین الدین امام غمری فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں ابوالعباس غمری اور سید محمد بن عنان کے ساتھ تھا۔ گرمی سخت ہو رہی تھی۔ یہ دونوں راستہ سے ایک طرف ہوئے، دو پتھروں پر بیٹھ گئے اور گرمی کی وجہ سے ان پر ایک چادر

Marfat.com

بچھائی۔ سید ابوالعباس کو پیاس بہت معلوم ہوئی مگر پانی کہیں نہ تھا تو سید محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طشت لے کر زمین سے پانی کا بھر دیا اور سید ابوالعباس کو دے دیا، مگر سید ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں پیا اور یہ کہا:

"اے شیخ اظہور ظہور کو قطع کر دیتا ہے۔ (کسی کرامت کا ظاہر ہو جانا آئندہ کرامات کے ظہور کے سلسلہ کو منقطع کر دیتا ہے۔)"

انہوں نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! اگر اس کے ظاہر ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کو چشمہ بنا کر چھوڑتا کہ قیامت تک اس سے انسان اور جانور سیراب ہوتے رہتے۔"

خواص میں کرامت کا ظہور آئندہ ظہور کو منقطع نہیں کرتا، عوام میں ظہور قطع کرتا ہے۔

شیخ بدرالدین مشتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبدالقادر شطوطی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ آسمان کے درجہ درجہ سے واقف ہیں۔

شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایک سو دس سال کی عمر میں 922 ہجری میں ہوئی اور مقسم کی جامع مسجد میں باب البحر کے قریب دفن ہوئے۔ نماز جنازہ میں بڑے بڑے امام وقت اور سلطان طومان بائی بھی شریک تھے۔ سلطان نے شیخ کا پیر کھولا، اس پر اپنے رخسار ملتا رہا اور یہ دن بھی مصر میں بڑے ہجوم کا دن تھا۔

شیخ محمد بہاؤالدین مجذوب:

شیخ محمد بہاؤالدین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف ولی اور متقی تھے۔ جو کہتے تھے اس کے خلاف نہ ہوتا تھا۔ جب کوئی بات بیان کی ہے وہ ویسی ہی ہوئی ہے اور جب کسی حاکم کے لیے فرماتے کہ ہم نے تم کو معزول کر دیا ہے تو وہ اسی دن یا اسی ہفتہ معزول ہو جاتا تھا۔ یا یہ فرماتے کہ ہم نے تم کو حاکم مقرر کر دیا ہے تو قریب ہی زمانہ میں وہ مقرر ہو جاتا تھا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ ایک ولیمہ میں شریک تھا۔ آپ نے ایک پانی والا گڑھا اٹھایا اور چھت کی طرف پھینک دیا۔

ایک عالم وہاں موجود تھے، وہ کہنے لگے:

"وہ گھڑا توڑ دیا۔؟"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تم جھوٹ بولتے ہو۔!"

اور گھڑا صحیح سالم زمین پر آ گیا۔ یہ عالم چند سال بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ملے تو فرمایا:

"جھوٹے گواہ کو جس نے بلا علم شہادت دی تھی کہ گھڑا ٹوٹ گیا اہلاً وسہلاً۔!"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 922 ہجری میں ہوئی۔

شیخ محمد رویحل:

شیخ محمد رویحل رحمۃ اللہ علیہ مجذوب تھے۔ ایک بھٹیارے کی بھٹی میں سویا کرتے تھے۔ اس میں انگارے ہوتے تھے

Marfat.com

مگر آپ کو جلاتے نہ تھے۔ شعراوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ شیخ الاسلام شہاب الدین رملی سے نقل کیا ہے کہ مجھ کو جو کچھ علم اور افتاء حاصل ہوا ہے اس کی اصل شیخ محمد روتجل رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے۔ وہ میرے پاس میرے گھر دوپہر کے وقت تشریف لائے، سرہانے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''تم پر علم فتح یاب ہوگا۔''

اور چلے گئے۔

جب سلطان سلیم بن عثمان کا لشکر مصر میں داخل ہوا تو یہ کہتے پھرتے تھے:

''روتجل کا کیا گناہ ہے کہ لوگ اس کی گردن کاٹتے ہیں۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کی (تربت کی) جالیوں کے پاس گئے، وہاں کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

''روتجل کا کیا قصور ہے کہ لوگ اس کا سر کاٹتے ہیں۔؟''

پھر جامع مسجد سے باب البحر کی طرف سے باہر نکلے تو بولاق کے راستہ میں لشکر نے آپ کا سر قلم کر دیا۔

یہ واقعہ 923 ہجری میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مقبرہ جزیرہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ علی بن ابی بکر المقبول:

حضرت علی بن ابی بکر بن المقبول صاحب الخال الزیلعی العقیلی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء کرام اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں ایک بہترین شخصیت تھے۔

امیر محمد امیر صعید شیخ علی مقبول کا بہت زیادہ عقیدت مند تھا۔ اس کا ایک گھوڑا تھا۔ ایک مرتبہ عرض کرنے لگا:

''یا شیخ! یہ گھوڑا خرید لیجئے اور اس کی قیمت قسط وار اپنی صوابدید پر دے دینا۔''

آپ نے وہ گھوڑا دو ہزار قرش کا خرید لیا۔ کچھ مدت کے بعد وزیر مصر کی طرف سے اسے پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ حتیٰ کہ وزیر مصر نے سرکاری فوج بھیج کر اس پر حملہ کرایا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور جو ساز و سامان تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ کاغذات جو قبضہ میں لئے گئے، ان میں ایک تحریر ملی جس پر شیخ موصوف کے لین دین کا ذکر تھا اور یہ بھی کہ کس قدر رقم ان کی طرف بقایا ہے۔ اس تحریر کے مطابق شیخ موصوف سے بقیہ رقم کا مطالبہ کیا گیا۔ آپ نے انہیں بتایا:

''میں نے یہ گھوڑا امیر سے قیمتاً لیا تھا اور آہستہ آہستہ اس کی قیمت یعنی قسطوں پر دینا ٹھہری تھی۔ میں اس وقت بقایا پوری رقم دینے کی ہمت نہیں رکھتا۔ ہاں تم گھوڑا لے جاسکتے ہو۔''

ایلچی نہ مانا، طے یہ پایا کہ شیخ موصوف اور دیگران تمام لوگوں کو کہ جن کی طرف کوئی مطالبہ تھا سب کو ایک شخص کی نگرانی میں مصر پہنچایا جائے اور ان کا معاملہ وزیر مصر کے سامنے رکھا جائے۔ چنانچہ آپ دیگر مطلوبہ اشخاص کے ہمراہ مصر لائے گئے۔ ان کے ساتھ وزیر کا ایلچی تھا۔ اس نے راستہ میں ان حضرات کی سخت بے ادبی کی اور خاص کر شیخ موصوف کو کشتی میں ایسی جگہ بٹھایا جو ان کی شایان شان نہ تھی۔ یہ کشتی انہیں لئے جانب مصر روانہ ہوئی۔ دوسرے لوگوں کو اس ایلچی نے آپ کے ساتھ بیٹھنے سے بھی منع کر دیا۔ شیخ موصوف نے اسے سمجھایا کہ تم جو ہم سے چاہتے ہو اور جو سلوک کر رہے ہو اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ان کے ساتھ ہی

Marfat.com

اس ایلچی کی دبر میں ایک ایسی چیز نکل آئی جو اسے بیٹھنے نہیں دیتی تھی اور کھانے پینے سے بھی اس نے محروم کر دیا تھا۔ یہ چیز اس پر بہت شدید واقع ہوئی حتیٰ کہ صبر نہ کر سکا اور آپ کی طرف ایک شخص کو بھیج کر توبہ کا اظہار کیا۔ آپ نے قرآن کریم میں سے کچھ پڑھا، اسے اسی وقت آرام آ گیا۔ پھر بنفس نفیس وہ آپ کی خدمت کرنے لگا، مصر تک اس نے خادمانہ سلوک کیا۔ جب مصر پہنچے تو آپ سے عرض کرنے لگا:

"یاسیدی: آپ میرے گھر تشریف لے چلیے۔ میں آپ کی تمام ضروریات وحاجات خود پوری کروں گا۔"

آپ نے انکار فرمایا۔ پھر آپ مصر میں اپنے کسی ساتھی کے پاس تشریف لے گئے جو یمن کا رہنے والا تھا۔ پھر آپ رئیس مصر امیر خیطا اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اسے تمام بات بتائی۔ اس نے آپ کی انتہائی عزت وتکریم کی اور آپ سے کچھ بھی نہ لیا بلکہ آپ کی سفارش دوسرے مطلوبہ اشخاص کے بارے میں قبول کر کے تمام کو کچھ لئے بغیر چھوڑ دیا۔ وہ سب خوشی خوشی واپس آ گئے۔

شیخ کی بہت سی کرامات میں سے ایک یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کی کشتی میں ایک مرتبہ ایک ساتھی سفر کر رہا تھا۔ یہ سفر قیصر سے ینبع کی طرف تھا۔ چلتے چلتے سمندر میں طوفان آ گیا اور کشتی کے اندر سواریاں بہت پریشان ہو گئیں، انہیں اپنی ہلاکت نظر آنے لگی۔ اس ساتھی نے دل میں کہا:

"سبحان اللہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کشتی کا مالک ولی اللہ ہے۔ کیسا ولی اللہ ہے کہ اپنی کشتی کا بھی خیال نہیں رکھتا؟"

یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی۔ پھر اسے اونگھ آئی تو دیکھا کہ شیخ موصوف نے کشتی کا اگلا حصہ اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے اور اسے کھینچ رہے ہیں، پھر اسی دوران شیخ نے اس شخص کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"اے فلاں! تجھے خوف نہیں کھانا چاہیے۔ ہم اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہیں۔ نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ تم بالکل امن میں ہو۔"

جب وہ نیند سے اٹھا تو دیکھا کہ بات بن گئی ہے۔ خطرہ ٹل گیا ہے اور کشتی کنارے پہنچ چکی ہے۔ اس کے تمام سوار سلامت ہیں اور ینبع پہنچ گئے ہیں۔ اس شخص نے پھر شیخ موصوف کو کشتی میں اسی شکل وصورت میں موجود دیکھا جو اسے نیند میں نظر آئی تھی۔

شیخ موصوف نے مکہ مکرمہ میں 1195 ہجری میں انتقال فرمایا اور رھیکہ میں دفن کیے گئے۔

شیخ علی البیومی:

شیخ علی البیومی امام، ولی، صالح، معتقد، مجذوب، عالم، عامل شیخ علی ابن حجازی بن محمد البیومی المصری الشافعی ثم الخلوتی الاحمدی اکابر اولیاء کرام اور ارکان طریقت میں سے ایک تھے۔

مصر میں رہتے ہوئے مصطفیٰ کمال پاشا آپ کی طرف میلان رکھتا تھا، آپ کا معتقد تھا اور زیارت کرنے آتا تھا۔ آپ نے ایک دفعہ اسے کہا:

"فلاں وقت تجھے ملک کی صدارت کیلئے طلب کیا جائے گا۔"

پھر ویسے ہی ہوا جو شیخ نے فرمایا تھا۔ جب یہ صدر بن گیا تو اس نے مصر میں کسی کو بھیجا اور آپ کی خاطر ایک مسجد

Marfat.com

تعمیر کروائی جس کا نام ''حسینیہ'' ہے۔ایک سبیل بنوائی، سرکاری حکم نامہ لکھوایا اور قبہ بنوایا۔ اس کے اندر شیخ علی یدالامیر عثمان آغا وکیل دارالسعادۃ کا مدفن ہے۔ جب شیخ موصوف کا انتقال ہوا تو لوگ آپ کی نماز جنازہ پڑھنے نکلنے اور ازہر میں آپ کی نماز جنازہ ادا کر کے مسجد کے اندر ہی معروف قبہ میں دفن کیے گئے۔ آپ نے 1183 ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ علی البیومی کی کرامات میں سے ایک یہ تھی کہ آپ ڈاکوؤں کو توبہ کی طرف لایا کرتے تھے، وہ اپنی پہلی حالت (ڈاکہ نہ ڈالنے والی) پر واپس آجاتے اور آپ کے مرید بن جاتے تھے۔ یہ بات میں نے باوثوق حضرات سے سنی ہے۔ ان ڈاکوؤں میں سے بعض صالح (ولی) بن جاتے تھے۔ بعض دفعہ شیخ موصوف انہیں بڑے بڑے سنگلوں سے مسجد ظاہر کے ستون باندھ دیتے تھے۔ کبھی ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیا کرتے تھے اور کوئی طریقہ جسے آپ ان کے تقاضائے حال کے مناسب سمجھتے۔ آپ جب سوار ہوتے تو یہ سب ڈاکو آپ کے پیچھے اسلحہ اور ڈنڈے لے کر چلتے۔ آپ کا شاہانہ رعب و دبدبہ تھا۔ جب آپ مشہد حسینی میں داخل ہوتے تو ذکر میں آپ پر وجد طاری ہو جاتا۔ حتیٰ کہ آپ جنگلی درندے کی طرح نظر آتے۔ انتہائی قوت آجاتی اور لوگ آپ سے دور بھاگتے۔ جب ذکر سے فارغ ہو کر بیٹھتے تو انتہائی کمزور دکھائی دیتے۔ آپ کو دیکھنے والا کبھی تو دیکھتا کہ آپ کا چہرہ وحشی جانوروں کی طرح ہوتا اور کبھی بیل کی طرح چہرہ، کبھی ہرنی کی طرح ہوتا۔

جناب جبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''رسالہ خلوتیہ'' کے آخر میں دوٹوک الفاظ میں شیخ علی البیومی نے اپنے بارے میں لکھا:

اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر بے پایاں احسانات فرمائے اور لاتعداد کرم کیے ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے شیخ دمراش رحمۃ اللہ علیہ کو آسمان پر دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا:

''دنیا اور آخرت میں خوف مت کر اور میں نبی کریم کو خلوت میں مولد کے اندر دیکھا کرتا تھا۔ آپ نے ایک سال مجھے ارشاد فرمایا: دنیا اور آخرت میں خوف مت کر۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ذرا پیچھے ہٹو کہ ہم دمراش کے عبادت خانہ کو جھانک کر دیکھیں۔ آپ یہاں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے۔ دونوں حضرات میرے ہاں خلوت میں تشریف فرما ہوئے۔ میرے پاس دونوں کھڑے ہو گئے اور میں اللہ اللہ کہہ رہا تھا۔ خلوت میں مجھے وہم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت واقعی ہو رہی ہے یا میرا وہم ہے۔ میں نے فوراً شیخ کبیر یعنی شیخ دمراش محمدی کو دیکھا۔ آپ مجھے فرما رہے تھے جبکہ آپ اپنی قبر کے قریب تھے: اپنا ہاتھ حضور نبی کریم کی طرف بڑھاؤ۔ آپ میرے ہاں تشریف فرما ہیں۔ میں کردی رحمۃ اللہ علیہ کی خلوت میں تھا یعنی شیخ شرف الدین جو حسینیہ میں مدفون ہیں اور میں سونے اور جاگنے کی حالت کے درمیان حالت میں تھا۔ میں بیٹھا ہوا تھا، فوراً جاگ اٹھا تو میں نے دیکھا کہ تمام جگہ نور سے منور ہے۔ میں شیخ کے ہاں ٹھہر گیا۔ خلوت میں دوبارہ آنے کی ہمت نہ پڑتی، کیونکہ ہیبت زدہ ہو گیا تھا۔ رات کے آخر تک نہ آسکا۔ ایک مرتبہ آپ نے تبسم فرمایا اور مجھے انگوٹھی عنایت فرمائی اور فرمایا: اس اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کل یہ راز کھلے گا جو

Marfat.com

میرے اور تیرے درمیان ہے۔ مجھے شیخ کردی نے پکڑا اور مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کر رہا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مجھے آپ کے مولد مبارک میں آنے سے کچھ تردد لگا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد میری مدد فرمائی اور یہ مدد بھی حضور کی برکت کا نتیجہ تھی۔ اس سے پہلے آپ نے دو مرتبہ مجھے سرخ رنگ کا لباس پہنایا۔ ایک مرتبہ برکۃ الحاج میں اور دوسری مرتبہ اپنی جگہ اور اپنے مقام یعنی قبر انور کے اندر حکم دیا: کردی کے پاس جاؤ۔ میں نے ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے اپنے آپ کو باہر پایا اور میں نے کہا: میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے داخلہ کے بارے میں رضامندی نہ حاصل ہو جائے اور آپ میرا اندر آنا قبول نہ فرمالیں۔ آپ نے پنکھا دے کر ایک آدمی کو میری طرف بھیجا۔ اس نے آ کر مجھے پنکھے سے ہوا دینا شروع کی اور کہنے لگا: قبولیت ہوگئی ہے اور دیکھا کہ مجھ سے فرما رہے تھے: میں تجھ سے بات چیت کرنا پسند رکھتا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: کیا تو حکم ربوبیت پر معترض ہے؟ میں جاگ اٹھا۔ اس کا اثر مجھ میں موجود تھا لیکن سبب معلوم نہ تھا۔''

جناب جبری فرماتے ہیں کہ میں نے مذکور رسالہ کے حاشیہ پر لکھا دیکھا جس کا مضمون یہ تھا:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان گیارہ سو ستاون ہجری پیر کی رات دیکھا۔ آپ اس طبقہ میں تشریف فرماتے جو رواق کی جانب ہے اور آپ تیز تیز کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! مجھے محروم نہ رکھیں۔''

پس آپ ہمارے لئے ایک کھلی جگہ رک گئے۔ میں خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کی ایک طرف کھڑا ہو گیا اور ایک حاضر شخص کو میں نے کہا:

''حضور کی داڑھی شریف کو دیکھو اور اس میں سے سفید بال گنو کہ کتنے ہیں؟''

شیخ علی البشر طی الشاذلی:

شیخ علی البشر طی مصر کے بڑے مشائخ کرام میں سے ایک سر کردہ شخصیت تھے۔ طریقہ عالیہ شاذلیہ نے آپ سے شہرت پائی۔ خاص کر شام میں اسے عظیم شہرت سے ہمکنار کیا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے نفع اٹھایا اور بہت سے نقصان میں رہے۔ نقصان پانے والے ایسے لوگ تھے جنہوں نے سچے پکے راستہ میں دوری اختیار کی اور بھلائی کے راستہ سے ہٹے رہے، ان پر جہالت کا غلبہ تھا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے نماز، روزے وغیرہ عبادات بھی چھوڑ دی تھیں اور حلال وحرام کے درمیان کوئی فرق نہ کرتے تھے۔ ایسے لوگ شام کے مختلف شہروں میں موجود تھے جیسا کہ ''عکا'' کے زیر انتظام شہر صفد میں، نابلس کے زیر انتظام شہروں میں سے طوباس اور ام الفحم وغیرہ۔ شیخ موصوف کو جب ان لوگوں کے بارے میں اور ان کے حالات کے متعلق علم ہوا، ان کی بدسیرتی جانی تو آپ نے اپنی زندگی میں ہی ان علاقہ جات اور شہروں میں رہنے والے اپنے مریدین کو لکھا اور ان لوگوں کو بھی لکھا جو اپنے ہم مشرب وہم نسبت تھے کہ تم لوگ ایسے بداعمال لوگوں سے میل جول نہ رکھنا۔ آپ نے دو ٹوک انداز میں فرمایا:

''میں ان سے بیزار ہوں۔ میرا ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے انہیں طریقت سے باہر نکال دیا ہے۔''

Marfat.com

آپ اسی عزم اور حق گوئی پر تادم آخر قائم رہے۔آپ ان لوگوں سے غصہ کی حالت میں ہی دار فانی سے کوچ کر گئے۔آپ کے انتقال کے بعد آج تک ان شہروں میں اس قسم کے لوگ موجود ہیں۔

شیخ بہت مہمان نواز تھے۔ مہمان اور مریدین کو نہایت عمدہ خوراک دیتے اور خود گندم کی روٹی اور زیتون کے تیل پر گزارا فرماتے۔ایسے ہی آپ کے معمولات اور خورد ونوش کے بارے میں مجھے ایسے لوگوں نے بتایا جو آپ کے خادم تھے اور آپ کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ایک ہزار تین سو پندرہ ہجری کے بعد یہ باتیں لوگوں نے مجھ سے بیان کیں۔آپ کو "عکا" میں دفن کیا گیا۔آپ کی قبر اور عبادت گاہ کی لوگ زیارت کرنے آتے ہیں۔

شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات میں سے ایک کرامت مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کی جو آپ سے طریقت میں نفع اٹھانے والا ہے یعنی میرا دوست عالم فاضل شیخ احمد خماش نابلسی۔ مجھ سے انہوں نے بیان کیا میں نابلس میں تفسیر کے اسباق پڑھا کرتا تھا، روزانہ میرے درس میں ایک عام آدمی جو جولاہا نظر آتا تھا۔ وہ آیا کرتا تھا۔ درس کے بعد مجھے پوچھتا:

"کیا اس آیت کی تفسیر اس کے علاوہ اور بھی ہے جو تم نے بیان کی؟"

میں جواب دیتا:

"میں نہیں جانتا۔"

پھر وہ کہتا:

"ہاں اس کی اور بھی تفسیر ہے اور وہ یہ ہے۔"

وہ تفسیر ایسی کرتا جو قابل قبول ہوتی، لیکن مجھے علم نہ تھا کہ وہ یہ کہاں سے سیکھ کر آتا ہے۔جب یہ معاملہ کئی بار ہوا۔میں نے ایک دن اس سے پوچھ ہی لیا:

"یہ تفسیر تمہیں کس نے سکھائی پڑھائی ہے؟"

وہ کہنے لگا:

"یہ مجھے میرے شیخ علی نورالدین یشرطی شاذلی نے پڑھائی ہے اور اگر تمہارا ارادہ ہو کہ یہ تفسیر جانو اور پڑھو تو سلسلہ شاذلیہ حاصل کر لو! اس میں داخل ہو جاؤ۔تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔"

میں نے اس کی گفتگو کی کوئی اہمیت نہ دی۔ پھر اس دن کے گزرنے پر جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ یہی جولاہا میرے پاس آیا ہے۔اس گھر میں جس میں میں رہائش پذیر تھا۔اس کے ساتھ ایک شیخ صاحب بھی ہیں جنہیں میں نہیں پہچانتا تھا۔ جونہی یہ دونوں حضرات دروازہ سے داخل ہوئے پورا حجرہ نور سے منور ہو گیا۔دونوں میری طرف آگے بڑھے میں سو رہا تھا۔شیخ نے جولاہے کو فرمایا:

"اسے یونہی اٹھا لو۔"

ان میں سے ایک نے میرے ہاتھ اور دوسرے نے پاؤں پکڑے اور زمین سے مجھے اوپر اٹھا لیا اور وہ دونوں مشک کی طرح مجھے ٹٹولنے لگے۔وہ لگاتار ایسے ہی کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے محسوس کیا کہ میں ان کے ہاتھوں میں اس قدر نرم ہو چکا ہوں، جیسا گوندھا ہوا آٹا ہوتا ہے۔انہوں نے اس کے بعد مجھے زمین پر رکھ"

Marfat.com

دیا۔ پھر دوسری دفعہ اٹھایا۔ انہوں نے پھر پہلے کی طرح میرے ساتھ برتاؤ کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں ان کے ہاتھوں میں جمے ہوئے دودھ کی طرح ہوں۔ انہوں نے پھر زمین پر رکھ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ اٹھایا اور کچھ دیر بعد مجھے محسوس ہوا کہ میں ان کے ہاتھوں میں پانی کی طرح ہوں جو موج میں ہے۔ اس پر شیخ نے کہا:

''اس کیلئے اب کافی ہے۔''

یہ کہہ کر وہ دونوں کہیں تشریف لے گئے۔ دوسرے دن جب میں تفسیر کا درس حسب عادت پڑھا رہا تھا۔ وہی جولاہا پھر آ گیا اور مجھے کہنے لگا:

''مبارک ہو۔''

میں نے پوچھا:

''کس چیز کی؟''

وہ کہنے لگا:

''سبحان اللہ! اس رات میں اپنے شیخ جناب علی یشرطی کے ساتھ تیرے پاس نہیں آیا تھا۔''

پھر اس نے سارا قصہ بیان کر ڈالا۔

شیخ احمد خماش مذکور نے بتایا کہ اس بات کے بعد میں شیخ موصوف کا معتقد ہو گیا اور ''عکا'' میں ان کی زیارت کیلئے گیا۔ میں نے پھر ان سے طریقت کی اور عظیم نفع اٹھایا۔ میں جب ان سے ملا تو آپ کی شکل وصورت بعینہٖ وہی تھی جو مجھے خواب میں نظر آئی تھی۔ ذرا بھر بھی فرق نہ تھا۔ پھر آپ کی کرامت ہی تو ہے۔ شیخ موصوف نے سو سال سے زیادہ عمر میں ''عکا'' میں ہی انتقال فرمایا۔ آپ نے اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں بسر فرمائی اور عبادت وذکر میں ہر دم مشغول رہے اور ظاہری دنیوی زندگی بہت فقیرانہ تھی، حالانکہ آپ پر دنیا لوٹ لوٹ پڑتی رہی۔

شیخ موصوف نے نوے سال سے زائد عمر میں شادی کی، جس سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ امام یوسف نبہانی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ موصوف سے طریقہ شاذلیہ حصول برکت کیلئے حاصل کیا۔ میں نے آپ سے رعایت، محبت اور اپنی طرف خصوصی توجہ ان سے پائی۔ مجھے الحمد للہ! آپ کی برکت حاصل ہوئی۔ آپ سے قبل میں نے طریقہ شاذلیہ آپ ہی کے ایک پیر بھائی شیخ محمد الفاسی سے حاصل کیا تھا جو مشہور شخصیت تھے اور مکہ مشرفہ میں مدفون ہیں۔ ان دونوں حضرات نے طریقہ شاذلیہ شیخ محمد محمد ظافر المدنی سے حاصل کیا تھا۔ آپ قسطنطنیہ میں مقیم تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

شیخ محمد بدخشی:

شیخ محمد بدخشی رحمۃ اللہ علیہ امام، عارف، صوفی اور حنفی المسلک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں قیام رکھتے تھے۔ خواجہ محمد قاسم سے منقول ہے کہ میں مولانا اسمٰعیل شیروانی کی خدمت میں جو خواجہ عبید اللہ کے خاص لوگوں میں سے تھے، حاضر ہوا تو آپ نے مجھے مطالعہ کتب کی ترغیب دی۔ میں نے وقت نہ ملنے کا عذر پیش کیا۔ پھر شیخ محمد بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

Marfat.com

"شاید! تم مولانا اسمٰعیل کے پاس گئے تھے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں!"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وہ تم کو مطالعہ کتب کی ترغیب دیتے تھے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں!"

انہوں نے فرمایا:

"تم ان کی بات کی طرف التفات نہ کرو۔ میں نے اپنے چچا صاحب کے پاس قرآن شریف سورت والعادیات تک پڑھا تھا اور اب تک مجھے اس علم کی جس کے بارے میں مولانا محمد اسمٰعیل کہتے ہیں حاجت نہیں ہوئی اور میں ان کے احوال کو نہیں پہچانتا۔ کبھی تو ان کو اعلیٰ علیین میں دیکھتا ہوں اور کبھی اسفل السافلین۔"

خواجہ محمد قاسم کہتے ہیں کہ پھر میں مولانا اسماعیل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا:

"شاید! تم شیخ محمد بدخشی کے پاس گئے تھے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں!"

انہوں نے فرمایا:

"کیا مطالعہ سے منع کرتے تھے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں!"

انہوں نے فرمایا:

"مطالعہ سے تم کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ تمہارے جد اعلیٰ خواجہ عبداللہ آخر میں تفسیر بیضاوی کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ شیخ محمد بدخشی کے ساتھ میرا حال عجیب ہے۔ جب میں ان کی صحبت پسند کرتا ہوں تو ان کی نظر میں اعلیٰ علیین میں دکھائی دیتا ہوں اور جب ترک صحبت چاہتا ہوں تو ان کو اسفل السافلین میں دکھائی دیتا ہوں۔"

مولانا اسمٰعیل شیروانی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بدخشی دونوں نے خواجہ محمد قاسم کو خیر خواہانہ نصیحت کی اور اس راستہ کی راہنمائی فرمائی جس میں ان پر معرفت کی راہیں کھولی گئی تھیں۔ مولانا اسمٰعیل صاحب نے مطالعہ کی اہل علم کی عادت کے مطابق ہدایت کی اور شیخ بدخشی نے حق تعالیٰ کی طرف بالکلیہ متوجہ ہونے اور اسباب میں سے ہر سبب سے قطع نظر کر لینے کی ہدایت فرمائی۔ اس قصہ نے دونوں کے کمال کشف کو کھول کر رکھ دیا۔

شیخ محمد بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات دمشق میں 923 ہجری میں ہوئی اور مقام سفح میں شیخ محی الدین بن عربی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی پائنتی مدفون ہوئے ہیں۔

شیخ محمد فرفور:

شیخ محمد فرفور رحمۃ اللہ علیہ مجذوب اور چیخنے چلانے والے تھے۔ آپ لیموں فروخت کیا کرتے تھے۔ ایک لیموں ایک پیسہ کا دیا کرتے تھے۔ جس کسی کو کوئی بیماری ہوتی اور وہ ان کے لیموں سے کچھ کھالیتا تھا تو اچھا ہو جاتا تھا۔ ان کے ایک بھائی جامع ازہر کے دروازہ پر سبزی فروخت کیا کرتے تھے جو اس کا ایک پتہ کھالیتا تھا شفایاب ہو جاتا تھا۔

خاص لوگوں میں سے ایک شخص نے شراب پی لی تھی۔ اس کے گلے میں ایک غدود ہو گیا اور بڑھ گیا حتی کہ سارے حلق کو بند کر دیا۔ خواص نے اس سے کہا کہ ان شیخ کی سبزی کا ایک پتہ جو جامع ازہر کے دروازہ میں بیچتے ہیں، لے کر کھالو۔ اس نے لے کر کھایا تو فوراً ہی وہ غدود گر پڑا اور وہ اچھا ہو گیا۔ شیخ محمد فرفور رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 924 ہجری میں ہوا۔

شیخ محمد الخراسانی الجم:

شیخ محمد الخراسانی الجم رحمۃ اللہ علیہ عالم با عمل، بے تکلف اور سخت سخت دلوں کو موم کر دینے والے تھے۔ آپ کی خرقہ پوشی کی سند شیخ نجم الدین البکری رحمۃ اللہ علیہ مقیم حلب سے ملتی ہے۔

ابن الجلیل رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الشیوخ موفق بن ابی ذر سے نقل کیا ہے کہ میں ایک دن بین النوم والیقظہ (نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں) تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک پرندہ میرے مکان پر آ ٹھہرا اور دیر تک لوٹ پوٹ ہوتا رہا۔ میں گھبرا کر جاگ گیا، مگر پھر کپڑا سر کے اوپر کو کھینچ لیا تو ایک غیبی آواز آئی کہ یہ شیخ خراسانی کی روح ہے۔ اس کے بعد چند ہی دن گزرے تھے کہ شیخ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ذوالحجہ 925 ہجری میں ہوگئی کہ آپ کے دفن کے دن بہت مجمع تھا اور قبر مبارک پر شہر حلب کے باب الفرج کے باہر عمارت بنادی گئی ہے جس کو امیر یونس عادل نے بنوایا ہے۔

شیخ جلال الدین نصیبی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد الخراسانی الجم رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے گئے تو دل میں یہ خیال کیا کہ اگر شیخ بزرگ ہیں تو آج ہم کو نان، دودھ اور شہد کھلا دیں گے اور دو باتیں پوچھیں گے۔ پھر شیخ نے ایسا ہی کیا جو ان کے دل میں تھا۔

شیخ جبرائیل کردی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد الخراسانی الجم رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر داخل ہوئے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے معانقہ کیا۔ انہوں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا:

> ''حضرت! جو کچھ آپ کی غیبت مجھ سے صادر ہوئی ہے مجھے معاف فرما دیجئے۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں ایک غار میں ہوں۔ آپ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: ''منہ کھولو!'' میں نے منہ کھولا اور آپ نے میرے منہ میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس کو نہ میں نگل سکا نہ اگل سکا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے میری غیبت کی ہے۔'' حضور! میں نے توبہ کی۔ پھر جب توبہ کر لی تو وہ چیز جو آپ نے میرے حلق میں ڈال دی تھی ایسی ہوگئی کہ گویا شکر ہے، میں نے اس کو نگل لیا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حیرانی سے نکال دیا۔''

حضرت شیخ محمد الخراسانی الجم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں معاف فرما دیا۔

Marfat.com

شیخ محمد الشربینی:

شیخ محمد الشربینی رحمۃ اللہ علیہ ولی، صاحب کشف، بڑے امام اور اولیائے کبار میں سے تھے۔ مشرقی نواحِ مصر کے درویشوں کی ایک جماعت کے شیخ اور صاحب حالات ومکاشفات تھے۔ تمام اطراف زمین پر ایسے کلام فرماتے تھے کہ گویا آپ کی پرورش وہیں ہوئی ہے۔

شیخ الشربینی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عثمان بادشاہ کے فاتحانہ مصر میں داخل ہونے کی خبر دو سال پہلے دے دی تھی اور فرمایا کرتے تھے:

"تم پر داڑھی منڈے چڑھ کر آ گئے۔"

مگر لوگ بنی جراکہ (جن کی حکومت اس وقت تھی) کے انتظامات واستحکامات کی وجہ سے آپ پر ہنسا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں بار بار کہا کرتے تھے:

"8 صفر 927 کو اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ انتقال کرے گا جو شخص اس کے غسل کا کچھ پانی لے لے گا اور اپنے پاس شیشی میں رکھے گا اور برص والے، کوڑھ، اندھے اور بیمار کو لگا دے گا مرض اور اندھے پن سے شفاء ہو جائے گی۔

جس روز ان کی وفات ہوئی اس روز لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے آپ خود اپنے کو ہی مراد لیتے تھے۔ آپ کے غسل کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرا حالانکہ لوگوں نے تقریباً چار مٹکے آپ کے اوپر بہائے۔

اس وقت یہ کہا جاتا تھا کہ غیبی لوگ آپ کے غسل کا پانی لے جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات جیسا کہ آپ نے خبر دے دی تھی 8 صفر 927 ہجری میں ہوئی ہے اور شربین کی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

مکہ مکرمہ کا ایک خطیب آپ پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ ممبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا کہ اس کو حدث ہو گیا یا یہ یاد آ گیا کہ احتلام ہوا تھا اور اس نے غسل نہیں کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ گویا آپ بتانا چاہتے تھے کہ تو نے غسل نہیں کیا۔ وہ خطیب گیا، غسل کیا اور اعتراضات سے باز آ گیا۔

آپ کے صاحبزادہ احمد فرماتے ہیں کہ آپ اپنی لاٹھی کو فرماتے کہ ایک بہادر انسان کی صورت میں ہو جاؤ تو وہ فوراً اس صورت میں ہو جاتی اور آپ اس کو اپنے کاموں میں بھیج دیتے تھے اور پھر وہ لاٹھی کی لاٹھی بن جاتی۔

سید محمد بن ابی الحمائل کہتے ہیں کہ ایک طالب علم میرے یہاں سے شیخ شربینی کے یہاں بھاگ گیا۔ پھر جب وہ آیا تو میں نے پوچھا:

"کہاں تھا؟"

اس نے کہا:

"شربینی صاحب کے یہاں۔"

میں نے کہا:

"میں اس وقت تک تجھ کو مارتا رہوں گا جب تک تیرے چلانے پر شربینی صاحب نہ آ جائیں۔"

میں اس کو مارنے کے لیے آگے بڑھا تو شربینی صاحب اس کے سر پر کھڑے تھے اور فرما رہے تھے:

Marfat.com

”میں سفارش کرتا ہوں۔“

عجیب اتفاق تھا کہ جب میں نے اس شاگرد کو چھوڑ دیا تو شیخ بھی غائب ہو گئے۔

شیخ محمد الشربینی رحمۃ اللہ علیہ جب دریا عبور کرنا چاہتے اور ملاح کہتا:

”کرایہ لائیے۔!“

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے:

”اے درویش! ہم کو تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہی عبور کرا دے۔“

تو وہ اس طرف پہنچا دیتا تھا۔ ایک روز اس نے انکار کر دیا اور کہا:

”تمہارے اس ظلم نے تو ہمیں تنگ کر دیا ہے۔“

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”سبحان اللہ!“

پھر اپنے لوٹے کو جھکایا اور دریا کا تمام پانی اس میں لے لیا۔ یہاں تک کہ کشتی زمین پر کھڑی ہو گئی۔ ملاح نے توبہ کی اور معافی چاہی تو آپ نے لوٹا الٹا کر دیا اور تمام پانی جیسے تھا لوٹ آیا۔

جب آپ کے گھر والوں کے لیے یا مہمانوں کے لیے شہد، دودھ اور شیر وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ خادم کو فرماتے:

”یہ لوٹے لے جاؤ اور دریا کے پانی سے بھر لاؤ۔“

وہ لوٹے پانی سے بھر لاتا تو اس میں شہد اور دودھ وغیرہ جس کی ضرورت ہوتی وہی پاتے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب شیخ الشربینی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے احمد بہت کمزور ہو گئے، موت کے قریب پہنچ گئے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کے لیے آ گئے تو آپ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے کہا:

”اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ اور اس سے رجوع کرو، کیونکہ اب یہ معاملہ منسوخ ہو گیا ہے۔“

حضرت عزرائیل علیہ السلام واپس ہو گئے اور میاں احمد تندرست ہو گئے اور اس کے بعد تیس سال تک زندہ رہے۔

آپ کو جس چیز کی گھر کے لیے ضرورت ہوتی ہوا میں ہاتھ کر کے لے لیتے اور گھر والوں کو دے دیتے تھے۔

ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی، کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی، کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلاد تکرور میں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے تھے۔ ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں اور انہی متفرق صورتوں اور مختلف شکلوں میں آتے جاتے رہنے کی وجہ سے کسی عالم نے ان پر ترک جمعہ کا اعتراض کیا تھا تو پھر ان کو مکہ مکرمہ میں جمعہ پڑھتے دیکھا۔

Marfat.com

شیخ محمد بن عبدالرحیم المنیر البعلی:

شیخ محمد بن عبدالرحیم المنیر رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کاملین میں سے ہیں۔ آپ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الروضہ کو حفظ کیا کرتے تھے۔ اپنی خانقاہ سے قاہرہ روز آتے اور ابن امام الکاملیہ کے درس میں حاضر ہوتے اور باوجود بہت زیادہ مسافت کے اسی روز اپنی خانقاہ میں واپس بھی پہنچ جاتے تھے۔

شیخ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب شیخ محمد بن عبدالرحیم المنیر رحمۃ اللہ علیہ کا نزع کا عالم شروع ہوا میں نے بھائی ابوالعباس حریثی اور بھائی ابوالعباس غمزی رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع کی۔ سب نے کہا:

"ہم بھی ان کی عیادت کے لیے چلیں گے۔"

یہ طے ہوا کہ فجر کے بعد جو کچھ دیر پہلے پہنچ جائے وہ باب النصریہ پر انتظار کرے۔ میں پہنچا تو بتایا گیا:

"ایک جماعت یہاں ٹھہری تھی کچھ دیر انتظار کر کے خانقاہ کے راستہ پر چل دی۔"

مجھے خیال ہوا کہ یہ شیخ ابوالعباس غمزی ہوں گے۔ میں ان کے پیچھے چل دیا۔ راہ میں ایک درویش کہ جس کی وضع قطع اہل یمن کی سی تھی ملا۔ اس نے پوچھا:

"کہاں کا قصد ہے۔؟"

میں نے کہا:

"منیر صاحب کا!"

اس نے کہا:

"میرا بھی ارادہ ہے۔"

میرا گدھا لنگڑا تھا، سردی کا زمانہ تھا اور چھوٹا سا دن تھا۔ سورج بلند ہوا تو ہم حضرت شیخ محمد المنیر صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے۔ میں حاضر ہوا تو شیخ کو نزع میں پایا۔ تین روز سے بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

"کون ہو۔؟"

میں نے عرض کیا:

"عبدالوہاب۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"بھائی! تم نے مصر سے آنے کی تکلیف اٹھائی ہے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں۔!"

پھر میرے لیے کئی دعائیں کیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی:

"میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دنیا و آخرت میں تمہارے ساتھ بہترین ستاری فرمائے۔"

ظہر کے بعد میں نے رخصت کی اجازت لی اور عصر کے بعد تک خانقاہ میں حاضر ہو گیا۔

پھر ابوالعباس آئے اور یہ خیال کیا کہ میں اب تک شیخ کے پاس نہیں گیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا:

Marfat.com

''چلو!''

میں نے عرض کیا:

''میں تو شیخ کے پاس سے ہو آیا ہوں اور علامت یہ ہے کہ ان کے سر کے نیچے سرخ رنگ کا تکیہ ہے۔''

یہ حضرت شیخ ہی کی کرامت تھی کہ میں بہت جلد واپس پہنچ گیا ورنہ مصر سے اس قدر دور کی مسافت کو طے کرنے میں دن بھر لگ جاتا ہے۔

جو شخص حضرت محمد بن عبدالرحیم المیر رحمۃ اللہ علیہ کو ستاتا تھا بہت جلد ہلاک ہو جاتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چھیاسٹھ حج کیے ہیں اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں اس خوف سے کہ ان پاک مقامات پر پاخانہ کی ضرورت نہ واقع ہو صرف تین کھجوریں کھاتے تھے۔

شیخ یونس کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ منیر کی صاحبزادی نے نقل کیا ہے (اور یہ بہت صادق البیان تھیں) کہ ان کے والد نے شیخ عارف سید محمد بن عراق کے پاس جو حجاز میں تھے اپنے وطن بعل کا ایک تھان کپڑے کا لپٹا ہوا بھیجا، جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا:

''لا الہ الا اللہ! شیخ شمس الدین نے ہمارے لیے کفن بھیجا ہے۔''

پھر آپ نے خشک کھجور کے چند بڑے بڑے دانے ان کو بھیجے۔ جب وہ شیخ شمس الدین کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھ کر بہت تعجب کیا اور فرمایا:

''اس تعداد میں ہماری عمر کے سال باقی رہ گئے۔''

پھر 931 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی۔

شیخ محمد السروری:

شیخ محمد السروری رحمۃ اللہ علیہ مشہور بہ ابن ابی الحمائل عارفین کے استاد اور اولیاء کاملین کے امام تھے۔ محمد السروری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ فارسکو کی جامع مسجد کے منارہ میں تھا کہ کچھ ہوا میں آنے والے درویشوں کی ایک جماعت گزری تو مجھے بھی اڑنے کی دعوت دی۔ میں بھی ان کے ساتھ اڑنے لگا۔ مجھے اپنے حال پر تعجب پیدا ہوا تو میں دمیاط کے دریا میں گر پڑا۔ اگر میں خشکی سے قریب نہ ہوتا تو غرق ہو گیا ہوتا۔ وہ سب چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہوا میں اڑتے تھے اور پانی کے مٹکے اٹھا لیتے تھے۔ پانی کے اوپر ایسے چلے جاتے تھے کہ نظروں سے غائب ہو جاتے تھے۔ پھر دونوں ہاتھ خون سے تربتر کیے ہوئے واپس آتے اور فرماتے:

''ہم ایک شخص کے لیے گئے تھے جس کو دریائے شور میں گرفتار کر رکھا تھا۔ ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور کافروں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا ہے۔''

ایک شہر والوں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے خربوزوں کے کھیت میں چوہوں کی کثرت کی شکایت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس کے نشیب میں یہ ندا دے دو کہ محمد بن ابی الحمائل کا حکم ہے کہ تم لوٹ جاؤ۔''

جب انہوں نے یہ ندا دی تو اس کھیت میں ایک بھی چوہا نہ رہا۔ ان کے شہر والوں نے سنا تو اس کی وجہ پوچھی تو

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اصل اجازت ہے وہ نہیں ہوئی (یعنی کوئی ذرہ بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے حرکت نہیں کر سکتا) یہ چوہے بھی اجازت سے کرتے تھے جو کچھ کرتے تھے، میں نے دعا کی اور وہ اجازت نہ رہی تو یہ باز آ گئے۔''

ایک حاکم نے اصرار کر کے آپ کو بلایا اور اپنی جگہ بٹھایا۔ آپ نے چھت بند کی طرف دیکھا تو فرمایا:

''یہ چھت بند ہماری خانقاہ کے مناسب ہے۔''

اس وقت تک خانقاہ تعمیر نہیں کرائی تھی۔ جب تعمیر کرائی اور کسی کو چھت بند خریدنے کے لیے بھیجا تو اس نے بازار میں وہی چھت بند بکتے پایا اور وہ خرید لایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''جب درویش پر حال کا غلبہ ہوتا اور پھر فرو ہو جاتا ہے تو جس وقت وہ فرو ہو جاتا ہے اس کی حالت شیر کی سی ہو جاتی ہے۔ وہ ہر شے کو پھاڑ کھانے کو دوڑتا ہے حتیٰ کہ بیوی بچوں تک کو (اس حالت کے لطف کے جاتے رہنے سے اس کے ہوش و حواس بحال نہیں رہتے۔)''

آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالی ہمت اور ہوا میں اڑنے والے تھے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر میں اڑ کر چلے جاتے تھے۔ شب میں ان پر حال کا غلبہ ہوتا تو غیر عربی، عجمی، ہندوستانی اور دیگر کئی زبانوں میں تکلم فرماتے اور کبھی ساری رات قاق قاق کہتے رہتے اور کچھ ایسے لوگوں سے جو نظر نہیں آتے تھے باتیں کیا کرتے تھے۔ غلبہ حال کے وقت جو کچھ کہہ دیتے تھے ایسے ہی ہو جاتا تھا۔ مصر میں تشریف لائے زاویۃ الحمراء اور پھر زاویہ ابراہیم المواہبی میں سکونت رکھی اور وہیں انتقال فرمایا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ یوسف الحریثی نے بیان کیا ہے کہ میں نے خود شیخ محمد السروی کو دیکھا ہے کہ فارسکو کی جامع مسجد میں ان پر ایک حالت طاری ہوئی تو آپ نے پانی کا بھرا ہوا مٹکا جس میں تقریباً تین قنطار پانی تھا، ایک ہاتھ پر اٹھا لیا اور مسجد میں لیے پھرتے تھے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجلس ذکر میں جب شیخ السروری رحمۃ اللہ علیہ پر سخت حال کا غلبہ ہوتا تھا تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ دیواروں پر لاتیں مارنے لگتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مصر میں 923 ہجری میں ہوئی ہے اور اپنی خانقاہ میں دونوں شہر پناہوں کے درمیان دفن ہوئے ہیں۔

شیخ محمد الشناوی:

شیخ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عارفین اور کامل و مکمل مرشدین میں سے تھے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میلہ کو جو حجاج بن یوسف کے شہروں میں ہوتا تھا باطل کر دیا، کیونکہ اس میں ایک بڑی مخلوق مر جاتی تھی۔ اس لیے کہ حجاج بڑا دشمن اور ظالم تھا۔ ان شہروں پر مسلط تھا، سلطنت کی باگ دوڑ اور میلہ کے تمام لشکر اس کے ہاتھ میں تھے۔ اس پر کسی کا رعب نہیں تھا، تمام شہروں سے لوگوں کو زبردستی لے لیتا تھا کہ وہ پیاس سے مر جائیں۔

شیخ شناوی رحمۃ اللہ علیہ نے فقراء و مساکین پر ترس کھا کر اس کا مقابلہ کیا۔ حجاج کے دل پر ان کا اثر ہوا اور اسے خیال ہو گیا کہ شیخ ان شہروں میں اس کا جو کچھ معمول ہے اس کو باطل کر دیں گے تو اس نے ایک کھانا زہر ملا کر تیار کرایا

Marfat.com

اور شیخ اوران کی جماعت کے سامنے پیش کیا۔ جب سب لوگ کھانا کھانے بیٹھ گئے تو وہ کھانا شیخ کی برکت سے کیڑے ہی کیڑے بن گیا۔

طبقات وسطیٰ میں ہے کہ میں نے ایک مرتبہ سنا کہ شیخ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی مصر کی ضرورت میں مشورہ کر رہے تھے اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا:

''سفر کر جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔''

شیخ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عقیدت تھی اور ان سے نسبت نامہ حاصل تھی۔ یہ بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المنن میں فرمایا ہے کہ شیخ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند مہمان پچاس شخص کے قریب ریف سے آ گئے۔ پھر اس کو جامع ازہر کے آس پاس کے لوگوں نے سن لیا تو وہ بھی آ گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے شیخ شیخ محمد السروری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ بھر گئی۔ پھر گلیوں میں لوگوں کے لیے بوریئے بچھائے گئے اور گلیاں بھی پر ہو گئیں۔ آپ نے اپنے شیخ کے خادم سے فرمایا:

''تمہارے پاس کچھ کھانا بھی ہے۔؟''

اس نے عرض کیا:

''میرا اور میری بیوی کا کھانا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تم اس کو جب تک میں نہ جاؤں پیالہ میں نہ نکالنا۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چادر سے اس برتن کو ڈھک دیا جس میں کھانا تھا اور چمچے سے نکالنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ تمام حاضرین خانقاہ اور تمام باہر کے لوگوں کو وہ کھانا کافی ہو گیا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں نے سیدی محمد بن ابی حمائل رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کیا تو آپ نے فرمایا:

''یہ آخری ملاقات نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ملاقات اور ضرور ہو گی۔''

جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو مجھ کو رویاء سے علم ہوا۔ میرے دل میں ایک وارد نے وارد کیا اور کہا:

''محلہ روح کو چلو۔''

میں اپنے دل کو اس خیال پر عمل کرنے سے روک نہ سکا۔ آخر شیخ کے اس فرمانے کی تصدیق کے لیے ایک مرتبہ اور ملاقات ضرور ہو گی۔ چل دیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نزع کی حالت شروع ہو چکی تھی۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا:

''میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی توجہ اور عنایت سے پلک جھپکنے کی مقدار بھی خالی نہ چھوڑے اور اپنے سامنے تمہارے ستاری فرمائے۔''

Marfat.com

پھر اسی رات آپ کی وفات ہوگئی۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 932 ہجری میں ہوئی اور محلہ روح میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

شیخ علی العمری:

شیخ علی العمری علیہ الرحمۃ سلسلہ شاذلیہ کے طرابلس میں رہنے والے مشہور ولی ہوئے ہیں۔ آپ کی کرامات اور خوارق ہر نوع میں بکثرت ہیں۔ دمشق میں پیدا ہوئے اور آپ کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ ان کے والد گرامی الشیخ مصطفیٰ العمری بھی بہت بڑے ولی اور صاحب کرامات مشہورہ اور مناقب ماثورہ تھے۔

شیخ عمری کی ایک کرامت ایک ثقہ آدمی سے سنی گئی۔ اس نے بتایا کہ شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیروت تشریف لائے۔ جب مشہور تاجر عمر آفندی غزاوی ابھی زندہ تھا۔ آپ اس تاجر کے ہاں مہمان کے طور پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک وقت آپ کہیں سے واپس تشریف لائے تو آپ کے خادم کسی کام سے باہر نکلے ہوئے تھے اور مہمان خانہ کے دروازے بند اور ان پر تالے پڑے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھی یہ دیکھ کر پریشان ہوگئے اور ان میں کچھ ادھر ادھر خادموں کو تلاش کرنے کیلئے جانے لگے تاکہ ان سے دروازوں پر پڑے تالوں کی چابیاں لے کر اندر داخل ہوں۔ انہیں دیکھ کر شیخ فرمانے لگے:

''چھوڑو۔ کوئی ضروری نہیں۔''

اس کے بعد آپ نے دروازوں کو ایک ایک کر کے ہاتھ لگایا تو وہ خود بخود کھلتے گئے۔ پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد خادم بھی آگئے اور کنجیاں ان کے پاس ہی تھیں۔

شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ اخلاق حسنہ کے پیکر تھے۔ عمدہ صفات کے حامل تھے۔ امیر و غریب اور صغیر و کبیر ہر ایک کیلئے انتہائی نرم دل تھے اور صالحین کے دشمنوں کی طرف سے اذیتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا کرتے تھے۔ آپ کے صبر و استقلال کو دیکھا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اور اس کا مخصوص فیض آپ کے شامل حال ہے۔ آپ نے 1322 ہجری میں طرابلس شام میں انتقال فرمایا۔ وہیں دفن کئے گئے۔ اپنے پیچھے کافی تعداد میں بچے بچیاں چھوڑ گئے۔

آپ جب چاہتے اور جس قسم کا پھل چاہتے اسی وقت لا سکتے تھے۔ یہ کرامت آپ سے بہت سے لوگوں نے مجھے سنائی، جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ طرابلس میں آپ کے گھر میں ایک حجرہ تھا۔ اس سے آپ پھل وغیرہ جو چاہتے، برآمد کرلیا کرتے تھے۔ سردیوں میں گرمیوں کے پھل اور گرمیوں میں سردیوں کے۔

شیخ عمری لوگوں سے ہدیہ جات اور صدقہ بھی قبول فرمالیا کرتے تھے، لیکن دوسری طرف آپ کی خیرات اور صدقات کی ادائیگی دیکھی جائے جو آپ یتیموں، بیواؤں اور دیگر ضرورت مندوں کو دیا کرتے تھے تو وہ ان صدقات سے کہیں زیادہ ہوتی جو لوگوں سے آپ کو ملا کرتی تھی۔

شیخ نبہانی فرماتے ہیں کہ جب ہمیں خبر ملی کہ شیخ عمری طرابلس سے لاذقیہ تشریف لا رہے ہیں اور دریائی (سمندری) راستہ کے ذریعہ لانچ پر بیٹھ کر آپ کی آمد تھی۔ میں اس وقت لاذقیہ میں تھا تو ہم بہت سے آدمی لاذقیہ شہر

Marfat.com

سے باہر آپ کے استقبال کیلئے "اسکلہ" تک گئے۔ ہم نے دیکھا کہ سمندر جوش میں ہے اور ہم نے دیکھا کہ طوفان کی وجہ سے کشتی نے بندرگاہ کا راستہ ترک کر دیا ہے اور شمال کی جانب جا رہی ہے تا کہ اسکندرونہ جا کر ٹھہرے کیونکہ سمندر میں طوفان کے وقت ایسا ہی ہوا کرتا تھا کہ اگر کشتی لاذقیہ کی بندرگاہ پر نہ ٹھہر سکتی تو وہ اسکندرونہ کی طرف چلی جاتی۔ یہ دیکھ کر ہم شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات سے ناامید ہو گئے اور واپسی کا پروگرام بنایا۔ جہاں ہم کھڑے تھے وہاں سے شہر تقریباً آدھے گھنٹہ کا سفر تھا۔ ادھر کشتی لاذقیہ سے کافی دور جا چکی تھی اور ام ہانی کے صاحبزادے کے مزار کے سامنے پہنچ چکی تھی۔ یہ مزار لاذقیہ سے شمال کی جانب تقریباً دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے، یہاں ایک پرانی جامع بھی ہے جو مصری جراکتہ بادشاہوں کے دور کی تعمیر شدہ ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اسے تعمیر کرنے والے کا نام کیا تھا اور نہ ہی اس کا سن تعمیر معلوم ہو سکا۔ بہر حال وہاں کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام ہانی کے صاحبزادہ کا مزار ہے۔ واللہ اعلم بالحقیقہ۔

ہم جب شیخ صاحب سے ملاقات ہونے سے ناامید ہو کر واپس لوٹنے کا پروگرام بنا چکے تھے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ کشتی نے رخ پھیر لیا ہے اور لاذقیہ کی طرف واپس مڑ چکی ہے، ہم وہاں تعجب میں ڈوبے کھڑے ہو گئے اور ہم انتظار میں پڑ گئے۔ حتیٰ کہ کشتی لاذقیہ کی بندرگاہ میں آ گئی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کشتی سے باہر تشریف لائے۔ ہم نے آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ کے کشتی سوار ساتھیوں نے ہمیں بتایا:

"ہم جب سمندر طوفان کی وجہ سے کشتی کے لاذقیہ کی بندرگاہ پر نہ ٹھہرنے سے بڑے پریشان تھے تو ڈرے سہمے ہوئے ہم سب نے جناب شیخ سے درخواست کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ کشتی لاذقیہ میں ٹھہر جائے۔ آپ نے ہمیں فرمایا: وہاں ٹھہرے گی اور تم انشاء اللہ وہیں اترو گے۔"

جب کشتی لاذقیہ سے آگے نکل گئی۔ ہم پھر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

"حضور! آپ کا وعدہ پورا نہیں ہوا؟"

فرمانے لگے:

"ابھی وہ واپس پلٹے گی اور وہیں ٹھہرے گی۔"

ادھر کشتی لحہ بہ لحہ لاذقیہ سے دور ہوتی جا رہی تھی اور ہم بھی بار بار آپ سے درخواست کرتے اور وعدہ یاد دلاتے۔ آپ ہر مرتبہ ہمیں یہی جواب ارشاد فرماتے:

"انشاء اللہ وہیں ٹھہرے گی اور تم وہاں ہی اترو گے۔"

پھر جب کسی ظاہری سبب کے بغیر کشتی واپس مڑی تو تمام کشتی سواروں نے آپ کے ہاتھ چوم لیے اور عرض کرنے لگے:

"اللہ تعالیٰ نے آپ کا قول و وعدہ سچ کر دکھایا۔"

شیخ عمری امی تھے، نہ کسی سے کچھ پڑھا تھا اور نہ کبھی لکھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے باوجود جب ضرورت پڑتی تو جس زبان میں لکھنے کی ضرورت پڑتی اسی زبان میں لکھ لیتے تھے۔ میں نے آپ کے ہاتھ سے لکھے فارسی کے دو بیت خود دیکھے جو الحاج ابراہیم کے گھر کی دیوار پر لکھے تھے۔

Marfat.com

شیخ عمری کی کرامت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ زمین پر پڑی کوئی لکڑی اٹھا لیتے یا کوئی شخص آپ کو لا کر پکڑا دیتا پھر اسے اپنے منہ میں رکھ کر (لکڑی کا اگلا حصہ) باہر نکال کر جس رنگ کی چاہتے تحریر کرتے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے بارہا مشاہدہ کیا۔ آپ اپنے تھوک سے سیاہ تحریر لکھتے یعنی لکڑی کے سرے پر تھوک لگا کر اس سے سیاہ رنگ کی تحریر کاغذ پر لکھتے۔ میں نے ان حضرات سے اس بارے میں سنا جنہوں نے سیاہ رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ میں تحریریں دیکھیں۔ بہر حال آپ کے تھوک اور آپ کی پھونک میں عظیم راز تھا۔ اس کے علاوہ آپ کے پورے جسم کو اللہ تعالیٰ کے رازو اسرار کا مجموعہ کہا جاتا ہے۔ آپ اپنا تھوک شریف کسی کی آنکھ میں سلائی سے لگا کر ڈالتے تو اس آدمی کی حسب منشاء وہ ہلکا یا تیز ہوتا اور جس قدر وہ چبھنے والا سرمہ استعمال کرتا اتنی ہی چبھن اسے آپ کے تھوک سے محسوس ہوتی تھی۔ پھر آپ تھوک کو ہی خوشبو کے طور پر استعمال فرماتے۔ جس سے جیسی خوشبو چاہتے وہی محسوس ہوتی۔ آپ کے تھوک کے عجیب تر اسرار میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ جب اپنے عصا (لاٹھی) میں سے نیزہ نکالنا چاہتے، یعنی لاٹھی کا سرا نیزے کی نوک بن جائے تو آپ اس پر اپنا تھوک ملتے۔ پھر اسے جو چاہتے بنا لیتے۔ میں نے خود اس لاٹھی کے سرے کی نوک کو اپنے پاؤں میں چبھا کر دیکھا۔ جب آپ نے اپنے تھوک سے اس میں تبدیلی کی تھی تو مجھے اپنے پاؤں میں اس کی چبھن محسوس ہوئی۔

شیخ عمری اس قدر قوی اور مضبوط شخصیت کے مالک تھے کہ عام لوگوں کی عادات کے خلاف آپ کی قوت دیکھنے میں آئی اور یہ بھی من جملہ کرامات میں سے ہے۔ میں نے بارہا اس کا مشاہدہ کیا کہ آپ تقریباً نوے سال کی عمر ہوتے ہوئے بڑھاپے کے باوجود تشریف فرما ہیں اور حاضرین میں سے مضبوط ترین چند آدمیوں کو بلا کر فرماتے:

''مجھے ذرا زمین پر سے اٹھا کر کھڑا کر دو۔''

وہ آپ کے ہاتھ بازو وغیرہ پکڑ کر اٹھاتے اور پوری قوت صرف کرتے لیکن اس کے باوجود آپ کو اٹھانا تو کجا حرکت بھی نہ دے سکتے۔ آپ یوں لگتے کہ ایک بڑی چٹان زمین پر پڑی ہوئی ہے اور جب چاہتے تو صرف ایک آدمی اور وہ بھی کمزور ترین کے سہارے کھڑے ہو جاتے۔ کسی قسم کا تکلف نہ فرماتے حالانکہ آپ بڑھاپے کے ساتھ ساتھ موٹے بھی تھے۔

شیخ عمری علیہ الرحمۃ کا خرچہ غیب سے چلتا تھا۔ آپ نے بہت سی شادیاں کیں۔ ان میں سے ایک شادی آپ نے نوے سال کی عمر میں کی اور وہ بھی کنواری عورت سے۔ اس سے بیوی کے حقوق بخوبی ادا فرماتے رہے۔ اپنے اہل و عیال کو آپ فراخ دلی سے کھانے پینے کی اشیاء مہیا کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس بہترین گھوڑے تھے جو فی سبیل اللہ (جہاد کے لئے) باندھ رکھے تھے۔ آپ کو مسکوب کی لڑائی میں دولت عثمانیہ کے ہمراہ لڑتے کچھ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ دیکھنے والے بلاشک وشبہ سچے لوگ تھے، حالانکہ آپ ان دنوں طرابلس سے باہر نہیں نکلے تھے، لیکن شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال اس کرامت کی تصدیق کرتے ہیں کہ طرابلس سے نہ نکلنے کے باوجود آپ نے مسکوب کی لڑائی میں شرکت فرمائی اور آپ کا کوئی ذریعہ کسب نہ تھا، لیکن اس کے باوجود آپ نے لاذقیہ میں ایک مکان اور طرابلس میں دو مکان خریدے تھے۔ ان دونوں طرابلسی مکانات میں سے ایک بہت بڑا مکان تھا۔ آپ نے جب ان میں سے کوئی مکان خریدا تو نہ معلوم اس کی ادائیگی کیلئے رقم کہاں سے آگئی۔ جب دوسرا مکان طرابلس میں خریدا تو فروخت کرنے والا آیا اور

Marfat.com

کہنے لگا:

"مجھے اس کی قیمت بہت جلد چاہیے۔"

آپ نے اسے ایک تھیلی سے اس کی مطلوبہ رقم نکال کر اسی وقت دیدی۔ حالانکہ وہ رقم اس قدر زیادہ تھی کہ اس تھیلی میں اس کا چوتھائی حصہ بھی نہ آسکتا تھا۔

شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات لاتعداد ہیں۔ ایسا بہت کم واقع ہوا کہ شیخ موصوف کے ہاں کوئی مسلمان ملاقات کرنے آیا ہو یا مسلمان کے علاوہ کوئی دوسرا آپ سے ملا ہو اور اس نے بوقت ملاقات کم از کم ایک کرامت نہ دیکھی ہو، بلکہ بیک وقت ایک شخص کو کئی کرامات دیکھنے کا اتفاق ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ کی کرامات کی کثرت کی وجہ سے لوگ آپ کی کرامت کو کرامت کی بجائے آپ کی عادت کہا کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بہت سے محروم لوگ آپ سے کرامات کا بارہا مشاہدہ کرتے تھے اور ان کرامات کو وہ کرامات نہیں سمجھتے تھے، کیونکہ کچھ لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ ولی اللہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں ان خوارق عادت افعال کو کرامت کے رنگ میں ظاہر فرمایا، بلکہ لوگ روزمرہ کرامات دیکھ کر اتنا کہا کرتے تھے کہ آپ عجیب آدمی ہیں اور عجیب و غریب ان کی باتیں ہوتی ہیں۔

علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ میں سیدی شیخ علی عمری کی چند کرامات بیان کرتا ہوں۔ ان میں سے کچھ تو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں دیکھنے والوں نے مجھ سے بیان کیں۔ ایک کرامت یہ ہے کہ لاذقیہ میں جب میں آپ کو پہلی مرتبہ ملا۔ اس وقت میں وہاں محکمہ جزاء کا رئیس تھا۔ یہ 1306 ہجری کا واقعہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ دوسرے حاضرین کی بہ نسبت میری طرف خاص متوجہ ہوئے۔ آپ نے میری موجودگی اور حاضری پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور خوش آمدید کہا اور گفتگو کرتے وقت مجھے مخاطب فرمایا۔ دوران گفتگو آپ مجھے ایسی باتیں فرمانے اور بیان کرنے لگے، جن کا تعلق میرے دل سے تھا اور وہ میرے پوشیدہ حالات تھے اور میری خفیہ نیتیں تھیں جنہیں صرف میں ہی جانتا تھا۔ میں نے پہلے سے آپ کی ولایت کا سن رکھا تھا۔ پھر میں نے خود اسے حقیقت پایا اور میں نے جانا کہ آپ نے میرے ساتھ دوران گفتگو جو طریقہ اختیار فرمایا، یہ بھی کرامت کی ہی ایک قسم ہے۔ اس سے میرے دل میں آپ کی محبت بہت شدید ہوگئی۔ ایسی کہ میرے لیے آپ سے جدائی مشکل کام بن گیا۔

پھر ایک اور مجلس میں میں نے آپ سے ایک اپنی اہم مشکل کے بارے میں درخواست کی، وہ یہ کہ میں نے لاذقیہ میں ایک عورت سے شادی کی تھی، لیکن اس کے اخلاق میرے موافق نہ ہوئے۔ میں نے اسے طلاق دینے کا ارادہ کر لیا اور وہ بھی جلدی تاکہ ہمارا باہم مل جل کر رہنا کم سے کم رہے۔ مجھے یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں وہ میرے بچے کی ماں نہ بننے والی ہو۔ اس بات نے مجھے بہت پریشان کیا۔ جب میں نے شیخ کو اپنی بیوی کے ساتھ مذکورہ قصہ کی اطلاع دی۔ مجھے فرمانے لگے:

"آج رات اس سے ہم بستری کرنا، حمل ختم ہو جائے گا۔"

میں نے عرض کیا:

"حضور! میں تو ڈرتا ہوں کہ اس سے پہلے جو ہم بستری کر چکا ہوں، کہیں اس سے وہ حاملہ نہ ہوگئی ہو۔ آپ مجھے ہم بستری کرنے کا حکم دے رہے ہیں، اب جبکہ میں طلاق دینے پر تلا بیٹھا ہوں۔"

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

"وہ حاملہ ہے اور اب جماع کرنے سے حمل گر جائے گا"

میں اس سے قبل بیس دن یا کچھ کم اس سے ہم بستری کر چکا تھا۔ میں نے شیخ کی بات کو مان لیا، کیونکہ میں آپ کا بہت معتقد تھا کہ آپ جو کچھ فرما رہے ہیں وہی درست ہوگا۔ میں اس رات اس کے ساتھ سویا۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئی۔ صبح اٹھتے ہی مجھے کہنے لگی:

"مجھے حیض آ گیا ہے۔"

میں نے یہ دیکھ کر شیخ کی کرامت کو سچا پایا۔ پھر حیض کے اختتام پر میں نے اسے طلاق دے دی۔ جب صبح کے وقت گھر سے فارغ ہو کر میں شیخ موصوف سے ملنے گیا تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے سرخ رنگ کا سرمہ آنکھ میں ڈال رکھا ہے، جیسا کہ خون کا رنگ ہوتا ہے، جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنی آنکھ پر انگلی رکھ کر مجھے اشارۃً بتانا چاہا کہ تمہاری بیوی کو حیض آ گیا ہے۔ میں اس اشارہ کو سمجھ گیا، لیکن میں جان بوجھ کر نادان بنا رہا۔ پھر آپ نے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں فرمایا اور بار بار انگلی اپنی آنکھ پر رکھتے۔ میں بھی متواتر تغافل برتتا رہا۔ گویا آپ کے اشارہ سے میں نے کچھ بھی نہیں جانا۔ جب آپ نے یہ دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھے اور میری طرف تشریف لائے اور میرے پہلو کے قریب بیٹھ گئے۔ مجھے آہستہ سے فرمانے لگے:

"میں نے جو تمہیں اشارۃً بتانا چاہا وہ تمہیں سمجھ نہیں آیا؟ اسے (تمہاری بیوی کو) حیض کا خون جاری ہو گیا ہے جیسا کہ میں نے تمہیں کہا تھا۔"

میں نے شیخ موصوف کے ہاتھ چوم لیے اور میری عقیدت اور بڑھ گئی۔

شیخ نبہانی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس وقت آپ لاذقیہ میں تشریف فرما تھے۔ یہ 1304 ہجری کا واقعہ ہے آپ جس گھر میں بطور مہمان قیام پذیر تھے، اس مہمان نواز کا نام محمد آفندی الاسطہ تھا جو طرابلس شام کا رہنے والا تھا۔ مجھے کہنے لگا:

کاش! تم تھوڑا سا پہلے آ جاتے اور شیخ کی کرامت دیکھ لیتے۔ وہ یہ تھی کہ آپ اس شہر کے متصرف کو پینے کیلئے سادہ خالص پانی دیا جو اس وقت آپ سے ملنے آیا تھا۔ اس کا نام جودت باشا ہے۔ اس نے جب پیا تو وہ "سکنجبین" یعنی اس میں چینی اور لیموں ملا پانی بن گیا تھا۔ اس پر میں نے شیخ موصوف سے عرض کیا:

آپ سے میں بھی یہی پانی پینا چاہتا ہوں لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ میں نے آپ سے بہت زیادہ اصرار کیا اور منت سماجت کی۔ اس وقت آپ نے خالص پانی کا پیالہ اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑا اور ایک پیالا آپ نے بائیں ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ اب آپ پانی والے پیالے سے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی دوسرے پیالے میں ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ خالص پانی سے بھر گیا جس میں چینی اور لیموں بالکل ملے ہوئے نہ تھے۔ پھر وہ مجھے پکڑا دیا۔ پھر میں نے بھی سکنجبین پی۔ ایسی کہ زندگی بھر اس ذائقہ کی نہ پی تھی۔ آپ نے پیالے کا تمام پانی مجھے نہ پینے دیا، بلکہ میرے ہاتھ سے لے کر حاضرین کو دے دیا۔ انہوں نے وہ پی لیا۔

شیخ نبہانی فرماتے ہیں کہ شیخ عمری لاذقیہ میں ہی قیام پذیر تھے۔ میں بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک محفل بپا

Marfat.com

تھی۔ دوسری طرف شام کا ایک مشہور شخص عبدالقادر آفندی میدانی بھی والی کے ساتھ موجود تھا۔ اس نے شیخ سے عرض کی:

"جب آپ قسطنطنیہ میں تھے اور سلطان نے آپ کو بہت سے دینار پیش کیے تھے، لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا تھا۔ آپ یہ واقعہ ہمیں سنا دیجئے۔"

شیخ نے فرمایا کہ ہوا یوں کہ میں سلطان کے ایک خادم بہرام آغا کے ساتھ شاہی باغ میں تھا۔ جو سرائے سلطانی کے اندر واقع ہے اور سلطان اپنے محل سے جھانک کر ہمیں دیکھ رہا تھا۔ بہرام آغا سلطانی اس کے پاس گیا۔ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بہت بڑی تھیلی تھی۔ کہنے لگا:

"آپ یہ تھیلی بادشاہ کی طرف سے بطور ہدیہ قبول کر لیجئے۔"

میں نے اسے کہا:

"مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

اس نے بہت اصرار کیا۔ میں نے اسے کہا:

"اصرار کرنے کی ضرورت نہیں میں اسے نہیں لوں گا۔"

وہ کہنے لگا:

"میں اپنے میں یہ ہمت نہیں پاتا کہ اسے واپس سلطان کے پاس لے جا کر پیش کروں اور کہوں کہ شیخ موصوف نے اسے قبول نہیں کیا۔ اس لیے آپ میرے ساتھ تشریف لے چلئے اور خود اس سے معذرت کیجئے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔"

میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ حتیٰ کہ ہم سلطان کے پاس آ گئے۔ بہرام آغا نے بتایا:

"شیخ انکاری ہیں، تھیلی نہیں لیتے۔"

سلطان نے مجھے تھیلی لینے کو کہا۔ میں نے انکار کر دیا اور کہا:

"مجھے اس کی ضرورت نہیں۔"

جب سلطان نے اصرار کیا تو میں نے اسے تھیلی نکال کر دکھائی۔

یہ گفتگو فرماتے ہوئے شیخ نے اپنی جیب سے ایک تھیلی نکالی۔ اسے میں نے بھی دیکھا اور تمام حاضرین محفل نے بھی دیکھا۔ وہ بالکل خالی تھی، صرف اس کے نچلے حصہ میں معمولی سی کوئی چیز تھی۔ اس تھیلی کی طرف عبد القادر آفندی میدانی مذکور نے ہاتھ بڑھایا اور کہا:

"یہ چھوٹی چھوٹی چابیاں ہیں۔ انہیں تھیلی کے دھاگہ کے ساتھ باندھا گیا تھا۔"

دھاگہ کھولا گیا۔ تھیلی کو الٹایا گیا۔ اس کو آپ اپنی ایک جانب رکھی کرسی پر مارنے لگے اور فرما رہے تھے:

"میں نے سلطان کو کہا: یہ تھیلی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی برکت سے کبھی خالی نہیں ہوگی۔"

اس کے ساتھ ساتھ بار بار آپ اپنی تھیلی کو کرسی پر مارتے تھے۔ آپ جب بھی اسے کرسی پر مارتے تو ہم دیکھتے کہ ہر مرتبہ وہ تھیلی پہلے سے زیادہ بھرتی جا رہی ہے۔ آپ اسے لگاتار مارتے رہے حتیٰ کہ اس کے

Marfat.com

باندھنے کیلئے دھاگہ چھوٹا پڑ گیا اور باندھنا مشکل ہو گیا۔ اس پر آپ نے وہ تھیلی دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لی۔ جیب میں ڈالنے سے قبل اس تھیلی کی طرف عبدالقادر آفندی نے ہاتھ بڑھایا اور کہنے لگا:

''یا شیخ! اب میں اس تھیلی کو ٹٹولنا چاہتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اس تھیلی میں صرف وہی چھوٹی چابیاں تھیں۔ ان کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔''

شیخ ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ پھر بادشاہ نے میری معذرت قبول کر لی۔ میرے قریب ایک عیسائی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا:

''کیا تو نے یہ تھیلی نہیں دیکھی تھی۔؟ جب شیخ نے یہ اپنی جیب سے خالی نکالی تھی اور اسے بھر دیا؟''

وہ کہنے لگا:

''ہاں یہ سب کچھ دیکھا ہے۔! بہت عجیب واقعہ ہے۔''

پھر شیخ کے پاس ایک شخص آیا جو لاذقیہ میں آپ کے مکان کا وکیل تھا۔ آپ نے اسے اس وقت خریدا تھا جب آپ وہاں مقیم تھے اور طرابلس ابھی نہیں آئے تھے۔ وہ کہنے لگا:

''گھر کی دیکھ بھال وغیرہ کیلئے ہمیں کچھ رقم کی ضرورت ہے۔''

اس نے رقم کی مقدار بیان کی جو ضروری تھی۔ آپ نے اسی تھیلی میں سے ہاتھ ڈال کر دس مجیدی ریال اسے دیئے جو پچاس درہم کے برابر تھے۔ تھیلی جوں کی توں رہی۔ یہ کرامت میں نے اور بہت سے حاضرین نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ شیخ عمری کے لاذقیہ رہائش پذیر ہونے کے دوران آپ کے پاس میرے محکمۃ الحقوق العلیا کا ایک خاص رکن حاضر ہوا۔ میں نے اسے سزا سنانے والے محکمہ میں ذمہ داری سونپی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص بہت برے اخلاق والا تھا۔ میں نے اپنے سے اسے دور کرنا چاہا تاکہ مجھے راحت وسکون میسر آئے۔ اس محکمہ کی مشقت کی وجہ سے اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسے وہاں سے نکالوں لیکن میں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ شیخ کے پاس چلا گیا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اس بارے میں اس کی چاہت کے مطابق حکم دیں۔ شیخ نے مجھے حکم دیا:

''اسے اس محکمہ کی مشقت سے نکال دو۔''

میں نہ مانا اور عرض کیا:

''یہ شخص امانت دار ہے اور اس کی امانت اور اہمیت کے پیش نظر میں نے اسے یہ ذمہ داری سونپی ہے۔''

میری بات سن کر شیخ ہنس پڑے اور مجھے فرمایا:

''تم نہیں تو کوئی اور اسے نکالنے والا آ جائے گا۔''

وہ شخص شیخ پر بھی اعتراض کرنے سے نہ چوکتا تھا اور شیخ بھی اسے پسند نہیں فرماتے تھے، لیکن آپ کی عادت یہ تھی کہ جو شخص بھی آپ سے کسی پریشانی اور حاجت کے بارے میں عرض کرتا خواہ وہ آپ کا خیر خواہ ہوتا یا معترض، آپ اس کی ضرورت وحاجت پوری فرما دیا کرتے تھے۔ اس بات چیت کے کچھ ہی عرصہ بعد

Marfat.com

جو زیادہ سے زیادہ تین دن ہوں گے ولایت کے والی ناشد باشا نے اس محکمہ کے تمام افسران کو باہر نکال بھیجنے کا حکم صادر فرمایا، اس وقت وہ لاذقیہ میں تھا۔ ان تمام میں سے ایک آدمی یہ بھی تھا اور حکم دیا کہ دوسروں کو اس ذمہ داری پر لگایا جائے۔ چنانچہ ہم نے پھر اور آدمیوں کا بندوبست کیا اور یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔

علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ لاذقیہ میں شیخ عمری سے میں نے ملاقات کی۔ پھر یہاں سے آپ نے طرابلس کا سفر کیا اور طرابلس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد قسطنطنیہ سے مجھے ایک قابل اعتماد آدمی کا رقعہ ملا۔ یہ شخص احمد جودت باشا کا مقرب تھا جو محکمہ عدل وانصاف کا وزیر تھا۔ اس نے رقعہ میں لکھا:

"محکمہ انصاف کے ناظم نے تمہیں دمشق میں اس محکمہ کا رئیس (افسر اعلیٰ) مقرر کیا ہے اور اس نے اس بارے میں ضروری احکام جاری کر دیئے ہیں اور کل وہ صدر اعظم کے پاس کاغذات بھیج دے گا تاکہ حتمی منظوری کیلئے وہ انہیں سلطان کے سامنے پیش کرے۔ جب سلطان کا ارادہ اس بارے میں مجھے معلوم ہوا اور اس نے اس کا حکم دے دیا تو میں تمہیں اس کی خوشخبری کے طور پر تار روانہ کروں گا۔ اب میں نے رقعہ پیشگی اس لیے لکھ بھیجا ہے تاکہ تمہیں خوشخبری پہلے ہی سنا دوں۔"

جب مجھے یہ رقعہ ملا تو میں نے سیدی شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رقعہ لکھ بھیجا جس میں میں نے انہیں عرض کیا تھا:

"میرے پاس ایک مصدقہ اور سچی خبر پہنچی ہے جو قسطنطنیہ سے میرے دوست نے لکھی ہے کہ مجھے دمشق میں محکمہ انصاف کا رئیس مقرر کر دیا گیا ہے، لیکن میں اس منصب کا انجام نہیں جانتا۔ اب لاذقیہ میں جس عہدہ پر کام کر رہا ہوں میں بہت خوش اور آرام سے ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ دمشق میں مجھے راحت وسکون ملتا ہے یا نہیں؟ لہٰذا آپ اپنی رائے کے بارے میں مجھے مطلع فرمائیں۔"

آپ نے جوابی رقعہ میں لکھ بھیجا:

"تمہیں دمشق میں محکمہ انصاف کا اعلیٰ افسر مقرر نہیں کیا جائے گا۔ باقی ہر کام اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے اور ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، لہٰذا تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

جب شیخ کا یہ رقعہ مجھے ملا۔ اس کے بعد اس دوست کا ایک اور رقعہ آیا، جس میں لکھا تھا:

"تمہاری تقرری کھٹائی میں پڑ گئی ہے اور کسی اور کو اس عہدہ کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ مستقبل میں انشاء اللہ خیر کا پیغام ملے گا۔"

شیخ نبہانی فرماتے ہیں کہ شیخ عمری کی ایک کرامت یہ ہے کہ میں لاذقیہ میں محکمہ انصاف کا اعلیٰ افسر تھا۔ یہاں سے میرا تبادلہ قدس میں اسی عہدہ پر ہو گیا۔ لاذقیہ میں ایک مفتی صاحب تھے جن کا نام عبدالقادر آفندی تھا۔ لاذقیہ میں ان کے خاندان کا تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فتویٰ چل رہا تھا۔ ان کے اصل جد امجد کا تعلق ایران سے تھا، وہ وہاں سے لاذقیہ آ گئے اور ان کے جد امجد یہاں کے مفتی بنا دیئے گئے۔ ان کے بعد یہ ذمہ داری اور منصب ان کی اولاد میں بھی باقی چلا آ رہا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ سیدنا شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ لاذقیہ تشریف لائے تھے تو آپ کی

Marfat.com

اس وقت کے مفتی صاحب نے بڑی آؤ بھگت کی اور بہت احترام واکرام سے پیش آئے تو سیدی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کیلئے اوران کی اولاد کیلئے دعا کی تھی کہ افتاء کا معاملہ اللہ تمہارے پاس ہی رکھے گا۔

مفتی عبدالقادر آفندی کو مجھ سے محبت نہ تھی اور نہ ہی مجھے اچھا سمجھتا تھا، کیونکہ میں نے ایک مرتبہ اس کی ضرورت پوری نہ تھی جو میرے محکمہ کے متعلق تھی اوراس نے اسے پورا کرنے کی مجھے درخواست بھی کی تھی۔ جب مجھے یہ حکم ملا:

"اب تمہاری ذمہ داری یہاں سے تبدیل ہو کر قدس مقرر کر دی گئی ہے۔"

تو انہی مفتی صاحب نے کچھ ایسی میرے خلاف حرکات کیں جو مجھے بری لگیں۔ پھر میں ایک بحری جہاز کے ذریعہ یافہ کیلئے روانہ ہوا تا کہ قدس پہنچ جاؤں۔ جب یہ جہاز طرابلس پہنچا اور اس کا پروگرام یہ ہوتا تھا کہ طرابلس میں ایک دن مکمل ٹھہرتا۔ میں اس سے اتر کر شہر میں گیا تا کہ سید علی عمری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر لوں۔ میں آپ کے گھر حاضر ہوا لیکن آپ اس وقت گھر تشریف فرما نہ تھے۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ آپ باغات میں گھومنے نکل گئے ہیں، لیکن انہیں یہ علم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور بتایا کہ وہ شام ڈھلے واپس لوٹیں گے۔ یہ سن کر میں بہت زیادہ پریشان ہوا۔ طرابلس کے ایک باشندہ نے مجھے اپنے گھر دعوت کیلئے کہا، میں وہاں گیا۔ اس کے پاس شام تک میں رہا۔ میں وہاں سے اسکلہ طرابلس گیا۔ شہر اوراس جگہ کے درمیان تقریباً ایک میل کی مسافت تھی جسے آدھ گھنٹہ میں طے کیا جا سکتا تھا۔ جب میں ابھی راستہ میں نہیں تھا اور میں عربی گھوڑے پر سوار تھا، میں نے دیکھا کہ سامنے سے شیخ علی عمری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ اسکلہ کی جانب سے آپ ساتھیوں سمیت گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے تھے۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ میں بھی اور آپ بھی بمعہ ساتھیوں کے اپنے اپنے گھوڑے سے اترے، میں نے آپ کی دست بوسی کی۔ پھر کچھ دیر ہم وہاں بیٹھے رہے۔ بیٹھتے ہوئے سب سے پہلی بات جو آپ نے مجھے فرمائی وہ یہ کہ لاذقیہ کے مفتی صاحب سے مواخذہ نہ کرنا۔ انہوں نے جو کہا اسے بھول جاؤ۔ میں نے آپ کے اس ارشاد کو بھی آپ کی کرامت ہی سمجھا۔

مجھے آپ کے ساتھیوں نے بتایا:

"اللہ کی قسم! عجیب بات ہے کہ شہر کی طرف جانے کا ہمارا یہ راستہ نہیں ہے۔ وہ دوسرا راستہ ہے جو اس سے بہت زیادہ مختصر اور قریب ہے۔ جب ہم نے اس قریب ترین راستے پر چلنا چاہا تو شیخ نے ہمیں کہا کہ ہم اسکلہ کی طرف سے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا: ہمارے آقا! یہ ہمارا راستہ نہیں ہے اور یہ ہے بھی لمبا۔ اس لیے اسے اختیار کرنا اس کی کوئی وجہ نہیں۔ آپ نے انکار کر دیا اور اصرار کیا کہ اسی راستہ سے واپس جائیں گے۔ ہم نے بادل نخواستہ آپ کی بات مان لی۔ اب جبکہ ہم نے تمہیں دیکھا ہے تو اس راستہ سے آنے کا راز ہم پر کھل گیا ہے اور ہمیں اس کی حکمت معلوم ہوئی۔"

اس کے بعد میں نے آپ سے اجازت لی اور سفر پر روانہ ہو گیا۔

شیخ عمری صاحب جب بیروت میں تھے اس وقت یہاں کا والی دولت عثمانیہ کا ایک وزیر علی پاشا مرحوم تھا۔ یہ شخص بہت اچھے اخلاق کا مالک تھا اور شیخ موصوف کی بہت تعظیم وتوقیر کیا کرتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ان دنوں بیروت میں

Marfat.com

مختلف حوادث و واقعات میں آدمی قتل ہو گئے۔اس سے والی مذکور کو تشویش ہوئی۔شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس تشریف فرماتے۔میں بھی وہاں موجود تھا تو والی مذکور نے ان امور کی شکایت کی اور اس سے پریشانی کا اظہار کیا۔اس وقت شیخ صاحب نے اپنے ہاتھ میں شیشہ کا پیالہ پکڑا ہوا تھا۔آپ نے اسے زور سے دبایا تو وہ ٹوٹ گیا اور شیخ کا ہاتھ زخمی ہو گیا۔خون بہنا شروع ہو گیا۔خادم نے برتن لایا تا کہ اس میں آپ کا خون آلود ہاتھ دھلایا جائے۔والی مذکور گھبرا گیا۔پھر شیخ صاحب نے اسے سمجھایا کہ میں نے یہ جان بوجھ کر کیا ہے،تا کہ خونیں حادثات ختم ہو جائیں اور بیروت میں قتل کے واقعات رک جائیں۔پھر یونہی ہوا۔اس دن کے بعد قتل کا کوئی واقعہ رونما نہ ہوا۔حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد والی مذکور فوت ہو گیا اور وہاں اور والی مقرر کر دیا گیا۔

شیخ نبہانی کہتے ہیں کہ شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ جب بیروت میں تھے تو ان دنوں میرا حقیقی بھائی بیروت آیا جس کا نام الحاج مصطفےٰ تھا۔اسے ایک لاعلاج مرض تھا وہ تقریباً تیرہ سال سے اس مرض میں مبتلا تھا۔مرض معدہ میں تھا اور اس قدر تکلیف دہ کہ ابھی مرا ابھی مرا،لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس مرض سے شفاء تو عطا فرما دی،لیکن معدہ انتہائی کمزور ہو چکا تھا اور اسے اس کی وجہ سے سخت درد تھا۔زندگی بے کار سی ہو کر رہ گئی تھی۔ایک اور بیماری اس کی گردن میں تھی جسے خنازیر کہتے ہیں۔اس نے اور بھی کمزور کر دیا تھا اور گردن کے بارے میں بہت تشویش تھی۔میں اسے اپنے ساتھ شیخ صاحب کے پاس لے گیا جبکہ وہ اس شدید تکلیف میں تھا۔شیخ نے فرمایا:

"ضروری ہے کہ پہلے اس کو بیروت کے ماہر اطباء کے پاس لے جا کر دکھاؤ۔اگر وہ اس کے علاج سے عاجزی کا اظہار کریں تو میں دوا دیدوں گا۔"

میں چند حکیموں کے پاس اسے لے گیا۔انہوں نے اس کا علاج تجویز کیا لیکن کسی چیز نے فائدہ نہ دیا۔پھر ہم شیخ کے پاس اس کے علاج کیلئے آئے۔آپ نے فرمایا:

"میں جانتا ہوں کہ کسی حکیم اور طبیب سے اس کا علاج سودمند نہ ہوگا۔اس کے باوجود میں نے تمہیں ان کے پاس اس لیے بھیجا تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ مرض کتنا اہم ہے۔انشاء اللہ اس کی شفاء میرے ہاتھ میں ہے۔"

پھر آپ نے میرے بھائی کو آواز دی اور فرمایا:

"اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھاؤ اور پیٹ کو ننگا کرو۔"

اس نے کپڑا اٹھا دیا۔شیخ نے ایک چھری اپنے ہاتھ میں پکڑی جو بالکل چھوٹی سی تھی اور چھری چھوٹے سے تیر کی بنی ہوئی تھی۔آپ نے اس چھری کو اس کے معدہ میں گھسا دیا اور اندر سے اسے حرکت دینے لگے۔ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھتے (معدہ کے اندر ہی) آپ نے ایسے بار بار کیا۔پھر دوسری رات بھی ایسے ہی کیا اور تیسری رات بھی اسی طرح کیا۔پھر فرمایا:

"اب معدہ کا مکمل علاج ہو گیا ہے۔الحمد للہ!"

آپ کے اس کے بعد خنازیر کا علاج بھی چھری سے ہی کرنے لگے۔آپ خنازیر کی جگہ کو پہلی،دوسری اور تیسری رات کاٹا۔پھر فرمایا:

Marfat.com

"الحمدللہ! شفاء ہوگئی ہے۔"

میرے بھائی نے مجھے بتایا کہ آپ جب چھری میرے معدہ میں مارتے تھے تو مجھے انتڑیوں میں لوہے کی ٹھنڈک محسوس ہوتی تھی اور مجھے تکلیف بھی ہوتی تھی۔ یونہی آپ نے جب میری گردن کا علاج کیا، تب بھی یہی کیفیت تھی۔ یہ اور بات ہے کہ اس سے خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ جب چھری باہر کھینچتے تو تھوڑا سا تھوک انگلی پر لگا کر زخم کی جگہ لگا دیتے۔ خون نہ نکلنے میں یہی راز تھا۔ واللہ اعلم!

پھر میرا بھائی سفر پر روانہ ہوگیا اور ایک مہینہ بعد واپس آیا اور آتے وقت اپنے ساتھ شہد، جما ہوا دودھ اور کلونجی ساتھ لایا جو ہدیتاً شیخ صاحب کی خدمت میں پیش کیں۔ ہمارے گھر میں سبز رنگ کا خربوزہ تھا۔ میں نے بھائی کی گردن دیکھی تو خنازیر کا نام ونشان تک نہ تھا۔ میں نے معدہ کی بیماری کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگا:

"بیماری مکمل طور پر ختم ہوگئی ہے۔ الحمدللہ! لیکن اس کے بعد ایک اور مرض آگیا ہے۔ وہ یہ کہ میرے سر پر چکر آنے شروع ہوگئے ہیں۔ اسے عام لوگ "دوخان" کی بیماری کہتے ہیں۔ یہ بیماری مجھے پہلے نہ تھی۔"

پھر جب ہم شیخ کو سلام کرنے گئے تو آپ کو اس نئی بیماری کا ہم نے بتایا۔ آپ نے فوراً فرمایا:

"تمہارے گھر میں شہد موجود ہے، جما ہوا دودھ اور کلونجی بھی ہے۔ ان میں سے ہر ایک اتنی اتنی مقدار لے کر سبز خربوزہ کو توڑ کر اس میں یہ اشیاء ملا کر اسے کھلاؤ اور اچھی طرح چبا کر کھائے۔ اللہ کے حکم سے شفاء ہو جائے گی۔"

علی الصبح میرے بھائی نے ایسے ہی کیا تو باذن اللہ! اسے شفاء ہوگئی۔ اب اس میں معمولی بیماری بھی نہ رہی تھی۔ اس میں آپ کی دوسری کرامت بھی ہے، وہ یہ کہ آپ کو بذریعہ کشف معلوم ہوگیا کہ میرا بھائی کیا کیا چیز ہدیہ کے طور پر لایا تھا اور یہ بھی آپ کو معلوم ہوگیا کہ ہمارے گھر میں خربوزہ بھی ہے۔

شیخ نبہانی کہتے ہیں کہ جب شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ بیروت میں قیام پذیر تھے تو نابلس کے علماء میں سے ایک عالم جن کا نام الشیخ عباس الخاش تھا میرے پاس آئے اور مجھ سے ایک اپنے مرض کی شکایت کی جو لاعلاج تھا اور اطباء نے جواب دے دیا تھا۔ اس نے بہت سی ادویات بھی استعمال کیں لیکن کوئی افاقہ و فائدہ نہ ہوا۔ بیماری ان کی یہ تھی کہ اس کے چڑے میں گرمی بھر گئی تھی جو ہر وقت اسے ستاتی تھی، وہ ہر وقت کھجلی کرتا رہتا تھا جس سے وہ بہت پریشان تھا۔ میں نے اسے اپنے بھائی کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ سنایا کہ کس طرح شیخ نے اس کے لاعلاج مرض کا علاج کیا۔ میں نے اسے کہا:

"آپ کو بھی میرے ساتھ شیخ موصوف کے پاس چلنا چاہیے۔"

چنانچہ ہم دونوں شیخ موصوف کے پاس آگئے۔ جب شیخ نے اسے دیکھا تو فرمانے لگے:

"انشاء اللہ! شفاء ہو جائے گی۔"

آپ اسے اپنے ساتھ حجرہ میں لے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ پھر اس کے معدہ پر سے کپڑا اٹھایا اور تیر سے بنی ہوئی چھوٹی سی چھری کئی جگہ چبھوئی۔ اسے پھر باہر چڑے کی طرف کھینچا اور اس کی انتڑیوں میں

Marfat.com

گھسیڑ دیا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اس جگہ ہاتھ رکھ کر محسوس کرایا۔ چھری کر پھل اس شخص کے پیٹ کے اندر تک گھس گیا تھا، اس کے بعد آپ نے اسے چھوڑ دیا اور چھری نکال کر اپنی ہتھیلی میں رکھ لی۔ ہم حجرہ سے باہر آنے کیلئے کھڑے ہوئے تا کہ جہاں عام لوگ بیٹھتے ہیں وہاں آ جائیں تو اس عالم نے شیخ سے عرض کی:

''میری پشت باقی رہ گئی ہے کہ آپ نے اس پر چھری استعمال نہیں فرمائی۔''

اس وقت شیخ موصوف نے میری چھری پکڑی اور اس کو اس کی پشت میں چبھو دیا۔ اسے سخت درد ہوا اور کہنے لگا:

''میری پشت سے شیخ نے چھری نہیں بلکہ تیر نکالا ہے جس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی تھی۔''

پھر ہم چلے گئے۔ میں نے اس عالم سے بعد میں دریافت کیا:

''اب کیسے ہو؟''

کہنے لگا:

''اللہ کا شکر ہے۔ شیخ کے علاج سے بالکل تندرست ہو گیا ہوں اور مرض دوبارہ نہیں ہوا۔''

شیخ نبہانی کہتے ہیں کہ شیخ عمری جب لاذقیہ تشریف لائے تو میری والدہ کو ایک بیماری نے پریشان کر رکھا تھا۔ میں نے شیخ موصوف سے اس بارے میں درخواست کی۔ ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ مرض کیا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''یہ تو کوئی چیز نہیں۔ صرف رحم کی بیماریوں میں سے ایک ہے جو ایسی عورتوں کو ہو جایا کرتی ہے جو حیض آنے کی عمر سے بڑھ جائیں۔''

پھر آپ نے پانی سے بھرا پیالہ لیا، اس پر کچھ پڑھ کر دم کیا اور فرمایا:

''یہ لے جاؤ اور انہیں پلا دینا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفاء ہو جائے گی۔''

میں نے پیالہ لیا۔ والدہ کے پاس آ کر انہیں پلایا۔ پینے کے ساتھ ہی فرمانے لگیں:

''بیماری مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے۔''

یہ بیماری پھر اب تک لوٹ کر نہیں آئی۔ میری والدہ ابھی بقیہ حیات ہیں۔ اس واقعہ کو بیس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ والدہ کی عمر نوے سال سے متجاوز نہیں ہوئی۔ والحمد للہ!

بیروت میں رہائش کے دوران شیخ عمری ایک رات احمد باشا مرحوم سے ملنے گئے۔ یہ شخص بیروت کی ممتاز شخصیت تھی اور ان بڑے لوگوں میں سے ایک تھا جو اولیاء کرام اور صلحاء سے عقیدت رکھتے ہیں۔ میں بھی شیخ موصوف کے ہمراہ تھا۔ آپ نے وہاں طرابلس کا ایک مشہور آدمی بھی دیکھا۔ جب آپ وہاں سے باہر نکلے تو وہ بھی نکل آیا اور آپ سے عرض کرنے لگا:

''میں بھی آپ کے ساتھ بطور مہمان رہوں گا۔''

شیخ موصوف اس کی بات سے کچھ شرماسے گئے اور یہ بات آپ کو پسند نہ آئی لیکن آپ نے اسے کوئی اہمیت

Marfat.com

نہ دی۔ اس لئے کہ یہ احتمال تھا کہ شاید یہ شخص مذاق کر رہا ہو، اس کے باوجود شیخ نے اسے کہا:
"تمہارا پروگرام ہمیں قبول نہیں۔"
اس نے انکار کر دیا اور اصرار کرنے لگا، جس سے معلوم ہوا کہ وہ مذاق نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ حقیقتاً یہ پروگرام بنا چکا تھا۔ چنانچہ شیخ موصوف میری طرف متوجہ ہوئے اور تھوڑا سا جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا:
"میں اس کے ساتھ عنقریب ایسا کام کروں گا جس کی وجہ سے اس کا ہمارے ساتھ ٹھہرنا مشکل ہو جائے گا۔"
جب چلتے چلتے ہم ایک ایسے مکان کے قریب پہنچے جہاں سے مختلف گلیاں نکلتی تھیں، شیخ موصوف نے اس شخص کو کہا:
"اللہ حافظ!"
یعنی آپ یہ بتا رہے تھے کہ اب تم جہاں چاہے جا سکتے ہو ہماری طرف سے اجازت ہے اور ہم الحاج ابراہیم کے گھر جا رہے ہیں۔ اس نے پہلے کی طرح جانے سے انکار کیا اور ساتھ چلنے پر اصرار کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ذرا سخت لہجہ میں اسے کہا:
"آؤ! آؤ چلیں۔!"
وہ آپ کے ساتھ چلتے چلتے ابراہیم الحاج کے گھر چلا گیا اور میں وہاں سے اپنے گھر آ گیا۔ صبح معلوم ہوا کہ وہ شخص جب اسی حجرہ میں سونے لگا، جہاں شیخ موصوف اور آپ کا خادم آپ کی زوجہ کا بھائی محمد دبوسی نے سونا تھا۔ گھر والوں نے اس کیلئے بستر بچھایا تا کہ وہ بھی آرام سے سو جائے۔ جب کچھ رات ہوئی تو وہاں "ناموس" نامی مچھر بہت سی تعداد میں جمع ہو گئے۔ شیخ اور خادم دونوں میں سے کسی کے پاس ان مچھروں میں سے ایک مچھر بھی نہ آتا تھا اور اس پر یوں ٹوٹ پڑے تھے جس طرح شہد کی مکھیاں کسی کو گھیر لیتی ہیں۔ وہ حجرہ سے باہر کھلے میدان میں نکل آیا، لیکن مچھروں نے اسے یہاں بھی نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ گھر سے باہر آ گیا۔ اس وقت آدھی رات ہو چکی تھی چنانچہ وہ وہاں سے گھبرا کر چلا گیا پھر واپس نہیں آیا۔

شیخ نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ میرے گھر رونق افروز تھے۔ حاضرین میں سے ایک شخص حقہ میں تمباکو پی رہا تھا، وہ شخص کسی کام کیلئے باہر گیا پھر جلد ہی واپس آ گیا۔ جب باہر نکلا تو شیخ موصوف اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے حقہ کے پاس گئے۔ اسے پکڑا اور دو چار کش لگائے۔ پھر اسے جوں کا توں چھوڑ کر اپنی جگہ واپس آ گئے، گویا آپ نے اس کی عدم موجودگی میں کوئی کام کیا ہی نہیں۔ جب وہ واپس آیا اور حقہ سے کش بھرا تو فوراً بولا:
"میرے حقہ کے ساتھ کسی نے کیا کیا ہے؟"
ہم نے اس سے پوچھا:
"کیا ہو گیا؟"
کہنے لگا:
"تمباکو بہت زیادہ کڑوا ہو گیا ہے، اتنا کڑوا کہ میں کش لگا نہیں سکتا۔"

Marfat.com

ہم سب ہنس پڑے اور جو بات ہوئی تھی ہم نے اسے بتا دی۔ پھر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دوبارہ کش بھرا تو فرمانے لگے:

''اس میں تو کوئی کڑواہٹ نہیں ہے۔''

چنانچہ اس آدمی نے حقہ پکڑا اور کش بھرا اور کہنے لگا:

''اب تو یہ اپنی حالت کے مطابق ہو گیا ہے۔ اس کی کڑواہٹ جاتی رہی ہے۔''

میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ آپ حقہ میں تمبا کو بھر کر کش لگاتے یا سگار پیتے۔ تھوڑا سا استعمال کرنے کے بعد اس کے مالک کو دے دیتے تو وہ اس میں مشک کی طرح خوشبو پاتا۔ آپ کے بارہا ایسا کرنے سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی یہ عادت بن گئی ہے۔ کرامت کا ظن نہ ہوتا۔

امام نبہانی کہتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ جب بیروت میں الحاج ابراہیم الطیارہ کے گھر تشریف فرما تھے تو ایک مرتبہ مجھے الحاج مذکور نے کہا:

''شیشہ کا یہ پیالہ دیکھو جو حجرہ کی دیوار کی انتہائی بلندی پر چپکا ہوا تھا۔''

میں نے دیکھا تو ابراہیم مذکور نے اس کے بارے میں مجھے بتایا کہ خادم اس پیالہ میں شیخ صاحب کیلئے پانی لے کر آیا تھا۔ جب آپ اس سے قبل یہاں دستر خواں پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے اس سے پانی پیا۔ پھر اسے دیوار کی بالائی طرف پھینکا۔ وہ وہیں چپک گیا، جیسا تمہیں نظر آ رہا ہے۔ پھر شیخ صاحب نے انہیں فرمایا کہ اسے یہاں سے اتار لو تو انہوں نے اتار لیا۔

امام نبہانی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شیخ صاحب کے پاس الحاج ابراہیم کے گھر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے پانی طلب کیا۔ پانی لایا گیا۔ آپ نے پیالہ میں سے پانی پی کر پیالہ کو اپنے سامنے پڑی لکڑی کی میز پر رکھ دیا۔ خادم آیا تا کہ اسے اٹھا کر لے جائے، جب اٹھانا چاہا تو دیکھا کہ وہ میز کے ساتھ چپک گیا ہے۔ اس کے اٹھانے کے ساتھ میز بھی اٹھتی جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر شیخ ہنس پڑے اور ہم بھی ہنس پڑے اور خادم سے پوچھنے لگے:

''کیا واقعہ ہے؟ پیالہ میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔''

پھر شیخ نے پیالہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر خادم کو دیدیا۔

امام نبہانی کہتے ہیں کہ جب شیخ عمری لاذقیہ میں آپ قیام پذیر تھے تو ایک رات ہم آپ کے پاس بیٹھے ادھر ادھر کے واقعات سن سنا رہے تھے۔ یہ محفل شہر لاذقیہ کے متصرف کے گھر بپا تھی اور بھی بہت سے لوگ محفل میں موجود تھے۔ ان میں سے ایک شخص اپنی داڑھی مونڈ رہا تھا۔ اس کی عمر تیس سال کے لگ بھگ تھی اور احمد آفندی السکتہ اس کا نام تھا۔ طرابلس کا رہنے والا تھا۔ لاذقیہ میں حکومت کی طرف سے محرر تھا۔ اسے شیخ موصوف نے آواز دی اور فرمایا:

''میرے پاس زمین پر سے چھوٹی سی لکڑی اٹھا کر لاؤ۔''

اس نے ادھر ادھر تلاش کی حتیٰ کہ مل گئی اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ شیخ نے اسے ہاتھ میں لیا اور اسے فرمایا:

''بیٹھ جاؤ!''

Marfat.com

وہ بیٹھ گیا اور شیخ نے اس کی داڑھی کے اطراف سے بال مونڈنا شروع کر دیئے۔ اس سے اسے بتانا چاہتے تھے کہ داڑھی مونڈنا نہیں چاہیے بلکہ اسے یونہی رکھنا چاہیے۔ میں آیا اور اس کی ایک طرف بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں پکڑی لکڑی سے اس طرح بال نیچے گر رہے ہیں جس طرح تیز استرا سے گرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص پوری داڑھی والا بن گیا۔

بیروت کا سابق والی رشید باشا تین سال سے طرابلس میں مقیم تھا۔ ایک دن شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ اس کے ہمراہ طرابلس سے باہر نکلے۔ کچھ لوگ وہاں بکری کا بچہ ان کے اکرام کیلئے ذبح کرنا چاہتے تھے لیکن انہیں چھری نہ ملی۔ شیخ اٹھے اور ایک لکڑی لے کر اس سے اس بچہ کو ذبح کر دیا اور ذبح بھی بہت اچھا کیا، جیسا کہ تیز دھار چھری سے ممکن ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر والی اور حاضرین دہشت زدہ ہو گئے۔

شیخ عمری سے یہ کرامت اس قدر کثیر تعداد میں وقوع پذیر ہوئی کہ یہ آپ کی کرامت کی بجائے عادت میں شمار کی جانے لگی۔ وہ یہ کہ جب بھی کوئی شخص آپ کے پاس آنکھ دکھنے یا آنکھ کی کسی اور بیماری کی شکایت لے کر آتا تو آپ اسے فرماتے:

''زمین پر پڑی چھوٹی سی لکڑی یا گھاس پھوس لے آؤ''

وہ لے آتا۔ آپ اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کبھی تو اس پر پھونک دیتے اور کبھی اپنی زبان پر یا دونوں ہونٹوں کے درمیان رکھ کر اٹھا لیتے اور پڑھتے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پھر ہر آنکھ میں اسے تین تین مرتبہ پھیرتے تو غالباً شفاء ہو جاتی۔ ایسا کرنے سے مریض کو سخت درد ہوتا۔ وہ یوں سمجھتا کہ کوئی بہت زیادہ چبھنے والا سرمہ آپ نے لگا دیا ہے۔ میں خود بھی اس تجربہ سے گزرا ہوں۔ آپ نے جب میری آنکھ میں تنکا پھیرا تو یوں محسوس ہوا کہ میری آنکھ پھوٹنے والی ہے۔ میں اگر آنکھ کھولنا چاہتا تو بہت مشکل سے کھول پاتا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ درد دور ہو جاتا اور بالکل ختم ہو جاتا۔ میں نے درد کے اختتام پر آنکھیں کھولیں تو وہ بالکل تر و تازہ تھیں، تندرست تھیں اور ان میں دیکھنے کی صلاحیت پہلے سے زیادہ ہو چکی تھی۔ یہی کیفیت ہر اس شخص کے ساتھ ہوتی جو آپ سے اس طرح کا علاج کراتا۔

شیخ عمری علیہ الرحمۃ 1314 ہجری میں بیروت تشریف لائے اور عبدالقادر آفندی دنا فنجی کے ہاں بطور مہمان آپ نے قیام فرمایا۔ یہ شخص بیروت کے بڑے بڑے لوگوں میں سے ایک تھا۔ آپ کے پاس ایک بیمار کو لایا گیا جو زندگی سے ناامید ہو چکا تھا۔ اسے گھر سے چارپائی وغیرہ پر اٹھا کر لایا گیا تھا۔ وہ حرکت تک نہ کر سکتا تھا۔ آپ نے ان لانے والوں کو فرمایا:

''اسے پشت کے بل لٹا دو۔''

انہوں نے آپ کے کہنے کے مطابق لٹا دیا۔ لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ شیخ صاحب اس پر اپنا ہاتھ پھیرنا شروع ہو گئے اور ساتھ ساتھ کچھ پڑھتے جا رہے تھے اور اس کیلئے شفاء کی دعا بھی فرماتے۔ پھر اسے اس کے ہاتھوں سے پکڑا اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔''

اسے زمین پر سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ وہ اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ چوما اور اپنے گھر پیدل

Marfat.com

چل کر گیا۔ یہ آپ کی بہت عظیم کرامت ہے۔ میں اس کرامت کے واقع ہونے کے تھوڑی دیر بعد وہاں پہنچا تو حاضرین نے مجھے یہ کرامت سنائی۔

امام نبہانی کہتے ہیں کہ شیخ عمری کی ایک کرامت یہ بھی تھی کہ لوہا آپ کے ہاتھ لگنے سے ہی نرم ہو جاتا تھا۔ میں نے لاذقیہ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے ایک حجرہ کی موٹی تازی لوہے کی بنی چابی اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں رکھی اور اسے کسی آلہ کے بغیر ٹیڑھا کر دیا۔ اس قسم کے واقعات دیکھنے والوں نے مجھے بتایا یہ کرامت آپ سے بکثرت دیکھنے میں آئی۔

امام نبہانی کہتے ہیں کہ قدس میں آپ کے ہاتھوں چاندی موم ہوتے دیکھا گیا۔ اس وقت وہاں کا متصرف رؤف پاشا تھا۔ یہ واقعہ انیس مجیدی سکہ جات کے ساتھ دیکھنے میں آیا۔ متصرف مذکور کے ہاتھ میں وہ سکہ جات مروڑے ہوئے موجود تھے۔ مجھے اس نے بتایا کہ یہ کام شیخ علی عمری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ آپ نے ان سکہ جات کو اپنے ہاتھ میں پکڑا۔ اس وقت یہ سکہ جات اپنی اصلی حالت میں چوڑے چوڑے تھے۔ آپ نے ان کا کچھ حصہ اپنی پیشانی پر رکھا اور دوسرا حصہ اپنی انگلیوں میں لے کر انہیں ٹیڑھا کر دیا کوئی ہتھیار آپ کے پاس نہ تھا۔ سکہ جات فوراً ٹیڑھے ہو گئے اور آپ کی پیشانی پر معمولی سا بھی نشان نہ پڑا۔ میں نے وہ سکہ جات اپنے پاس محفوظ کر لئے تھے۔ یہ وہی سکہ جات ہیں۔ آپ نے مجھے دے دیئے تھے۔ میرے لئے یہ باعث برکت ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کام مجیدی ملک سکہ جات اور اس کے چوتھائی سکہ کے ساتھ کئی مرتبہ کیا۔ میں نے ان میں سے چند سکے اپنے ایک دوست الفاضل محمد علی افندی کے پاس بھی دیکھے جو ہمارے محکمہ کا سب رجسٹرار تھا۔ اس نے یہ سکہ جات اپنے والد گرامی جناب حسن آفندی سے لیے تھے جو شیخ موصوف کے خاص الخاص مرید اور بہت زیادہ عقیدت مند تھے۔

شیخ کے زمانہ میں لاذقیہ کا سلطان کی طرف سے گورنر احمد باشا اباظہ تھا۔ اس عہدہ کو وہ لوگ اپنی اصطلاح میں "متصرف" کہتے تھے۔ قسطنطنیہ میں ہوتے ہوئے اس سے قبل شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ بہت بڑی نیکی اور بھلائی کی تھی۔ اب جبکہ شیخ صاحب لاذلیہ تشریف لائے تو اس کے گھر بطور مہمان ٹھہرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ اس نے اپنی جماعت میں سے ایک آدمی کو کہا:

"تم شیخ موصوف کو اپنے گھر لے جاؤ"

اس نے آپ کو اپنے ساتھ لیا اور گھر آ گئے۔ کچھ دن گزرنے کے بعد میں آپ کے پاس اسی آدمی کے گھر بیٹھا ہوا تھا جس کے گھر آپ کو مہمان بنایا گیا تھا۔ اس کا نام محمد آفندی الاسطہ تھا اور طرابلس شام کا رہنے والا تھا اس آدمی (مہمان نواز) نے بتایا کہ گورنر مذکور نے آپ کیلئے ہدیہ روانہ کیا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ہدیہ آپ کو دکھایا وہ بچی بچائی چیزوں کے ٹکڑے تھے جن کی معمولی قیمت تھی۔ یہ ہدیہ بتاتا تھا کہ گورنر کو شیخ سے کوئی سروکار نہیں ہے اور اس کے دل میں ان کا مقام ایک عام آدمی کا سا ہے لیکن اس کے مقابلے میں شیخ صاحب نے قسطنطنیہ میں جو بھلائی اس کے ساتھ کی تھی اگر اس کی اور اس کی قیمت لگا کر فرق واضح کیا جائے تو دو سو گنا سے بھی زیادہ فرق نظر آئے گا۔ یہ بھلائی درحقیقت سلطان کے ایماء پر کی گئی تھی۔ جب متصرف باشا مذکور نے آپ کے ساتھ یہ معاملہ کیا کہ اس نے پہلے تو اپنے گھر میں شیخ کو مہمان بنا کر رکھنا گوارا نہ کیا اور پھر اس پر مزید یہ کہ ہدیہ اور تحفہ ایسا بھیجا جو بالکل ردی تھا۔ شیخ کو جب اس کی اطلاع

Marfat.com

ملی تو بہت غصہ آیا، اس قدر کہ چہرہ پر غصہ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر یوں کہنا شروع کر دیا:

"تو نے مجھ سے ایسا وعدہ تو نہ کیا تھا تو نے مجھے سے ایسا وعدہ تو نہ کیا تھا۔"

یہی جملہ آپ نے غصہ کی حالت میں بار بار دہرایا۔ پھر غصہ ٹھنڈا ہوا اور خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ہماری طرف دیکھ کر فرمانے لگے:

"متصرف (گورنر) احمد باشا معزول کر دیا گیا ہے۔"

اس وقت جب آپ نے یہ اعلان فرمایا بظاہر ایسا کوئی سبب نہ تھا جو اس کے معزول ہونے پر اشارہ کرتا۔ ہم نے آپ سے یہ اعلان بار بار سنا۔ ہم نے بھی کئی دفعہ اس بارے میں پوچھا۔ جواب وہی تھا کہ متصرف معزول کر دیا گیا ہے اور یہ یقیناً ہو رہے گا۔ اس کے بعد شیخ طرابلس تشریف لے آئے۔ کچھ دنوں بعد آپ سے ملاقات کرنے لاذقیہ میں ولی ولایت کبیر حمدی باشا آیا جواب بیروت میں مدفون ہے، اس کو متصرف احمد باشا پر سخت غصہ آیا اور قسطنطنیہ میں اس کی برطرفی کا حکم لکھ کر بھیج دیا۔ چنانچہ اسے معزول کر کے اس جگہ دوسرا متصرف مقرر کیا گیا۔ یہ سب کچھ چالیس دن کے اندر اندر ہو گیا۔

شیخ کی کرامات میں سے ایک کرامت وہ ہے جو مجھے (امام نبہانی کو) رؤف باشا نے بتائی۔ رؤف باشا قدس میں بطور متصرف مقرر تھا۔ پھر بیروت اور شام وغیرہ کا وزیر اور والی بنا دیا گیا تھا اس وقت وہ "سلانیک" کا والی ہے۔ یہ شخص مسلمانوں کے بہترین والیوں میں سے ہے۔ اس کے علاوہ یہی کرامت مجھے محمود آغا الخزندار نے بھی بتائی، جو لاذقیہ کی مشہور و معروف شخصیت ہے۔ دونوں نے مختلف اوقات میں یہ کرامات بیان کی اور دونوں کی بیان کردہ کرامت باہم مطابقت بھی رکھتی ہے۔ مجھے محمود آغا نے جب بتایا اس وقت شیخ رحمۃ اللہ بھی بیٹھے سن رہے تھے۔

محمود آغا نے کہا: میں ایک بہت عجیب کرامت سناتا ہوں۔ ہوا یوں کہ آپ کئی سال پہلے اس شہر میں تشریف لائے تھے۔ آپ میرے ہاں تشریف فرما تھے اور اسی مکان میں کہ جس میں اب بھی آپ میری دائیں جانب تشریف فرما ہیں، موجود تھے۔ میری بائیں جانب اس وقت ایک شخص عثمان آغا نامی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ شخص طرابلس میں پولیس کا سربراہ تھا۔ میں اس وقت سرکاری ملازم نہ تھا۔ شیخ صاحب نے میرے کان میں کہا جسے عثمان آغا مذکور نہ سننے پائے:

"عنقریب عثمان آغا فوت ہو جائے گا اور ہم تجھے اس کی جگہ والی مقرر کرتے ہیں۔"

میں نے عرض کیا:

"یا سیدی! اس کے مرنے کے بغیر ہی آپ مجھے والی مقرر کر سکتے ہیں؟"

فرمانے لگے:

"اللہ تعالیٰ بہت جلد اسے موت دے دے گا اور تجھے اس کی جگہ والی بنا دے گا۔"

محمود آغا کہتا ہے:

"ابھی اس بات کو صرف تین ہی گزرے تھے کہ عثمان آغا فوت ہو گیا اور مجھے اس کی جگہ سرکاری حکم کے تحت والی مقرر کر دیا گیا۔ جب شیخ موصوف نے مجھے اس بارے میں کان میں بتایا تھا اس وقت عثمان آغا بالکل صحیح

Marfat.com

تندرست تھا۔"

محمود آغا بیان کرتا ہے کہ میں طرابلس گیا اور اپنی ذمہ داری قبول کی۔ پھر شیخ صاحب اپنی عادت کے مطابق مجھے بعض ایسے لوگوں کے کام کرنے کا حکم دیتے، سفارش کرتے جو آپ سے جا کر التجا کرتے تھے، میں آپ کی بات مانتا اور ان کا کام کر دیا کرتا تھا۔ جب یہ معاملہ حد سے بڑھ گیا تو میں پریشان ہوا اور بالآخر آپ کا سفارش کرنا رد کر دیتا۔ کچھ دن یونہی گزرے کہ میں آپ کی سفارش قبول نہ کرتا تھا تو اوپر سے سرکاری حکم آ گیا:

"تجھے (متصرف کو) معزول کر دیا گیا ہے۔"

میں جب لاذقیہ سے قدس روانہ ہوا کیونکہ محکمہ عدل وانصاف کی سربراہی میرے سپرد تھی۔ میری وہاں رؤف باشا مذکور سے ملاقات ہوئی۔ یہ ایک بہت بڑا سرکاری افسر ہوتے ہوئے حضرات اولیاء کرام کا نہایت عقیدت مند تھا۔ دوران گفتگو اس نے شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور شان میں کچھ باتیں کرتے ہوئے کہا:

میں نے شیخ موصوف کی بہت سی کرامات کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں جب طرابلس میں متصرف (گورنر) تھا۔ والی کی طرف سے حکم آیا کہ میں کچھ فوج اور سپاہی لے کر لاذقیہ کے اطراف میں جبال نصیریہ جاؤں تاکہ وہاں کے لوگوں سے حکومت کا مال موصول کروں۔ مجھے اس سفر سے خوف ہوا کہ کہیں ایسے واقعات پیش نہ آ جائیں جو میرے لئے باعث پریشانی بن جائیں اور ان کا نتیجہ اچھا نہ نکلے۔ میرے دل میں آیا کہ جناب شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ لے لیتا ہوں تاکہ ان کی برکت کی مجھے حمایت حاصل رہے اور کسی پریشانی کا مجھے سامنا نہ کرنا پڑے۔ آپ سے درخواست کی، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ میں نے بہت زیادہ منت سماجت کی۔ آپ نے نہ جانے پر اصرار کیا۔ میں بادل نخواستہ فوج کے کچھ افراد ساتھ لے کر روانہ ہو گیا۔ جب میں لاذقیہ پہنچ کر کچھ دنوں کے لیے ٹھہرا تاکہ اپنا کام مکمل کر لوں تو ایک دن دیکھا کہ شیخ صاحب بنفس نفیس خود تشریف لے آئے ہیں۔

میں نے آپ سے عرض کیا:

"آپ نے اس طرح بے وقعت اور اطلاع کیے بغیر مجھے خوش نہیں کیا، جبکہ آپ سے میں نے بہت زیادہ منت سماجت کے طور پر سفر پر روانہ ہونے سے پہلے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے ساتھ چلیں اس وقت آپ نے انکار کر دیا تھا اب آپ کا اپنے آپ تشریف لانا مجھے اتنا اچھا اور خوش کن نہیں لگا۔"

یہ سن کر آپ نے فرمایا:

"میں خود بخود نہیں آیا۔ مجھے یہاں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے کہ عثمان آغا کی نماز جنازہ میں شرکت کروں جو پولیس کا سربراہ ہے اسے دفن کر کے واپس طرابلس لوٹ جاؤں گا۔"

رؤف باشا بیان کرتا ہے کہ میں اس خبر سے دہشت زدہ ہو گیا کیونکہ شیخ موصوف نے جب یہ بات ارشاد فرمائی تھی اس وقت عثمان آغا ہمارے سامنے بالکل ٹھیک ٹھاک حالت میں کھڑا تھا۔ بیماری کا اس میں نام تک نہ تھا۔ پھر وہ صرف دو یا تین دن بیمار رہا کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ عثمان آغا کا انتقال ہو گیا ہے، لیکن کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ اس کی موت کیسے ہوئی حالانکہ دو دن پہلے وہ بالکل تندرست تھا۔ پھر شیخ موصوف میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

Marfat.com

"میں تم سے رخصت ہونا چاہتا ہوں اور طرابلس کی طرف سفر کرنا چاہتا ہوں۔"
میں نے آپ سے عرض کیا:
"آپ ابھی سفر نہ کریں۔ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔"
فرمانے لگے:
"کیا میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ عثمان آغا کی نماز جنازہ میں شرکت کروں، وہ فوت ہو گیا ، میں نے اس کی نماز جنازہ ادا کر لی، اسے دفن بھی کر دیا گیا لہٰذا جس کام کیلئے مجھے بھیجا گیا تھا وہ مکمل ہو گیا ہے، اس لیے اب میں طرابلس جا رہا ہوں۔"
یہ کہہ کر آپ جانب طرابلس چل پڑے۔
شیخ عمری ایک حیران کن کرامت مجھے لاذقیہ کے ایک باشندے نے بیان کی۔ یہ شخص میرے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ اس کا نام ابو احمد محمد بیر قدار تھا۔ اسی سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔ ایک مرتبہ میں شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک باغ کی طرف گیا۔ اس وقت شیخ ہمارے شہر میں قیام فرماتے، جس باغ میں ہم گئے اس میں ایک پانی سے بھرا تالاب بھی تھا۔ ہم ایک جماعت کی صورت میں تھے اور سب نے شیخ سمیت خوش طبعی کے لئے اس تالاب میں نہانا شروع کر دیا۔ ہم اس سے قبل آپ سے بہت سی کرامات دیکھ چکے تھے۔ عجیب ترین کرامات آج ہمیں دیکھنا نصیب ہوئیں۔ آپ نے کپڑوں سمیت تالاب میں چھلانگ لگا دی اور غوطہ لگایا۔ ہمیں اس بات نے دہشت زدہ کر دیا۔ بہر حال ہم کھڑے پانی کی طرف دیکھتے رہے کہ ابھی شیخ پانی سے باہر سر نکالتے ہیں لیکن آپ نہ نکلے۔ جب کافی وقت گزر گیا اور آپ پانی سے باہر نہ نکلے تو ہمیں آپ کی ہلاکت کا خوف لاحق ہو گیا۔ ہم نے تالاب میں آپ کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ آپ نے ہماری آوازیں سن کر باغ میں سے جواب دیا۔ جدھر سے ہمیں آپ کی آواز سنائی دی، ادھر ہم چل پڑے جب آپ نے ہمیں آتے دیکھا تو ہنس کر فرمانے لگے:
"میں یہاں ہوں۔"
مجھے ابو احمد بیر قدار نے ہی یہ کرامت بتائی کہ میں ایک جماعت کے ہمراہ شیخ موصوف سمیت ایک باغ کی طرف دل بہلانے کیلئے گیا۔ ہم اکثر شیخ موصوف کے ساتھ باغات کی طرف جایا کرتے تھے۔ جب ہم باغ میں پہنچے، اس باغ اور ہمارے شہر کے درمیان ایک میل کے لگ بھگ فاصلہ تھا۔ ہمارا ایک ساتھی پیچھے رہ گیا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ حاضر ہو گا لیکن وہ حاضر نہ ہوا۔ ہم نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص اسے آگے جا کر آواز دے کیونکہ ہم سب کا وہ دوست تھا۔ شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے کہا:
"تم میں سے کوئی بھی اسے آواز دینے نہیں جائے گا۔ میں یہیں سے اسے آواز دیتا ہوں۔"
ہم نے آپ کی بات پر تعجب کیا اور ہمارا خیال تھا کہ آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں، کیونکہ فاصلہ اور مسافت کافی تھی۔ اتنی دور آواز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ آپ نے آواز دی:
"اے فلاں! اے فلاں! آجاؤ۔"
اور فرمانے لگے:

Marfat.com

''میں نے اسے آواز دیدی ہے۔ابھی وہ آجائے گا۔''

ابھی آپ راستہ کی مسافت ہی طے کر پائے تھے کہ آدمی آگیا۔ پہنچتے ہی اس نے شیخ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا:

''آپ نے کس لئے مجھے آواز دی تھی۔؟ میرا انتظار کیوں نہ کیا؟ میں نے آپ کی آواز اپنے گھر کے دروازہ پر سنی۔ اسی وقت میں نے اپنے کپڑے پہنے اور میں باہر نکلا لیکن آپ مجھے نظر نہ آئے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے راستہ پر چل پڑا، لیکن یہاں پہنچنے تک میں آپ سے نہ مل سکا۔''

ہم اس کی یہ باتیں سن کر ہنسنے لگے، اور ہم نے کہا:

''شیخ نے تمہیں یہیں سے آواز دی تھی۔''

اس نے قسم اٹھائی کہ میں نے شیخ کی آواز اپنے گھر کے دروازہ سے سنی تھی۔

شیخ علی العمری کی کرامات میں سے ایک کرامت جناب محمد بک سبعان نے بتائی۔ یہ مشہور پہلوان تھے، بلند ہمت اور پسندیدہ اخلاق والے تھے اور ایسے سچ بولنے والے شخص تھے کہ جھوٹ کبھی بھی ان کے قریب نہیں پھٹکا۔ 77 برس کی عمر میں 1308 ہجری میں بردت میں انتقال کیا۔ یہ شیخ علی العمری کے بہت زیادہ عقیدت مند تھے۔ ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ آپ کے کام کاج اور خدمت واطاعت میں ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے۔ شیخ نبہانی نے انہیں ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ یوں نظر آئے جیسے کوئی خدمت گار سپاہی ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک میں خدمت سرانجام دے رہے ہوں۔ انہوں نے پوچھا:

''یہ بزرگی آپ کو کہاں سے حاصل ہوئی اور یہ عظیم فضل کس فعل کی وجہ سے نصیب ہوا ہے؟''

کہنے لگے:

''یہ سب کچھ مجھے شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی برکت سے ملا ہے۔''

شیخ نبہانی فرماتے ہیں کہ جناب محمد بک سبعان میرے سسر ہیں، انہوں نے جو شیخ العمری کی ایک کرامت بیان کی وہ بہت ہی عجیب وغریب کرامت ہے اور بتائی بھی اس وقت جب شیخ موصوف خود سن رہے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنی جوانی کے دنوں میں لاذقیہ میں گورنمنٹ کا ملازم تھا۔ میری ملازمت سپاہی کے ساتھ تھی۔ میرے ماتحت کافی تعداد میں سپاہی تھے۔ ہمیں حکم ملا کہ ہم جبل نصیریہ جائیں تاکہ وہاں کے لوگوں سے سرکاری رقم وصول کریں۔ میرے ماتحت جو لوگ تھے، ان میں ایک سپاہی بڑا بہادر تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ لاذقیہ میں ٹھہرنے کی تاخیر اسی کے سبب ہوئی تھی کیونکہ بہادری کی وجہ سے وہ ہمارے لیے بہت عزیز تھا اور خدشہ تھا کہ جب ہم نصریہ لوگوں کے پاس مال وصول کرنے جائیں گے تو کہیں وہ لڑائی کیلئے تیار نہ ہو جائیں۔ ان باتوں کی وجہ سے اس کا ہمارے ساتھ جانا بہت ضروری تھا۔ میں شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''یا سیدی! یہ بیمار آدمی ہمیں بہت عزیز ہے اور اس کی بہادری ہمارے لئے بہت نفع بخش ہے، ہم اس کے بارے میں کیا کریں؟''

شیخ موصوف نے مجھ سے فرمایا:

''اٹھو! اس کے پاس چلتے ہیں۔''

Marfat.com

میں آپ کے ساتھ اس بیمار کے پاس گیا۔ جب ہم اس کے گھر داخل ہوئے تو شیخ نے اس کی بندوق دیکھی کہ اس کے سرہانے لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے اسے اپنے دست اقدس میں پکڑا اور دبادی، گولی اس مریض کے پیٹ میں سے گزر کر پشت کی طرف سے نکل گئی اور دیوار میں جا گھسی، اور اللہ کی قسم! میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب شیخ نے اس قدر کام کر لیا تو فوراً بندوق پھینک دی اور اپنا تھوک لیا اور جس جگہ گولی لگی تھی وہاں ملنا شروع کر دیا اور جہاں سے باہر نکلی تھی وہاں بھی ملنا شروع کر دیا۔ اسی وقت مریض کو آپ نے اپنے ہاتھ سے تھاما اور سیدھا کھڑا کر دیا اور اسے فرمایا:

''جہاں مرضی ہے چلو پھرو۔''

میرے سسر جناب محمد بک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسی کے ساتھ اس کی بیماری ختم ہوگئی وہ کھڑا ہوا گویا اسے بیماری تھی ہی نہیں اور ہمیں جو سرکاری حکم ملا تھا ہم اس کو لے کر روانہ ہو گئے۔

شیخ نبہانی فرماتے ہیں کہ شیخ العمری کی ایک اور کرامت ہے جو مجھے میرے سسر جناب محمد بک سبعان نے بتائی اور وہ بھی شیخ کی موجودگی میں کہ شیخ خود سن رہے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ لاذقیہ سے طرابلس آیا۔ ہم خشکی کے راستے گھوڑوں پر سوار تھے۔ صرف میں اور شیخ دو ہی آدمی تھے۔ جب راستہ میں چلتے چلتے ایک نہر (دریا) پر پہنچے تو میں نے دریا کی دوسری جانب نصیریہ کے چند ڈاکو ایک درخت کے نیچے بیٹھے دیکھے۔ میں نے شیخ کی خدمت میں عرض کیا:

''میرے شیخ! وہ ہیں۔ ڈاکو بیٹھے ہوئے عنقریب ہم پر ڈاکہ ڈالیں گے اور نقصان پہنچائیں گے۔ اس لئے کچھ کرنا چاہیے۔''

آپ نے فرمایا:

''ڈرو مت۔ میں ان کو بھگانے کیلئے ایک حیلہ کرتا ہوں جس سے انہیں ہم پر ڈاکہ ڈالنے کی ہمت نہ پڑے گی۔''

آپ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے۔ پھر گھوڑے کی چاروں ٹانگیں پکڑ کر زمین سے اٹھا کر اپنے اوپر رکھ لیا اور اسی حالت میں دریا کے پانی میں اتر گئے۔ دریا میں چلتے رہے حتیٰ کہ دوسرے کنارے پر جا پہنچے۔ جب نصیریہ نے یہ دیکھا تو وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہم انہیں بھاگتے دیکھ رہے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ یہ کوئی جن ہے کیونکہ ایسا کام جو شیخ نے گھوڑے کے ساتھ کیا وہ کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ شیخ نے ہنسنا شروع کر دیا اور فرمایا:

''دیکھو! کیسے بھاگ گئے۔؟''

جب شیخ علی عمری موصوف ابھی گود میں ہی تھے اور زیر تربیت ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے اسرار کا فیضان فرمایا اور بچپن سے ہی ولایت پر سرفراز فرما دیئے گئے۔ بچپن میں ہی آپ سے کرامات و خوارق کا صدور ہو گیا۔ اس پر ان کے والد گرامی نے فرمایا اس بات کو شیخ نے خود اپنی زبانی مجھ سے بیان کیا:

''دمشق مجھے اور تجھے (باپ بیٹا) دونوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یہاں صرف ایک کی گنجائش ہے۔ لہٰذا تو بحر

Marfat.com

شامی کے ساحل پر واقعہ شہر "لاذقیہ" چلا جا۔
پس والد کے حکم سے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ ابھی آپ کی عمر بیس برس بھی نہ ہوئی تھی۔ مجھے شیخ موصوف نے بتایا کہ میں پھر بیروت آ گیا۔ جب میں بازار میں سے گزر رہا تھا کہ ایک طباخ (باورچی) نے مجھے دیکھا۔ میں بڑا خوبصورت تھا۔ اسے مجھ سے شیطانی محبت ہو گئی۔ مجھ سے پوچھنے لگا:
"تم کہاں سے آیا ہو؟ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟"
میں نے اس کے سوالوں کا جواب دیا اور آگے چل دیا۔ میں نے ایک کشتی دیکھی جو طرابلس جانے کیلئے تیار تھی۔ میں اس میں سوار ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ باورچی بھی آن پہنچا اور اس نے پکوائی کا تقریباً تمام سامان ساتھ لے لیا تھا۔ وہ بھی کشتی میں رکھ دیا۔ آ کر بالکل میرے پہلو میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا:
"میں بھی طرابلس جا رہا ہوں، جب رات کا اندھیرا چھا گیا اور میں سویا ہوا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ اپنے جسم سے لگتا ہوا اور چھوتا ہوا محسوس کیا۔ میں نے زوردار چیخ ماری، جس سے کشتی میں سوار تمام لوگ جاگ اٹھے۔ اس باورچی کی عقل میں خلل آ گیا۔ کچھ نیم پاگل سا ہو گیا۔ اس نے اپنا پکوائی والا سامان پانی میں پھینکنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ تمام سامان اس نے پھینک دیا۔ میں نے کشتی والوں سے کہا: اسے کشتی کے ستونوں سے باندھ دو۔ ورنہ یہ خود کو بھی پانی میں پھینک دے گا۔ پھر اس کے والی وارث تم سے اس کے بارے میں پوچھتے پھریں گے۔ انہوں نے میری تجویز پر عمل کرتے ہوئے اسے باندھ دیا۔ حتیٰ کہ جب ہم طرابلس پہنچے تو اسے کھول کر خشکی پر نکال دیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اس کے ساتھ کیا ہوا۔"
شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں "لاذقیہ" آ گیا۔ یہاں آ کر میں نے جامع غوینی میں خلوت نشینی اختیار کر لی۔ سات سال تک خلوت نشین رہا اور اس دوران ذکر واذکار میں مشغول رہا۔ پھر مجھ پر "حال" نے غلبہ کیا۔ پھر میں جدھر منہ آیا نکل گیا۔ کبھی پہاڑوں میں، کبھی جنگلات میں اور کبھی غیر آباد جگہوں میں پھرتا رہا۔ یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔ پھر مجھے "صحو" حاصل ہو گیا یعنی حال کی کیفیت ختم ہو گئی اور سمجھنے بوجھنے لگا۔ چنانچہ میں دوبارہ لاذقیہ آ گیا۔ یہاں سکونت رکھی۔ پھر یہاں ہی شادی ہوئی۔ پھر کچھ سالوں بعد طرابلس آ گیا تا حال یہیں ہوں۔
شیخ یوسف نبہانی فرماتے ہیں کہ ایک اور کرامت بھی شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں مجھے میرے سسر نے ہی سنائی کہ ایک مرتبہ میں نے شیخ موصوف کے ہمراہ لاذقیہ کے خشکی کے راستہ سفر کیا۔ دوران سفر اچانک پہاڑ سے نصیریہ ڈاکو ہم پر آن نکلے۔ ان کی تعداد کافی تھی۔ ہمیں ان کے مقابلے کی ہمت نہ تھی۔ مجھے اس سے سخت خوف ہوا۔ شیخ نے مجھے فرمایا:
"ڈرو نہیں! دیکھو کہ عنقریب میں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔"
آپ کے پاس تلوار تھی۔ اسے آپ نے نیام سے باہر نکالا اور گھوڑے کو ان کی طرف بڑھایا اور تلوار آپ کے ہاتھ میں تھی۔ دور سے ہی ان ڈاکوؤں پر آپ نے وار کرنا شروع کر دیا۔ درمیان میں کافی مسافت تھی۔ میں یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ آپ تلوار سے ان ڈاکوؤں میں سے کسی ایک کے سر کی طرف اشارہ کر کے وار کرتے۔ وہ زمین پر گر پڑتا، کوئی سبب ظاہری بھی نہ تھا۔ جب ڈاکوؤں نے یہ دیکھا تو بقیہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور

Marfat.com

شیخ میری طرف واپس آ گئے۔ آپ کی یہ کرامت عجیب ترین کرامت تھی جو میں نے آپ سے دیکھی۔

محمد بک سبعان بیان کرتے ہیں کہ میں طرابلس میں کافی عرصہ رہا۔ میں نے ایک مرتبہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے مال و دولت کی کمی کی شکایت کی۔ جبکہ میں آپ کے ہمراہ دریا کے کنارے جا رہا تھا۔ آپ نے پانی کا چلو بھرا۔ وہ اچانک درہم بن گئے۔ مجھے فرمایا:

''لے لو اور میرے ساتھ زہد و ریاضت میں مصروف ہو جاؤ۔''

میں نے لینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے وہ پانی میں پھینک دیئے۔

محمد بک سبعان بیان کرتے ہیں کہ ایک طبیب نے مجھے بتایا جو طرابلس میں تھا کہ میں نے شیخ عمری سے جو دیکھا اس سے عجیب تر کبھی نہ دیکھا۔ آپ کو میں نے اپنی نبض پر مختار پایا۔ ہوا یوں کہ آپ نے ایک مرتبہ میری طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ میں آپ کی نبض پر ہاتھ رکھوں اور اس سے آپ کی کیفیت معلوم کروں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی نبض بہت تیز تیز حرکت کر رہی ہے، جیسا کہ آپ کسی سخت بیماری میں مبتلا ہیں۔ میں نے آپ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ دوسری مرتبہ اسی لمحے آپ نے پھر میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے نبض دیکھی تو بالکل معتدل تھی۔ گویا آپ مکمل صحت مند ہیں۔ اسی طرح تین چار مرتبہ ہوا۔ میں جب بھی نئے سرے سے آپ کی نبض دیکھتا تو پہلے سے مختلف محسوس ہوتی۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ تو تلاش بسیار کے باوجود نبض کی حرکت میں محسوس نہ کر سکا۔ یہ بات میں نے آج تک نہ سنی تھی اور نہ ہی اس کا حصول کسی کے لئے ممکن ہے۔

شیخ عبداللہ دبوسی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عمری کے مخصوص اصحاب میں سے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ کئی مرتبہ شیخ عمری نے ہوا میں ہاتھ بلند کئے۔ ہاتھ بالکل خالی ہوتا تھا ہوا میں ہاتھ بند کرتے پھر کھولتے تو اس میں مال (درہم و دینار) ہوتے۔

محمود آغا ہارون جو لاذقیہ کی جانی پہچانی شخصیت تھے، کہتے ہیں کہ ایک دن میں شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہو کر دریا کی طرف چل پڑا۔ ہم دریا میں اتر گئے اور گھوڑوں پر سواری کی حالت میں ہم نے دریا میں کافی سفر طے کیا۔ حتیٰ کہ میرا گھوڑا تیرنے لگا اور میں بالکل ڈوبنے کے قریب ہو گیا۔ ادھر شیخ کے گھوڑے کے صرف سم گیلے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ آپ پانی کی بجائے زمین پر چل رہے ہیں۔ میں نے چلانا شروع کر دیا:

''واپس، واپس چلو۔!''

چنانچہ ہم واپس آ گئے۔

محمود آغا آپ کی ایک اور کرامت بیان کرتے ہیں کہ میں جناب شیخ موصوف کے ساتھ نمکین سمندر کے کنارے پر تھے، مجھے سخت پیاس لگی۔ جب شیخ کو میرے بارے میں میرے پیاسے ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے نمکین سمندر کے پانی سے چلو بھرا اور مجھے کہا: پیو۔ میں نے پیا تو بہت میٹھا پانی تھا۔ نمک کا اس میں نام تک نہ تھا۔

محمود آغا بیان کرتے ہیں کہ میرے والد شیخ آغا لاذقیہ کی مشہور ترین شخصیت تھے۔ یہاں کے باشندوں میں سے صالح، متقی، افضل، سخی اور علماء اولیاء کے ساتھ بہت زیادہ عقیدت رکھنے والے شخص تھے۔ ان حضرات کی بہت زیادہ عزت و اکرام کرتے، فقراء اور غرباء کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت بڑے امیر تھے۔ زرعی

Marfat.com

زمین اور دیگر سامان آرام وعیش وافر مقدار میں تھے۔ ان کے پاس ایک ایسا سرکش گھوڑا تھا کہ کسی کو بھی اس کی پشت پر بیٹھنے کی قدرت نہ تھی۔ حتیٰ کہ اسے چارہ ڈالنے والا بھی ڈرتے ہوئے دور سے چارہ رکھ دیا کرتا تھا اور پانی بھی دور رکھ دیتا تھا تاکہ بوقت ضرورت پی لے۔ ایک مرتبہ شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مالک گنج آغا کو کہا:

"اس سرکش گھوڑے پر سوار ہونے کی مجھے اجازت دو۔"

گنج آغا راضی ہو گئے اور کہنے لگے:

"آپ اس گھوڑے کے علاوہ کسی اور گھوڑے پر سوار ہو جائیں کیونکہ اس پر سوار ہونے سے میں آپ کے بارے میں نقصان کا خطرہ محسوس کرتا ہوں۔"

شیخ نے اصرار کیا:

"میں اسی سرکش گھوڑے پر ہی سوار ہوں گا۔"

اس اصرار پر گنج آغا نے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والے کو حکم دیا:

"اسے لے آؤ اور شیخ کے ہاتھ اس کی لگام تھما دو۔"

چنانچہ وہ لے آیا اور شیخ کے سپرد کر دیا۔ شیخ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا تو وہ بالکل مطیع اور ماتحت ہو گیا۔ شیخ اس پر کاٹھی ڈالے بغیر خالی پشت پر سوار ہو گئے اور شہر کے اندر سے لے کر نکلے۔ حتیٰ کہ شیخ محمد غربی کی جامع کی سیڑھیوں کے پاس تشریف لے آئے۔ یہ بہت بڑے ولی اور مشہور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ یہ جامع شہر کے قریب جبل صغیر کے دامن میں مشرق کی طرف واقع ہے۔ شہر سے اس تک جانے کیلئے بہت سی سیڑھیاں طے کرنا پڑتی ہیں جو تقریباً سو سیڑھیاں یا اس کے لگ بھگ ہیں۔ میرے ذہن میں ان کی صحیح تعداد نہیں لیکن بہت دور تک اور تنگ اور ان میں کھڑے پتھر لگے ہوئے ہیں یعنی عام سیڑھیوں کی طرح اس کے پتھر بچھے ہوئے نہیں ہیں۔ جب شیخ صاحب اس سرکش گھوڑے پر سوار ہو کر ان سیڑھیوں تک پہنچے۔ آپ کا پروگرام یہ تھا کہ شہر کے دروازہ سے نکل کر ہموار زمین پر چلتا ہوا سیڑھیوں تک جاؤں۔ آپ نے دیکھا کہ ایک پادری لاذقیہ کا رہنے والا اس دروازہ سے داخل ہوا۔ اس کے ساتھ بہت سے چار پائے تھے۔ بعض پر بوجھ لدا ہوا تھا اور اس کے ہمراہ اس کے ساتھی بھی تھے۔ شیخ صاحب نے اس کے گزرنے کا انتظار نہ کیا اور وہاں اور دوسرا راستہ بھی کوئی نہ تھا۔ صرف یہی آخری بلند سیڑھی تھی۔ آپ نے سرکش گھوڑے کو ہانکا۔ اسے ایڑ لگائی تو وہ ایک ایک سیڑھی چڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ سب سے آخری سیڑھی پر پہنچ گیا اور لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے اور تعجب کر رہے تھے۔ جب آپ اس آخری سیڑھ پر چڑھ گئے۔ آپ نے گھوڑے کو ڈھلوان پر اتارا۔ اس طرح ان سیڑھیوں پر سے سوار ہو کر اترتے چلے آئے اور اس تنگ سیڑھی سے خشکی پر آ گئے۔ آپ کی یہ کرامت اہل لاذقیہ کا ہر باشندہ جانتا ہے اور اسے وہ نسل در نسل بیان کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جب شیخ وہاں تشریف لے آئے میں بھی وہاں آپ کے ساتھ چڑھائی میں تھا۔ اس آخری سیڑھی سے آپ نے بعض سیڑھیوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے بتایا کہ وہ تھوڑی سے ٹوٹ گئی ہیں، وہ اس طرح کہ چڑھتے وقت گھوڑے کے سم لگنے سے ان میں سے بعض کو نقصان پہنچا تھا۔

Marfat.com

لاذقیہ کی ہی ایک مشہور شخصیت الحاج ابراہیم الحداد نے مجھے شیخ موصوف کی یہ کرامت بیان کی کہ میں تجارت کے سلسلہ میں بیروت میں تھا۔ اس وقت شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ جب میں واپس پلٹا تو میں نے آپ کو ''وابور'' میں دیکھا جس میں میرے سفر کرنے کا ارادہ تھا۔ آپ اس وقت طرابلس جانے کی تیاری میں تھے آپ کو الوداع کرنے اور چند قدم ساتھ چلنے کیلئے بیروت کے بہت سے نامی گرامی لوگ اور اکابر جمع تھے۔ میرے دل میں خیال آیا اور آپ کے بارے میں یہ اعتراض دل میں پیدا ہوا کہ آپ کی یہ شہرت اور تعظیم جو لوگوں میں دیکھنے میں آ رہی ہے یہ حالت اولیاء کرام کی نہیں ہوتی، کیونکہ اولیاء کرام تو خاموشی اور اپنے آپ کو چھپائے رکھنے کو پسند کرتے ہیں۔ ابھی میرے دل میں یہی خیالات آ رہے تھے، میں نے دیکھا کہ شیخ موصوف اپنے قریبی لوگوں کو چھوڑ کر میری طرف آ رہے ہیں۔ میرے پاس پہنچ کر فرمانے لگے:

''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو ورنہ میں تجھے ادب سکھا کر چھوڑوں گا۔''

آپ کو میں نے عرض کیا:

''اے میرے آقا! میں نے توبہ کی۔''

پھر میں نے آپ کے ہاتھ چوم لئے۔

شیخ عمری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت کا تعلق اس وقت سے ہے جب آپ بیروت تشریف لائے اور آپ نے ایک مشہور تاجر الحاج ابراہیم الطیارہ کے گھر بطور مہمان قیام فرمایا۔ یہ کرامت الحاج ابراہیم نے بیان کی ہے۔ ابراہیم صالح اور صادق تاجر تھے۔ کرامت یہ کہ اس تاجر کے پاس ایک عیسائی تاجر آیا جو بیروت کے مالدار لوگوں میں سے تھا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا جس کے علاوہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ سخت بیمار ہو گیا اور اس کی بیماری سے طبیب عاجز آ گئے اور اس کی شفاء سے ناامید ہو گئے۔ اسے ایک جاننے والے مسلمان نے بتایا:

''تم شیخ علی عمری کے پاس جاؤ! شاید تمہارے بیٹے کو ان کے ہاتھوں شفاء مل جائے۔''

یہ تاجر شخص الحاج ابراہیم کے گھر آیا اور شیخ سے اپنے بیٹے کے بارے میں درخواست کی۔ شیخ اٹھے اور اس کے ساتھ چل پڑے۔ ان کے ساتھ ابراہیم وغیرہ چند آدمی اور بھی تھے۔ جب آپ تاجر کے گھر داخل ہوئے اور اس بیمار لڑکے کے کمرہ میں تشریف لے گئے، جاتے ہی آپ نے اس لڑکے کی طرف دیکھا اس وقت وہ لڑکا سخت بخار میں مبتلا تھا۔ شیخ نے فرمایا:

''اسے کوئی غم نہیں۔ تمہارا بیٹا اس بیماری سے نہیں مرے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفاء پائے گا۔''

پھر اس لڑکے کے سر پر آپ نے ہاتھ رکھ کر کچھ آیات پڑھیں۔ پھر باہر تشریف لے آئے اور اپنے ساتھیوں سمیت بازار کی طرف چل پڑے۔ چلتے چلتے ایک دکان میں تشریف لے گئے جہاں ایک شخص برف کے ساتھ ٹھنڈے کئے گئے مشروبات بیچ رہا تھا۔

الحاج ابراہیم بیان کرتا ہے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ دکان میں داخل ہو گئے اور سب بیٹھ گئے، پھر شیخ موصوف نے دکاندار کو حکم دیا کہ دو پیالے پانی کے بھرے۔ ایک کا پانی شکر ملا کر میٹھا ہو اور دوسرا کھٹا ہو اور دونوں میں برف ذرا زیادہ ڈالے۔ اس نے اس حکم کے مطابق پانی کے دو پیالے تیار کر دیئے۔ ابھی وہ مکمل نہ ہوئے

Marfat.com

پائے تھے کہ دکان کے دروازہ سے دو آدمی گزرے۔ دونوں نصرانی تھے اور جبل لبنان کے باشندے تھے۔
آپ نے دکاندار کو کہا:
"ان دونوں کو بلا کر ایک ایک پانی کا پیالا دیدو۔"
اس نے آواز دی اور آنے پر انہیں ایک ایک پیالہ پکڑا دیا۔ ان میں سے ہر ایک نے ابھی پانی نہ پیا تھا کہ بخار کی وجہ سے دونوں کانپنے لگے، پھر وہ چلے گئے۔ شیخ صاحب نے بعد میں بتایا کہ لڑکا جو بیمار تھا وہ بھی نصرانی تھا، لیکن کمزور تھا اور تپ کے برداشت کرنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔ یہ دونوں نصرانی ہٹے کٹے ہیں۔ یہ بخار کی سختی جھیل سکتے ہیں، اس لیے اس کا بخار میں نے ان پر ڈال دیا ہے۔
الحاج ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ جب ہم واپس گھر آگئے تو اس لڑکے کا باپ شیخ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے آیا کہ میرے بیٹے کا بخار دور ہو گیا اور صحت یاب ہو گیا۔ دوبارہ بخار نہ ہوا اور صحت و عافیت مکمل طور پر حاصل ہو گئی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس نے بہت سے ہدیہ جات پیش کئے۔ شیخ موصوف نے مجھے فرمایا:
"اس شخص پر میرا اس وقت تک قرض تھا وہ تو اس نے ادا کر دیا ہے۔ اس کے ہدیہ جات ہر سال مجھے ملتے رہیں گے جو یہ طرابلس بھیج دیا کرے گا۔"

الحاج ابراہیم بیروت کے تاجروں میں سے ہیں۔ یہ بہت صالح اور سچے انسان تھے۔ ایسا تاجر بیروت میں کوئی دوسرا نہ دیکھا گیا۔ چنانچہ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں جناب شیخ العمری کے ساتھ بیروت سے باہر ہوا خوری کیلئے نکلا۔ ہم نے ایک بندر بندھا ہوا دیکھا، ہم وہاں اس کے پاس کھڑے ہو گئے تاکہ اس سے دل لگی کریں۔ شیخ نے اپنا عصا اس کی طرف بڑھایا اور اسے معمولی سا چبھویا۔ بندر نے عصا پکڑ لیا اور اسے چومنے لگا اور اسے اپنے سر پر رکھ لیا۔ یہ سب کچھ اس نے اپنی مرضی سے کیا۔ جب میں نے بندر کو ایسے کرتا دیکھا تو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بندر سدھایا گیا ہو، اس لیے اس نے سیکھ کر ایسے کیا ہو۔ لہٰذا میں اپنے اس خیال کو دور کرنے کیلئے خود تجربہ کرنا چاہتا تھا تاکہ حقیقت حال جان سکوں۔ چنانچہ میں نے شیخ صاحب کے ہاتھ سے عصا اپنے ہاتھ میں لیا اور بندر کے ساتھ اسی طرح کیا جس طرح شیخ نے کیا تھا۔ بندر نے عصا پکڑا لیکن اسے بوسہ نہ دیا۔ اس نے عصا کو اپنے پیچھے پھیرا جس سے اس نے ہمارے ساتھ مذاق کیا۔ ہم یہ دیکھ کر ہنس پڑے۔ شیخ موصوف نے دوبارہ عصا پکڑ کر اسے چبھویا۔ بندر نے اسے ہاتھ میں پکڑا اور پہلے کی طرح چوم کر سر پر لیا۔ یہ آپ کی بہت عجیب کرامت ہے۔
شیخ نبہانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ میرے گھر بیروت میں تشریف فرما تھے۔ آپ سے میری بیوی کے حقیقی بھائی امین بک سجعان نے اپنے کندھوں کے درمیان درد کی شکایت کی۔ شیخ نے چھوٹا سا عصا پکڑا اور اس کے کندھوں کے درمیان درد والی جگہ پر چبھونا شروع کر دیا۔ اس سے اسے بہت تکلیف ہوئی اور کہنے لگا:
"یہ عصا نہیں بلکہ نیزہ ہے جو مجھے شیخ چبھو رہے ہیں۔"
پھر آپ نے وہاں بیٹھے کچھ اور لوگوں کو بھی چبھویا۔ ہر ایک یہی کہتا کہ یہ عصا نہیں بلکہ نیزہ چبھویا گیا ہے حتیٰ کہ میری باری آ گئی۔ میں نے آپ سے عرض کیا:
"حضور! میں آپ کے بارے میں معتقد ہوں۔ مجھے نیزہ کی ضرورت نہیں۔"

Marfat.com

فرمانے لگے:

"یہ تو ہو کر رہے گا۔ اس کے چبھوئے بغیر گزارہ نہیں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ تیرے لیے ذرا تخفیف کر دیتا ہوں۔"

آپ نے میرا پاؤں ہاتھ میں لیا اور اس کے نچلے حصہ میں عصا کو چبھویا۔ میں نے بھی محسوس کیا کہ پاؤں میں نیزہ چبھ رہا ہے، مجھے اس میں کوئی شک نہ تھا۔ میں نے عرض کیا:

"آپ نے سچ فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا۔"

پھر آپ نے عصا مجھ سے اٹھالیا۔

شیخ عمری نے اپنی وفات کا پہلے سے ہی بتا دیا تھا اور اپنے دفن کیے جانے کا مقام متعین فرما دیا تھا یعنی آپ کے گھر کے بالکل قریب، چنانچہ انتقال کے بعد آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔

شیخ السلطان محمود نور الدین الشہید:

سلطان نور الدین محمود بن زندگی ایک عادل بادشاہ تھا۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ یہی وہ بادشاہ تھا جسے زمین پر "دارالحدیث" بنانے کا سب سے پہلے شرف ملا۔ اس نے بہت زیادہ کتابیں وقف کیں اور ہر نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا تھا۔ مساجد اور دینی مدارس اسلامیہ تعمیر کیے۔ دینی علوم پھیلائے اور بہت سے اوقاف قائم کیے اور دین کے جاننے اور پڑھنے پڑھانے والوں سے بہت محبت کرتا تھا۔ نیکی کمانے کا بڑا حریص تھا۔ لڑائی میں ڈٹ جانے والا اور بہترین تیرانداز تھا۔ صرف اپنی خاص ملک سے کھاتا، پیتا، پہنتا اور صدقہ وخیرات کرتا تھا پھر غنیمت سے جو حصہ ملتا اس سے یہ کام سرانجام دیتا تھا۔ مال غنیمت میں سے اس قدر لیتا تھا جتنا علماء کرام اس کا حصہ بتاتے۔ کسی دوسرے پر زیادتی نہ کرتا اور جو چیز پہنی اللہ نے حرام کر دی تھی یعنی سونا اور ریشم ان میں کوئی چیز بھی نہ پہنتا۔ اس نے اپنی تمام حکومت میں شراب پینے اور اس کے لین دین پر پابندی لگا دی تھی۔ عوام میں اس کی اچھی شہرت ہوگئی اور اس کے انصاف کا چرچا مشرق ومغرب اور ہر جگہ پھیل گیا۔ شام کی تمام فصیلیں بنوائیں۔ حلب، حمص، حماۃ اور دمشق وغیرہ میں قلعہ جات تعمیر کیے۔ شفاء خانے بنوائے۔ بہت بڑا ہسپتال دمشق میں تعمیر کروایا۔ اسے تمام مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا۔ خواہ غنی ہو یا فقیر اور ایک بہت بڑا مسافر خانہ مسلمان فقراء کیلئے وقف کیا۔ 11 شوال 569 ہجری میں سلطان نے انتقال فرمایا اور دمشق شام کے قلعہ میں دفن کیا گیا۔ یہ مدرسہ سلطان نے "خوامین" کے پڑوس میں مغربی جانب حنفی المسلک حضرات کیلئے تعمیر کرایا تھا۔

ابن الحورانی نے کتاب "الاشارات الی اماکن الزیارات" میں سلطان کی ایک کرامت نقل کی ہے۔ اس کتاب میں زیارات سے مراد زیارات دمشق ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ ابن الحورانی دسویں صدی کے علماء میں سے تھے۔ جیسا کہ "کشف الظنون" سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سلطان محمود زندگی کی قبر پر دعا مستجاب ہوتی ہے۔ یہ بات اہل علم کے ہاں بہت مشہور ہے۔ حافظ محمد بن الحسن صاحب "مجمع الاحباب" اور کمال دمیری نے "حیوۃ الحیوان" اور صاحب "طبقات الحنفیہ" اور المصر دی نے فضائل سلطان میں اسے ذکر کیا ہے۔ ہمارے شیخ جناب ابوالعباس طیبی فرمایا کرتے تھے:

Marfat.com

"یقیناً یہ بات مجرب ہے۔ہم نے بارہا اس کا تجربہ بھی کیا ہے۔"

شیخ محمود الاسکداری:

شیخ محمود قطب الاقطاب اور مظہر فیوضات رب الارباب تھے۔ عارف باللہ اور شیخ افادہ مشہور سے طریقت حاصل کی۔

آپ سے یہ واقعہ حکایت کیا گیا ہے کہ میرے استاد محترم کے ایک دوست کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اسے مدت بعد جاگتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت وہ شیخ کے دروازے سے نکل رہا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے بھی سلام کا جواب دیا۔ پھر میں اندر شیخ کے پاس حاضر ہوا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی اور عرض کیا:

"یا شیخ! کیا جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ غلط خیال تھا یا خواب کا واقعہ تھا؟"

آپ نے مجھے بتایا:

"بیٹا! بے شک ریاضت کر کے تیری روح مضبوط ہو چکی ہے۔ جو تو نے دیکھا وہ اس کے آثار میں سے تھا اور میں خود اپنی ریاضت کے زمانہ میں جب بھی بازار جایا کرتا تھا تو مجھے فوت شدہ انسان زندہ انسانوں سے زیادہ نظر آتے تھے۔"

نجم غزی بیان کرتے ہیں کہ شیخ موصوف کا سلطان معتقد تھا اور آپ کی بہت تعظیم کرتا تھا اور ہر کام آپ کی رائے کے مطابق کیا کرتا تھا۔ شیخ موصوف کے کئی مکاشفات اور حکایات بادشاہ کے ساتھ پیش آئیں جن سے وہ بہت متاثر تھا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سلطان خود اپنے چند خاص آدمیوں کے ہمراہ "اسکدار" کے ایک تفریحی مقام پر گیا، وہاں اس نے بھنا ہوا گوشت طلب کیا۔ چنانچہ گوشت لایا گیا اور ایک گڑھا کھود کر سلطان کے سامنے بھونا گیا۔ جب سلطان نے اسے کھانا چاہا تو شیخ محمود تشریف لائے اور اس میں سے ایک لقمہ بھی کھانے سے منع کر دیا اور کہا:

"اس گڑھے میں ایک طرف سانپ تھا۔ آگ میں وہ جل گیا تھا اور اس کا زہر گوشت میں موجود ہے۔"

پھر آپ نے تجربہ کیلئے فرمایا:

"گوشت کا ایک ٹکڑا کتے کو ڈالا جائے۔"

جب کتے نے گوشت کا ٹکڑا کھایا تو اسی وقت مر گیا۔ پھر لوگوں نے وہ گڑھا مزید کھودا تو واقع سانپ کے آثار نظر آئے، جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلطان نے ایک بڑے وزیر کو معزول کر دیا اور وزارت کی مہر "اسکدار" میں مقیم ایک وزیر کی طرف بھیجی، جو شخص مہر لے جا رہا تھا وہ راستہ میں ڈوب گیا۔ مہر اس کے پاس تھی وہ بھی ڈوب گئی۔ جب سلطان کو یہ خبر پہنچی تو وہ شیخ محمود کی طرف متوجہ ہوا اور سارا معاملہ ان سے ذکر کیا۔ آپ کا جواب یہ تھا:

"جاؤ، میرا مصلیٰ اٹھاؤ اور اس کے نیچے سے مہر اٹھا لاؤ۔"

مصلیٰ اٹھایا گیا تو واقعی مہر اس کے نیچے تھی۔

سیدنا فاضل ادیب جناب یحییٰ بن عمر عسکری حموی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں روم کا سفر کیا اور اس وقت میری مالی حالت اچھی نہ تھی، جب مجھے کسی چیز کی ضرورت پڑتی جو میری ضروریات زندگی سے تعلق

Marfat.com

رکھتی تھی تو میں جس دکاندار کے پاس وہ چیز ہوتی لے لیا کرتا تھا۔ اس طرح مجھ پر ان دکاندار حضرات کی مجموعی کافی رقم اکٹھی ہو گئی۔ میں گاہے بگاہے شیخ محمود اسکداری کے ہاں حاضر ہوا کرتا آپ نے اپنی طرف سے ایک مرتبہ میرا خرچہ مجھے عطا کر دیا۔ پھر جب میں نے اپنا تمام ادھار چکا دیا تو نہ کسی کا مجھ پر اور نہ میرا کسی پر کچھ ذمہ رہا یعنی جس قدر ادھار تھا اس قدر شیخ موصوف نے رقم عطا فرمائی۔

شیخ علیہ الرحمۃ کی بہت تصنیفات بھی ہیں۔ پہلے حکومت کے نائب کے طور پر کام کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف لگا دیا۔ آپ نے طریقت اپنائی۔ حتیٰ کہ ولایت و تحقیق میں بڑے بزرگ ہو گئے۔ 1038 ہجری میں انتقال فرمایا اور ''اسکدار'' میں اپنی عبادت گاہ میں ہی اپنی بنائی ہوئی جگہ میں دفن کیے گئے۔

شیخ محی الدین اسکلیبی:

شیخ محی الدین اسکلیبی علیہ الرحمۃ عظیم اولیاء میں سے ہیں۔ عارف باللہ شیخ محی الدین موصوف پہلے علم دین کے حصول میں مشغول ہوئے۔ پھر شیخ ابراہیم القیصری سے طریقت حاصل کی۔ اس طرح علم و عمل کی ریاست جمع کر لی۔ سلطان بایزید خان اس وقت ''اماسیہ'' شہر کا امیر تھا۔ شیخ کی اس سے ملاقات ہوئی، جبکہ آپ حج کیلئے تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے اسے فرمایا:

''جب میں حجاز مقدس سے واپس آؤں گا تو میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اس سے پہلے سلطنت کے تخت پر بیٹھ چکا ہو گا۔''

پھر ویسے ہی ہوا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔ اس سلطان کو قسطنطنیہ میں بہت عظمت نصیب ہوئی۔

یہ کرامت شیخ علاؤالدین نے ذکر کی اور تصوف کی لڑی میں ان کے شامل ہونے کا سبب بھی یہی کرامت بنی۔

شیخ علاؤالدین مذکور ابتدائی دور میں سلطان بایزید خان کے درباری آدمی تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ انہوں نے کفار کے علاقہ پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں شیخ علاؤالدین بھی شامل تھے، جب اس جنگ سے واپس لوٹے تو راستہ میں سخت سردی اور بکثرت بارش نے انہیں آ گھیرا اور بادل جھوم جھوم کر آ رہے تھے۔ ندی نالے سیلاب سے بھرے پڑے تھے۔ مغرب سے کچھ پہلے شیخ علاؤالدین کا گزر ایک بستی سے ہوا۔ بستی والوں کو کہا:

''میں بطور مہمان وہاں رات بسر کرنا چاہتا ہوں۔''

انہوں نے مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ اس بستی سے آگے چلے گئے۔ ادھر رات کا اندھیرا چھا رہا تھا۔ آسمان بارش برسا رہا تھا۔ سیلاب زوروں پر تھا اور ہر نالہ یوں لگتا تھا کہ دریا بن گیا ہے۔ آسمان سے عذاب الیم اتر رہا تھا اور شیخ علاؤالدین بامر مجبوری چلے جا رہے تھے۔ ان کا اول آخر بھروسہ اللہ کی ذات پر تھا۔ چلتے چلتے ایک نہر پر پہنچے جسے ''نہر اسود'' کہتے تھے۔ یہ نہر بہتے سیلاب کے پانی اور اترتی بارش کی وجہ سے اپنی حدود سے پھیل چکی تھی۔ اس کی طغیانی زوروں پر تھی اور بے قابو تھی۔ یہاں تک کہ اس پر موجود پل پانی سے ڈوب جانے سے دکھائی نہیں دیتا تھا۔ نہر اردگرد وادیوں میں پھیل چکی تھی۔ شیخ نہر کے ابتدائی پانی میں داخل ہوئے۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ اس کے پیچھے بہت زیادہ پانی ہے، کیونکہ رات کے اندھیرے کی وجہ سے کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا اور بادل بھی گھٹا ٹوپ چھائے ہوئے تھے۔ جب پانی میں کچھ دیر چلے تو پانی کی بلندی سے واسطہ پڑا۔ حتیٰ کہ پانی اتنا بلند ہو گیا کہ ان کی سواری پر غالب آ گیا۔ اب انہیں

Marfat.com

ڈوبنے کا خوف لاحق ہوا اور ارادہ کیا کہ میں واپس ہو جاؤں، پھر واپسی کیلئے اس راستہ پر چلنے کا ارادہ کیا۔ جدھر سے آئے تھے تو حیرت اور پریشانی کے سوا کچھ نہ بن پڑا۔ اب انہیں اپنی ہلاکت اور بربادی کا یقین ہو گیا۔ اس حال میں انہوں نے استغفار کرنا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کرنے لگے اور موت و ہلاکت کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک پیچھے سے ایک آواز سنائی دی، مڑ کر دیکھا تو ایک شخص دکھائی دیا جس کی شکل وصورت مسافروں کی سی تھی۔ چنانچہ شیخ علاؤ الدین کو اس مسافر نے سلام کیا اور پوچھا:

''تم راستہ کھو چکے ہو اور بڑی پریشانی میں ہو؟''

شیخ نے کہا:

''جی ایسا ہی ہے۔''

پھر وہ مسافر شیخ آگے ہو گیا اور شیخ سے کہا:

''میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ گھبراؤ نہیں۔''

وہ آدمی آگے آگے اور شیخ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ حتیٰ کہ دونوں پل پر پہنچ گئے، اسے عبور کیا اور پھر پانی میں چلتے رہے۔ حتیٰ کہ پانی گھوڑے کے گھٹنوں تک رہ گیا۔ شیخ بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے مجھے اشارہ سے کہا:

''اس طرف اس مقام کی طرف اب چلے جاؤ۔ انشاء اللہ اس سختی سے نجات پا جاؤ گے۔''

اچانک بجلی کوندی، جس سے میری نظر خیرہ ہو گئی۔ جب میری نظر درست ہوئی تو میں نے اس شخص کو گم پایا۔ میں اس کی بتائی ہوئی سمت کی طرف چل پڑا اور پریشان کن اور موت کی وادی سے بچ گیا۔ میں اس شخص کی رہنمائی اور خود اس سے بڑا حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

شیخ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ مزید بیان کرتے ہیں کہ جب میں ''ادرنہ'' کے محفوظ علاقہ میں پہنچ گیا اور پھر یہاں رہتے مجھے کئی دن گزر گئے اور انتظامی فوج اس شہر میں واپس آئی۔ اہل محلہ کے چند لوگ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے ایک ضیافت کا انتظام کیا۔ میں نے انہیں اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگے:

''سلطان کا ایک شیخ خاص دوست ہے جسے شیخ محی الدین کہتے ہیں۔ بزرگ شخصیت اور اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ ہم ان کی صحبت سے برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کی زیارت سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں۔''

شیخ علاؤ الدین کہتے ہیں کہ میں بھی ان میں شامل ہو گیا اور میں بھی مہمانوں کی آؤ بھگت اور ان کے انتظام کرنے والوں میں داخل ہو گیا۔ پھر انہوں نے کھانا حاضر کیا، مجلس کا اہتمام کیا اور شیخ موصوف کو بلایا۔ انہوں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور ان کی مجلس میں تشریف لائے۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو فوراً پہچان لیا کہ یہ تو وہی مسافر ہے جس نے مجھے فلاں رات طوفان و باد و باراں سے رہائی دلائی تھی۔

بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے اوپر سختی کر کے صبر کیا۔ حتیٰ کہ مجلس ختم ہوئی اور مہمان تشریف کیلئے اور مہمان نواز بھی ادھر ادھر ہو گئے۔ میں شیخ موصوف کے پاس گیا، ان کے پاؤں چومے، پوچھنے لگے:

''تم کون ہو۔''

عرض کیا:

Marfat.com

''حضور! وہی ہوں جسے آپ نے فلاں جگہ ہلاکت و تباہی سے بچایا تھا۔''
میں نے تمام واقعہ آپ سے کہہ ڈالا۔ آپ نے اس سے انکار کیا اور مجھ پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمانے لگے:
''تجھے غلطی لگی ہے اور وہم ہوا ہے اور تو مجھے بدنام کر رہا ہے۔ مجھ پر بہتان باندھ رہا ہے۔''
میں نے عرض کیا:
''یا سیدی! مجھے یقین اور جزم ہے کہ وہ آپ ہی تھے۔ میرا یقین آپ کی ادھر ادھر کی باتوں سے ڈگمگا نہیں سکتا۔''
اب ان کو اعتراف کے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔ مجھے اپنے قریب کیا اور قصہ کا اقرار کیا اور مجھے وصیت فرمائی:
''اسے پوشیدہ رکھنا اور اس کی اشاعت اور عام لوگوں میں اس کی شہرت نہ کرنا۔''
میں اس مجلس سے ابھی اٹھا بھی نہ تھا کہ میرے دل میں تصوف کی طرف رغبت پیدا ہو چکی تھی۔ میرا شوق بڑھ چکا تھا اور اللہ رب الارباب کی طرف توجہ بڑھ چکی تھی۔ بالآخر میں نے شیخ موصوف کے ہاتھوں پر توبہ کی اور ان کے مریدین میں بھی شامل ہو گیا۔
شیخ علاؤالدین جو اس روایت کے راوی ہیں وہ روم کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہو گئے۔ صاحب کرامات تھے۔ حتیٰ کہ شیخ شجاع کے دربار کے متولی بن گئے، جو ''ادرنہ'' میں ہے۔
علامہ محی الدین اخی زادہ نے یہ کرامت بیان فرمائی کہ ایک دن میں شیخ عارف باللہ شیخ محی الدین المشہور حکیم چلبی سے ملا۔ ہم کافی دیر گفتگو میں مصروف رہے۔ مختلف مشائخ کرام کے بارے میں سلسلہ گفتگو جاری تھا تو مجھے فرمانے لگے:
''شیخ محی الدین اسکلیبی کے بارے میں تمہارا کیا اعتقاد ہے؟''
میں نے عرض کیا:
''میں ان کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہوں اور میرا ان کے متعلق اعتقاد بہت اچھا ہے لیکن ان سے میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جو ان کی خوبی و ولایت پر دلیل بنتی ہو۔''
فرمانے لگے:
تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ شیخ اسکلیبی اولیاء کاملین میں سے تھے اور معارف الہیہ میں قدموں سے لے کر چوٹی تک بھرے ہوئے تھے۔ ان کی پاکیزہ روح اب بھی اس کائنات میں متصرف ہے۔ ارباب سلوک اور معارف الہیہ کے طالب علم ان کے معارف سے مستفید ہوتے ہیں۔ میں تمہیں اپنے ساتھ پیش آیا واقعہ سناتا ہوں۔ ایک دن میں نماز صبح کے بعد محراب میں بیٹھا تھا اور مریدین اپنے اپنے طور پر اوراد میں مشغول تھے۔ مسجد میں مریدین کے علاوہ اور بھی لوگ موجود تھے۔ اچانک شیخ اسکلیبی مسجد کے دروازہ سے اندر تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں شیوخ بیرامیہ کا مخصوص کپڑا تھا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے سلام کا جواب دیا تو فرمانے لگے:

Marfat.com

"یہ کپڑا جو میرے ہاتھ میں ہے یہ سید الانام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے پہنانے کیلئے ارسال فرمایا ہے۔"

جب میں تیار ہو گیا تو انہوں نے مجھے وہ کپڑا پہنایا۔ جب پہن لیا تو مجھ پر فتوح اور کشف کا ایسا حصول ہوا جو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پھر فرمانے لگے:

"اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور اس مقام کو تیرے لئے بابرکت بنائے۔ اب تیری طریقت مکمل ہو گئی ہے اور تیرا معاملہ انتہا کو پہنچ گیا ہے۔"

پھر شیخ اسکلیبی مسجد سے تشریف لے گئے اور فوراً غائب ہو گئے۔ کپڑا مجھ کو پہنا کر چھوڑ گئے۔ میں گمان کرتا تھا کہ اس واقعہ کی مسجد میں موجود تمام حاضرین کو اطلاع ہو چکی ہو گی اور انہوں نے یہ سب کچھ دیکھ لیا ہو گا لیکن پتہ چلا کہ وہ سب اس سے بے خبر ہیں اور انہیں ہمارے درمیان ہونیوالے واقعہ کا قطعاً علم نہیں۔ شیخ موصوف کے تشریف لانے میرے اٹھ کر سلام کرنے وغیرہ کا انہیں پتہ تک نہ چلا۔ میں نے مذکورہ کپڑا عرصہ دراز تک پہنا رکھا۔ حتیٰ کہ وہ بوسیدہ ہو گیا اور میں نے پھر اسے گھر میں رکھ دیا۔

شیخ مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں چھ سات سال کا تھا کہ سخت بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اس قدر شدید تھا کہ میری موت قریب نظر آنے لگی۔ اتفاق سے شیخ محی الدین مذکور "ادرنہ" شہر میں تشریف لائے۔ میرے والد صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور آپ کی مجلس شریف میں لے آئے۔ میں نے شیخ موصوف کے ہاتھوں کو چوما اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ میرے والد سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا:

"یہ میرا بیٹا مصطفیٰ ہے۔ سخت بخار میں مبتلا ہے، ہم تو اس کی موت قریب دیکھتے ہیں۔ اس کے بارے میں ہم آپ کی ہمت عالیہ کے امیدوار ہیں۔"

شیخ موصوف نے فرمایا:

"اسے بازار لے جاؤ اور وہاں سے بکری کے بالوں یا بھیڑ کی اون کا بنا کوئی کپڑا خرید کر پہنا دو۔ انشاء اللہ! بخار جاتا رہے گا۔"

میرے والد محترم مجھے بازار لے گئے اور شیخ موصوف کی وصیت کے مطابق عمل کیا تو بخار نے اسی دن میرا پیچھا چھوڑ دیا اور جب تک وہ کپڑا میرے جسم پر رہا بخار دوبارہ نہیں ہوا۔

شیخ عارف باللہ تعالیٰ عبدالرحیم المؤید جو شیخ محی الدین کے خلیفہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ میرا بھائی عبدالرحمٰن بن المؤید فوج کے محکمہ قضاء سے معزول کر دیا گیا تھا۔ یہ سلطان سلیم خان کے ابتدائی ایام سلطنت کا واقعہ ہے۔ میں ایک دن بھائی کے ہاں گیا تو انہیں پریشان حال دیکھا۔ میں انہیں شیخ موصوف کے پاس لے گیا۔ شیخ نے اسے نصیحت فرمائی اور عزت وجاہ سے کنارہ کش ہو جانے کی بات کی، لیکن ان کے بھائی نے اسے قبول نہ کیا اور چپ رہا۔ پھر شیخ موصوف نے حکم دیا:

"دری بچھاؤ اور اس پر مصلی بچھا دو۔"

پھر آپ نے میرے بھائی کو حکم دیا:

Marfat.com

''اس کے اوپر بیٹھ جاؤ اور اس طرح بیٹھو جس طرح قاضی ہونے کے دوران تم اپنی نشست پر بیٹھتے تھے۔''

میرا بھائی وہاں اس طرح بیٹھ گیا۔ پھر شیخ نے فرمایا:

((بارك الله تعالیٰ فی المنصب))

''اللہ تمہیں تمہارا منصب مبارک کرے۔''

بیان کرتے ہیں کہ ابھی پندرہ دن بھی نہ گزرے تھے یا اس سے کم بیش گزرے ہوں گے کہ سلطان سلیم خان کی طرف سے حکم آ گیا کہ اسے قاضی مقرر کر دیا گیا ہے۔ سلطان اس وقت ''اورنہ'' شہر میں تھا اور ''روم ایلی'' کی ولایتی میں قاضی مقرر کیا۔ وہ اس کی کوئی امید بھی نہ رکھتا تھا۔

شیخ کے احباب میں سے ایک لڑکا بالکل نوجوان تھا۔ اس سے سلطان کے قانون کے مطابق ایک ایسا جرم سرزد ہو گیا جس کی بڑی سزا تھی۔ اس کے والد نے شیخ موصوف سے مدد طلب کی اور بہت منت سماجت کی کہ آپ وزراء سے اس کی خلاصی کی گفتگو فرمائیں۔ شیخ موصوف نے فرمایا:

''میں اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، جو اس سے عظیم و برتر ذات ہے۔''

پھر دوسری صبح وہ نوجوان کچہری میں لایا گیا تا کہ اس کی سزا سنائی جائے۔ وہاں موجود تمام وزراء میں ہر ایک نے اس کی شکایت کی بجائے اس کی تعریف کرنا شروع کر دی اور بلا اختیار وہ اس کی صفائی پیش کر رہے تھے اور اس کے حق میں گواہی دے رہے تھے۔ پس اس نوجوان کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کی خلاصی کے بعد وزراء کو بہت تعجب ہوا کہ ان کی نیتیں سزا کی بجائے اس کی سفارش میں کیسے تبدیل ہو گئیں۔ یہ سب کچھ شیخ موصوف کی برکت کا نتیجہ تھا۔

شیخ محیی الدین کی عمر سو سال سے اوپر ہوئی اور 920 میں اسکلیب میں انتقال فرمایا۔

شیخ محیی الدین الفاخوری البیروتی الخلوتی:

شیخ محیی الدین الفاخوری علیہ الرحمۃ عظیم اولیاء اور صوفیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ شیخ محمد الجسر الکبیر الشہیر طرابلسی کے خلیفہ تھے۔ موصوف رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ طاعت و عبادات کرنے والی شخصیت تھے اور ان شہروں میں ارشاد کے ہر وقت درپے رہتے تھے۔ ان سے ان کے شیخ کے صاحبزادے جناب علامہ شیخ حسین آفندی الجسر نے طریقت حاصل کی۔ لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ اولیاء اللہ میں سے تھے اور آپ شیخ الجسر الکبیر کے افضل و اکمل خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے بیروت میں انتقال فرمایا اور زاویہ مجدیہ میں اپنی عبادت گاہ میں مدفون ہوئے۔

ایک کرامت شیخ محیی الدین الفاخوری کے داماد الرجل الصالح الشیخ محی الدین الصولی نے بتائی۔ فرماتے ہیں کہ شیخ موصوف اہل طرابلس سے بہت محبت کرتے تھے اور یہ لوگ اکثر آپ کی زیارت کرنے آتے تھے۔ آپ بسا اوقات ان میں سے بعض حضرات کی آمد پر دریا پر کشتی ٹھہرنے کی جگہ تشریف لے آتے، حالانکہ آپ کو کسی نے بھی اپنے آنے کی خبر نہ دی ہوتی۔ لوگ آپ کو استقبال کیلئے موجود دیکھ کر حیران رہ جاتے اور وہ جانتے تھے کہ یہ شیخ کے کشف کا نتیجہ ہے۔ ایسا بارہا آپ سے دیکھنے میں آیا۔ اہل طرابلس آپ سے اپنی تجارت اور سفر پہ جانے کیلئے مشورہ کیا کرتے تھے۔ پھر جو شخص آپ کے مشورہ پر عمل کرتا، کامیاب ہوتا اور جو خلاف کرتا، وہ پچھتاتا۔

Marfat.com

شیخ مدین بن احمد الاشمونی:

شیخ مدین صاحب کرامت صوفی تھے۔ سید احمد زاہد اور سیدی محمد الحنفی کے اصحاب میں سے آپ کبیر عارف ہوئے ہیں۔ قطر مصری میں آپ پر طریقت کی ریاست اور مریدین کی تربیت ختم ہوگئی۔ آپ سیدی مدین مغربی جو مشہور ولی ہوئے ان کی اولاد میں سے ہیں۔

شیخ مدین کا ایک چھوٹی عمر کا بچہ تھا۔ بیٹھا آپ کے پاس کھیل رہا تھا۔ اسے دیکھ کر شیخ موصوف کا دل اس کی طرف مشغول ہوگیا جب دیکھا کہ وہ آپ کیلئے آزمائش بن گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے توجہ ہٹ جانے کا سبب بن گیا ہے تو آپ نے اس کی طرف تیز نظر سے دیکھا۔ وہ اسی وقت فوت ہوگیا۔

علامہ مناوی ذکر کرتے ہیں کہ سیدی مدین کے ہاں ایک یہودی طبیب تھا جو آپ کے ہاں ٹھہرے ہوئے فقراء کا بلا معاوضہ علاج معالجہ کیا کرتا تھا۔ کچھ لوگوں نے سیدی مدین پر اعتراض کیا کہ آپ نے اس یہودی طبیب کو اپنے عبادت خانہ میں آنے اور علاج کرنے کی اجازت دے کر اچھا نہیں کیا۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو فرمانے لگے:

"وہ تو مسلم ہے۔"

اس بات کو ابھی چند ہی دن گزرے ہوں گے کہ وہ یہودی طبیب اپنی خوشی اور مرضی سے اسلام لے آیا۔ آپ کے راز و اسرار کی باتیں لکھنے والا کہتا ہے کہ شیخ مدین نے جس واقعہ کی جو خبر دی اور مستقبل کے بارے میں جو کہا وہ ضرور ہو کر رہا۔

سلطان جقمق کے خزانہ میں کمی واقع ہوگئی تو اس نے سیدی مدین کے پاس پیغام بھیجا تاکہ آپ سے اس سلسلہ میں مدد لی جائے اور فوج کے اخراجات پورے کیے جاسکیں۔ آپ نے سلطان کیلئے پتھر کی ایک بڑی سل بھیجی، اسے اٹھانے والے سلطان کے پاس لے آئے۔ سلطان نے دیکھا کہ وہ خزانہ ہے یعنی سونا ہے، اس نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں رکھ دی۔ یوں سلطان کی حالت درست ہوگئی۔ سلطان نے کہا:

"اصل بادشاہ تو یہ لوگ ہیں۔"

شیخ مدین کے پاس ایک شخص آیا جو بوڑھا ہو رہا تھا۔ عرض کرنے لگا:

"یا سیدی! میرا مقصود یہ ہے کہ میں مختصر مدت میں قرآن کریم کا حافظ ہو جاؤں۔"

آپ نے فرمایا:

"اس خلوت گاہ میں چلے جاؤ!"

صبح اٹھا تو وہ پورے قرآن کریم کا حافظ ہو چکا تھا۔

امام شعرانی بیان کرتے ہیں کہ شیخ مدین کی عبادت گاہ پر موجود مینار جب اس کی تعمیر کی گئی تو فارغ ہونے پر معلوم ہوا کہ یہ ٹیڑھا ہے "حارۃ" کے باشندوں کو اس سے خوف ہوا کہ کسی وقت بھی گر کر جانی مالی نقصان ہو سکتا ہے۔ تمام انجینئر اس پر متفق ہوگئے کہ اسے گرا دینا ضروری ہے۔ شیخ موصوف ان کی طرف کھڑاؤں پہنے تشریف لائے۔ آپ نے اپنی پشت مینار سے لگائی اور اسے ہلایا۔ لوگ دیکھ رہے تھے تو اس وقت مینار سیدھا ہو گیا اور آج تک اسی طرح قائم ہے۔

Marfat.com

امام شعرانی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے جناب شیخ عارف باللہ سیدی محمد نے بیان کیا کہ جب ہمارے شیخ عمری کا انتقال ہوگیا، آپ کے بعد کسی اور کے پاس اکٹھا ہونے میں ہمیں کوئی تعجب نہ ہوا یعنی اپنے شیخ جیسا سکون کہیں نصیب نہ ہوا، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص سننے میں آیا۔ میں نے ایک مرتبہ ایک فقیر سے پوچھا تو وہ کہنے لگا:

''تم سید مدین کے پاس جاؤ۔''

جب میں وہاں پہنچا۔ لوگوں سے پوچھا:

''سیدی مدین کہاں ہیں؟''

تو جواب ملا:

''رباط (وقف شدہ مکان برائے فقراء) میں وضو فرما رہے ہیں۔''

وہاں حاضر ہوا، دیکھا کہ ایک بہت پگڑی، بڑا جبہ پہنے ہوئے ایک شخص وضو کر رہا ہے۔ لوٹا اور گرتے پانی کیلئے ایک تھال اور غلام حبشی ہاتھ میں تولیہ لئے کھڑا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا:

''سیدی مدین کہاں ہیں۔؟''

اس نے اشارہ سے بتایا کہ یہی ہیں۔ میں نے دل میں کہا:

((لاذا بذاك ولا عتبا على الزمن))

یہ مصرعہ میں نے ''عتب'' کی تاء مفتوحہ کے ساتھ پڑھا، کیونکہ میں نے اپنے شیخ سیدی محمد کے ساتھ زمانہ گزارا تھا۔ آپ جبہ بھی پہنتے تھے لیکن ہلکا سا عمامہ اور پیوند لگے کپڑے زیب تن ہوتے تھے۔ اس لیے مجھے شیخ مدین کے لباس کو دیکھ کر کچھ اچھا نہ لگا۔ ادھر مجھے مردان خدا کے احوال کا ابھی علم نہ تھا کہ وہ کس کس حال میں ہوتے ہیں۔ فوراً شیخ مدین نے میرے دل کی بات جان کر فرمایا:

''مصرعہ درست کرو۔ یوں کہو: ''لاذا بذاك ولا عتبا على الزمن'' یعنی حرف تاء پر فتحہ کی جگہ سکون پڑھو۔''

میں نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا۔ فرمانے لگے:

''اپنے شہر سے چلے تو خبیث نفس کے ساتھ چلے۔ تم فقراء کو اپنے ترازو پر تولنا چاہتے ہو اور وہ بھی اس نفس کے ترازو کے ساتھ جواب تک تمہارے قابو میں نہیں آیا۔''

میں نے عرض کیا:

''میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

آپ نے مجھ سے عہد لیا۔ مجھے اپنی غلامی میں رکھنا منظور فرمالیا۔ میں اس وقت سے اب تک سیدی مدین کے ساتھ ہوں۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن شیخ مدین اپنی عبادت گاہ میں موجود چبوترے پر بیٹھے وضو فرما رہے تھے۔ اچانک آپ نے اپنی ایک کھڑاؤں اٹھائی اور اسے مشرقی شہروں کی طرف پھینک دیا جیسے کسی کو مارنے کیلئے پھینکی جاتی ہے۔ پھر ایک سال بعد مشرقی شہروں سے ایک شخص شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کھڑاؤں اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے بتایا:

Marfat.com

''ایک بدمعاش ظالم نے جنگل میں میری بیٹی سے بدکاری کا ارادہ کیا تو اس وقت بیٹی نے یوں فریاد کی تھی کہ اے میرے ابا کے شیخ! مجھے بچالو۔ یہ الفاظ اس نے اس لئے کہے تھے کہ اس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ میرے شیخ کا نام ''مدین'' ہے۔ بہر حال اس کھڑاؤں نے بدمعاش کی بدمعاشی سے بچالیا۔ مذکورہ کھڑاں اب تک اس کی اولاد کے پاس ہے۔''

شیخ مدین کے پاس ایک عورت آئی۔ عرض کرنے لگی:

''یہ ہیں تیس دینار! آپ قبول فرمائیں اور مجھے جنتی ہونے کی ضمانت دیں۔''

شیخ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

''یہ تھوڑے ہیں۔''

کہنے لگی:

''میرے پاس ہے ہی اتنے۔''

اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے جنتی ہونے کی ضمانت اٹھالی۔ وہ عورت فوت ہوگئی۔ اس کے وارثوں کو اس بات کا پتہ چلا کہ وہ تیس دینار شیخ کو دے چکی تھی۔ چنانچہ اس کے وارث شیخ موصوف کے پاس آئے اور آپ سے تیس دیناروں کا مطالبہ کرنے لگے اور کہنے لگے:

''یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔''

چنانچہ وہ عورت ان وارثوں کو خواب میں ملی اور ان سے کہنے لگی:

''میری طرف سے شیخ کے احسان و فضل کا شکریہ ادا کرو، کیونکہ میں جنت میں داخل ہو چکی ہوں۔''

چنانچہ ان وارثوں نے شیخ کا پیچھا چھوڑ دیا۔

شیخ مدین اپنے شہر کی طرف ایک مرتبہ سفر فرما رہے تھے اور کچھ فقراء ساتھ تھے، ان میں سے ایک فقیر نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا سب کچھ بیچ کر آپ کے پاس آجاؤں۔ آپ نے بھی یہی مشورہ دیا۔ چنانچہ اس نے اپنی گائے اور کچھ سامان فروخت کر دیا، جو رقم ملی وہ تھیلی میں ڈال کر پگڑی کے نیچے سر پر رکھ لی، جب کشتی پر سوار ہوا تو دریائے نیل میں ان دونوں بہت پانی تھا جس کی وجہ سے اس کی پگڑی بمعہ تھیلی دریائے نیل میں گر پڑی۔ اب خالی ہاتھ شیخ موصوف کے پاس حاضر ہوا اور جو واقعہ پیش آیا عرض کیا۔ سیدی مدین نے اپنے مصلّٰی کا ایک کنارہ اٹھایا اور وہ گم شدہ تھیلی اٹھا کر اسے دے دی۔ اس میں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

شیخ مدین نے 862 ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ مرزوق بن حسن بن علی الصریفی الیمنی:

شیخ مرزوق بن حسن الصریفی صاحب کرامت و مکاشفات ولی تھے۔ کسی سے کچھ نہ پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور وہبی فتوحات آپ کو حاصل تھیں۔ آپ علماء کے ساتھ ان کے علوم کے بارے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

جناب شرجی بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

''شیخ الصریفی مشائخ کبار میں سے تھے اور کرامات و مکاشفات زہرہ سے متصف شخصیت تھے۔ صاحب خلق اور تربیت تھے۔ بہت سے لوگوں کو آپ کی صحبت نصیب ہوئی اور وہ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ شیخ موصوف ''زبید'' نامی شہر میں موجود ''بنی مرزوق'' حضرات کے جدِاعلیٰ ہیں۔ انہی کی طرف ان کی نسبت ہے اور آپ ہی ان کی پہچان ہیں۔ ان کے جدِاعلیٰ ''ذوال'' کی طرف سے منتقل ہو کر اس شہر میں آ بسے تھے اور یہیں شیخ موصوف پیدا ہوئے تھے۔ تصوف کا طریقہ اختیار فرمایا اور فقیہ ابراہیم الفشلی کی صحبت میں رہے۔ ان سے بیعت کی اور مستفید ہوئے۔ آپ اَن پڑھ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عنایت شریفہ کا حصول ہوا اور علوم کثیرہ آپ پر کھول دیئے گئے۔ بڑے بارعب بزرگ تھے۔ علماء کے ساتھ علوم کے بارے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ شیخ احمد الصیاد، شیخ ابوالغیث بن جمیل اور شیخ محمد الحکمی وغیرہ ایسے ذی قدر علماء کرام کے ساتھ آپ نے علمی گفتگو فرمائی۔''

ایک امیر ابن ''ایدمر'' فوت ہو گیا۔ یہ ملک مظفر بن رسول کے گھر والوں کا استاد تھا اور مرنے کے بعد اسے شیخ مرزوق کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ اس کے چچازاد بھائی نے اس کی قبر پر خیمہ لگوایا جیسا کہ دولت مندوں کا طریقہ تھا۔ اس خیمہ میں ان کا چچازاد اور کچھ لوگ اور بھی رات گزارنے کیلئے ٹھہر گئے۔ خواب میں چچازاد نے دیکھا کہ فرشتوں کی ایک جماعت آئی ہے، ان کے پاس آگ کا اونٹ اور اس پر آگ کا کجاوا تھا۔ انہوں نے استاد موصوف کو قبر سے نکالا اور کجاوہ میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔ وہ چیخ رہا تھا اور اپنے اوپر آن پڑی سختی کی وجہ سے فریاد کر رہا تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ شیخ مرزوق اپنی قبر سے باہر تشریف لائے، ان فرشتوں کو کہا:

''اسے چھوڑ دو۔''

فرشتوں نے کہا:

''اے شیخ! ہمیں اس کام کا حکم دیا گیا ہے۔''

شیخ نے کہا:

''میں نے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے شفاعت کر لی ہے اور ہر اس شخص کے بارے میں بھی جس کی قبر میری قبر کے قریب ہو گی۔''

اس پر فرشتوں سے اسے چھوڑ دیا اور اوپر اڑ گئے۔ پھر صبح کے وقت خواب دیکھنے والے نے اپنے سب ساتھیوں کو خواب کا واقعہ بتایا۔ پھر خیمہ اکھاڑ لیا۔

شیخ مرزوق کی ایک کرامت جو بہت ہی مشہور ہوئی، وہ یہ ہے کہ جب قاضی ابوبکر ابن ابی عقامہ نے اپنی مسجد زبید شہر کی عیدگاہ کے قریب بنوانے کا ارادہ کیا اور محراب کی تنصیب کا معاملہ آیا تو قاضی موصوف اور تعمیر کرنے والے کے درمیان اس میں اختلاف ہو گیا اور بات لمبی ہو گئی۔ بہت سے لوگ جمع تھے۔ ان میں ایک شیخ مرزوق بھی تھے، کیونکہ یہ مسجد آپ کے گھر کے قریب بن رہی تھی۔ حاضرین کو شیخ نے فرمایا:

''قبلہ ادھر ہے۔''

قاضی مذکور نے شیخ کی بات کو تسلیم نہ کیا اور سخت مخالفت کی۔ اس پر شیخ موصوف نے کہا:

Marfat.com

"قبلہ ادھر ہی ہے اور یہ ہے کعبہ مکرمہ۔"

قاضی صاحب نے جب دیکھا تو سامنے کعبہ تھا۔ شیخ مرزوق کی برکت سے تمام پردے اٹھا دیئے گئے تھے، حتیٰ کہ سب حاضرین نے بھی کعبہ دیکھا، وقت چاشت تھا۔ پھر شیخ موصوف پر غشی طاری ہوگئی اور بے سدھ و بے خبر ہو گئے۔ حتیٰ کہ بالکل حواس کھو بیٹھے اور درخت کی طرح بے شعور کھڑے رہے۔ آپ کو اس حال میں اٹھا کر ان کے گھر لایا گیا۔ اس واقعہ کے بعد جلد ہی شیخ موصوف انتقال فرما گئے۔

شیخ الصریفی کی مشہور کرامات میں سے ایک یہ ہے جسے شیخ یحییٰ المرزوقی نے اپنی اس کتاب میں درج فرمایا ہے۔ جس میں انہوں نے مشائخ بنی مرزوق کی کرامات درج کی ہیں۔ وہ یہ کہ ملک مسعود بن ایوب نے آپ کے حال کا امتحان لینے کیلئے اپنے ہاں بلایا۔ اس نے شیخ موصوف اور آپ کے ساتھیوں کیلئے دعوت کا اہتمام کیا۔ چنانچہ ایک بیل اور ایک خچر ذبح کیا۔ ہر ایک کو الگ الگ پکایا اور برتنوں میں ڈال کر کھانے کو دیا گیا۔ شیخ موصوف نے نقیب الفقراء (ایک فقیر) کو حکم دیا:

"ان برتنوں کو الگ الگ کر دو، اس طرح کہ جن تھالیوں میں بیل کا گوشت ڈالا گیا وہ فقراء کے لئے ان کے سامنے رکھ دی جائیں اور جن میں خچر کا گوشت ڈالا گیا وہ بادشاہ کے غلاموں کی طرف کر دی جائیں۔"

سلطان نے ان کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

"یہ گوشت فقراء کے لائق ہے اور وہ شاہی غلاموں کیلئے مناسب ہے۔"

یہ دیکھ کر سلطان آپ کے فضل کا معترف ہوگیا اور آپ کی ولایت کو مان گیا۔ اٹھا اور آپ کے ہاتھ چوم لئے اور پھر آپ سے درخواست کی کہ کوئی حکم ارشاد فرمائیں۔ آپ نے اسے عام فقراء کی طرح حکم دیا۔

شیخ الصریفی کی اولاد میں سے کسی کا ایک شخص پر قرض ہوگیا۔ اس صاحبزادے نے اس سے قرض واپس طلب کیا۔ اس نے شیخ سے شکایت کردی، آپ کو اس قرض کا بھی علم نہ تھا۔ آپ نے صاحبزادہ کو بلایا اور اسے فرمایا:

"تمہارے پاس مال آیا اور تم قرض وصول کرنے والے بھی بن گئے۔ لہٰذا تم زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔"

وہ صاحبزادہ اسی وقت اسی مجلس میں گر کر فوت ہوگیا۔

شیخ مرزوق کی کرامات بکثرت ہیں۔ آپ نے 619 ہجری میں انتقال فرمایا اور آپ کی قبر مقبرہ باب الھام میں ان مشہور قبور میں سے ایک ہے، جو مشہور زیارت گاہ اور حصول برکت کیلئے مرجع عوام ہے۔

شیخ ابوجہیر الضریر مسعود:

شیخ ابوجہیر علیہ الرحمۃ عظیم صوفیاء کرام میں سے ہیں۔

جناب صالح المری فرماتے ہیں کہ میں ایک دن گھر سے جناب شیخ ابوجہیر ضریر کی زیارت کیلئے نکلا۔ آپ نے شہر سے باہر ایک مسجد تعمیر کی تھی اور اس میں عبادت کیا کرتے تھے۔ میں ابھی راستہ میں ہی تھا کہ جناب محمد بن واسع سے ملاقات ہوگئی۔ مجھ سے پوچھنے لگے:

"کدھر جا رہے ہو؟"

Marfat.com

میں نے کہا:

"ابو جہیر کی زیارت کرنے جا رہا ہوں۔"

فرمانے لگے:

"میرا بھی یہی ارادہ ہے۔"

پھر ہم دونوں چل پڑے۔ پھر ہمیں اچانک حضرت مالک بن دینار مل پڑے۔ آپ نے ہم سے پوچھا:

"کدھر کا ارادہ ہے؟"

ہم نے کہا:

"ابو جہیر کی ملاقات کرنے جا رہے ہیں۔"

فرمانے لگے:

"میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں۔"

تھوڑی دور گئے تو حضرت ثابت بنانی دکھائی دیئے۔ علیک سلیک کے بعد وہ بھی فرمانے لگے:

"میرا تمہارا ایک ہی ارادہ ہے۔"

پھر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں اکٹھا کر دیا۔"

صالح المری روای بیان کرتے ہیں کہ ہم بغیر کسی جگہ رکنے کے چلتے رہے۔ جب ہم ایک خوبصورت مقام پر پہنچے تو جناب ثابت بنانی فرمانے لگے:

"آؤ! یہاں دو رکعت نماز ادا کر لیں۔ حتیٰ کہ ہم جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہوں گے تو یہ ہماری گواہ بنیں گی۔"

پھر ہم جناب ابو جہیر کے مکان پر حاضر ہوئے۔ ہم نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کرنا اچھا نہ جانا اور مکان سے باہر ہی بیٹھ گئے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ باہر تشریف لائے۔ اذان دی اور نماز کھڑی ہو گئی۔ انہوں نے بھی نماز ادا کی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر آپ کی خدمت میں حضرت محمد بن واسع کھڑے ہوئے۔ فرمانے لگے:

"تم کون ہو؟"

محمد بن واسع نے جواب دیا:

"میں آپ کا بھائی محمد بن واسع ہوں۔"

فرمانے لگے:

"اچھا! تو تم وہ ہو، جسے لوگ کہتے ہیں کہ بصرہ میں سب سے اچھی نماز ادا کرنے والا ہے؟"

محمد بن واسع یہ سن کر خاموش رہے۔ پھر جناب ثابت بنانی اٹھے اور ان سے بھی انہوں نے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

Marfat.com

کہنے لگے:
"میرا نام ثابت بنانی ہے۔"
فرمایا:
"اچھا تو تم وہ ہو جسے لوگ کہتے ہیں، بصرہ میں بہت زیادہ نمازیں ادا کرنے والا؟"
ثابت بنانی بھی خاموش رہے۔ پھر حضرت مالک بن دینار اٹھے۔ ان سے پوچھا:
"تم کون ہو؟"
انہوں نے جواب دیا:
"مالک بن دینار ہوں۔"
فرمایا:
"چھوڑو چھوڑو۔ تمہیں ہی کہا جاتا ہے کہ بصرہ میں سب سے بڑا زاہد ہو؟"
آپ بھی چپ رہے۔ پھر حبیب عجمی اٹھے۔ پوچھا:
"کون ہو؟"
بتایا:
"میں حبیب عجمی ہوں۔"
فرمانے لگے:
"اچھا! تم ہو جسے مستجاب الدعوات کہتے ہیں؟"
آپ نہ بولے۔ صالح مری بیان کرتے ہیں کہ پھر میں اٹھا۔ آپ نے مجھ سے بھی پوچھا:
"کون ہو؟"
عرض کیا:
"مجھے صالح مری کہتے ہیں۔"
کہا:
"اچھا! تو تم وہی ہونا جسے بصرہ کے لوگ خوبصورت آواز والا کہتے ہیں۔"
پھر فرمانے لگے:
"ہمیں تمہاری خوش آوازی کا شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے پانچ آیات ہمیں سناؤ۔"
صالح مری کہتے ہیں کہ میں نے "یوم یرون الملٰئکة لابشری یومئذ للمجرمین" سے تلاوت شروع کی۔ جب پڑھتے پڑھتے "ھباء منثورا" تک پہنچا تو آپ نے چیخ ماری اور بے ہوگئے۔ جب افاقہ ہوا، فرمایا:
"مجھے دوبارہ اپنی قرأت سناؤ۔"
میں نے دوسری مرتبہ پڑھا۔ دوسری مرتبہ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہوگئے اور اب کے دنیا چھوڑ گئے۔ پھر آپ

Marfat.com

کی بیوی تشریف لائیں اور پوچھا:

"تم کون ہو؟"

ہم نے انہیں اپنی شناخت کرائی تو کہنے لگیں:

"اناللہ وانا الیہ راجعون" کیا ابوجہیر انتقال کر گئے ہیں؟"

ہم نے کہا:

"جی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ اچھا! یہ تو بتایئے کہ آپ کو ان کی موت کا کیسے پتہ چلا؟"

کہنے لگیں:

"ان کی بکثرت دعا تھی کہ اے اللہ میری موت پر اپنے اولیاء کو جمع فرمانا تو تمہیں دیکھ کر مجھے پتہ چل گیا کہ تم صرف اس کی موت پر آئے ہو۔"

پھر ہم نے انہیں غسل دیا، کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ یہ کرامت امام یافعی نے روض الریاحین میں درج فرمائی ہے۔

شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی:

شیخ مسلمہ السروجی شیخ المشائخ، سید الاولیاء، رئیس الاصفیاء اور شیخ عقیل المنجی کے شیخ ہیں۔

روایت ہے کہ شیخ السروجی کے عبادت خانہ سے ایک شخص حج پر گیا۔ جب عید الاضحیٰ کی رات آئی۔ اس کی ماں نے کہا:

"ہم نے روٹیاں اور کیک بنائے ہیں اور میرے دل میں ہے کہ آج فلاں بھی یہاں ہوتا اور وہ بھی کھا لیتا۔"

شیخ موصوف نے فرمایا:

"اس کا حصہ مجھے پکڑاؤ۔ میں اس کے لئے اپنے تہبند میں چھپا لیتا ہوں۔"

جب حاجی مذکور واپس آیا تو اس نے تہبند حاضر کر دیا۔ اس کی ماں نے پوچھا۔ کہنے لگا:

"میں اور میرے ساتھی عید کی رات کو ایک جگہ تھے کہ ہمیں یہ تہبند ملا تھا، اس میں روٹیاں اور کیک بندھے ہوئے تھے، اس قدر گرم کہ ابھی تنور سے نکال کر کوئی لایا ہے۔"

جناب سراج بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ذلیل دشمن نے آپ کے صاحبزادہ "نعمت" کو قید کر لیا۔ ان کے ہاں کافی عرصہ جیل میں رہے۔ جب رات آئی تو اس کی والدہ رو پڑیں۔ آپ نے پوچھا:

"کیوں رو رہی ہو؟"

کہا:

"میرا حال کیسا ہے کہ میرا بیٹا قید میں ہے؟"

فرمایا:

"پھر کیا چاہتی ہو؟"

Marfat.com

کہا:

"شیخ کا صدقہ درکار ہے۔"

فرمایا:

"کل انشاء اللہ ہم اسے لے آئیں گے۔"

پھر جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا:

"فلاں ٹیلے کی طرف جاؤ! اور تلاش کرو۔"

لوگ گئے اور تلاش کرنے پر بیٹا وہاں مل گیا۔ اس کے قریب شیر موجود تھا۔ صاحبزادے سے پوچھا:

"کیسے آنا ہوا۔؟"

بیان کیا کہ یہ شیر قید خانے میں آیا تھا۔ اس نے مجھے اپنی پیٹھ پر بٹھایا اور اس جگہ لا کر اتار دیا۔ جب اس کو لے کر گھر روانہ ہوئے تو شیر نے بھی اپنا راستہ لیا۔ یہ مقام "تل حرل" تھا جہاں سے صاحبزادہ کو لائے تھے۔ شیخ موصوف کی قبر کی جانب مشرق میں واقع ایک بستی کا نام ہے۔ دونوں کے درمیان ایک گھنٹہ یا زائد کا سفر ہے۔

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ جب فرنگی اور ارمن کی فوج کفار نے "سروج" شہر پر حملہ کیا۔ اس کے رہنے والوں میں سے بہت سے افراد کو قید کر لیا، بہت سے قتل کر دیئے۔ پھر انہوں نے شیخ موصوف کی عبادت گاہ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ اس کی خبر آپ کے مریدین کو ملی تو انہوں نے شیخ سے عرض کیا:

"یا سیدی! دشمن ہماری طرف آ گیا ہے۔"

فرمانے لگے:

"صبر کرو۔"

مریدین نے پھر پہلی بات عرض کی۔ حتیٰ کہ کہنے لگے:

"ہمارے اور ان کے درمیان اب صرف پتھر پھینکنے کی مسافت رہ گئی ہے۔"

اس پر شیخ موصوف اپنی عبادت گاہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے انہیں واپس چلے جانے کا اشارہ فرمایا۔ اشارہ کے ساتھ ہی ان کے گھوڑے زبردستی واپس مڑنے لگے۔ ان کے سواران کو روکنے کی کوشش کرتے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ اس طرح کفار فوج کے بہت سے فوجی مارے گئے اور ان کے گھوڑے وغیرہ بھی کام آ گئے۔ ان کی تعداد کم ہو گئی اور بدحال ہو گئے۔ مجبوراً گھوڑوں سے اترے اور بڑے ادب واحترام کے ساتھ آپ کی عبادت گاہ کی طرف پیدل چل کر آنے لگے۔ انہوں نے آپ کے پاس کچھ نمائندے بھیجے، تاکہ معذرت کریں اور آپ سے معافی مانگیں۔ چنانچہ جب مذکورہ نمائندے پہنچے تو آپ نے ان سے کہا:

"جاؤ اور جا کر انہیں ہماری طرف سے یہ جواب دیدو: تم نے جو شیخ کے نمائندے کے ساتھ کیا تھا، انشاء اللہ کل دن چڑھے اس کا جواب مل جائے گا۔"

آپ کے اس اشارہ کو وہ نہ سمجھ سکے۔ پھر صبح دن چڑھے مسلمان فوج نے ان پر چڑھائی کر دی۔ پھر ان سے

Marfat.com

وہ سلوک کیا جس کے وہ مستحق تھے۔ان کی جڑیں کاٹ دیں اور انہیں اچھی طرح تباہ و برباد کر دیا۔

شیخ موصوف نے 466 ہجری میں اپنے گاؤں میں ہی انتقال فرمایا۔ جو "سرودج" نامہ شہر سے ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔

شیخ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند:

شیخ محمد بہاءالدین رحمۃ اللہ علیہ بخاری تھے۔سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ اعظم اور بڑے بڑے آئمہ وصوفیہ کے پیشرو تھے۔طریقت کو شیخ محمد السماسی رحمۃ اللہ علیہ سے اور پھر سید امیر کلال سے حاصل کیا ہے۔ 717 ہجری میں بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر قصر العارفان آبادی میں تولد ہوئے ہیں۔

مولانا محمد مسکین جو آپ کے متوسلین میں سے بڑے شخص تھے کہتے ہیں کہ بخارا میں ایک بزرگ کا انتقال ہو گیا تو حضرت شیخ قدس اللہ سرہ ان کے گھر والوں کو صبر کی تلقین کے لیے تشریف لے گئے۔ان لوگوں نے خود بھی اور ان کے متعلقین نے بھی بہت رنج و غم اور جزع فزع ظاہر کیا اور ایسے افعال بھی کر گزرے جن کو سب حاضرین نے ناگوار سمجھا۔لوگوں نے روکا اور طعن بھی کیا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جب میری موت آئے گی تو میں درویشوں کو بتادوں گا کہ کیسے مرتے ہیں۔؟"

آپ کی یہ بات میرے دماغ میں محفوظ رہی حتیٰ کہ شیخ آخری مرض میں بیمار ہوئے تو خانقاہ تشریف لائے اور خلوت خانہ میں داخل ہو گئے۔متوسلین آپ کے پاس آتے رہے اور بیٹھتے رہے۔آپ ہر ایک کو اس کے مناسب وصیت فرماتے رہے۔پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، دعا کی اور ہاتھ منہ پر پھیر لیے۔بس پھر وصال ہو گیا۔

شیخ شادی کہتے ہیں کہ جب مجھ کو شیخ بہاؤالدین قدس اللہ سرہ کی محبت کی سعادت نصیب ہوگئی تو مجھ پر خرچ کرنا اور ایثار کرنا سہل ہو گئے۔میرے پاس ایک دن سو اشرفیاں جمع ہو گئیں۔میرے گھر کے لوگ ان کو جمع رکھنے کے باب میں مجھ سے کہنے آئے اور میں نے یقین کے ضعف کی وجہ سے ان کی موافقت کر لی۔پھر میں بخارا گیا اور کمبخت کا موزا وغیرہ خریدا۔پھر حضرت اقدس کی زیارت کے لیے قصر العارفان پہنچا۔جب آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تم بخارا کیوں گئے تھے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"وہاں ایک کام پیش آ گیا تھا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ کمبخت کا موزہ مجھے دو اور باقی جو جو کچھ خرید کر لائے ہو وہ بھی دو۔"

میں نے جلدی سے سب حاضر کر دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ان سو اشرفیوں میں سے جس قدر باقی ہے وہ بھی حاضر کرو۔"

میں وہ بھی لے آیا تو پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا:

"اگر میں چاہوں تو تمہارے اس پہاڑ کو اللہ تعالیٰ کی قوت وقدرت کے طفیل سونا بنادوں۔لیکن ہم لوگوں کو اس

Marfat.com

عالم فنا میں ایسی ایسی چیزوں کی طرف التفات ہی نہ کرنا چاہیے، حالانکہ تم جانتے ہو کہ جو تمہارے لیے ہے اس میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسی باتوں کی طرف پھر عود نہ کرنا۔"

شیخ عارف ویکرانی سے جو حضرت سید امیر کلال قدس سرہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں، روایت ہے کہ ہم ایک دن شیخ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے قصر العارفان گئے۔ جب بخارا کو واپس آئے تو ہمارے ساتھ وہاں کے درویشوں کی ایک جماعت تھی۔ ان میں سے ایک شخص نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف کچھ کہنا چاہا۔ ہم نے اس کو روک دیا اور اس سے کہا:

"تم ان کو پہچانتے ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی شان میں بے ادبی اور بدگمانی کرو۔"

مگر وہ باز نہ آیا تو اسی وقت ایک بھڑ آئی، اس کے منہ میں گھس گئی اور کاٹ لیا۔ اس کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ صبر نہ کر سکا۔ میں نے کہا:

"یہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بے ادبی کی وجہ سے ہے۔"

وہ بہت رویا، پھر توبہ کی، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اسی وقت اچھا ہو گیا۔

صحرائے قپچاق کے لشکر نے بخارا شہر کا محاصرہ کر لیا اور ایک مدت تک محاصرہ قائم رہا تو اہل شہر پر بڑی مصیبت ہو گئی اور بہت مخلوق ہلاک ہو گئی۔ وہاں کے امیر نے حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں اپنے چند خاص لوگوں کو اس پیغام کے ساتھ بھیجا:

"حضرت! ہم تو دشمنوں کے مقابلہ سے بالکل ہی عاجز آ چکے ہیں، ہماری تمام تدبیریں خاک میں مل چکی ہیں اور تمام ذرائع ختم ہو گئے ہیں۔ اب ہمارے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہیں کہ ہم ان ظالموں سے پناہ لے سکیں، سوائے آپ کے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے بیقراری کے ساتھ دعا فرمائیں کہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں سے نجات دے۔ یہی وقت امداد اور دستگیری کا ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ہم آج رات دعا کریں گے اور دیکھیں رب العزت جل جلالہ کیا کرتا ہے۔"

جب صبح صادق ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو اطلاع دی کہ مجھ کو چھ روز کے بعد مصیبت کے دور ہو جانے کی بشارت دی گئی ہے۔ ان لوگوں نے امیر کو اس کی بشارت دے دی اور تمام اہل بخارا اس سے بہت خوش ہوئے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ چھ روز کے بعد دشمن کے لشکر نے شہر سے محاصرہ اٹھا لیا اور سب کے سب چلے گئے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضرت قدس اللہ سرہ سے میری محبت اور حاضری خدمت کا سبب یہ ہوا تھا کہ میں بخارا کے بازار میں اپنی دکان پر تھا، آپ تشریف لائے، دکان پر بیٹھ گئے اور حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اوصاف بیان کرنے شروع فرمائے۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ان کے ان اوصاف میں سے جو ذکر کیے گئے ہیں یہ بھی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: "اگر میرے کپڑے کا کنارہ کسی کو چھو جائے تو وہ میرا محبت کرنے والا اور شیدائی ہو جائے اور پیچھے پیچھے ہو لے۔" لیکن میں (بہاؤ الدین نقشبند) یہ کہتا ہوں کہ اگر میں اپنی آستین کو حرکت دے دوں تو تمام اہل بخارا چھوٹے بڑے سب کو

Marfat.com

ایسا کر دوں کہ میرے شیدا ہوں، میری محبت میں سرگشتہ ہو جائیں، گھر اور دوکانیں چھوڑ بیٹھیں اور میرے پیچھے ہو لیں۔"

یہ بات کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دستِ مبارک آستین پر رکھا۔ اس وقت میری نظر آپ کی آستین پر پڑ گئی تو مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے اور بہت وقت تک میں اسی حالت میں رہا۔ جب افاقہ ہوا تو ان کی محبت کی سلطنت مجھ پر قابو پا چکی تھی۔ آخر گھر اور دکان کو چھوڑ کر ان کی خدمت میں آ پڑا۔

متوسلین ہی میں سے ایک صاحب سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی:

"حضور! میرے لیے دعا فرما دیں کہ میرے ہاں لڑکا ہو۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور آپ کی دعا کی برکت سے میرے یہاں لڑکا تولد ہو گیا۔ مگر پھر مر گیا۔ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا:

"تم نے تو ہم سے یہ درخواست کی تھی کہ تمہارے لڑکا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرما دیا اور پھر اسے لے لیا، لیکن ہمیں امید ہے کہ درویشوں کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ تم کو دو لڑکے دے گا جن کی عمر دراز ہو گی۔"

پھر میرے یہاں دو لڑکے پیدا ہوئے۔ پھر ان میں سے ایک بیمار ہوا تو میں نے حضرت شیخ سے عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وہ میرا بچہ ہے۔ تم کو اس کی کیا فکر۔؟ وہ بہت مرتبہ بیمار ہو گا اور پھر تندرست ہو جائے گا۔"

پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں اور محمد زاہد جنگل گئے اور یہ سچے عاشق تھے۔ ہمارے ساتھ کھدالیں تھیں۔ ہم بھی ان کی شغل کر رہے تھے کہ ہم پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس نے مجبور کر دیا کہ ہم کھدالیں پھینک دیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ کریں۔

اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا:

"اس کی انتہا اس درجے ہوتی ہے کہ اگر مقامِ بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مر جا تو وہ فوراً مر جائے۔"

پھر یہ ہوا کہ میں نے ان سے کہہ دیا:

"تم مر جاؤ۔"

وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک مردہ ہی رہے۔ گرمی کا وقت تھا، اس لیے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا۔ میں قریب ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا۔ پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا۔ پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی۔ اسی وقت میرے دل میں یہ القاء کیا گیا کہ ان سے کہو:

"اے محمد! زندہ ہو جاؤ۔"

میں نے تین مرتبہ ان کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی تھوڑی حیات سرایت کرنے لگی اور میں ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ

Marfat.com

یہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے۔

میں سید کلاں کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا۔ جب میں نے عرض کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''بیٹا! تم نے ان سے کیوں نہ کہہ دیا کہ زندہ ہو جاؤ۔''

میں نے عرض کیا:

''جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہہ دیا اور وہ زندہ ہو گئے۔''

شیخ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نواسے شیخ حسن عطاء کو جبکہ وہ بچے ہی تھے دیکھا کہ ایک بچھڑے پر سوار ہیں اور چاروں طرف اور بچے ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قریب ہے کہ یہ سوار ہوگا اور بادشاہ اور امراء اس کے آگے آگے ہوں گے۔''

پھر ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا کہ یہ بالغ ہونے کے بعد خراسان آگئے۔ وہاں کے بادشاہ مرزا شاہ رخ سے باغ زاغان میں ملاقات ہوئی۔ بادشاہ نے ان کی باگ پکڑی اور آگے آگے چلا یہاں تک کہ خچر کی شوخی جاتی رہی۔ پھر شیخ حسن پیدل ہوئے اور اپنے راستہ پر بخارا کو چلے گئے۔

شیخ بہاؤ الدین نقشبند کے متوسلین میں سے کسی سے روایت ہے کہ آپ شہر مرو میں تھے اور میں خدمت میں حاضر تھا۔ مجھے اپنے گھر والوں کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا جو بخارا میں تھے اور خبر یہ پہنچی تھی کہ میرے بھائی شمس الدین کا انتقال ہو گیا ہے۔ مجھے اجازت لینے کی جرأت نہ ہوئی تو میں نے امیر حسین سے جو اس وقت شیخ کے ساتھ تھے استدعا کی کہ مجھے اجازت لے دیں۔ شیخ ایک روز جمعہ کی نماز کے لیے تشریف لے گئے تو واپسی میں امیر صاحب نے میرے بھائی کے انتقال کا ذکر کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''یہ کیسی خبر ہے؟ وہ تو زندہ ہے اور یہ اس کی خوشبو پھیل رہی ہے، بلکہ میں اس کی خوشبو کو بہت قریب پاتا ہوں۔''

ان کی باتیں ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھیں کہ میرے بھائی بخارا سے آگئے۔ وہ آئے اور شیخ کو سلام کیا تو شیخ نے فرمایا:

''امیر حسین! یہ ہے شمس الدین!''

تو حاضرین پر ایک زبردست حال طاری ہو گیا۔

شیخ علاؤ الدین عطار کہتے ہیں کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخارا میں تھے اور آپ کے ایک مرید کے عزیز مولانا عارف خوارزم میں تھے۔ حضرت ایک دن اپنے متوسلین سے صفت بصر پر گفتگو فرما رہے تھے۔ اثنائے کلام میں فرمایا:

''مولانا عارف اس وقت خوارزم سے سرائے کی طرف چلے ہیں اور سرائے کی راستہ میں فلاں جگہ تک پہنچ گئے ہیں۔ مولانا عارف کے دل میں یہ خیال آ رہا ہے کہ وہ سرائے نہ جائیں اور وہ خوارزم کی طرف لوٹ گئے۔''

حاضرین نے اس واقعہ کو بقید تاریخ لکھ لیا۔ پھر ایک مدت کے بعد مولانا عارف خوارزم بخارا آئے تو جو کچھ شیخ قدس اللہ سرہ نے فرمایا تھا ان کو سنایا۔ انہوں نے کہا:

Marfat.com

"بعینہ یہی بات مجھے پیش آئی تھی۔"

سب کو اس بات سے بہت زیادہ تعجب ہوا۔

شیخ عبداللہ خوجندی کہتے ہیں کہ شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں آنے کا سبب یہ ہوا کہ اس سے کئی سال پہلے میں خوجند میں ہی تھا کہ دل میں عشق کی آگ لگ چکی تھی۔ میرا قرار سلب کر دیا تھا۔ میں متوسلین میں داخل ہونے کا سخت پیاسا تھا۔ آخر خوجند سے حیران و پریشان نکل کھڑا ہوا کہ ترمذ پہنچا اور انتہائی بے قراری کی حالت میں عارف کبیر ابو محمد علی الحکیم الترمذی قدس سرہ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔

پھر نہر جیحون کے کنارے پر مسجد میں گیا اور وہاں سو گیا تو خواب میں دو رعب وداب والے بزرگوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک صاحب نے مجھ سے فرمایا:

"تم ہم کو پہچانتے ہو؟ میں تو محمد بن علی الترمذی ہوں اور یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ تم خود کو مشقت میں نہ ڈالو! بے قرار نہ ہو! کیونکہ ابھی اس کام کا جس کا تم ارادہ کر رہے ہو وقت نہیں آیا، لیکن اس درجہ پر 12 سال کے بعد بخارا میں شیخ بہاء الدین شاہ نقشبند کے ہاتھ پر جو اس وقت قطب زمانہ ہیں مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔"

پھر مجھے افاقہ ہوا تو وہ سوزش سکون پا گئی اور میں خوجند لوٹ آیا۔ پھر ایک دن میں بازار میں جا رہا تھا کہ دو ترکی شخص مسجد میں داخل ہوتے ہوئے ملے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا۔ وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ میں نے ان کی باتوں پر کان لگایا تو سنا کہ وہ اس طریق کے حالات پر گفتگو کر رہے ہیں۔ میرے دل میں ان کی طرف میلان پیدا ہوا۔ میں جلدی سے اٹھا اور ان کے لیے کھانا لے کر آیا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا:

"اس شخص میں عشق کی سوزش معلوم ہوتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ ہمارے بادشاہ شیخ اسحاق کے صاحبزادے کی خدمت میں رہے۔"

جب میں نے سنا تو ان سے ان شیخ کے حالات پوچھے۔ انہوں نے کہا:

"یہ نواحی خوجند ہی میں ہیں۔"

میں اسی وقت ان کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے بہت ہی زیادہ مہربانی فرمائی۔ ان کے ایک لڑکے نے جس پر خلوص و شرافت کے آثار تھے، میرے متعلق کہا کہ یہ مرید تو صاحب انکسار ہے، مناسب ہے کہ جناب اس کو انتخاب فرمالیں اور داخل سلسلہ کرلیں۔ شیخ رو پڑے اور فرمایا:

"بیٹا یہ تو شیخ بہاؤ الدین کی اولاد میں ہے۔ میرا اس پر کوئی حکم نہیں چلتا۔"

اس کے بعد میں خوجند لوٹ آیا اور اس اشارہ کے ظہور کے زمانے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی مدت گزری ہوگی کہ میں نے اپنے دل کو دیکھا کہ بخارا کی جانب کھنچا جا رہا ہے اور مجھے اس کی قدرت نہ رہی کہ ایک منٹ کی بھی دیر کرسکوں تو میں نے بخارا کی طرف سفر شروع کر دیا۔

جب میں وہاں پہنچ گیا تو سیدھا شیخ قدس اللہ سرہ کی بارگاہ کا ارادہ کیا۔ آپ کے دیدار سے مشرف ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

Marfat.com

''عبداللہ خوجندی! تم نے دیکھ لیا ہے کہ بارہ سال کی مدت کے پورا ہونے میں تین دن باقی رہے ہیں۔؟''

مجھ پر اس اشارہ سے ایک عجیب حالت طاری ہوگئی اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کی صبح سعادت افق دل میں طلوع کر آئی۔ حاضرین اس اشارہ کو نہ سمجھ سکے تو مجھ سے پوچھا۔ جب میں نے ان لوگوں کو اس کی حقیقت کا ذائقہ چکھایا تو کیف و سرور سے پھولے نہ سمائے۔ پھر شیخ مجھ پر پوری پوری عنایت سے متوجہ ہوئے اور خدمت میں قبول فرمالیا۔

شیخ علاؤالدین نے بیان کیا ہے کہ میں ابر والے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''کیا ظہر کا وقت آگیا۔''

میں نے عرض کیا:

''نہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''آسمان کی طرف دیکھو!''

میں نے دیکھا تو کوئی حجاب نہ پایا اور آسمان کے تمام فرشتوں کو ظہر کی نماز میں مشغول دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تم کیا کہتے ہو کیا ظہر کا وقت آگیا۔؟''

میں اس حرکت پر جو مجھ سے صادر ہوگئی تھی، شرمندہ ہوا، استغفار کیا اور ایک مدت تک اس حالت میں رہا کہ اپنے دل میں اس کی وجہ سے بہت بڑا بار محسوس کرتا رہا۔

شیخ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شیخ تاج الدین صاحب جو بارگاہ بہائیہ کے متوسلین میں تھے، جب شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان کو کسی ضرورت سے قصر العارفان سے بخارا بھیجتے تو یہ ذرا سی دیر میں لوٹ آیا کرتے تھے اور یہ اس لیے کہ جب یہ مریدین کی نظر سے غائب ہوتے تو ہوا میں اڑنے لگتے تھے۔ ایک دن شیخ نے مجھے کسی کام سے بخارا بھیجا۔ میں بھی اسی طرح گیا۔ راستہ میں شیخ کو دیکھا اور شیخ نے مجھے اس حالت پر دیکھ لیا۔ مجھ سے اس حال کو سلب کرلیا۔ اس کے بعد پھر میں ایسا کرلینے پر کبھی قادر نہیں ہوسکا۔

شیخ خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کے بڑے خاص لوگوں میں سے تھے، بیان کیا ہے کہ میں نے ایک روز شیخ کی زیارت کا ارادہ کیا تو حضرت اقدس کو باغ میں حوض کے کنارے کھڑا ہوا ایک شخص سے جس کو میں جانتا نہ تھا باتیں کرتے پایا۔ جب میں نے سلام عرض کیا تو یہ شخص باغ کے کسی گوشہ میں چلا گیا۔ حضرت قدس اللہ سرہ نے مجھ سے دوبار فرمایا:

''یہ خضر علیہ السلام تھے۔''

مگر میں کچھ نہیں بولا، خاموش رہا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں نے اپنے دل میں ان کی جانب ظاہری و باطنی کوئی میلان نہیں پایا۔ پھر دو یا تین دن بعد میں نے ان کو خانقاہ کے باغ میں دیکھا کہ شیخ کے ساتھ باتیں کررہے ہیں اور دو ماہ بعد بخارا کے ایک بازار میں خود مجھ سے بھی ملاقات ہوگئی تو تبسم فرمایا۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے معانقہ کیا، خوش طبعی کی باتیں کیں، میرے حالات پوچھے۔ جب میں قصر العارفان لوٹ آیا اور حضرت شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوا

Marfat.com

تو حضرت نے فرمایا:

''تم بخارا کے بازار میں خضر علیہ السلام سے مل کر آئے ہو۔''

شیخ علاؤ الدین نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے امیر حسین کو حکم دیا کہ بہت سی لکڑیاں جمع کرلو۔ یہ موسم سرما تھا۔ ارشاد کی تعمیل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اگلے دن بہت برف گرائی۔ ایسے کہ چالیس مرتبہ برف گری۔ پھر شیخ نے اسی وقت خوارزم کا سفر اختیار کیا۔ شیخ شادی بھی آپ کی خدمت میں تھے۔ جب نہر حرام پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حکم دیا کہ پانی کے اوپر چلے جائیں۔ مگر شیخ شادی کو ڈر معلوم ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی دفعہ فرمایا، مگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف بہت تیز نظر سے دیکھا جس سے وہ دیر تک بے ہوش وحواس رہے۔ جب ہوش بجا ہوئے تو پانی پر قدم رکھا اور چلنے لگے۔ پیچھے پیچھے شیخ بھی تشریف لے چلے۔ جب نہر عبور فرما گئے تو فرمایا:

''دیکھنا کیا تمہارے موزہ کا کوئی حصہ بھیگا ہے۔؟''

دیکھا تو اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل وقدرت سے تری بھی نہ پائی۔

ایک عالم نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ عراق تک سفر کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم سمنان پہنچے تو سنا کہ یہاں شیخ کے مخلصین میں سے ایک بزرگ ہیں جن کا اسم شریف سید محمود ہے۔ ہم لوگ ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور ان سے حضرت شیخ کے سلسلہ میں داخل ہونے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا:

''میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت خوبصورت مکان میں تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ایک بارعب شخص تھے۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یا ان بزرگ کی خدمت میں ادب وتواضع کے ساتھ عرض کیا کہ میں آپ کی صحبت سے مشرف نہیں ہوسکا اور آپ کے زمانہ اور آپ کی صحبت کی برکتوں کے وقت حاضر نہ تھا، اس لیے یہ سعادت مجھے حاصل نہیں ہوسکی تو میں کیا کروں۔؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میری برکت اور میرے دیکھنے کی فضیلت حاصل کرلو تو بہاؤ الدین کی پیروی اپنے لیے ضروری کرلو۔'' پھر ان بزرگ کی طرف اشارہ فرمایا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ میں نے شیخ کو اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ تھا۔ جب ہوش میں آیا تو میں نے ان بزرگ کا نام اور ان کا حلیہ ایک کتاب کی پشت پر لکھ لیا۔

پھر ایک مدت کے بعد میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس پر بہت نور اور ہیبت ورعب تھا۔ وہ آیا اور دکان پر بیٹھ گیا۔ جب میں نے ان کا چہرہ مبارک دیکھا تو مجھے وہ حلیہ یاد آگیا اور مجھ پر ایک زبردست حالت طاری ہوگئی۔ جب وہ حالت رفع ہوئی تو میں نے درخواست کی کہ میرے گھر کو بھی مشرف فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمالیا اور کھڑے ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ آگے آگے تشریف لے چل رہے تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے۔ آپ نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا اور سیدھے میرے مکان پر تشریف لے آئے۔ یہ سب سے پہلی کرامت ہے جو میں نے آپ کی کرامتوں میں دیکھی، کیونکہ آپ نے میرا گھر

Marfat.com

بالکل نہیں دیکھا تھا۔
جب گھر کے اندر تشریف لے آئے تو خاص میرے حجرہ میں تشریف لے گئے، جس میں میرا کتب خانہ تھا۔
آپ نے دست مبارک بڑھایا اور ان میں سے ایک کتاب نکال کر مجھے دی اور فرمایا:
"تم نے اس کی پشت پر کیا لکھا ہے۔؟"
یہ وہی کتاب تھی جس کی پشت پر میں نے وہ خواب اور اس کی تاریخ لکھ رکھی تھی۔ اس کو سات سال ہو گئے تھے۔ مجھ پر اس کی اطلاع سے ایک حالت پہلی حالت سے بھی زبردست طاری ہوگئی۔ جب مجھ سے وہ حالت جو میں محسوس کر رہا تھا رفع ہوگئی تو حضرت نے بہت مہربانی سے باتیں فرمائیں اور اس کو کہ میں سلسلہ میں داخل ہو جاؤں قبول فرمالیا اور خدمت آستانہ کی سعادت سے مشرف فرما دیا۔"
آپ کے متوسلین میں سے ایک صاحب کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ ایک روز میرے یہاں تشریف لائے تو مجھے اس وجہ سے کہ اس وقت میرے یہاں آٹا بھی نہ تھا، بہت زیادہ شرمندگی ہوئی۔ پھر میں آٹے کا ایک تھیلہ لے آیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"تم اسی آٹا میں سے پکاتے رہنا اور کسی کو اس کے کم زیادہ ہونے کی خبر نہ کرنا۔"
شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے پاس دس ماہ قیام فرمایا۔ شیخ کی زیارت کے لیے مریدین و احباب گھر پر آتے رہتے تھے اور ہم ان کے واسطے اسی آٹے میں سے پکاتے رہتے تھے۔ یہ سب تھا مگر آٹا بدستور تھا۔ پھر اس کے بعد میں نے اپنی بیوی کو یہ بتا دیا اور شیخ کے حکم کے خلاف کر بیٹھا تو برکت جاتی رہی اور آٹا بہت ہی جلد ختم ہوگیا۔ میرے لیے آپ کے کمال ولایت اور زبردست بزرگی کی قوی عقیدت کا سب سے بڑا سبب یہ تھا۔
شیخ محمد زاہد کہتے ہیں کہ میں زمانہ سلوک میں شیخ قدس اللہ سرہ کے پاس بیٹھا تھا۔ موسم فصل ربیع کا تھا۔ میرے دل میں خربوزہ کی خواہش ہوئی تو میں نے شیخ سے فرمائش کی۔ قریب میں ایک جاری پانی تھا۔ آپ نے فرمایا:
"اس پانی پر جاؤ۔!"
میں گیا تو وہاں ایک خربوزہ اسی وقت کا سا توڑا ہوا پایا۔ مجھے اس سے شیخ کا نہایت کامل اعتقاد ہوگیا۔
آپ کے متوسلین میں سے ایک مرید کہتے ہیں:
"جب میں شیخ کی صحبت سے مشرف ہوا تو شیخ شادی جو حضرت کے متوسلین میں سے خاص تھے، مجھے نصیحت کیا کرتے، تہذیب دیتے اور اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ جن جن باتوں کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص اس طرف پاؤں نہ پھیلائے جس طرف شیخ ہوں۔ میں ایک روز شیخ کی زیارت کے لیے سخت گرمی کے وقت غزبوت سے قصر العارفان پہنچا۔ راستہ میں ایک درخت کے سایہ کی پناہ لی اور لیٹ گیا۔ ایک جانور آیا اور میرے پیر میں دو دفعہ کاٹا۔ مجھے اس سے بہت ہی سخت تکلیف ہوئی تو اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ پھر لیٹ گیا تو اس نے پھر تیسری مرتبہ ایسا کاٹا کہ میں بیٹھ گیا اور دیر تک اس کی وجہ سوچتا رہا۔ آخر شیخ شادی کی نصیحت یاد آئی اور دیکھا کہ میں نے قصر العارفان کے کنارہ کی طرف پیر پھیلا لیے تھے اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اسی جگہ تھے تو معلوم ہوگیا کہ یہ میری اس حرکت پر تنبیہ ہے۔"

Marfat.com

شیخ علی داماد جو حضرت شیخ بہاؤالدین قدس سرہ کے خدام ہیں، کہتے ہیں کہ شیخ نے مجھے اپنی قبر شریف کے کھودنے کا حکم دیا۔ جب میں نے اسے پورا کرلیا تو دل میں یہ وسوسہ آیا:

''آپ کے بعد آپ کی جماعت میں جانشین کون ہوگا۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا:

''اب تک وہی بات ہے جو ہم نے حجاز کے راستہ میں کہی تھی کہ جو میری پیروی کرنا چاہتا ہے وہ محمد پارسا کی پیروی کرے۔''

اس سے دوسرے روز آپ انتقال کر گئے۔

شیخ علاؤالدین عطار کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت الشیخ بہاؤالدین قدس اللہ سرہ کی نزع کی حالت میں سورۂ یٰسین پڑھ رہے تھے۔ جب نصف پر پہنچے تو انوار بلند ہونے لگے۔ ہم سب کلمہ طیبہ میں مشغول ہو گئے اور شیخ رحلت فرما گئے۔ وفات شب دوشنبہ 3 ربیع الاول 791 ہجری میں ہوئی ہے اور اپنے باغ میں اسی جگہ جہاں حکم فرمایا تھا دفن کیے گئے۔

شیخ مصطفیٰ بن کمال الدین البکری:

شیخ مصطفیٰ بن کمال الدین البکری استاد اعظم، قدوۃ السالکین، شیخ الطریقۃ والحقیقۃ اور مربی المریدین ہیں۔

آپ 1099 ہجری میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ علم دین کی طلب میں مشغول ہو گئے اور مشہور علماء سے پڑھا اور انہیں جن حضرات نے اجازت دی ان میں شیخ محمد بدیری و میاطی جو ''ابن المیت'' کے نام سے مشہور ہیں، شیخ محمد عقیلہ، شیخ شہاب، احمد نخلی مکی اور عبداللہ بن سالم بصری مکی وغیرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

مولانا سید صدیقی نے 1161 ہجری میں حج کیا۔ حجاز سے واپس قاہرہ تشریف لے آئے۔ پھر ایک ماہ بعد بیمار ہو گئے۔ ادھر سیدی بدوی کی یادگار محفل مولد النبی کا وقت بھی آ گیا۔ شیخ استاد محترم جناب حفنی نے ارادہ کیا کہ مصطفیٰ صدیقی بکری کی بیماری کی وجہ سے اس محفل میں شرکت نہ کی جائے تو آپ نے انہیں اشارہ فرمایا:

''محفل سے غیر حاضر نہ ہوں۔''

اس پر ہمارے استاد محترم مولد شریف میں حاضری کیلئے تشریف لے گئے اور ان کی عدم موجودگی میں سید صدیقی کا انتقال ہو گیا۔ قاہرہ کے باہر قرافۃ کبریٰ میں دفن کیے گئے۔ آپ کی وہاں قبر زیارت گاہ عام و خاص مشہور ہے۔

میرے استاد محترم نے اس سال شعبان المعظم کے مہینہ میں عظیم الشان محفل مولد النبی کا اہتمام کیا، جس میں حاضری کیلئے لوگوں نے دور دراز سے سفر کیا اور لوگ بہت سا سامان بھی لائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی امیدوں اور تمناؤں کی بھی بہتات تھی۔ بالجملہ سید جلیل مصطفیٰ بکری کے مناقب لاتعداد ہیں۔

شیخ بکری سیلاب سے زیادہ سخی اور راز میں تلوار سے زیادہ تیز تھا۔ آپ کو ہر قسم کے علوم کی کنجیاں عطا کر دی گئی تھیں۔ حتیٰ کہ اس بات کا اولیاء عصر، محققین زمانہ اور مشرق و مغرب کے اہل علم کو یقین ہو گیا تھا کہ واقعتا آپ ہر علم کے خزانہ کے مالک ہیں۔ آپ نے جنات کے سرداروں اور بادشاہوں سے عہد لیا اور تمام موجودات کیلئے آپ کی مدد عام

Marfat.com

تھی۔

ایک باوثوق شخصیت نے بتایا کہ شیخ مصطفیٰ بکری جب زمین پر چلتے تھے تو آپ کیلئے نور کا فرش بچھا دیا جاتا تھا۔ آپ اس پر چلتے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ آپ اپنے ہم عصر اولیاء کرام میں سے بعض کے ساتھ روانہ ہوئے تو ایک ولی نے اپنی جوتیاں اتار لیں۔ آپ نے اس سے پوچھا:

''تم نے جوتیاں کیوں اتار لی ہیں؟''

عرض کرنے لگا:

''مجھے آپ کے کرامت والے فرش پر جوتیوں سمیت چلتے حیاء آتی ہے۔''

جناب مرادی بیان کرتے ہیں کہ شیخ موصوف کی سوانح ان کے صاحبزادے شیخ ابوالفتح محمد کمال الدین بکری نے لکھی جس کا نام انہوں نے ''التلخیصات البکر یہ فی ترجمہ خلاصۃ البکر یہ'' لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے شیخ موصوف کے بعض اوصاف جمیلہ پر گفتگو بھی فرمائی اور جلیل القدر احوال پر بھی سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ آپ کے خلفاء میں سے بیس کے لگ بھگ ایسے اہل اسرار وانوار تھے، جن کا شیخ موصوف کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا اور آپ ان سے بہت خوش تھے۔ مصنف موصوف نے آپ کے احوال پر کافی گفتگو کی جنہیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ایسے احوال محالات میں سے ہیں۔ مختصر یہ کہ شیخ موصوف نے علم، عمل، ورع اور ولایت میں یکہ وتنہا بزرگ تھے۔

شیخ بکری کی کرامات اَن گنت ہیں۔ آپ کے اخراجات شاہانہ تھے۔ اس قدر اہتمام ہوتا تھا کہ بڑے بڑے امیر اور دنیادار بھی ایسے اخراجات کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود آمدنی کا کوئی معقول ذریعہ نہ تھا کہ جس سے معمولی اخراجات ہی پورے ہو سکیں، لیکن آپ کے ہاتھوں میں توکل کی کنجی تھی اور قرآن کریم کی آیت ''ہذا عطاونا'' کا خزانہ آپ کے پاس تھا۔

جنات کے تمام گروہوں سے اس بات کا عہد لیا کہ وہ شیخ بکری کے مریدین میں سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ یہ عہد ایک مجلس میں لیا گیا جس میں سید محمد تافلاتی مفتی قدس وغیرہ اور آپ کے مریدین موجود تھے۔ آپ سے بکثرت لوگوں نے بیعت کی۔ جنات میں سے سات بادشاہ بھی آپ کے ارادت مند تھے۔ ان کے نام آپ کی بعض تالیفات میں مذکور ہیں۔ پھر آپ جب جانب مصر روانہ ہوئے، وہاں آپ کا آپ کے بزرگ خلیفہ استاذ حنفی نے استقبال کیا۔ ان کے ساتھ مصر کے علماء اور مشہور شخصیات بھی استقبال کیلئے تھیں۔ آپ کیلئے علیحدہ مکان کا بندوبست کر دیا گیا۔ آپ یہاں ارشاد کیلئے ہمہ تن مصروف رہے اور لوگ آپ کی طرف دوڑ دوڑ کر آتے تھے۔ آپ کے گھر ہر وقت بھیڑ لگی رہتی تھی۔

شیخ کافی عرصہ استاد شیخ عبدالغنی نابلسی کے پاس بھی رہے اور کتب تصوف ان سے پڑھیں جو سیدی شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف ہیں اور کچھ فقہ بھی پڑھی۔ شیخ عبداللطیف حلبی سے طریقہ خلوتیہ حاصل کیا۔ انہوں نے ایک مرتبہ شیخ عبداللطیف حلبی کو یہ فرماتے سنا کہ حضرت جنید بغدادی اپنی تمام زندگی میں صرف ڈیڑھ آدمی سے مل سکے۔ انہوں نے شیخ موصوف سے عرض کیا:

''آپ ایسے کتنے لوگوں سے ملے جو تمام و کمل اوصاف سے متصف ہیں؟''

Marfat.com

انہوں نے جواباً فرمایا:

"تو ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔"

پھر شیخ عبداللطیف حلبی کا انتقال ہو گیا۔ شیخ حلبی کے تمام شاگردان کے بعد شیخ مصطفیٰ کمال الدین بکری کے اردگرد جمع ہو گئے اوران سے تجدید بیعت کی۔ ان کی شہرت ہو گئی اور ہر طرف ان کا چرچا ہو گیا اوران کی جماعت کثیراور ان کے جھنڈے دور دراز تک پھیل گئے۔ بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ مثلاً قسطنطنیہ، بلاد روم، عراق، حلب، موصل، بلاد شام، لبنان، بغداد، قدس، مصراور حجاز، ان تمام شہروں میں ان سے طریقت پھیلی اور ارشاد عام ہوا۔ آپ ان شہروں میں موجود تمام اولیاء کرام کی زیارت کی۔ عرصہ دراز تک قدس میں تشریف فرما رہے۔ تصنیف وتالیف کا سلسلہ سفر وحضر میں جاری رکھا۔

جناب مرادی نے "سلک الدرر" میں لکھا ہے کہ آپ کا نسب یہ ہے:

((مصطفیٰ البکری بن کمال الدین بن علی بن کمال الدین بن عبد القادر محی الدین الصدیقی الحنفی الدمشقی البکری))

الاستاذ الکبیر والعارف الربانی الشہیر صاحب الکشف، صاحب عوارف المعارف والتالیف وتحریرات العالم، العلامۃ الاوحد ابوالمعارف قطب الدین مصطفیٰ بکری ہزاروں میں ایک تھے اور مشرق ومغرب میں ان کی تالیفات کی شہرت ہے اور عرب وعجم میں مشہور ہیں۔ زمانہ کے واحد عالم دین اور عظیم ولی ہوئے۔

شیخ کی حضرت خضر علیہ السلام سے تین مرتبہ ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مشرق کی قطبیت پیش کی، لیکن یہ راضی نہ ہوئے۔ شیخ بکری موصوف کی کثیر تالیفات وتصنیفات ہیں جو بہت نافع ہیں، انہوں نے خلوتیہ طریقہ کو نئی زندگی بخشی۔ آپ کے دور سے آج تک طریقہ خلوتیہ کے مشائخ میں سے آپ کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی۔

سید مصطفیٰ بکری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہیں یہ مدد کہاں سے ملی ہے؟"

عرض کیا:

"آپ سے! یارسول اللہ!"

آپ نے اشارہ فرمایا کہ ٹھیک ہے۔

شیخ بکری نے جب اسلامبول کی طرف کوچ فرمایا تو وہاں گمنامی کی چادر اوڑھ لی۔ وہاں ایک سال قیام پذیر رہے اور ادھر اُدھر سفر کرنے کا حکم نہ ملا اور نہ ہی کسی کو معلوم ہوا کہ آپ کس حال میں ہیں۔ جب سال مکمل ہوا۔ رات عبادت کیلئے اٹھے حسب عادت نماز تہجد ادا کی۔ پھر سحری کے اوراد ووظائف پڑھنے کیلئے بیٹھ گئے تو دل میں محبت نے انگڑائی لی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اس مجلس میں آ جائے۔ پھر خلفاء اربعہ کی روحانیت، ائمہ اربعہ، چاروں قطب اور چاروں مقرب فرشتوں کی روحانیت نصیب ہو جائے۔

شیخ اسی خیال میں تھے کہ اچانک ایک شخص اندر آیا۔ اس نے اپنا تہبند گھٹنوں کی طرف اٹھایا۔ یوں کہ وہ لوگوں

Marfat.com

کے اوپر سے گزر رہا ہے۔ حتیٰ کہ وہ ایک جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ پھر جب شیخ موصوف اپنا ورد و وظیفہ مکمل کر چکے، وہ شخص اٹھا اور آپ کو سلام کیا اور کہا:

"اے مصطفیٰ! تم نے کیا کیا ہے؟"

آپ نے کہا:

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔"

اس شخص نے کہا:

"کیا تم نے مجھے لوگوں کے اوپر سے پھلانگتے ہوئے نہیں دیکھا تھا؟"

فرمایا:

"ہاں! ایسا تو دیکھا ہے۔"

اس نے کہا:

"میں نے یہ اس طرح اس لئے کیا ہے کہ جن حضرات کی روحانیت کی موجودگی کی تو نے خواہش کی تھی وہ تمام کی تمام موجود تھیں۔ ان میں کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی اور میں تیری دعوت پر آیا ہوں۔ اس لیے مجھے واپسی کی اجازت دو۔ تمہیں فتح اور مدد حاصل ہو چکی ہے۔"

یہ مذکور شخص ولی، صوفی، سید محمد تافلاتی تھے۔ سید مصطفیٰ بکری نے اپنی تصنیفات میں جہاں "والد" کا لفظ ذکر فرمایا اس سے مراد سید محمد تافلاتی ہیں۔

شیخ بکری کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے نظم و نثر میں کثیر کتب تصنیف فرمائیں، حالانکہ آپ طریقت کی تعلیم، مختلف اطراف و اکناف کا سفر اور ہر قسم کی عبادت و لوگوں کے اجتماعات میں بھی مشغول و معروف رہتے تھے۔ شیخ حسن شمۃ نے فرمایا:

"شیخ بکری کی تالیفات کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے اور آپ کے اوراد و وظائف ساٹھ سے زیادہ ہیں۔"

مرادی نے کہا:

"شیخ بکری نے بہت سی نفع بخش تالیفات فرمائیں۔ ان میں سے ہمزیہ رسالہ کی شرح، ورود الوسائل کی شرح اور امام شعرانی کے حزب کی شرح اعلیٰ ترین کتب ہیں۔"

آپ کی مشہور کتب کے نام یہ ہیں:

1: الضیاء الشمسی علی الفتح القدس (دو ضخیم جلدوں میں)
2: رفیع المعانی سماہ "اللمع الندسی علی الفتح القدسی
3: المتح الانسی علی الفتح القدسی
4: السیوف الحداد فی الرد علی الزندقۃ و الا لحاد
5: الفرق (الموذن بالطواب فی الفرق بین الغجم و العواب)
6: الوصیۃ الجنیۃ للسالکین فی طریق الخلوتیۃ

Marfat.com

7: النصيحت الجنية فی معرفة اداب كسوة الخلوتيه
8: الحواشی السنية علی الوصيلة الحلبية
9: بلوغ المرام فی خلوتية الشام
10: نظم القلادة فی معرفة كيفة اجلاس المريد علی السجادة
11: بلغة المريد و منتهی موقف السعيد۔(نظم)
12: الفيه (فی التصوف)
13: تشييد المكانة لمن حفظ الامانة
14: تسلية الاحزان وتصلية الاشجان
15: رشف قنانی الصفا فی الكشف عن معانی التصوف و المتصوف و الصفا۔
16: المدام البكر فی بعض اقسام الذكر۔
17: الثغر البسام فيمن يجعل من نفسه المقام
18: الكاس الرائق فی سبب اختلاف الطرائق
19: التواصی بالصبر و الحق امتثالا لا مرالحق
20: الوارد الطارق واللمح الفارق
21: الهدية الندية للامة المحمدية
22: الموارد البهية فی الحكم الا لهية علی الحروف المعجمة الشهية
23: جمع الموارد من كل شاره۔
24: الكمالات الخواطر علی الضمير والخاطر
25: الجواب الشافی و اللباب الكافی
26: جريدة المارب وخريدة كل سارب و شارب
27: هدية الاحباب فيما للخلوة من الشروط والا داب
28: الكوكب المحمی من اللمس بشرح قصيدة الجيلی سلاف ترنيك الشمس۔
29: رسالة الصحبة التی انتنجيها الخدمة والمحبة
30: رسالة فی روضة الوجود۔
31: رفع السترو الرد اعن قول العارف اروم قد طال المدی
32: ارجوزة لا مثال الميدانية فی الرتبة الكيانية۔
33: المطلب الرومی علی ضرب الامام النوری

Marfat.com

34: شرح على ورد الشيخ احمد العسالى

35: شرح على رسالة سيدى الشيخ ارسلان

36: البسط التامم فى نظم رسالة السيوطى المقدام

37: الدر الفائق فى الصلوة على اشرف الخلائق

38: الفيوضات البكرية على الصلوات البكرية لسيدى محمد البكرى الكبير۔

39: الصلاة الجامعة بمحبة الخلفاء الجامعة۔

40: نيل نيل و فا على صلوت سيدى على وفا۔

41: المدد الكبرى على صلوات البكرى۔

42: صلوت اخرى غير السابقة لسيدى محمد البكرى

43: الهبات الا نورية على الصلوات الاكبرية لسيدى محى الدين العربى۔

44: اللمح الندية فى الصلوات المهدية

45: النوافع القريبية الكاشفة عن خصائص الذات المهدية۔

46: الهدية الندية للامة المحمد ية فيما جاء فى فضل الذات المهدية۔

47: احاديث نبوية و مقدمة اربعون حديثا و خاتمة سنية۔

48: الاربعون الموروثة الانتباه فيما يقال عند النوم والا نتباه۔

49: تفريق الهموم وتفريق الغموم فى الرحلة الى بلاد الروم

50: الخمرة المحسية فى الرحلة القدسية

51: الحلة الذهبيه فى الرحلة الحلبية۔

52: الحلة المغنية رسوم الهموم والغموم فى الرحلة الثانية الى بلاد الروم۔

53: الثانية الا نسية فى الرحلة القدسيه۔

54: كشة الصدا وغسل الران فى زيارة العراق وما والا ها من البدان۔

55: الفيض الجليل فى اراضى الخليل۔

56: النحلة النصرية فى رحلة المصرية۔

57: برا الاسقام فى زمزم والمقام

58: ود الاحسان فى الرحلة الى جبل لبنان

59: لمع برق المقامات الحوال فى زيادة سيدى حسن الواعى وولده عبد الخال

Marfat.com

60: بهجة الا ذكيا في التوسل بالمشهود من الانبياء
61: الا بتها لات الساميه و الد عوات النامية۔
62: الوردالا سني بالتوجه، الوافي والمنهل الصافي۔
63: التوسلات المعضمة بالحروف المعجمة۔
64: الفيض الوافر والمدد المسافر في وروه المسافر
65: الورد الا سني في التوسل باسمائه الحسنى
66: سبيل النجاء والا لتجاء في التوسل بحروف الهجاء
67: اوراه الايام السبعة ولياليها۔
68: الكوكب الثاقب فيما الشيخنا من المناقب
69: الثغر الباسم في ترجمة الشيخ قاسم
70: الفتح الطرى الجنى في بعض ماثر شيخنا عبد الغنى
71: الصراط القويم في ترجمة الشيخ عبد الكريم
72: الدرر المنتشرات في الحضرات العندية في الخور المبشرات بالذات العبدية المحمدية۔
73: ديوان الروح والارواح۔
74: عوارف الجواد التي لم يطرقهن طارق۔

شیخ مصطفیٰ بکری کے فوائد میں سے چند ملاحظہ کریں جو آپ نے اپنی کتاب ''السیوف الحداد فی اعناق اہل الزندقہ والالحاد'' میں تحریر فرمائے ہیں۔ ان فوائد کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اپنے آپ کو صوفی گمان کرتے ہیں لیکن احکام شرعیہ کے پابند نہیں ہوتے۔

شیخ بکری لکھتے ہیں:

سیدی علی بن علوان یعنی سیدی حموی نے اپنی تصنیف ''مباح الھدایۃ و مفتاح الولایۃ'' میں لکھا ہے: عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے شاگردوں کو شریعت ضبط کرنے کے بعد علم سلوک، طریقت اور حقیقت کی رغبت دلائے۔ یعنی علم شریعت پہلے اور دیگر علوم بعد میں۔ اگر اس ترتیب کو مد نظر نہ رکھا گیا تو علم حقیقت بدون علم شریعت زندقہ اور بے دینی ہوتا ہے۔ ہم نے اس بات کا مشاہدہ کیا اور اس کی خبر بھی ہے، بلکہ مرشد صادق وہ ہے جو مریدین کو سب سے پہلے احکام شرع اور ان کے ضبط کی طرف متوجہ کرے اور نفس کی تطہیر، دل کی صفائی اور اس کی جلا دائمی ذکر اور مجاہدہ سے ہوتی ہے۔ اگر حقیقت نے اس قدر علوم و احکام وعمل پیدا ہونے کے بعد تجلی کیا تو وہ نور علی نور ہوگی اور اگر حقیقت میں ایسے شخص پر فتح کا دروازہ نہ بھی کھلا، تب بھی شریعت کے میدان اور طریقت کے باغ میں سلامتی کے کنارے پر ہوگا۔ وہ شخص جو شریعت کے حصول سے قبل متحقق بننا چاہتا ہے

Marfat.com

اور حفظ شریعت سے پہلے حقیقت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کا قول و فعل مطابق شریعت نہیں تو وہ حقیقت کی بجائے زندیقیت کی طرف جلد پہنچے گا۔ ہاں اگر مجذوب ہے اور جذب ربانی سے سرشار ہے تو وہ اس صورت میں ایسے طور پر ہوتا ہے جسے وہی جانتا ہے، جو وہاں موجود ہوتا ہے۔ ایسے مجذوب سے بسا اوقات ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں، جو بظاہر شریعت کے مخالف ہوتے ہیں، لیکن وہ حقیقت کے اعتبار سے سچا ہوتا ہے، اس کی شہادت قرآن کریم میں موجود اس واقعہ سے ہوتی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے مابین ہوا، لیکن اس جگہ بھی قدم پھسلنے اور محض زبانی جمع خرچ کے دعویٰ جات اور غلط قسم کے لوگ ایسا کرتے مل جاتے ہیں، یعنی جذب ربانی سے کوئی واسطہ نہیں، محض مجذوب کی طرح نقل اتار کر لوگوں کو پھانستے ہیں۔ بخاری، مسلم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث روایت کی۔ فرمایا:

((المتشبع بمالم يعط كلابس ثوبي زور))

"وہ شخص جو ایسا روپ دھارتا ہے جس کا وہ اہل نہیں اور نہ ہی اسے وہ مرتبہ و مقام عطا کیا گیا ہے تو وہ ایسے جیسا کسی نے جھوٹ کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔"

اور یہ بھی حدیث صحیح مروی ہے:

((ومن ادعى دعوة كاذبة ليتكثر بها لم يزده الله عزوجل الا قلة))

"جو شخص جھوٹا دعویٰ کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ کثرت جمع کرے تو اللہ تعالیٰ اسے لازماً قلت ہی عطا کرتا ہے۔"

(رواہ مسلم)

میں (شیخ بکری) کہتا ہوں کہ میں نے اپنے ہاں ذوق میں محسوس کیا۔ وہ یہ کہ جب بھی میں (طہارت) (وضو) کے بغیر سویا تو میں نے اپنے نفس کو مشقت اور تکلیف میں پایا اور خراب و برباد جگہوں میں پایا اور ایسے امور میں مصروف پایا جو طبیعت کو پریشان کرنے والے ہوتے ہیں اور جب بھی مسنون حالت میں سویا تو میں نے اپنے آپ کو بسط و سرور میں پایا اور صاف ستھرے مقامات دیکھے۔ حتیٰ کہ جب میں نیند کے غلبہ یا سردی کی شدت کی وجہ سے وضو نہ کر پاتا تو تیمم لازماً کر لیتا اور اگر میں تیمم نہ کرتا تو پھر انہی حالات و واقعات سے نفس کو واسطہ پڑتا جن کا ذکر ہو چکا ہے، بہت دفعہ مجھے یہ اتفاق ہوا کہ مجھے غسل کی ضرورت پڑتی اور میں غسل کرنے سے قبل سو جاتا تو مجھے خوفناک امور دیکھنے پڑتے جو مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیتے اور بعض دفعہ تو وہ امور مجھے پریشان کر دیتے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب تک میں باوضو رہتا ہوں تو مجھے نشاط و سرور حاصل رہتا ہے۔ جب بے وضو ہو جاتا ہوں یا وضو نہیں کرتا تو میں اپنے باطن میں تنگی پاتا ہوں اور باطنی قبض محسوس ہوتی ہے۔ یونہی جب دن رات کا قیام چھوٹ جائے تو اس دن میں باطن میں بہت تبدیلی محسوس کرتا ہوں لیکن مجھے اس کا سبب صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں نے رات کو قیام ترک کیا، حالانکہ میرا اس میں کوئی دخل نہ ہوتا۔

ان باتوں میں سے جو میں نے اپنے نفس میں مشاہدہ کی کہ جب مجھ پر ایسا وقت گزرا جس میں اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

ذکر میں میرا وقت بہ نسبت غفلت کے زیادہ گزرا۔ مجھے اس وقت اپنے دل میں انشراح اور قلب میں جو وسعت حاصل ہوتی اسے زبان سے بیان نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ امر وجدانی ہے اور یہ بھی بارہا اتفاق ہوا کہ جب عشاء سے قبل مجھ پر نیند کا غلبہ ہوتا، اس وقت سونا مکروہ ہے تو میں ایسی کیفیت محسوس کرتا کہ آہستہ سے میرے منہ پر مار رہا ہے تو وہ اس سے منہ موڑ لیتا۔ پھر ایسی ہی کیفیت سے واسطہ پڑتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مجھ بندے پر خاص نعمتوں میں سے ہیں۔

میں نے دل پر جو حرام کھانے کے اثرات کا مشاہدہ کیا وہ یہ کہ حرام کھانا دل پر ظلمت اور پردہ ڈال دیتا ہے جو نفس کے مجاہدہ کے بغیر زائل نہیں ہوتے اور دل کو اللہ کے ذکر میں مشغول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آتا اور دل میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی آگ پیدا کرنے اور اس کی صفائی کا شوق پیدا کرنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں۔ اکثر اہل طریقت جب رزق حرام کا بوجھ دل پر محسوس کرتے ہیں تو وہ قے کر دینا بہت پسند کرتے ہیں جس طرح کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ بسا اوقات طریقت کے میدان کے چھوٹے شہسوار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے دل سمندر کی طرح بے کنار و وسیع ہیں۔ اس میں اگر ایک ڈول گندے پانی کا گر جائے تو کچھ نہیں بگڑتا۔ اسی طرح ایک آدھ لقمہ حرام یا ایک مرتبہ حرام خوری سے دل پر کچھ اثر نہیں پڑتا، حالانکہ اہل طریقت نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا ہے کہ حرام کی ظلمت ہر ایک کے دل پر اثر کرتی ہے اور یہ بہ حسب مقام و مرتبہ ہے۔ حتیٰ کہ قطب وقت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فعل حجت قطعیہ اور بلند ترین دلیل ہے۔ ہم جو اپنے دلوں میں مشاہدہ کرتے ہیں، جب ہم سے کوئی بے ہودہ گفتگو مثلاً: غیبت یا کسی کو تکلیف دینا خواہ وہ تکلیف قلب سے تعلق رکھتی ہو تو قلب کی سیر ضرور متاثر ہوتی ہے اور اس میں انقباض و جمود اور تنگی آجاتی ہے۔ حتیٰ کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان دل آگیا اور دونوں پہاڑ آپس میں ملتے جارہے ہیں اور اس کی پریشانی بڑھتی جارہی ہے۔ جب بھی معصیت بڑی ہوتی ہے تو اس وقت گھبراہٹ اور بلا بھی شدید ہوتی ہے۔ یہ جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں اس وقت جب تک غلطی کے بعد فوراً توبہ کر لی جائے، استغفار کی جائے اور جرم کا اعتراف کرتے ہوئے اس پر اصرار نہ کرنے کا عہد کریں، لیکن یہ سب کچھ بندے پر اللہ تعالیٰ کا لطف و فضل ہے کہ وہ اپنے بندے کو تنبیہ کر دیتا ہے اور گناہوں سے روک دیتا ہے۔ ان لوگوں کے حالات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، جن کے دلوں پر مردنی چھا گئی ہو اور گناہوں نے ان کو گھیرے میں لے رکھا ہو۔ انہیں نہ تو دل کی سختی کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی وہ غلط کاموں یا حرام خوری کے ادراک رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے:

((ان العبد اذا خطأ خطیة نکتت فی قلبه نکتة سوداء فاذا هو نزع و استغفر و تاب صقل قلبه وان عادذید فیها حتی تعلو علی قلبه وهو الران الذی ذکره الله کلا بل ران علی قلو بهم بما کانو یکسبون))

(رواہ الامام احمد والترمذی والنسائی وغیرہم عن ابن ہریرۃ)

Marfat.com

"آدمی جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہ نقطہ چھپ جاتا ہے، جب وہ اسے اتار دیتا ہے، استغفار کرتا ہے، توبہ کرتا ہے تو اس کا دل پھر سے چمک اٹھتا ہے اور اگر دوبارہ وہی گناہ کرتا ہے تو اس سیاہ نقطہ کی سیاہی بڑھ جاتی ہے۔ کرتے کرتے اس کے پورے دل پر چھا جاتی ہے۔ اور قرآن کریم میں لفظ "ران" سے بھی مراد ہے۔ جو اس آیت میں وارد ہوا: کلا بل ران علی قلوبھم۔"

ہمارا یہ بھی مشاہدہ ہے کہ ہم جب نماز کو اس کے تمام آداب سمیت بجالائیں تو اپنے دلوں میں نور عظیم موجود پاتے ہیں۔ حتیٰ کہ نماز میں ادھر ادھر نظر پھیرنا اس تاثیر کو کمزور کر دیتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے:

((ایا کم و الالتفات فی الصلوٰۃ فانھا ھلکۃ))

"دیکھو! نماز میں اپنے اوپر ادھر ادھر دیکھنے سے کنٹرول کرو کیونکہ ایسا کرنا تباہی ہے۔"

حدیث پاک میں یہ بھی مذکور ہے کہ آدمی جب بھی نماز میں ادھر ادھر نظر اٹھاتا ہے تو اسے اس کا رب پوچھتا ہے: اے ابن آدم! کدھر دیکھ رہا ہے؟ میں تیرے لئے اس سے بہتر ہوں، جدھر تیری نظر دیکھتی ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

((لا تلتفتوا فی صلاتکم فانه لا صلوٰۃ للتفت الی غیر ذالك))

"دوران نماز ادھر ادھر مت دیکھو کیونکہ ادھر ادھر نظر پھیرنے والے کی نماز (مکمل) نہیں ہوتی۔"

مختصر اور حاصل کلام یہ کہ شریعت مطہرہ کے ہر عمل نیک سے عامل کو نور و سرور حاصل ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی قربت اور حضوری کا سامان مہیا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کے دل پر پڑے پردے دور فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص شریعت مطہرہ کے آداب میں خلل ڈالتا ہے اور اسباب شریعت کو مضبوطی سے نہیں تھامتا اور اس پر یہ دعویٰ تھا کرتا ہو کہ وہ "واصل" ہے تو وہ اس دعویٰ میں سچا ہے، لیکن واصل الی الحق نہیں، بلکہ دراصل الی سقر (جہنم) ہے۔ اگر وہ واصل کا مدعی نہیں، لیکن کہتا ہے کہ اس طرح "حصول" حاصل ہو جاتا ہے تو یہ بھی درست ہے لیکن وہ حصول حق کی بجائے گائے بیل کی صفت کا حصول پالے گا۔ اللہ تعالیٰ جس کو توفیق عطا فرما دیتا ہے وہ وجدان عیان کے بعد کسی دلیل ظاہری یا برہان کا ضرورت مند نہیں رہتا۔ رات آجانے کے بعد خوشبو کی ضرورت نہیں رہتی اور عبادان کے بعد کوئی گھر نہیں۔ شریعت مطہرہ کے احکام سے لو لگانا اور ان پر عمل پیرا ہونا مریم علیہا السلام کی کھجور سے زیادہ برکت والا ہے اور عطر منشم سے زیادہ معطر ہے۔ ہاں! اپنے آپ کو اس زندیق فرقہ سے بچائے رکھنا۔ یہ ذلیل لوگ ہیں تو ان کے پیچھے چل کر اپنے دل کے حق پر قائم ہونے کی جمیعت کو ضائع نہ کر دینا۔ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کو تھامے رکھنا۔ فرائض و نوافل کی ادائیگی کا دل کو عادی بنا لے۔ اس لئے کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ اور شریعت مستیزہ پر عمل پیرا کو حیرت نہیں رہتی اور نہ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر و عمر اور دیگر حضرات صحابہ کرام کی سیرت کے علاوہ اور کوئی سیرت ہے۔ ہاں لیکن معاملہ اور فیصلہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ جس نے اس سے ہدایت طلب کی اسے مل گئی:

((من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد له ولیا مرشدا))

Marfat.com

”جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کر دیتا ہے تم اس کیلئے کوئی دوست اور رشد و ہدایت والا نہ پاؤ گے۔“
مصطفیٰ بکری نے لکھا کہ ان لوگوں کو جن طریقوں سے شیطان نے گمراہ کیا اور انہیں راہ راست سے پھسلا کر نامرادی اور خسارے کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شیطان ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اسے ہماری طرف آنے کی ہمت ہی نہیں ہے۔ یہ بات وہ شخص کیسے تسلیم کر سکتا ہے جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے اور ان شیطانی دھوکوں اور مکاریوں کی طرف وہ شخص کس طرح مائل ہو سکتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس کے سامنے ہو، جو اللہ پاک نے اپنی کتاب ندیم اور خطاب عظیم میں ذکر فرمایا:
((ان الشيطان لكم عدو فا تخذوه عدوا انمايد عوحزبه ليكونوا من اصحاب السعير))
”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، لہٰذا تم بھی اسے اپنا دشمن بناؤ، یقیناً وہ اپنی جماعت کو دعوت دیتا ہے، تا کہ وہ اس کی مان کر دوزخی ہو جائیں۔“
اس آیت اور اس جیسی اور بہت سی آیات مبارکہ کے شیخ موصوف نے فوائد نافع ذکر فرمائے۔ پھر فرمایا: میں نے اپنے ابتدائی دور سلوک میں جو میں اپنے شیخ جناب عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں طے کر رہا تھا، دیکھا کہ میں ایک وسیع جگہ موجود ہوں۔ جہاں انگوروں کے بہت سے گچھے ہیں اور کافی تعداد میں لوگ بھی موجود ہیں۔ میں گویا ذکر میں مشغول ہوں اور ان لوگوں کی طرف میرا دھیان نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے ایک مذموم اور پستہ قد آدمی دیکھا۔ جس کے سر پر طنطور ار ہاتھ میں تین موتی تھے، اس نے وہ موتی انگوروں کے گچھوں میں رکھ دیئے اور علان کیا کہ تم لوگوں میں سے جو ان موتیوں کو تلاش کر لے گا میں اسے اتنے دینار انعام دوں گا۔ وہ تمام لوگ ایک دوسرے سے بڑھ کر موتیوں کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔ انگوروں کے گچھوں کو ادھر ادھر کرتے، تا کہ کہیں سے مل جائیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک جگہ پڑے وہ موتی دکھائی دیئے۔ میں نے اٹھا لئے اور اس سے میں نے انعام مانگا تو اس نے انکار کر دیا۔ میں نے اس کی گود میں دینار دیکھے۔ میں نے خود وہاں سے اٹھا لئے اور آگے چل پڑا۔ وہ میرے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور میں نے اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا اور وہ چکر لگاتا رہا اس کے ساتھ ساتھ اس کا قد ر اور چھوٹا ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ وہ بالکل فنا ہو گیا۔ پھر میں ایک عظیم الشان بڑے محل کی طرف چل پڑا۔ میرے پیچھے پیچھے پھر وہ چل پڑا۔ میں نے اسے پوچھا:
”تو یہاں تک بھی آ گیا ہے۔؟“
پھر میں نے اس کی طرف ہمت اور عزت کے ساتھ دیکھا اور اللہ اللہ کہنا شروع ہو گیا۔ وہ پھر چھوٹا ہوتا گیا اور گھومتے ہوئے پگھلتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کا اثر بھی باقی رہ رہا۔ میں نے پھر ذکر میں زیادتی کر دی اور اس قدر زیادہ ذکر کیا کہ مجھے اس کے معدوم ہونے کا یقین ہو گیا اور اس میں عظیم الشان محل سے نیچے اتر آیا۔ میں نے

Marfat.com

اس مقابل سیڑھی کے پہلے زینہ پر اشرف الخلق جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ نے اس سیڑھی کے پہلے زینہ سے دوسرے تیسرے زینہ کی طرف سفر شروع فرمایا۔ میں نے آپ کے پیچھے پیچھے زینوں پر چڑھنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہم سیڑھی کے تمام زینے طے کر کے کھلی جگہ پہنچے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نظروں سے غائب ہو گئے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اس منظر کی تعبیر یہ بتائی کہ موتی اور اصل توحید افعال، اسماء اور صفات تھے۔ دینار عرفانی حقائق تھے۔ اس کا پگھلنا ذکر سے ہوا۔ وہ ذکر کی عظمت کی وجہ سے چھوٹا ہوتا رہا۔ پھر پہلی سیڑھی خواہشات کی سیر" تھی اور دوسری حضور کے مطابق قدموں کی اتباع تھا۔ اس شیطان لعنۃ اللہ علیہ سے امن صرف اس وقت ہو گا جب آدمی دارالامان (جنت) میں پہنچ جائے گا۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ کے وقت اپنے دل میں سرور پایا۔ آپ کا چہرہ مبارک نورانیت سے جھلملا رہا تھا اور اس سے نور پھوٹ رہا تھا۔ اچانک ایک شخص ہمارے پاس آیا اور دینار بانٹنے لگا۔ حاضرین میں سے بعض کو اس نے کوئی دینار نہ دیا تو جسے دینار نہ ملا، شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ نے اپنے حصہ کا دینار اسے عطا فرما دیا۔ میں نے بھی آپ کی اقتداء کی اور میں نے بھی اس شخص کیلئے اپنے حصہ کا دینار پھینک دیا۔ اس شخص کو یہ پتہ نہ چلا سکا کہ یہ دینار اس کی طرف کس نے پھینکا ہے۔ چنانچہ اس نے اسے اٹھالیا۔

سید مصطفیٰ بکری فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دیکھا، یہ وہ شخص تھا کہ جس کا ہمارے متعلق اعتقاد اچھا نہ تھا اور نہ ہی اس کی محبت ہم سے خالص تھی کہ وہ شخص شیخ ابن عربی کی قبر انور پر ہے۔ بیان کرتا ہے کہ جب میں نیچے اترا اور مقام میں داخل ہوا تو میں نے شیخ کو اس حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا، جو قبر سے ملی ہوئی ہے۔ میں ان کے قریب گیا تو دیکھا کہ شیخ ابن عربی کی بجائے تم (مصطفیٰ بکری) وہاں ہو۔ میں پھر واپس ہو گیا۔ میں نے واپس مڑ کر دیکھا تو شیخ نظر آیا۔ جب پھر آگے بڑھا تو دیکھا تم تھے۔ یونہی کئی مرتبہ ہوا۔

شیخ یہ سن کر مسکرا رہے تھے۔ فرمانے لگے:

"میں نے شیخ ابن عربی کی بہت سی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ میں نے ان کی غالب مدد بھی پائی۔ آپ کی مشیخت مجھ پر اس اعتبار سے ہے۔"

شیخ مصطفیٰ بکری فرماتے ہیں کہ مجھے کئی راتیں شیخ ابن عربی کی مسجد میں بسر کرنے کا اتفاق ہوا میں مسجد میں آپ کی دہلیز پر بیٹھا رہتا تھا اور وہاں بیٹھ کر آپ کی منور برکات کا سوال کرتا رہتا تھا اور میں نے آپ کو اس مرتبہ کے علاوہ بھی دیکھا اور میں نے اپنے صدیق شیخ ابراہیم بن الاکرم مرحوم کو خبر دی۔ میں نے ان سے کہا کہ جب میں شیخ کی مسجد کے دروازہ سے اندر جاتا ہوں تو یوں لگتا ہے کہ میں نے باطنی لباس پہن لیا ہے۔ جو میرے اس لباس سے الگ اور لباس ہے جو میں نے پہن رکھا ہوتا اور جب میں وہاں سے باہر آجاتا تو یوں محسوس ہوتا کہ وہ اتار لیا گیا ہے۔ میں نے اس کا ادراک کیا اور میں گمان نہیں کرتا کہ ایسا میرے علاوہ کسی اور سے بھی وقوع پذیر ہوا ہو گا۔

اس کے بعد سیدی مصطفیٰ بکری نے کتاب میں اپنے شیوخ کا تذکرہ کیا اور ان بزرگوں کا کہ

Marfat.com

آپ کی ملاقات ہوئی۔ ان میں سے سب سے مقدم ذکر سیدی عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی کا کیا ہے اور ان کے ساتھ کچھ اپنے ذاتی واقعات و ماجرات کا تذکرہ بھی کیا جوان کی رفاقت میں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی ذکر کیا کہ شیخ موصوف نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ آپ نے دونوں ہاتھ ملا کر کسی چیز سے بھرے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کو اٹھایا اور مجھے فرمانے لگے:

''اے عبدالغنی! یہ میری اولاد ہے اس کی حفاظت کرنا''

پھر دوسرے ہاتھ میں جو تھا۔ وہ مجھے عنایت فرما دیا۔

شیخ مصطفیٰ بکری فرماتے ہیں کہ سیدی عبدالغنی نابلسی نے مجھے خواب میں اور جاگتے ہوئے دونوں حالتوں میں اپنی کتابوں اور تالیفات کی اجازت مرحمت فرمائی، جو دو سو سے زائد ہیں اور نقشبندی طریقت دو طرح سے حاصل کی ہے۔ ایک ظاہری طریقہ جو محمد باسعید نقشبندی سے حاصل کیا اور دوسرا طریقہ باطنی ہے جو سیدنا ابو یزید بسطامی یا ان کے علاوہ دیگر اکابرین طریقت نقشبندیہ سے حاصل ہوا۔

سیدی مصطفیٰ بکری لکھتے ہیں: میرا دل آپ سے دوسرے طریقے کے متعلق خواہش مند ہوا۔ میں نے کچھ عرصہ بعد دیکھا کہ میں ایک جگہ چند لوگوں میں موجود ہوں، جن میں اکثریت کو میں جانتا ہوں، لیکن ہیں سبھی اولیاء کرام، میں تمام کو نہیں بلکہ ان میں سے بعض کو جانتا ہوں۔ پھر وہ ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا تو ایک شخص سویا ہوا نظر آیا مجھے بتایا گیا یا میرے دل میں القا ہوا کہ یہ ابا یزید بسطامی ہیں۔

میں نے دل میں کہا:

''اگر آپ ہیں تو میں پھر نقشبندی طریقت سیکھے اور حاصل کیے بغیر نہیں جاؤں گا۔''

پھر تھوڑا سا وقت گزرا کہ آپ خواب سے اٹھ بیٹھے۔ میں آپ سے گفتگو کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ کچھ لوگ اور آ گئے اور انہوں نے آپ کو وضو کرایا اور خدمت میں مصروف ہو گئے۔ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ وضو سے فارغ ہو چکے ہیں اور اپنی جگہ بیٹھ گئے ہیں۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور آپ کے ہاتھوں کو جا کر چوم لیا اور آپ سے نقشبندی طریقت طلب کی۔ فرمانے لگے:

''کیا تجھے اس کی شیخ عبدالغنی نے خبر نہیں دیکھی اور یہ طریقت اس نے تجھے تعلیم نہیں کی؟''

میں نے عرض کیا:

''حضور! ٹھیک ہے، انہوں نے سکھائی ہے۔ وہ اجازت طریقت تھی اور میں بالفعل چاہتا ہوں۔''

اس پر شیخ ابا یزید بسطامی نے اپنا دست اقدس بڑھایا اور مجھے اپنی بیعت میں لے لیا اور میرے منہ سے ذکر کی تلقین کی۔ پھر تشریف لے گئے اور میرے پیچھے مجھے اپنے ہی ایک قریبی کے ساتھ بھیج دیا۔ پھر چل پڑے۔ میں ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایک غار میں تشریف لے گئے۔ آپ اندر جا کر بیٹھ گئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی آپ کے پاس اندر چلا جاؤں تو فرمایا:

''یہیں بیٹھ جاؤ''

آپ نے غار کی ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

''میں تیری تکمیل میں مصروف ہوں اور وہ عنقریب ہو جائے گی۔''
میں پھر ذکر میں مشغول ہو گیا، جو ذکر آپ نے مجھے عطا فرمایا تھا اور آپ مشاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ پھر مجھے ارشاد کیا:
''تیرے تکمیل کے دن پورے ہو گئے۔''
غار سے باہر آئے اور کہیں اور چل دیے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ پھر آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔
جبکہ آپ اپنا سر انور گھما رہے تھے۔ فرمایا:
''تیرا مشہد وہ ہونا چاہیے اور اسے کھینچا۔''
میں نے عرض کیا:
''یاسیدی! بے شک مدت سے میرا یہی مشہد ہے۔''
فرمانے لگے:
''اس پر لگاتار قائم رہو۔''
اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ جس جمعہ کو میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اسی جمعہ کو مجھے آپ کی زیارت بھی میسر ہو گئی۔ آپ کی قبر ایک بلند ٹیلے پر ہے اور شام سے وہ تقریباً چار گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ آپ کی قبر انور کی زیارت میں ہماری مدد کرنے والا ہمارا دینی اور فی سبیل اللہ بھائی شیخ عبدالرحمٰن السمان تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میں آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا، میں اکیلا تھا تو میں نے دیکھا کہ آپ محراب میں کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے قریب جانے کی ہمت نہ پڑی اور میری ران کانپنے لگی۔ پھر ہم نے سیدی شیخ عقیل المنجی کی قبر انور پر حاضری دی۔ اندر جا کر ہم نے دو رکعت نماز نفل ادا کیے اور اللہ تعالیٰ سے جو یاد آیا دعا مانگی۔ پھر ہم شیخ حیاۃ بن قیس حرانی کی زیارت کیلئے چل پڑے۔ ہم ان کی جامع مسجد میں داخل ہوئے اور آپ کی منور قبر کی زیارت کی۔ وہاں ہم نے دو راتیں گزاریں۔ پھر ہم اپنے وطن واپس آ گئے۔ ہمیں ان زیارتوں سے بہت وافر حصہ ملا اور کثیر بسط ملی اور اتنا کچھ ملا کہ پیمانے بھر گئے۔

شیخ عمر بن الفارض:

شیخ عمر بن الفارض مشہور اولیاء کرام اور اکابر عارفین میں سے ایک تھے۔ عمر ابن علی مذکور دراصل حموہ ہیں۔ ان کی ولادت مصر میں ہوئی اور ''ابن الفارض'' کے نام سے مشہور ہوئے۔
شیخ ابن فارض شکل و صورت میں حسین و جمیل تھے اور لباس بھی عمدہ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ دوستوں کے دوست اور یاروں کے یار تھے۔ طبیعت کے بہت نرم، زبان کے میٹھے اور گفتگو میں فصیح و بلیغ تھے۔ آپ کے بہت سے مناقب ہیں۔ 632 ہجری میں انتقال فرمایا اور قرافہ میں دفن کیے گئے۔
سیدی عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عسا کر رحمۃ اللہ علیہ سے علم پڑھا اور ان سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں حافظ منذری وغیرہ کے اسماء گرامی ہیں۔ پھر تعلیم و تعلم کو چھوڑ کر تخلیہ اور صوفیاء کرام کے راستہ پر چل پڑے۔ خوب زہد و ریاضت کی۔ پھر اپنے والد گرامی سے سیاحت کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر جبل مقطم میں چلے گئے

Marfat.com

اور اسی کی ایک وادی میں ٹھہر گئے۔ کبھی وہاں کسی پرانی مسجد میں چلے جاتے جو قرافہ کی غیر آباد جگہوں میں واقع تھی۔ کچھ مدت یونہی گزارنے کے بعد والد گرامی کے پاس واپس آگئے۔ کچھ عرصہ ان کے پاس ٹھہرے رہے۔ پھر تنہائی کا شوق ہوا اور واپس پہاڑ میں تشریف لے گئے۔ پھر یونہی زندگی بسر کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جنگلی جانوروں کو آپ سے اور آپ کو ان سے محبت ہوگئی۔ آپ سے وہ بھاگتے نہ تھے، لیکن اس قدر محنت شاقہ کرنے کے باوجود طریقت و معرفت کا دروازہ نہ کھلا۔ حتیٰ کہ شیخ بقال نے انہیں خبر دی کہ سلسلہ ''فتح'' مکہ مکرمہ میں کھلے گا۔ یہ سن کر آپ فوراً مکہ شریف کی طرف چل دیئے، حالانکہ حج کے مہینے ابھی شروع ہی ہوئے تھے۔ اب ہر وقت آپ کے پیش نظر کعبہ مکرمہ تھا۔ حتیٰ کہ اس میں داخل ہوئے۔ مکہ شریف اور ان کے درمیان دس رات کی مسافت کی وادی تھی۔ آپ پر طریقت و ولایت کے دروازے کھل گئے۔ آپ اس وادی سے چل پڑے اور مکہ مکرمہ تک آپ کے ساتھ ایک شیر ساتھ ہوگیا۔

مکہ شریف پہنچنے کے بعد آپ نے یہاں پانچ نمازیں ادا فرمائیں۔ پھر اسی دن اپنی جگہ واپس تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی نظم کا اکثر حصہ وہیں تصنیف فرمایا۔ شیر آپ سے گفتگو کرتا اور آپ سے درخواست کرتا کہ مجھ پر سوار ہو جائیں، لیکن آپ انکار فرما دیتے۔ آپ نے اسی کیفیت میں پندرہ سال گزارے۔ پھر مصر واپس تشریف لے آئے۔ جامع ازہر میں بقاعۃ الخطابۃ میں مقیم ہوگئے۔ ائمہ کرام آپ کے پاس تشریف لاتے اور خاص و عام آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے حتیٰ کہ ملک کامل بھی آپ کی زیارت کیلئے گھوڑے پر آتا اور اتر کر زیارت سے مشرف ہوتا۔ آپ سے اس نے درخواست کی کہ جس طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر چار دیواری بنا کر گنبد بنایا گیا ہے اسی طرح آپ کی قبر پر بھی کیا جائے، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔

فقیہ العصر جناب شیخ رملی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک منکر اولیاء نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور بڑے بڑے برتن گاڑ دیئے گئے۔ ان میں کھولتا پانی ڈالا گیا کہ جس سے شرارے اڑتے نظر آرہے تھے۔ پھر کچھ لوگوں کو جماعتوں کی صورت میں لایا گیا۔ پھر انہیں ان برتنوں کے کھولتے پانی میں ڈالا گیا، جس سے ان کے گوشت اور ہڈیاں تک گل گئے۔ اس نے پوچھا:

''یہ کون لوگ ہیں؟''

جواب ملا:

''ابن عربی اور ابن فارض کے منکرین ہیں۔''

جب قاضی القضاۃ شیخ الاسلام محمد بن الیاس مصر گیا تو اسے شیخ سے کچھ دل میں ناپسندی آگئی۔ جس کی بناء پر وہ آپ کی زیارت کیلئے آنے والوں کو ڈراتا دھمکاتا تھا اور اس شخص کو بھی جو جمعہ کے دن ان کی قبر پر حاضر ہو کر ان کا کلام پڑھتا، ڈانٹ ڈپٹ کرتا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں قاضی صاحب کو ایک مرض نے آن دبوچا۔ اس سے اس وقت تک جان نہ چھوٹی جب تک اپنے رویہ سے رجوع نہ کر لیا۔

علامہ مناوی بیان کرتے ہیں کہ ''غر بن جماعۃ'' بھی آپ کا منکر تھا۔ اس نے خواب دیکھا کہ بہت سے لوگ شیخ موصوف کے سامنے کھڑے کیے گئے ہیں۔ اسے کہا گیا:

''یہ ہیں وہ لوگ جو منکرین ہیں۔''

Marfat.com

پھر ان کی زبانیں کاٹی گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر "عمر بن جماعۃ" بڑبڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور انکار سے رجوع کر لیا۔

شیخ عمر بن فارض کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ شمس بن عمارہ مالکی آپ کی ولایت کا منکر تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنے بھائی یوسف سے ملنے گیا تو بہت پیاس لگی۔ ادھر ادھر کہیں پانی نہ ملا۔ دیکھا تو شیخ موصوف کی قبر پر ایک پانی کا مٹکا پڑا دکھائی دیا۔ وہاں سے پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی پھر انکار سے رجوع کر لیا۔

شیخ شہاب الدین السہروردی:

شیخ شہاب الدین عمر بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ السہروردی صاحب عوارف المعارف رحمۃ اللہ علیہ عراق کے ان مردانِ خدا میں سے ہوئے ہیں جن پر اس شان کی ریاست (طریقت) ختم ہو گئی۔ آپ عالم، فاضل، نہایت ذہین، ادیب، فصیح اور معرفت کے حامل بزرگ تھے۔ علم لدنی کا بہت بڑا حصہ آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ مغیبات کے بارے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ صاحب کرامات اور خرق عادت امور ان سے بکثرت صادر ہوئے۔ کتاب وسنت سے ان کا تمسک ہوتا۔ احکام شرعیہ میں مجتہد تھے اور مقام حقیقت کے پیشرو تھے۔

جناب نجم الدین تفلیسی جو شیخ موصوف کی صحبت سے مستفیض تھے، بیان کرتے ہیں کہ شیخ کے ہاں میں ایک مرتبہ چالیس دنوں کیلئے گوشہ نشین ہوا۔ بغداد شریف کا یہ واقعہ ہے۔ جب چالیسواں دن ہوا تو میں نے ایک بلند پہاڑ پر شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑے دیکھا۔ آپ کے پاس بہت سے جواہرات ہیں اور آپ نے اپنے ہاتھ میں ایک صالح (پیمائش کا ایک پیمانہ) پکڑا ہوا تھا۔ اس پیمانے کو بھر بھر کر لوگوں میں بانٹ رہے ہیں اور لوگ آپ کی طرف اس کے حصول کیلئے بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ جواہرات جب کم ہو جاتے تو پھر خود بخود مکمل ہو جاتے، گویا چشمہ پھوٹ رہا ہے۔ میں پھر چلہ خانہ سے اس دن کے آخری حصہ میں نکلا اور سیدھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تاکہ یہ واقعہ آپ سے عرض کروں۔ میرے بولنے سے پہلے ہی آپ نے ارشاد فرمایا:

"بیٹا! تو نے جو کچھ دیکھا ہے حق ہے۔"

شیخ شہاب الدین فرماتے ہیں کہ اس جیسی اور بھی کئی باتیں ہیں جو شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے مجھے ملی ہیں۔ یہ امور مجھے علم کلام کے عوض میں عطا ہوئے ہیں۔ شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کھلے بنا دیئے ہیں۔ وہ صاحب تصریف ہیں اور ان کا تصرف نافذ ہے اور خرق عادت امور دائمی طور پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت کر رکھے ہیں۔

شیخ شہاب الدین نے 632 ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ عمر بن عثمان الحکمی المعروف بزحم الدارین:

شیخ عمر بن عثمان حکمی جلیل القدر مشائخ عظام میں سے تھے اور صاحب احوال وکرامات بھی تھے۔ فقیہ، عالم، بہت روزے رکھنے والے، رات جاگنے والے اور خلوت پسند ہونے کے ساتھ ساتھ بکثرت اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ اپنے ہم نشینوں کو فرمایا کرتے تھے:

"جب میں اعتکاف کی جگہ سے اٹھ کر باہر آؤں تو ان پر خوشی کا اظہار مت کیا کرو کیونکہ جو چیز مجھ سے نکلتی تمہیں نظر آ رہی ہے، وہ وہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نورانی چہرہ ہوتا تھا۔"

Marfat.com

شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ جب خلوت سے باہر تشریف لائے تو کسی دیکھنے والے میں یہ ہمت نہ ہوتی کہ وہ آپ کی طرف دیکھے، کیونکہ آپ کے چہرہ سے ظاہر ہونے والا نور اور ہیبت شدید ہوا کرتی تھی۔

علامہ مناوی نے ذکر کیا کہ شیخ حکمی کے اولاد میں سے بعض نے اپنے دور کے ایک ظالم کی شکایت کی۔ آپ کے پاس اس شکایت کے تین دن بعد ایک آدمی آیا۔ اس نے سلام کیا۔ جب چند لمحے گزار کر وہ واپس جانے لگا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا:

"یہ وہی ہے؟"

انہوں نے کہا:

"جی وہی ہے۔!"

آپ نے فرمایا:

"میں تو اسے مرا ہوا گمان کرتا ہوں۔"

وہ شخص گھر پہنچنے سے قبل ہی مر گیا۔

ایک مرتبہ شیخ عمر حکمی محفل سماع میں تھے۔ اس محفل میں چھپ چھپا کر فقیہ ابوحربۃ بھی تشریف لے آئے اور سماع کے احاطہ سے باہر ہی بیٹھ گئے۔ شیخ عمر حکمی پر سماع بے فائدہ ہو گیا یعنی سماع سے عام طور پر انہیں جو لطف و سرور اور روحانی کیفیات حاصل ہوتی تھیں، وہ ختم ہو گئیں اور سماع باندھ دیا گیا، ایسا کہ شیخ موصوف حرکت کرنے سے بھی گئے اور قوال کچھ بولنے اور پڑھنے کی ہمت سے محروم ہو گئے۔

شیخ موصوف صرف یہ کہہ رہے تھے:

"کس نے ہم سے جھگڑا کیا۔ کون ہماری دشمنی پر اتر آیا ہے؟"

لوگوں میں اس شخص کی تلاش تھی جس نے یہ بند باندھا تھا۔ حتیٰ کہ فقیہ ابوحربہ کا پتہ چل گیا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ یہ سب انہی کا کیا دھرا ہے۔ آپ نے اپنے تصرف کو بروئے کار لایا۔ وہ یوں کہ فقیہ موصوف کو لوگوں کے درمیان سے اس ارادے سے اٹھا دیا کہ وہ یمن کی طرف چلے گئے۔ چنانچہ فقیہ وہاں سے اٹھے اور یمن چلے گئے اور ایسے گئے کہ دوبارہ اپنے شہر میں آنا نصیب نہ ہوا، بلکہ "موزع" نامی شہر میں آئے اور یہاں فقیہ عبداللہ الخطیب کے پاس ٹھہر گئے۔ پھر شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ہی اپنے شہر آنا نصیب ہوا۔ یہ واقعہ فقیہ ابوحربۃ کے ابتدائی دور کا ہے۔

اس حکایت کو امام یافعی وغیرہ نے بھی ذکر فرمایا ہے۔

شیخ عمر الروشی:

شیخ عمر الروشی علیہ الرحمۃ عظیم اولیاء میں سے ہیں۔

آپ کی چند صاحبزادیوں میں سے ایک نے اپنی والدہ سے کچھ کھانے کو مانگا۔ وہ بولیں:

"میرے پاس کچھ نہیں جاؤ خلوت میں ابا سے جا کر مانگو۔"

لڑکی نے خلوت گاہ کا دروازہ کھولا، اندر داخل ہوئی لیکن وہاں اسے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ اس نے ابا جان کی جگہ خون کا ایک چھوٹا سا تالاب دیکھا، اس نے اس میں اپنی ایک انگلی ڈبوئی۔ پھر باہر نکل آئی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت

Marfat.com

جلالی تجلیات کے تحت تھے جن کی وجہ سے وہ پگھل کر سرخ رنگ کا پانی ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں پھر اصلی حالت پر لے آئی لیکن اس کے بعد آپ کے جسم میں اس لڑکی کی انگلی پر لگا خون ایک انگلی کی صورت میں گڑھا بنا ہوا باقی رہا۔

آپ کی اور بھی بہت سی مشہور کرامات ہیں۔ نوی صدی کے آخر میں انتقال فرمایا۔

علامہ مناوی بیان کرتے ہیں کہ جناب عمر روشی رحمۃ اللہ علیہ علی الاطلاق خلوتیہ کے شیخ ہیں۔ آپ سے کسب فیض کیلئے دنیا کے ہر کونہ سے لوگ حاضر ہوئے۔ آپ اصل میں تبریز عجم کے رہنے والے تھے۔ مصر سے شیخ مرداش محمدی وغیرہ حضرات ان کے ہاں حصول طریقت کیلئے حاضر ہوئے۔ جب انہوں (مرداش) نے مصر سے شیخ روشی موصوف کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو شیخ ابراہیم مواہبی نے انہیں ایک تھیلی دی اور کہا:

''یہ تھیلی شیخ روشی کو دے دینا۔''

جب یہاں پہنچے تو بموجب حکم تھیلی شیخ کی خدمت میں پیش کی۔ انہوں نے کھولی تو اس میں ایک ٹیڑھی کیل، تختی اور پیالہ تین چیزیں تھیں۔ شیخ نے حاضرین سے پوچھا:

''تم جانتے ہو کہ ان اشیاء کے بھیجنے سے ان کی کیا مراد ہے؟''

پھر خود ہی بتایا:

''ٹیڑھی کیل کا مطلب یہ ہے کہ ان کا دل بہت سخت ہے اور ٹیڑھا بھی ہے، لو ہم نے اسے نرم بھی کر دیا اور سیدھا بھی کر دیا۔ تختی یہ کہہ رہی ہے کہ ان کا دل معارف و مطالب سے خالی ہے، ہم نے ان کی لوح قلب پر یہ بھی منقش کر دیئے اور پیالہ کہتا ہے کہ ان کی جھولی خالی ہے، ہم نے اسے بھی بھر دیا ہے۔ اب وہ کامل ہو گئے ہیں۔ دونوں کے درمیان چھ ماہ کی مسافت تھی۔''

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''العھود'' میں لکھا ہے کہ مجھے شیخ احمد خریر نے جو منیۃ الخنازیر بالشرقیہ میں مقیم ہیں، بتایا میں شیخ الشیخ مرداش جناب شیخ عمر روشی کا مصر میں ہمسایہ تھا۔ تبریز العجم کے شہر میں ایک تبریزی عالم دین ملا عبد اللطیف نامی وہاں کا بہت بڑا مفتی تھا۔ مفتی صاحب مذکور جامع کبیر میں شیخ عمر موصوف کی منعقد مجلس ذکر کے درہم برہم کرنے اور ان کے انعقاد کو روکنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اس کا موقف یہ تھا کہ مسجدیں دراصل نماز کیلئے بنائی جاتی ہیں۔ بزرگوں کا ذکر یہاں نہیں ہونا چاہیے۔ اس مجلس میں تقریباً پانچ ہزار آدمی شرکت کیا کرتے تھے۔ شیخ عمر نے کہا:

''اگر ہم آہستہ آواز سے ذکر کریں تو پھر اجازت ہو گی؟''

مفتی صاحب کہنے لگے:

''آہستہ ذکر کرنے کی صورت میں میں منع نہیں کروں گا۔''

اس پر شیخ عمر موصوف نے فقراء کو حکم دیا:

''اے فقراء کی جماعت! ذکر میں اپنی اپنی آواز پست رکھو اور جو شخص اس پر قابو نہ پا سکے اور وہ آہستہ آواز سے ذکر کرنے میں دقت محسوس کرے تو اسے اپنے اوپر دباؤ ڈال کر آہستہ ذکر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔''

آپ کے ارشاد پر فقراء نے عمل کیا، لیکن اس پابندی کی وجہ سے اسی دن ذکر کرنے والوں میں سے پانچ سو

Marfat.com

آدمی بیمار ہو گئے اور انہیں اٹھا کر وہاں سے لایا گیا۔ چودہ افراد کے جگر جل کر ان کی پسلیوں سے باہر آ گئے اور وہ فوت ہو گئے۔

شیخ احمد نے کہا:

''میں نے ان چودہ ذاکرین کے جگر کو ٹٹول کر دیکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے آگ پر جگر بھونے گئے ہیں اور ان میں بھونے جانے کی بو آ رہی تھی۔''

پھر شیخ عمر موصوف نے ملا عمر عبداللطیف مفتی اور ان کی جماعت کے پاس اپنا آدمی بھیجا اور پیغام بھجوایا:

''کیا کوئی عقل مند یہ کہے گا کہ یہ لوگ جو فوت ہو گئے ہیں ان کی فوتیدگی میں تمہارا دخل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا تیر کوئی دور نہیں؟''

شیخ احمد بیان کرتے ہیں کہ اسی رات ملا عبداللطیف کا مکان گر پڑا اور وہ اس کے اہل و عیال، نوکر چاکر اور چار پائے سبھی دب کر مر گئے۔ کوئی بھی سالم نہ رہا۔ یہ دن تبریز میں دیکھے جانے کے قابل تھا۔

شیخ عمر المحصار:

جناب عمر محصار بن شیخ عبدالرحمٰن القاف رحمۃ اللہ علیہ مشہور امام اور بہت بڑے ولی تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا:

''دراہم سے بھری میری تھیلی گم ہو گئی ہے۔''

آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی تو اچانک ایک چوہا نظر آیا۔ اس نے تھیلی منہ میں پکڑی ہوئی تھی اور اسے جا کر وہیں رکھ آیا جہاں سے اٹھائی تھی۔

ایک عورت کو مرگی کا سخت دورہ پڑتا۔ اس کے علاج سے وہ عاجز ہو گئی۔ ایک دن شیخ محصار کے پاس حاضر ہوئی، آپ نے اس کیلئے عافیت کی دعا کی، وہ تندرست ہو گئی۔

شیخ محصار کی ہر دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا۔ آپ نے جماعت کیلئے دعا فرمائی اور ان کی جو جو طلب تھی سب پوری ہو گئی۔

ایک شخص بہت سخت بیمار ہوا شیخ محصار کے پاس آیا۔ دعا کرائی فوراً تندرست ہو گیا۔

شیخ محصار جب کسی پر غصہ کھاتے تو اسے جذام کا مرض ہو جاتا یا کوئی اور سخت قسم کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا۔ ایسا آپ کی ناراضگی کے تین دن بعد ہوتا۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا:

''کیا آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ ان بیماریوں میں سے کوئی آپ کو بھی لگ سکتی ہے؟''

فرمانے لگے:

''میں تو کسی کیلئے ان بیماریوں میں مبتلا ہونے کی بددعا نہیں کرتا لیکن معاملہ یوں ہے کہ میں جب کسی پر غصہ کھاتا ہوں تو میرے باطن میں ایک آگ سی اٹھتی ہے۔ وہ اس وقت تک بجھتی نہیں جب تک اس شخص کو مرض نہ لگے جس نے مجھے ناراض کیا ہوتا یا وہ توبہ کر لے۔''

شیخ محصار حج پر روانہ ہوئے تو راستہ میں چالیس دن متواتر آپ نے کچھ بھی نہ کھایا نہ پیا۔ اس کے باوجود آپ کی

Marfat.com

قوت میں کوئی کمی نہ آئی اور نہ ہی پیدل چلنے میں کوئی فرق پڑا۔
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ میں ایک گائے اجرت پر لی، تاکہ اس کا دودھ پیا کریں۔ آپ کیلئے اس کا دودھ لوگ لاتے۔ ایک دن دودھ میں پانی ملا کر لائے تو گائے اسی دن مرگئی۔
آپ اللہ تعالیٰ کا نام "اللطیف" ایک سانس میں ایک ہزار مرتبہ پڑھا کرتے تے یونہی "یا حفیظ" بھی اتنا ہی پڑھتے تھے۔
شیخ مھصار کے ایک مرید نے ایک اجنبی عورت کے ساتھ انتہائی میں برا ارادہ کیا۔ جب اس کے ساتھ بدفعلی کرنے کیلئے تیار ہوا تو شیخ کی طرف سے ایک آدمی آیا اور آواز دی:
"جلدی سے شیخ صاحب کے پاس پہنچو! وہ تمہیں بلا رہے ہیں۔"
جب یہ مرید آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے اس کے منہ پر مٹی پھینکی اور اس سے کہا:
"قریب تھا کہ تو برباد ہو جاتا۔"
پھر اس سے عہد لیا کہ آئندہ کبھی بھی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ پھر وہ مرید "بردۃ المشقاص" میں ایک مہینہ رہا۔ اس دوران صرف پانی پر گزارا کیا۔
شیخ مھصار نے اپنے ایک ہم نشین سے پوچھا:
"تمہیں کیا چاہیے؟"
وہ کہنے لگا:
"تازہ کھجور۔"
اس وقت سردی کا موسم تھا اور تازہ کھجوریں موجود نہ تھیں۔ پھر وہ شخص مقبرہ میں داخل ہوئے، زیارت کی، دیکھا کہ ایک شخص شیخ موصوف کے پاس کھڑا ہے۔ شیخ نے کچھ دیر اس سے باتیں کیں۔ پھر اس نے فرمایا:
"یہ آپ کے ساتھی کا صبح کا کھانا ہے۔"
شیخ نے اپنے ساتھی کو کہا:
"یہ پکڑلو۔"
اس نے دیکھا تو وہ تازہ کھجوریں تھیں، وہ ششدر رہ گیا۔ اسے یہ ہمت نہ ہوئی کہ پوچھتا:
"وہ شخص کون تھا اور کھجوریں کہاں سے لایا تھا۔"
شیخ مھصار نے اپنے ایک خادم کو گھڑے میں دانے بھر کر عطا فرمائے۔ وہ گھر لے گئے اور اہل خانہ اس میں سے روزانہ جس قدر ضرورت ہوتی نکال کر خرچ کرتے۔ یہ سلسلہ کئی مہینے چلتا رہا۔ پھر اس کی بیوی نے اسے عظیم جان کر اس گھڑے میں موجود دانوں کا وزن کیا تو وہ اتنے ہی وزن کے نکلے جتنے شیخ نے عطا فرماتے تھے۔ پھر چند دن گزرنے کے بعد وہ ختم ہو گئے۔ گھر والوں نے شیخ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا:
"اگر تم ان کی پیمائش نہ کرتے تو وہ سال بھر تمہارے لیے کافی ہوتے۔"
آپ کی کرامات میں سے ایک یہ تھی کہ آپ نے ہر قسم کی جائیداد کا کوئی محافظ مقرر نہیں کیا تھا اور جو شخص اس کی کسی

Marfat.com

چیز کو اٹھاتا اور اجازت لیے بغیر لے جانے کی کوشش کرتا تو اسی وقت سزا پاتا۔ حتیٰ کہ آپ کے کھیت میں بھی اگر کسی کا چارپایہ بغیر آپ کی اجازت کے چرتا، کھیتی کھاتا تو اسی وقت وہ مر جاتا۔

ایک جماعت نے بدو سے اس کا اونٹ چرا لیا جس پر شیخ محصار کیلئے اشیائے خوردنی لدی ہوئی تھیں۔ آپ نے چوروں کے سردار کے پاس کسی کو بھیجا اور حکم دیا کہ اونٹ بمعہ سامان واپس کر دیا جائے۔ اس نے اونٹ تو واپس کر دیا لیکن کھانے پینے کا سامان واپس نہ کیا اور کہلا بھیجا:

"جنہوں نے یہ چیزیں چرائی ہیں ان سے طلب کرو۔"

اس پر شیخ نے فرمایا:

"یہ کمزور اور دبلا پتلا اونٹ ذبح نہیں کریں گے۔ ہم تو خوب موٹا تازہ اونٹ ذبح کریں گے۔"

پھر فرمایا:

"عشاء کے وقت اسے قتل کر دیا جائے گا۔"

پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

جناب عمر بن علی باغریب نے "شحر" کے امیر عبداللہ بن احمد الہی کی آپ کے پاس شکایت کی۔ آپ نے اسے فرمایا:

"ابن الہی بہت جلد "شحر" سے صرف ایک قمیض میں نکالا جائے گا۔"

پھر یمن کے امراء میں سے ایک امیر آیا۔ اس نے ابن الحی کو معزول کر کے اس کا تمام مال چھین لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے حکم کے مطابق اس کا تمام مال چھین کر "شحر" سے صرف ایک قمیض میں نکال دیا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک کوے نے شیخ المحصار کی ملکیت کھجور کے درخت سے کچھ کھانا چاہا۔ آپ نے اسے اڑا دیا لیکن وہ اڑنے کے بعد پھر درخت پر آ بیٹھا تو وہ اسی وقت مر گیا تھا۔

ایک شخص شیخ عمر محصار کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"میری بیوی کے زیورات چوری ہو گئے ہیں۔ کچھ کیجئے۔!"

آپ نے فرمایا:

"منادی کر دو کہ جس کے پاس میری بیوی کے زیورات ہیں وہ واپس کر دے! ورنہ تین دن بعد وہ مر جائے گا۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا:

"اگر تین دن گزرنے تک کسی نے واپس نہ کیے تو چور مر جائے گا اور تجھے مرے ہوئے چور کے کپڑوں میں سے تیری بیوی کے زیورات مل جائیں گے۔"

اس نے اعلان کر دیا، کسی نے واپس نہ کیے۔ تین دن کے بعد چور مر گیا۔ اس کے کپڑوں کی تلاشی لینے پر زیورات ان سے برآمد ہوئے۔

آپ کا خادم کہتا ہے کہ میری ایک چچا زاد بہن تھی، بہت سے لوگوں نے اس سے شادی کرنا چاہی لیکن وہ نہ مانی۔ میں نے اپنے شیخ جناب عمر المحصار کو اس بارے میں بتایا تو فرمانے لگے:

Marfat.com

''اس نے صرف تو ہی شادی کرے گا اور تجھ سے اس کے ہاں ایک لڑکا بھی پیدا ہوگا۔''

میں نے اس بات کو ناممکن سمجھا کیونکہ اس کے ساتھ شادی کرنے کی مجھ میں قدرت و ہمت نہ تھی۔ پھر اس نے مجھ سے شادی کرنے کا اظہار کیا۔ چنانچہ ہماری شادی ہوگئی اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔

شیخ محصار کے ایک کارندے نے آپ سے شکایت کی کہ کثیر تعداد میں ہرنیاں کھیت چر جاتی ہیں اور اس کا ایک ہمسایہ اس پر اس کا مذاق اڑاتا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا:

''جب وہ کھیت میں داخل ہوں تو انہیں آواز دے کر کہہ دینا کہ فلاں کے کھیت میں چلی جاؤ۔''

چنانچہ ان کے داخل ہونے پر اس نے یہی آواز دی۔ پھر وہ ہرنیاں آواز سنتے ہی اس آدمی کے کھیت کی طرف چلی گئیں۔ صرف ایک ہرنی کھڑی رہ گئی۔ اس کے پاس آ کر اسے پکڑا اور ذبح کر لیا۔

شیخ محصار کی کرامات بکثرت ہیں۔ 833 ہجری میں ''تریم'' میں آپ نے انتقال فرمایا۔ اس وقت نمازِ ظہر ادا فرما رہے تھے اور حالتِ سجدہ میں روح پرواز کر گئی۔ آپ ''زنبل'' مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ عمر بن علی بن غنیم:

شیخ عمر بن علی بن غنیم رئیس الاصفیاء اور امام الاولیاء تھے۔ آپ شافعی المسلک تھے اور ''مجیت'' کی نسبت سے مجیتی کہلاتے تھے۔ قرآن کریم حفظ تھا اور ''التنبیہ'' کا ربع العبادات بھی زبانی یاد تھا۔ بہت سے مشہور حضرات کی صحبت پائی جن میں شیخ الاسلام زکریا، امام الکاملیہ اور الونائی بھی ہیں۔ پھر عبادت کی طرف متوجہ ہوگئے اور تصوف و ورع اور زہد کا راستہ چلے۔ بہت محنت کی اور کامیابی حاصل پائی۔ شیخ صالح زواوی مغربی سے طریقت حاصل کی۔ ان سے نفع حاصل کیا۔ انہوں نے انہیں ''ارشاد'' کی اجازت دے دی۔ ان سے کسب فیض کرنے والوں میں شیخ یوسف الصفی اور اسماعیل بن علی الجمال ایسے بزرگ ہیں۔ شیخ احمد زاہد کے قواعد میں سے بکثرت قواعد انہیں یاد تھے۔

چور نے کسی کا سامان چرا لیا تو چند لوگوں کو چوری کرنے کے شبہ میں شیخ ابن غنیم کے ہاں لایا گیا۔ آپ نے ان میں سے ایک کو فرمایا:

''اس شخص کا چوری کردہ مال واپس کر دو۔ نشانی یا دلیل یہ ہے کہ کچھ دیر پہلے تم نے اپنی والدہ کو کہا تھا کہ یہ مال دروازہ کے سامنے زمین میں دفن کر دو۔''

یہ سن کر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور پھر اس نے مالک کو اس کا چرایا ہوا مال واپس کر دیا۔

محمد صفی نے کھانا بنایا جو بہت تھوڑی مقدار میں تھا۔ وہاں سے شیخ ابن غنیم کا گزر ہوا تو صفی مذکور نے دل میں کہا کہ شیخ کا امتحان لینا چاہیے کہ جو ان کے بارے میں مجھے خبر ملی ہے کہ آپ تھوڑے کھانے کو زیادہ کر دیتے ہیں یہ درست ہے؟ تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صفی مذکور کو اس کے دل کی بات بتا دی کہ تمہارا یہ ارادہ ہے۔

شیخ ابن غنیم کو ایک مرتبہ سید علاؤ الدین السمہوری نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فقراء میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اژدھا کو ہاتھ میں پکڑ لیا کرتے تھے اور وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتا تھا۔ اتنے میں ایک بہت بڑا سانپ وہاں سے گزرا تو شیخ موصوف نے اسے اس کے سر سے پکڑا۔ اس کے منہ میں تھوکا تو اس کا گوشت جدا ہو کر زمین پر گر پڑا۔

Marfat.com

شیخ ابن غنیم کے کھیت کی پیداوار کھلیان میں تھی کہ آگ بھڑک اٹھی۔ آپ نے ہاتھ میں پکڑے ایک کپڑے سے اشارہ کیا تو آگ واپس ہوگئی اور کھلیان میں جمع شدہ آپ کے غلہ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکی۔

شیخ ابن غنیم ایک گاؤں میں تھے کہ اس گاؤں والوں کے دشمنوں نے اس گاؤں پر حملہ کرنے اور لوٹ مار مچانے کا ارادہ کیا۔ آپ کو علم ہوا تو آپ نے ایک لکڑی سے ان کی طرف دائیں بائیں اشارہ کیا۔ اشارہ کے ساتھ ہی وہ دشمن ادھر ادھر ہو گئے۔

شیخ ابن غنیم کا ذریعہ معاش زراعت تھا۔ آپ کی شہرت ہوگئی اور قدر و منزلت بلند ہوگئی اور دور دراز سے لوگ بقدر حصول برکت آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ آپ کا یہ حال تھا کہ اپنی قمیض بعض دفعہ اتار کر کسی سائل کو دیدیتے تھے اور بعض دفعہ تو عمامہ بھی دے دیتے اور خود ننگے سر ہو جاتے۔

شیخ ابو محمد عیسیٰ بن حجاج العامری:

شیخ ابو محمد عیسیٰ صاحب کرامت ولی تھے۔ آپ کی نسبت عامری جو عامر کی طرف منسوب ہے۔ یہ لوگ رعد نامی بستی کے قریب پہاڑ میں رہتے ہیں۔ آپ شیخ ابوالغیث بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بڑے صحبت یافتہ لوگوں میں سے ایک تھے اور صاحب احوال و کرامات تھے۔

شیخ ابو محمد کے مجاہدات میں سے یہ مروی ہے کہ تیس سال آپ نے کچھ نہیں پیا۔ ایک مرتبہ آپ کو اپنے بعض ہم نشینوں نے عرض کیا:

''یا شیخ! آپ تھوڑا سا پانی کیوں نہیں پی لیتے جبکہ آپ کی گفتگو ختم ہوتی جا رہی ہے یعنی پیاسے رہ کر زبان اس قدر خشک ہو چکی ہے کہ بات چیت نہیں ہو سکتی؟''

آپ نے فرمایا:

''میں نے بھی بارہا پانی پینے کا عزم کیا لیکن مجھے صرف اس بات نے روکے رکھا ہے کہ میں اور میرے ساتھیوں نے ایک مرتبہ شیخ سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم کچھ بھی نہیں پئیں گے۔ کچھ عرصہ بعد شیخ نے میرے ساتھیوں کو پینے کی اجازت دے دی اور مجھے نہ دی اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے شیخ سے اس حال میں ملوں کہ ان کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں یعنی میری موت اسی طرح پیاس میں آجائے اور میں مرنے کے بعد اپنے شیخ جناب ابوالغیث کی خدمت میں ان کے حکم کو ماننے والا بن کر حاضر ہوں۔ شیخ موصوف نے 664 ہجری میں انتقال فرمایا۔

شیخ ابو محمد عیسیٰ بن مطیر الحکمی:

شیخ عیسیٰ الحکمی علیہ الرحمۃ صوفی باصفاء تھے۔ آپ اصل میں مشہور قبیلہ ''حکمی'' سے تھے۔ آپ کے والد مطیر اس قبیلہ کی جانی پہچانی شخصیت تھے۔

فقیہ عثمان نے کہا کہ شیخ عیسیٰ الحکمی نے مجھے حکم دے رکھا تھا کہ میں ان کی خوراک کا بندوبست کیا کروں اور آپ مجھے فرمایا کرتے تھے:

''اپنے گھر والوں کو بتا دینا کہ میرے کھانے میں دوسرا کھانا نہ ملانا۔''

میں اس کی گھر والوں کی وصیت کرتا رہتا اور اس بارے میں کوشش کرتا رہتا اور وہ بھی اس بارے میں محتاط

Marfat.com

رہتے تھے۔ پھر اتفاق سے میں ایک دن شیخ حکمی کے ساتھ مصروف رہا، کیونکہ میری کوئی ضرورت تھی۔ میری بے خبری میں میرے گھر والوں نے شیخ حکمی کیلئے کھانا بھیجا۔ میں نے ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ روٹی گندم کی بنی ہوئی تھی اور گوشت میں بھگوئی ہوئی تھی۔ جب شیخ حکمی نے کھانے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو آپ کو دیکھایا گیا کہ اس سے منہ پھیرے ہوئے ہیں، آپ نے ایک لقمہ ہاتھ میں لیا، اسے اوپر نیچے کرنے لگے۔ پھر اسے منہ کے قریب لے جاتے تا کہ کھائیں لیکن منہ میں نہ ڈالتے۔ بعض دفعہ لقمہ کو زبان سے لگا بھی لیتے لیکن پھر اسے ہٹا لیتے۔ گوشت میں سے بوٹی لیتے اور بڑی خوشی سے اسے کھا لیتے تھے۔ اسی طرح گوشت آپ نے چبا کر کھا لیا، لیکن روٹی چھوڑ دی۔

فقیہ عثمان بیان کرتے ہیں کہ جب مین واپس گھر آیا تو میں نے اس کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو جواب دیا گیا کہ ہم نے بازار میں ایک آدمی کو روٹیاں لانے کیلئے بھیجا تھا تو وہ سلطان کیلئے پکائی گئی روٹیاں بازار سے لے آیا۔ جب ہم نے ان روٹیوں کی صفائی اور خوبصورتی دیکھی تو انہیں واپس کرنا ہم نے اچھا نہ جانا۔ ہم نے انہیں سالن میں بھگو کر ثرید بنا دیا اور پھر تمہاری طرف بھیج دیا۔ میں نے گھر والوں کو کہا:

''آئندہ ایسے نہ کرنا۔''

پھر میں نے انہیں شیخ حکمی سے جو دیکھا وہ سب بیان کر دیا۔

فقیہ عثمان شرعبی نے شیخ حکمی سے فیض حاصل کیا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ مدرسہ کے ہمسایوں میں سے ایک نے دعوت ولیمہ کی۔ گھر والے نے اس میں بہترین کھانے کا بندوبست کیا اور اس دعوت میں شرکت کیلئے اس نے فقہاء کرام اور مشہور شخصیات کو بلایا۔ شیخ عیسیٰ الحکمی بھی ان میں سے ایک تھے جنہیں دعوت دی گئی۔ جب سب لوگ آ گئے اور کھا کر واپس چلنے لگے تو فقیہ موصوف بھی اپنی رہائش گاہ میں واپس آ گئے، لیکن دعوت میں کھایا گیا کھانا زیادہ آپ کے معدہ میں نہ ٹھہر سکا۔ قے آئی اور سارا دل باہر نکل آیا۔ پھر اندر سے تھوڑا سا خون بھی باہر آیا۔ پھر انہوں نے فقیہ عثمان (راوی) سے کہا:

''یہ شخص کون ہے جس نے ہماری دعوت کی؟''

عرض کیا:

''اے میرے آقا! وہ ایک دولت مند آدمی ہے۔''

فرمانے لگے:

''اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی دعوت میں کھانا نہ کھاتا، لیکن میں نے فقہاء کرام کی تقلید کی اور انہیں کھاتے دیکھ کر کھا لیا۔''

شیخ عیسیٰ الحکمی اپنے گاؤں ضمد سے باہر نکلے یہ بستی جازانی شہر کے قریب تھی اور علم دین حاصل کرنے کیلئے چل پڑے۔ پھر پہاڑوں اور آبادیوں میں علم کی تحصیل میں رہے۔ حتیٰ کہ بہت سے علوم میں دسترس حاصل کر لی۔ پھر ان کی شہرت ہوئی اور ہر طرف چرچا ہوا اور کرامات بھی ظاہر ہوئیں۔

شیخ حکمی رحمۃ اللہ علیہ نے 680 ہجری میں یمن کے شہر بیت حسین میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

شیخ عیسیٰ الصالحی الحنبلی:

شیخ عیسیٰ بن محمود بن محمد بن محمد بن کنان الحنبلی الصالحی الدمشقی الخلوتی رحمۃ اللہ علیہ استاذ الاساتذہ اور امام الصوفیاء ہیں۔ آپ استاد سید محمد بن محمود العباسی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اپنے دور کے صالحین، فاضلین اور اکابر علماء میں سے تھے۔ بہت بڑے ولی تھے۔

جناب مرادی نے "سلک الدرار" میں لکھا ہے کہ جناب عیسیٰ بن کنان الصالحی الدمشقی الخلوتی الحنبلی اولیائے عارفین اور مرشدین کاملین میں سے تھے۔ طریقت اپنے شیخ سید محمد عباسی خلوتی سے حاصل کی۔ شیخ یوسف حنفی دمشقی خلوتی نے بیان کیا جو دارالخلافہ قسطنطنیہ میں تشریف فرماتے کہ شیخ موصوف نے خلوتی طریقہ سید محمد عباسی مذکور سے حاصل کیا۔ جب شیخ کا انتقال ہو گیا تو وفات کی رات آپ غمگین ہو کر لیٹ گئے اور پریشان تھے کہ میں ان کے ہاں کس طرح پہنچوں کیونکہ ان کا انتقال دمشق میں ہوا تھا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں شیخ کی قبر میں داخل ہوا ہوں اور شیخ محمد عباس کی قبر کھلی ہوئی ہے اور آپ اس میں گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے دونوں ہاتھ ان پر ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے انہیں زندگی میں اسی طرح اسی حالت میں دیکھا تھا۔ جب دیکھا تو آپ نے انہیں فرمایا:

"یوسف! عیسیٰ سے اخذ (حصول طریقت) کرو۔ عیسیٰ سے لو۔ میں انہیں اپنے پیچھے اپنا جانشین چھوڑ آیا ہوں۔"

میں جاگا۔ یہ وقت رات کا آخری حصہ تھا۔ میں نے وضو بنایا اور شیخ عیسیٰ بن کنان کے ہاں "مدرسہ شمیصاتیہ" گیا۔ میں نے روشنی دیکھی کہ شمع جل رہی ہے۔ میں نے آپ کی خلوت گاہ میں جھانک کر دیکھا تو آپ نماز تہجد پڑھتے نظر آئے۔ میں نے انتظار کیا۔ حتیٰ کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئے اور مجھے فرمانے لگے:

"تمہیں شیخ عباسی نہ بھیجتے تو تو ہمارے پاس نہ آتا۔ چلو آگے ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

میں بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھے بیعت میں لیا اور مجھ سے عہد لیا۔

شیخ یوسف فرماتے ہیں کہ دوسری رات میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ جس قبر میں شیخ عباسی مدفون ہیں، اس میں داخل ہو گیا ہوں۔ آپ کی قبر کھلی ہوئی ہے اور شیخ اسی حالت میں تشریف فرما ہیں جو پہلے گزر چکی ہے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا:

"اے یوسف! کیا عیسیٰ سے اخذ طریقت کر لیا ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"یا سیدی کر لیا ہے۔"

فرمانے لگے:

((اسعدك الله))

"اللہ تعالیٰ تجھے سعادتیں عطا فرمائے۔"

شیخ صالحی کی کرامات میں سے ایک بہت بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ جب سحر میں طلب علمی کے دور میں رہائش پذیر تھے تو آپ کو اولیاء اور صالحین کی زیارت کا بہت شوق تھا، گویا اس کا ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ خاص کر امام شافعی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی زیارت تو انہیں ہر وقت ستاتی تھی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھ کر آپ قرآن کریم کی تلاوت موجود فقراء کے درمیان اس انداز سے فرماتے کہ سبھی آپ کی حسن ادائیگی پر تعجب کرتے تھے اور آپ کی فصاحت کہ جس کے ساتھ کمال لطافت بھی تھی، کو بہت سراہتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک آیت کو بار بار پڑھا اور امام صاحب کی قبر انور کے قریب بیٹھے تھے لیکن بار بار پڑھنے کے باوجود اگلی آیت ذہن سے اتری ہوئی یاد نہ آسکی۔ خاموش ہو گئے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قبر کے اندر سے آپ کو لقمہ دے کر آیت بتا دی۔

شیخ صالحی کی کرامت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ کسی آدمی کی موت کا مرنے سے کئی دن پہلے اظہار کر دیا کرتے تھے۔ پھر جو آپ نے فرمایا ہوتا اسی طرح ہوتا۔

بعض اوقات شیخ صالحی پر حال طاری ہوتا تو عاشقوں کی طرح جدھر منہ ہوتا چل پڑتے۔ میدانوں اور جنگلات میں پھرتے۔ بیروت میں اکیلے چلے جاتے۔ لبنان کے پہاڑ پر گھومتے رہتے۔ آپ کے ساتھ ایک عصا، گودڑی ہوتی، گھاس کھاتے اور زمینی چشموں کا پانی پیتے اور بعض دفعہ وحشی جانوروں سے گفتگو بھی فرماتے۔ یہ آپ کی کرامت تھی۔

شیخ الصالحی کو بکثرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا:

"مرحبا مرحبا!"

اور ان کا نام بھی لیا۔

شیخ صالحی نے 1093 ہجری میں دمشق میں انتقال فرمایا اور اپنے شیخ العباسی کے قریب دفن کیے گئے جو دمشق میں "مقبرہ فرادیس" کہلاتا ہے۔

شیخ غنائم السعودی:

الشیخ، صالح، العارف، الناسک، الفقیہ، المقری، المحدث، المعتقد، السارک جناب نجم الدین ابو الغنائم محمد ابن الشیخ العارف زین الدین ابی بکر بن جمال الدین ابن عبد اللہ المطوعی الریاضی الشافعی المشہور بغنائم عظیم اولیاء میں سے ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش شرباص نامی گاؤں ہے، جو فارسکور کے ملحقہ گاؤں میں سے ایک ہے۔ آپ نے وہاں شروع سے ہی اچھی تربیت پائی، پھر آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد گرامی ان فقراء گرامی قدر کے شیوخ میں سے تھے جن کا تعلق الشیخ منصور الباز الاشہب کے ساتھ تھا۔

شیخ غنائم بکریوں سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ پھر اتفاق سے آپ نے ایک بڑے قد والی بکری خریدی جس کے سینگ سیدھے اوپر کی طرف تھے، کافی خوبصورتی تھی۔ آپ نے اس کا نام "مبارکہ" رکھا۔ اس بکری کا یہ طریقہ تھا کہ صبح شیخ موصوف کے گھر سے چرنے کیلئے باہر نکل جاتی اور بغیر کسی چرواہے کے خود بخود ایسی جگہوں سے گھاس وغیرہ کھاتی جو کسی کی ملکیت نہ ہوتی۔ پھر شام کو واپس بھی خود بخود آ جاتی۔ اس کے دودھ سے فقراء اور مہمانوں کی خدمت کی جاتی تھی۔ اس کی نسل کافی بڑھ گئی۔

ایک دن شیخ غنائم کے ہاں ایک فقیر بطور مہمان آیا جو صاحب حالات اور صاحب مقامات تھا۔ اس نے شیخ کا

Marfat.com

امتحان لینے کا ارادہ کیا۔ جب یہ فقیر آپ کے پاس آیا تو آپ نے بکری کو زور سے آواز دی:

((یا مبارکہ ھیا))

''اے مبارکہ! جلدی میرے پاس آؤ۔''

وہ دوڑتی ہوئی آپ کے پاس آ گئی۔ آپ نے اسے دوہا اور دودھ اس فقیر مہمان کی طرف بڑھایا جو آپ کے پاس آیا تھا اور اسے کہا:

''اللہ کا نام لے کر دودھ پی لیجئے۔!''

فقیر نے دودھ میں سے کچھ پیا۔ پھر اپنا ہاتھ اٹھالیا اور کہنے لگا:

''اے آقا! میں چاہتا ہوں کہ اس دودھ کے ساتھ تھوڑا سا شہد بھی ہو جائے تا کہ معتدل ہو جائے۔''

یہ سن کر شیخ نے ایک بکری کی طرف دیکھا اور اس کو بھی ''مبارکہ'' کے نام سے آواز دی۔ وہ آ گئی۔ شیخ نے اس کے تھنوں سے دودھ کی جگہ شہد نکالا۔ اپنے ہاتھ سے شہد نکال کر مہمان فقیر کو پیش کیا۔ اس نے اس میں سے کچھ پیا۔ پھر فقیر مہمان نے چاہا کہ اٹھ کر رخصت ہو۔ جب اپنی جگہ سے اٹھا تو جو راز اس کے پاس تھا وہ سلب ہو گیا تھا۔ وہ رو رہا تھا اور روتے روتے چلا گیا۔ اس کے بعد وہ کسی کو بھی نظر نہیں آیا۔ جب یہ کرامت شیخ سے ظاہر ہوئی تو لوگوں کو آپ سے بے پناہ عقیدت و محبت ہو گئی۔ آپ کے پاس حصول برکت اور زیارت کیلئے جوق در جوق لوگ آنا شروع ہو گئے۔ اس کرامت کے ظہور کے بعد آپ کو ''غنائم'' اور ''ابو الغنائم'' کے نام سے پکارا جانے لگا۔

شیخ غنائم نے شیخ قطب الدین قسطلانی وغیرہ سے فقہ پڑھی۔ اپنی عبادت گاہ میں ہی 683 ہجری ستائیس شعبان کو انتقال فرمایا۔

سیدہ فاطمہ بنت المثنیٰ:

سیدہ فاطمہ بن المثنیٰ کامل ولیہ اور باصفا صوفیہ تھی۔ آپ ''اشبیلیہ'' کی رہنے والی تھیں۔

شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت المثنیٰ رحمۃ اللہ علیہا دف بجایا کرتی اور خوشی کا اظہار کرتی تھیں۔ میں انہیں کہا کرتا تھا:

''آپ یہ کیا کرتی ہیں؟''

تو مجھے فرماتیں:

''اللہ کی قسم! میں خوشی مناتی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت بخشی اور اپنے ولیوں میں مجھے شامل فرمایا اور صرف اپنے لیے چن لیا ہے۔ میں کون ہوں اور کیا ہوں۔؟ اس نے انسانوں میں سے مجھے چن لیا۔ میرے رب کی عزت کی قسم! اس نے مجھے عزت کے اس مقام پر فائز فرمادیا ہے، جسے میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں جب بھی کسی اور چیز کی طرف اعتماد کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے غفلت میں پڑ کر دیکھتی ہوں تو اس دیکھنے پر گرفت میں آجاتی ہوں۔''

پھر موصوفہ نے مجھے اس سے بھی زیادہ عجیب حالات دکھائے۔ میں بذات خود ان کی خدمت میں لگا رہا اور میں

Marfat.com

نے اپنے ہاتھوں سے ان کیلئے بانس کا مکان بنایا جوان کے قد کے برابر اونچا تھا۔ وہ اس میں مرتے دم تک رہیں۔ مجھے کہا کرتی تھیں:

"میں تیری اللہ کی طرف سے ماں ہوں اور نور تیری مٹی کے رشتہ کی ماں ہے۔"

جب میری والدہ ان کی ملاقات کیلئے تشریف لاتیں تو ان سے کہتیں:

"اے نور! یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کی بات ماننا اور نافرمانی نہ کرنا۔"

شیخ ابن عربی کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ بنت المثنی کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، پھر وہ اس پر خوش نہیں ہوتا حالانکہ وہ اس کے پاس ہوتا ہے۔ اس کی نظر رحمت اس کی طرف ہر وقت متوجہ ہوتی ہے، وہ ایک لمحے کیلئے بھی اس سے غائب نہیں ہوتا۔ یہ جو محبت کے دعویدار روتے رہتے ہیں۔ یہ اس کی محبت کا دعویٰ کیسے کرتے ہیں۔ دعویٰ محبت کا کرتے ہیں اور محبوب ہر وقت ان کے پاس موجود پھر رونا کس بات پر؟ کیا انہیں شرم نہیں آتی کہ اس اللہ رب العزت کا قرب ان مقربین کے قرب سے کہیں زیادہ ہے اور محب تمام لوگوں سے عظیم ہوتا ہے اور وہ اس کے سامنے موجود بھی ہوتا ہے، تو ایسے میں رونے کا کیا موقعہ ہے؟ واقعی ان لوگوں کا رونا ایک عجوبہ سے کم نہیں ہے۔"

پھر مجھے فرماتیں:

"اے میرے بیٹے! جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟"

میں عرض کرتا:

"امی جان! بات آپ کی ہی بات ہے۔"

فرماتیں:

"اللہ کی قسم! میں متعجب ہوں۔ اللہ رب العزت جو میرا حبیب ہے اس نے مجھے فاتحہ الکتاب عطا فرمائی ہے۔ وہ میری خدمت کرتی ہے۔ اللہ کی قسم! اس نے بھی مجھے اللہ سے دوسری طرف (اپنی طرف) مشغول نہیں کیا۔"

یہ بات جب اس بزرگ عورت نے بتائی تو مجھے اس کا مقام معلوم ہوا۔ جب اس نے کہا کہ سورۂ فاتحہ میری خدمت کرتی ہے۔ ایک مرتبہ ہم بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک عورت آئی وہ مجھے کہنے لگی:

"اے میرے بھائی! میرا خاوند "شریش شذونہ" میں ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ اس نے وہاں شادی کرلی ہے۔ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟"

میں نے اس عورت سے پوچھا:

"کیا تو چاہتی ہے کہ وہ واپس آجائے؟"

کہنے لگی:

"ہاں! ابھی چاہتی ہوں۔"

Marfat.com

میں نے یہ سن کر اپنا منہ اس بزرگ عورت فاطمہ بنت المثنیٰ کی طرف کیا اور عرض کیا:

''امی جان۔! آپ نے اس عورت کی بات نہیں سنی؟''

پوچھنے لگیں:

''بیٹا! کیا چاہتے ہو؟''

میں نے عرض کیا:

''اسی وقت اس کا کام ہونا چاہیے۔اس کی حاجت یہ ہے کہ اس کا خاوند آجائے۔میں بھی اس کی سفارش کرتا ہوں۔''

فرمانے لگیں:

''ٹھیک ہے تمہارے کہنے کے مطابق ہی ہوگا۔میں فاتحۃ الکتاب کو اس کی طرف بھیجتی ہوں اور وصیت کرتی ہوں کہ اس عورت کے خاوند کو ساتھ لے کر آئے۔''

پھر اس نے فاتحۃ الکتاب پڑھنا شروع کی۔میں نے بھی ان کے ساتھ پڑھنی شروع کر دی۔فاتحہ پڑھتے وقت مجھے اس بزرگ عورت کے مقام کا علم ہوا۔وہ یوں کہ اس کی قرأت کے ساتھ ایک ہوائی جسم کی صورت پیدا ہوئی۔پھر اس نے اس صورت کو روانہ کر دیا۔جب سورۃ بن گئی تو اس عورت نے اسے کہا:

''اے فاتحۃ الکتاب! شریدشذونہ میں جاؤ اور اس عورت کے خاوند کو لے کر آؤ،اسے مت چھوڑنا۔جب تک وہ یہاں نہ آجائے۔''

پھر صرف اتنا وقت ہی گزرا تھا جس قدر وہاں سے آنے میں وقت صرف ہوتا ہے تو وہ شخص اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا۔

''فتوحات مکیہ'' میں جناب ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے از خود اپنے ہاتھوں سے ایک بزرگ پارسا عورت کی خدمت کی جو اشبیلیہ کی رہنے والی عارفہ تھی۔اس کا نام فاطمہ بنت مثنیٰ قرطبی تھا۔میں نے کئی سال اس کی خدمت میں گزارے۔اس وقت جبکہ میں ان کا خادم تھا ان کی عمر پچانوے برس سے زیادہ تھی۔اس کے باوجود مجھے ان کے چہرہ کو دیکھنے سے شرم آتی تھی،کیونکہ ان کا چہرہ بہت حسین اور گال انتہائی خوبصورت تھے۔تم یوں سمجھو کہ یہ بڑھیا نہیں بلکہ چودہ سال کی دوشیزہ ہے۔اس عورت کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص حال (تعلق) تھا۔جس قدر لوگ اس کی خدمت کرتے ان سب میں سے وہ میرے ساتھ زیادہ مہربان اور مشفق تھی اور فرمایا کرتی تھی:

''میں نے ابن عربی جیسا کوئی خادم نہیں پایا۔''

عید کی رات ابو عامر موذن نے انہیں جامع مسجد میں درہ سے مارا۔آپ نے اس کی طرف نظر بھر کر دیکھا اور چلی گئیں۔آپ کی طبیعت کچھ مکدر ہو چکی تھی۔موذن مذکور نے رات گزاری۔جب سحری کا وقت ہوا تو موصوفہ نے اس کی اذان کی آواز سنی تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

''اے رب! میرا مواخذہ نہ کرنا۔میرا دل غصہ میں آگیا تھا اور وہ بھی ایسے شخص پر جو راتوں کے اندھیروں میں تیرا ذکر کرتا ہے اور دوسرے لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔اذان تو میرے حبیب کا ذکر ہے جو اس کی

Marfat.com

زبان پر جاری ہے۔ اے اللہ! میرے غصہ کھانے کی وجہ سے اس سے مواخذہ نہ فرمانا۔"
جب صبح ہوئی۔ نماز عید کے بعد شہر کے فقہاء سلطان کو سلام کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ ان حضرات میں مذکورہ موذن بھی شامل ہو گیا۔ اس کی شمولیت دنیوی لالچ کی وجہ سے تھی۔ بادشاہ نے پوچھا:
"یہ کون ہے؟"
بتایا گیا کہ جامع مسجد کا موذن ہے۔ سلطان نے پوچھا:
"فقہاء کرام کے ساتھ اسے اندر آنے کی کس نے اجازت دی ہے؟ اسے باہر نکالو۔"
یہ کہہ کر بادشاہ نے موذن کو تھپڑ رسید کیا اور باہر نکال دیا۔ سلطان کے ہاں کسی نے اس کے بارے میں سفارش کی تو سلطان نے اس کو معاف کر دیا، حالانکہ سلطان اسے سخت سزا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ پھر اس پارسا عورت سے موذن کا یہ واقعہ بیان کیا گیا تو فرمایا:
"مجھے علم ہے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں سزا کی تخفیف کا سوال نہ کرتی تو اسے قتل کر دیا جاتا۔"
سیدہ موصوفہ فاطمہ بنت المثنیٰ عجیب شان والی تھی۔
سیدہ فاطمہ بنت المثنیٰ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھوئی ہوئی تھیں، جو دیکھتا تو انہیں کہتا کہ یہ عورت بے وقوف ہے۔ آپ اس کے جواب میں فرماتیں:
"بے وقوف وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کو نہیں پہچانتا۔"
موصوفہ بہت مہربان اور رحم دل عورت تھیں۔
اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ عورت پر اپنی ملک پیش کی تو اس میں سے کسی چیز پر وہ نہ ٹھہری، بلکہ وہ کہا کرتی تھیں:
"تو ہی تو ہی کل شی ہے۔ تیرے سوا مجھ پر بدشگونی ہے۔"
سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح القدس" میں لکھا ہے:
میں نے موصوفہ سے ملاقات کی جبکہ ان کی عمر نوے کی دہائی میں پہنچ چکی تھی۔ ان کی خوراک صرف وہ گرا پڑا کھانا ہوتا جو لوگ کھا کر بچا ہوا اپنے اپنے گھروں کے باہر پھینک دیتے ہیں۔ وہ بھی بہت تھوڑی مقدار میں کھاتی تھیں۔ میں جب ان کی خدمت میں بیٹھتا تو مجھے ان کے چہرے سے اٹھتے نور اور گالوں کی عجیب چمک ان کی طرف دیکھنے سے روک دیتی تھی، حالانکہ ان کی عمر اس وقت نوے کی دہائی میں تھی۔ ان کی قرآن کریم میں "سورۂ فاتحہ" تھی (اسی سورت کو پڑھتیں اور مختلف کام اسی سے لیتی تھیں) مجھے خود فرمایا:
"مجھے سورۂ فاتحہ عطا کی گئی ہے، میں جس کام کیلئے چاہتی ہوں اس سے وہ کام لے لیتی ہوں۔"
میں نے ان کیلئے اپنے ہاتھ سے کانوں کا گھر بنایا جس میں آپ رہائش پذیر تھیں۔ فرمایا کرتی تھیں:
"میرے پاس آنے والوں میں سے کسی سے مجھے تعجب نہیں ہوا۔ صرف فلاں نے مجھے متعجب کیا۔"
اس فلاں سے ان کی مراد میں (ابن عربی) تھا۔ ان سے پوچھا گیا:
"اس کی کیا وجہ ہے؟"

Marfat.com

فرمایا:

"تم میں سے جو بھی میری ملاقات کو آتا ہے وہ مکمل نہیں آتا، بلکہ وہ بعض ہوتا ہے اور بقیہ بعض اپنے اہل و عیال اور گھر بار کیلئے چھوڑ آتا ہے۔ صرف محمد بن العربی ایسا شخص ہے جو میرا بیٹا اور میری آنکھوں کا تارا ہے۔ وہ جب آتا ہے تو کل داخل ہوتا ہے۔ جب کھڑا ہوتا ہے تو کل کھڑا ہو جاتا ہے اور بیٹھتا ہے تو کل بیٹھتا ہے۔ وہ اپنے پیچھے اپنے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں آتا اور طریقہ بھی ایسے ہی ہونا چاہیے۔"

شیخ فتح بن شحرف ابونصر الکشی:

شیخ فتح بن شحرف الکشی بہت بڑے عارف، زہد اور صاحب معرفت و کرامات شخصیت تھے۔ آپ نے متواتر تیس سال تک روٹی نہیں کھائی۔ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا تو فرمان ہوا:

"اے فتح! ڈر میں تجھے بے خبری پر نہیں پکڑوں گا۔"

پھر میں نے سات سال پہاڑوں میں گزارے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"خراسان میں ابونصر جیسا دوسرا نہیں پیدا ہوا۔"

شیخ ابونصر نے تیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔ پھر تیس سال بعد سر اٹھایا اور آنکھیں کھولیں اور آسمان کی طرف دیکھا، پھر کہا:

"میرا شوق میری طرف آنے کیلئے بڑی دیر سے تڑپ رہا ہے۔ لہٰذا میرا اپنی طرف آنا جلدی لکھ دے۔"

آپ پھر 283 ہجری میں انتقال فرما گئے۔

ابن الحواری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو غسل دیا تو دیکھا کہ آپ کی دائیں ران پر کلمہ لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے، میں نے وہم کیا کہ شاید سیاہی وغیرہ سے لکھا ہے لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ تو چمڑے کے اندر رگوں کی صورت میں لکھا ہوا ہے۔ آپ کی نماز جنازہ میں تقریباً تیس ہزار آدمی شریک ہوئے۔

شیخ فرج المجذوب:

شیخ فرج المجذوب اولیائے کاملین میں سے ہیں۔

علامہ منادی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد صاحب نے بتایا کہ میں شیخ فرج المجذوب کے پاس آیا اور شیخ موصوف نے مجھے کہا:

"مجھے تیس نصف دو۔"

میرے دل نے صرف پانچ نصف دینے کو تسلیم کیا۔ میں نے پانچ دے دیے۔ شیخ نے لے لیے۔ پھر ہوا یوں کہ آپ پانچ نصف لے کر چلتے رہے۔ جب کسی دکان پر سے گزرتے ایک نصف اس دکان میں پھینک کر آگے تشریف لے جاتے۔ والد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ایک رقعہ لے کر میرے پاس آیا۔ جو "الشہابی" کی طرف سے لکھا تھا کہ انہوں نے آپ کی طرف تیس بوریاں گندم بھیجی ہے۔ یہ اسی دن کا واقعہ ہے۔ پھر میرے پاس ایک آدمی آیا، اس نے آکر ان میں سے پانچ بوریاں مجھے دیں اور بقیہ پچیس بوریاں کدھر گئیں مجھے اس کی کوئی خبر نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی نشان

Marfat.com

ملا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے شیخ جمال الدین ابن شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میری شیخ فرج مجذوب سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس وقت میرے پاس چالیس نصف (ایک سکہ کا نام) تھے۔ شیخ فرج موصوف نے ایک نصف مانگا۔ میں نے دے دیا۔ پھر ایک اور طلب کیا۔ میں نے وہ بھی دے دیا۔ اس طرح لگا تار ایک ایک نصف شیخ موصوف مانگتے رہے۔ میں دیتا رہا۔ حتیٰ کہ صرف ایک نصف باقی رہ گیا۔ انتالیس دے چکا تھا۔ آپ نے فرمایا:

"ایک اور نصف مجھے دو۔"

میں نے عرض کیا:

"یا شیخ! مجھے اس کی ضرورت ہے۔"

فرمانے لگے:

"میں نے تیرے لیے دیئے گئے "نصف" کی وصولی کا حکم شموال نامی یہودی کو لکھ دیا ہے۔ وہ تجھے انتالیس دینار دے گا۔"

میں اسی دن گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک یہودی نے دروازہ پر دستک دی۔ میں نے پوچھا:

"کون ہے؟"

کہنے لگا:

"میں یہودی ہوں۔"

میں نے کہا:

"اندر آجاؤ۔"

وہ اندر آیا اور کہنے لگا:

"تمہارے والد صاحب نے مجھے چالیس دینار بطور قرض دیئے تھے۔ ان کے اور میرے درمیان صرف اللہ گواہ تھا۔ میں ان میں سے ایک دینار کم لایا ہوں، کیونکہ مجھے صرف انتالیس ہی دستیاب ہوئے ہیں۔ لہٰذا ایک دینار سے مجھے بری الذمہ کر دو۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے انتالیس دینار میرے سامنے رکھ دیئے۔ وہ دن جائے کہ شیخ موصوف نے جب بھی جو چیز مجھ سے مانگی اس کے دینے میں کبھی پس و پیش نہیں کی۔

سید جمال الدین مذکور کہتے ہیں کہ میں اس بات پر بہت نادم ہوا کہ میں نے شیخ موصوف کو آخری نصف کیوں نہ دیا۔ انہوں نے مجھے ہر نصف کے بدلہ میں ایک دینار عطا فرمایا۔ پھر کہا:

"میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ اگر کسی بھی ولی اللہ نے مجھ سے کوئی چیز طلب کی تو ہرگز انکار نہیں کروں گا۔"

سید جمال الدین مذکور بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں جب شیخ فرج موصوف سے ملا تو میں نے مذکورہ قصہ

Marfat.com

انہیں سنایا تو فرمانے لگے:

''میں نے یہ معاملہ تیرے ساتھ اس لیے کیا تھا تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ معاملہ کرنا بتاؤں۔ جب میں اور تو دونوں اللہ تعالیٰ کے ''عبد'' ہیں۔ میں نے بندہ ہوتے ہوئے تجھ سے لیا گیا مال کئی گنا کر کے واپس لوٹایا تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ واپس کرتا ہے۔''

میں نے عرض کیا:

''آپ نے مجھے یوں کیوں نہیں فرمایا تھا: مجھے ایک نصف دو میں تمہیں ایک کے بدلہ میں ایک دینار دوں گا۔؟''

فرمانے لگے:

''اس طرح تو امتحان کا فائدہ نہ ہوتا کیونکہ اس طرح بتا دینے سے غرض تمہارے سامنے ہوتا اور تم جو دیتے اس لالچ پر دیتے کہ مجھے اس کے عوض میں دگنا چوگنا مل جائے گا۔ اس لیے امتحان کا نتیجہ کوئی نہ ہوتا۔ امتحان کا نتیجہ تبھی نکلتا ہے جب ممتحن معاوضہ بیان نہ کرے اور امتحان دینے والے کو وہم ہو کہ مجھے اس کے عوض میں کچھ بھی نہیں ملے گا۔''

شیخ موصوف نے مصر میں انتقال فرمایا اور دسویں صدی میں انتقال ہوا۔ آپ کو شیخ بہاؤ الدین کے زاویہ میں دفن کیا گیا جو شعریہ کے دروازہ میں ہے۔

شیخ ابو محمد القاسم بن عبداللہ المصری:

شیخ ابو محمد القاسم بن عبداللہ المصری علیہ الرحمۃ مشہور و معروف ولی تھے۔

شیخ قاسم بصری رحمۃ اللہ علیہ جب خلوت گاہ سے باہر تشریف لاتے تو جس خشک درخت کے قریب سے گزرتے وہ پتوں والا ہو جاتا اور کسی بیمار کے قریب سے گزرتے وہ شفایاب ہو جاتا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

''شیخ قاسم بصری رحمۃ اللہ علیہ مشائخ عراق میں سے عظیم شخصیت تھے اور عجیب و غریب واقعات و حالات والے تھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور شریعت و طریقت کے مسائل کے بارے میں ایک اونچی کرسی پر بیٹھ کر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔''

علامہ مناوی کہتے ہیں کہ شیخ قاسم بصری مالکی المذہب تھے۔ ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام کیساتھ ملاقات ہوئی اور ان سے کئی امور دیکھے۔ ان کی بہت سی کرامات تھیں۔ ایک کرامت شیخ عارف شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کی طرف چلا تاکہ وہاں پہنچ کر شیخ موصوف کی زیارت کروں۔ میں جب بصرہ کے قریب گیا تو مجھے بہت سے مویشی چرتے نظر آئے اور کافی لہلہاتی زمین اور کھجوروں کے باغ بھی دکھائی دیئے۔ میں نے ہر ایک کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا:

''یہ سب کچھ شیخ قاسم بصری کا ہے۔''

اس پر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ حالت تو بادشاہوں کی ہوتی ہے۔ بہر حال میں بصرہ میں داخل ہوا اور

Marfat.com

میں سورۂ انعام کی تلاوت کر رہا تھا۔ میرے دل میں آیا کہ دیکھتا ہوں کہ کس آیت پر شیخ کے گھر پہنچتا ہوں جو آیت ہو گی اس سے شیخ کی حالت کے بارے میں اندازہ لگا لوں گا۔ جب میں نے شیخ موصوف کی زمین پر قدم رکھا تو اس وقت میں اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا:

((اولئك الذين هدى الله فبهدهم اقتده))

"یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو اللہ نے ہدایت دی.........."

اندر سے آپ کا خادم دوڑتا ہوا نکلا، حالانکہ میں نے ابھی اندر آنے کی اجازت بھی طلب نہ کی تھی۔ میں اندر گیا۔ شیخ موصوف نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا:

"اے عمر! اللہ سے ڈر۔ جو کچھ تو نے باہر دیکھا ہے وہ زمین پر ہے۔ اس بندے کے دل میں ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے۔"

اس سے میں بہت زیادہ متعجب ہوا۔

شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ بصری کے ارادت مند شیخ ابو عبداللہ گوشہ نشین بزرگ تھے۔ غیر آباد مقامات پر رہائش رکھتے ہیں۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ کی غذا کا کیا انتظام ہے۔ معرفت وطریقت میں راسخ القدم بزرگ تھے۔ انہوں نے شیخ بصری کا واقعہ بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں مجاور تھا۔ ایک دن میں چاشت کے وقت مقام ابراہیم میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ابو محمد بن عبداللہ بصری تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ چار آدمی اور بھی تھے۔ انہوں نے چند رکعت ادا کیں۔ پھر طواف کے سات سات چکر لگائے۔ پھر باب بنی شیبہ سے باہر نکل آئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ان میں سے ایک نے مجھے واپس جانے کو کہا۔ شیخ موصوف نے فرمایا: اسے کچھ نہ کہو آنے دو۔ پھر رک گئے اور پانچ صفیں بنائیں یعنی سب سے آگے شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ، ان کے پیچھے دوسرا، تیسرا، چوتھا اور سب سے آخر میں (ابو عبداللہ) کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے ہر ایک کو حکم دیا: وہ چلتے وقت اپنا قدم اس جگہ رکھے جہاں اس سے اگلے شخص کا پڑا تھا۔ یوں ہم چاروں شیخ موصوف کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ زمین ہمارے پاؤں میں سکڑی جا رہی تھی۔ تھوڑے ہی دیر بعد ہم مدینۃ الرسول میں پہنچ گئے۔ سرکار کا روضہ مقدسہ دیکھ کر ہم سب خوش ہوئے۔ یہاں ہم نے نماز ظہر ادا کی۔ پھر یہاں سے چل پڑے، جیسا کہ ہمیں ہدایت کی گئی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد ہم بیت المقدس میں تھے۔ یہاں ہم نے نماز عصر ادا کی۔ پھر اسی طرح آگے چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد ہم یاجوج ماجوج کی دیوار کے پاس آ گئے۔ یہاں ہم نے نماز مغرب ادا کی۔ پھر آگے چل دیئے۔ چند ساعتوں کے بعد قاف پہاڑ میں آ گئے۔ یہاں نماز عشاء ادا کی اور پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ گئے۔ ہم شیخ موصوف کے اردگرد بیٹھے تھے اور شیخ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ وہاں آپ کے پاس پہاڑ کی مختلف اطراف سے کچھ مرد حاضر ہوئے۔ ہم آپ کے اردگرد تھے اور آپ ہیبت ناک شیر کی طرح نظر آ رہے تھے۔ آنے والے مردوں کی نورانیت کے سامنے سورج اور چاند مات کھا گئے۔ انہوں نے سلام کیا اور شیخ موصوف کے سامنے ادب واحترام کے ساتھ بیٹھ گئے، پھر کچھ اور لوگ آسمان سے ہوا میں اڑتے ہوئے اترے۔ وہ بجلی کی

Marfat.com

طرح تھے، انہوں نے شیخ موصوف کو گھیرے میں لے لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگے، ان میں سے بعض کی آواز بجلی کی کڑک جیسی تھی، بعض کی رعد کی طرح تھی، بعض کے آنسو بہہ رہے تھے اور بعض چیختے اور ہوا میں ادھر ادھر دوڑتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے۔ پہاڑ قریب تھا کہ ہمارے نیچے کانپ اٹھتا۔ ہم وہاں نماز فجر تک رہے۔ نماز سے فارغ ہو کر شیخ موصوف پہاڑ کی دوسری طرف اترے۔ ہم بھی ساتھ تھے۔ وہاں زمین دیکھی جو بہت زیادہ سفید اور بکثرت انوار و تجلیات والی ہے اور لطیف و نرم ہے۔ ہمیں اس کا کنارہ نظر نہ آیا۔ ''اذخر'' کی خوشبو ہمارے پاؤں کے نیچے سے پھوٹ رہی تھی۔ ہمارا کئی گروہوں سے گزر ہوا۔ ان کی صورتیں آدمیوں جیسی تھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور مختلف تسبیحات پڑھ رہے تھے۔ ان کی آوازیں اتنی خوبصورت تھیں کہ ایسی آواز ہم نے کبھی نہ سنی تھی۔ ان کے انوار اس قدر تھے، قریب تھا کہ آنکھیں اچک لی جاتیں۔ اگر موت کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ان کی آواز اور ان کی حسین صورتوں کو دیکھنے والا اسی وقت مر جاتا۔ شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ ان کے کناروں میں تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ کبھی تو شوق کی وجہ سے آپ دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب جھکتے اور کبھی فضاء میں بلند ہو جاتے، جیسا کہ تیر جا رہا ہو اور کبھی آپ کی زبان پر یہ الفاظ ہوتے:

((الشوق اليك يقتلني))

''شوق و محبت مجھے تیری طرف پریشان کرتا ہے۔ تجھ سے دوری اور جدائی مجھے قتل کر دیتی ہے اور تیرا خوف مجھے ادھ موا کر دیتا ہے اور تیری امید کے سہارے میں زندہ ہوں۔ تیرا مجھ سے منہ پھیرنا میری موت ہے اور تیری محبت نے مجھے دیوانہ کر رکھا ہے۔ تیرا قرب مجھے جمع رکھتا ہے اور تیرا انس مجھے پھیلا دیتا ہے۔ اور میری تنہائی تیرے ساتھ ملوث ہے۔ تو مجھ پر رحم فرما کہ میرے تمام کاموں کی باگ دوڑ تیرے قبضہ میں ہے۔''

آپ اسی کیفیت میں رہے حتیٰ کہ چاشت کا وقت ہو گیا، پھر واپس اسی جگہ ہم آ گئے جہاں سے گئے تھے اور جو کچھ ہم نے دیکھا وہ ''گل'' ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہم ایک ایسے شہر میں آ گئے جو سونے چاندی سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس میں درخت باہم معانقہ کر رہے تھے اور برابر نہریں بہہ رہی تھیں اور پکے ہوئے تازہ پھل تھے۔ بہت سے میوہ جات تھے، ہم وہاں گئے اور کھایا پیا۔ ہم میں سے ہر ایک کو حکم دیا گیا کہ ایک ایک سیب لے لو۔ پھر ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک سیب مل گیا، مگر اس ساتھی کو نہ ملا جس نے مجھے واپس چلے جانے کو کہا تھا۔ اس کو ہمت نہ ہوئی۔ پھر شیخ بصری نے اسے فرمایا:

''دراصل یہ تیری بے ادبی اور اس کے دل توڑنے کی وجہ سے ہوا ہے۔''

یہ کہتے ہوئے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

''اے شخص اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ۔''

پھر فرمایا:

''یہ معاملہ سراسر ادب کا ہے اور احکام کی رعایت اس میں انتہائی ضروری ہوتی ہے۔''

پھر شیخ نے فرمایا:

Marfat.com

"اپنے ساتھیوں کی طرح تم بھی اب ایک سیب لے لو۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر سیب لے لیا۔ پھر شیخ بصری نے فرمایا:

"یہ اولیاء کرام کا شہر ہے۔ اس میں صرف ولی ہی داخل ہو سکتا ہے۔"

پھر ہمیں لے کر چل پڑے۔ چلتے چلتے جس خشک درخت کے قریب سے گزرتے وہ سرسبز ہو جاتا۔ حتیٰ کہ ہم مکہ شریف آ گئے۔ یہاں ہم نے نماز ظہر ادا کی اور مجھ سے عہد لیا کہ ان کی زندگی میں اس بات کا میں کسی سے ذکر نہ کروں گا۔ میں نے عہد کیا، پھر وہ غائب ہو گئے۔ میں نہ دیکھ سکا کہ کدھر گئے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے آپ کی زندگی میں اس واقعہ کے بارے میں کسی کو اطلاع نہ دی۔

راوی فرماتے ہیں کہ کچھ مدت کے بعد مجھے شوق ہوا کہ شیخ کی دوبارہ زیارت کرنی چاہیے۔ میں بصرہ گیا۔ میں ان کے ہاں چند دن ٹھہرا۔ ایک دن مصر سے باہر تشریف لائے اور سیدنا حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کی قبر کی طرف تشریف لائے۔ جب دور سے قبر نظر آئی، واپس لوٹ آئے، پھر دوبارہ قبر کی جانب گئے اور زیارت کی۔ اس وقت آپ سر جھکائے بڑے مؤدب تھے۔ میں نے پوچھا:

"ایسا آپ نے یوں کیا؟"

فرمانے لگے:

"میں نے جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور سبز رنگ کا حلہ زیب تن فرمایا تھا اور موتیوں سے جڑا تاج سر پر رکھا تھا۔ آپ کے پاس دو حوریں بھی بیٹھی تھیں۔ یہ دیکھ کر وہ شرما گیا اور واپس ہو گیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دی کہ آ جاؤ میں واپس آ گیا۔"

آپ بصرہ میں ہی سکونت پذیر رہے اور 580 ہجری سے قبل وہیں انتقال فرمایا۔ مصر کے باہر دفن کیے گئے اور آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے۔ جب آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی تو فضاء میں سے ڈھولوں کی آواز سنائی دی۔ نماز جنازہ میں شریک لوگ جب تکبیر کہتے تو انہیں آسمان سے یہ آوازیں سنائی دیتیں۔

شیخ قریمزان صبی القراد:

شیخ قریمزان صبی القراد علیہ الرحمۃ صاحب کرامت اولیاء میں سے ہیں۔

امام شعرانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدی علی الخواص سے سنا کہ بظاہر حقیر اور معمولی کام کرنے والوں پر بدظنی اور برا بھلا کہنے سے بچو جیسا کہ کوئی شخص بندر نچاتا ہے، لکڑیوں کی چھال کا کام کرتا ہے وغیرہ وغیرہ کیونکہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علماء اور صالحین کے ایمان کو سلب کر لینے کی قوت دی ہوتی ہے۔ جب کوئی عالم یا صالح ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بہتر سمجھتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ بڑے بڑے اولیاء کرام چھوٹے لوگوں سے اپنا آپ کھو بیٹھتے ہیں اور ان کی صلاحیت ولایت چھوٹے لوگ چھین لیتے ہیں، جب یہ بڑے بڑے ولی اپنے آپ کو کسی سے بڑا سمجھتے ہیں جیسا کہ سیدی محمد بن ہارون سے ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ آپ نے

Marfat.com

جناب ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ کے ولادت کی پیشگوئی اس وقت کردی گئی تھی جب آپ ابھی مادر شکم میں تھے۔سیدی محمد بن ہارون جب نماز جمعہ ادا کر کے تشریف لاتے تو لوگ آپ کے گھر تک آپ کے ساتھ ہوتے۔کوئی بھی پیچھے رہنے پر تیار نہ ہوتا۔ان تمام کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ شیخ موصوف کی زیارت کریں اور آپ ان کی طرف نظر عنایت فرمائیں۔ایک دن آپ کا گزر ایک بچے سے ہوا جو دیوار کے نیچے بیٹھا اپنے کپڑوں میں سے جوئیں نکال رہا تھا۔اس نے پاؤں پھیلا رکھے تھے۔شیخ کے گزرتے وقت بھی اس نے پاؤں نہ سمیٹے۔یہ دیکھ کر سیدی محمد نے دل میں کہا:

''یہ بچہ ادب کرنا نہیں جانتا۔اس کے قریب سے مجھ جیسا آدمی گزرا اور وہ پھیلائے ہوئے پاؤں بھی نہیں سمیٹتا۔؟''

اسی وقت سیدی محمد موصوف سے سب کچھ اس بچے نے چھین لیا، نہ وہ خوبصورتی رہی، نہ لوگوں کی کشش۔اس کے ساتھ ہی تمام لوگ ادھر ادھر بکھر گئے۔آپ اپنے گھر پہنچے تو ایک آدمی بھی ساتھ نہ تھا۔آپ نے اپنے نفس کو تنبیہ کی۔ واپس بچے کے پاس آئے کہ وہ ان کے لئے استغفار کرے، لیکن بچہ وہاں موجود نہ تھا۔لوگوں سے پوچھا:

''یہاں ایک بچہ تھا۔وہ کدھر گیا ہے؟''

لوگوں نے کہا:

''یہ ایک بندر نچانے والے کا بچہ تھا۔شاید وہ سکندریہ چلا گیا۔''

شیخ نے سکندریہ کا رخ کیا وہاں بھی نہ ملا۔لوگوں نے کہا:

''ہو سکتا ہے کہ شاید ''محلۃ الکبریٰ'' چلا گیا ہو۔''

آپ واپس آئے وہاں بھی موجود نہ تھا۔لوگوں نے کہا:

''شاید مصر روانہ ہو گیا ہو۔''

شیخ مصر کی طرف چلے گئے وہاں ریت کے ایک چھوٹے سے ٹیلے پر نظر آ گیا۔وہاں تماشہ کر رہا تھا۔شیخ وہاں تماشا دیکھنے والا لوگوں کے حلقہ میں کھڑے ہو گئے۔بندر نچانے والے بڑے آدمی نے اپنے بچے کو کہا:

''اس (شیخ موصوف) کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔جو تیری طرف آ رہا ہے۔''

وہ بندر سے کھیلتا رہا حتیٰ کہ کھیل سے فارغ ہوئے۔پھر شیخ کو بلایا اور کہنے لگا:

''آپ جیسے علم وصلاح کے مالک اور مشہور آدمی کو دل میں کیا یہ خیال لانا مناسب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق سے بہتر ہے؟ کیا تو نہیں جانتا کہ ابلیس کا یہی گناہ تھا جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے پھٹکارا گیا۔''

شیخ موصوف نے کہا:

''میری توبہ۔''

اس نے کہا:

''ہم سب اس قسم کے خیالات سے توبہ کرتے ہیں۔''

پھر استاد نے بچے کو کہا:

Marfat.com

"اے قریمزان! اس کا علم اور معرفت تم نے کہاں رکھی تھی، جب تو نے سلب کی تھی؟"

بچہ نے جواب دیا:

"اس خچر کے بچے کے دل میں رکھ آیا تھا جس کے قریب بیٹھا دیوار سے ٹیک لگائے میں جوئیں نکال رہا تھا۔"

استاد نے کہا:

"اسے اس کی چیز واپس کر دے۔"

قریمزان نے کہا:

"جاؤ اور جو نشانی بتاتا ہوں اس کے مطابق یکھ کر کہنا کہ قریمزان تیرے دروازے پر ہے، مجھے میرا حال واپس کر دے۔"

چنانچہ سیدی محمد بن ہارون اپنے شہر واپس آئے اور اسی دیوار کے قریب آئے اس میں سوراخ پایا، انہیں نشانی یاد آ گئی تو وہ موجود تھی۔ خچر کا بچہ باہر نکلا اور اس نے ان کے منہ پر پھنکارا جس سے ان کا حال انہیں واپس مل گیا۔ اسی وقت لوگوں کا جمگھٹا ہو گیا۔ آپ کی طرف بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض سے، بعض کو تکلیف بھی ہوئی، کیونکہ بھیڑ تھی اور بھیڑ میں ایسا ہو ہی جایا کرتا ہے۔ پھر شیخ موصوف نے ہدیہ ونذرانہ لیا اور قریمزان کو دینے کیلئے روانہ ہوئے، پہنچے تو اس نے آپ سے پوچھا:

"تیرے جس علم کو خچر کا ایک بچہ اٹھائے پھرتا رہا تو اس سے اپنے کو کس طرح بہتر سمجھتا رہا؟"

وہ وقت جائے لیکن اس کے بعد شیخ موصوف نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی کم نہ جانا۔ حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

شیخ قطب الدین بن عبد السلام الحدادی ثم المناوی:

شیخ قطب الدین بن عبد السلام الحدادی ثم المناوی علیہ الرحمۃ شافعی المسلک تھے اور جناب قاضی القضاۃ شیخ الاسلام یحییٰ مناوی کے دادا محترم تھے، بہت بڑے عارف اور متقی و ولی تھے۔ طریقت اپنے اباؤ اجداد سے حاصل کی۔ مغرب میں پیدا ہوئے اور "حداوۃ" نامی گاؤں میں پرورش پائی جو تیونس میں ہے۔ پھر عمر کے آخر میں "منیہ بنی خصیم" نامی گاؤں میں پرورش پائی جو تیونس میں ہے۔ پھر عمر کے آخر میں "منیہ بنی خصیم" تشریف لے گئے جو سرزمین مصر کی ایک بستی ہے۔ اپنے والد گرامی کی صحبت میں منازل طریقت طے کیں اور سلوک کی طرف گامزن ہوئے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچایا اور ہر طرف سے لوگ آپ کے پاس آئے حتیٰ کہ آپ کی جماعت سترہ ہزار تک پہنچ گئی۔

"منیہ" کے گرد و نواح میں بھیڑیئے بہت تھے اور بکریوں بھیڑوں کو اُچک کر لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بھیڑیئے نے شیخ حداوی کی ایک بکری اچک لی۔ آپ نے اپنے کسی مرید کو فرمایا:

"باہر جنگل کی طرف جاؤ، اور آواز دو: جس نے قطب الدین کی بکری اٹھائی ہے وہ واپس کر دے اور آئندہ آنے والی رات سے ہرگز کوئی بھیڑیا اس علاقے میں نہ رہے۔"

اسی وقت بکری دوڑتی ہوئی واپس آ گئی اور اس علاقہ میں دوبارہ بھیڑیئے نظر نہیں آئے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ''صعید'' کے باشندوں پر قحط پڑا، بادل آتے لیکن بارش نہ ہوتی۔ اسی طرح دھند چھائی رہتی۔ شیخ حدادی باہر کھلے میدان میں کھڑے ہو گئے اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا:

''اے بادل! ہمیں سیراب کر۔ ورنہ ہمارے شہروں سے مت گزرنا''

اسی وقت بارش شروع ہوگئی اور لوگوں کو اس سے بہت نفع ہوا۔

شیخ حدادی کی ایک کرامت یہ بیان کی گئی ہے کہ ''منیہ'' کے کھیتوں میں ایک سال کیڑے چھا گئے اور اس کے اردگرد بھی یہ بیماری پھیل گئی۔ آپ نے اپنی جماعت کے بعض افراد سے کہا:

''جاؤ اور باہر کھیتوں کی طرف نکل کر آواز دو: اے کیڑو کی جماعت! قطب الدین تمہیں کہتا ہے کہ ہمارے شہروں سے چلے جاؤ اور لوگوں کے کھیتوں میں سے جو تم نے کھایا ہے واپس کر دو۔''

یہ سنتے ہی تمام زمین سرسبز شاداب ہوگئی اس کے بعد کیڑے دیکھنے میں آئے۔

شیخ موصوف نے آٹھویں صدی کے آخری سالوں میں انتقال فرمایا اور ''ھو'' نامی جگہ مدفون ہوئے جو صعید اقصی میں واقع ہے۔

شیخ ماجد الکردی:

شیخ ماجد الکردی علیہ الرحمۃ عالم، عامل اور عظیم ولی تھے۔

جناب تاذنی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں کہ شیخ حدادی کے صاحبزادے جناب سلیمان نے بیان کیا کہ مجھے ایک دن والد صاحب نے فرمایا:

''اے سلیمان! اس طرف جاؤ تمہیں تین شخص رجال غیب میں سے ملیں گے جو زمین پر ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں۔ انہیں کہنا کہ میرے ابا جان تمہیں سلام کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں: تمہاری کیا خواہش ہے؟''

میں ان کے پاس آیا اور آپ کا سلام دیا۔ خواہش پوچھی۔ ایک نے کہا:

''مجھے سیب چاہیے۔''

دوسرے نے انار اور تیسرے نے انگور کی خواہش کی۔ میں واپس ابا جان کے پاس آیا اور ان کی خواہشات آپ سے بیان کیں۔ آپ نے مجھے فرمایا:

''فلاں درخت کے پاس جاؤ اور اس سے جوان تین رجال غیب نے مانگا وہ توڑ لاؤ۔''

میں درخت کے پاس گیا۔ مجھے اس سے وہ پھل مل گئے۔ میں اس درخت کو پہلے سے بخوبی جانتا تھا۔ وہ بالکل سوکھا ہوا تھا اور ہمارے گھر کے بالکل قریب تھا۔ میں اس درخت سے مذکور پھل توڑ کر والد گرامی کے پاس لے آیا۔ فرمانے لگے:

''انہیں ان کی طرف لے جاؤ''

میں لے کر گیا۔ دو نے اپنی خواہش کے مطابق پھل کھا لیا، لیکن تیسرا جس نے سیب مانگا تھا۔ وہ کہنے لگا:

''میں اپنی بجائے یہ سیب تمہیں دیتا ہوں تم کھا لو''

اور وہ دونوں اڑ گئے۔ یہ تیسرا جب ان کی طرح اڑنے لگا تو اڑنے کی طاقت نہ پائی۔ پھر اس کیلئے میرے ابا

Marfat.com

جان نے استغفار کی۔ اس سیب میں سے تھوڑا سا کھایا۔ باقی اسے کھانے کو دیا۔ اس نے جب کھا لیا تو میرے والد صاحب نے اس کے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ مارا تو وہ بھی ان دونوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

امام شعرانی بیان کرتے ہیں کہ شیخ حدادی کسی کا بوجھ مفت میں نہیں اٹھاتے تھے۔ بوجھ اٹھانے کے پیسے یا کپڑے لیا کرتے تھے۔ ایک امیر کی عورت آپ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی:

''میرا خاوند ایک اور شادی کرنا چاہتا ہے کیونکہ میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔''

آپ نے اسے فرمایا:

''تیرے پاس کوئی نیاز ہے تو مجھے پیش کر۔''

اس نے ایک کنگن اتار کر دے دیا۔ جو اس نے پہن رکھا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا:

''یہ ایک کنگن بچے کی خوشی کیلئے ناکافی ہے۔ اگر تو دوسرا کنگن نہیں دیتی تو تیرے ہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بیٹی ہو گی۔''

اس پر اس عورت نے آپ کو دوسرا کنگن بھی پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا:

''تیرے ہاں بیٹا پیدا ہو گا لیکن اس کے دائیں ہاتھ میں ایک انگلی زیادہ ہو گی۔''

پھر یوں ہی ہوا، جیسا آپ نے کہا تھا۔

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ ہمیں شیخ ماجد کردی کے صاحبزادے شیخ صالح سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ اپنے والد گرامی کے پاس خلوت میں تھا۔ وہاں کھانے پینے کی ایک بھی چیز نہ تھی۔ آپ وہاں سے باہر آئے تو تین فقیر آپ کے مہمان بن کر آئے۔ آپ نے مجھے فرمایا:

''اندر جاؤ اور کھانا لے آؤ۔''

میں نے آپ کے حکم کی مخالفت کرنے کی ہمت نہ کی، حالانکہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ اندر کچھ بھی نہیں ہے۔ میں بادلِ نخواستہ اندر گیا۔ میرے ساتھ دو اور خادم بھی تھے۔ جب اندر گئے تو ہم نے وہاں کھانے کے بھرے برتن دیکھے۔ ہم نے انہیں اٹھایا اور باہر مہمانوں کے پاس لے آئے۔ ان سب مہمانوں نے کھانا کھایا، پھر تین فقیر اور آ گئے۔ آپ نے مجھے پہلے کی طرح پہلے حکم دیا۔ ہم نے اس مرتبہ خلوت گاہ میں بہت سے برتن کھانے سے بھرے ہوئے دیکھے۔ یہ برتن نئے تھے، ہم باہر لے آئے اور مہمانوں کو کھانا کھلایا۔

آپ نے پھر ان دونوں خادموں کی طرف دیکھا۔ دیکھتے ہی وہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ انہیں بیہوشی کی حالت میں ان کے گھر لے جایا گیا، جیسا کہ لکڑی اٹھا کر لائی جاتی ہے۔ اس حالت میں کئی دن رہے۔ پھر ان کی مائیں روتی ہوئی اور شکایت کرتی ہوئی شیخ کے پاس آئیں۔ شیخ نے مجھے فرمایا:

''اے سلیمان! ان دونوں کو لے آؤ۔''

میں ان کے پاس گیا اور ہر ایک کو کہا کہ تمہیں میرے ابا جان بلا رہے ہیں، وہ اٹھے گویا انہیں کچھ بھی نہ تھا۔ میں ان دونوں کو لے کر ابا جان کے پاس آ گیا۔ وہ دونوں کافی وقت آپ سے معافی مانگتے رہے۔ آپ نے ان کی طرف منہ کیا اور انہیں معاملہ پوچھا۔ ان میں سے ایک بولا:

Marfat.com

"جب میں دوسری مرتبہ آپ کے خلوت خانہ میں مہمانوں کا کھانا لانے کیلئے گیا تھا تو میرے دل میں خیال آیا تھا کہ یہ جادو ہے۔"

دوسرے نے کہا:

"میرے دل میں خیال آیا تھا کہ شیخ جنات میں سے ہیں۔"

ایک شخص شیخ ماجد کردی کے پاس آیا تا کہ وہ الوداعی ملاقات کر لے۔ اس کی آمد حج کے مہینوں کے علاوہ کسی مہینہ میں تھی۔ بوقت ملاقات کہنے لگا:

"میں نے حج کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور یہ بھی پختہ ارادہ ہے کہ اپنے ساتھ سامان خورد و نوش نہیں لے جاؤں گا۔"

شیخ موصوف نے اسے اپنی چھاگل عطا فرمائی اور فرمایا:

"اگر تو وضو کرنا چاہے گا تو اس سے تجھے پانی مل جائے گا اگر پیاس لگی تو پینے کیلئے اس میں سے دودھ تجھے ملے گا اور اگر بھوک لگی تو اس میں سے تجھے ستو ملیں گے۔"

اس کے بعد وہ سفر حج پر روانہ ہو گیا۔ گھر سے مکہ مکرمہ تک سرزمین حجاز میں جتنے دن مقیم رہا اور پھر واپس عراق آیا۔ اس تمام مدت میں جب اسے وضو کی ضرورت پڑی تو چھاگل میں سے نمکین پانی ملتا۔ اگر پیاس لگی تو میٹھا پانی نکلتا اور دودھ اور شہد ایسا میٹھا کہ دنیا میں اس کی مثل نہ تھا یا کھانا کھانے کی ضرورت ہوتی تو ستو اور شکر برآمد ہوتی۔

شیخ ماجد حدادی جبل حمرین میں سکونت پذیر رہے۔ یہ پہاڑ عراق کی سرزمین میں ہے۔ یہیں آپ نے 561 ہجری میں انتقال فرمایا۔ وہاں آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے۔

شیخ مانع:

شیخ مانع بن اسماعیل بن علی الحموی ثم الدمشقی بہت بڑے مرد خدا تھے اور مشہور ولی تھے۔ طریقت کے سردار تھے۔ آپ کی عظیم کرامات ہیں۔ شیخ احمد الصیاد کے اصحاب میں سے بزرگ شخصیت تھے۔ آپ اور آپ کی اگلی نسل کا مقام "متکین" ہے، یہ بستی "حماۃ" کے مغرب میں ایک دن کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شیخ موصوف اور ان کی اولاد کے عظیم حالات ہیں۔

سراج بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک خادم خاص جو شیخ مانع کا بھی خادم خاص تھا، نے بتایا کہ شیخ بیمار ہوتے اور بغیر کسی کام کاج کے آپ بہت زیادہ خرچ کرتے تھے۔ میرے دل میں آیا کہ ان کے پاس کوئی خفیہ خزانہ ہے، اس کو معلوم کرنا چاہیے تو مجھے فرمانے لگے:

"بیٹا! میرے تمام کپڑوں کی تلاشی لے لو۔ ان میں سے تمہیں کوئی جوں بھی نہیں ملے گی۔"

میں نے کپڑوں کی خوب تلاشی لی، اوپر نیچے دیکھا لیکن کچھ نہ ملا اور نہ ہی ان کپڑوں میں کوئی ایسی جگہ پائی جس میں پیسے رکھے جا سکتے ہیں۔ فرمانے لگے:

"بیٹا اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور دیکھ کہ اللہ تعالیٰ رازق ہے، بڑی طاقت کا مالک ہے۔"

Marfat.com

شیخ مانع کے پاس ایک رات بیس آدمی آئے جو آپ کی محبت کے مدعی تھے اور آپ کی پناہ لیا کرتے تھے، کہنے لگے:

"آج ہم شیخ سے خلاف عادت کچھ دیکھنا چاہتے ہیں۔"

شیخ نے پوچھا:

"کیا چاہتے ہو؟"

کہنے لگے:

"حمام۔"

فرمایا:

"میرے بچو! ہمارے ساتھ چلو! جہاں تم چاہتے ہو یعنی جس حمام کو دیکھنا چاہتے ہو، وہاں چلتے ہیں۔"

چنانچہ سبھی اٹھے اور ایک ایسے حمام کا ارادہ کیا جو کئی سالوں سے متواتر خراب و غیر آباد چلا آرہا تھا۔ وہ دمشق شہر کے اندر باب توما میں بھی تھا، اب تو ملیا میٹ ہو چکا تھا اور زمین کے برابر ہو گیا تھا۔ جب یہ سب لوگ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حمام کا دروازہ کھلا ہے۔ اس سے روشنی نظر آرہی ہے۔ وہ اندر چلے گئے، وہاں کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے پایا، یعنی حمام چلانے والے لوگ بیٹھے تھے اور قندیل ان پر لٹک رہی تھی، تالاب ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ غسل کرنے کے برتن اس میں رکھے ہوئے تھے اور اس کے منتظمین حسب عادت اپنی ذمہ داری نبھا رہے تھے۔ بڑی بڑی تھالیاں حمام کی ضروریات سے بھری پڑی تھیں، یعنی بیری کے پتے، صابون، اشنان اور کنگھیاں وغیرہ رکھی تھیں۔ ان لوگوں نے آنے والوں کو مرحبا کہا اور ان کی خدمت میں مشغول ہو گئے اور جو یہ چاہتے تھے وہ عادت کے مطابق سب کچھ ان سے کیا گیا۔ جب حمام سے فارغ ہوئے تو انہیں خوبصورت تولیے پیش کئے گئے۔ پھر انہوں نے کپڑے پہنے اور باہر آگئے۔ باہر آتے وقت ان کی کیفیت مکمل طور پر نشہ میں دھت آدمی کی طرح تھی۔ پھر انہوں نے کہا:

"ممکن ہے ہم غلطی پر ہوں، یعنی جو کچھ دیکھا اور کیا وہ حقیقت نہ ہو۔"

انہوں نے پتھر اور ٹھیکریاں اٹھائیں اور ان سے قریب کی دیواروں پر مختلف رنگوں کی لکیریں کھینچیں۔ پھر جب صبح اٹھے اور ان دیواروں کے قریب سے گزرے تو انہوں نے حمام کو جوں کا توں پایا اور جو پتھروں سے لکیریں لگائی تھیں وہ اور پتھر ویسے کے ویسے ہی تھے۔

شیخ مانع جب سماع میں حاضر لوگوں کو دیکھتے کہ وہ قوال حضرات کا خیال نہیں کر رہے یعنی کچھ دینے میں بخل کر رہے ہیں تو آپ کو اس سے صدمہ ہوتا۔ پھر آپ اپنی گردن کے صاف حصہ پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیتے۔ پھر قوالوں کے طبلوں میں مقررہ درہم کئی مرتبہ ڈال دیتے اور وہ بھی ایسے کہ ابھی ٹکسال سے بن کر آئے ہیں۔ یہ دیکھ کر حاضرین کی عقلیں دنگ رہ جاتیں۔

جناب سراج بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ شیخ مانع کی عبادت گاہ میں محفل سماع ہر ہفتہ منعقد ہوتی ہے اور آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص پانی سے بھری مشک اٹھا کر لا رہا تھا، جب اس نے شیخ موصوف کو سماع میں مصروف

Marfat.com

ومشغول دیکھا تو اس نے مشک کا منہ کھلوا دیا، کسی کو ایک قطرہ پانی کا نظر نہ آیا۔

جب شیخ مانع نے انتقال فرمایا اور آپ کی میت اٹھانے والوں نے اٹھائی، وہ لے کر چلتے رہے، یہاں تک کہ اس برج کے سامنے پہنچے جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ یہ بالکل کعبہ مشرفہ کی سیدھ میں واقع ہے۔ لوگ وہاں کھڑے ہوتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں۔ یہ برج دمشق کی فصیل میں مشہور ہے تو یہاں پہنچ کر آپ کی میت کو اٹھا کر چلنے والے رک گئے۔ ان سے کہا گیا:

''چلو چلتے کیوں نہیں؟''

کہنے لگے:

''ہمارے پاؤں باندھ دیئے گئے ہیں۔''

اس جماعت نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے ان سے میت لے کر دوسری جماعت کو دیدی تو ان کا حال بھی وہی ہوا جو پہلوں کا ہوا تھا۔ مجبوراً شیخ موصوف کو اسی جگہ دفن کیا گیا۔ آپ کی قبر کو جاننے والے زیارت کیلئے آتے ہیں۔

شیخ محمد بن حسن اخمیمی:

شیخ محمد بن حسن بڑے عارفین میں سے ہیں۔ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی عطا فرمائی جس میں سے کچھ تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھالی اور کچھ اپنی برابر میں رکھ لی۔ جب بیدار ہوئے تو روٹی برابر میں موجود پائی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''حق تعالیٰ نے مجھے تمام چیزوں کے ذکر کی حقیقتیں بتادیں۔ یہاں تک کہ میں نے درختوں اور پتھروں کو مختلف اذکار میں مشغول دیکھا ہے۔''

شیخ محمد بن عیسیٰ زیلعی:

شیخ محمد بن عیسیٰ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ بڑے ولی اور کشف وکرامات والے شیخ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لڑکا اہل دیہات کے معمول کے موافق ایک دعوت میں لوگوں کے ساتھ تلوار کھیل رہا تھا۔ اتفاق سے تلوار ایک شخص کی آنکھ میں لگ گئی اور آنکھ نکل پڑی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی آنکھ، آنکھ کی جگہ پر رکھ کر لعاب لگا دیا تو ویسی ہی ہو گئی جیسی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد بنائی تو ایک معمار گردن کے بل گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ لوگ اس کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لعاب مبارک لگا دیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر زندہ رہا۔

جب لوگ بارش کے باب میں آپ کے سر ہو جاتے تھے تو فوراً بارش ہو جاتی تھی۔

شیخ محمد بن عمر بن احمد شیخ شمس الدین الواسطی:

شیخ محمد بن عمر واسطی الاصل ہیں، پھر عمری محلی ہو گئے۔ آپ شافعی ہیں، بڑے امام، مشہور صوفی، اکابر ادباء، صاحب تالیفات نافعہ وکرامات عالیہ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ قندیلوں کو گل کر کے سوتے تھے۔ پھر ان کو اشارہ کرتے تو سب روشن ہو جاتیں۔

Marfat.com

احمد نخال آپ کے پاس آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سات آنکھیں دیکھیں۔ ان کو غش آ گیا۔ جب ہوش میں آئے تو شیخ نے فرمایا:

"جب آدمی کامل ہو جاتا ہے تو دنیا کی اقلیموں کی تعداد کے موافق اس کی سات آنکھیں ہو جاتی ہیں۔"

آپ کی وفات شعبان 849 ہجری میں ہوئی اور مقام محلہ میں اپنی مسجد میں دفن ہوئے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب سلمان چقمق نے ابن عمر امیر مصر کے پیچھے پولیس کا دستہ بھیجا اور وہ اس کو بیڑیاں پہنا کر لانے لگے تو ایک گدھے باندھنے والی مخل نامی عورت کے گدھے نے جو مقام صعید میں ان بزرگ محمد الواسطی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین میں سے تھا ٹھوکر کھائی۔ اس نے کہا:

"اے محمد! حضرت غمری (میری دستگیری کیجئے)"

ابن عمر نے سنا تو پوچھا:

"یہ کون بزرگ ہیں۔؟"

اس نے جواب دیا:

"میرے شیخ ہیں۔"

ابن عمر نے کہا:

"پھر دوسرا میں ہوں کہ ان کی دستگیری چاہتا ہوں۔ اے حضرت محمد غمری مجھ پر توجہ فرمائیے۔"

شیخ نے محلہ میں اس کی آواز سن لی۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کرنے والے شیخ شہاب الدین نخال کہتے ہیں کہ شیخ نے تین گدھے طلب فرمائے اور فرمایا:

"سوار ہو لو!"

ہم شیخ کے ہمراہ سوار ہوئے اور قاہرہ چل دیئے۔ شیخ بادشاہ کے محل کے نیچے جا کر بیٹھ گئے اور خوب غور سے دیکھنے لگے۔ لوگ ابن عمر کو بیڑیاں پہنائے قلعہ کی طرف لے جا رہے تھے۔ آپ نے ابن النخال سے فرمایا:

"تم اس شخص کے پیچھے پیچھے جاؤ! جب تم بادشاہ کو دیکھو کہ وہ ناراض ہونے لگے اور اس کے قتل کا حکم دے دے تو تم شہادت کی انگلی کو انگوٹھے کے اوپر رکھ کر اس پر حملہ کر دو تو جس قدر لوگ اس مجمع میں ہوں گے سب کے سانس رکنے اور گلے گھٹنے لگیں گے یہاں تک کہ بادشاہ کا بھی۔"

ابن النخال اس کے پیچھے پیچھے ہوئے۔ جب بادشاہ ناراض ہوا تو انہوں نے جو کچھ شیخ نے فرمایا تھا کیا۔ بادشاہ چلایا:

"چھوڑ دو! چھوڑ دو اور اس کو انعام دو۔!"

پھر اس کی تمام جماعت نے زعفران لگائی، ابن النخال چلے آئے اور شیخ سے عرض کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اب سوار ہو جاؤ! یہاں سے چلو کہ اب حاجت پوری ہو چکی۔"

وہاں ایسا کوئی نہ تھا جو ابن عمر کو یہ واقعہ اور شیخ کی تشریف آوری بتاتا۔ غرض شیخ محلہ میں لوٹ آئے اور فرمایا:

"معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اس لیے تم میں سے کسی کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ میری زندگی میں اس واقعہ کو

Marfat.com

کسی سے کہہ دے۔"

شیخ محمد بن عمر الواسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد زاہد کسی کو اس وقت تک سجادہ پر بیٹھنے کی اجازت نہ دیتے تھے جب تک اس سے کرامت ظاہر نہ ہو جاتی تھی اور میری کرامت یہ تھی کہ میں ایک دفعہ روشنی گل کر کے سویا تھا پھر میں نے قندیلوں کو اشارہ کیا تو سب کے سب روشن ہو گئے۔

ایک دفعہ چوروں نے ان کے قتل کی متفقہ سازش کی، کیونکہ یہ اکثر ان کو منع کرتے رہتے تھے۔ ایک رات وہ سب آئے اور خانقاہ کا دروازہ توڑ ڈالا۔ آپ نے اپنی جماعت سے فرمایا:

"سوائے میرے اور کوئی باہر نہ جائے۔"

پھر جب آپ کی نظر ان چوروں پر پڑی تو سب نے توبہ کی اور ہتھیار ڈال دیئے۔

شیخ زکریا نے بیان کیا ہے:

"ایک مرتبہ میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں اچانک بلا اجازت جا پہنچا تو ان کو حجرہ کی چھت کے قریب خلاء میں دو زانو بیٹھے دیکھا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 850 ہجری میں ہوئی۔

شیخ محمد بن صدقہ:

شیخ محمد بن صدقہ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب، چیخنے چلانے والے، ولی اور صاحب کشف تھے۔ کمال الدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے دن قاضی القضاۃ ابن حجر کے مکان پر ان کے برسر عہدہ ہونے کے زمانہ میں آئے اور یہ معزول ہونے سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ لوگوں کے درمیان درگاہ میں بیٹھے اور سب دروازے بند کرا دیئے اور جس قدر خادم تھے سب کو باہر نکال دیا۔ قاضی القضاۃ گھر سے باہر آئے اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے ان سے کچھ مانگا تو انہوں نے جیب سے ایک اشرفی نکال کر دے دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اور!"

تو انہوں نے ایک اور دے دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اور!"

تو انہوں نے اور دے دی۔ یہاں تک کہ چھ یا سات ہو گئیں اور ان کی جیب میں اس وقت یہی تھیں۔ جب سب ان کے ہاتھ میں آ گئیں، تو انہوں نے ان کو اپنی ہتھیلی میں گھمایا اور پہرہ دار کے بچے کو دے دیں۔ پھر ان سے زور دے کر واپس لیں اور زور زور سے چیخیں مارتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب کو یہ کہہ کر لوٹا دیں:

"ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ۔"

اور بار بار چیختے اور یہ ہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ قاضی صاحب کا رنگ فق ہو گیا اور ان کے چیخنے سے کانپنے لگے۔ آپ یہی کہتے رہے:

"ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ۔"

Marfat.com

وہ اٹھ گئے اور گھر میں چلے گئے۔ پھر اس کے بعد فوراً ہی معزول کر دیئے گئے اور اس واقعہ کے بعد اتنے ہی دن زندہ رہے جتنی وہ اشرفیاں تھیں جو انہوں نے لوٹا کر دیں۔ چھ یا سات نہ کم نہ زیادہ۔

ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی حاجت کا سوال کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''یہ پچاس اشرفیوں پر موقوف ہے۔''

اس شخص نے وہ اشرفیاں ان کے پاس بھجوادیں۔ جب قاصد اشرفیاں لے کر ان کے پاس پہنچا تو یہ باب الکاعلیہ پر بیٹھے تھے۔ اس کے پہنچتے ہی حکم دیا کہ فلاں عورت کو جو سڑک پر جا رہی ہے اور تم اس کو پہچانتے بھی نہیں ہو، دے آؤ۔ اس نے دے دیں۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس عورت کا لڑکا اس قدر روپیہ کے عوض میں نہ کم نہ زیادہ قید میں تھا۔ ایسے شخص کے پاس قید تھا جس سے رحم کی کوئی توقع نہ تھی اور اس کے ہلاک ہونے کا اندیشہ تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مصر میں 854 ہجری میں ہوئی ہے اور قرافہ کبریٰ میں شیخ ابوالعباس خراز کی قبر کے برابر دفن ہوئے۔

شیخ محمد بن احمد فرغل:

شیخ محمد بن احمد فرغل رحمۃ اللہ علیہ صعیہ کے رہنے والے بڑے اولیاء اور بے مثال اصفیاء میں سے ہیں۔ ایک عورت کو ''مین'' نامی پھل کا اشتیاق تھا اور وہ مصر میں نہیں ملتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چوبدار سے فرمایا:

''تخیمر! اس حجرہ میں جاؤ! حجرہ کے اندر تم ایک درخت پاؤ گے۔ اس پر سے اس کو پانچ مین پھل توڑ کر لا دو۔''

وہ گیا تو واقعی مین پھل کا درخت پایا اور اس سے پانچ توڑ لایا۔ پھر جو اس کے بعد حجرہ میں گیا تو وہاں درخت نہ تھا۔

ایک دن شیخ الاسلام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں ان کے پاس سے گزرے جبکہ وہ قاضی عمر کی اولاد کی سفارش کے لیے آئے تھے۔ ان پر انکار کے طریقہ پر اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا اور ان کو ولی بناتا تو ان کو علم دیتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قاضی ٹھہر جاؤ۔!''

وہ ٹھہر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو پکڑا اور لگے مارنے ان کے منہ پر چپت مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے:

''ہاں! مجھے بنایا ہے اور تجھے علم بھی دیا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک پادری آیا اور زرد رنگ کے خربوزہ کا اشتیاق ظاہر کیا۔ موسم اس کا نہ تھا، مگر آپ نے لا دیا اور فرمایا:

''اپنے پروردگار کی عزت کی قسم! کوہ قاف کے پیچھے سے مل سکا ہے۔''

تخیمر چوبدار کی لڑکی کو ایک ناکو نگل گیا تو وہ روتا پیٹتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس جگہ جہاں اس نے لڑکی کو نگل لیا ہے، جاؤ اور بلند آواز سے کہو:

''اے ناکو! آ اور فرغل سے جوابدہی کر۔''

جب اس نے یہ کلمات کہے تو ناکو سمندر سے نکلا۔ وہ ایک جہاز کی طرح جا رہا تھا۔ مخلوق اس کے آگے سے داہنے

Marfat.com

بائیں کو دتی جاتی تھی۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوہار کو حکم دیا کہ اس کے سب دانت اکھاڑ دے اور ناکو کو لڑکی اگل دینے کا حکم دیا۔ اس نے لڑکی کو اگل دیا تو وہ زندہ تھی مگر بے ہوش۔ پھر ناکو سے کہا:

''جب تک زندہ رہے ان کے شہر کے کسی آدمی کو نہ نگلے۔''

ناکو اس طرح لوٹ کر گیا کہ اس کے آنسو بہہ رہے تھے اور سمندر میں جا پڑا۔

قاضیوں میں سے ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تکذیب کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو گونگا ہونے کی بددعا دی تو وہ وفات تک گونگا ہی رہا۔

ایک نصرانی عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معتقد تھی جو بلاد فرنگ میں ہی رہتی تھی۔ اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے لڑکے کو صحت دے دی تو وہ شیخ فرغل صاحب کے لیے ایک فرش بنائے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں فرمایا کرتے تھے کہ لو اب ان لوگوں نے فرش کی اون کات لی۔ لو اب ان لوگوں نے کتی ہوئی اون کو کیلوں پر لپیٹ لیا۔ لو اب انہوں نے بننا شروع کر دیا۔ لو اب اس کو روانہ کر دیا۔ لو اب اس کو جہاز میں رکھ دیا۔ لو اب فلاں جگہ تک پہنچ گئے۔ پھر فلاں جگہ تک پہنچ گئے۔ پھر ایک روز فرمایا:

''کوئی جائے اور وہ فرش لے لے، کیونکہ وہ اب دروازے تک پہنچ گیا ہے۔''

اور سب باتیں ایسی ہی نکلیں۔

بچپن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بنی صمیت کے خرمن کا ایک سبز خوشہ لیا، خرمن کے اوپر ڈال دیا اور جلا دیا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ اس مجنون نے خرمن کو جلا دیا۔ ان کو پکڑا اور مارا تو انہوں نے کہا:

''میں نے آگے سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے خوشہ کو ہی جلانا اور بس اب تم لوگ دیکھ لو۔''

دیکھا تو سوائے خوشہ کے اور کچھ نہ جلا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے کہا:

''تم اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔''

اس نے جواب دیا:

''اس کا مہر تمہارے لیے بہت زیادہ ہوگا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''کیا مہر چاہتے ہو۔؟''

اس نے کہا:

''چار سو اشرفیاں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''فلاں صراف عورت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ فرغل نے کہا ہے کہ ایک تھیلی اشرفیوں کی اور ایک روپوں کی بھر دو۔''

Marfat.com

یہ آدمی پیغام لے کر اس عورت کے پاس گیا تو اس نے دو تھیلیاں بھر کر دے دیں۔ اس کے بعد سے وہ شخص اور اس کی اولاد تا وفات شیخ کی برکت سے خوشحال رہے۔

ابن الحزرازیری آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہم نے تم کو فلاں مقام سے فلاں تک کا والی بنا دیا۔''

بادشاہ نے اس کو صعید کے چار صوبوں کا والی مقرر کر دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مصر میں کسی حاکم کے پاس ایک غلام کی سفارش میں اپنا قاصد بھیجا۔ اس نے جواب دیا:

''شیخ سے کہہ دینا کہ تم تو بے وقوف ہو۔!''

قاصد شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوٹ آیا اور ماجرا عرض کر دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زمین پر اس طرح انگلی ماری جیسے کوئی کھودتا ہو۔ اس کے بعد خبر ملی کہ بادشاہ اس حاکم پر ناراض ہوا اور اس کے گھر کے منہدم کرنے کا حکم دے دیا، جو اس وقت سے آج تک ویران چلا آتا ہے اور طولون کی جامع مسجد کے پہلو میں ہے۔ پھر اس کے بعد اس حاکم کی گردن مار دی گئی۔ بادشاہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا:

''مجھے کچھ معلوم نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر مجبور فرما دیا تھا۔''

ایک درویش شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا قرآن شریف پڑھ رہا تھا، اس نے کوئی غلطی کی، آپ نے فرمایا:

''میاں! تم نے غلط پڑھا ہے۔''

اس نے عرض کیا:

''حضرت! آپ تو حافظ نہیں۔ آپ نے یہ کیسے معلوم کر لیا۔؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میں ایک مسلسل نور دیکھ رہا تھا، جو آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا وہ منقطع ہو گیا اور اگلا صفحہ حصہ پچھلے حصے سے متصل نہیں رہا تو میں نے سمجھ لیا کہ تم نے غلط پڑھا ہے۔''

شیخ مصطفیٰ ابن عمرو الخلوتی:

شیخ مصطفیٰ خلوتی اولیاء کے سردار اور باصفاء صوفی تھے۔

اس کے بعد شیخ مصطفیٰ بکری نے لکھا کہ مجھ سے میرے دینی اور طریقت کے بھائی شیخ مصطفیٰ بن عمرو خلوتی نے ایک مرتبہ پوچھا:

''کیا دار آخرت میں کسی بندے کیلئے یہ درست ہے کہ وہ نفل وغیرہ ادا کرے؟''

میں نے جواب دیا:

''تکلیف کے اعتبار سے تو ایسا نہیں ہوگا، یعنی جس طرح دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں احکام شرعیہ بجا لانے کا پابند بنایا ہے، کریں گے تو ثواب ورنہ عذاب، دار آخرت میں یوں تو نہ ہوگا کیونکہ وہ دار تکلیف نہیں ہے وہ تو دار جزاء ہے اور اعمال کے نتائج کا مقام ہے۔ ہاں اگر کوئی بندہ حصول لذت اور اظہار عبودیت کے لئے ایسا کرنا چاہے اور اس کا نفس شریف ایسا کرنے کی خواہش کرے اور پھر مالک الملک اس پر مہربانی فرما دے تو

Marfat.com

ایسا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔"
شیخ مصطفیٰ ابن عمرو خلوتی نے میرا یہ جواب سن کر فرمایا:
"مجھے آپ کے جواب سے انتہائی مسرت ہوئی ہے، کیونکہ جب میں نے اس دنیا میں اپنے جسم کی کمزوریوں کو دیکھا کہ وہ ان کمزوریوں کی وجہ سے حقوق عبودیت صحیح طریقہ اور مکمل طور پر ادا نہیں کر سکتا جس پر دارومدار ہے اور عمر بھی تھوڑی ملتی ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کر رکھا ہے: اے اللہ! مجھ پر احسان فرمانا اور مجھے پچیس ہزار سال کے برابر لمبے دن میں دو رکعت نماز ادا کرنے کی اجازت عطا فرمانا، تاکہ میں اس مقام کی لذت سے بہرہ ور ہو سکوں۔ میں اس بارے میں شیخ قاسم مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کر چکا ہوں کہ کیا میرے سوال کا پورا ہونا ممکن ہے تو انہوں نے منع میں جواب دیا تھا یعنی وہاں دار آخرت میں عبادت نہیں ہو گی۔ آپ نے آخرت میں عبادت میں رکاوٹ نہ ہونے کی خوش خبری سنا کر گویا اس رات مجھے عظیم خلعت پہنا دی ہے۔"
سیدی مصطفیٰ بکری نے اپنی کتاب "السیوف الحداد" میں تحریر فرمایا ہے کہ مجھے میرے دینی اور فی سبیل اللہ بھائی شیخ مصطفیٰ بن عمرو خلوتی اللہ تعالیٰ ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور ان کی آخرت بہتر فرمائے (آمین) انہوں نے خواب میں ایک ڈراؤنی کیفیت اور دل دہلا دینے والا منظر دیکھا یعنی ایک بدصورت شخص اور مکروہ شکل والا شخص نظر آیا۔ اس کی حالت بہت آلودہ تھی۔ وہ ان کے قدموں کے قریب بیٹھا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کہنے والے نے کہا:
"کیا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟"
میں نے کہا:
"نہیں۔"
آواز آئی:
"یہ شیطان ہے اور تیری مراد تجھ سے لینے آیا ہے۔"
میں نے کہا:
"ٹھیک ہے اسی لئے آیا ہو گا۔"
آواز آئی:
"آیۃ الکرسی تین مرتبہ پڑھو اور تین مرتبہ ہی سورۃ اخلاص پڑھو۔"
میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی میں نے آیۃ الکرسی دوسری مرتبہ آدھی ہی پڑھی تھی تو میں جاگ اٹھا۔ میں نے دیکھا کہ جو خواب میں مجھے شکل نظر آئی تھی اس میں کچھ تغیر و تبدل نہ ہوا تھا۔ وہ اب شکل چھوٹی ہوتی جاتی، یہاں تک کہ فنا ہو گئی اور اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا۔
شیخ مصطفیٰ بکری نے لکھا کہ شیخ مصطفیٰ بن عمرو کا حال ان عارفین کا سا حال ہے جن کے بارے میں سیدی محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب "العبادلۃ" میں یہ فرمایا ہے:
"عارفین کی عمریں ختم ہو گئیں اور وہ حق کے ساتھ ابھی پہلے قدم پر ہی رہے۔ ان کی عمروں نے ان سے وفا نہ

Marfat.com

کی تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق جو ان پر لازم تھے، انہیں پورا کر سکتے، اگرچہ ان کی ہمتیں اور ارادے بہت کچھ کرنے کے تھے۔"

مزید لکھتے ہوئے شیخ مصطفیٰ بکری فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ مصطفیٰ بن عمر وخلوتی نے بتایا کہ انہوں نے 1131 ہجری شعبان المعظم کی سترویں تاریخ بروز منگل صبح کے وقت حالت بیداری میں دیکھا کہ دمشق میں ہماری عبادت گاہ باوزائیہ کی شمالی دیوار بلند ہوگئی۔ ہم اس وقت اوراد ختم کر کے ذکر میں معروف ہو چکے تھے اور میں نے دیکھا کہ پچاس کے لگ بھگ لوگ تھے، انہوں نے ہمیں گھیرے میں لے لیا۔ کچھ ان میں سے رو رہے تھے، کچھ مراقبہ میں اور کچھ خشوع وخضوع میں تھے۔ ان میں سے صرف ایک شخص کو پہچان سکا، وہ ہمارا قریبی تھا اور اس کا نام محمد بن سعد ایوبی تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس نے لمبا چوڑا سرمہ ڈال رکھا ہے اور مسکرا رہا ہے۔ ان تمام حضرات میں سے صرف یہی مسکرا رہا تھا۔ ان حضرات کی اکثریت روم سے تھی۔ میں نے محمد بن سعید ایوبی سے کہا:

"یہ حضرات طریقت کے آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بخشے، کیونکہ ہمارے طریقہ کے اکثر بزرگ رومی شہروں سے تعلق رکھتے تھے۔"

پھر میرے دل میں اپنے اس قریبی شخص کو مذکورہ حالت میں دیکھنے سے یہ بات حاصل ہوئی یعنی اس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دراصل یہ معاملہ مجھے "اوراد" کے بارے میں دکھایا گیا ہے۔ وہ یہ کہ ورد پڑھنے والے کیلئے اس میں بشارت دی گئی ہے کہ وہ سعید ہے اور یہ بات میں نے شخص مذکورہ کے نام "سعید" سے معلوم کی اور یہ کہ جو شخص اس ورد کو پڑھے گا اسے قلبی جلا حاصل ہوگی۔ یہ اشارہ میں نے اس شخص کے سرمہ لگائے ہوئے ہونے سے لیا اور یہ بھی کہ اس کے ورد رکھنے والا صفت "آداب" سے موصوف ہوگا۔ یہ میں نے "ایوبی" کی نسبت سے اخذ کیا۔ اگرچہ یہ بات سید حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہ بھی میں نے اشارہ اخذ کیا کہ اس کا پڑھنے والا ہمیشہ خوش رہے گا۔ انشاء اللہ اور یہ خوشی اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کے شامل حال ہونے کی وجہ سے حاصل ہوگی، کیونکہ شخص مذکور مسکرا رہا تھا کہ ہمیں یہ اشارات قریبی کے ہاتھوں دیئے گئے۔ کسی دوسرے کے ذریعے نہ دیئے گئے، یہ اس لئے کہ قریب سے اشارہ صرف دکھائی دیتا ہے۔

سیدی مصطفیٰ بکری مزید فرماتے ہیں:

مجھے شیخ موصوف مصطفیٰ بن عمر و نے بتایا کہ میں ورد کے دوران نیا وضو بنانے کیلئے اٹھ کر جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جب میں نکلا تو تمہارے شیخ جناب شیخ عبد اللطیف تشریف لائے۔ انہوں نے اپنا سفید لباس اور جبہ پہنا ہوا تھا اور تمہاری جگہ پر بیٹھ گئے۔ آپ کا تشریف لانا اسم "یا لطیف" کے ورد کے دوران ہوا تھا۔ ہم اس اسم کی ہر رات کم از کم ایک سو انتیس مرتبہ تلاوت کرتے ہیں۔ اس اسم کے ورد کے درمیان آپ کا تشریف لانا دراصل آپ کے نام اور اس اسم کے مابین مناسبت کی وجہ سے تھا، کیونکہ آپ کا اسم گرامی عبد اللطیف تھا، لیکن دوران نشست آپ کی نظر "قابونی" کی طرف تھی۔ یہ ایک قابون کا رہنے والا شخص تھا اور وہ میری بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اور شیخ مصطفیٰ میری دائیں جانب تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا میری طرف توجہ نہ فرمانا اور نہ دیکھنا اس سے مجھے تعجب ہوا۔ میں نے

Marfat.com

عرض بھی کیا:

''ایسے کیوں ہے؟''

فرمانے لگے:

''تمہیں نظر کی ضرورت نہیں رہی اور قابونی چونکہ ابھی تربیت میں ہے، اس لئے اس کی نظر سے تربیت کی جا رہی ہے اور عارف لوگ اکثر تربیت نظر سے ہی کرتے ہیں۔''

پھر شیخ عبداللطیف عبادت خانہ سے نکل گئے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ شیخ موصوف کے تشریف لانے میں اشارہ بھی ہے اور بشارت بھی۔ بشارت اس طرح ہے کہ میں تکلیف میں تھا تو مجھے حصول شفاء کی بشارت مل گئی، گویا آپ عافیت کے بشیر بن کر تشریف لائے تھے۔ رہا اشارہ تو وہ اس طرف تھا کہ مرید یہ بات ذہن نشین کر لے کہ اس کا شیخ جب اپنی جگہ سے کہیں ادھر ادھر چلا جاتا ہے اور جگہ بظاہر خالی ہو جاتی ہے، اس خالی جگہ کا بھی مرید کیلئے ادب کرنا ضروری ہوتا ہے، یہ کہ شیخ کی جگہ اس طریقت کے بزرگوں سے خالی نہیں رہتی، بلکہ کوئی نہ کوئی بزرگ مثلاً شیخ کا شیخ یا کوئی اور وہاں جلوہ فرما ہوتا ہے، تو اگر ہم فرض کر لیں کہ شیخ کی عدم موجودگی میں مریدان کی نشست گاہ پر بیٹھ جاتا ہے تو بسا اوقات چونکہ معزز شخصیت اس جگہ تشریف فرما ہوئی ہے۔ (جو اسے نظر نہیں آ رہی) تو یہ بے ادب کہلائے گا اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ شیخ کی روحانیت کو حاضر کر دیتا ہے جبکہ شیخ کا قصد بھی ہو اور شیخ اس بات کو جانتا بھی ہو یا بغیر قصد و علم کے بھی شیخ کی روحانیت کو اللہ تعالیٰ وہاں حاضر کر دیتا ہے تاکہ اس فرصت کے وقت شیطان نہ آنے پائے کیونکہ وہ اس تاڑ میں رہتا ہے کہ نماز کے دوران دو نمازیوں کے درمیان تھوڑی سی خالی جگہ پائے یا حلقۂ ذکر میں اسے داخل ہونے کی گنجائش ملے تاکہ وہ داخل ہو کر نمازیوں اور ذاکرین کے دل میں نفاق اور پھوٹ ڈال دے اور یہ نفاق اور پھوٹ محض اس کے داخل ہونے اور اس کے ساتھ جمع ہونے سے ہی حاصل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی طبیعت ہی اس بات کو چاہتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شیطان اور اہل ایمان کے درمیان بہت فاصلہ ہوتا ہے اور جب ایک جنس کے لوگوں میں دوسری جنس آ شامل ہو تو اس سے وحشت پیدا ہو جاتی ہے اور وحشت کے ساتھ ہی غالباً پھوٹ پڑ جاتی ہے (شیطان اور جنس ہے اور انسان دوسری جنس۔ اس لئے اس کے آ جانے سے ہی افراتفری پیدا ہو جائے گی) ہاں ایسے لوگ جو ایمان و طریقت میں نہایت مضبوط ہوں ان میں اس کا اثر نہیں ہوتا۔

عرض کیا گیا:

''شیخ کی عدم موجودگی میں ان کی جگہ پر بیٹھنا شیخ کی نافرمانی تو نہیں کہلاتا۔؟''

فرمایا:

''یہ احتمال تو ہے کہ اس جگہ خود شیخ یا اس سلسلہ کا کوئی دوسرا بزرگ تشریف فرما ہو جو بیٹھنے والے کو نظر نہ آئے تو احتمال بے ادبی تو ہے۔''

پھر میں نے ان سے پوچھا:

''کیا آپ نے ان کو جاگتے ہوئے دیکھا ہے۔؟''

Marfat.com

کہنے لگے:
"ہاں۔! جاگتے ہوئے اور میری آنکھیں کھلی تھیں۔ میں نے واقعی ایک شیخ (انسانی صورت) تمہاری جگہ بیٹھا ہوا دیکھا تھا، جب تم باہر نکلے تھے یہ دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔"
شیخ مصطفیٰ بکری لکھتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ نماز کے بعد جو اوراد ہم پڑھتے ہیں، وہ طریقہ خلوتیہ کے مطابق پڑھوں۔ میں نے اپنے بھائی شیخ مصطفیٰ بن عمرو خلوتی سے کہا کہ میں نے جو نیت کی ہے اس کے بارے میں استخارہ کرو اور میں اس سے قبل اس بارے میں استخارہ کر چکا تھا اور ایسا کرنے میں میرا سینہ کھول دیا گیا تھا، لیکن میں نے شیخ مصطفیٰ بن عمرو کو نہ بتلایا۔ صرف دیکھنا چاہتا تھا کہ ان کے کشف کا کیا مقام ہے۔ شیخ موصوف نے استخارہ کیا اور مجھے بتایا کہ وہ سوئے تھے، تو دوران خواب بہت سے اشیاء اندر آتے دیکھی،
فرمایا:
"استاد یکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں پھر سو گیا۔ میں نے یہی معاملہ تین مرتبہ دیکھا۔"
میں نے شیخ مصطفیٰ بن عمرو سے پوچھا:
"ان بزرگوں نے آپ سے گفتگو کی؟"
کہنے لگے:
"نہیں۔"
میں نے پھر کہا:
"میں نے ارادہ کیا تھا کہ نماز کے اوراد بطریقہ خلوتیہ الشام پڑھا کروں، اس کے بارے کیا اشارہ ہوا۔"
کہنے لگے:
"جو بزرگ مجھے تین مرتبہ نظر آئے یہ ان کی طرف سے اجازت کا اشارہ ہے کیونکہ خاموش رہنا "اقرار" کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اگر وہ راضی نہ ہوتے تو کبھی خاموش نہ رہتے۔"
جب پھر 1131 ہجری ذی القعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں ہم نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا تو شیخ موصوف بیمار ہو گئے۔ میں ان کی عیادت کیلئے گیا۔ انہوں بوقت ملاقات مجھے بتایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک جگہ فقیر بیٹھا ہوا ہے اور وہ میرے پاس ہے۔ فرمایا:
"میں نے دیکھا کہ میرے اور تمہارے درمیان کھانے سے بھرا ایک بڑا تھال رکھا ہے۔"
میں نے شیخ سے پوچھا:
"آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا اشارہ تھا؟"
انہوں نے کہا:
"نہیں۔"
میں نے پھر کہا:
"اہل طریقت اکٹھے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں نے طریقت میں ایک نیا طریقہ اپنایا ہے، جس پر وہ

Marfat.com

انعام کا مستحق ہے۔ پھر وہ کہنے لگے: انعام کیا ہونا چاہیے؟ کہنے لگے: ہم اسے جنت بطور انعام دیتے ہیں۔
پھر انہوں کہا: ہم اس کے ساتھ ابن عمرو کو بھی شریک کرتے ہیں اور ہر اس شخص کو بھی شریک کرتے ہیں، جوان کے نقش قدم پر چلا وہ جنت میں جائے گا۔"
پھر میں نے ان سے کہا:
"یہ جو کچھ آپ نے بڑے تھال میں دیکھا، یہ جنت ہے۔ لہٰذا اسے کھائیں۔ میں نے کھایا تو اس جیسا لذیذ کھانا میں نے زندگی میں نہیں کھایا۔
جب شیخ مصطفیٰ بن عمرو نے مجھے یہ خوش خبری سنائی تو میں نے ان سے اجازت لی، خوش بھی ہوا اور اللہ تعالیٰ کا اس پر شکریہ ادا کیا۔

شیخ سید ابوالحسن علی الشاذلی:

شیخ ابوالحسن شاذلی سلسلہ شاذلیہ کے بہت بڑے شیخ، سید، شریف، صوفیاء اور اولیاء کے امام اور امت محمدیہ کے مایہ ناز بزرگ تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اسی (80) دن متواتر بھوکے رہ کر گزارے تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب تو مجھے ولایت وغیرہ میں سے کچھ نہ کچھ حصہ مل گیا ہوگا۔ اچانک مجھے غار سے نکلتی ایک عورت نظر آئی۔ اس کا چہرہ اتنا حسین تھا جیسا کہ سورج کی روشنی پھوٹ رہی ہے، وہ مجھے کہنے لگی:
"منحوس منحوس۔ صرف اسی دن بھوکا رہا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کام کی خوبی اور بڑائی بتائی شروع کردی ہے اور میں ہوں کہ متواتر چھ ماہ ہوگئے کہ کھانے کو منہ لگا کر نہیں دیکھا اور پھر بھی اللہ تعالیٰ کو جتایا نہیں۔"
شیخ ابوعبداللہ الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ میں ہر رات کئی مرتبہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ کی رضامندی کی دعا کیا کرتا تھا یعنی مجھ سے راضی رہیں اور اللہ ان سے راضی رہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنی تمام حاجات میں ان کا وسیلہ عرض کرتا تھا تو مجھے مشکلات سے خلاصی مل جاتی۔ پھر میں نے خواب میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے آپ سے عرض کیا:
"یارسول اللہ! میں نماز کے بعد شیخ ابوالحسن شاذلی کی رضامندی چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات میں ان کا وسیلہ عرض کر کے سوال کرتا ہوں تو میری دعا قبول ہو جاتی ہے۔ کیا آپ اس بارے میں مجھ پر کوئی ناراضگی تو نہیں فرماتے کہ میں آپ کی بجائے شیخ شاذلی کا وسیلہ پکڑتا ہوں؟"
میری بات سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"ابوالحسن میرا حسی اور معنوی دونوں طرح سے بیٹا ہے اور بیٹا اپنے باپ کی جزء ہوتا ہے، لہٰذا جس نے جزء کا وسیلہ پکڑا اس نے کل کو وسیلہ بنایا۔ جب تو ابوالحسن کا وسیلہ دے کر سوال کرتا ہے تو تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حضور مجھے ہی وسیلہ بنا رہا ہوتا ہے۔"
شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ صحرا عیذاب میں میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ آپ نے مجھے کہا:
"اے ابوالحسن! اللہ تعالیٰ نے لطف جمیل تیرا ساتھی بنا دیا اور کہیں ٹھہرنے اور کوچ کرنے میں وہ تیرا صاحب

Marfat.com

ہے۔"
شیخ شاذلی نے ایک مرتبہ زہد کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ اس وقت مجلس وعظ میں ایک فقیر بھی موجود تھا، جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور شیخ موصوف کے جسم پر اس وقت بہترین لباس تھا۔ فقیر نے دل میں کہا:
"شیخ کیسے زہد کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں خود ان پر لباس ایسا بڑھیا اور قیمتی ہے؟ دنیا میں زاہد تو میں ہوں۔"
شیخ موصوف نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا:
"تمہارے یہ پھٹے پرانے کپڑے دنیا میں رغبت کے کپڑے ہیں، کیونکہ یہ تیرے بارے میں زبان فقر سے پکار پکار کہہ رہے ہیں کہ یہ فقیر ہے ایہ زاہد ہے یعنی تو نے دنیا کو دکھانے کیلئے ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ہمارے کپڑے غنی اور امیری کی زبان کہہ رہے ہیں اور لوگوں سے تعریف سننے کیلئے نہیں پہن رکھے۔"
یہ سنتے ہی فقیر تمام مجمع کے سامنے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا:
"اللہ کی قسم! یہ بات میں نے ہی اپنے دل میں کہی تھی۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔"
شیخ موصوف نے اسے نیا لباس پہنایا اور ایک استاد کا پتہ دیا جنہیں "ابن الدہان" کہتے تھے اور فرمایا:
"اللہ تعالیٰ تجھ پر اخیار کے دلوں کی نوازشات برسائے اور تجھے جولا اس میں برکت عطا فرمائے اور تیرا خاتمہ بالخیر ہو۔"
سید ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران مجھے خیال آیا اور میں نے کہا:
"میرے اللہ! میں تیرا شکر گزار بندہ کب بنوں گا؟"
میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی۔ اس نے کہا:
"جب تو اللہ تعالیٰ کو صرف اپنے اوپر نعمتیں بخشنے والا سمجھے گا اس وقت 'عبدالشکور' بن جائے گا۔"
میں نے عرض کیا:
"باری تعالیٰ! میں یہ کیسے سمجھوں کہ تو نے صرف میرے اوپر ہی نعمتیں اتاری ہیں، حالانکہ تو نے حضرات انبیاء کرام، علماء اور بادشاہوں کو نعمتوں سے نوازا ہے؟"
پھر میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا:
"اگر پیغمبر نہ ہوتے تو ہدایت نہ پاتا۔ اگر علماء نہ ہوتے تو کسی کی پیروی نہ کرتا۔ اگر بادشاہ نہ ہوتے تو امن میں نہ رہتا۔ یہ سب میری طرف سے تجھ پر نعمت ہیں۔"
شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی دونوں ایک غار میں مقیم تھے، ہم اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کیلئے راستہ کی تلاش میں تھے، ہم کہتے تھے:
"کل ہم پر راستہ کھل جائے گا، پرسوں کھل جائے گا۔"
اسی دوران ایک شخص ہمارے پاس آیا۔ بڑا بارعب اور ہیبت والا شخص تھا ہم نے اس سے پوچھا:

Marfat.com

''آپ کون ہیں؟''

کہنے لگا:

''عبدالملک۔''

میں نے جان لیا کہ وہ اللہ کا کوئی ولی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا:

''آپ کا کیا حال ہے؟''

کہنے لگا:

''اس کا کیا حال ہوگا جو کہتا پھرتا ہے کہ کل راستہ کھل جائے گا، پرسوں کھل جائے گا؟ نہ یہ ولایت ہے اور نہ فلاح۔ اے نفس! تو اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اللہ ہی کی خاطر کیوں نہیں کرتا؟''

جناب شاذلی بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر ہماری آنکھیں کھل گئیں اور ہمیں پتہ چل گیا کہ یہ شخص ہمارے پاس کہاں سے آیا ہے۔ ہم نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کی۔ پھر ہم پر راستہ کھل گیا۔

شیخ شاذلی فرماتے ہیں:

''دوران سیاحت میں ایک دفعہ زمین کے ایک ٹیکہ پر سو گیا۔ درندے آئے انہوں نے میرے اردگرد چکر کاٹے اور صبح تک میرے اردگرد پھرتے رہے۔ میں نے اس رات جو انس پایا وہ اس سے پہلے کبھی نہ پایا تھا۔ جب میں صبح اٹھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس و محبت کا کچھ مقام حاصل ہو گیا ہے۔ میں نیچے وادی میں اترا۔ وہاں بہت سے چکور رہتے تھے، جنہیں میں نہ دیکھ سکا۔ جب انہیں میرا پتہ چلا کہ میں آ رہا ہوں تو تمام کے تمام ایک ہی مرتبہ اڑ گئے۔ میرا دل رعب سے تھرتھرا گیا۔ میں نے کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا: اے وہ شخص جو کل رات درندوں سے انس و محبت پا رہا تھا! آج تجھے کیا ہوا کہ چکوروں کے پھڑپھڑانے سے ڈر گیا ہے؟ لیکن اصل بات یہ ہے کہ کل رات تو ہمارے ساتھ تھا اور اس وقت تو اپنے نفس کے ساتھ ہے۔''

شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ تھی کہ آپ جب مغرب (افریقی ملک سوڈان وغیرہ) سے تشریف لائے تو لوگوں نے سلطان کو ان کے بارے میں غلط اور بری تحریر پر مبنی خطوط لکھے۔ آپ اسکندریہ سے نکلے اور سلطان کے پاس تشریف لے گئے۔ سلطان آپ کا عقیدت مند ہو گیا۔ لوگوں نے پھر سلطان کو خطوط لکھے کہ یہ شخص کیمیاء گر ہے۔ سلطان کی عقیدت کم ہوگئی بلکہ ختم ہوگئی۔ پھر اتفاق سے سلطان کے گھر کا خزانچی ایسا کام کر بیٹھا جس سے اس کو سزائے موت دینا لازم ہو گیا تھا۔ وہ سلطان سے ڈرتا ہوا بھاگ کر شیخ شاذلی کے پاس اسکندریہ میں آ گیا۔ آپ نے اسے پناہ دیدی اور بچانے کا وعدہ فرما لیا۔ سلطان نے ان کی طرف ایلچی بھیجا اور اس نے آپ کو سلطان کی طرف سے غصہ میں بھری باتیں کہیں اور کہا:

''تم میرے غلاموں اور نوکروں سے مہربانہ سلوک کرتے ہو؟''

آپ نے جواباً فرمایا:

''ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو اصلاح کرتے ہیں، ان میں سے نہیں جو فساد بپا کرتے ہیں۔''

Marfat.com

پھر آپ نے اس غلام کو تنہائی سے باہر نکالا اور فرمایا:
"اس پتھر پر پیشاب کرو۔"
اس نے پیشاب کیا تو وہ پتھر سونا بن گیا جو تقریباً پانچ قنطار (تقریباً ساڑھے چھ من) وزن کا تھا۔ شیخ نے کہا:
"یہ اٹھاؤ اور سلطان کو دینا تاکہ اسے بیت المال میں جمع کرے۔"
پھر جب ایلچی واپس سلطان کے پاس آیا اور سارا قصہ بتایا تو سلطان پھر آپ کا عقیدت مند ہو گیا اور غلط فہمی دور کر لی۔ پھر ایک مرتبہ آپ کی زیارت کیلئے آیا اور شیخ سے اپنا غلام مانگا تاکہ اس سے جس قدر چاہے پتھروں پر پیشاب کرائے اور وہ سونا بن جائیں۔
شیخ نے فرمایا:
"اس بارے میں اصل بات تو اللہ تعالیٰ کا اذن ہے۔"
پھر ہمیشہ کیلئے سلطان آپ کا عقیدت مند رہا اور آپ کو اس نے بہت سا مال دینا چاہا لیکن آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا:
"وہ شخص جس کا خادم پتھر پر پیشاب کرے تو پتھر اللہ تعالیٰ کے اذن سے سونا بن جائے وہ مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔"
جب شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اسکندریہ تشریف لائے تو ان کی آمد سے قبل ابوالفتح وہاں موجود تھے۔ آپ اسکندریہ سے باہر کھڑے ہو گئے اور ان سے آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک ٹوپی دوسروں پر نہیں آسکتی۔ چنانچہ ابوالفتح اسی رات انتقال فرما گئے۔
مناوی کہتے ہیں:
"یہ اس لیے ہوا کہ جو فقیر کسی دوسرے فقیر کی اجازت کے بغیر اس کے شہر میں داخل ہوتا ہے تو ان میں سے جو فقیر اعلیٰ مقام کا مالک ہو گا وہ دوسرے کی ولایت یا تو سلب کر لے گا یا اسے ہلاکت تک پہنچا دے گا۔"
جناب مرسی کہتے ہیں میں نے ملکوت کی سیر کرتے ہوئے شیخ ابومدین کو دیکھا کہ وہ عرش کے ستون کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا:
"تمہارے علوم کتنے ہیں؟"
کہنے لگے:
"اکہتر۔"
میں نے پوچھا:
"آپ کا مقام کیا ہے؟"
کہنے لگے:
"خلفاء کا چوتھا اور سات ابدال کا سر (راز)۔"
میں نے پوچھا:

Marfat.com

''شاذلی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟''

فرمایا:

''وہ مجھ سے چالیس علوم زیادہ ہیں، وہ ایسا سمندر ہیں جس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔''

شیخ شاذلی نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس گروہ (اولیاء کرام) کو انسانوں سے آزماتا ہے، خاص کر اہل جدال (مناظرین وخواہ مخواہ حجت کرنے والے علماء) تو بہت کم ایسے ہوتے ہیں، جن کا سینہ اپنے ہم عصر ولی کی تصدیق کیلئے کھل جائے۔ وہ بھی کہتے ہیں ہاں! ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہوتے ہیں لیکن وہ کہاں ہیں؟''

امام مناوی کہتے ہیں کہ جناب علی ابوالحسن بن عبدالجبار شاذلی کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا:

''آپ کا شیخ کون ہے؟''

فرمایا:

''گزشتہ ایام میں تو میرے شیخ جناب شیخ عبدالسلام بن مشیش تھے لیکن اب میں دس سمندروں سے سیراب ہوتا ہوں، جن میں سے پانچ آسمانی ہیں اور پانچ زمینی۔''

ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ میں نے شیخ شاذلی سے بڑا عارف باللہ نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا:

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نوح علیہ السلام کو اور ایک فرشتے کو ان دونوں کے سامنے کھڑا دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا: اگر نوح علیہ السلام اپنے قوم سے وہ کچھ جانتے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے جانا تو اللہ تعالیٰ سے ''لاتذر'' کے الفاظ سے (قوم کی تباہی کی) دعا نہ کرتے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کے بارے میں وہ علم ہوتا جو نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے تھا تو لحہ بھر بھی انہیں مہلت نہ دیتے، لیکن آپ کو معلوم تھا کہ ان کی آئندہ نسلوں میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو ایمان لائیں گے اور اپنے رب کی ملاقات سے سعادت پائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

((اللهم اغفر قومي فانهم لايعلمون))

''اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے۔ وہ یقیناً جانتے نہیں ہیں۔''

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن اللبان نے ابن عطاء اللہ سے، انہوں نے یاقوت العرشی سے، انہوں نے ابوالعباس المرسی سے اور آپ ابوالحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ جناب شاذلی کہا کرتے تھے:

''مصر میں عنقریب ایک مرد خدا پیدا ہوگا جو محمد الحنفی کے نام سے معروف ومشہور ہوگا۔ وہ اس گھر کا فاتح ہوگا اور اپنے زمانہ میں شہرت پائے گا اور اس کی شان عظیم ہوگی۔''

حضرت شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مروی ہے کہ میں عنقریب ایک جوان پیدا ہوگا جو ''الشاب التائب'' (صاحب توبہ نوجوان) کے نام سے شہرت پائے گا، حنفی المذہب ہوگا اور اس کا نام محمد بن حسن ہوگا۔ اس

Marfat.com

کے دائیں گال پر تل ہوگا۔ سفید رنگت جو سرخی کی طرف مائل اور آنکھیں سیاہ ہوں گی اور یتیموں، فقیروں کی پرورش و تربیت کرے گا۔"

شیخ شاذلی فرمایا کرتے تھے:

"حنفی (محمد بن حسن حنفی) میرے بعد پانچواں خلیفہ ہے۔"

پھر ایسے ہی ہوا کیونکہ حنفی مذکور نے جناب ناصر الدین ابن المیلق سے طریقت حاصل کی، انہوں نے اپنے دادا الشیخ شہاب الدین بن المیلق سے، انہوں نے شیخ یاقوت العرشی سے، انہوں نے شیخ مرسی اور شیخ مرسی نے جناب الشاذلی سے فیض لیا۔

شیخ شاذلی کی ایک کرامت یہ تھی کہ جب بعض فقہاء نے آپ کی حزب "حزب البحر" پر اعتراض کیا تو شیخ موصوف نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! میں نے یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے لی ہے۔ آپ نے اس کا ایک ایک حرف ادا کیا اور میں نے اسے یاد کرلیا۔"

شیخ موصوف ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں صحراء عیذاب میں فوت ہوئے۔ جب آپ حج کیلئے تشریف لے جارہے تھے۔ آپ کو وہیں دفن کردیا گیا۔ وہاں کا پانی کھارا تھا۔ پھر آپ کے دفن ہونے کے بعد میٹھا ہوگیا۔ آپ کا انتقال 656 ہجری میں ہوا۔

شیخ ابوالحسن علی بن الحسن الاصابی:

شیخ ابوالحسن علی بن الحسن الاصابی علیہ الرحمۃ بہت بڑے فقیہ، عالم، فاضل اور کامل شخصیت تھے۔ بہت سے علوم میں مہارت حاصل کی۔ حتیٰ کہ اپنے دور کے ممتاز اور مشارالیہ ہوگئے۔ جب ملک مظفر نے "تعز" شہر میں اپنا مدرسہ بنایا تو اس نے اپنے دور کے علماء اور فقہاء سے پوچھا:

"اس مدرسہ میں کس کی تقرری کی جائے۔؟"

سب نے شیخ موصوف کا نام لیا اور ان کی خدمات حاصل کرنے کی فرمائش کی۔

ملک مظفر نے آپ کو اس مدرسہ میں مدرس مقرر کیا۔ آپ تھوڑا عرصہ اس عہدہ پر کام کرسکے۔ پھر واپس اپنے شہر تشریف لے آئے اور امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کا مطالعہ فرمانا شروع کردیا۔ پھر عبادت کی طرف متوجہ ہوگئے اور لوگوں سے دور تنہائی میں رہنا اختیار فرمایا۔ اس کیلئے ایک ایسی جگہ کا ارادہ کیا جہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ درندوں اور وحشی جانوروں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

آپ خود بیان کرتے تھے کہ میں نے جب اس جگہ جانے کا قصد کیا تو کوئی چیز ساتھ لے جانے کیلئے تیار نہ کی اور نہ ہی کسی چیز کا خوف مجھ میں تھا۔ درندوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا میرا معمول بن گیا تھا۔ دائیں بائیں وہ پھرتے لیکن کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاتے۔ کافی عرصہ وہاں مقیم رہا۔

ایک دن میں نے شدت بھوک کی وجہ سے محسوس کیا کہ میری قوتیں جواب دے چکی ہیں کیونکہ میری خوراک صرف اور صرف درخت تھے۔ میں نے اچانک آواز سنی کہ بہت سے لوگ قرآن کریم کی تلاوت کررہے ہیں اور

Marfat.com

خوبصورت آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور بہترین سریلی آوازیں تھیں۔ جب میں نے یہ آوازیں سنیں تو انہوں نے میری خوراک کا مجھے کام دیا، مجھ میں قوت بحال ہوگئی اور میں پھر اُٹھ کر ان آوازوں کی طرف گیا، لیکن وہاں مجھے کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ میں نے دل میں کہا: "اگر میرے اندر کوئی خیر و بھلائی پائی جاتی تو ضرور میں ان آواز والوں سے ملاقات کر پاتا اور وہ مجھ سے نہ چھپتے۔ جب میرے دل میں یہ خیال آیا تو کسی کہنے والوں کو میں نے کہتے سنا:

"اے فقیہ! اللہ تعالیٰ تجھ سے یہ کام نہیں لینا چاہتا۔ جاؤ واپس گھر چلے جاؤ اور علم پھیلاؤ۔ یہ تمہارے حق میں اس عبادت سے بہتر ہے جس کیلئے تم نے گھر بار چھوڑا۔"

میں نے کہا:

"میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے تمہیں دیا جو دیا! بتاؤ کہ تم جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے؟"

وہ کہنے لگا:

"بلکہ میں انسانوں میں سے ہوں۔"

میں نے کہا:

"پھر میرے سامنے ظاہر ہو جاؤ۔"

چنانچہ وہ ایک خوبصورت حسین و جمیل آدمی کی صورت میں مجھے دکھائی دیا۔ اس نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور ٹوپی پہن رکھی تھی۔ دونوں اون کی بنی ہوئی تھیں۔ مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہی بات اس نے مجھ سے دوبارہ اسی شکل و صورت میں کہی۔ میں نے دل میں کہا:

"شاید یہ شیطان ہو۔"

وہ کہنے لگا:

"اللہ کی قسم! میں شیطان نہیں ہوں۔ میں نے تمہیں نصیحت کی ہے۔ اب تمہاری مرضی یہیں بیٹھے رہو یا اٹھ کر شہر چلے جاؤ، لیکن اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر لینا۔"

پھر وہ شخص میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں اٹھا اور نماز استخارہ ادا کیا۔ اس کے بعد مجھے وہاں ٹھہرنے کی ہمت نہ پڑی۔ جب میں نے واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا تو وحشت اور گھبراہٹ نے مجھے گھیر لیا۔ بہر حال میں شہر پہنچ گیا۔ آپ جب شہر کے قریب پہنچے تو تمام لوگ اپنے اپنے گھروں سے بہت خوش اور مبارک بادیاں دیتے ہوئے نکل آئے۔ دیکھا کہ آپ سے نور کے فوارے پھوٹ رہے ہیں اور نورانیت اس قدر زیادہ تھی کہ دیکھنے والے کی آنکھیں چندھیا جاتیں۔

آپ پھر اپنے شہر میں ہی مقیم رہے اور علم پھیلایا اور بہت سی مفید کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ پھر اسی طرح تعلیم میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ 657 ہجری میں آپ نے 'مخفد' نامی بستی میں انتقال فرمایا۔ یہاں آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے۔ لوگ اس سے برکتیں حاصل کرنے آتے ہیں۔ آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔ خاص کر جمعہ کی رات کو تو بہت خوشبو محسوس ہوتی ہے۔

Marfat.com

شیخ علی بن ابراہیم البجلی:

شیخ علی بن ابراہیم البجلی علیہ الرحمۃ فقیہ اور زاہد تھے۔ ''المہذب'' زبانی یاد تھی۔ بہت سی کرامات آپ سے وقوع پذیر ہوئیں۔

شیخ بجلی رحمۃ اللہ علیہ نے بکثرت حج کیے۔ حتیٰ کہ تیس سے کچھ اوپر مرتبہ آپ کے حج شمار کیے گئے ہیں۔ بجلی خاندان کے افراد تقریباً سبھی اہل خیر و صلاح ہیں اور ان کی شہرت بیان کی محتاج نہیں ہے۔ ان کے جد امجد فقیہ محمد بن حسین بجلی ہیں جو شیخ موصوف کے دادا ہیں۔ ان کے دادا کا نام ابراہیم تھا۔ شیخ بجلی علیہ الرحمۃ نے 715 ہجری میں انتقال فرمایا۔

جناب جندی فرماتے ہیں کہ مجھے فقیر محمد بن علی الحضرمی نے بتایا کہ شیخ بجلی اپنے دور کے زبید شہر میں یکتا فقیہ تھے۔ جب میں فقیہ علی بن ابراہیم کے پاس اس ارادے سے آیا کہ ان سے کچھ پڑھوں اور انہیں سناؤں اور میں چاہتا تھا کہ میرا دل علم دین حاصل کرنے پر مطمئن اور جمع ہو جائے لیکن کوئی سبب نہیں بن رہا تھا۔ میں نے جب پہلا سبق ہی شیخ موصوف کو سنایا تو میں مطمئن ہو گیا اور میرے دل میں موجود ادھر ادھر کے تمام خیالات اور عدم سکون کافور ہو گیا۔ میرے دل میں بہت سے مسائل بھی میں نے سوچ کر جمع کر رکھے تھے، جن کا مجھے حل تلاش تھا، لیکن شیخ موصوف کے ہاں ایک ہی دفعہ پڑھنے سے یہ تمام مسائل بھی خود بخود حل ہو گئے۔ میں نے جان لیا کہ یہ سب برکت شیخ موصوف کی ہی ہے، اسی سے یہ کام بنا ہے۔ پھر مجھے روزانہ اپنے فہم میں اضافہ ہوتا معلوم ہونے لگا۔

اپنے والد کی وفات کے بعد شیخ بجلی ہی باہر سے آنیوالے وفود اور غریب و مسکین کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کی ضروریات کا پورا کرنا انہوں نے ہی اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔

شیخ بجلی نے اپنے والد گرامی کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب مغرب میں واقع مسجد فتح کی زیارت کی۔ دوران زیارت ایک کتا ان پر بھونکا۔ اس کتے پر ان کے بیٹے شیخ موصوف نے تھوک ڈالا۔ کتا اسی وقت مر گیا۔ آپ نے اپنے والد گرامی کو اس کرامت کے ظاہر کرنے سے روک دیا۔

ایک شخص نے ایک عورت کے ہاں امانت رکھی اور وہ سفر پر چلا گیا۔ عورت فوت ہو گئی لیکن امانت کا علم نہ ہو سکا کہ کہاں رکھی گئی ہے۔ جب وہ شخص سفر سے واپس آیا تو اس نے شیخ موصوف سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

''اس کی قبر مجھے بتاؤ۔''

آپ آئے، کچھ دیر وہاں ٹھہرے۔ پھر اس عورت کے بیٹے کو کہا:

''تمہارے گھر میں مہندی کا درخت ہے۔ اس کے نیچے کھدائی کرو۔''

انہوں نے کھدائی کی تو امانت اس میں دفن کی گئی مل گئی۔

علامہ شرجی نے کہا کہ شیخ علی بن ابراہیم البجلی اہل خیر و صلاح تھے اور بہت سی کرامات والے تھے۔ ایک کرامت یہ بھی تھی کہ ان کے والد گرامی ان سے بہت محبت کیا کرتے تھے اور انہیں اپنی بقیہ اولاد پر مقدم سمجھتے تھے۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے:

''جس رات یہ پیدا ہوا تھا تمام گھر روشن ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے ہر چیز دیکھ لی۔''

Marfat.com

شیخ علی الرامیتنی:

شیخ علی الرامیتنی سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ تھے۔ آپ کی ایک کرامت یہ تھی کہ ان کے ایک ہم عصر "سید اتا بر ودۃ" اور ان کے درمیان کچھ اختلاف تھا۔ ایک دن سید مذکور سے آپ کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ نکل گئے جو بے ادبی سے لبریز تھے۔ اتفاق کی بات کہ اسی (80) ترکوں کی ایک جماعت نے سید مذکور کے شہر پر حملہ کر دیا۔ خوب لوٹ مار کی اور بہت سے مقامی لوگوں کو قیدی بنالیا۔ ان قیدیوں میں سے ایک سید مذکور کا بیٹا بھی تھا۔ جب انہیں اپنے بیٹے کی گرفتاری کی اطلاع پہنچی تو جان گئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ سزا اس گستاخی اور بے ادبی کی دی گئی ہے جو مجھ سے شیخ موصوف کے بارے میں ہوئی۔ چنانچہ دوڑتے ہوئے شیخ کے ہاں آئے، معافی مانگی اور معذرت چاہی۔ اس کے بعد شیخ موصوف اور اس وقت ان کی مجلس میں جو علماء و مشائخ موجود تھے، سب اٹھ کر سید مذکور کے گھر تشریف لائے۔ شیخ موصوف کو اگرچہ سید مذکور نے ابھی اپنے بیٹے کی گرفتاری کا نہیں بتایا تھا، لیکن شیخ نے یہ سب کچھ جان لیا۔

جب یہ سب لوگ آگئے اور خادم نے دستر خوان بچھا کر کھانا لگا دیا تو شیخ موصوف نے کہا:

"میں تو اس وقت تک کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا اور نہیں کھاؤں گا جب تک سید صاحب کا بیٹا نہ آئے اور ہمارے ساتھ مل کر نہ کھائے۔"

یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے اور حاضرین اس کے بیٹے کی آمد کے منتظر تھے۔ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ سید مذکور کا بیٹا آ گیا ہے۔ تمام حاضرین حیران و پریشان رہ گئے اور ان پر عجیب گھبراہٹ طاری تھی۔ سبھی اس لڑکے سے دریافت کرنے لگے:

"تمہاری قید سے خلاصی کیونکر ہوئی۔؟ کس طرح یہاں پہنچے؟"

اس نے کہا:

"میں خود نہیں جانتا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ مجھے تو اتنا پتہ ہے کہ میں اس وقت ایک ترک کی قید میں تھا، پھر میں نے دیکھا کہ تمہارے پاس موجود ہوں، حالانکہ ان دونوں مقامات (قید کی جگہ اور اس گھر) میں دس دن کی مسافت تھی۔"

یہ دیکھ کر تمام حاضرین کو شیخ موصوف کے فضل و کرامت کا یقین ہو گیا۔

ایک سید زادے ایک دن شیخ الرامیتنی آپ کی زیارت کیلئے تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے ہاں مہمان کی خاطر تواضع کیلئے بالکل کوئی چیز نہ تھی۔ آپ مہمان سید کے ساتھ بیٹھ گئے اور وہ اس بات کو بڑی اہمیت دے رہے تھے کہ کوئی چیز موجود نہیں۔ ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ آپ کا ایک مرید آیا، جس کے والد صاحب باورچی تھے، اپنے ساتھ پیالہ بھر کر ثرید لایا اور شیخ موصوف کے سامنے رکھ دیا۔ پھر انتہائی عاجزی اور انکساری سے کھڑا ہو گیا اور آپ سے عرض کرنے لگا:

"حضور! میں نے یہ آپ کے نام کی خاطر پکایا تھا۔ امید ہے کہ آپ اسے قبول فرمائیں گے۔"

شیخ موصوف کے منہ سے اللہ اکبر نکلا کیونکہ انہیں اس مرید کی انکساری اور سچی خدمت سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ آپ نے اور مہمان سید دونوں نے کھانا کھایا۔ پھر جب مہمان چلے گئے تو آپ نے مرید کو بلایا اور

Marfat.com

فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تیرے رزق میں برکت عطا فرمائے اور تیرا ہدیہ قبول فرمائے! تو جو چاہتا ہے آج مجھ سے مانگ لے۔ انشاء اللہ! وہ تجھے ضرور مل جائے گا۔''

اس مرید کی ہمت بڑی بلند اور سوچ بہت اونچی تھی۔ عرض کرنے لگا:

''میری انتہائی مراد یہ ہے کہ میں صورت و سیرت میں آپ جیسا ہو جاؤں۔''

یہ سن کر شیخ نے کہا:

''کام بہت مشکل ہے! طاقت سے باہر دکھائی دیتا ہے۔''

کہنے لگا:

''مجھے صرف اور صرف یہی چاہیے۔ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں مانگتا۔''

اس پر شیخ موصوف نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی خلوت گاہ میں لے گئے۔ وہاں اس کی طرف مکمل توجہ فرمائی اور اپنی بلند ہمت سے اس پر مہربانی کی۔ کچھ دیر بعد غلام باہر آیا تو وہ صورت و سیرت میں شیخ موصوف کی مثل ہو چکا تھا۔ کوئی دیکھنے والا شیخ اور غلام میں فرق و امتیاز نہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد غلام چالیس دن یا اس سے کچھ کم دن زندہ رہا، پھر انتقال کر گیا۔

شیخ علی الرامیتنی کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا کہ بخارا سے خوارزم جاؤ تو آپ اس وقت خوارزم کی طرف چل پڑے، جب یہاں پہنچے تو شہر کی فصیل کے قریب دروازہ پر اتر گئے اور ایک ایلچی خوارزم کے بادشاہ کی طرف بھیجا تاکہ اس سے جا کر کہے:

''ایک فقیر نساج (کپڑا بننے والا) تمہارے شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے اور یہاں رہائش رکھنا چاہتا ہے، اگر تم اسے اجازت دیدو تو وہ اندر آجائے، ورنہ واپس چلا جائے۔''

شیخ نے ایلچی کو کہا تھا کہ اگر وہ اجازت دیدے تو اجازت نامہ لکھوا کر اس پر سرکاری مہر لگوا لینا۔ جب شیخ کا ایلچی بادشاہ کے پاس آیا اور شیخ کے بارے میں بات چیت کی تو سلطان اور اس کے ماتحت تمام افراد مسخر ہو گئے اور اس کی گفتگو سے مسخر ہونے کے بعد بادشاہ نے ازراہ مذاق کہا:

''یہ لوگ واقعی بے وقوف اور احمق ہیں۔ جو چاہتا ہے اسے لکھ کر مہر لگا دو۔''

ایلچی نے جب سرکاری اجازت نامہ لے لیا تو واپس شیخ موصوف کی خدمت میں آ گیا۔ شیخ موصوف پھر شہر میں داخل ہو گئے اور اپنے طریقہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ ہر روز بازار جایا کرتے اور مختلف کام کاج کرنے والوں کے پاس کھڑے ہو جاتے، انہیں فرماتے:

''تمہاری ایک دن کی کیا اجرت ہے؟''

وہ بتاتے کہ اتنی اتنی ہے۔ آپ انہیں فرماتے:

''تمہاری آج کی اجرت میں دے دیتا ہوں۔ تم میرے ساتھ آؤ، وضو کرو اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرو جو مغرب تک جاری رہے گا۔''

Marfat.com

چنانچہ جو شخص آپ کا کہنا مان لیتا اور حلقۂ ذکر میں آجاتا، اسے روزانہ کی اجرت تو مل ہی جاتی لیکن ان کیساتھ ساتھ اس میں ایسی حالت پیدا ہو جاتی جو اسے شیخ سے جدا ہونے سے روکتی اور آپ کی صحبت میں ہی رہنے کی طرف کھینچتی۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ آپ کے مریدین اور آپ کے پیچھے چلنے والے بہت ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ایک حاسد نے بادشاہ کے پاس جا کر چغلی کھائی:

''حضور! آپ کے شہر میں ایک شیخ آیا ہے جس کے پاس لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے اور اس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ شاگرد اور ساتھی لگا تار بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس سے خطرہ ہے کہ کہیں یہ لوگ آپ کی حکومت میں فتنہ و فساد بپا نہ کر دیں، جس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو جائے گا۔''

یہ سن کر بادشاہ اور اس کے ساتھی چوکنے ہو گئے اور انہیں واقعی خطرہ محسوس ہو گیا، جس کی بناء پر انہوں نے شیخ کو شہر سے نکالنے کا ارادہ کر لیا۔ جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے وہی ایلچی بھیجا جو مہر لگا اجازت نامہ لے کر آیا تھا اور اس کے ہاتھ وہی مہر لگی تحریری اجازت بھی بھیج دی اور آپ نے ایلچی کو فرمایا:

''جاؤ بادشاہ کو جا کر بتاؤ کہ ہم خود بخود یہاں نہیں آئے! تمہاری اجازت لے کر آئے تھے۔ اب اگر تم اپنا حکم تبدیل کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے، ہم نکل جائیں گے۔''

جب ایلچی بادشاہ کے پاس پہنچا اور اسے مہر لگی تحریر پکڑائی اور شیخ کی گفتگو سنائی تو بادشاہ بہت شرمندہ ہوا۔ پھر بعد میں وہ شیخ موصوف کی زیارت کیلئے آیا اور جو کچھ ہوا اس کی معذرت کی اور شیخ سے خلوص محبت کا اظہار کیا۔ چنانچہ سلطان کو آپ کی وجہ سے بہت زیادہ کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ شیخ موصوف نے 715 ہجری میں انتقال فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر ایک سو تیس برس کی تھی۔

شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ الہاملی الفقیہ الحکمی:

شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ بہت بڑے امام، عالم، ذہین، عظیم القدر، مشہور الذکر اور کریم النفس بزرگ تھے۔ آپ اپنے قبیلہ معروفہ ''اہمول'' میں ہر بات میں مقتداء و پیشوا تھے۔ آپ کی سکونت ایک معروف بستی ''حمرانیہ'' میں تھی جو شمیر نامی پہاڑ کی طرف واقع ہے۔ آپ بادشاہوں اور دیگر لوگوں کے نزدیک بارعب شخصیت تھے۔ علم کے کمال کے ساتھ ساتھ آپ بہت زیادہ عبادت گزار اور صاحب کرامات بھی تھے۔

شیخ ابوالحسن الہاملی کی ایک کرامت آپ کے صاحبزادے امام کبیر علامہ ابوبکر ملقب بہ سراج نے بیان کی جو بہت سی تصانیف کے مصنف ہیں، جنہیں انہوں نے مختلف علوم میں لکھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کو اپنے والد گرامی کی مسجد میں لوگوں کے حلقہ میں تشریف فرما دیکھا۔ والد گرامی کی مسجد ''حمرانیہ'' بستی میں ہے۔ یہ زیارت سات سو چودہ ہجری رمضان المبارک کی سترہویں شب کو ہوئی تھی۔ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا:

''اے ابوبکر! اے عمر! دونوں اٹھو اور فقیہ (علی بن موسیٰ) کے سر پر بوسہ دو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کی طرف اشارہ فرمایا۔ دونوں صاحب اٹھے اور میرے والد گرامی کے سر پر بوسہ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد گرامی قریب کھڑے تھے اور فقیہ بیٹھے ہوئے

Marfat.com

تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اردگرد چکر لگا رہے تھے، جیسا کہ طواف کرنیوالا چکر لگاتا ہے اور آپ فرماتے جاتے تھے:

((انا احب هذا انا احب هذا))

''میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔!''

قریب تھا کہ آپ خود کو میرے والد پر گرا دیتے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قدوری'' (فقہ حنفی کے مسائل کی مشہور کتاب) منگوائی۔ آپ کے سامنے میرے والد کی کتابوں میں سے قدوری کا نسخہ پیش کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسے پڑھا گیا۔

شیخ الہاملی نے 720 ہجری کے قریب انتقال فرمایا۔

شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ الطواشی:

شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ الطواشی ''حلی'' کے مصنف، بہت بڑے شیخ، عارف اور ولی کامل تھے۔ جلیل القدر اور ذکر الٰہی کرنے والوں میں سے مشہور شخصیت تھے۔ صاحب کرامات اور صادق روحانیت والے بزرگ تھے۔

شیخ طواشی کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک شخص نے تنہائی میں بیٹھنے کا پروگرام بنایا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو شیطان نے اسے مختلف صورتوں میں نظر آکر پریشان کر دیا۔ شیخ نے اسے فرمایا:

''اب جب تو اسے دیکھے تو میرا نام لے کر مجھے آواز دینا۔''

اس نے ایسے ہی کیا۔ ابھی اس کی ندا مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ شیخ فوراً اس کے خلوت کدہ میں تشریف لے آئے اور شیطان دم دبا کر بھاگ اٹھا۔

علامہ مناوی نے بیان کیا کہ ایک امیر کا ظلم کرنے میں بڑا چرچا تھا۔ شیخ طواشی نے اسے فرمایا:

''تم باز آجاؤ ورنہ آگ آرہی ہے۔''

اس نے پوچھا:

''کب آرہی ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''جمعہ کی رات کو۔''

جب جمعہ کی رات کو سحری کا وقت ختم ہوا۔ موذن چھت پر چڑھا تا کہ اذان دے تو اس نے دیکھا کہ دور سے منارہ کی طرح بلند آگ آرہی ہے۔ یہ دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی اور کہنے لگا:

''لوگو! یہ وہی چیز ہے جس سے شیخ نے تمہیں ڈرایا تھا۔''

پھر وہ لوگ آئے اور انہوں نے اپنے اپنے منہ شیخ کے سامنے مٹی پر رگڑے۔ چنانچہ وہ آگ واپس چلی گئی۔

شیخ طواشی کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ذکر کی گئی ہے کہ آپ ایک مرتبہ نماز جمعہ کیلئے تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے حضرات تھے۔ آپ کا گزر ایک انسان کے قریب سے ہوا جسے فلسفہ کی بدہضمی ہوئی تھی، اس نے آپ کو گالی دی اور ان پر دست درازی بھی کی۔ آپ کے ساتھیوں نے اسے سبق سکھانے کا ارادہ کیا،

Marfat.com

لیکن شیخ نے فرمایا:

''اسے چھوڑ دو۔اس کیلئے وہی کافی ہے جو اس کے پاس ہے۔''

اسی وقت اس میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔حاضرین میں سے کسی نے پانی لیا اور اس پر ڈالنا شروع کر دیا، لیکن شعلے بجھنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔جس قدر اللہ کو منظور تھا جب اتنا جل گیا تو شعلے بجھ گئے۔یہ کرامت ان کرامتوں میں سے ہے جسے شہروں میں ہر عام وخاص جانتا ہے کیونکہ اس کا ظہور بہت سے لوگوں کی موجودگی میں ہوا تھا۔

فقیہ احمد بن موسیٰ بن عجیل کی اولاد میں سے بعض آدمی ایک قافلہ کے ساتھ مکہ مشرفہ روانہ ہوئے۔چلتے چلتے جب ''حلی'' نامی شہر میں پہنچے تو انہیں اطلاع ملی کہ عرب ڈاکو راستہ میں ڈاکے ڈال رہے ہیں۔اس شخص نے ایک آدمی جناب شیخ طواشی کے پاس بھیجا تاکہ ان سے مشورہ لے کہ ہم سفر خشکی کی جانب کریں یا کشتی کے ذریعے جائیں؟ جب ایلچی شیخ موصوف کے ہاں پہنچا تو اس نے شیخ کو معمولی انسان سمجھا اور دل میں کہا:

''اگر فقیہ فلاں شیخ سے اس بارے میں مشورہ کرتے تو بہت بہتر ہوتا، کیونکہ یہ بہت مشہور ہے۔''

جب پیغام پہنچا تو شیخ نے پیغام لانے والے کو کہا:

''جاؤ اور فقیہ سے کہدو: چاہے خشکی کی طرف سے جاؤ اور چاہے تو کشتی پر سفر طے کرو، ان کیلئے ہر دو طرف سلامتی ہی ہے اور معلوم ہونا چاہیے کہ مشہور لوگ برکت میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔''

شیخ طواشی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے:

1: عبداللہ۔

2: محمد السنی۔

3: ابوبکر۔

جناب عبداللہ ولی اللہ تھے۔ان کی ظاہر کرامات بھی تھیں۔ان کے اور ان کے علاقہ کے ''زیدی'' فرقہ کے ماننے والوں کے درمیان مناظرہ و بحث وتمحیص جاری رہتی۔آپ نے ایک دن انہیں کہا:

''تم مجھے اور اپنے قاضی کو ایک ہی گھر میں بند کر کے اس گھر کو آگ لگا دو! جو حق پر ہوا وہ بچ جائے گا اور جو جھوٹا ہوا جل جائے گا۔''

انہوں نے ایسا نہ کیا کیونکہ انہیں بھی معلوم تھا کہ حق پر آپ ہی ہیں اور ولایت کاملہ کے مالک آپ ہی ہیں۔ان کے دوسرے بھائی ابوبکر بھی صالح مرد تھے۔ان کا سلسلہ نسب قبیلہ مشہورہ ''الاسد'' سے چلتا ہے۔ان کے تیسرے بھائی شیخ محمد کا تذکرہ ان کے والد گرامی کی سوانح میں مذکور ہے۔وہاں ان کی کرامت بھی ذکر کی گئی ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ طواشی کے بارے میں ان کے حالات زندگی لکھتے ہوئے کہا:

''پھر میں نے آپ کی زیارت کیلئے آخری سفر کیا۔جب آپ کے پاس پہنچا تو میں نے ایسی ایسی باتیں دیکھیں جن سے میری عقل مدہوش ہو گئی اور ایسے ایسے حالات و معارف اسرار، مکاشفات، کرامات اور انوار دیکھے جن سے میری فکر محو حیرت رہ گئی۔آپ سے میں نے بہت سی باتوں کا مشاہدہ کیا۔مجھے بہت سے بزرگوں نے خرقہ جات پہنائے۔میں نے ان میں سے کسی ایک میں بھی وہ حسن سلوک الطریقت، جمع بین

Marfat.com

الشریعت والطریقت، بلند ہمتی، معارف ومکاشفات وکرامات کی کثرت نہ پائی جو شیخ علی طواشی کے اندر تھی۔"

امام یافعی نے شیخ طواشی کی بہت سی کرامات ذکر فرمائیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ خلوت میں شیخ موصوف کے پاس میں بھی حاضر تھا۔ میرے دل میں آیا:

"میرے شیخ اور فلاں شیخ ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟"

جب میرے دل میں یہ خیال آیا تو شیخ موصوف نے مجھے فرمایا:

"رسول اور نبی کے درمیان کیا فرق ہے؟"

میں نے چاہا کہ جو فرق ان دونوں میں ہے اسے عرض کروں لیکن میرے بولنے سے پہلے ہی آپ بول اٹھے۔ آپ نے اس فرق کو بہترین عبارت کے ذریعہ بیان فرمایا جو مختصر اور جامع تھی، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ رسول وہ ہوتا ہے جس کی طرف وحی آتی ہو، اسے لوگوں کی طرف بھیجا جائے اور معجزات سے اس کی تائید کی جائے جو اس کے حق پر ہونے پر دلالت کریں، لیکن نبی ان سے متصف نہیں ہوتا۔ یونہی اولیاء کرام میں کچھ وہ ہوتے ہیں جن کی مریدین کی راہنمائی، کرامات اور براہین سے تائید کی جاتی ہے اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو اپنی ذات کے اعتبار سے صاحب فضل ہوتے ہیں لیکن مذکورہ اشیاء میں سے کچھ ان کیلئے نہیں ہوتا۔ میں اس سے سمجھ گیا کہ آپ کے اور فلاں بزرگ کے درمیان فرق ایسا ہی ہے جیسا کہ رسول اور نبی کے درمیان ہوتا ہے۔ شیخ علی مذکور ولایت کے اس درجہ پر متمکن تھے جو بہ تعظیم اور بلند وبالا تھا۔

شیخ طواشی امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے۔ امام موصوف وہ کہ جن سے لاتعداد لوگوں نے طریقت سیکھی۔ امام یافعی نے اپنی تصنیف میں ان کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بہت تعریف کی اور ان کے حالات میں کافی اوراق لکھے۔

امام یافعی لکھتے ہیں:

"شیخ موصوف کو سلوک کے ساتھ جذبہ حق بھی حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے فیض خاص سے فیوض و برکات نازل فرمائیں۔ ان کا دل انوار قدسیہ سے بھر دیا اور انہیں صفات نفس سے پاک کر دیا ان کے جمال کے پردے ہٹا لئے گئے اور معارف واسرار ان پر منکشف کر دیئے۔"

شیخ موصوف کی وفات 748 ہجری میں ہوئی اور "حلی" شہر میں دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے اور دور دراز سے لوگ برکت حاصل کرنے حاضر ہوتے ہیں۔ ان کی قبر پر بہت بڑا مزار بھی ہے اور خوبصورت چوکھٹ بھی۔

امام شرجی زبیدی نے کہا کہ میں نے 835 ہجری میں شیخ طواشی کی قبر کی زیارت کی، جب میں حج پر گیا۔ میں نے ان کی قبر پر ہیبت، نور اور برکت کے ایسے آثار دیکھے جو تعریف وتوصیف سے باہر ہیں۔

شیخ ابوالحسن علی بن ابی بکر بن محمد بن شداد الیمنی:

شیخ ابوالحسن الیمنی امام، فقیہ اور محدث تھے۔ آپ عابد، زاہد اور متقی تھے۔ علم کامل کے ساتھ آپ صاحب کرامات بھی تھے۔

بادشاہ شیخ یمنی کے گھر کے دروازہ کے قریب سے گزرا کرتا تھا اور یہاں سے گزر کر جامع مسجد جایا کرتا تھا۔ آپ

Marfat.com

کے گھر کی ایک عورت ایک جگہ سے منہ نکال کر سلطان کو دیکھتی تھی۔ آپ نے اسے ایسا کرنے سے روکا اور کئی مرتبہ روکا۔ ایک دفعہ پھر بادشاہ گزرا اور اس عورت نے حسب سابق پھر اسے دیکھا۔ اس دن وہ امید سے تھی۔ آپ نے اسے پھر سمجھایا اور فرمایا:

''تیرے پیٹ میں یہ جولڑکا ہے وہ پیدا ہونے کے بعد بادشاہ کا خادم ہی بنے گا۔''

پھر وہی ہوا جو شیخ نے فرمایا تھا۔ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، وہ حکومت کی خدمت ہی کیا کرتا تھا۔

شیخ یمنی کی ایک کرامت وہ ہے جسے فقیہ علی الخزرجی نے اپنی تاریخ میں لکھا۔ لکھتے ہیں کہ مجھے میرے شیخ مقری محمد ابن شنینہ نے بتایا جو عابد اور صالح مرد تھے، فرمایا کہ میں خواب میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے آپ سے درخواست کی:

''حضور! میں قرآن کریم میں سے کچھ آیات آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔''

آپ نے مجھے فرمایا:

''جاؤ علی بن شداد کو جا کر سناؤ، کیونکہ بے شک اس نے ہمیں سنایا ہے یا فرمایا کہ اس نے صرف ہمیں ہی سنایا ہے۔''

شیخ موصوف [illegible] ہجری میں انتقال فرمایا اور آپ کی قبر ''مقبرہ سہام'' میں مشہور زیارت گاہ اور متبرک ہے۔

شیخ علی بن ابی بکر السقاف:

شیخ علی السقاف امام الاولیاء والصوفیاء اور شیخ الفقہاء والعلماء تھے۔

ایک ثقہ بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک سونے کا زیور کہیں کھو گیا۔ میں جناب شیخ کے پاس آیا اور دعا کرائی تاکہ گم شدہ زیور واپس مل جائے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ جب صبح کو میں اٹھا تو وہی زیور کھجور کے درخت کے نیچے پڑا مل گیا۔

ایک ثقہ آدمی بیان کرتا ہے کہ میری بیٹی کی آنکھ میں پھوڑا نکل آیا۔ میں اسے ساتھ لے کر شیخ السقاف کے پاس آیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھ پر پھیرا تو پھوڑا غائب ہو گیا۔ یوں تندرست ہو گئی کہ کچھ تھا ہی نہیں۔

یہی راوی بیان کرتے ہیں کہ میری بھتیجی کی آنکھ نکل گئی، میں اس لیے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے اپنے دست اقدس میں لے کر آنکھ کی جگہ پر رکھا تو وہ بالکل پہلے کی طرح اپنے مقام میں کام کرنے لگ پڑی۔ میں نے عرض کیا:

''اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس کی شادی کا بندوبست ہو جائے۔''

آپ نے اس کیلئے دعا کی۔ اس کی شادی ہو گئی، حالانکہ بن بیاہی کافی عمر کی ہو گئی تھی۔

شیخ السقاف کی کرامت یہ تھی کہ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے حضرات جو باتیں دل میں چھپائے ہوتے، آپ پر وہ منکشف ہو جاتیں۔ آپ کے ایک شاگرد المعلم الصالح باحرمل بیان کرتے ہیں کہ میں جناب شیخ موصوف کے ہاں ذکر میں مشغول تھا۔ مجھے دل میں کچھ خیالات ابھرے۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کا ذکر تمہارے دلی خیالات و خواطر سے کہیں بہتر ہے۔''

آپ کے ایک صحبت یافتہ بتاتے ہیں کہ میں اپنے چند دوستوں کو رخصت کرنے کی غرض سے تریم سے باہر آیا۔ میرے پاس سو اوقیہ مال ان کا بطور امانت تھا، وہ راستہ میں کہیں گر گیا۔ میں اپنے شیخ السقاف کے پاس حاضر ہوا اور

Marfat.com

واقعہ کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا:

''جس راستے سے آئے ہو اسی سے واپس جاؤ۔ میں واپس لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مذکور مال ایک دیوار کے ساتھ پڑا ہوا ہے، وہ دیوار عام راستہ پر واقع تھی۔

ایک پارسا عورت نسیبہ بنت مبارک بارشید نے جو حافظ محمد بن علی معلم کی والدہ ہیں، اپنے دل میں یہ بات پوشیدہ رکھی کہ جب اس کا فلاں مقصود ومطلوب پورا ہوگا تو وہ شیخ موصوف کیلئے اپنے ہاتھ سے کاتے ہوئے سوت کا چوغہ بنا کر دے گی۔ اس کا مقصود حاصل ہوگیا اور جو دل میں عہد پوشیدہ رکھا تھا وہ یاد نہ رہا۔ شیخ موصوف نے کسی کو اس کی طرف بھیجا اور اسے یاد دلایا کہ اس نے کیا عہد کیا تھا۔ چنانچہ یاد آ جانے پر اس نے اپنا مخفی عہد پورا کر دیا۔

شیخ السقاف کا انتقال 895 ہجری میں ہوا اور زنبل مقبرہ میں دفن کئے گئے۔

شیخ سید الشریف علی بن میمون:

شیخ شریف علی بن میمون ہاشمی، قرشی، مغربی، غماری اور فاسی کی نسبت بھی رکھتے ہیں۔ سیدی علوان حموی اور سیدی محمد بن عراق کے شیخ ہیں۔ آپ بہت بڑے عارف، ولی اور مشہور مرشد کامل ہوئے۔ حضرت ابوالعباس احمد التوزی الدباسی سے طریقت حاصل کی اور تباسی مغربی بھی کہا گیا ہے۔ پھر ان کے ہاں سے مشرق کی طرف متوجہ ہوئے اور بیروت میں تشریف لے آئے، یہاں ان کی ملاقات سیدی محمد بن عراق سے ہوئی۔ یہ دسویں صدی کے ابتداء کا واقعہ ہے۔ ان کی پہلی ملاقات ابن الحمراء کی عبادت گاہ میں ہوئی جو حضرت یحیٰی علیہ السلام کی جامع مسجد کے نزدیک ہے۔ ان کے ساتھ ملاقات میں امام اوزاعی بھی تھے جو گھوڑے پر سوار تھے۔ شیخ گھڑسواری میں بہت ماہر تھے۔ اس بارے میں بھی ان کے کمالات مشہور تھے۔

جناب غزی کہتے ہیں کہ مجھے ہمارے شیخ شہاب العیتاوی نے بتایا کہ مجھے میرے والد گرامی الشیخ یونس نے بتایا کہ شیخ علوان حموی نے مجھے 924 ہجری میں بتایا کہ وہ ''حماۃ'' میں وعظ کیا کرتے تھے، جیسا کہ عام واعظین کا طریقہ ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ کاپی وغیرہ پر لکھی ہوئی ایسی احادیث جو نرم دلی پیدا کرتی ہوں، کمیاب اور نادر حکمتیں اور خوبصورت واقعات وخبریں بیان کی جاتی تھیں۔ میرے قریب سے السید الحسیب النسیب سیدی علی بن میمون کا گزر ہوا۔ میں اس وقت ''حماۃ'' میں وعظ کر رہا تھا۔ آپ کھڑے ہو گئے، پھر فرمانے لگے:

''اے علوان! سر سے وعظ کرو! کاغذات سے وعظ کرنا چھوڑ دو۔''

یہ سن کر میں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ آپ نے یہی بات دوسری اور پھر تیسری مرتبہ دہرائی۔ میں سمجھ گیا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ میں نے عرض کیا:

''یا سیدی! میں سر سے وعظ کرنا یعنی زبانی اور بن دیکھے غائبانہ وعظ کرنا اچھی طرح نہیں جانتا۔''

آپ نے فرمایا:

''بلکہ تم سر سے ہی وعظ کرو۔''

میں نے پھر عرض کیا:

''یا سیدی! پھر آپ میری مدد فرمائیں۔''

Marfat.com

فرمانے لگے:

”شروع کردو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔“

فرماتے ہیں کہ جب میں صبح اٹھا اور مجلس میں آیا تو میں نے اپنے ساتھ احتیاطاً لکھے ہوئے اوراق لئے اور انہیں آستین میں چھپایا۔ جب میں آیا تو اچانک سامنے سے مجھے شیخ الشریف مل گئے۔ میں نے پھر بن دیکھے غائبانہ وعظ کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس مشکل کو آسان کر دیا جواب تک جاری ہے یعنی اس کے بعد اب تک میں زبانی ہی وعظ کرتا ہوں۔

سیدی محمد بن سید علوان نے کہا کہ سیدی علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کے دمشق چھوڑنے اور مجدل معوش آنے کی ایک وجہ تھی۔ مجدل معوش لبنان کے پہاڑ کے قریب بیروت کے زیر انتظام ایک بستی کا نام ہے۔ بیروت اور اس کے درمیان تقریباً بیس میل کا فاصلہ ہے۔ میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اس وقت صالحیہ دمشق میں پابند زندگی بسر کر رہے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں لگاتار رہا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ آپ نے وعظ و نصیحت اور تادیب کی مجلس چھوڑ دی اور مختلف وادیوں میں موجود بستیوں اور پہاڑوں کے اوپر واقع آبادیوں کے بارے میں پوچھنے لگے۔ آپ کو من جملہ تمام آبادیوں میں سے ایک بستی کا نام بتایا گیا۔ سیدی محمد بن عراق نے مجدل معوش کا ذکر کیا تو آپ نے اس بستی کی طرف ہجرت فرمائی۔

ایک اہل علم نے مجھے بتایا جو سیدی علی ابن میمون کی قبر کی زیارت کیلئے جا رہا تھا، یہ 937 ہجری کا واقعہ ہے: جس بزرگ کی زیارت کے لئے تم جا رہے ہو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی عجیب کرامت دیکھی۔ وہ یہ کہ ایک سرکاری فوجی نے کتا یا باز ایک ہرن پر چھوڑا۔ ہرن چھلانگیں لگاتے ہوئے اس جگہ پر آ گیا جہاں شیخ موصوف دفن ہیں۔ وہ اندر آ گیا اور شیخ کی قبر کے سایہ میں کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے بچاؤ کیلئے یہی طریقہ اپنایا تھا۔ اس کے پیچھے فوجی بھی آ گیا۔ اسے کہا گیا:

”اسے چھوڑ دو کیونکہ اس نے شیخ کی قبر کے قریب آ کر پناہ لے لی ہے۔“

اس فوجی نے ان باتوں کی طرف کان نہ لگائے۔ آگے بڑھ کر ہرن کو پکڑ لیا۔ ہرن نے اب ادھر ادھر بھاگنے کی کوئی کوشش نہ کی، فوجی نے اسے ذبح کر لیا اور اس کا گوشت کھا لیا، جونہی گوشت کھانے سے فارغ ہوا، اس کے پیٹ میں شدید درد اٹھا اور وہ اس کے مرنے تک رہا۔ وہ اسی رات مر گیا، جب اسے غسل دیا گیا تو تختہ غسل پر اس کے جسم کی بوٹیاں بوٹیاں ہو گئیں، جیسا کہ اس نے کوئی زہریلی چیز کھالی ہو۔۔۔۔۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ دیکھ کر میں اور میرے سوا دوسرے لوگوں نے یہی سمجھا کہ یہ سب کچھ شیخ کی وجہ سے ہوا ہے۔

سیدی محمد بن سید علوان نے اپنے ”تحفہ“ میں لکھا ہے کہ مجدل معوش کے رہنے والوں میں سے بہت سے لوگوں نے مجھے بتایا ”مجدل معوش“ شیخ الشریف علی کے گاؤں کا نام ہے اور یہیں ان کی قبر بھی ہے۔ بتایا یہ کہ ان کی بستی میں بھی اور اس کے قرب و جوار میں انگوروں کی بہت بیلیں تھیں، جن کی ٹہنیاں سوکھ چکی تھیں اور ان کی جڑیں خراب ہو چکی تھیں اور وہ بالکل بے کار ہو گئی تھیں۔ جب سے شیخ موصوف نے اس بستی میں قدم رکھا تو بنجر زمینیں قابل کاشت ہو گئیں، خشک جگہیں لہلہانے لگیں اور انگوروں کی بیلیں اپنی بہترین حالت پر آ گئیں۔ ان میں انگور لگنے شروع ہو گئے۔

Marfat.com

اس وقت سے اب تک وہ لگا تار پھل دے رہے ہیں۔ یہ صرف شیخ موصوف کی برکت کا نتیجہ ہے۔

شیخ الشریف علی کی ایک کرامت وہ ہے جسے آپ کے خلیفہ شیخ علوان حموی نے ابن حبیب کے شعری مجموعہ تائیہ کی شرح میں لکھا ہے کہ ایک شخص جو دمشق کی جانی پہچانی شخصیت اور علم و تدریس میں بہت بڑا فاضل تھا۔ اس نے کہا:

"مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپ نے میرے بارے میں غور و خوض کیا اور فرمایا کہ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔"

پھر یونہی ہوا وہ شخص تجرد میں رہ کر ہر قسم کی ریاضت اور مجاہدے کر بیٹھا لیکن بے کار۔

دمشق میں 913 ہجری کے سال بارش نہ ہوئی۔ سید علی نے ایک کاغذ لیا اور اپنے ہاتھ سے دمشق کے نائب سیبای کی طرف پیغام لکھا۔ نائب وہ کاغذ لیے جمعہ کے دن چار رمضان المبارک کو جامع اموی میں آیا۔ یہ رقعہ اس نے مفتی دار العدل سید کمال الدین بن حمزہ اور تینوں مذاہب کے قاضی صاحبان کو پڑھ کر سنایا۔ شافعی المسلک قاضی جناب ابن الفرفور، مالکی جناب خیر الدین اور حنبلی نجم الدین بن مفلح تھے۔ انہوں نے قرآن کریم میں سے اور احادیث مبارکہ میں سے ایسی آیات و احادیث پڑھیں جن میں ظلم کرنے سے بچنے اور اس کے خطرناک نتائج مذکور ہیں۔ پھر وہ نائب وہاں سے اٹھ کر فقہاء اور قاضی صاحبان کے پاس گیا۔ انہیں اوقاف کا مال کھانے سے ڈرایا۔ پھر باران رحمت کی طلب کیلئے تیار ہوا اور اس کے متعلق کچھ باتیں کیں اور سلف صالحین سے نقل شدہ کلام بیان کیا۔ اس انداز میں یہ سب کچھ شیخ نے بیان فرمایا کہ سیبای کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں، وہ ابھی کاغذ پر لکھی تحریر پڑھ ہی رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ مہربان ہو گیا۔

ابن طولون نے یہ واقعہ اسی طرح ذکر کیا ہے۔ غزی نے کہا:

"مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک ظاہر کرامت ہے۔"

شیخ الشریف علی کی ایک کرامت یہ ہے کہ دو فقیروں کے درمیان کچھ اَن بَن ہو گئی جو آپ کے ہاں تجرد کی زندگی بسر کر رہے تھے، ان میں سے ایک اٹھ کر جدھر منہ آیا چل دیا۔ شیخ نے جب یہ سنا۔ آپ نے اس فقیر کو کہا جو اس کا سبب بنا تھا:

"یا تو اسے میرے پاس لے آؤ! یا تم بھی چلے جاؤ۔"

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ جو منہ اٹھائے چلا گیا تھا، واپس شیخ کے پاس آ گیا اور رو رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ شیخ نے شیر کی شکل و صورت بنائی تھی اور میں جب اور جدھر جانا چاہتا وہ شیر میرا راستہ روک لیتا تھا۔

شیخ موصوف نے 917 ہجری میں انتقال فرمایا اور مجدل معوش میں پہاڑ کے قریب غیر آباد زمین میں بموجب وصیت دفن کئے گئے۔

ابن طولون کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ آپ مذکورہ سال 917 ہجری میں فوت ہوئے، لیکن آپ کو مجدل معوش کے قریب ایک ٹیلہ پر دفن کیا گیا۔

شیخ علی بن عطیۃ بن الحسن الحداد (علوان حموی):

شیخ علی بن عطیۃ بن الحسن الحداد علیہ الرحمۃ عظیم ولی تھے۔ آپ "علوان حموی" کے نام سے مشہور تھے۔ شامی علاقہ جات میں علم و عمل اور ارشاد میں اپنے دور کے مشہور ترین بزرگ تھے۔ آپ کی کرامات کا تذکرہ آپ کے صاحبزادے سیدی محمد شمس الدین نے اپنی کتاب "تحفۃ الحبیب" میں کیا ہے۔ اس کتاب میں ان کی بہت سی کرامات درج ہیں۔

جناب ابن میمون نے سیدی علوان حموی کے بارے میں فرمایا:

Marfat.com

''اس مردِ خدا کے بارے میں ادھر ادھر کی گفتگو اور سوءِ ظن سے بچو۔ اللہ کی قسم! روئے زمین کے بادشاہ اس کے اعتقاد و انقیاد (فرمانبرداری) کے آگے جھک جائیں گے۔ گویا میں ان کے دروازہ پر زیارت، محبت، اعتقاد اور تبرک کو اکٹھا دیکھ رہا ہوں اور لازماً ان کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی محبت سے لوگوں کے دل کو سکون بخشے گا۔''

پھر ویسے ہی ہوا جیسا انہوں نے فرمایا تھا۔

آپ کے صاحبزادہ شیخ شمس الدین محمد نے اپنی تصنیف ''تحفۃ الحبیب'' میں خود اپنا واقعہ بھی بیان فرمایا۔ وہ یہ کہ آپ (صاحبزادہ صاحب) بچپن میں قوت یادداشت اور فہم و ادراک کے اعتبار سے بہت کمزور تھے۔ اسی کمزوری میں حدِ بلوغ تک پہنچے بلکہ عمر کے اضافہ کے ساتھ فہم کی مزید کمی آتی رہی۔ ایک رات ایسا ہوا کہ ان کے والد گرامی اچانک ان کے پاس تشریف لائے۔ سحری کا وقت تھا۔ آپ پر ''حال'' طاری تھا۔ دورانِ حالت آپ نے لوگوں کے چند اشعار پڑھے۔ جب ''حال'' کی کیفیت ختم ہوئی آپ اپنے گھر سے تشریف لائے اور تانبے کے ایک کھلے برتن سے وضو کرنے لگے۔ جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو شیخ کے بیٹے شمس الدین محمد نے آپ کے وضو کا بچا پانی پی لیا۔ اس کی برکت سے فہم و حفظ میں اس دن سے مضبوطی آ گئی۔ ایسی قوت کہ اس کے بعد کسی قلبی مطلب کے سمجھنے میں آپ کو ذرا بھر توقف نہ ہوا۔

شیخ علوان حموی نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو رمضان شریف میں فرمایا:

''جب میں کل کلام و وعظ کی مجلس میں وعظ کر رہا ہوں گا تو مسجد کے دروازہ سے تین یہودی گزریں گے، ان میں سے دو تو واپس چلے جائیں گے اور ایک آگے بڑھے گا اور مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو کر وعظ سنے گا۔ پھر وہ مجلس میں ہی اسلام قبول کرے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اختیار دیا ہے۔ وہ یہ کہ میری مجلس میں کوئی ایک آدمی فوت ہو جائے یا پھر یہودی مسلمان ہو جائے۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے یہودی کا مسلمان ہونا مانگا اور مسلمان کی زندگی مانگی اور میں نے اپنے دل میں اس کا ثبوت بھی پا لیا۔''

پھر جب شیخ صبح اٹھے اور جامع میں اپنی کرسی پر رونق افروز ہوئے اور وعظ فرمانا شروع کر دیا تو پھر ویسے ہی ہوا جیسا فرمایا تھا۔

شیخ علی بن عطیہ المعروف بہ علوان حموی کے اصحاب میں سے ایک نے آپ سے عرض کیا کہ میری اولاد نرینہ نہیں ہے۔ یہ شخص جب بھی ملتا تو یہی عرض کرتا:

''حضور! اولاد نرینہ نہیں ہے۔''

ایک مرتبہ وہ اور اس کا باپ حرم شریف میں تھے کہ اچانک شیخ موصوف پر ''حال'' طاری ہو گیا۔ شیخ نے اسے آواز دی اور فرمایا:

''میرے قریب آؤ۔''

قریب آنے پر آپ نے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کئی لڑکے عطا فرمائے۔

ایک آدمی کا بیان ہے جس کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ حکومتی عہدیداروں میں سے بعض نے

Marfat.com

زبردستی مجھے میری رہائش گاہ سے اٹھایا اور لے جا کر قید میں ڈال دیا۔ میری گردن اور ہاتھ پاؤں پر لوہے کی زنجیریں ڈال دیں۔ جب رات ہوئی تو میں نے شیخ علوان حموی سے استغاثہ یعنی مدد طلب کی تو فوراً میری زنجیریں کھل کر گر پڑیں۔ میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ دیکھا تو فوراً قید خانہ کا دروازہ کھلا۔ ادھر قید خانہ کے محافظ قید خانہ کے دروازے پر سوئے ہوئے تھے۔ میں بالکل امن واطمینان سے نکلا، نہ ان کا کوئی خطرہ اور نہ کسی اور کا، حتیٰ کہ میں واپس صحیح سالم اپنے شہر میں آ گیا۔

جب سلطان سلیمان نے "رودس" فتح کیا تو میرے والد گرامی شیخ علوان حموی کو دیکھا گیا کہ آپ سفید یا ملے جلے رنگ والے گھوڑے پر سوار ہیں۔ فتح سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے شیخ موصوف کی قوم نے آپ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور آپ نے شہر کا دروازہ کھولا ہے۔ پھر وہ شخص کہ جس نے آپ کو دیکھا تھا اور دیکھنے کے بعد وزیروں اور بادشاہ کے خاص ساتھیوں کو شیخ کی موجودگی کی خبر بھی دی تھی، یہ سب جلدی سے شہر کے دروازہ کی طرف چل دیئے۔ آپ کے ساتھ بہت سے اور آدمی بھی تھے جو نماز ادا کر رہے تھے، بعض تہلیل و تکبیر میں، بعض کلمہ بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں اور بعض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر صلوٰۃ وسلام بلند آواز سے بھیج رہے تھے۔

وہ شخص آیا اور اسے دیکھ کر شیخ نے فوراً اسے سلام کیا۔ پھر شیخ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا اور اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس نے اس بات کی خبر کچھ وزیروں اور اپنے ارد گرد کھڑے دوسرے لوگوں کو دی، تو حاضرین میں سے بعض نے اس کی تصدیق کی اور کہا:

"میں نے بھی فلاں شخص کو فلاں فلاں شکل وصورت میں دیکھا تھا۔"

وزیر نے جب یہ سنا تو بڑا حیران ہوا اور شیخ علوان حموی کے بارے میں اس کی عقیدت میں اضافہ ہو گیا۔ پھر جب وہ شخص واپس آیا اور "حماۃ" میں اس نے شیخ موصوف سے ملاقات کی تو رو پڑا۔ آپ نے اسے فرمایا:

"سنو! تم نے جو کچھ دیکھا ہے اسے لوگوں میں نہ پھیلانا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔"

جب اس نے اس بارے میں چند لوگوں سے خفیہ طور پر باتیں کیں تو شیخ نے آدمی بھیج کر اسے ڈانٹ پلائی اور فرمایا:

"تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس گفتگو سے تجھے کیا ملے گا اور اس کی تہہ میں تو کیا پائے گا؟ کیا تجھے علم نہیں کہ "من حسن الاسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" لایعنی گفتگو کو ترک کر دینا انسان کے اسلام کی خوبصورتی ہے۔"

شیخ علوان حموی کو کتنی مرتبہ مختلف محفلوں اور مجلسوں میں جاگتے اور سوتے میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ شیخ علوان رحمۃ اللہ علیہ عجیب تواضع وانکساری فرمانے والے بزرگ تھے۔

شیخ کے صاحبزادے شیخ شمس الدین محمد بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد شیخ علوان حموی کے اصحاب میں سے ایک باوثوق جماعت نے بتایا کہ ہم لوگ ایک مرتبہ ہندوستان کے علاوہ میں بغرض تجارت گئے ہوئے تھے۔ ہم ایک سفر میں کشتیوں پر سوار تھے جو تاجروں کا سامان ادھر ادھر لے جاتی تھی۔ اچانک مخالف ہوا زوردار چل پڑی جس سے ہمیں اپنی موت نظر آنے لگی۔ ہم نے شیخ موصوف سے مدد طلب کی۔ ان کا نام پکارا۔ پکارنے کے ساتھ ہی ہم کیا دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی شکل وصورت میں ہی سمندر کے پانی سے باہر تشریف لائے اور آپ نے وہی کپڑے پہن رکھے تھے جو عادتاً آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے کشتی کو کندھوں پر اٹھایا اور اسے اٹھائے ہوئے تمام سواریوں اور سازو

Marfat.com

سامان سمیت ساحل پر بسلامت لے آئے۔ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے حتیٰ کہ آپ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔
شیخ محمد ابن الشیخ علوان نے کہا کہ مجھے ایک اہل علم نے خبر دی جو مصر میں مسافر تھے، جب وہ واپس آ رہے تھے تو راستہ میں ان کا گھوڑا تھک کر چلنے سے عاجز آ گیا۔ بڑی پریشانی ہوئی، ادھر بارش بھی شروع تھی۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اس اہل علم نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم پانی کے بالکل قریب تھے کہ میرے گھوڑے پر لدا سامان نیچے گر گیا اور دوسرے ساتھی چھوڑ کر آگے جا چکے تھے۔ وہ اکیلا ہی رہ گیا تو انہوں نے شیخ موصوف کا نام لے کر پکارا۔ ابھی کچھ ہی لمحات گزرے تھے کہ شیخ موصوف کو اس نے وہاں کھڑے دیکھا۔ آپ نے اسے بڑی محبت اور نرمی سے کہا:

"اے فلاں! کس نے قافلہ سے تجھے پیچھے رکھا ہے؟"

اس نے اپنے گھوڑے کی حالت بیان کی۔ اس کے ساتھ ہی شیخ موصوف نے گھوڑے کو ایک طرف سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ اس پر اس کا سامان لادا۔ پھر وہ اس پر سوار ہوا اور آپ نے اس طرح مختصر وقت میں قافلہ کے ساتھ ملا دیا۔ اس شخص نے آپ کو بہت ڈھونڈا لیکن کہیں نہ پایا اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ مجھے یہاں پہنچا کر خود شیخ کدھر تشریف لے گئے۔
ایک رات شیخ علوان حموی بعض فقراء کے ساتھ عشاء کے بعد سلوک کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ گھر میں چراغ جل رہا تھا۔ دوران گفتگو اس کا تیل ختم ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ایک فقیر اٹھا اور اس نے اس میں تیل ڈالا، وہ پھر بجھ گیا۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے روشن کرے تو شیخ نے فرمایا:

"بیٹھ جاؤ! اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ اگر چراغ کو حکم دیں کہ تو تیل کے بغیر جلتا رہتا ہے۔"

شیخ موصوف نے ابھی یہ الفاظ مکمل بھی نہ کئے تھے کہ چراغ بغیر جلائے اور بغیر تیل ڈالے خود بخود جل اٹھا اور رات کے آخر تک جلتا رہا، بلکہ سورج طلوع ہونے تک جلتا رہا۔
آپ کے صاحبزادہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ واقعہ مجھے سنایا، میرا خیال ہے اس نے یہ کہا کہ چراغ اس وقت تک جلتا رہا یا نہ بجھا جب تک شیخ نے خود نہ بجھایا۔
شیخ علوان حموی رحمۃ اللہ علیہ "حماۃ" میں 936 ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی موت کی خبر مجھے اپنے بیمار ہونے سے پہلے ہی دے دی تھی اور کچھ ایسے امور کی نشاندہی فرمائی جو ان کی موت کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے تھے۔ ان میں سے کچھ کا تعلق آپ کے اصحاب سے تھا اور بعض دوسروں کے بارے میں تھے۔ یہ سب واقعات یوں پورے ہوئے جس طرح صبح صادق پھوٹتی ہے۔
شیخ حموی کے بیٹے شیخ شمس الدین محمد لکھتے ہیں کہ مجھے چند چوروں نے توبہ کر لینے کے بعد آپ بیتی سنائی کہ ہم شیخ علوان حموی کی قبر پر اس ارادے سے گئے کہ کوئی نقصان کریں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ شیخ کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں اور وہ جگہ نور سے بھری ہوئی ہے، حالانکہ رات سخت اندھیری تھی، وہاں نہ چراغ تھا، نہ ہی دیا۔

شیخ علی الخواص:

شیخ علی الخواص اکابر عارفین، مشہور ولی اور امام الصوفیاء تھے۔ امام شعرانی کے شیخ تھے۔ انہوں نے ان کے بارے میں فرمایا کہ میں نے سیدی محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ شیخ علی البرلسی کو مصر اور اس کے نواح میں موجود بستیوں کے تین چوتھائی حصہ میں تصرف کا اختیار دیا گیا تھا۔ پھر ایک اور مرتبہ میں نے ان سے ہی سنا کہ ارباب

Marfat.com

احوال میں سے کسی میں یہ ہمت وطاقت نہیں کہ مصر میں الشیخ علی الخواص کی اجازت کے بغیر داخل ہو سکے۔

شیخ علی الخواص کی طبابت (علاج کرنا) بھی بڑی عجیب تھی۔ استقاء، جذام، فالج اور دوسری ایسی امراض کا علاج کرتے جن کے دور ہونے کی اطباء کے پاس کوئی دوا نہ ہوتی، آپ جس چیز کے استعمال کرنے کا اشارہ فرماتے، اسی سے شفاء ہو جاتی۔

امام شعرانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے شیخ جناب علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ حضرات اولیاء کرام کے درمیان ''نساجۃ'' کے نام سے مشہور تھے، اس لیے کہ آپ ہر حیوان کو اس جنس کے جداول کی طرف نسبت کرتے تھے۔ آپ کی کرامات، علوم واسرار اس قدر ہیں کہ امام شعرانی کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور وہ کتابیں لوگوں کے پاس موجود ہیں۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ علی خواص رحمۃ اللہ علیہ امی تھے، لکھنا اور پڑھنا کچھ بھی نہ جانتے تھے، اس کے باوجود آپ قرآن کریم اور سنت نبویہ کے ایسے ایسے معانی بیان فرمایا کرتے تھے کہ علماء انہیں سن کر حیران رہ جاتے تھے۔ آپ کے کشف کا محل اور مقام لوح محفوظ تھا جو کمی بیشی اور مٹنے سے محفوظ تھا۔ آپ جب کوئی بات کہتے تو لازماً وہ اسی طرح وقوع پذیر ہوتی جس طرح آپ نے کہی ہوتی۔ میں مختلف لوگوں کو آپ کے ہاں بھیجا کرتا تھا جو اپنے حالات کے بارے میں آپ سے مشورہ کرتے۔ آپ نے کبھی بھی ان سے ان کی حالت پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے، بلکہ ہر شخص کو اس کا واقعہ اس کی حالت خود اس کے بیان کرنے سے پہلے ہی بتا دیتے:

''تمہارا یہ کام ہے۔! تم اس مسئلہ کیلئے آئے ہو۔!''

کسی کو فرماتے:

''ہاں طلاق دیدو۔''

کسی کو فرماتے:

''ہاں شریک کرلو۔!''

کسی کو فرماتے:

''صبر کرو۔ سفر کرلو۔ سفر نہ کرو۔''

ہر شخص آپ کی بات سن کر حیران رہ جاتا اور کہتا:

''میرا مسئلہ کسی نے آپ کو پہلے ہی بتا دیا ہے؟''

شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ شیخ علی خواص رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ اولیاء کرام کی ایک جماعت ''جبل مقطم'' میں ہمیشہ مقیم رہتی ہے، وہ اپنے خادم کو زمین کی ہر طرف روانہ کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو خوراک جہاں کہیں تقسیم کر کے رکھی ہے، وہ لے آئے۔ مجھے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

''ایک مرتبہ قسمت مجھے ان بزرگوں میں سے سات بزرگوں کے پاس لے گئی جو ایک غار کے اندر تھے۔ انہوں نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہنے لگے: فلاں نے بہت دیر کر دی ہے، فلاں نے بہت دیر کر دی ہے۔ مجھے اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ پھر ایک شخص اندر آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا: تمہیں دیر کس نے کرائی؟ ہمارے پاس یہ مہمان بیٹھا ہوا ہے۔؟ وہ کہنے لگا: میں نے آپ حضرات کی خوراک کی

Marfat.com

تلاش میں زمین کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن تمہارے مقام و مرتبہ کے مطابق کچھ نہ ملا۔ صرف ایک عورت جو مراکش شہر میں رہتی ہے اس سے کچھ ملا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے ان بزرگوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر تھوڑی سی کھجوریں انہیں دیں۔ انہوں نے مجھے کہا: آگے آؤ اور کھالو۔ میں نے دل میں کہا: میں اس پرانی سوکھی کھجوروں کو کیا کروں گا اور ان کی سختی کی وجہ سے میں انہیں چبا بھی نہیں سکوں گا؟ ان میں سے ایک نے مجھے کہا: اس رات ہمیں صرف ایک حلال چیز ملی ہے۔ پھر اس نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ حلوا بن گیا۔ میں نے ان کے ساتھ کھایا۔

امام شعرانی کہتے ہیں کہ مدرسہ قدیمیہ میں کھجور کے درخت نے پھل دینا بند کر دیا۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا تو میں نے اس کا تذکرہ شیخ علی خواص سے کیا۔ آپ نے مجھے فرمایا:

"جاؤ! اور اسے کہہ دو کہ الحاج علی خواص نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس سال تم پر پھل آنا چاہیے، ورنہ تمہیں کاٹ دیں گے۔"

اسی سال اس پر کھجوریں لگ گئیں اور اس قدر زیادہ تھیں کہ ہمیں اس کے اٹھانے کیلئے قلی (مزدور) بلانے پڑے۔

"المنن" نے امام شعرانی نے لکھا کہ میں نے شیخ علی الخواص کو دیکھا کہ آپ دریائے نیل میں اس جگہ اترے جہاں پانی کی بلندی ماپنے کا آلہ لگا ہوا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب دریائے نیل کا پانی زیادہ ہونے سے تھم گیا تھا۔ آپ نے وضو کیا۔ اس کے ساتھ ہی دریا کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ اسی دن ایک ہاتھ (تقریباً ڈیڑھ میٹر کے) برابر بلند ہو گیا۔

• امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "العہود" میں لکھا ہے کہ میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بڑا لوٹا دیکھا جو آپ نے اپنی دکان اپنے قریب ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ اس دکان میں اس لوٹے کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ آپ ہر مہینہ اس دکان کی اجرت اس لوٹے کی وجہ سے دگنی دیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو کسی پریشانی کے بارے میں آتا جیسا کہ قتل کیے جانے کا خوف یا پھانسی وغیرہ کا معاملہ تو آپ اس شخص کو فرماتے:

"یہ دروازہ کھولو اور لوٹے میں سے پانی پیو۔ پیتے وقت نیت یہ ہونی چاہیے کہ میری حاجت پوری ہو جائے۔"

لوگ ایسے ہی کرتے تو ان کی مشکلات اور حاجات حل ہو جاتیں۔ میں نے اس بارے میں شیخ موصوف سے پوچھا:

"یہ کیا معاملہ ہے؟"

فرمانے لگے:

"چالیس (ولی) ہر رات اس لوٹے میں سے پانی پیتے ہیں اور پیتے وقت لوٹا ان کو ہر اس شخص کی حاجت بتا دیتا ہے جس نے ان کے پینے سے پہلے اس سے پانی پی لیا ہوتا ہے۔ پھر یہ چالیس ولی اس کی حاجت و ضرورت پوری کر دیتے ہیں۔"

امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں شیخ علی خواص کے پاس موجود تھا کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی:

"اے میرے آقا! حاجب کے پل پر سرکاری آدمی میرے بیٹے کو پھانسی دینے کیلئے تیار بیٹھے ہیں، کچھ کیجئے۔"

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''فوراً شیخ علی برلسی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ۔''
چنانچہ وہ عورت اٹھی اور شیخ برلسی کے پاس آگئی۔ شیخ نے فرمایا:
''میری روح اس بچے کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ! بادشاہ کی طرف سے ایک قاصد لڑکے کو پھانسی دینے سے پہلے تمہیں ملے گا۔ اس وقت لڑکے کو تختہ دار پر چڑھا چکے ہوں گے۔''
عین پھانسی کے وقت اچانک ایک سفارش آگئی جس پر لڑکے کو رہا کر دیا گیا۔
یہ کرامت امام شعرانی نے طبقات میں ذکر فرمائی ہے۔
سیدی محمد بن عنان کے پاس جب کوئی شخص ضرورت وحاجت لے کر آتا، مثلاً ایسا شخص جس کی پھانسی کا بادشاہ نے حکم دے دیا ہو یا کسی والی نے فریب دہی یا کسی حرام کام کے ارتکاب کی وجہ سے کوئی سزا سنائی ہو تو آپ اس شخص کو شیخ علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے اور ساتھ ہی کہہ دیتے:
''ان شہروں اور بستیوں میں تصرف کرنا ہمارے پاس نہیں ہے۔''
شیخ علی خواص کی برکت سے اس شخص کی حاجت پوری ہو جاتی۔
شیخ علی الخواص فرمایا کرتے تھے:
''دریائے نیل کی خدمت میرے سپرد کی گئی ہے۔ دریائے نیل کا پانی بلند ہونا، علاقہ جات کی تروتازگی اور پیداوار کا پک کر تیار ہونا یہ سب میری اس توجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔''
آپ کے زمانہ کے اولیاء کرام بھی اس کا اقرار کرتے تھے۔
شیخ علی خواص کو کبھی کسی نے ظہر کی نماز با جماعت ادا کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی اکیلے ادا کرتے دیکھا بلکہ ظہر کی اذان کے وقت آپ اپنی دکان کا دروازہ بند کر کے کچھ دیر کیلئے کہیں چلے جاتے، پھر واپس آجاتے، پھر ہوا یوں کہ کچھ لوگوں نے آپ کو جامع ابیض میں ظہر کی نماز ادا کرتے دیکھا جو ''رملۃ لو'' میں واقع ہے۔ مسجد کے خادم نے لوگوں کو بتایا کہ وہ ہر روز ظہر کی نماز یہیں ادا کرتے ہیں۔
جناب شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات مصر میں بہت بڑی مصیبت نازل ہوتے دیکھی تو انہوں نے شیخ علی خواص کے پاس ایک شخص کو بھیجا۔ آپ نے کہا:
''اللہ نے اس کو خیر کی بشارت نہیں دی لیکن برکت کا بدلہ ہو سکتا ہے۔''
اتنے میں ''جان بلاط'' آیا جو مصر کے محتسب کا مو تمر تھا۔ اس نے شیخ علی موصوف کو دکان سے پکڑا۔ انہیں کوڑے لگائے اور ان کے کندھے میں سوراخ کیا، ناک میں نکیل ڈالی اور مصر اور بولاق میں گھمایا۔ پھر جب شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نماز ظہر ادا کی تو کہنے لگے:
''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے اس امت میں ایسے افراد پیدا کئے جو امت پر اترنے والی بلائیں اور تکالیف اپنے اوپر ڈال لیتے ہیں۔''
یہ کہہ کر پھر سجدہ میں گر گئے۔
جب ابن عنان مصر میں آیا تو اس نے ایک فقیر کو شیخ علی الخواص کے پاس بھیجا تا کہ آکر دیکھے کہ آپ کے ساتھ

Marfat.com

کس تعداد میں ڈیوٹی والے ولی ہیں؟ وہ فقیر آپ کے پاس آیا اور دیکھ کر واپس گیا اور ابن عنان کو بتایا کہ ان کے پاس سات ایسے ولی ہیں۔ وہ کہنے لگا:

''اللہ بخشنے والا ہے کہ تو واپس اپنے شہر میں سلامتی کے ساتھ آ گیا۔''

شیخ علی الخواص کے قریب سے ایک فقیر گزرا جس کو فتوحات عظیم حاصل تھیں۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا:

''اس کی فتوحات عنقریب زائل ہو جائیں گی۔''

پھر اس فقیر کے قریب سے ایک شخص صاحب حال گزرا تو فقیر نے اس کے بارے میں ایسی باتیں کیں جو اس کی شان کے لائق نہ تھیں۔ چنانچہ وہ صاحب حال اس فقیر کی طرف آیا اور اس کے گرد اپنی جوتی پھیری۔ فوراً اس کی فتوحات سلب ہو گئیں۔ پھر اس فقیر کو شیخ موصوف نے فرمایا:

''بیٹا! شان کے لائق ادب نہ کرنے سے فتوحات نہیں رہتیں۔''

پھر اسی حالت سلب میں وہ فقیر اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو گیا۔

شیخ علی الخواص روئے زمین کے ان تمام اولیاء کرام کو جانتے تھے جو مختلف امور کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ ان میں کس کو کس وقت ولایت سپرد کی جائے گی، کس کو کس وقت معزول کر دیا جائے گا۔ یہ مقام کسی اور ولی میں مشائخ مصر میں سے آج تک نہیں دیکھا گیا۔ آپ کو فقراء کے دلوں پر عجیب اطلاع و واقفیت تھی، فرمایا کرتے تھے:

''فلاں ولی کی آج اس قدر فتوحات میں اضافہ ہوگا۔ فلاں کی فتوحات آج اتنی کم ہو جائیں گی۔ فلاں کی فتوحات اس کے مرنے تک لگاتار رہیں گی۔ فلاں کی ایک سال، ایک مہینہ، ایک ہفتہ یا جمعہ تک رہیں گی۔''

پھر ویسے ہی ہوتا جیسا آپ نے خبر دی ہوتی۔

شیخ علی الشونی المصری:

شیخ علی الشونی طریقت کے امام، بہت بڑے صوفی اور مشہور ولی ہیں۔ آپ کی یہ کرامت تھی کہ لوگ آپ کو عرفات اور مطاف میں دیکھا کرتے تھے۔ پھر وہ مصر میں واپس آ کر مصریوں کو اس کی خبر دیا کرتے تھے۔

نجم غزی کہتے ہیں کہ شیخ علی شونی رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ بزرگ شخصیت ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر صلوۃ وسلام کی مجلس باقاعدہ کرانا شروع کروائی۔ پھر بہت سے اسلامی ممالک میں یہ بات پھیل گئی۔ آپ خود اور بہت سے لوگ سیدی احمد بدوی کے مقام پر جمع ہو جاتے تھے۔ پھر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن جامعہ ازہر میں جمع ہوتے۔ آپ حاضرین کے ساتھ عشاء سے صبح تک بیٹھتے۔ پھر نماز فجر کے بعد سے لے کر جمعہ کی نماز کیلئے جانے تک تشریف فرما ہوتے۔ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد پھر عصر تک۔ عصر کے بعد نماز مغرب تک یونہی سلسلہ جاری رہتا۔ یہ سلسلہ تقریباً بیس سال تک ''مقام احمدی'' میں جاری رہا، پھر سینتالیس برس جامع ازہر میں بدستور جاری رہا اور طریقہ وہی تھا جو اوپر مذکور ہوا، پورا وقت صلوٰۃ وسلام میں بسر ہوتا۔ آپ حاضرین کے ساتھ دس ہزار مرتبہ دن میں اور دس ہزار مرتبہ رات میں درود وسلام پڑھا کرتے تھے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مصر میں سڑکوں پر اعلان کرتے ایک شخص سے سنا:

''بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیخ نورالدین شونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف فرما ہیں۔ جو آپ

Marfat.com

سے ملاقات کرنا چاہتا ہو وہ مدرسہ سیوفیہ پہنچ جائے۔"
چنانچہ میں مدرسہ مذکورہ کی طرف چل پڑا۔ جب میں مدرسہ میں داخل ہوا تو اس کے پہلے دروازے پر مجھے سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نظر آئے، میں نے انہیں سلام کیا۔ پھر دوسرے دروازے پر حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نظر آئے، میں نے انہیں بھی سلام کیا۔ پھر مجھے ایک اور شخص نظر آیا جو تیسرے دروازے پر کھڑا تھا لیکن میں اسے نہیں پہچان سکا کہ وہ کون ہے، پھر جب میں شیخ شونی کی خلوت گاہ کے دروازہ کے قریب کھڑا ہوا تو مجھے شیخ نظر آئے، لیکن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا۔ پھر میں نے شیخ کے چہرہ کی طرف بغور دیکھا تو مجھے سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیئے۔ سفید شفاف پانی آپ کی پیشانی سے آپ کے قدموں تک جاری تھا۔ پھر شیخ کا جسم غائب ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس ظاہر ہو گیا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے چند ایسے کاموں کی وصیت فرمائی جو آپ کی سنت (حدیث) میں وارد ہیں۔ آپ نے ان کے بارے میں مجھے بہت تاکید فرمائی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ پھر جب میں نے یہ واقعہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا۔ فرمانے لگے:

"اللہ کی قسم! میں نے اپنی تمام عمر میں اس قدر سرور نہ پایا جس قدر سرور اس واقعہ سے حاصل ہوا۔"

یہ کہتے ہوئے آپ نے رونا شروع کر دیا۔ اتنے روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ آپ نے مجھے فرمایا:

"میں تجھ سے، نور الدین طرابلسی اور نور الدین شونی سے ناراض ہوں۔"

میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا:

"ہم انشاء اللہ! کل سویرے ہی آپ کی زیارت کرنے حاضر ہوں گے۔"

آپ نے فرمایا:

"نہیں ابھی چلو۔"

آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے۔ حتیٰ کہ آپ مجھے اپنی قبر انور کے پاس لے آئے۔ آپ نے تخت بچھایا جو ہلال کے قریب تھا۔ وہ اتنا دلفریب کہ میں مرکب نجاس کو اپنے ہاتھ سے پکڑنے اور تھامنے کی کیفیت میں تھا۔ آپ مجھے وہاں چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ پھر واپس آئے تو آپ نے ہاتھ میں خربوزہ، تازہ پنیر اور نرم نرم روٹی پکڑی ہوئی تھی۔ فرمانے لگے:

"کھالو۔ ایک دنیوی بادشاہ اس جگہ کھانے کی حسرت لیے مر گیا۔"

میں واپس آیا اور شیخ نور الدین طرابلسی کو یہ واقعہ سنایا تو وہ اسی وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے چل پڑے۔ پھر میں شیخ نور الدین شونی کے پاس گیا۔ انہیں بھی یہ واقعہ سنایا۔ اس وقت ان کے پاس "عرعر" بیٹھا ہوا تھا جو برکات سلطان مکہ کا صاحب الشریف تھا۔ وہ کہنے لگا:

"یہ جھوٹا خواب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص تم جیسوں کو زیارت کے بارے میں ڈانٹ پلائے اور غصہ کرے؟"

شریف عرعر اس رات جب سویا تو خواب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ آپ نے اسے فرمایا:

Marfat.com

''عبدالوہاب شعرانی کی بات صحیح ہے۔میں نے تینوں کو ڈانٹ پلائی ہے۔''

وہ پھر شیخ نورالدین کے پاس آیا اور اپنا واقعہ سنایا، پھر کہا کہ مجھے آپ نے فرمایا:

''اگر مصر میں شونی نہ ہوتا تو اس کے باسیوں پر اترتا جو اترتا۔''

امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب شیخ شونی کا انتقال ہوا، میں نے آپ کی قبر انور کو دیکھا کہ وہ جہاں تک نظر جاتی تھی اس قدر وسیع تھی اور آپ سبز ریشمی لحاف میں لپٹے ہوئے تھے، جس کی چوڑائی کھیت کی طرح ہے۔اس کے اڑھائی سال بعد تقریباً میں نے آپ کی پھر زیارت کی۔آپ نے مجھے فرمایا:

''مجھ پر چادر ڈال دو کیونکہ میں برہنہ ہوں۔''

میں آپ کے اس ارشاد کی مراد نہ سمجھ سکا۔پھر میرا بیٹا اسی رات فوت ہو گیا۔ہم اسے دفن کرنے کیلئے قبر میں اترے۔یہ قبر شیخ موصوف کے پہلو میں ''فسقیہ'' میں تیار کی گئی تھی۔میں نے آپ کو ریت پر برہنہ پڑے دیکھا۔آپ کے جسم پر آپ کا کفن نہ تھا اور نہ ہی اور کوئی کپڑے کا ٹکڑا تھا۔میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم بالکل تروتازہ ہے اور آپ کی پشت سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے، یعنی بعینہٖ جسم کی وہی حالت و کیفیت تھی جس حالت میں دفن کیا گیا۔آپ کے جسم میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔میں نے چادر کے ساتھ انہیں ڈھانپ دیا اور کہا:

''جب آپ قبر سے اٹھیں گے اور آپ کو فرشتے لباس پہنا دیں گے تو میری چادر میری طرف بھیج دینا۔''

یہ واقعہ اس پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ ''شہید محبت'' ہیں۔دو سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود آپ کا جسم اقدس بالکل صحیح سالم تھا۔زمین نے اسے معمولی سا بھی نقصان نہ پہنچایا اور جسم اقدس نہ پھٹا نہ پھولا اور نہ ہی اس میں بدبو پیدا ہوئی۔ہم نے آپ کی پشت سے بالکل تازہ تازہ خون بہتا دیکھا۔اس خون کی وجہ یہ تھی کہ آپ انتقال سے قبل جب بیمار ہوئے تو پورے ستاون دن کسی کو ہمت نہ پڑی کہ آپ کا پہلو بدلتا۔بس پشت کے بل آپ لیٹے رہے۔جس کی وجہ سے پشت کا گوشت پگھل گیا تھا۔انتقال کے بعد ہم نے روئی لے کر اسے باندھ دیا تھا اور کیلے کے پتے اس پر رکھ دیئے تھے۔آپ نے بیماری کے دوران کبھی ''اوں'' وغیرہ الفاظ جو درد کے وقت عادۃً نکلتے ہیں، کبھی نہیں نکالے۔

944 ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔

☆☆☆

Marfat.com

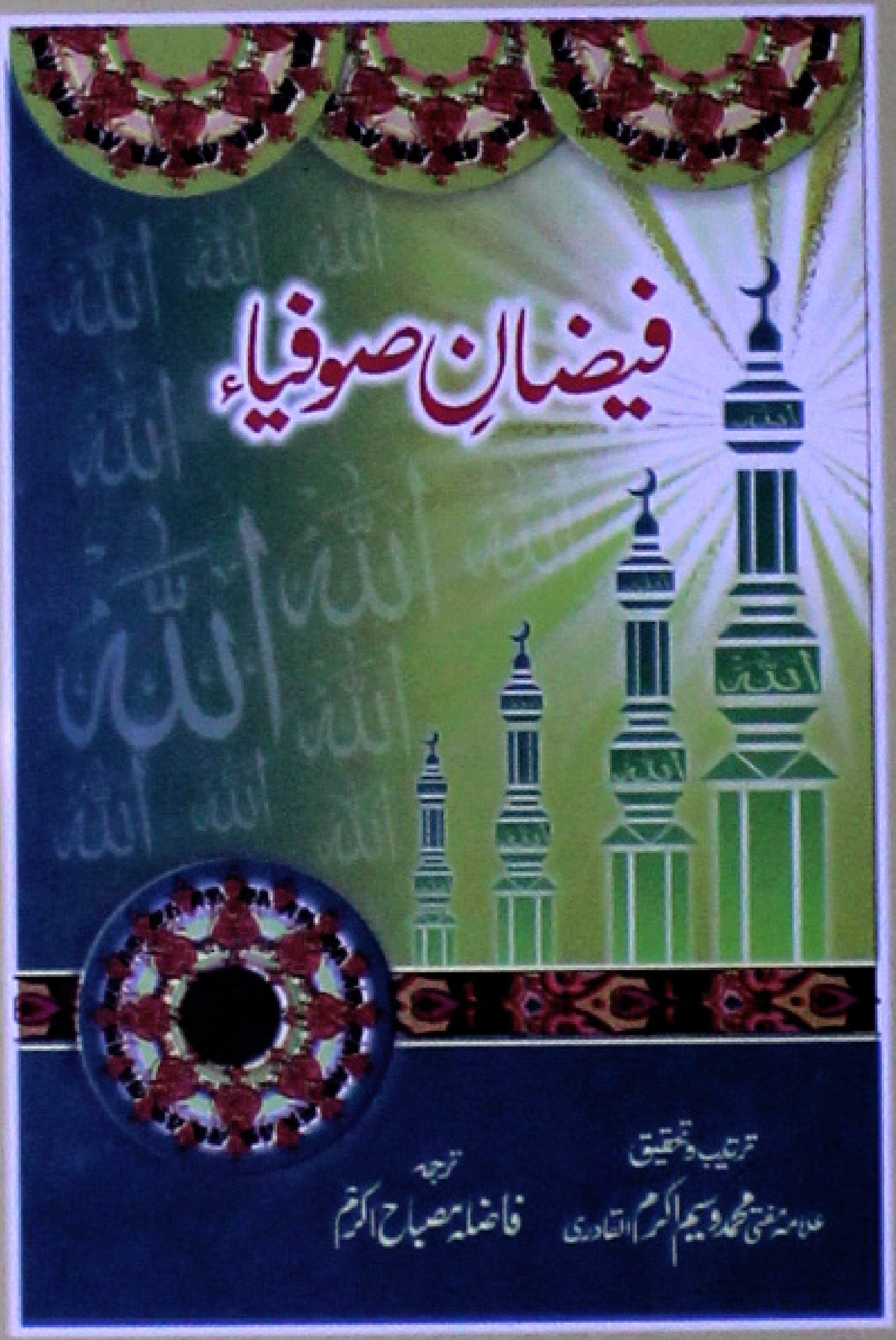

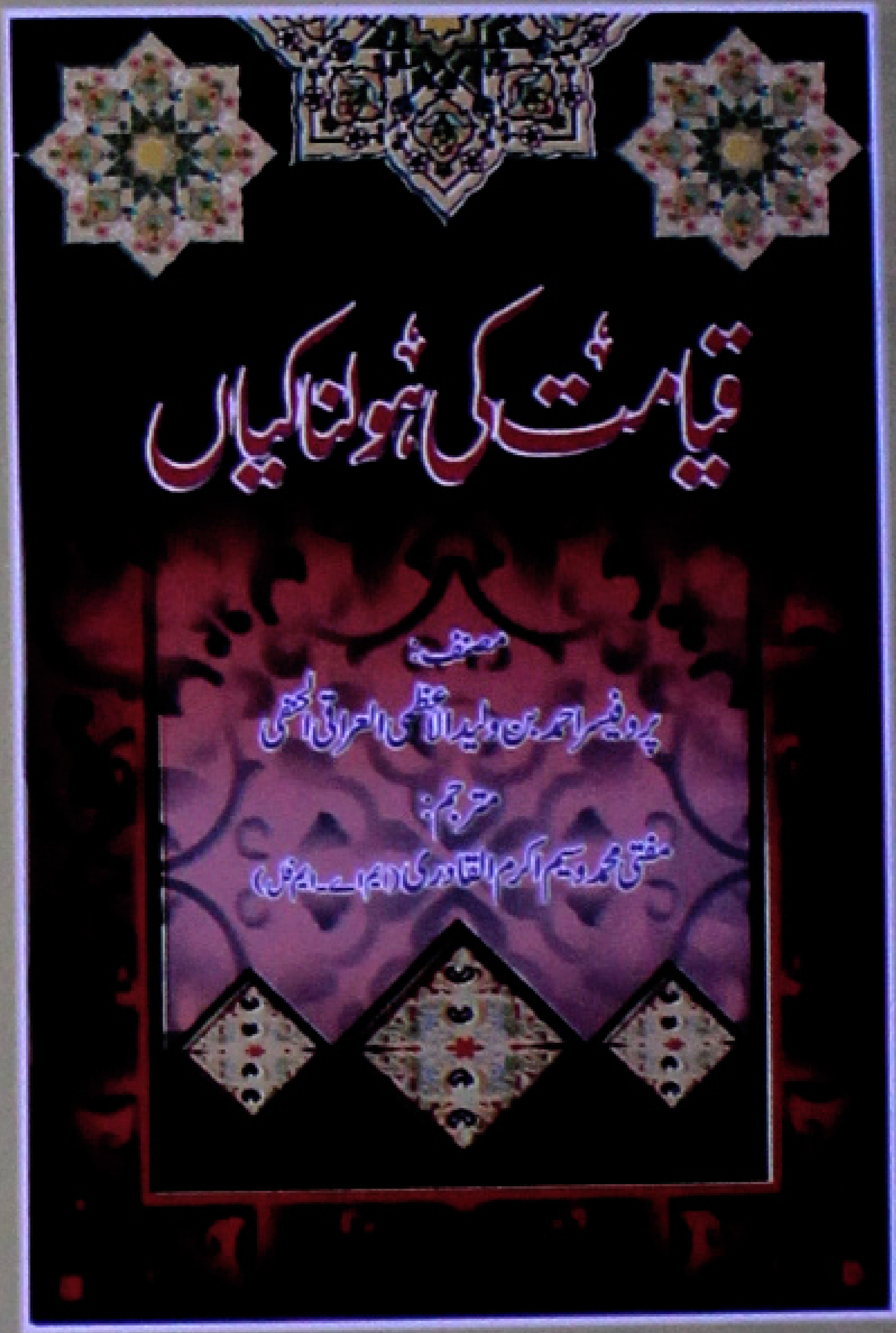

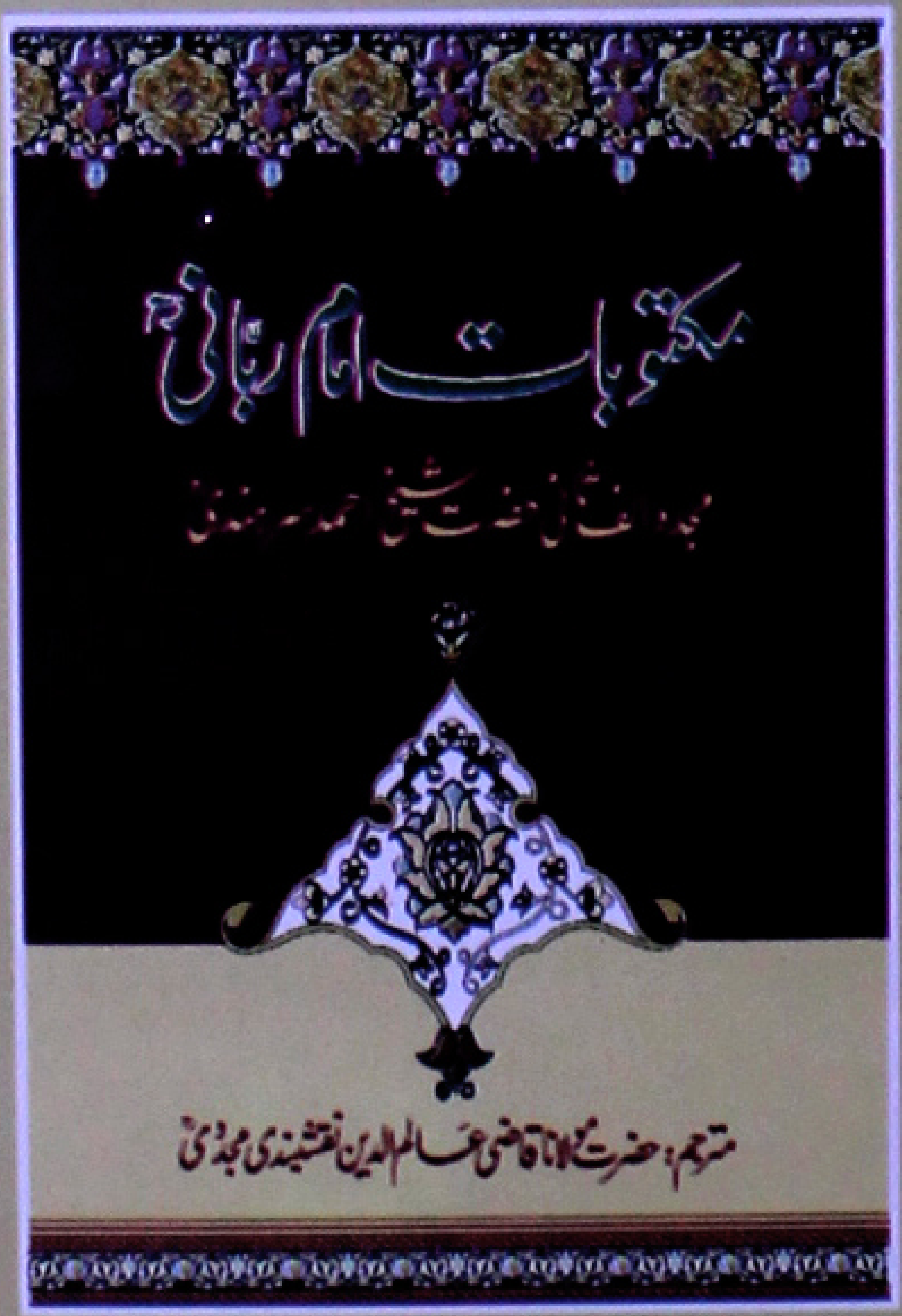

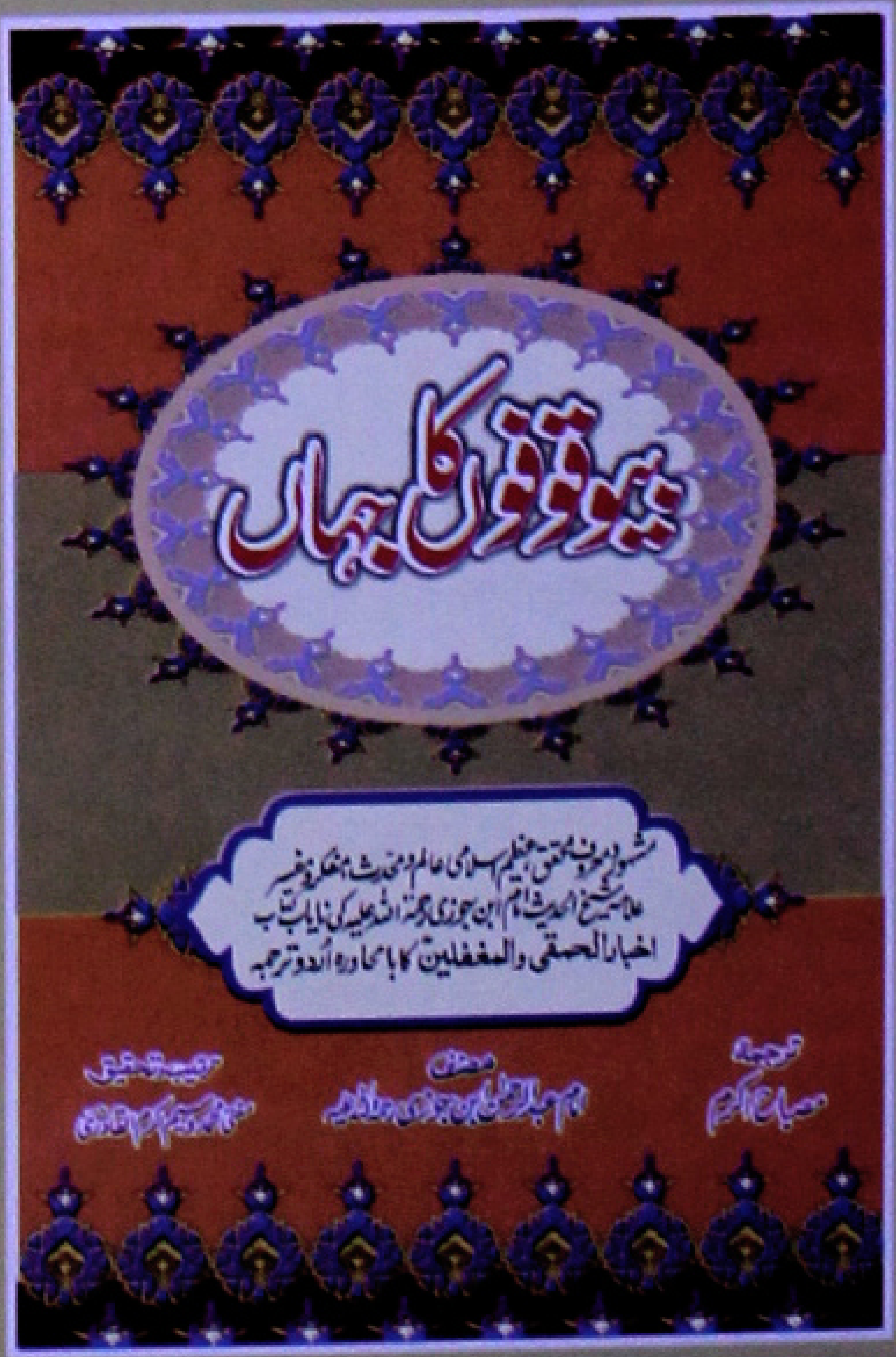

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور